انوار المصابیح
شرح
مشکوٰۃ المصابیح
شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ
ترجمہ وتشریح
شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج ماخوذ از
هداية الرواة
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
مکتبہ قدوسیہ
AlHidayah - الهداية

انوار المصابیح
شرح
مشکوۃ المصابیح
شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ
ترجمہ وتشریح
شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج ماخوذ از
هداية الرواة
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
مع منتخب تحقیقی افادات
استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ
ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ
تحقیق وتخریج مزید
حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ
تلمیذ رشید محدث العصر الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ
مکتبہ قدوسیہ

الحمد للہ کتاب مستطاب المسمی بہ

انوار المصابیح ترجمہ اردو مشکوٰۃ المصابیح

کا

دسواں پارہ

مترجم

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی مدظلہ العالی

شیخ التعلیم مدرسہ ریاض العلوم دہلی

(ناشر)

کتب خانہ مسعودیہ اردو بازار مچھلی والان دہلی

تقسیم ہند سے قبل دہلی میں مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ کی نگرانی میں شائع شدہ نسخے کا عکس

انوار المصابیح
شرح
مشکوٰۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب رحمہ اللہ التبریزی

انوار المصابیح

شرح

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هداية الرواة

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

اردو قالب تخریج	تکمیل ترجمہ	عنوانات
حافظ ندیم ظہیر	پروفیسر عدیل الرحمن	عمر فاروق قدوسی

فہرست مضامین

(۳) ...... بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

(۴) ...... بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر کے ثبوت کا باب

(۵)......بَابُ الِاعْتِصَامِ
بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

كِتَابُ الْعِلْمِ
علم کی فضیلت کے بیان میں یہ کتاب ہے

(۷) بَابُ اَحْکَامِ الْمِیَاہِ
پانی کے احکام

(۸) بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

(۹) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنے کا بیان

(۱۰) بَابُ التَّيَمُّمِ ...... تیمّم کا بیان

(۱۱) بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ
غسل کا مسنون بیان

(۱۲) بَابُ الْحَيْضِ ...... حیض کا بیان

(۱۳) بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کا بیان

كِتَابُ الصَّلَاةِ ...... نماز کا بیان

(۱) بَابُ الْمَوَاقِيتِ ...... نماز کے اوقات

(۲) بَابُ تَعْجِيلِ الصَّلَوٰاتِ

جلدی نماز پڑھنے کا بیان

(۳) بَابُ فَضِيلَةِ الصَّلَوٰاتِ

فضائلِ نماز کا بیان

(۴) بَابُ الْاَذَانِ ......اذان کا بیان

(۵) بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان اور اذان کا جواب دینے کی فضیلت

(۶) بَابُ تَأْخِيرُ الْاَذَانِ ......اذان کو موخر کرنا

(۷) بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مسجدوں کا اور نماز کے مقامات کا تذکرہ

(۱۳) بَابُ الرُّکُوْعِ ...... رکوع کا بیان

(۱۴) بَابُ السُّجُوْدِ وَفَضْلِهٖ
سجدہ کی کیفیت و فضیلت

(۱۵) بَابُ التَّشَهُّدِ ...... تشہد (التحیات) کا بیان

(۱۶) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا
رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا بیان اور درود شریف کی فضیلت

(۲۲) بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْیِ

ان وقتوں کا بیان جن میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے

(۲۳) بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت اور اس کی فضیلت کا بیان

(۲۴) بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صفوں کے برابر کرنے کا بیان

(۳۱) بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ
رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز کا بیان

(۳۲) بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ
تہجد کی نماز میں رضی اللہ عنہم کیا دعا پڑھتے تھے؟

(۳۳) بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ
رات کی عبادت (یعنی) ''تہجد کی نماز پر رغبت دلانا''

(۳۴) بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ
کاموں میں میانہ روی کا بیان

(۳۵) بَابُ الْوِتْرِ ...... وتر کا بیان

بَابُ الْقُنُوْتِ ...... قنوت کا بیان

(۳۷) بَابُ قِیَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان شریف کی عبادت اور تراویح کا بیان

(۳۸) بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰی

اشراق اور چاشت کی نماز کا بیان

(۳۹) بَابُ التَّطَوُّعِ

نفلی نماز کا بیان

(۴۰) بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِیْحِ

صلوٰۃ التسبیح کا بیان

(۴۱) بَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ ...... نماز سفر کا بیان

(۵۱)بَابٌ فِیْ سُجُوْدِ الشُّکْرِ

سجدۂ شکر کا بیان

(۵۲)بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ ......نمازِ استسقاء کا بیان

(۵۳)بَابٌ فِی الرِّیَاحِ وَالْمَطَرِ

ہواؤں کا بیان

❀❀❀❀

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں رسول ہدایت و رشد ﷺ کی حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے منتخب کر لیا۔ الحمد للہ اس سے پہلے مکتبہ قدوسیہ نے حضرت مولانا محمد داوٗد دراز دہلوی رحمہ اللہ کی شرح صحیح بخاری نہایت محنت و مشقت سے شائع کی تھی۔ مختلف اجزاء میں بے ترتیب بکھرا ہوا مواد جمع کیا۔ مقدمۃ البخاری ڈیڑھ سو صفحات میں برادرم عمر فاروق قدوسی نے جمع کیا۔ اسی طرح محنت شاقہ سے حدیثِ شریف کی سب سے اہم کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی۔ جبکہ اس کے علاوہ احادیث کی کچھ اور کتب بھی اعلیٰ معیار پر شائع کرنے کا موقع ملا۔ جن میں اللؤلؤ و المرجان، سلسلۂ احادیث صحیحہ، بھجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین، سنن ابی داؤد نمایاں ہیں۔

۱۸ سال پہلے جب میں نے تیس حصوں میں بکھری ہوئی پرانی کتابت شدہ صحیح بخاری کو جدید انداز میں شائع کرنے کا کام شروع کروایا اور تصحیح اور نظر ثانی کے مراحل سے گزر رہا تھا، انہی دنوں، مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ کی انوار المصابیح شرح مشکاۃ المصابیح میری نظر سے گزری۔ اسی وقت میں نے اس کو شائع کرنے کا ارادہ باندھ لیا اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا۔ مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ اس کتاب کو الگ الگ پاروں کی صورت میں شائع کر رہے تھے۔ جیسے ہی ایک پارہ مکمل ہوتا شائع کر دیتے۔ گیارہ پارے شائع ہوئے تھے کہ اللہ رب العزت کا بلاوا آ گیا اور یہ کام نامکمل رہ گیا۔ اس کی تکمیل کا مرحلہ بھی درپیش تھا۔ یہ مرحلہ بہت نفیس دوست پروفیسر عدیل الرحمٰن نے اپنی محبت اور محنت سے آسان کر دیا۔ کچھ حصے پر فضیلۃ الشیخ ابو الحسن مبشر احمد ربانی نے تخریج و نظر ثانی کا کام کیا۔ میں نے شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تین جلد میں شائع شدہ مشکوۃ المصابیح کی تحقیق کو بھی اس نسخہ پر اردو قالب میں نقل کروا لیا۔

اس ساری محنتِ شاقہ کے بعد یہ سارا کام میری بے ربط سی مشغولیت کے سبب طاق نسیاں ہو گیا۔ گاہے دل پر بوجھ پڑتا کہ یہ کتاب شائع ہونی چاہیے تھی اور پھر دوسرے کاموں میں الجھ جاتا۔ اس دوران حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب "ھدایۃ الرواۃ بتخریج احادیث مشکوۃ" شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو گئی۔ میرے بہت پیارے بھائیوں کی طرح عزیز دوست نصیر احمد کاشف نے تجویز پیش کی کہ کیوں نہ انوار المصابیح کا نسخہ اس کے مطابق کریں اور ہم، کہ جن کے لیے ایسے کٹھن فیصلے کبھی مشکل نہ رہے۔ جھٹ پرانا کام، کہ جس پر کثیر سرمایہ اور وقت صرف ہوا تھا، حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ ان سے عرض کیا آپ ہی کیجیے۔ انہوں نے جناب حافظ ندیم ظہیر سے تمام کام بہت جلد مکمل کروا کر کے اردو

قالب میں میرے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ پھر اس کی اشاعت میں تعطل آ گیا۔ بہر حال کارخانہ قدرت میں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے کہ ایک روز فرصت کے لمحات میں الفرقان ٹرسٹ کے مدیر عبدالرؤف کے ساتھ بیٹھے مشکاۃ المصابیح کا ذکر چل نکلا۔ تو انہوں نے اس اُلجھے کام کو سلجھانے کا وعدہ کر لیا اور واقعی تین ماہ کے قلیل عرصہ میں کمپیوٹر سے متعلقہ تمام کام مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حدیث رسول ﷺ سے محبت اور محنت قبول فرمائے۔ اس آخری مرحلے میں عمر فاروق قدوسی نے تجویز دی کہ جب اتنی محنت کر لی تو عنوان بندی بھی ہونی چاہیے۔ میں نے عرض کی کہ ”دماغ سوزی کا رواج کم ہوتا جا رہا ہے، کون اتنی محنت کرتا ہے۔ لوگ تو بے دھڑک کسی کی محنت کو اپنا کارنامہ قرار دینے کے عادی ہیں۔ اسی لیے عنوان بندی کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر مشاورت کے بعد فیصلہ ہوا کہ احادیث کو عنوان بھی دیا جائے۔ چنانچہ برادرم عمر فاروق قدوسی نے یہ سعادت حاصل کی ہے۔ آج یہ الفاظ اس لیے نوک قلم پر آ گئے کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ نقشِ اوّل کتنی راتوں کا لہو مانگتا ہے اور نقش ثانی، پکی ہوئی کھیتی، ہوتی ہے کہ جسے کاٹنا، آسان ہی تو ہوتا ہے۔

لیجیے! اب اس کتاب کو ہم اللہ کے حضور پیش کیے دیتے ہیں تاکہ ہم عاصیوں کی نجات کا ذریعہ بن جائے، کہ اس کی رحمت بے کنار ہے۔ اللہ رب العزت اس خدمت حدیث کو ہمارے اور ہمارے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

ابوبکر قدوسی

ستمبر ۲۰۱۴ء

خود نوشت

(مولانا) عبدالسلام بستوی مترجم مشکوٰۃ شریف

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

عبدالسلام بن شیخ یادعلی بن شیخ خدا بخش بن شیخ ظہور احمد رحمۃ اللہ علیہ اجداد کرام فیض آباد کے باشندے تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں فیض آباد کو خیر باد کہہ کر ضلع بستی کے موضع بشن پور علاقہ سوہانس تحصیل نوگڑھ میں سکونت پذیر ہوئے۔ صاحب الترجمہ کی ولادت غالباً ۱۳۲۷ھ میں بشن پور میں ہوئی۔ بغدادی قاعدہ پڑھنے کے بعد ریاست نیپال کے موضع مشٹرؔ گیا۔ اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب سے قرآن مجید ختم کر کے گھر آیا اور والدین کے ساتھ کلکتہ مٹیا برج گیا۔ یہاں پہنچنے کے پندرہ دن کے بعد والد مرحوم کا سایہ عاطفت اٹھ گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) سوائے والدہ محترمہ کے اور کوئی تربیت کرنے والا نہیں تھا۔ اس وقت دس (۱۰) برس کی عمر ہوگی۔ بسر اوقات کے لیے میل کی نماز مت کرلی۔ دن بھر کام کرتا اور رات کو محلّہ والوں سے اردو پڑھتا رہتا۔

ڈیڑھ سال تک یہی کیفیت رہی اور دینیات کی اس طرح تعلیم حاصل کرنے کے بعد بستی وطن مالوف کی طرف مراجعت کی۔ مدرسہ مفتاح العلوم بہت پورہ میں داخل ہوکر حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب نیپالی سے فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال کے بعد موضع پڑریا ریاست نیپال حضرت مولانا عبدالمجید مرحوم کی خدمت میں رہ کر گلستان، بوستان اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال کے بعد دہلی آیا اور مدرسہ حمیدیہ صدر بازار منڈی پان میں داخل ہوا۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی کے تاسیس کا یہ پہلا سال تھا۔ اس کے سالانہ اجلاس میں شریک رہا دہلی ۶ ماہ قیام کے بعد سہارنپور مظاہر العلوم میں آیا۔ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلف بذل المجہود شرح ابی داؤد کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت مولانا مرحوم لفظ ''حضرت'' سے یاد کیے جاتے تھے۔ حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی حضرت بہت محبت وشفقت سے پیش آتے۔ گاہے بگاہے صرف کے صیغے بھی دریافت فرماتے۔ ایک سال تک آپ نے اپنے ہی پاس رکھا اور حضرت مولانا مسعود احمد صاحب کے پاس اسباق مقرر فرما دیے۔ رفقاء درس میں مولانا رحمت اللہ صاحب خیرادی اور مولانا عبدالرحیم صاحب حسن پوری وغیرہ بھی تھے۔ مولانا مسعود احمد صاحب سے از سر نو عربی کی ابتدائی کتابیں میزان منشعب، نحو میر، صرف میر، پنج گنج، شرح مأتہ عامل وغیرہ اور مولانا عبدالمجید صاحب سے گلستان، بوستاں، اخلاق محسنی، احسن القواعد وغیرہ پڑھیں۔ دوسرے سال حضرت نے باقاعدہ مدرسہ مظاہر العلوم میں داخلہ کرا دیا۔ اور مدرسہ کے نصاب کے مطابق تعلیم حاصل کرنی شروع کردی، مولانا محمد صدیق صاحب سے کافیہ شرح تہذیب وغیرہ اور بعض اساتذہ سے جن کا نام گرامی اس وقت یاد نہیں آرہا ہے قدوری، شرح وقایہ، نور الایضاح، اصول الشاشی وغیرہ، قطبی، میر قطبی اور ملاحسن۔ اور مولانا اخلاق احمد صاحب سے نور الانوار، اور مولانا عبدالشکور صاحب ولایتی سے ہدایہ اولین، مختصر المعانی، ملاحسن اور مولانا ظہور الحسن صاحب سے شرح جامی، مولانا زکریا صاحب قدوسی سے کنز الدقائق وغیرہ پڑھیں۔ غرض پانچ سال تک مسلسل مظاہر العلوم میں رہ کر مذکورہ بالا کتابیں پڑھیں۔ نحو، صرف، فقہ، اصول فقہ، منطق کی اکثر کتابوں کے پڑھنے کے بعد حدیث پڑھنے کا جب وقت آیا تو غور وفکر کے بعد مدرسہ رحمانیہ دھلی آنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ رمضان ہی میں دھلی آگیا اور رمضانی تعطیل کی وجہ سے عارضی طور پر مدرسہ زبیدیہ نواب گنج میں رہا۔ رمضان کے بعد

داخلہ کا امتحان شروع ہوا۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اعظم گڈھی رحمہ اللہ اور دیگر اساتذہ کرام نے امتحان لے کر داخل مدرسہ کیا اور آٹھویں جماعت تک یہاں کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سے ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بخاری، مسلم اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اعظم گڈھی سے نسائی، شرح چغمنی، شمس بازغہ وتصریح ہدیہ سعیدیہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب بہاری سے جلالین حماسہ، مقامات، متنبی، سبعہ معلقہ مولانا سکندر علی ہزاروی سے حمد اللہ، صدرا، اقلیدس، شرح عقائد، امور عامہ میبذی، بیضاوی پڑھی۔ رحمانیہ سے فارغ ہوکر ندوہ لکھنو گیا۔ یہاں طبیعت نہیں لگی، تکمیل الطب کالج میں طب پڑھنے کے لیے داخل ہوا۔ اور نفیسی، سدیدی، کامل الصناعہ وغیرہ کتابیں پڑھیں، اور مدرسہ فرقانیہ میں فلسفہ کی کتاب شرح اشارات پڑھی۔ اسی اثنا میں دوبارہ دورۂ حدیث پڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ دورہ حدیث پڑھنے کے لیے دیو بند حاضر ہوا۔ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے داخلہ کا امتحان امور عامہ، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ کا امتحان لے کر دورہ حدیث میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ سے بخاری اور ترمذی حضرت مولانا غلام رسول خان صاحب سے مسلم اور حضرت مولانا اصغر حسین میاں صاحب رحمہ اللہ سے ابو داؤد اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب سے طحاوی، ابن ماجہ، اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سے مؤطا امام مالک اور مولانا محمد ابراہیم صاحب سے نسائی اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ سے شمائل ترمذی پڑھی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

دیو بند سے فارغ ہوکر دہلی آیا اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ پھاٹک حبش خان میں مقیم ہوا۔ حضرت مولانا سید عبدالحفیظ صاحب سے شرح اسباب اور قانون شیخ پڑھا۔ مولوی فاضل پنجاب کا امتحان دیا۔ اور اجازت حدیث کی سند حضرت مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیث رحمانیہ اور حضرت مولانا شرف صاحب دہلوی شیخ الحدیث مدرسہ سعیدیہ اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مدرسہ زبیدیہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری مؤلف تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی رحمہ اللہ نے دی، ان سب اساتذہ کرام رحمہ اللہ کا سلسلہ روایت حدیث شاہ ولی اللہ پر منتہی ہوتا ہے۔ جن کو قدرے تفصیل سے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

حضرت العلام مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم، حضرت الشیخ العلام عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب پنجابی، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سید العلام الفہام المحدث المفسر والفقیہ الکامل شیخ العرب والعجم مولانا سیدنا محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ المعروف بہ حضرت میاں صاحب المتوفی ۱۳۲۰ھ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت العلام مولانا شرف الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق صاحب ملتانی اور مولانا عبدالوہاب الضریر دہلوی اور مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی بھوپالی سے روایت کرتے ہیں پھر یہ تینوں حضرات شیخ الکل فی الکل حضرت میاں صاحب سے روایت کرتے ہیں۔

تو مجھ خاکسار عبدالسلام بستوی کو ان پانچوں اساتذہ کرام نے صحاح وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور ان سب حضرات کو اجازت دی السید العلام المحدث والمفسر والفقیہ الکامل شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اور ان کو اجازت دی حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ، نے ان کو اجازت دی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے، ان کو اجازت دی ان کے والد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے، ان کو اجازت دی شیخ ابو طاہر مدنی نے، ان کو اجازت دی ان کے والد شیخ ابراہیم کردی رحمہ اللہ نے جو کتاب الامم لا یقاظ الھمم کے مصنف ہیں اور شیخ احمد قشاشی نے، ان کو اجازت دی شیخ احمد بن عبدالقدوس الشناوی نے اور شیخ الشمس محمد بن احمد بن حمزہ الرملی نے اور ان کو اجازت دی شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری نے، ان کو اجازت دی شیخ الاسلام احمد بن علی بن الحجر العسقلانی نے، ان کو اجازت دی شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوخی نے، ان کو اجازت دی ابو العباس احمد بن ابی طالب الصالحی الحجار نے، ان کو اجازت دی شیخ سراج الدین ابی عبداللہ

الحسین بن المبارک زبیدی نے اور شیخ عبدالاوّل نے اور ان کو اجازت دی شیخ ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد الداوٗدی نے، ان کو اجازت دی ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ الحوی الرخسی نے، اور ان کو اجازت دی ابوعبداللہ بن یوسف الفربری نے اور ان کو اجازت دی سید المحد ثین امام ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

باقی سندیں المکتوب اللطیف الی المحد ث الشریف اور مقدمہ غایۃ المقصود مع حالہ نافعہ اور الارشاد الی مہمات الاسناد، کتاب الامم لا یقاظ الہمم اور اتحاف الاکابر میں ملاحظہ فرمائیں اور ہم نے کشف الملہم میں سلسلے کی سند تحریر کر دی ہے، ان سندوں کو ''ان الاسانید انساب الکتب'' کے طور پر ذکر کر دیا ہے تا کہ خاکسار راقم الحروف کو بھی اپنے اسلاف کے سلک مروارید میں منسلک ہونے کا شرف حاصل رہے۔

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام
فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل بود بس است
اولٓئك اٰبآءی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

۱۳۴۹ھ شوال کے مہینہ میں مدرسہ دارالحدیث والقرآن المشہور بمدرسہ حاجی علی جان چاندنی چوک دہلی میں بسعی مشکور حضرت مولانا احمد للہ صاحب شیخ الحدیث رحمانیہ اور حضرت مولانا ظہیر مرزا صاحب نواب لوہارو۔ حضرت الحاج مولانا عبدالغفار صاحب آف حاجی علی جان درس حدیث کے لیے بیٹھا۔ بحمد اللہ ۱۶ سال تک برابر درس حدیث دیتا رہا۔

نکاح:

۱۳۵۰ھ میں شیخ قربان علی صاحب ساکن بھٹ پڑا۔ ڈاک خانہ لوٹن ضلع بستی کی دختر نیک اختر ام سلمہ شاہ بانو سے شادی ہوئی۔ اور ۱۳۵۴ھ میں حاجی محمد یعقوب علی صاحب ساکن پڑریا ریاست نیپال کی صاحب زادی ام محمودہ بتول سے نکاح ہوا۔ بحمد اللہ یہ دونوں رفیقہ بقید حیات موجود ہیں اور دونوں سے حسب ذیل اولادیں ہیں۔

اولاد:

پہلی خاتون سے عبدالرشید، عبدالحلیم ثانی، عبدالعزیز، عبدالمنان، آمنہ بقید حیات موجود ہیں اور عبدالحلیم اوّل ایک ماہ اور عبدالعظیم دو سال زندہ رہ کر داغ مفارقت دے کر خدا کو پیارے ہوگئے۔ اور دوسری خاتون سے عبدالحی، عبدالحنان، محمودہ، مسعودہ موجود ہیں۔ اور عبدالصمد ۲۵ روز اور حمیدہ دو سال زندہ رہ کر ذخیرہ آخرت ہوگئے۔

تقسیم ملک کی ناگہانی آفت:

۱۳۶۶ھ تک مدرسہ حاجی علی جان میں درس حدیث کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر ۱۳۶۶ھ میں قیامت خیز حادثہ سے وطن مالوف جانا پڑا، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوا۔ تقریباً سو سال کے بعد غلامی کے پنجرے سے نکلے تو اس کی خوشی میں اپنے بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ آزادی کی شراب پی کر ایسے مست ہوئے کہ آپے سے باہر ہوگئے۔ آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ جو چیزیں غیروں

کے لیے تیار کی گئی تھیں، وہ اپنے ہی بھائیوں پر استعمال کی گئیں۔ اِدھر کی دنیا اُدھر اور اُدھر کی دنیا اِدھر ہوگئی۔ ''انقلاب زندہ باد'' کا نعرہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ دہلی چونکہ ملک کا دارالحکومت ہے۔ اس وجہ سے یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہاں بھی ہلاکو، چنگیز خاں کی سیاہ تاریخ کے اوراق کھولے جائیں گے۔ اس لیے سب اپنی جگہ مطمئن اور خوش تھے، جشن آزادی کے موقع پر دونوں بھائی برابر شریک رہے۔ تمام شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ چاندنی چوک اور کمپنی باغ تو بقعۂ نور بنے ہوئے تھے۔ ہمارا کتب خانہ اسی چاندنی چوک متصل گھنٹہ گھر کوچہ خانچند کی مسجد حاجی علی جان مرحوم کے شمالی کمرے میں تھا۔ اس سترہ (۱۷) سالہ زندگی میں درس تدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ اور مختلف مضامین پر بحمد اللہ وفضلہ بہت سی مفید اور کار آمد کتابیں لکھیں جن میں سے بہت سی چھپ کر مقبول عام و خاص ہوگئیں اور کچھ کتابیں اب تک بھی نہیں چھپ سکیں، ان غیر مطبوعہ ہی سے بعض خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جن کے ضائع ہونے کا بڑا سخت صدمہ ہے۔ (۱) ابن ماجہ شریف کی عربی مطول شرح (۲) الصمصام الباری علی عنق جارح البخاری (۳) خیر المتاعد فی مسائل الرضاعۃ (۴) اللعب بالشطرنج (۵) حقوق الزوجین (۶) متفرق مضامین۔ یہ سب کتابیں اسی کتب خانہ میں تھیں، ان کے علاوہ اپنی اور دیگر مصنفین کی مطبوعات ہزاروں کی تعداد میں تھیں۔ جن کی لاگت تقریباً اسی (۸۰) ہزار روپے کی تھی، یہ بیش بہا ذخیرہ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۷ء کے قیامت خیز حادثہ میں برباد کر دیا گیا۔ اس ناقابل تلافی نقصان سے دل و دماغ یک لخت ماؤف ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مراجعت وطن بستی:

سہ ماہی حصار کے بعد مراجعت وطن کے وقت راستہ میں بہت سا سامان ضائع ہوگیا۔ اس میں بھی بڑی بڑی بیش بہا اور قیمتی چیزیں تھیں۔ الغرض بہت سی تکلیفیں اٹھانے کے بعد اپنے وطن بستی پہنچا۔ چونکہ ۲۷ سال دہلی میں قیام کرنے کی وجہ سے وطن کے جدی مکان پر اغیار کا قبضہ تھا، اس لیے جا کر عزیزوں میں ٹھہرا۔ لیکن ان لوگوں کے غیر شریفانہ سلوک نے زخم پر نمک پاشی کا کام کیا۔ سچ ہے ؎

بوقت تنگ دستی آشنا بے گانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیانہ می گردد

اَلْـمَـرْءُ فِـیْ ذَمَـنِ الـقبـال کـالشـجرۃ والناس من حولها ما دامت التمر حتی اِذَا رَاحَ عَنْهَا حَمْلُهَا وانـصـرفـوا وخـلـفـوا تقاسی الحرّ والغُبَر۔ یہ زخم ابھی مندمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ یکے بعد دیگرے دو بچوں حمیدہ اور عبدالعظیم کے انتقال پر ملال سے رہی سہی عقل بھی جاتی رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

جگر شق ہوتا ہے فولاد کا
بڑا غم ہوتا ہے اولاد کا

بے کاری و بیماری اور بعض اقارب کالعقارب کی نیش زنی نے پریشانیوں میں مزید اضافہ کر دیا۔ کیفیت یہ رہی کہ میں کہیں اور بچے، بحالت کسمپرسی کچھ ضلع بستی میں اور کچھ علاقہ نیپال میں تھے، کیونکہ اپنا مکان نہیں اور کرایہ کا مکان ملتا نہ تھا۔ اس بیماری کی حالت میں مکان تلاش کرنے نکلا۔ علاقہ نیپال و ضلع بستی کے دورے میں طبیعت کو ایک طرف متوجہ کرنے کے لیے اسلامی تعلیم کا ضائع شدہ حصہ دوبارہ قلم بند کرنا شروع کیا۔ کسی جگہ مستقل قیام نہ ہونے کی وجہ سے دو ایک صفحہ کسی جگہ اور دو چار ورق کہیں لکھ لیا کرتا تھا۔ مہینوں یہی حالت رہی کہ صبح کہیں اور شام کہیں ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

مکان کی جستجو میں اسٹیٹ الیدہ پور کے موضع ششھنیاں پہنچا۔ وہاں جناب محترم مولانا عبدالجلیل صاحب ناظم دارالعلوم سے گرا پڑا مکان خریدا۔ اس کو دوبارہ تیار کر کے بچوں کو بسایا۔ اسی دوران میں حضرت امین القوم حاجی محمد صالح آف حاجی علی جان صاحب مرحوم دہلوی مدظلہٗ کے بغرض طلبی بہت سے خطوط موصول ہو چکے تھے۔ میں مذکورہ بالا مجبوریوں کی وجہ سے حاضر خدمت ہونے سے قاصر تھا۔ اس طرح ایک گونہ سکون ہونے کے بعد اگست ۱۹۴۸ء میں دہلی آیا۔ اور ایک ماہ کی بیکاری کے بعد مخلص و مونس صادق جناب مولانا سید تقریظ احمد صاحب ادام اللہ فیوضہٗ کی سعی مشکور سے مدرسہ ریاض العلوم مچھلی والان میں درس حدیث کا شرف حاصل ہوا۔ فللہ الحمد

خدا کے فضل و کرم سے ۱۳۴۹ھ سے اب تک ۱۳۷۸ھ اس درس و تدریس اور تالیف و تصنیف اور فتویٰ نویسی کے اشرف المشاغل میں مصروف ہوں۔ باقی عمر بھی اللہ تعالیٰ اسی شغل میں رکھ کر ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

تصانیف:

درس تدریس کے بعد جو وقت مل جاتا ہے اس میں فتویٰ نویسی تالیف و تصنیف کا کام کرتا رہتا ہوں۔ مختلف مضامین پر مختلف اسلامی کتابیں لکھی ہیں۔ بحمد اللہ وہ سب مفید اور مقبول عام ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بعض مطبوعہ کتابیں یہ ہیں اسلامی صورت، اسلامی پردہ، اسلامی عقائد، اسلامی وظائف، مصباح المومنین ترجمہ بلاغ المبین، کشف الملہم، خواتین جنت، اسلامی توحید، حلال کمائی، اخلاق نامہ، کلمہ طیبہ کی فضیلت، ایمان مفصل، کتاب الجمعہ، اسلامی تعلیم آٹھ حصے، رسالہ اصول حدیث، فضائل حدیث، فضائل قرآن، زبان کی حفاظت، انوار المصابیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح، ماہنامہ الاسلام جو ماہ بماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ مذمت حسد وغیرہ۔

حج:

برسوں سے آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ بحمد اللہ اوّل دفعہ ۱۳۶۸ھ میں یہ تمنائے صادق پوری ہوئی۔ جس کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ ۳ ذوالقعدہ ۱۳۶۸ھ کو دہلی ریاض العلوم سے اس مقدس سفر کے لیے روانہ ہو کر بمبئی ۴ ذوالقعدہ کو آیا۔ ۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۶۸ھ کو محمدی جہاز سے سوار ہو کر ۴ ذوالحجہ کو جدہ پہنچا اور ۶ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت نصیب ہوئی فللہ الحمد۔ ۸ر کو منیٰ ۹ر کو عرفات دسویں کی شب مزدلفہ دسویں کو منیٰ گیا۔ یہاں کے مناسک ادا کیے۔ اسی طرح ہر رکن کو ادا کیا اور ۸ر نومبر ۱۹۴۹ء کو طواف الوداع کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ بحمد اللہ ۱۸ر محرم، ۱۰ر نومبر کو ظہر کے وقت دیار رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر برسوں کی تمنا پوری ہوئی اور عمر بھر کی دعاء خلعت قبول سے مشرف ہوئی۔ گیارہ روز تک ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' میں حاضری کے ساتھ ہی سلام کے فرائض کو بطریق سنت انجام دیتا رہا۔ ۲۸ر محرم الحرام ۱۳۶۹ھ ۲۰ر نومبر ۱۹۴۹ء کو دربار رسالت سے رخصت ہو کر ۳۰ محرم ۲۳ نومبر کو جدہ آیا۔ ۱۹ صفر ۱۳۶۹ھ کو اکبری جہاز سے روانہ ہو کر ۲ ربیع الاول کو بمبئی اترا۔ ۶ ربیع الاوّل ۶۹ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۹ء سہ شنبہ کو صبح کو خیر و عافیت کے ساتھ دہلی واپس آ گیا۔ اس مبارک سفر کے واپسی کے بعد درس و تالیف کے شغل میں مصروف ہو گیا۔

دوسرا سفر حج:

لیکن دل ہی دل میں آرزو رہی کہ خدایا وہ کون سا دن آئے گا کہ تیرے بیت عتیق کی زیارت سے پھر مشرف ہو جاؤں آخر خدا نے اس تمنا صادق کو قبولیت کے زیور سے مزین فرمایا۔ فللہ الحمد۔ یعنی ۱۴ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۵۸ء کو اس مبارک سفر کے لیے نکلا۔ بمبئی پہنچ کر ایک ہفتہ قیام کے بعد ۱۳ جون کو محمدی جہاز سے روانہ ہوا۔ اسی جہاز میں عبدالمنان کی ولادت ہوئی جس کا

اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ جہاز ۲۱ جون کو جدہ پہنچا۔ اور ۲۲ جون ۵۸ء یکشنبہ کو مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔ اور مناسک حج ادا کیے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۵۸ء کو مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اور آٹھ روز دربار رسالت کی حاضری دی۔ یکم اگست ۱۹۵۸ء کو جدہ آیا۔ ۲۱ اگست ۵۸ء کو محمدی جہاز سے روانہ ہوکر ۲۸ اگست کو بمبئی پہنچا۔ اور ۲ ستمبر ۱۹۵۸ء منگل کے دن صبح ۱۰ بجے دہلی پہنچا، ۱۳ جون ۵۸ء منگل کے دن ۳ بجے بعد ماز ظہر دہلی سے اس مقدس سفر کے لیے چلا تھا اور ۲ ستمبر ۵۸ء منگل کے دن ۱۰ بجے صبح دہلی واپس آیا۔ گویا اس تین مہینے کا سفر ۵ گھنٹے کے فرق میں ختم ہوگیا۔ ؎

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

بعض اسلاف کرام نے اپنے اپنے صحیح حالات ومناقب کو تحدث نعمت کے بناء پر اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے، جیسے حافظ ابن حجر، علامہ سیوطی اور شیخ عبدالوہاب شوانی رحمۃ اللہ علیہم۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''تحدث بالنعمۃ'' کے طور پر لکھا ہے انما ذکرت مناقبی اقتداءً بالسلف الصالح وتحدثا بنعمة الله تعالىٰ لا افتخارا على الاقران ولا طلبا للدنيا واى قدر للدنيا حتى اطلب تحصيلها بما فيه ذهاب الدين وقد ظهر شي ومضى اطيب عمرى وعيشى ودنى رحيلى انتهى وهٰكذا اَنَا اَقُوْلَ: اللهم الغفرلى والولدى والمشائخى وللمؤمنين والمؤمنات والصلوٰة والسلام على جميع الانبياء والمرسلين وعلى سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد صلى الله عليه وعلىٰ اٰله واصحابه واتباعه الى يوم الدين۔

ذیل میں اصول حدیث کے متعلق چند باتیں عرض کرتا ہوں تا کہ مشکوٰۃ پڑھنے والوں کے لیے حدیث کی اصطلاح سمجھنے میں آسانی ہو۔

مُقَدَّمَهُ اْلِامَامِ التَّبْرِيْزِيّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَا يُّضْلِلْهُ، فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَكُوْنُ لِلنَّجَاةِ وَسِيْلَةً، وَلِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ كَفِيْلَةً، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، الَّذِيْ بَعَثَهٗ وَطُرُقُ (وَحَالُ) اْلاِيْمَان قَدْ عَفَتْ آثَارُهَا، وَخَبَتْ اَنْوَارُهَا، وَوَهَنَتْ اَرْكَانُهَا، وَجُهِلَ مَكَانُهَا، فَشَيَّدَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ مِنْ مَّعَالِمِهَا مَا عَفٰى، وَشَفٰى مِنَ الْعَلِيْلِ فِيْ تَائِيْدِ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ مَنْ كَانَ عَلٰى شَفَا وَاَوْضَحَ سَبِيْلَ الْهِدَايَةِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّسْلُكَهَا، وَاَظْهَرَ كُنُوْزَ السَّعَادَةِ لِمَنْ قَصَدَ اَنْ يَّمْلِكَهَا

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِهٖ لَا يَسْتَتِبُّ اِلَّا بِاْلاِقْتِفَاءِ لِمَا صَدَرَمِنْ مِّشْكَاتِهٖ وَلَاْعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللّٰهِ لَا يَتِمُّ اِلَّا بِبَيَانِ كَشْفِهٖ، وَكَانَ (كِتَابُ الْمَصَابِيحِ)۔ الَّذِيْ صَنَّفَهُ اْلاِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ، قَامِعُ الْبِدْعَةِ، اَبُوْ مُحَمَّدِ الْحُسَيْنِ بْنُ مَسْعُوْدِ الْفَرَّاءُ الْبَغْوِيُّ، رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهٗ اَجْمَعَ كِتَابٍ صُنِفَ فِيْ بَابِهٖ، وَاَضْبَطَ لِشَوَارِدِ اْلاَ حَادِيْثِ وَاَوَابِدِهَا وَلَمَّا سَلَكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَرِيْقَ اْلاِ خْتِصَارِ، وَحَذَفَ اْلاَ سَانِيْدَ، تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ النُّقَّادِ، وَاِنْ كَانَ نَقْلَهٗ۔ وَاِنَّهٗ مِنَ الثِّقَاتِ۔ كَاْلاِسْنَادِ، لٰكِنْ لَيْسَ مَافِيْهِ اِعْلَامٌ كَاْلاِغْفَالِ، فَاسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَاسْتَوْفَقْتُ مِنْهُ فَاَعْلَمْتُ مَا اَغْفَلَهٗ، فَاَوْدَعْتُ كُلَّ حَدِيْثٍ مِنْهُ فِيْ مَقَرِّهٖ كَمَا رَوَاهُ اْلاَئِمَّةُ الْمُتْقِنُوْنَ، وَالثِّقَاتُ الرَّاسِخُوْنَ مِثْلَ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ، وَاَبِي الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيِّ، وَاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ اْلاَ صْبَحِيِّ، وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيِّ، وَاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ جَنْبَلِ الشَّيْبَانِيِّ وَاَبِيْ عِيْسٰى مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى التِّرْمِذِيِّ، وَاَبِيْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنِ اْلاَ شْعَثِ السِّجْسْتَانِيْ، وَاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبِ النَّسَائِيِّ وَاَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيِّ، وَاَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيِّ، وَاَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيِّ وَاَبِيْ بَكْرٍ اَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْبَيْهَقِيِّ، وَاَبِي الْحَسَنِ رَزِيْنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدَرِيِّ، وَغَيْرِ هِمْ، وَقَلِيْلٌ مَّاهُوَ۔

وَاِنِّيْ اِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيْثَ اِلَيْهِمْ كَاَنِّيْ اَسْنَدْتُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِاَنَّهُمْ قَدْ فَرَغُوْا مِنْهُ، وَاَغْنَوْنَا عَنْهُ۔ وَسَرَدْتُّ الْكُتُبَ وَاْلاَبْوَابَ كَمَا سَرَدَهَا، وَاقْتَفَيْتُ اَثَرَهٗ فِيْهَا، وَقَسَمْتُ كُلَّ بَابٍ غَالِباً عَلٰى فُصُوْلٍ ثَلَاثَةٍ:

اَوَّلُهَا: مَا اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ اَوْ اَحَدُهُمَا، وَاكْتَفَيْتُ بِهِمَا وَاِنِ اشْتَرَكَ فِيْهِ الْغَيْرُ، لِعُلُوِّدَرَجَتِهِمَا فِي الرِّوَايَةِ

وَثَانِيْهَا: مَا اَوْرَدَهُ غَيْرُ هُمَا مِنَ اْلاَئِمَّةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ وَثَالِثُهَا: مَا اشْتَمَلَ عَلٰى مَعْنَى الْبَابِ مِنْ مُّلْحَقَاتٍ مُّنَاسِبَةٍ مَّعَ مُحَافَظَةٍ عَلَى الشَّرِيْطَةِ وَاِنْ كَانَ مَاْثُوْراً عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ ثُمَّ اِنَّكَ اِنْ فَقَدْتَّ حَدِيْثاً فِيْ بَابٍ، فَذٰلِكَ عَنْ تَكْرِيْرٍ اُسْقِطُهٗ وَاِنْ وَّجَدْتَّ آخَرَ بَعْضَهٗ مَتْرُوْكاً عَلَى اخْتِصَارِهٖ، اَوْ مَضْمُوْماً اِلَيْهِ تَمَامُهٗ، فَعَنْ دَاعِيْ اِهْتِمَام

اَتْرُكُهُ أُلْحِقُهُ وَإِنْ عَثَرْتَ عَلَى اخْتِلَافٍ فِي الْفَصْلَيْنِ مِنْ ذِكْرِ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ فِي الْاَوَّلِ، وَذِكْرِهِمَا فِي الثَّانِي فَاعْلَمْ اَنِّي بَعْدَ تَتَبُّعِي كِتَابَيِ ((الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ)) لِلْحُمَيْدِيِّ، وَ ((جَامِعِ الْاُصُوْلِ)) اِعْتَمَدْتُّ عَلٰى صَحِيْحَيِ الشَّيْخَيْنِ وَمَتْنَيْهِمَا۔

وَاِنْ رَأَيْتَ اخْتِلَافاً فِي نَفْسِ الْحَدِيْثِ؛ فَذٰلِكَ مِنْ تَشَعُّبِ طُرُقِ الْاَحَادِيْثِ، وَلَعَلِّيْ مَا اطَّلَعْتُ عَلٰى تِلْكَ الرِّوَايَةِ الَّتِيْ سَلَكَهَا الشَّيْخُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَلِيْلًا مَّا تَجِدُ اَقُوْلُ: مَا وَجَدْتُّ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي كُتُبِ الْاُصُوْلِ، اَوْ وَجَدْتُّ خِلَافَهَا فِيْهَا فَاِذَا وَقَفْتَ عَلَيْهِ فَانْسِبِ الْقُصُوْرَ اِلَيَّ لِقِلَّةِ الدِّرَايَةِ، لَا اِلٰى جَنَابِ الشَّيْخِ رَفَعَ اللّٰهُ قَدْرَهُ فِي الدَّارَيْنِ، حَاشَالِلّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ اِذَا وَقَفَ عَلٰى ذٰلِكَ نَبَّهَنَا عَلَيْهِ، وَاَرْشَدَنَا طَرِيْقَ الصَّوَابِ وَلَمْ آلُ جُهْداً فِي التَّنْقِيْرِ وَالتَّفْتِيْشِ بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ، وَنَقَلْتُ ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافَ كَمَا وَجَدْتُّ وَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ غَرِيْبٍ اَوْضَعِيْفٍ اَوْ غَيْرِهِمَا؛ بَيَّنْتُ وَجْهَهُ غَالِبًا وَمَا لَمْ يُشِرْ اِلَيْهِ مِمَّا فِي الْاُصُوْلِ؛ فَقَدْ قَفَّيْتُهُ فِيْ تَرْكِهِ، اِلَّا فِيْ مَوَاضِعَ لِغَرَضٍ وَرُبَمَا تَجِدُ مَوَاقِعَ مُهْمَلَةً وَذٰلِكَ حَيْثُ لَمْ اَطَّلِعْ عَلٰى رَاوِيْهِ فَتَرَكْتُ الْبَيَاضَ۔ فَاِنْ عَثَرْتَ عَلَيْهِ فَاَلْحِقْهُ بِهٖ، اَحْسَنَ اللّٰهُ جَزَاءَكَ وَسَمَّيْتُ الْكِتَابَ: ((مِشْكَاةُ الْمَصَابِيْحِ))۔

وَاَسْاَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيْقَ وَالْاِعَانَةَ وَالْهِدَايَةَ وَالصِّيَانَةَ، وَتَيْسِيْرَمَا اَقْصِدُهُ، وَاَنْ يَّنْفَعَنِيْ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْحَكِيْمِ۔

مقدمہ امام تبریزی رحمہ اللہ

سب تعریف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے ہم سب اسی کی خوبی بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں، اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے برے عملوں سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت دے دی ہے۔ اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جس کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ایسی گواہی جو نجات کا ذریعہ اور درجات کی بلندی کے لیے ضامن ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے وہ رسول ہیں جن کو ایسی حالت میں دنیا میں بھیجا، جبکہ ایمان کے راستوں کے نشانات مٹ چکے تھے اور ایمانی راہوں سے روشنی (بھی) بجھ چکی تھی، اور اس کے ارکان مضمحل و کمزور ہو چکے تھے اور ان کا مکان اور مرتبہ نا معلوم ہو گیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایمان کے مٹے ہوئے نشانات کو بلند اور مضبوط کر دیا اور کلمہ توحید کی تائید میں اس بیمار کو (جو کفر و شرک کی گمراہی میں پڑ کر) موت کے کنارے پہنچ چکا تھا شفا بخشی اور آپ نے ہدایت کے راستہ کو اس شخص کے لیے کھول دیا جو اس پر چلنا چاہے اور نیک بختی کے خزانوں کو آپ نے اس شخص کے لیے ظاہر فرما دیا جو اس کا مالک بننا چاہے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ کے راستہ کی پیروی اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ اس چیز کی پوری پوری فرمانبرداری نہ کی جائے جو آپ کے سینہ مبارک سے صادر اور ظاہر ہوئی ہے یعنی آپ کی احادیث کی جب پوری طور پر تابعداری کی جائے تب اتباع کا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے اور اللہ کی اس کتاب پر پورا اعتصام و اعتماد کامل نہیں ہو سکتا مگر آپ کے بیان و تشریح و تفسیر کے ساتھ یعنی قرآن مجید پر اسی وقت عمل ہو سکتا ہے جبکہ آپ کی صحیح حدیثوں پر عمل کیا جائے، جو

کتابیں حدیث کے بارے میں لکھی گئی ہیں ان سب میں المصابیح اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب تھی جس میں مختلف حدیثوں کو یکجا جمع کر دیا گیا تھا اور اس کتاب المصابیح کے مؤلف سنت کے زندہ کرنے والے اور بدعت کے مٹانے والے امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے چونکہ مصنف رحمہ اللہ نے اس مصباح میں اختصار کے راستہ کو اختیار کیا اور سندوں کو حذف فرما دیا ہے اس لیے حدیث کے بعض پرکھنے اور جانچ پڑتال کرنے والوں نے اعتراض کیا کہ صحابی اور کتاب کے حوالہ کے چھوڑ دینے سے صحیح وضعیف نہیں معلوم ہوتی ہے اور نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے اور بغیر سند اور بغیر حوالہ کتاب کے عام طور پر لوگ حدیث کا اعتبار نہیں کرتے ہیں یہ (گو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں حضرت مؤلف رحمہ اللہ ثقہ اور سچے عالموں میں سے ہیں اور ان کا بغیر سند کے بیان کر دینا گویا سند کے ساتھ بیان کر دینا ہے لیکن نشان اور پتے والی چیز بے نشان اور بے پتے کی طرح نہیں ہوسکتی ہے) اور پتہ اور بغیر پتہ دونوں برابر نہیں ہے اس لیے معترضین کا اعتراض درست تھا، میں نے ان معترضین کے اعتراض کو ملحوظ نظر رکھ کر اس کتاب مصابیح کے دوبارہ ترتیب دینے کا ارادہ کر لیا، اور اس کام کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور اس سے اس کی توفیق چاہی، (چنانچہ اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور اسی کی توفیق واعانت سے) میں نے بے نشان والی حدیثوں کو نشان والی بنا دیا اور متروک صحابی وکتاب کا نام ظاہر کر دیا، اور ہر حدیث کو اس کے ٹھکانے پر رکھ دیا جس طرح حدیث کے ان اماموں نے روایت کیا ہے جو نہایت مستحکم ومضبوط اور ثقہ وسچے دیانتدار وصاحب امانت تھے، جیسے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری اور ابو الحسین مسلم بن الحجاج قشیری اور ابوعبداللہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی، اور ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل الشیبانی اور ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ الترمذی، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی اور ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی اور ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، اور ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی اور ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی اور ابوبکر احمد بن حسین البیہقی اور ابو الحسن رزین بن معاویہ العبدری وغیرہم ان کے نام حدیث کے آخر میں لکھ دیے ہیں اور کتاب کا حوالہ بھی ساتھ دے دیا ہے، اور جب میں کسی حدیث کو ان اماموں کی طرف منسوب کروں اور یہ کہوں کہ اس حدیث کو مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، تو گویا میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے (یعنی کسی حدیث کے ساتھ ان مذکورہ ائمہ کا نام لے لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس حدیث کی سند ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہے اور یہ حدیث متصل اور مستند ہے) کیونکہ ان بزرگوں نے سند سے فراغت حاصل کر لی ہے اور ہم کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تو اس لیے ہم نے پوری سند کو حذف کر دیا ہے شروع حدیث میں اس صحابی کا نام ذکر کر دیا ہے جس سے وہ حدیث مروی ہے اور آخر میں ان بزرگوں کا نام لے لیا ہے جنہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو بیان فرمایا ہے) جس طرح مصابیح کے مولف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصابیح کو ابواب اور کتب پر منقسم کیا ہے میں نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور میں نے اس معاملہ میں ان کے نقش قدم کی پیروی کی ہے یعنی میں نے بھی مشکوٰۃ کو ابواب وکتب وفصل پر مرتب کیا ہے) پہلے ایک باب منعقد کیا ہے اور ہر باب کو اکثر تین فصلوں پر منقسم کیا ہے پہلی فصل میں وہ حدیثیں ہیں جن کو شیخین امام بخاری وامام مسلم دونوں نے یا ان دونوں میں سے کسی ایک نے بیان کیا ہے اور اس پہلی فصل میں انہیں دونوں اماموں کی حدیثوں پر اکتفاء کیا ہے اگرچہ اس حدیث میں دوسرے حضرات بھی شریک ہیں اس لیے کہ دونوں بزرگوں کا درجہ حدیث میں تمام محدثین سے اونچا ہے، اور دوسری فصل میں وہ حدیثیں جمع کی گئی ہیں جن کو ان دونوں بزرگوں امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ کے علاوہ دیگر محدثین مذکورین نے روایت کیا ہے اور تیسری فصل میں وہ حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو اس باب کے موافق اور اس کے مناسب تھیں، خواہ سلف (صحابی) سے منقول ہوں یا خلف تابعین سے مروی ہوں مگر حدیث کے شرائط کا اس میں بھی لحاظ رکھا جائے گا، پھر اگر تم مصابیح کی کوئی حدیث میری اس کتاب مشکوٰۃ میں نہ پاؤ

تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے مکرر پانے کی وجہ سے میں نے حذف کر دیا ہے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور اگر تم کچھ ایسی حدیثیں پاؤ جن کا کچھ حصہ میری کتاب مشکوٰۃ میں درج نہیں، بلکہ اس میں اختصاراً چھوڑ دیا گیا ہے یا وہ حصہ مصابیح میں موجود نہیں ہے اور یہاں مشکوٰۃ میں پورا ملا دیا گیا ہے، تو یہ حذف والحاق واضافہ کسی خاص ضرورت کے ماتحت کیا گیا ہے یعنی اس جگہ کوئی امر ترک یا الحاق کا باعث ہوگا۔ اختصار کی یہ وجہ ہے کہ لمبی حدیث کا خاص کر وہ حصہ باب کے مناسب ہے اور باقی حصہ مناسب نہیں ہے یا اس حدیث کا ایک جز اس باب کے مناسب ہے اور دوسرے باب کے مناسب نہیں ہو تو جس جگہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات ہوگی، اس جگہ حدیث مختصر بیان ہوگی اور جہاں ان دونوں میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی وہاں پوری حدیث بیان کی جائے گی۔ اور اگر تمہیں دونوں فصلوں میں اختلاف نظر آئے کہ پہلی فصل میں شیخین کے علاوہ دوسرے محدثین کی حدیث پائی جا رہی ہے (حالانکہ پہلی فصل صرف شیخین ہی کی حدیث کے لیے مخصوص ہے) اور دوسری فصل میں شیخین کی حدیث پائی جاتی ہے (تو یہ خلاف ہے کیونکہ دوسری فصل میں شیخین کی حدیث نہیں بیان ہونی چاہیے) تو تم اس بات کو جان لو (کہ یہ اختلاف سہو ونسیان سے نہیں ہوا ہے) بلکہ حضرات شیخین کی حدیثوں کو، حمیدی کی کتاب جمع بین الصحیحین اور جامع الاصول اور شیخین کی صحیحین (بخاری مسلم) میں تلاش کرنے کے بعد میں نے شیخین کی صحیحین اور ان کے متن پر اعتماد کیا ہے اور اگر نفس حدیث میں اختلاف دیکھو (کہ مشکوٰۃ میں حدیث کے اور الفاظ ہیں اور مصابیح میں اور الفاظ ہیں) تو یہ اختلاف حدیث کی مختلف سندوں کی وجہ ہے (مصابیح کے مؤلف کو جن لفظوں سے وہ حدیث ملی ہے انہوں نے اسی لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ کے مؤلف کو وہ دوسرے لفظوں کے ساتھ ملی ہے اس لیے مشکوٰۃ والے نے اس کو دوسرے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے) اور ممکن ہے مصابیح کے مؤلف رحمہ اللہ کے لائے ہوئے طریقے سے میں ناواقف ہوں (اس لیے اس بے خبری کی وجہ سے دوسرے طریقے سے ذکر کر دیا ہے) اور میری کتاب مشکوٰۃ میں تم اس قسم کے الفاظ بہت پاؤ گے کہ جو روایت مصابیح کے مؤلف رحمہ اللہ نے درج کی ہے، اس کو میں نہیں پاتا یا اس کے خلاف پایا ہے اور اگر تم اس اختلاف پر واقف ہو جاؤ تو اس کوتاہی اور قصور کو میری طرف منسوب کرنا، اپنی کم مائیگی اور کمزوری کی وجہ سے یعنی اس تسامح کو میری طرف منسوب کیا جائے، مصابیح کے مؤلف کی طرف اس کمزوری کو نہ منسوب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجے کو دونوں جہان میں بلند کرے۔ اللہ کی ذات کے لیے پاکی ہے، اور جو صاحب میری اس غلطی پر واقف ہو جائیں (تو میری زندگی میں) مجھے متنبہ اور آگاہ فرما دیں اور سیدھا راستہ مجھے بتا دیں اور میرے مرنے کے بعد کتاب مشکوٰۃ میں یا اس کے حاشیہ میں تحریر فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمتوں سے نوازے گا، اور بحث کرید اور تحقیق وتفتیش میں اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق کوئی کوتاہی اور کمی نہیں کی۔ جس طرح پایا تھا اسی طرح اس اختلاف کو میں نے نقل کر دیا ہے۔

مصابیح کے مصنف نے جن حدیثوں کو غریب یا ضعیف وغیرہما کی طرف اشارہ کیا ہے، میں نے اپنی کتاب مشکوٰۃ میں اس کے ضعف وغیرہ کے سبب کو اکثر بیان کر دیا ہے اور جن حدیثوں میں اصول حدیث کے مطابق اشارہ نہیں کیا ہے تو میں نے بھی اس کے نہ بیان کرنے میں مؤلف مصابیح کی اقتداء کی ہے اور اس کا تذکرہ چھوڑ دیا ہے لیکن بعض جگہوں میں کسی خاص مصلحت یا غرض سے اس حدیث کی بعض کیفیت کو بیان کر دیا ہے، اور بعض بعض جگہ حدیث کے آخر میں کسی کتاب کا حوالہ نہیں پاؤ گے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی کا مجھے پتہ نہیں چلا تو (حوالہ کی جگہ) سفیدی چھوڑ دی ہے یعنی سفید کاغذ اس جگہ چھوڑ دیا کچھ لکھا نہیں ہے، اگر تم کو اس کا پتہ چل جائے تو تم اس (بیاض کی جگہ) اس حوالہ کو لکھ دو اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اچھا بدلہ دے اور میں نے کتاب کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائے اور میری اعانت فرمائے اور میری

صحیح رہنمائی کرے اور غلطیوں سے مجھے بچائے اور میرے ارادوں کو آسان کر دے اور میں اللہ سے اس کا یہی سوال کرتا ہوں کہ میری زندگی اور میرے مرنے کے بعد مجھے اس تالیف کے ذریعہ سے نفع پہنچائے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بھی اس کتاب سے فائدہ عنایت فرمائے۔ اللہ ہی میرے لیے کافی ہے اور وہ بہت کام بنانے والا اور گناہوں سے باز رہنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اعانت وتوفیق ہی سے جو نہایت زبردست غالب حکمت والا ہے۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

❀❀❀❀

اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں

۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَاِنَّمَا لِامْرِیءٍ مَانَوٰی، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى رَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوئی ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے اور جس کی ہجرت حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہوئی ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوئی ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......(۱) اس حدیث کے راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور جس پر قابوں پاتے زدوکوب کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام:۔ قریش کے سر برآوردہ اشخاص میں ابوجہل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کی دشمنی میں سب سے زیادہ سرگرم تھے اس لیے آنحضرت ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ دونوں کے لیے دعا فرمائی۔ ﴿**اللهم امر الاسلام باحد الرجلين اما ابن هشام اما عمر بن الخطاب** (ترمذی)﴾ یعنی "خدایا اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب سے معزز کر۔" مگر یہ دولت تو قسام ازل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھی تھی۔ اس دعائے مستجاب کا اثر یہ ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد اسلام کا یہ سب سے بڑا دشمن اس کا سب سے بڑا دوست اور جاں نثار بن گیا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن اسلام سے بھر گیا **ذالك فضل الله يوتيه من يشآء** تاریخ وسیر کی کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی پوری تفصیل لکھی ہوئی ہے یہاں مختصراً لکھا جاتا ہے۔

ایک مشہور واقعہ:۔ جن کو اصحاب سیر لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی انتہائی سختیوں کے باوجود ایک شخص کو بھی اسلام سے بدل نہ سکے تو آخر کار مجبور ہو کر خود آنحضرت ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا اور تلوار گھر سے لے کر آنحضرت ﷺ کی طرف چلے۔ راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبداللہ مل گئے۔ ان کے تیور دیکھ کر پوچھا اے عمر! خیر تو ہے؟ بولے محمد ﷺ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔

۱۔ صحيح البخاری كتاب بدء الوحی باب كيف كان بدء الوحی (۱/ ٥٤)، مسلم كتاب الامارة باب قوله" انما الاعمال بالنيات (۱۹۰۷/ ٤٩٢٧)

انہوں نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ خود تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں۔ فوراً پلٹے اور بہن کے پہنچے وہ قرآن پڑھ رہی تھیں ان کی آہٹ سن کر خاموش ہوگئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا لیے۔ لیکن آواز عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیسی آواز تھی بولی کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا میں سن چکا ہوں' تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست وگریباں ہو گئے اور جب ان بہن بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی۔ یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہو گیا لیکن اسلام کی محبت پر ان کی مار کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بولیں ''عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔'' ان الفاظ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خاص اثر کیا اور بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا ان کے جسم سے خون جاری تھا اسے دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی۔ فرمایا' تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کے اجزاء سامنے لا کر رکھ دیے اٹھا کر دیکھا تو یہ آیت لکھی تھی:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (الحدید)

''زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

اس آیت شریفہ کے ایک ایک لفظ پر مرعوب ہوتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۝﴾ (الحدید) تو بے اختیار پکار اٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ. یہ وہ زمانہ تھا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان پر جو کوہ صفا کے نیچے واقع تھا پناہ گزیں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آستانہ مبارک پر پہنچ کر دستک دی چونکہ شمشیر بکف تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تردد ہوا۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنے دو مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر قدم رکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور ان کے دامن کو پکڑ کر فرمایا۔ کیوں عمر کس ارادے سے آئے ہو؟ نبوت کی پرجلال آواز نے ان کو کپکپا دیا۔ نہایت خضوع کے ساتھ عرض کیا ایمان لانے کے لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ اس زور سے مارا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (**اسد الغابه ابن عساكر دارقطني بيهقي**)۔

جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مشرکین بکثرت ان کے مکان پر جمع ہو گئے اور کہنے لگے۔ صباء عمر۔ عمر بددین ہو گیا۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ اس وقت چالیس یا اس سے کم وبیش آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ لیکن وہ نہایت بے بسی و مجبوری کے عالم میں تھے۔ علانیہ فرائض مذہبی ادا کرنا تو درکنار اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا بھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ اور کعبہ میں نماز پڑھنا تو بالکل ناممکن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے دفعتہً حالت بدل گئی۔ انہوں نے اعلانیہ اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مشرکین کو جمع کر کے بآواز بلند اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ مشرکین نہایت برافروختہ ہوئے' لیکن عاص ابن اوائل نے جو رشتہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ حضرت عمر قبول اسلام سے پہلے اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی مظلومیت کا تماشہ دیکھتے تھے اس لیے شوق و مساوات نے اسے پسند نہیں کیا کہ وہ اسلام کی نعمت سے متمتع ہونے کے بعد عاص بن اوائل کی حمایت کے سہارے اس کے نتائج سے محفوظ رہیں، اس لیے انہوں نے پناہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور برابر ثبات و استقلال کے ساتھ مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حق و باطل کے مقابلہ میں حق کا سر بلند ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس صلے میں دربارِ نبوت سے ''فاروق'' کا لقب ملا۔

ہجرت:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۷ نبوی میں ایمان لائے اور ۱۳ نبوی میں ہجرت ہوئی۔ اس طرح گویا انہوں نے اسلام لانے

کے بعد تقریباً ۶۔۷ برس قریش کے مظالم برداشت کیے۔ جب مسلمانوں کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس سفر کے لیے آمادہ ہوئے اور بارگاہ نبوت سے اجازت لے کر چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس شان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر مشرکین کے مجمعوں سے گزرتے ہوئے خانۂ کعبہ میں پہنچے۔ نہایت اطمینان سے طواف کیا۔ نماز پڑھی۔ پھر مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا کہ جس کو مقابلہ کرنا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کر لے۔ لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی اور وہ مدینہ روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچ کر قبا میں رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے۔ قبا کا دوسرا نام عوالی ہے۔ چنانچہ مسلم میں ان کی فروگاہ کا نام عوالی لکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اکثر صحابہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی۔ یہاں تک کہ ۶۲۳ء میں خود آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ کی گھاٹیوں سے نکل کر مدینہ کے افق سے ضوافگن ہوئے۔

فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل ہیں۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ میں اس کی تفصیل ہے، ایک دو، فضیلتوں کا تذکرہ اجمالی طور پر یہاں کر دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں بہت سے محدث اور ملہم گزرے ہیں مگر اس امت میں اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوسکتا ہے۔ (بخاری) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ (ترمذی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت میں کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوتا۔ (ترمذی) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بہت سے احکام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق نازل ہوئے ہیں اور شیطان ان سے ڈرتا اور بھاگتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت سی کرامتیں بھی صادر ہوئی ہیں۔ ساریہ والی کرامت بہت مشہور ہے۔ آپ بہت نیک، متقی، متبعسنت، عادل اور منصف تھے۔ نیز ماہر سیاست، مدبر اور مفکر بھی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ برحق ہوئے۔ آپ کی خلافت کے زمانے میں اسلام کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔ فاروقی کارنامے بہت مشہور ہیں۔

شہادت:...... مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک پارسی غلام فیروز نامی نے جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کے بھاری محصول مقرر کرنے کی شکایت کی۔ شکایت بیجا تھی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ کی۔ اس پر وہ اتنا ناراض ہوا کہ صبح کی نماز میں خنجر لے کر اچانک حملہ کر دیا۔ اور متواتر چھ وار کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخم کے صدمہ سے گر پڑے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ یہ زخم ایسا کاری تھا کہ اس سے آپؓ جانبر نہ ہوسکے۔ لوگوں کے اصرار سے چھ شخصوں کو منصبِ خلافت کے لیے نامزد کیا کہ ان میں سے کسی ایک کو جس پر باقی پانچوں کا اتفاق ہو جائے اس منصب کے لیے منتخب کر لیا جائے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، اس مرحلہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت لی۔

اس کے بعد مہاجرین انصار، اعراب اور اہل ذمہ کے حقوق کی طرف توجہ دلائی اور اپنے صاحب زادہ عبداللہ کو وصیت کی کہ مجھ پر جس قدر قرض ہو اگر وہ میرے متروکہ مال سے ادا ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ خاندان عدی سے درخواست کرنا۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو کل قریش سے، لیکن قریش کے علاوہ اور کسی کو تکلیف نہ دینا۔ غرض اسلام کا سب سے بڑا ہیرو ہر قسم کی ضروری وصیتوں کے بعد تین دن بیمار رہ کر محرم کی پہلی تاریخ ہفتہ کے دن ۲۴ ہجری میں واصل بحق ہوا اور اپنے محبوب آقا کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (سیر الصحابہ)

نیت:...... نیت دلی ارادہ کو کہتے ہیں۔ شریعت میں نیت سے یہ مراد ہے جب نیک کام کرنے کا ارادہ ہو تو سب سے پہلے

سوچ لیں کہ میں یہ کام کرتا ہوں، مثلاً وضو کرنا ہے تو پہلے دل میں یہ خیال کر لیں کہ پاکی حاصل کرنے کے لیے وضو کرتا ہوں اور جب نماز پڑھنے لگیں تو نماز میں داخل ہونے سے پہلے اپنے دل میں خاص اس نماز کا ارادہ کر لیں جس کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہر کام کے وقت اس کام کا ارادہ دل میں کر لینا چاہیے خواہ وہ عبادت مقصود ہو یا غیر مقصود ہو۔ ایمان، اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وضو، غسل، تیمم وغیرہ سب عملوں کے لیے نیت فرض ہے۔ اس عمل سے عمل صالح مراد ہے یعنی عمل صالح کا ثواب نیت صالح پر موقوف ہے۔ اور نیت صالح سے اخلاص مراد ہے یعنی نیک کاموں کی صحت کا اعتبار نیت پر موقوف کیا گیا ہے۔ خالص اور سچی نیت پر ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ کام نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس کام کو کسی وجہ سے نہ کر سکے تو ایک نیکی کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو اس کا ارادہ کرے اور اس کام کو پھر کر بھی لے تو دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں سات سو نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر گناہ کا ارادہ کیا اور اس برے کام کو خدا کے خوف سے نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور اگر اس کام کو کر لیا تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ (ترغیب، بخاری) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نیک کام کا ارادہ کرنے سے بھی نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اگرچہ اس عمل کو نہ بھی کرے اور اگر کرے تو اس سے سات سو نیکیاں تک لکھی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر تم آخر شب میں تہجد کا ارادہ کرو اور سچی نیت کر لو لیکن آخر شب میں بیدار نہ ہو سکو تو تہجد کا ثواب مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ......وَمَنْ يُّهَاجِرُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يجد فِيْ الْاَرْضِ مراغما كَثِيْرًا وسعة وَمَنْ يُّخْرِج من بيته مها جرا الى الله و رسوله ثم يدركْ الموت فقد وقع اجره على االله و كان االله غفور الرحيما ❁ النسآء

"جو شخص اللہ کے راستہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو زمین میں وافر جگہ اور کشائش ملے گی اور اگر کوئی اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکلا پھر کہیں اس کو موت آ گئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورہ نساء۔پ ٤)

خدا و رسول کی خاطر اور جو ترک وطن کرے اس کو جائیداد کے بدلے جائیداد مال کے بدلے مال ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۲)......اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ التوبه ☆خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ☆

"جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کیا خدا کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے اور وہی مراد پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت و خوشنودی کی اور ان گھنے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن کے اندر دائمی آرام ہو گا۔ اور وہ ہمیشہ ان کے اندر رہیں گے بلاشبہ اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْهِجْرَةُ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ)) (مسلم) ہجرت ماسبق کے گناہوں کو گرا دیتی ہے۔ "حدیث میں دنیا اور عورت کی خصوصیت اس لیے کی گئی ہے کہ ان دونوں میں فتنہ زیادہ ہے اور عام طور پر انہی دونوں کے لیے انسان ترک وطن اختیار کرتا ہے۔" اس "انما الاعمال بالنیات" والی حدیث کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ شرعی اعمال کی بنیاد اسی نیت پر قائم ہے اس لیے بعض ائمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثلث الاسلام یا ربع الاسلام ہے یعنی اسلام کا تہائی یا چوتھائی حصے کا اسی میں بیان ہے۔ کیونکہ اصولی طور پر اسلام کے تین حصے ہو سکتے ہیں (۱) ایمان (۲) اعمال (۳) اخلاص۔ اس حدیث میں اخلاص کا پورا بیان آ چکا ہے تو گویا اسلام کا ایک تہائی حصہ اس میں آ گیا ہے اور اخلاص کی ضرورت ہر علم و عمل میں ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح کو اور امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی مصابیح کو اسی حدیث سے شروع کیا ہے۔ گویا یہ مقدمۃ الکتاب ہے۔ (منہ : ۱۲)

بَابُ الْاِیْمَانِ ...... ایمان کا باب

ایمان کے لغوی معنی تصدیق کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں کی دل سے تصدیق ہو اور زبان سے اقرار ہو اور اسی کے مطابق عمل ہو۔ شرعی ایمان میں عمل داخل ہے اور ایمان میں کمی بیشی بھی ہوتی ہے۔ نیک کام کرنے سے ایمان بڑھتا ہے اور گناہ کرنے سے گھٹتا ہے۔ قرآن مجید میں ﴿اٰمِنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کثرت سے آیا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع کتاب بخاری میں ایمان کی کمی زیادتی پر بہت سی قرآن مجید کی آیتیں اور بہت سی حدیثیں ذکر فرمائی ہیں اور جمہور علماء اور سلف صالحین کا یہی مذہب ہے کہ ایمان نیکی کرنے سے زیادہ اور گناہ کرنے سے کم ہوتا ہے اور عمل اس میں داخل ہے زیادہ توضیح فتح الباری اور کتاب الایمان میں ہے "الفصل الاول" یہ پہلی فسل ہے۔ مقدمہ میں فصل اول، دوم، سوم کا مطلب بیان کر دیا گیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

حدیث جبرائیل ...... ایمان کی بنیادی خصوصیات

۲۔ (۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رسول اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، اِذْطَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَايُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحدٌ، حتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ؟ قَالَ: ((اَلْاِسْلَامُ: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَتُوتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)) قَالَ: صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ، يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! [قَالَ] فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ؟ قَالَ: ((اَنْ تُومِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهٖ، وَكُتُبِهٖ، وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُوْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ)) قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ: فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ

۲۔ (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آ موجود ہوا جس کے کپڑے بہت صاف و شفاف اور اس کے بال نہایت ہی سیاہ تھے اس پر کوئی سفر کی نشانی نہیں دیکھی پائی جاتی تھی اور نہ ہم لوگوں میں سے کوئی انہیں پہچانتا ہی تھا، یہاں تک کہ وہ آپ کے اتنا قریب بیٹھ گیا کہ آپ کے گھٹنے سے اپنے گھٹنے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دونوں زانوئے مبارک پر رکھ کر یوں کہنا شروع کیا کہ اے محمد! آپ مجھے یہ خبر دیجئے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ ایک خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ یعنی صرف ایک ہی ذات عبادت کے لائق ہے جسے اللہ کہا جاتا ہے اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز اطمینان سے پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ اگر طاقت ہو تو خدا کے گھر کا حج کرو۔ (راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا ہم کو تعجب ہوا، آپ ﷺ سے پوچھتا بھی ہے اور اس کی تصدیق بھی کرتا جاتا ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس سے واقف ہے) پھر اس نے کہا یہ فرمائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر اور اس

۲۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیا الایمان والاسلام والاحسان (۸/ ۹۳)

وَقَالَ: ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: فَاَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ: فَاَخْبِرْنِي عَنْ اَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: ((اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا، وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ)) قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((يَا عُمَرُ! اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ))؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے فرشتوں اور تمام رسولوں پر اور قیامت کے ہونے پر یقین کر لو اور تقدیر کی بھلائی، برائی کو تسلیم کر لو۔ اس سائل نے ان باتوں کی تصدیق کی (جیسے پہلے تصدیق کی تھی) پھر اس نے کہا کہ احسان (اخلاص) کی بابت فرمایئے کہ اخلاص کسے کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ پاتے تو یہ یقین کر لو کہ وہ یقیناً تم کو دیکھتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ قیامت کے متعلق فرمایئے وہ کب قائم ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سائل (تم) سے زیادہ مسئول (میں) نہیں جانتا یعنی جس طرح تم نہیں جانتے میں بھی نہیں جانتا کب قیامت ہو گی۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ اس نے کہا قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، باندی آقا کو جنے گی، اولاد والدین کی نافرمان ہو گی اور پیادہ پا ننگے محتاج بکریوں کے چرانے والے عمارتوں میں اکڑتے اور اتراتے نظر آنے لگیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ نووارد شخص چلا گیا۔ کئی روز تک میں ٹھہرا رہا تو آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تمہیں معلوم ہے وہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ، رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ یہ مسلم کی روایت ہے

توضیح: ...... یہ حدیث جبرئیل کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ سائل حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جیسا کہ آخر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی باتوں کے سمجھانے کے لیے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور سوال و جواب کیا تا کہ لوگوں کو اسلامی احکام کے ساتھ سوال کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو جائے۔ اس حدیث میں اسلام، ایمان، احسان، آثار قیامت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا بیان ہے۔ گویا ایمان اور اسلام کی بنیادی چیزوں کا تذکرہ ہے۔ ان کی مختصر تشریح بیان کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجیے (۱) کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر اختیار کرنا چاہیے (۲) طالب علم کو چاہیے کہ باطنی صفائی کے ساتھ ساتھ ظاہری صفائی، کپڑے وغیرہ کی صفائی کا بھی خیال رکھے جیسا کہ کپڑوں کی صفائی سے معلوم ہوتا ہے۔ (۳) نوعمری اور جوانی کے زمانے میں علم دین حاصل کر لینا چاہیے جیسا کہ کالی داڑھی اور کالے بالوں سے اشارہ نکلتا ہے۔ (۴) ابن حبان کی روایت میں شعر کے بجائے لحیہ کا لفظ ہے یعنی اس کی داڑھی کے بال کالے تھے۔ (۵) طالب علم کو داڑھی رکھنا چاہیے۔ (۶) طالب علم کو استاد کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھنا چاہیے گھٹنہ ٹیک کر جس طرح نماز کی تشہد اور قعدہ کی حالت میں بیٹھا جاتا ہے۔ (۷) اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنے پر رکھے اور اگر استاد کے زانوؤں پر رکھ دے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو رسول اللہ ﷺ کی رانوں پر رکھا تھا جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زانوئے مبارک پر رکھا۔ (۸) شاگرد جب استاد کے سامنے پہنچے تو سلام کرے جیسا کہ بعض روایت میں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نوجوان سفید پوش نمودار ہوئے اسی حدیث کی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آتے ہی السلام علیکم کہا آپ نے جواب میں وعلیک السلام فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں آپ کے قریب آ سکتا ہوں آپ نے فرمایا قریب آ جاؤ وہ اتنے قریب آئے کہ آپ کے پاس جا کر شاگردی کا زانو ٹیک دیا۔ اور اپنے ہاتھ کو حضور کے زانوئے مبارک پر رکھ کر دریافت کرنا شروع کیا کہ "یَا مُحَمَّد" آپ کا اسم گرامی لے کر پکارا۔ علم وصفی مراد ہے یعنی اے ستودہ صفات والے حضرت ہمیں

یہ بتایے اور اگر نام مبارک مراد لیا جائے تو آیت "وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ الخ" سے پہلے کا یہ واقعہ ہے یا فرشتے اسی حکم میں داخل نہیں۔ بعض روایتوں میں "یا محمد" کے بجائے یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کا لفظ آیا ہے۔ ممکن ہے ان دونوں کو جمع کر کے ندا دی ہو۔ راوی نے اختصاراً یا محمد یا رسول اللہ تعبیر کیا ہے۔ اخبرنی یعنی اعلمنی مجھے اسلام سکھایے کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام کو پہلے اس لیے دریافت کیا کہ اسلام ظاہری فرمانبرداری کا نام اور ایمان باطنی انعقاد کا نام ہے اور ظاہر، باطن پر مقدم ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ پہلے ایمان کی بابت دریافت کیا ہے تقدیم و تاخیر بظاہر راوی کی ہے۔

اسلام:...... اسلام کے معنی فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں اور شرعی یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا اور اپنے کو خدا کے حکموں کے تابع بنا لینا' یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے حکموں اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کی وصیت تمام نبیوں نے کی کہ ﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ اسلام ہی پر مرنا۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ "اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔" ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ "یعنی جو اسلام کے علاوہ دوسرا مذہب اختیار کرے گا تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِینا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَ اللّٰہِ﴾ یعنی اس سے اچھا کون ہوسکتا ہے جس نے اپنے کو خدا کا تابعدار بنا دیا ہے۔ اور اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا ہے، یعنی ایسا شخص سب سے اچھا ہے۔ ﴿اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا﴾ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔ تم صرف اسی کے تابعدار بنو' تمام رسولوں کا دین یہی اسلام ہی تھا اور اسی میں نجات دارین ہے اسی لیے سب سے پہلے اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یعنی اللہ کی فرمانبرداری یہ ہے کہ اس کو ایک جانو، اس کی ذات وصفات میں شریک مت سمجھو' اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز کو اطمینان سے ادا کرو۔ زکوٰۃ دو' اور رمضان کے روزے رکھو اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرو' اسلام ان پانچوں باتوں کے مجموعے کا نام ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ ((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ)) اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اور یہی پانچوں اسلام کے ارکان ہیں۔ جن کی پوری تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگی۔ ان کو سن کر سائل نے کہا صَدَقْتَ یعنی آپ نے سچ فرمایا۔ اسلام کی یہی حقیقت ہے جو آپؐ نے بیان فرما دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور جواب پا کر اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ سوال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتا نہیں ہے اور تصدیق کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جانتا ہے ان دونوں ضدین کے اجتماع سے تعجب لاحق ہوا تھا' دراصل سائل یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو معلوم تو تھا ہی' لیکن یہ سوال لوگوں کو دین کی باتیں کے سمجھانے کے لیے کیا تھا' اور یہ سوال و جواب کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر شریف میں ہوا تھا جیسا کہ فتح الباری وعینی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

ایمان:...... پھر اس سائل نے ایمان کی بابت دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان رکھو اور قیامت اور تقدیر پر بھی ایمان رکھو۔ ایمان کا مختصر مطلب کتاب الایمان کے تحت گذر چکا ہے۔

ملائکہ:...... فرشتے اللہ کے نیک بندے ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں وہ مرد و عورت نہیں ہیں' اور نہ کھاتے پیتے ہیں وہ مختلف شکل اختیار کر سکتے ہیں، وہ ہماری نظروں سے غائب رہتے ہیں ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہیں وہ ہم کو دیکھتے ہیں وہ نہ خدا کی نافرمانی

کرتے ہیں اور نہ کوئی گناہ کا کام کرتے ہیں، جس جس کام پر خدا نے انہیں لگا دیا ہے وہی کام انجام دیتے ہیں، وہ بے شمار ہیں ان کی گنتی خدا ہی جانتا ہے، بعض فرشتے خدا کے حکم سے نبیوں کے پاس وحی لاتے تھے ان فرشتوں پر ایمان لانا کہ خدا کے نیک بندے ہیں ضروری ہے۔ اسی طرح خدا کی کتابوں پر ایمان لانا بھی فرض ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے رسولوں اور نبیوں پر اپنی خاص خاص کتابیں اتاری ہیں اور ان کی تعداد بہت سی ہے بعض کتابیں زیادہ مشہور ہیں جیسے قرآن مجید وغیرہ۔

تمام رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے:...... تمام رسول خدا کے نیک انسان تھے جن کو اللہ نے اپنے بندوں کے پاس احکام پہنچانے کے لیے بھیجا تھا وہ بہت سے گزرے ہیں بعض کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے اور بعض کا نہیں آیا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے رسول ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ گویا ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ ہی خاتم المرسلین ہیں۔

قیامت:...... قیامت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ ایک دن ضرور ایسا آنے والا ہے کہ یہ دنیا ختم ہو جائے گی زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور سارے حیوان و انسان مر جائیں گے۔ پھر دوبارہ زندہ ہوں گے۔ میدان حشر میں حساب ہوگا نیک لوگ جنت میں جائیں گے اور کافر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ جنت دوزخ حساب و کتاب میزان وغیرہ سب حق ہے۔

تقدیر:...... تقدیر کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں یعنی ہر نیکی و بدی اور اچھی و بری چیز کے لیے اللہ تعالیٰ نے علم ازلی میں ایک اندازہ مقرر کیا ہے کہ فلاں وقت میں فلاں کام ہوگا۔ اور فلاں وقت کوئی مرے گا اور کوئی پیدا ہوگا۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا وہ سب اسی لکھی تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔

اس حدیث میں ایمان کے سوال کے جواب میں ان پانچ باتوں کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی انہی باتوں کا ذکر ہے، جیسے

(۱) ....﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ.﴾

''اس رسول نے اس چیز کو مان لیا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی اسے تسلیم کر لیا ہے یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے ہیں۔''

نیز ایک جگہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

(۲) ....﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ﴾

یعنی نیک وہ ہے جو اللہ اور قیامت اور کتاب الٰہی پر ایمان رکھے۔

اس حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان میں فرق ہے۔ اور وفد عبدالقیس کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی وہی تفسیر بیان فرمائی ہے جو اس جگہ ایمان کی تفسیر میں ذکر ہے تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ اسلام کامل اور ایمان کامل دونوں مصداق کے لحاظ سے ایک ہی ہیں اس لیے ایمان میں اسلام کی باتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ (واللہ اعلم)

احسان:...... سائل نے اسلام اور ایمان کے بعد تیسرا سوال احسان کے بارے میں کیا کہ احسان کیا ہے؟ احسان کے لغوی معنی نیکی کرنے اور اچھا سلوک کرنے کے ہیں اور شرعی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ تشریح بیان فرمائی ہے کہ خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اس کا دوسرا نام اخلاص ہے۔ یعنی نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ خدا کی عبادت کرو۔

چنانچہ بعض روائتوں میں ان تخشی اللہ الخ کا لفظ بھی آیا ہے۔ یہ اخلاص اسلام اور تمام عبادتوں میں ضروری ہے' بغیر اخلاص کے اللہ کے نزدیک کوئی چیز قبول نہیں ہے اس کی پوری تفصیل اخلاص نامہ میں ہم نے نہایت بسط اور تفصیل سے بیان کر دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عبادت کرنے والا یہ سمجھے کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدائی مشاہدہ کے وقت عبادت میں کامل اخلاص ہوتا ہے یہ بڑے لوگوں کا درجہ ہے اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے تو یہ دل سے یقین کر لو کہ خدا ضرور تمہیں دیکھتا ہے۔ جب غلام یہ سمجھتا ہے کہ میرا آقا مجھے دیکھتا ہے اور میری حرکات وسکنات سے بخوبی واقف ہے تو دل لگا کر کام کرتا ہے اور حتی الامکان کام اچھا ہی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ اخلاص کا دوسرا درجہ ہے۔

اَلسَّاعَۃ: ...... ان تینوں باتوں یعنی اسلام' ایمان' اور احسان کے سوالوں کے بعد سائل نے ساعت یعنی قیامت کے بارے میں دریافت کیا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ خود اس کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، یعنی جیسے تمہیں معلوم نہیں ہے مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ اپنے آپ کو غائب کر کے آپ ﷺ نے بیان فرمایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قیامت کے بارے میں کسی سائل اور کسی مسئول عنہ کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت سے اس کو اور زیادہ مضبوط فرما دیا کہ قیامت کا علم من جملہ ان پانچ باتوں میں سے ہے کہ جن کو خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا ہے:

(۱)...... قیامت کب ہو گی؟ اس کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ (۲) بارش کب ہو گی، یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے۔ (۳) ماؤں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ۔ لڑکی ہے یا لڑکا کیا ہے، اس کو بھی خدا ہی جانتا ہے۔ (۴) کل آئندہ کیا کمائے گا، اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔

(۵)...... کہاں مرے گا، یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ موت کہاں آئے گی؟

علامات قیامت: ...... پھر سائل نے سوال کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بیان فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی من جملہ بہت سی نشانیوں میں سے دو نشانیاں یہ بھی ہیں۔

۱۔ لونڈی اپنے آقا کو جنے گی یعنی لڑکیاں ماں باپ کی نافرمان ہوں گی۔ کیونکہ لڑکیوں میں ماں کی فرمانبرداری کا زیادہ عنصر غالب ہوتا ہے اور وہ ماؤں کی محکوم رہتی ہیں لیکن آخری زمانے میں یہ لڑکیاں ماؤں پر حاکم ہوں گی اور ماؤں کو زرخرید باندی سمجھیں گی اور لڑکے بھی ماؤں کو باندیوں کی طرح سمجھیں گے۔ اس لفظ کی اور بھی تشریح ہے۔

۲۔ دوسری قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بھوکے، ننگے، غریب، نادار جو گڈریے اور بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کے چرواہے ہوں گے وہ اونچے اونچے محل تیار کرائیں گے اور یہ لوگ بہت دولت مند ہو جائیں گے۔ سرمایہ کو مکانوں محلوں کی تعمیر میں صرف کر کے فخر و مباہات کریں گے اور دوسروں پر تکبر کریں گے۔ غرض نااہلوں کے ہاتھ میں دنیا کی باگ ڈور ہو گی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ .))

''جب نااہلوں کے ہاتھ میں حکومت آ جائے، تب قیامت کا انتظار کرو۔''

یہ دونوں نشانیاں پائی جا رہی ہیں ان کے علاوہ چھوٹی بڑی بہت سی نشانیاں ہیں جن کو ہم نے اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیم میں بیان کر دیا ہے۔ یہ حدیث اپنی جامعیت کے لحاظ سے ''ام السنۃ'' کہلاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نووارد سائل چلا گیا میں

کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ تین روز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر تم جانتے ہو کہ وہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے دین کی باتوں کو سکھانے کے لیے تمہارے پاس آئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی روز کے بعد آپ ﷺ نے بتایا اور بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اسی وقت صحابہ کرام کو بتا دیا تھا۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے دونوں میں تطبیق دی ہے کہ سوال و جواب کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس سے چلے گئے تھے ان کی موجودگی میں لوگوں کو اسی وقت بتا دیا تھا پھر کئی روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی دریافت کرنے کے بعد جب یہ معلوم ہوا کہ ابھی ان کو اس کا پتہ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی بتا دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

٣۔ (٢) وَرَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَعَ اخْتِلَافٍ، وَفِيْهِ: ((وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ، مُلُوْكَ الْأَرْضِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ))۔ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ الْآيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣۔ (٢) الفاظ کی کمی بیشی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب ننگے پاؤں والوں اور ننگے بدن والوں اور بہرے گونگوں کو تم دیکھو گے کہ یہ بادشاہ بنے ہوئے ہیں تو سمجھنا قیامت آنے ہی والی ہے۔ قیامت کا علم من جملہ ان پانچ باتوں کے ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے جن کا بیان اس آیت میں ہے۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ آخر تک۔ (بخاری و مسلم) تقدیم و تاخیر بظاہر راوی کی ہے۔

اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟

٤۔ (٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٤۔ (٣) ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے (١) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ ہی سچا معبود ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے اور یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں (٢) نماز قائم کرنا (٣) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ (اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے)

تشریح:...... اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں آپ مشہور صحابی ہیں مکہ میں اسلام لائے اور اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ غزوۂ خندق، بیعت رضوان، خیبر، فتح مکہ و غزوۂ حنین و طائف وتبوک وغیرہ غزوات میں شریک رہے۔ کتاب و سنت کے بہت بڑے عالم باعمل اور متبع سنت اور عابد زاہد تھے ۷۴ھ میں تراسی یا چوراسی برس کی عمر میں وفات پائی اور مقام فخ مہاجرین کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

اس حدیث میں استعارہ کے طور پر اسلام کو ایک ایسے مکان سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہو لہٰذا ان ستونوں کی نگہداشت نہایت ہی ضروری ہے ستونوں کے نہ رہنے سے مکان منہدم ہو جائے گا۔ اس کے یہ پانچ ارکان پانچ ستون ہیں جیسا کہ

٣۔ صحيح البخاری كتاب الايمان باب سوال جبريل النبی ﷺ۔ (٥٠)، مسلم كتاب الايمان باب بيان الايمان والسلام والاحسان۔(٩/ ٩٧)

٤۔ صحيح البخاری كتاب الايمان باب دعاؤ كم ايمانكم ۔٨، مسلم كتاب الايمان باب بيان اركان الاسلام ودعائمه الظام (١٦/ ١١١)

دوسری حدیث میں گذر چکا ہے۔مصنف عبدالرزاق میں خمس و عالم کا بھی لفظ آیا ہے۔

ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ شاخ

٥۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، فَاَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا: اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۵۔(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی شاخیں ستر سے زیادہ ہیں سب سے اعلیٰ درجہ کی شاخ لا الہ الا االلہ کہنا ہے۔ اور سب سے ادنیٰ شاخ تکلیف دہ چیزوں کا راستہ سے دور کر دینا ہے' اور شرم ایمان کی ایک شاخ ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

تشریح:...... اس حدیث کے روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کے نام میں بہت اختلاف ہے کنیت سے مشہور ہیں۔ چونکہ بلیوں سے زیادہ انسیت اندمحبت رکھتے تھے اس لیے ابو ہریرہ کنیت پڑگئی ۷ ہجری میں ایمان لائے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے بہت سے غزوات میں شریک رہے۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں، حافظ القرآن والحدیث ہیں، پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ بڑے عابد' زاہد تھے بہت بڑے فقیہ اور مفتی تھے، نہایت خلیق اور مہمان نواز تھے والدہ کے خدمت گذار اور رسول و آل رسول سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے ۷۸ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

فتح الباری، شرح بخاری میں ان شاخوں کی اس طرح تفصیل لکھی ہوئی ہے کہ اعمال کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اعمال قلبی (دل کے کام)

۲۔ اعمال لسانی (زبان کے کام)

۳۔ اعمال بدنی (بدن کے کام)

دل کے چوبیس (۲۴) زبان کے سات (۷) اور بدن کے اڑتیس (۳۸) کام ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (۱) اللہ کی تصدیق (۲) اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں کی تصدیق (۳) تمام فرشتوں کی تصدیق (۴) تمام آسمانی کتابوں کی خصوصاً قرآن مجید کی، کہ وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں (۵) تقدیر کی تصدیق (۶) قیامت کے دن کی تصدیق (۷) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین رکھنا (۸) قیامت کے دن میدان محشر میں جمع ہونے کا یقین رکھنا (۹) مومنوں کے جنتی اور کافروں کے دوزخی ہونے کا یقین رکھنا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت واجب ہونے پر یقین رکھنا (۱۱) اللہ تعالیٰ سے خوف و ڈر ہونے پر یقین رکھنا (۱۲) اللہ تعالیٰ سے نیک امید رکھنا (۱۳) اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھنا (۱۴) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا (۱۵) رسول اللہ ﷺ کا ادب، عزت و احترام کرنا (۱۶) دین اسلام پر اس طرح مضبوط رہنا کہ اگر چہ زندہ جلا دیا جائے مگر اسلام کو ہرگز نہ چھوڑے۔ (۱۷) علم حاصل کرنا (۱۸) علم دین کی اشاعت کرنا (۱۹) قرآن مجید کے سیکھنے سکھانے کی تعظیم کرنا (۲۰) پاکی اور صفائی کا خیال رکھنا (۲۱) پانچوں نمازوں کو باجماعت پابندی وقت و ارکان سے ادا کرنا (۲۲) زکوٰۃ دینا (۲۳) روزہ رکھنا (۲۴) اعتکاف کرنا (۲۵) حج کرنا (۲۶) جہاد کرنا (۲۷) جہاد کی تیاری کرنا (۲۸) دشمن سے لڑائی کے وقت ثابت قدم رہنا اور پیٹھ نہ پھیرنا (۲۹) غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ امام وقت یا بیت المال کو دینا (۳۰) غلام آزاد کرنا (۳۱) کفارہ ادا کرنا (۳۲) نذر مطابق شریعت و وعدہ پورا کرنا (۳۳) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا (۳۴) زبان کی حفاظت کرنا (۳۵) امانتوں کا ادا کرنا (۳۶) کسی پر ناحق ظلم کرنے یا دکھ

٥۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان ۔ (٩)، مسلم کتاب الایمان باب ان عدد شعب الایمان (٥٨۔٢٥)

اور تکلیف دینے سے بچنا (۳۷) زنا سے بچنا (۳۸) حرام مال سے بچنا (۳۹) کھانے پینے وغیرہ میں حرام وحلال کی تمیز کرنا (۴۰) خلافِ شرع لباس اور طرز معاشرت سے بچنا (۴۱) کھیل تماشوں اور فضول باتوں کو حرام جاننا (۴۲) خیانت حسد وبغض کو چھوڑ دینا (۴۳) لوگوں کی آبروریزی کو حرام جاننا (۴۴) اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے بجالانا (۴۵) نیکی سے خوش ہونا اور برائی سے ناخوش ہونا (۴۶) ہر گناہ کا علاج توبہ سے کرنا (۴۷) قربانیاں کرنا (۴۸) امیرالمومنین و امام اور اولی الامر کی فرمانبرداری کرنا۔ (۴۹) سلف صالحین کی پیروی وموافقت کرنا (۵۰) عدل وانصاف کرنا (۵۱) اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا (۵۲) بھلائی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا (۵۳) شرم وحیا کرنا (۵۴) والدین کی خدمت کرنا اوران کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (۵۵) صلہ رحمی کرنا (۵۶) حسن خلق یعنی اچھے اخلاق سے پیش آنا (۵۷) غلاموں اورنوکروں کے ساتھ احسان کرنا (۵۸) مالک اور آقا کا حق ادا کرنا (۵۹) اولاد اور اہل وعیال کا حق ادا کرنا (۶۰) اللہ والوں اور دینداروں سے محبت کرنا (۶۱) سلام کا جواب دینا (۶۲) بیماروں کی بیمار پرسی کرنا (۶۳) مومن کا جنازہ پڑھنا (۶۴) چھینک کا جواب دینا (۶۵) کفار اور مشرکین سے ترک موالات کرنا یعنی دلی دوستی نہ رکھنا (۶۶) پڑوسیوں کی عزت کرنا (۶۷) مہمانوں کی مہمانوازی کرنا (۶۸) مسلمان بھائیوں کے عیبوں کو چھپانا (۶۹) مصیبتوں پر صبر کرنا (۷۰) زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کر کے آرزوؤں کو کم کرنا (۷۱) غیرت والی برائی سے نفرت کرنا (۷۲) لغو بیکار باتوں سے منہ پھیرنا (۷۳) سخاوت کرنا (۷۴) چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا پاس اورادب کرنا (۷۵) آپس میں صلح کرانا (۷۶) مسلمان بھائی کے لیے وہی چاہنا جو اپنے لیے چاہے (۷۷) تکلیف دہ چیزوں کو راستہ سے دور کرنا۔ ان سب شاخوں کی پوری تفصیل اگر دیکھنا چاہو تو اسلامی تعلیم کے پانچویں حصے کا مطالعہ کرو۔

بِضْعٌ:......لفظ بؔ زبر کے ساتھ اور زیر کے ساتھ دونوں طرح مستعمل ہے یہ تین سے دس تک کے لیے بولا جاتا ہے۔ یعنی ایمان کی شاخیں ستر سے کچھ اور زیادہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ الغرض اس سے کثرت مراد ہے یعنی ایمان کی بہت شاخیں ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان مرکب ہے۔ اور عمل ایمان میں داخل ہے جس میں سب شاخیں پوری پوری موجود ہوں گی اس کا کامل ایمان ہوگا اور جس میں سب شاخیں نہیں ہوں گی اس کا ناقص ایمان ہوتا ہے۔ ایمان ایک درخت کی طرح ہے اور ساری نیکیاں اس کی شاخیں ہیں۔ شرم بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ گناہوں سے روکنے والی حالت کو شرم یا حیا کہتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جس میں حیا نہیں اس کے اندر ایمان نہیں۔ حیا خیر اور بھلائی ہی کا نام ہے۔

مسلمان کے اوصاف

٦-(٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ: اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ

٦- (٥) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہی ہے: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی سے رہیں اور مہاجر وہ ہے کہ جس نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہو جس سے خدا نے منع کیا ہے۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کون سا مسلمان اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی

٦- صحيح البخاري كتاب الايمان باب المسلم من سلم المسلمون...... (١٠)، مسلم كتاب الايمان باب بيان تفاضل الاسلام (٦٤-٤٠)

مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))

زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔ یعنی ہاتھ سے نہ کسی کو مارے اور نہ زبان سے کسی کی غیبت و چغلی کرے۔ ایسا مسلمان کامل مسلمان ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ اپنے والد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں اکثر حاضر رہا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی فرمائی ہوئی احادیث کولکھ لیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت سے جو وقت بچتا تھا وہ زیادہ تر یاد الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ اکثر دن کو روزہ اور رات کو عبادت گذارتے تھے۔ بلکہ بعض دفعہ اس قدر اس میں حصہ لیتے کہ اہل و عیال سے بھی کنارہ کش ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے غلو سے منع فرمایا اور اعتدال روی کی فرمائش فرمائی۔ ان سے سات سو احادیث مروی ہیں ان کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ عربی کے علاوہ عبرانی بھی جانتے تھے ۶۵ھ میں فسطاط میں وفات پائی۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامت

۷۔ (۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَّوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۷۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایماندار ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ، بیٹے اور دیگر تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جو مشہور انصاری صحابی ہیں ہجرت سے دس سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے ۸۔۹ کا سن تھا کہ ان کی ماں مسلمان ہوئیں ان کے والد مالک ملک شام چلے گئے تھے اور وہیں انتقال کیا ان کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے دوسرا نکاح کر لیا اور انس کو بھی اپنے ساتھ ابوطلحہ کے گھر لے گئیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابوطلحہ کے گھر پرورش پائی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انس کو لے کر دربارِ رسالت میں پیش کیا اور یہ عرض کیا کہ اس بچے انس کو اپنی خدمت کرنے کے لیے قبول فرمالیں آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ انصاروں میں یہ بہت مالدار تھے اور اسی سے زیادہ ان کی سگی اولاد تھی اور بیٹے اور پوتے ملا کر سو سے زیادہ تھے۔ ۹۳ ہجری کو ایک سو تین برس کی عمر میں بصرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا جز ہے۔ محبت کے تین اسباب ہیں۔ جمال، کمال، جود۔ یہ تینوں اوصاف رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود تھے:

ہم حسن و جمال بے نہایت داری
ہم جود و کرم بے حد غایت داری
ہم حسن تیرا مسلم و ہم احسان
محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

۷۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان (۱۰)، مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول الله ﷺ اکثر من الاول والولد والوالد والناس اجمعین۔ (۷۰۔۴۴)

محبت کی دو قسمیں ہیں۔ طبعی اور عقلی۔ محبت عقلی سے اطاعت وفرمانبرداری مراد ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام عزیزوں اور خویش واقارب، ماں باپ، بیٹے، بیوی اور اپنی جان سے بھی زیادہ ہو۔ یعنی اگر کسی موقع پر رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں تمام عزیزوں کو چھوڑنا پڑ جائے یا اپنی جان دینی پڑ جائے تو سب کو چھوڑ دے یا اپنی جان دے مگر رسول اللہ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی تب ایمان کامل ہو گا۔ اس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا لانت یا رسول االلہ احب الی من کل شئی الامن نفسی۔ یا رسول اللہ، آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اور عزیز ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم جب تک میں تم کو تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں تب تک تم سچے مومن نہیں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم کامل مومن ہو۔ (بخاری)

قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَ كُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَo قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَo﴾

(التوبة: ٢٣، ٢٤)

''اے مومنو! اگر تمہارے باپ بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو عزیز رکھتے ہوں تو انہیں اپنا دوست نہ بناؤ اور جو ایسا کرے گا تو یہی لوگ ظالم ہوں گے۔ اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، اولاد بھائی، بیویاں، کنبہ اور تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے، اور تمہاری تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے، تمہارے رہنے کے مکان جو تمہیں بہت پسند ہیں یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا حکم تمہارے سامنے آ جائے۔ خدا فاسقوں پر ہدایت کی راہ نہیں کھولتا۔''

اس آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے اور اپنے اور غیروں کے مقابلہ میں خدا اور رسول ہی کو ترجیح دینا چاہیے۔ اور ان دونوں کی محبت سب کی محبتوں پر غالب ہونی چاہیے۔ انصار صحابہ کرام کی اسی طرح کی محبت تھی۔ جیسا کہ جنگ احد میں ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی، شوہر تینوں شہید ہو گئے، جب اسے خبر ملی تو اس نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو خیریت سے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں حضور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا چلو ذرا مجھے دکھا دو تا کہ میں خود روئے انور کو دیکھ لوں جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو بولی کل مصيبة بعدك جلل ''جب آپ زندہ سلامت ہیں تو اس کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے''

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اہل مکہ جب زید بن حارثہ کو حرم سے باہر لے چلے تو ابوسفیان بن حرب بولا زید قسم کھا کر بتلاؤ کیا اس وقت تمہیں یہ پسند ہے کہ

محمد (ﷺ) یہاں تمہاری جگہ ہوتے اور تم اپنے گھر ہوتے۔ زید نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے ہرگز یہ گوارہ نہیں کہ میں اپنے گھر میں ہوں اور یہاں آپ ﷺ کے جسم میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ ابوسفیان کہنے لگا کہ میں نے کبھی کسی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنا کہ محمد (ﷺ) کے ساتھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

ایمان کے بنیادی تقاضے

٨۔ (٧) وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨۔ (٧) حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں کہ جن میں وہ تینوں باتیں ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی اور اس کے مزہ کو پائے گا (١) اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو تمام چیزوں سے زیادہ ہو (٢) جس شخص سے محبت رکھے تو صرف اللہ ہی کے لیے محبت رکھے (٣) ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنے سے اتنی سخت نفرت ہو جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے سے اس کو نفرت ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی یہ تین چیزیں ایمان کی مٹھاس سے ہیں جن میں یہ موجود ہوں گی وہ ایمانی حلاوتوں سے لطف اندوز ہوگا: (١) خدا اور اس کے رسول کی محبت اسے سب سے زیادہ ہو (٢) اور اگر وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرے ،کوئی ذاتی اور دنیاوی غرض سے نہ ہو (٣) جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نکال کر ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے اور ایمان اسے اتنا عزیز ہے اور اتنا پیارا ہو گیا ہے کہ کسی طرح ایمان چھوڑنا نہیں چاہتا ہے اور ایمان کو چھوڑنے سے اس طرح ناخوش ہے جس طرح آگ میں گرنے سے ناخوش ہے۔

مومن کون؟

٩۔ (٨) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٩۔ (٨) حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کا مزہ اس نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے اور اسلام کو اپنا دین ماننے اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر راضی وخوش ہو گیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ......جس طرح ساری فضاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے یہ لذت وہی شخص پا سکتا ہے جس کی قوتِ ذائقہ تمام آفتوں سے محفوظ ہو۔ اسی طرح ایمان کی بھی لذت ہے یہ لذت اور ذائقہ وہی شخص پا سکتا ہے جس کا تعلق اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کے ساتھ خاص ہو اور اللہ ہی کو اپنا سچا رب مانتا ہو اور اسی رب سے خوش ہو اور محمد ﷺ کو اپنا رسول مان لیا ہو اور رسول کی رسالت سے خوش ہو اور اسلام ہی کو اپنا دین سمجھتا ہو اور اس دین سے راضی ہو تو جس میں یہ باتیں موجود ہوں گی وہی ایمانی لذتوں سے سرفراز ہوگا، خدا ہم کو ایمانی لذتوں سے مشرف فرمائے۔ آمین۔

٨۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان (٢١)، مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان۔ (٦٧)

٩۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا فھو مومن۔ (٥٦-٣٤)

اس حدیث کے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین برس پہلے پیدا ہوئے تھے' مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ غزوۂ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے تھے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نہایت درجہ رحم دل' فیاض اور مہمان نواز تھے۔ اسلام سے پہلے بیت اللہ شریف کے متولی تھے، حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے بڑے تجربہ کار اور مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی کے موقعہ پر نماز استسقاء پڑھائی آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ۸۸ برس کی عمر میں ۳۳ھ میں وفات ہوئی۔

اُخروی نجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مشروط ہے

۱۰۔ (۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ' لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ' ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ' اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۔ (۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس امت کے یہودی اور نصرانی مجھے سن لے پھر وہ مر جائے اس حال میں کہ نہ مجھ پر ایمان لایا اور نہ میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا، تو وہ دوزخی ہوگا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے زمانہ کو پالیا اور اسے آپ کی دعوت پہنچ گئی مگر نہ وہ آپ پر ایمان لایا اور نہ آپ کے لائے ہوئے دین کو مانا اور اسی حالت پر مر گیا تو دوزخ میں جائے گا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا ذکر تمثیل کے طور پر ہے کہ جب اہل کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر مر جائیں تو وہ اصحاب النار ہوں گے تو دوسرے کافر و مشرک ایمان لائے بغیر اگر مر جائیں گے تو وہ بھی دوزخی ہوں گے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ﴾ (اعراف) ''آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں'' اور فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سباء) ''ہم نے تمام لوگوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ حَیًّا وَمَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ)) (ابن سعد) ''میں ان کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔

دوہرے اجر کے حق دار خوش نصیب

۱۱۔ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ثَلَاثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ' وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدَّی حَقَّ اللّٰهِ

۱۱۔ (۱۰) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کے لیے دوگنا ثواب ہے۔ (۱) اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا (۲) وہ غلام جو کسی کی ملکیت میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرتا ہو اور اپنے

۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی جمیع الناس (۲۴۰/ ۱۵۲)

۱۱۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب تعلیم الرجال امته واهله ۔(۹۷) مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی جمیع الناس۔ (۱۵۴-۲۴۱)

وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَأُهَا فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا؛ فَلَهُ أَجْرَانِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مالک کا بھی حق ادا کرتا ہو (۳) وہ شخص کہ اس کے پاس باندی لونڈی ہے جس سے ہم بستری کرتا رہا اور اسے ادب بھی سکھاتا رہا اور اچھا ادب سکھایا اور تعلیم دی اور اچھی تعلیم دی پھر اسی باندی کو آزاد کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیا تو اس کے لیے دو ثواب ہیں۔اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں ان کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔ ملک یمن کے رہنے والے تھے ان کا خاندان، قبیلہ اشعریین سے تعلق رکھتا تھا اسی وجہ سے وہ اشعری مشہور ہو گئے، یمن سے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مشرف باسلام ہو کر وطن واپس چلے گئے۔ یمن جا کر اسلامی تبلیغ فرمائی، بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے پچاس مسلمانوں کے ساتھ بحری راستہ سے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی لیکن طوفان اور باد مخالف نے کشتی کو حجاز کی بجائے حبش پہنچا دیا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر مظلومین صحابہ کرام جو یہاں ہجرت کر کے آئے تھے اور اب تک موجود تھے مدینہ منورہ کے قصد سے روانہ ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری بھی اس قافلہ میں تھے۔ فتح خیبر کے وقت پہنچے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی حصہ دیا تھا۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد اسلامی خدمت میں مصروف ہو گئے غزوات میں تشریف لے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا تھا ۴۴ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اہل کتاب خواہ یہودی ہو یا عیسائی ہو جب کہ یہ لوگ اپنے اپنے نبی پر ایمان لائے اور ان کی لائی ہوئی شریعتوں پر عمل کیا پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ مل گیا اور وہ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کیا اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا انتقال ہوا تو ان کو ہر ایک نیکی کا دوگنا ثواب ملتا ہے مثلاً جیسے ہم نماز پڑھیں یا روزہ رکھیں تو دس ثواب ملے گا اور اہل کتاب کو بیس ثواب ملے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (القصص: ۵۲۔ ۵۴)

''جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس کتاب قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں اس کے ہمارے رب کی طرف سے اور حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے مسلمان تھے۔ یہ اپنے کیے ہوئے صبر کے بدلے دوہرا دوہرا اجر دیے جائیں گے۔''

دوسرے غلام کو دو ثواب اس لیے ملے گا کہ اس کو دوگنی خدمت کرنی پڑتی ہے اور ڈبل مشقت اٹھانی پڑتی ہے کہ اللہ کے حق عبادت کو ادا کرتا ہے اور اپنے آقا و مالک کی بھی خدمت گذاری کرتا ہے۔ تیسرے کو دو ثواب ملیں گے، ایک ثواب تو تعلیم اور آزادی کا اور دوسرا ثواب نکاح کر لینے کا۔

کافروں سے جہاد کب کیا جائے گا؟

۱۲۔ (۱۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۲۔ (۱۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلاۃ واتوا الزکاۃ فخلوا سبیلهم۔ (۲۵) مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (۳۶۔۲۲)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ. فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرْ: ((اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ))

نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں۔ جب وہ یہ سب کچھ کرنے لگیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے جان و مال کو بچا لیا' اسلامی حق کے علاوہ ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ لیکن مسلم نے الا بحق الاسلام کو ذکر نہیں کیا ہے۔

تشریح: حتی یشھدوا سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی واحدنیت اور رسول ﷺ کی رسالت پر ایمان لا کر احکام شرعیہ پر عمل کریں جس میں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ شامل ہے' اور جو ایمان نہیں لاتے تو اس کے حکم میں داخل ہو جائیں یعنی صلح کر کے جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں ایسی صورت میں جنگ بند کر دی جائے گی اور ان کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی' اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور ایمان لانے کے بعد اس نے کوئی ایسا جرم کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کا تقاضا اس کو جانی یا مالی سزا دینے کا ہے تو اس وقت اس کو شرعی سزا دی جائے گی اور اس کا ایمان لانا اس کو شرعی سزا سے نہیں بچا سکے گا۔ جیسے کوئی کسی کو بلا خطاء قصور کے مار ڈالے تو قصاصاً اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا' یا زنا کاری کی تو رجم کیا جائے گا' اور چوری کی تو ہاتھ کاٹا جائے گا' حسابھم علی اللہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی ایمان اسلام لا کر مسلمانوں کے سامنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا اور مسلمانوں کا حکم اس پر نافذ کیا جائے گا لیکن اگر اس کے دل میں نفاق و فریب ہے' صرف دکھانے کے لیے اسلام کو قبول کیا باطن میں وہ کافر ہی ہے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا۔ دنیا میں ظاہری طور پر تو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

مسلمان کی پہچان

۱۳۔ (۱۲) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِىْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِىْ ذِمَّتِهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

۱۳۔ (۱۲) حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف (نماز پڑھنے میں) رخ کیا اور ہمارے ذبح کئے ہوئے جانور کو کھایا، تو یہ مسلمان ہے اس کے لیے اللہ کا ذمہ اور امان ہے اور رسول اللہ کا عہد و امان ہے ۔لہٰذا تم اللہ کے عہد و امان کو نہ توڑو۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... ابتداء اسلام میں کچھ ایسے لوگ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے جن کے متعلق بعض لوگ شبہہ کرتے تھے ان کو اس شبہہ سے روک دیا گیا ہے کہ جب کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اس نماز میں توحید و رسالت کا اقرار بھی داخل ہے کیونکہ تشہد میں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ہے' ممکن ہے اس حدیث کے وقت حج و زکوٰۃ کی فرضیت نہ ہوئی ہو اور مسلمانوں کا قبلہ چونکہ بیت اللہ ہے اسی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی اسلام کی علامت ہے' غالباً مقصد یہ ہے کہ

۱۳۔ صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب فضل استقبال القبلۃ ۔(۳۹۱)

جو اسلامی طریقے پر نماز پڑھتا ہے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہے تو وہ مسلمان ہے وہ خدا رسول کے امان میں آ گیا ہے اسے کافر، منافق سمجھ کر نہیں چھیڑنا چاہیئے نہ اسے قتل کرنا چاہیے اور نہ اس کا مال چھیننا چاہئے بلکہ اس کے جان و مال کی حفاظت کرنی چاہئے اس کو تکلیف دے کر خدا اور رسول کے عہد و امان کو نہیں توڑنا چاہیے۔

ایک اعرابی کے سوال جواب

١٤ـ (١٣) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَى اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ)) قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ۔ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤۔ (١٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (یعنی گاؤں کا رہنے والا گنوار) آیا اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ جب میں اسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کو ایک سمجھ کر اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور فرض نماز پڑھ لیا کرو اور فریضہ زکوٰۃ کو ادا کیا کرو اور رمضان کا روزہ رکھا کرو (ان کو ہمیشہ کرتے رہو گے تو جنت میں داخل ہو گے) یہ سن کر اس گنوار نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ و قبضہ میں میری جان ہے، نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جب وہ پشت پھیر کر چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کو اس بات سے خوشی ہو کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو اس آدمی کو دیکھ لے۔ روایت کیا اسے بخاری اور مسلم نے۔

تشریح عبادت کا مطلب یہ ہے کہ قانونِ الٰہی کے مطابق کام کرو جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے ان کو بجا لاؤ اور جن سے منع کیا گیا ہے اس سے باز آ جاؤ نماز زکوٰۃ وغیرہ سب اسی عبادت کی شاخیں ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی شعائر کو بتایا اس میں سب شہادتیں وفرائض اور واجبات داخل ہیں۔ لَا اَزِيْدُ وَلَا اَنْقُصُ...... الخ کا مطلب یہ ہے کہ اب اس سے زیادہ دریافت نہ کروں گا اور جو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کو فرمایا ہے اس میں کمی اور کوتاہی نہ کروں گا یا اس کی تبلیغ کرنے میں کمی و بیشی نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سچے اعتقاد کو دیکھ کر اس کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

استقامت فی الدین

١٥ـ (١٤) وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: غَيْرَكَ۔ قَالَ: ((قُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥۔ (١٤) سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپ کے بعد کسی سے دریافت نہ کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اسی پر جمے رہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

١٤ـ صحيح البخاری كتاب الزكاة باب وجوب الزكاة ـ (١٣٩٧)، مسلم كتاب الايمان باب بيان الايمان الذی يدخل به الجنة (١٥ـ١٤)

١٥ـ صحيح مسلم كتاب الايمان باب جامع اوصاف الاسلام ـ (٦٢ـ٣٨)

تشریح: ......اس حدیث کے راوی صحابی حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت کے زمانہ میں طائف کا عامل بنایا تھا۔

استقامت کے معنی سیدھا رہنے یا سیدھا چلنے کے ہیں۔ یعنی بلا کمی بیشی اور بغیر کسی کجی اور ٹیڑھے پن کے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ راہ مستقیم پر چلتے رہنا اور ہمیشہ ہمیشہ ٹھیک ٹھیک اس راستے کی پیروی کرتے رہنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے میں گو کتنی ہی مشکلیں اور دشواریاں پیش آئیں اور کتنا ہی ستایا جائے بہرحال اسلام کے مقابلے میں ہر خطرہ کو برداشت کیا جائے مگر حق سے نہ پھرا جائے بلکہ ہمیشہ اس پر ثابت قدمی سے چلا جائے اسی استقامت کا حکم نبی اور سارے مسلمانوں کو دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ.... الخ﴾ (ھود) ''اے نبی، آپ اس راستہ پر جمے و قائم رہیے جس طرح وہ بھی اسی پر قائم رہے...... آپ سیدھا چلے جائیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور جس نے آپ کے ساتھ توبہ کی ہے وہ بھی سیدھا چلے۔''

﴿انما الهكم اله واحد فاستقيموا اليه واستغفروه﴾ (حم سجدہ) ''تمہارا معبود تو صرف ایک اکیلا معبود ہے اسی طرف سیدھے چلو اور اسی سے اپنے گناہوں کو بخشواؤ'' اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی استقامت کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا یہ حکم ارشاد فرما رہا ہے ﴿فلذالك فادع فَاسْتَقِمْ كما امرت ولا تتبع اهواهم﴾ (شوریٰ) ''پس اسی کی طرف بلائیے اور اسی پر قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلیے' ایسے ثابت قدموں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور پروردگار مان کر ہر خوف و خطرہ کو اپنے دلوں سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ خوش خبری سنا رہا ہے کہ کامیابی تمہارے ساتھ ہے اور کوئی خوف و غم نہیں ہے فرمایا: ﴿ان الذين قالو ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾ (احقاف) ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اسی پر جمے رہے تو یقیناً نہ ان کو ڈر ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقامو اتتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون﴾ (حم سجدہ) ''بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی ہے پھر اسی پر اخیر دم تک جمے رہیں تو ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ خوف و غم نہ کھاؤ اور اس جنت کی خوشی سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کو انہیں آیتوں کی روشنی میں جواب دیا ہے یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے ان دونوں لفظوں میں اسلام کا پورا پورا خلاصہ آ گیا ہے۔ ایمان باللہ اور اس پر استقامت ہی اسلام کی غایت و غرض اس کی تعلیم کے بعد کسی اور سبق کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔

اسلام کیا ہے؟

١٦۔ (١٥) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ الرَّاْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَايَقُوْلُ، حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

١٦۔ (١٥) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک نجدی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہنا شروع کیا) ہم اس کی بھنبھناہٹ اور گنگناہٹ کی آواز تو سنتے تھے مگر (آواز کے صاف نہ ہونے یا دوری فاصلہ کی وجہ سے) ہم اس کی بات نہیں سمجھ رہے تھے

١٦۔ صحيح البخاری كتاب الايمان باب الزكاة من الاسلام (٤٦)، مسلم كتاب الايمان باب بيان الصلوات التي هي احد اركان الاسلام (٨۔١١)

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ لَيْلَةٍ)) فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ فَقَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)). قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ فَقَالَ: ((لَا! إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا تو وہ آپ سے اسلام کے بارے میں کچھ دریافت کر رہا تھا (یعنی اسلام کے بعض احکام اور فرائض کے بارے میں سوال کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کے احکام میں سے دن اور رات میں پانچ وقت کی نماز ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ان پانچوں کے علاوہ اور بھی کوئی نماز میرے اوپر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں البتہ نفلی نمازیں ہیں جن کو تم اپنی خوشی سے پڑھ لیا کرو گے تو ثواب پاؤ گے نہ پڑھو گے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کا ایک رکن رمضان کے مہینے کا روزہ رکھنا بھی ہے۔ اس نے عرض کیا ان رمضان کے روزوں کے علاوہ اور بھی روزے میرے اوپر ضروری ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور روزے تو فرض نہیں ہیں مگر نفلی روزے تم رکھ سکتے ہو۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ اس نے کہا زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر نفلی صدقہ وخیرات کر سکتے ہو۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد سوال کرنے والا پیٹھ موڑ کر واپس لوٹا اور وہ یہ کہتا جا رہا تھا کہ خدا کی قسم جتنا آپ ﷺ نے فرمایا ہے نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث کے راوی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو ہجرت نبوی سے ۲۴، ۲۵ برس پہلے پیدا ہوئے تھے یہ اولین مسلمانوں میں سے ہیں اسلام لانے کے بعد کافروں نے بہت ستایا آخر ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور اسلامی غزوات میں نہایت خوشی سے شرکت کرتے رہے ۔ ۶۲ سال کی عمر میں شہادت حاصل کی۔

وفد عبدالقیس کو ایمانیات کی تعلیم

١٧۔ (١٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ الْقَوْمُ؟ أَوْ: مَنِ الْوَفْدُ؟)) قَالُوْا: رَبِيْعَةُ. قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ. غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ، وَسَأَلُوْهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ. فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ، قَالَ:

١٧۔ (١٦) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ وفد کس قبیلے کا ہے یا کس قوم کا ہے؟ (اس میں راوی حدیث کا شبہ ہے کہ آپ نے لفظ قوم فرمایا یا لفظ وفد فرمایا) انہوں نے کہا ہم ربیعہ ہیں۔ آپ نے مرحبا اور خوش آمدید فرمایا: اس وفد یا قوم کو مبارک ہو، نہ دنیا میں ذلت و رسوائی ہو اور نہ آخرت میں شرمندگی نصیب ہو (یہ ان کے حق میں دعاء خیر اور بشارت ہے) ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ہم دور دراز مسافت طے کر کے آئے ہیں) صرف عزت واحترام والے مہینے میں آ سکتے ہیں جن میں جنگ حرام ہے (دیگر مہینوں میں نہیں آ سکتے اس لیے

١٧۔ صحيح البخاری كتاب الايمان باب اداء الخمس من الايمان (٥٣)، مسلم كتاب الايمان باب الامر بالايمان بالله تعالىٰ ورسوله وشرائع الدين (٢٤۔١٧)

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ؟)) قَالُوْا: اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکَاۃِ، وَصِیَامُ رَمَضَانَ، وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ)) وَنَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ: عَنِ الْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالنَّقِیْرِ، وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ: ((اِحْفَظُوْھُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِھِنَّ مَنْ وَّرَاءَکُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَلَفْظُہٗ لِلْبُخَارِیِّ۔

کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا قبیلہ حائل ہے جب غیر محرم کے مہینے میں حاضر ہوں گے تو مضر والے جنگ کریں گے اس لیے ہم انہیں مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں جن میں کافروں کے نزدیک بھی لڑائی حرام ہے) اس لیے آپ کوئی ایسی فیصل بات بتا دیجیے کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں انہیں جا کر بتائیں اور ہم خود بھی اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہونے کے لائق ہو جائیں۔ اور اسی کے ساتھ ہی ان لوگوں نے ان برتنوں کی بابت بھی دریافت کیا جن میں پہلے نبیذ بنائی جاتی تھی کہ اب ان برتنوں کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا: (۱) انہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیا کہ تم صرف ایک خدا پر ایمان لاؤ۔ (یہ کہہ کر) آپ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ پر ایمان کس طرح ہوتا ہے؟ (یا خدا پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟) ان لوگوں نے عرض کیا کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اس طرح ہوتا ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی عبادت کے (بیت المال) کو دینا۔ اور ان چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ حنتم یعنی لاکھی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان سے "الدُّبَّا" یعنی کدو کے تونبے سے، نقیر یعنی لکڑی کے بنے ہوئے برتن سے اور مزفت یعنی روغن دار رال کے برتن سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان باتوں کو یاد کر لو اور جو تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو جا کر بتا دو۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ بخاری کے ہیں۔

تشریح: ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے اور اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ بچپن ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی ماں کے ساتھ مکہ میں کمزور لوگوں کے ساتھ مقیم رہے بعد میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں اکثر رہا کرتے تھے۔ رسالت مآب ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر تیرہ سال کی تھی یہ بڑے علم و فضل کے مالک تھے، علم تفسیر میں بڑی مہارت تھی، علم حدیث کے بڑے ستون تھے۔

یہ وفد آپ کے پاس دو دفعہ حاضر ہوا ہے ایک مرتبہ فتح مکہ سے پہلے ۵ھ میں یا اس سے بھی پہلے۔ اس وفد میں کل تیرہ یا چودہ آدمی تھے جن کے نام فتح الباری میں لکھے ہوئے ہیں، پھر دوسری مرتبہ ۸ھ یا ۹ھ میں اس وقت چالیس آدمی تھے یہ لوگ علاقہ بحرین کے رہنے والے تھے اسلام میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ ان ہی کی مسجد میں پڑھا گیا تھا۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ بحرین کے جواثی گاؤں میں عبدالقیس کی مسجد میں آنحضرت ﷺ کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جمعہ قائم ہوا اسی وفد میں ایک اشج عبدالقیس بھی تھے جو نہایت حلیم الضبع اور دانا و عقل مند تھے، اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہے لیکن بیہقی اور مسند احمد میں حج کا بھی بیان آیا ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی کریم ﷺ کن باتوں پر بیعت لیتے تھے؟

۱۸۔ (۱۷) وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۱۸۔ (۱۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا

۱۸۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب بایعونی علی ان لاتشرکوا باللہ شیئا (۱۸)، مسلم کتاب الحدود باب الحدود کفارات لاھلھا (۴۱۔۱۷۰۹)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَحَوْلَہٗ عِصَابَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ: ((بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ، وَلَا تَعْصَوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا؛ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ: اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْہُ، وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَہٗ)) فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس حال میں کہ آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی کہ تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نہ چوری اور نہ زنا کاری اور نہ اپنے بچوں کو قتل کرو اور نہ لاؤ تم ایسا بہتان جس کو تم نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان (یعنی اپنی طبیعت سے) اور نیکی کے کاموں میں نافرمانی مت کرو جس نے تم میں سے اس عہد و اقرار کو پورا کر لیا تو اس کا ثواب اللہ پر ہے۔ اور جو ان (منع شدہ) امور میں سے کسی امر کا مرتکب ہو گیا اور دنیا میں اسے اس کی سزا دے دی گئی تو یہ اس کے لیے کفارہ ہے۔ اور جو ان گناہوں میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہوا پھر اللہ نے اس کو چھپائے رکھا (یعنی کسی انسان پر ظاہر نہ ہوا) تو وہ اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو درگذر کر دے اور چاہے تو سزا دے ہم نے اسی شرط پر آپ ﷺ سے معاہدہ کیا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں آپ مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے جن خوش نصیب لوگوں نے اسلام کی پہلی آواز کو غیب کے کانوں سے سنا تھا ان میں سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے' انصار کے وفد تین سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سب میں شامل تھے' پہلا وفد دس آدمیوں کا تھا اس میں سے چھ آدمی مشرف با اسلام ہوئے تھے' حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اسی پہلے وفد میں مسلمان ہو گئے تھے' دوسرے وفد میں بارہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا اور تیسرے وفد میں ۷۳ آدمی تھے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اس میں بھی شریک تھے اس آخری دفعہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو خاندان قوافل کا نقیب مقرر فرمایا تھا' مسلمان ہونے کے بعد اپنی والدہ کو مشرف با سلام کیا' غزوۂ بدر اور بیعت الرضوان میں شریک رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو فلسطین کا قاضی بنایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک شام میں وفات ہوئی۔

"بایعونی" بیعت سے ہے' بیعت اور بیع کے معنی بیچنے کے ہیں یعنی لین دین کا معاملہ کرنا، مال کے بدلنے میں بیچنے کو بیع و سرا' تجارت اور سوداگری کہتے ہیں' اسلام میں بیعت سے یہ مراد ہے کہ نبی' رسول یا کسی نیک آدمی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو اس کی اطاعت و فرماں برداری میں بیچ دینا اور اپنے آپ کو اس کا مطیع و فرمانبردار بنا دے' جب وہ اس اطاعت میں پورا پورا اتر گیا تو اس کے بدلہ میں اسے جنت ملے گی اور خدا کی خوشنودی حاصل ہو گی یعنی اپنے جان و مال کو اس کے حوالہ کر کے جنت کے مول لینے کو بیعت کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝﴾

"یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو اس قیمت پر خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں قتل بھی کرتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں' اللہ کے ذمہ یہ وعدہ توریت' انجیل اور قرآن میں پختہ ہو چکا

ہے۔ اور اللہ سے زیادہ کون اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے؟ لہٰذا تم اپنے اس سودے پر جس کا معاملہ تم نے اللہ سے کیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ایک معاملہ کیا ہے جس طرح بیع وشری میں معاملہ کیا جاتا ہے کہ ایمان والے اپنے جان و مال کو اللہ کے ہاتھ پر فروخت کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض جنت عطا فرمائے گا' اس خدائی معاملہ اور معاہدہ کو بیعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ خواہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر معاہدہ کیا جائے یا زبانی اقرار کیا جائے اس کو حلف وفاداری بھی کہا جا سکتا ہے' دنیا میں خدا کے حکم سے رسول اس معاہدہ کی تکمیل کرتا ہے اور لوگوں سے خدا کی اطاعت پر بیعت کر کے معاہدہ کو مستحکم کرتا ہے جو اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر معاملہ کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الفتح)

''تحقیق جو لوگ (اے نبی ﷺ) آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس عہد شکنی کا وبال اسی کے اوپر ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اللہ اس کو بہت ثواب دے گا۔''

حدیبیہ میں تقریباً چودہ سو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے پر بیعت کی تھی جس کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس آیت کریم میں اسی بیعت کا ذکر ہے' جن لوگوں نے اس بیعت کو پورا کیا تھا خدا ان سے راضی ہو گیا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ... الخ﴾

ان ایمان والوں سے خدا راضی ہو گیا جب کہ وہ (مقام حدیبیہ پر) ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے۔

سورہ ممتحنہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیعت کا ذکر یوں فرمایا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اے نبی ﷺ اگر آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس نیت سے آئیں کہ وہ آپ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ نیکی کے کاموں میں آپ کی نافرمانی کریں گی' تو آپ ان سے بیعت قبول کر لیجیے اور ان کے لیے خدا سے معافی طلب کیجیے یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

اس خدائی حکم کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں سے بیعت لی ہے اور ان کی بیعت قبول فرمائی ہے کہ کہیں لوگ آپ سے اسلام پر' کہیں جہاد اور ہجرت پر اور کہیں نماز و روزہ پر اور اس کی پابندی پر اور کہیں سنت نبوی کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر بیعت کرتے تھے اور آپ ان سے اسی قسم کا معاہدہ بھی لیتے تھے اور آپ کے بعد خلفاء راشدین اور دیگر ائمہ دین نے بھی لوگوں

سے بیعت لی ہے' حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول الجمیل'' میں فرمایا ہے:

(فالحق ان البیعة علی اقسام منها بیعة الخلافة و منها بیعة الاسلام و منها بیعة التمسك بحبل التقوٰی و منها بیعة الهجرة والجهاد و منها بیعة التوثق فی الجهاد)

''حق یہ ہے کہ بیعت کی متعدد قسمیں ہیں' ان میں بعض بیعت خلافت' بعض بیعت اسلام اور بعض بیعت تمسک بحبل التقوٰی اور بعض بیعت ہجرت و جہاد اور جہاد میں مضبوط رہنے کی بیعت ہے۔''

شرعی اسلامی طریقے پر بیعت کرنا سنت ہے جب کہ امام یا عالم باعمل میں بیعت کی ساری شرطیں موجود ہوں گی۔ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس بات کا معاہدہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو کسی چیز میں شریک نہ کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کاری کرو گے اور نہ اپنے بچوں کو قتل کرو گے جیسا کہ تمہارے اندر اس کا دستور ہے کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے ہیں اور بعض تنگدستی اور افلاس کے خوف سے بچوں کو مار ڈالتے ہیں' یہ بچوں کا قتل کرنا سخت گناہ ہے۔ اور نہ کسی پر ناحق بہتان لگاؤ' اور ہاتھ پاؤں کی خصوصیت اس لیے فرمائی کہ بڑے بڑے کام انہیں دونوں ہاتھ پاؤں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ''بین ایدیکم'' سے وہ گناہ مراد ہے جو زمانہ حال میں واقع ہو اور ''بین ارجلکم'' سے وہ گناہ مراد ہے جو زمانہ آئندہ میں ہونے والا ہے' یا اس سے دل مراد ہے یعنی من گھڑت بہتان۔ جو ان منہیات کا مرتکب ہو گیا جیسے چوری کر لی اور اس کے بدلے میں ہاتھ کاٹ دیا گیا' یا زنا کاری کی اور اس کی سزا میں اس کو سنگسار کیا گیا تو اس سے اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے گا' اس کے بدلے میں وہ دوبارہ سزا نہیں پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدود کفارہ میں یعنی حدوں کے جاری کرنے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے' اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے یہ بیعت فتح مکہ کے بعد کی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نہایت تفصیل کے ساتھ اس کو ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم

عورتوں کو نصیحتیں

١٩۔ (١٨) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی، فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ: ((یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ! تَصَدَّقْنَ، فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ)) فَقُلْنَ: وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ، مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ)) قُلْنَ: مَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟)) قُلْنَ: بَلٰی قَالَ:

١٩۔ (١٨) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بقرہ عید یا عید الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلے تو عورتوں کے پاس سے آپ کا گذر ہوا' آپ ﷺ نے ان عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم لوگ صدقہ و خیرات کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ تم دوزخ میں زیادہ جانے والی ہو۔ یعنی عورتیں زیادہ تر دوزخ میں داخل ہوں گی۔ ان عورتوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! عورتیں کس وجہ سے دوزخ میں زیادہ تر داخل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ لعن و طعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی نافرمانی اور ناشکری بہت کرتی ہو' دین و عقل کی کمی تم لوگوں سے زیادہ کسی میں نہیں دیکھی ہے کہ تم سب سے زیادہ بے عقل بھی ہو اور تم لوگوں کا دین بھی ناقص ہے کہ

١٩۔ صحیح البخاری کتاب الحیض باب ترك الحائض الصوم (٣٠٤)، مسلم کتاب الایمان باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات (١٣٢، ٨٠)

((فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا۔ قَالَ: أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟)) قُلْنَ: بَلٰى قَالَ: ((فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہوشیار اور سمجھ دار آدمی کی عقل کو کھو دیتی ہو۔ ان عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے دین اور ہماری عقل کی کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے نصف گواہی کے برابر نہیں ہے (یعنی شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے) ان عورتوں نے کہا ہاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا جس وقت عورت ماہواری کی حالت میں ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ ان عورتوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان کے دین کی کمی کا سبب ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہیں ان کا نام سعد تھا کنیت ابوسعید ہے خدرہ خاندان سے ہیں اسی لیے خدری کہے جاتے ہیں ۱۱۷۰ حدیثیں ان سے مروی ہیں اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے مدینہ میں اپنے والدین کے ساتھ مسلمان ہو گئے تھے مسجد نبوی کی تعمیر میں شریک رہے غزوۂ مصطلق اور غزوۂ خندق میں پندرہ سالہ عمر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ داد شجاعت حاصل کی غزوۂ حدیبیہ خیبر فتح مکہ حنین تبوک اوطاس میں بھی شریک رہے عہد نبوت کے بعد مدینہ میں قیام رہا۔ حضرت عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں فتویٰ دیتے تھے۔ ۷۴ھ میں جمعہ کے دن وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر ۸۶ برس کی تھی بقیع میں دفن کیے گئے امر بالمعروف کا ولولہ تھا سنت کے پورے پورے متبع تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

عیدگاہ میں عورتیں عید کی نماز پڑھنے جاتی تھیں مردوں سے دور رہنے کی وجہ سے خطبے کی آواز نہیں سن سکتی تھیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں یہی وعظ سنایا جن میں ان کی ضرورت کی بات تھی عام طور پر عورتوں میں یہ باتیں ہوتی ہیں کہ بات بات پر لعن طعن کرتی ہیں اور خاوندوں کی عموماً نافرمانی بھی کرتی ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ تہدید فرمائی اور صدقہ خیرات کرنے کا حکم دیا، صدقہ دینے سے عذاب میں کمی بھی ہوگی اور دوزخ سے نجات بھی مل جائے گی۔ ضعف دماغی کی وجہ سے ان کی عقل ناقص ہوتی ہے شہادت میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر سمجھی جاتی ہے اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے گی۔ اور حیض ونفاس کی وجہ سے شریعت کے پورے مسائل پر عمل بھی نہیں کرنے پاتیں اس لیے دین کی کمی ثابت ہوتی ہے ان کی بے عقلی صرف انہی کی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اپنی بے عقلی سے عقل مند آدمی کو بھی پاگل بنا دیتی ہیں۔

ابن آدم کا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانا؟

۲۰۔ (۱۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ؛ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيْدَنِي كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ

۲۰۔ (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے نہیں تھا اور وہ مجھ کو گالی دیتا ہے یہ بھی اس کے لیے مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ نہیں لوٹا سکتا جس طرح اس نے شروع میں پیدا کیا تھا حالانکہ پہلی

۲۰۔ صحیح البخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ قل ھو اللہ احد (٤٩٧٤)

اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ: فَقَوْلُهٗ: اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ))

بار پیدا کرنا زیادہ آسان نہیں تھا مجھ پر اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے، اور اس کا گالی دینا اور مجھے برا کہنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اولاد بنا لی ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے پرواہ اور بے نیاز ہوں، نہ کسی کو جنا اور نہ جنا گیا اور نہ میرا کوئی ہم سر و نظیر ہے۔ (بخاری)

تشریح:...... اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات تنزیہی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک وسہیم نہیں ہے، نہ اس کی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد ہے، وہ اس قسم کی باتوں سے مبرا اور منزہ ہے، دنیا ختم ہو جائے گی، سب لوگ مر جائیں گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو زندہ کر کے ان سے حساب وکتاب لے گا، لیکن نافرمان لوگ نہ قیامت کے قائل ہیں اور نہ دوبارہ زندہ ہونے کو تسلیم کرتے ہیں، یہ لوگ خدا کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا دوبارہ زندہ کر دینا زیادہ آسان ہے بہ نسبت ابتداء سے پیدا کرنے کے۔ لہٰذا دوبارہ زندہ ہونے پر ہمارا ایمان اور یقین ہونا چاہیے۔

۲۱۔ (۲۰) وَفِيْ رِوَايَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ((وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ: لِيْ وَلَدٌ، وَسُبْحَانِيْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۱۔ (۲۰) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کا مجھے برا بھلا کہنا، اس کا یہ کہنا ہے کہ میری اولاد ہے حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ میں بیوی یا اولاد والا بنوں (بخاری)

تشریح:...... اللہ پاک کی ذات بے نظیر و بے مثال ہے۔ نہ اللہ کی ذات سے کوئی چیز نکلی ہے نہ اللہ پاک کسی چیز سے نہ نکلا ہے۔ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا فلاں بزرگ اللہ کے نور سے نکلا ہے تو یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اسی طرح حلول اور اتحاد کا عقیدہ رکھنا کہ میں اللہ ہوں میرا وجود اللہ کے وجود سے الگ نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا وحدۃ الوجود کہلاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: افکار صوفیاء صفحہ ۱۴)

۲۲۔ (۲۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يُؤْذِيْنِي ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَاَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الْاَمْرُ، اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۲۔ (۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان مجھے تکلیف دیتا ہے وہ زمانہ کو برا کہتا اور اس کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں خود ہی زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں حکم ہے، رات کو دن میں بدلتا ہوں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اور خدا کو گالی دینا یہ ہے کہ اس کے لیے یہ عقیدہ مقرر کر لینا، اس کی بیوی ہے اور بال بچے ہیں، جیسے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عزیز علیہ السلام خدا کے صاحبزادے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ یہ خدا کی شان میں نہایت سخت گالی و گستاخی ہے۔ قرآن مجید میں اس قسم کی باتوں کی تردید آ گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ o وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o﴾ ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور نہ اس کے برابر اور مثل کوئی ہے۔ بعض لوگ مصیبت کے وقت زمانے کو برا کہتے ہیں کہ زمانہ بہت خراب ہے حالانکہ زمانہ کچھ نہیں کر سکتا آرام تکلیف کا دینے والا خدا ہے اور ہر چیز کا مالک خدا ہے۔ زمانہ کا مالک اور اس کا متصرف اللہ ہی ہے تو زمانہ کو برا کہنا خدا کو برا کہنا ہے یہی خدا کو ایذا دینا ہے۔

۲۱۔ صحيح البخاري، كتاب التفسير تفسير سورة البقره باب وقالوا اتخذ الله ولدا سبحان (٤٤٨٢)

۲۲۔ صحيح البخاري، كتاب التفسير تفسير سورة الجاثيه (٤٨٢٦)، مسلم كتاب الالفاظ من الادب باب النهي عن سب الدهر۔ (٢-٣٢٤٦)

٢٣۔ (٢٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی يَّسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢٣۔ (٢٢) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ تکلیف دہ کلمات سن کر صبر اور تحمل کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ مشرکین خدا کے لیے بیٹا اور اولاد تجویز کرتے ہیں' اس کے باوجود اللہ تعالیٰ انہیں عافیت بخشتا اور روزی دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری' مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اللہ تعالیٰ کی ذات ایذا دہی اور ایذا رسانی سے پاک صاف ہے۔ لیکن جب اس کی مخلوق اس کی نافرمانی کرتی اور اس کی مرضی کے خلاف کام کرتی ہے تو گویا وہ خدا کو ایذا پہنچاتی ہے' اللہ تعالیٰ نہایت صبر و تحمل سے کام لیتا ہے۔ اس نافرمانی کے باوجود کھلاتا، پلاتا اور عافیت بخشتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور بندوں کا ایک دوسرے پر حق

٢٤۔ (٢٣) وَعَنْ مُّعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی حِمَارٍ، لَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢٤۔ (٢٣) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار تھے میں بھی آپ کے پیچھے اسی گدھے پر بیٹھا تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان میں صرف کجاوہ کے پچھلی لکڑی کے سوا اور کسی چیز کا فاصلہ نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کو ایک جانیں اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ سمجھیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو یہ خوشخبری لوگوں کو سنا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خوشخبری نہ سناؤ لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں' مدینہ میں اٹھارہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے' تو عقبہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور چند دنوں میں فیض نبوت کے اثر سے اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ بسا اوقات ان کو اپنے اونٹ اور خچر پر بٹھاتے تھے اس باتوں کی خصوصیت سے ان کو وصیت کی تھی آپ نے ان کو ملک یمن کا گورنر بنا دیا تھا۔ اور ان کے محلے کی مسجد کا امام بنا دیا تھا۔ ٣٢ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

٢٣۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین (٧٣٧٨)، مسلم کتاب صفات المنافقین باب لااحد علی اذی من اللہ عزوجل (٤٩۔٢٨٠٤)

٢٤۔ صحیح البخاری کتاب الجھاد باب اسم الفرس والحمار (٢٨٥٦)، مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنہ قطعا (٤٨۔٣٠)

۲۵۔ (۲٤) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم' وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ' قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ۔ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ'۔ ثَلَاثًا۔ قَالَ: ((مَا مِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ' صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: ((اِذًا يَّتَّكِلُوْا)) فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۔ (۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے کہ آپ نے انہیں آواز دی کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ! معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لبیك و سعدیك یا رسول الله یعنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو آواز دی کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ! معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لبیك و سعدیك ہاں حضرت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو آواز دی کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ! معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہاں حضرت حاضرِ خدمت ہوں اسی طرح تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دے کر پکارا اور معاذ رضی اللہ عنہ نے لبیك و سعدیك سے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ ہی سچا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی خوشخبری لوگوں کو نہ سنا دوں تا کہ لوگ خوش ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خوشخبری سن کر لوگ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل کو چھوڑ دیں گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے مرنے کے وقت یہ حدیث لوگوں کو سنا دی' تا کہ گناہ سے بچے رہیں۔ اس حدیث کو بخاری' مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... بار بار معاذ رضی اللہ عنہ کو اس لیے آواز دی تا کہ خوب ہوشیار ہو جائیں اور توجہ سے کلام رسول کو سنیں۔ جو سچے دل سے توحید و رسالت کا قائل ہو جائے گا۔ یقیناً وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ شروع شروع میں اس کی عام اشاعت سے منع فرمایا تھا تا کہ اسی پر اعتماد کر کے لوگ عمل کو چھوڑ نہ بیٹھیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے مرنے کے وقت بتا دیا تا کہ حدیث کے چھپانے کا گناہ ان کے ذمے باقی نہ رہے۔

لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کے لیے خوش خبری

۲٦۔ (۲٥) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم' وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ' وَهُوَ نَائِمٌ' ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ' فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَاِنْ زَنٰى

۲٦۔ (۲۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر سفید کپڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ (میں سوتا ہوا دیکھ کر واپس چلا گیا) پھر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو چکے تھے، آپ نے فرمایا جس بندے نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی

۲۵۔ صحيح البخارى كتاب العلم باب من خص بالعلم قوما (١٢٨)، مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة (٥٣/ ٣٢)

۲٦۔ صحيح البخارى كتاب اللباس باب الثياب البيض (٥٨٢٧)، مسلم كتاب الايمان باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة (١٥٤/ ٩٤)

وَاِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: ((وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: (وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ؟! قَالَ: ((وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغِمَ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ))۔ وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ: وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

معبود نہیں ہے پھر وہ اسی عقیدہ پر مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ اگرچہ اس نے زنا کیا اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زنا کیا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک پر مٹی ہو یعنی اگرچہ تمہیں ناگوار اور برا معلوم ہو۔ مگر ایسا شخص صرف بخشا جائے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو وان رغم انف ابی ذر کہتے اگرچہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک آلود ہو۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا نام جندب اور مسیح الاسلام لقب ہے قبیلہ غفار کے رہنے والے تھے جاہلیت کے موحد تھے۔ اسلام سے پہلے بھی بتوں کو نہیں پوجتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے۔ چونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جاہلیت ہی میں موحد وصلوۃ کے پابند اور حق کے متلاشی تھے اس لیے حق کی پکار سنتے ہی ''لبیک'' کہا۔

اس وقت دعوت حق کا جواب دیا جب کہ چار آدمیوں کے سوا ساری دنیا کی زبانیں اس اعلان حق سے خاموش تھیں۔ اس اعتبار سے اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے ان کے اسلام لانے کا واقعہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دلچسپ داستان خود ان کی زبان سے مروی ہے، ان کا بیان یہ ہے کہ جب میں قبیلہ غفار میں تھا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں نے اپنے بھائی کو واقعہ کی تحقیق کے لیے بھیجا وہ واپس آئے تو میں نے پوچھا کیا خبر لائے ہو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم یہ شخص نیکیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔

اس قدر مجمل بیان سے میری تشفی نہیں ہوئی اس لیے میں خود سفر کا مختصر سامان لے کر مکہ چل کھڑا ہوا۔ وہاں پہنچا تو یہ دقت پیش آئی کہ میں رسول اکرم ﷺ کو پہچانتا نہ تھا اور کسی سے پوچھنا بھی خلاف مصلحت تھا۔ اس لیے خانہ کعبہ میں جا کر ٹھہر گیا اور زمزم کے پانی سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اتفاق سے ایک دن علی رضی اللہ عنہ گذرے انہوں نے پوچھا۔ تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔ میں نے کہا ہاں وہ مجھ کو اپنے گھر لے گئے۔ لیکن مجھ سے ان کی گفتگو نہیں ہوئی۔ صبح اُٹھ کر میں پھر خانہ کعبہ گیا کہ لوگوں سے اپنے مقصد کا پتہ دریافت کرو کیونکہ اب تک آنحضرت ﷺ کے حالات سے بے خبر تھا اتفاق سے پھر علی گذرے اور پوچھا کہ اب تک تم کو اپنا ٹھکانا نہیں معلوم ہوا۔ میں نے کہا نہیں وہ پھر دوبارہ مجھ کو اپنے ساتھ لے چلے اس مرتبہ انہوں نے دریافت کیا کہ کیسے آنا ہوا۔ میں نے کہا اگر آپ اس کو پوشیدہ رکھیں تو عرض کروں؟ فرمایا مطمئن رہو۔ میں نے کہا۔ سنا گیا ہے کہ یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پہلے اس خبر کی تصدیق اور اس شخص کے حالات دریافت کرنے کے لیے میں نے اپنے بھائی کو بھیجا مگر وہ کوئی تسلی بخش خبر نہ لایا اس لیے اب میں خود اس سے ملنے آیا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے نیکی کا راستہ پا لیا سیدھے میرے ساتھ چلے آؤ۔ جس مکان میں جاؤں میرے ساتھ چلے آنا۔ راستہ میں اگر کوئی خطرہ پیش آئے گا تو میں جوتا درست کرنے کے بہانے سے دیوار کی طرف ہٹ جاؤں گا اور تم بڑھے چلے جانا۔ چنانچہ میں حسب ہدایت ان کے ساتھ ہو لیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے سامنے اسلام پیش کیجیے آپ ﷺ نے اسلام پیش کیا اور میں اسلام کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔

قبول اسلام کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ابوذر رضی اللہ عنہ ابھی تم اس کو پوشیدہ رکھو اور اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ میرے غلبہ کے بعد واپس آنا میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں اسلام کو چھپا نہیں سکتا ابھی لوگوں کے سامنے پکار کر اعلان کروں گا۔ یہ کہہ کر مسجد میں آیا یہاں قریش کا مجمع تھا میں نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ قریشیو میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے للکارا کہ اس بے دین کو لینا۔ اس آواز کے ساتھ ہی چاروں طرف سے لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا۔ یہ دردناک منظر کو دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا۔ وہ مجھ کو بچانے کے لیے میرے اوپر گر پڑے اور ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ایک غفاری کی جان لینا چاہتے ہو حالانکہ یہ قبیلہ تمہاری تجارت کا گذرگاہ ہے۔ یہ سن کر سب ہٹ گئے لیکن اسلام کا وہ نشہ نہ تھا جس کا خمار قریش کے غیظ و غضب کی ترشی سے اتر جاتا دوسرے دن پھر اس حق گو کی زبان پر نعرۂ مستانہ تھا:

درعجائب هائے طور عشق حکم ها کم است
عشق را با مصلحت اندیشی مجنون چه کار

اور پھر وہی مسجد تھی وہی صنادید قریش کا مجمع تھا اور وہی ان کی ستم آرائی۔

کچھ دن مکہ میں قیام کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو ان کے گھر واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں عنقریب یثرب ہجرت کرنے والا ہوں اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرو۔ شاید خدا ان کو فائدہ دے اور اس صلہ میں تمہیں بھی اجر ملے انہوں نے آپ ﷺ کے حسب ارشاد روانگی کی تیاری شروع کر دی اور وطن کا سفر کرنے سے قبل اپنے بھائی انیس سے ملے انہوں نے پوچھا کیا کر کے آئے؟ جواب دیا اعتراف صداقت کر کے اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا ہوں یہ سن کر وہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے یہاں سے دونوں بھائی تیسرے بھائی کے پاس پہنچے وہ بھی مشرف باسلام ہوئے اس کے بعد تینوں وطن پہنچے اور دعوتِ حق میں اپنا وقت صرف کرنے لگے۔ آدھا قبیلہ تو اسی وقت مسلمان ہو گیا اور آدھا ہجرت کے بعد مسلمان ہوا۔

(صحیح مسلم فضائل ابی ذر' مسند ابن حنبل ج ٥۔ ص ١٧٤)

وفات: ......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ بھی نہایت حیرت انگیز ہے ۳۱ھ میں ربذہ کے ویرانے میں وفات پائی ان کے حرم محترم رضی اللہ عنہا وفات کے حالات بیان کرتی ہیں کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو میں رونے لگی۔ پوچھا کیوں روتی ہو۔ میں نے کہا کہ تم ایک صحرا میں سفر آخرت کر رہے ہو یہاں میرے اور تمہارے استعمالی کپڑوں کے علاوہ کوئی ایسا کپڑا نہیں ہے جو تمہارے کفن میں کام آئے۔ فرمایا رونا موقوف کرو۔ میں تم کو ایک خوش خبری سناتا ہوں میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جس مسلمان کے دو یا تین لڑکے مر چکے ہوں وہ آگ سے بچانے کے لیے کافی ہیں۔ آپ نے چند آدمیوں کے سامنے جن میں ایک میں بھی تھا یہ فرمایا۔ کہ تم میں سے ایک شخص صحرا میں مرے گا اس کی موت کے وقت وہاں ایک مسلمانوں کی جماعت پہنچ جائے گی میرے علاوہ ان میں سے سب آبادی میں مر چکے ہیں اب صرف میں باقی رہ گیا ہوں اس لیے وہ شخص یقیناً میں ہی ہوں اور میں بحلف کہتا ہوں کہ نہ میں نے تم سے جھوٹ بیان کیا ہے اور نہ کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے اس لیے گذرگاہ پر جا کر دیکھو یہ غیبی امداد ضرور آتی ہو گی۔ میں نے کہا اب تو حجاج بھی واپس جا چکے اور راستہ بند ہو چکا۔ فرمایا نہیں جا کر دیکھو۔ چنانچہ میں دوڑ کر ٹیلے پر چڑھ کر دیکھنے جاتی تھی اور دوسری طرف بھاگ کر ان کی تیمارداری کرتی تھی اس دوڑ دھوپ اور تلاش و انتظار کا سلسلہ جاری تھا کہ دور سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے میں نے اشارہ کیا وہ لوگ نہایت تیزی سے آ کر میرے پاس ٹھہر گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے میں نے کہا ابوذر رضی اللہ عنہ۔ پوچھا آنحضرت ﷺ کے صحابی میں نے کہا ہاں۔ وہ لوگ فدا ابی و امی کہہ کر ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

پہلے ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی سنائی پھر وصیت کی کہ اگر میری بیوی یا میرے پاس کفن بھر کا کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفنانا اور قسم دلائی کہ تم میں سے جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدیدار بھی ہو وہ مجھ کو نہ کفنائے۔ اتفاق سے ایک انصاری نوجوان کے علاوہ ان میں سے ہر شخص کسی نہ کسی خدمت پر مامور رہ چکا تھا چنانچہ انصاری نے کہا کہ چچا میرے پاس ایک چادر ہے اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جو خاص کر میری والدہ کے ہاتھ کے بُنے ہوئے ہیں۔ ان ہی میں آپ کو کفناؤں گا۔ فرمایا ہاں تم ہی کفنانا۔

(مستدرك' حاكم ج ٢ ص ٣٤٥ و مسند احمد بن حنبل ج ٥- ص ١٦٦)

اس وصیت کے بعد وفات پائی۔ متعدد روایتوں کو باہم ملانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ یمنی تھے اور کوفہ سے آ رہے تھے ان ہی کے ساتھ مشہور صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جو عراق جا رہے تھے بہر حال اس انصاری نوجوان نے ان کو کفنایا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی (مستدرک' حاکم ج ۳ ص ۳۴۶) اور پھر سب نے مل کر اسی صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو پیوند خاک کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فطرتاً فقیر منش' زاہد' تارک الدنیا اور عزت پسند تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسیح الاسلام کا لقب دیا تھا۔ اخیر زندگی تک اسی زہد وقناعت پر قائم رہے جو خود کھاتے پیتے پہنتے وہی اپنے غلاموں کو بھی کھلاتے پلاتے اور پہناتے تھے بہت بڑے فیاض' مہمان نواز' خلیق اور ملنسار تھے۔

اس حدیث میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہنے سے توحید ورسالت پر پورا پورا ایمان لانا مراد ہے اور جو سچے دل سے اس پر ایمان رکھے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا گو وہ اس قسم گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگیا یا تو خدا اس کو معاف ہی کر دے گا یا وہ اس کی سزا پا کر جنت میں جائے گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس پر تعجب تھا۔ اس لیے بار بار سوال کو دھرایا۔

٢٧- (٢٦) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ، وَرُوْحٌ مِّنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ؛ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَاكَانَ مِنَ الْعَمَلِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٢٧- (٢٦) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تحقیق عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی باندی کے بیٹے' اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ جس کو مریم کی طرف ڈالا۔ اور اس کی طرف سے روح ہیں اور جنت دوزخ حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا خواہ اس نے کیسے ہی کام کیے ہوں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی جس کا عقیدہ ایسا صحیح و پختہ ہو وہ جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت اس لیے کی گئی ہے کہ عیسائیوں نے ان کو خدا کا بیٹا ٹھہرا لیا تھا۔ حالانکہ وہ حضرت مریم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا کیا۔ اس لیے کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے اور خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اس لیے ان کو روح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

٢٧- صحيح البخاري كتاب الانبياء باب قوله يا هل الكتاب لاتغلو فى دينك ولا تقولوا...... (٣٤٣٥)، مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان من مات على التوحيد ...... (٤٦/ ٢٨)'

اسلام سابقہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے

۲۸۔ (۲۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: اُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْاُبَايِعُكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ، فَقَبَضْتُ يَدِيْ، فَقَالَ: ((مَالَكَ يَا عَمْرُوْ؟)) قُلْتُ: اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ فَقَالَ: ((تَشْتَرِطُ مَاذَا؟)) قُلْتُ: اَنْ يُّغْفَرَلِيْ قَالَ: ((اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو! اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاِنَّ الْهِجْرَةَ لَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْحَدِيْثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْاٰخَرُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ سَنَذْكُرُهُمَا فِيْ بَابِ الرِّيَاءِ وَالْكِبْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

۲۸۔ (۲۷) عمرو بن العاص ﷺ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا عرض کیا آپ داہنا ہاتھ پھیلایئے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کروں گا۔ آپ ﷺ نے داہنے ہاتھ کو آگے بڑھا دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا؟ میں نے عرض کیا کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ وہ شرط لگا لو میں نے عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ میرے سب گناہوں کی بخشش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اسلام ان تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ یعنی نیست و نابود کر دیتا ہے جو اسلام سے پہلے صادر ہو گئے تھے اور ہجرت ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے ہوئے تھے اور حج بھی ان تمام گناہوں کا خاتمہ کر دیتا ہے جو حج سے پہلے ہو گئے تھے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے دو حدیثیں جو مروی ہیں ایک قال اللہ...... الخ اور دوسری حدیث الکبریاء ردائی...... الخ ان کو ان شاء اللہ باب الریاء والکبر میں آئندہ چل کر ذکر کریں گے۔

تشریح:...... یعنی مصابیح والے نے دونوں احادیث کو کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے اور ہم یہاں کسی خاص مصلحت سے ذکر نہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں آگے چل کر باب الرباء میں بیان کر دیں گے۔ ایمان اور اسلام لانے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ حق اللہ ہوں یا حق العباد ہوں۔ لیکن حج اور ہجرت سے صرف حق اللہ معاف ہوگا۔ حق العباد نہیں معاف ہوگا جب تک بندہ خود ہی معاف نہ کرے۔ اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص ﷺ ہیں۔

نام ونسب:...... عمرو نام ابو عبداللہ اور ابو محمد کنیت والد کا نام عاص اور والدہ کا نام نابغہ تھا۔ جدی سلسلہ نسب یہ ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہلم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب قرشی سہمی' ننہالی نسب یہ ہے نابغہ بن تحرما بن حارث بن کلثوم بن جوشن بن عمرو بن عبداللہ بن خزیمہ بن غزہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔

قبل از اسلام:...... عمرو بن العاص کا خاندان بنو سہم زمانہ جاہلیت سے معزز چلا آتا تھا قریش اگرچہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے سخت ترین دشمن تھے لیکن غزوۂ خندق کے بعد سے وہ اسلام سے متاثر ہونے لگے وہ اکثر دنیا اور اس کے انجام اور اسلام کی تعلیمات پر غور کیا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ اس غور وفکر سے اسلام کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہونے لگی اور اس سے میرا دل متاثر ہونے لگا اور میں نے مسلمانوں کی مخالفت سے رفتہ رفتہ کنارہ کشی اختیار کرنی شروع کی۔ قریش نے ان کو محسوس کیا اور اس کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔ اس نے مجھ سے بحث کرنا شروع کی۔ میں نے اس سے کہا کہ بتاؤ ہم حق پر ہیں یا فارس و روم والے؟ اس نے کہا ہم ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ ان کو عیش و تنعم میسر ہے یا ہم کو؟ اس نے کہا ان کو۔ میں نے کہا کہ اگر اس عالم کے

۲۸۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب كون الاسلام يهدم ماقبله وكذا الهجرة والحج (۱۹۲/ ۱۲۱)

بعد دوسرا عالم نہیں ہے تو ہماری حق پرستی کس کام آئے گی جب کہ ہم دنیا میں بھی باطل پرستوں کے مقابلہ میں تنگ حال رہے اور دوسرے عالم میں بھی بدلہ کی امید نہ ہو۔ اس لیے محمد ﷺ کی یہ تعلیم کہ مرنے کے بعد ایک دوسرا عالم ہوگا جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی کس قدر صحیح اور دل نشین ہے۔ غزوۂ خندق کے بعد ان کو آنحضرت ﷺ کی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تھا اور یہی یقین ان کے اسلام لانے کا ذریعہ بنا۔ اس کی تفصیل مسند احمد بن حنبل میں خود ان کی زبانی مذکور ہے۔ (اصابہ ج ۵ ص ۲)

اسلام:...... ان کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ غزوۂ احزاب سے واپس ہوئے تو میں نے قریش کے ان اشخاص کو جو مجھے مانتے تھے اور میری بات سنتے تھے جمع کر کے کہا کہ خدا کی قسم تم لوگ یقین جان لو کہ محمد ﷺ کی بات تمام باتوں پر سر بلند ہوگی۔ اس میں کسی انکار کی گنجائش نہیں۔ میری ایک رائے ہے تم اس کو کیسی سمجھتے ہو لوگوں سے پوچھا رائے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس چل کر قیام کریں۔ اگر محمد ﷺ ہماری قوم پر غالب آ گئے تو ہم لوگ نجاشی کے پاس ٹھہر جائیں گے کیونکہ نجاشی کی ماتحتی میں رہنا محمد کی ماتحتی سے کہیں زیادہ پسندیدہ ہے اور ہماری قوم محمد ﷺ پر غالب ہوئی تو ہم لوگ ممتاز ہیں ہمارے ساتھ ان کا طرز عمل بہتر ہی ہو گا۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ میں نے کہا پھر اس کو تحفہ دینے کے لیے کوئی چیز مہیا کرو نجاشی کے لیے ہمارے یہاں سب سے بہتر تحفہ چمڑا تھا چنانچہ بہت سا چمڑا لے کر ہم لوگ حبشہ پہنچے ہم لوگ نجاشی کے دربار میں جا رہے تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی پہنچ گئے ان کو رسول اللہ ﷺ نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کسی ضرورت سے نجاشی کے پاس بھیجا تھا جب وہ آ کر چلے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نجاشی سے درخواست کریں کہ وہ عمرو بن امیہ ضمری کو ہمارے حوالہ کر دے اگر وہ دے دے تو اس کی گردن اتار دیں تا کہ قریش کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے محمد ﷺ کے سفیر کا سر قلم کر کے ان کا بدلہ لے لیا یہ کہہ کر میں نجاشی کے دربار میں گیا اور حسب معمول سجدہ کیا اس نے خوش آمدید کہا اور پوچھا میرے لیے اپنے ملک سے کوئی تحفہ بھی لائے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ حضور بہت سا چمڑا تحفہ میں لایا ہوں اور جو چمڑا لے گیا تھا اس کو پیش کیا اس نے بہت پسند کیا پھر میں نے عرض کیا عالی جاہ ابھی میں نے ایک آدمی کو حضور کے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے یہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا ہے حضور قتل کرنے کے لیے اس کو ہمارے حوالے کر دیں اس نے ہمارے شرفا اور معززین کو تکلیفیں پہچائی ہیں۔ نجاشی یہ درخواست سن کر بہت غضب ناک ہوا اور اپنا ہاتھ کھینچ کر بہت زور سے اپنی ناک پر مارا کہ میں نے سمجھا ٹوٹ جائے گی اس کی اس حرکت سے میں اس قدر نادم و شرمسار ہوا کہ اگر زمین شق ہوتی تو میں اس میں سما جاتا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ شاہا اگر میں سمجھتا کہ حضور کو یہ درخواست ناگوار ہوگی تو میں نہ کرتا۔ وہ بولا۔ کہ تم چاہتے ہو کہ میں ایسے شخص کے قاصد کو جس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا قتل کرنے کے لیے تمہارے حوالے کر دوں" میں نے عرض کیا۔ عالی جاہ کیا واقعی وہ ایسا ہے؟ وہ بولا عمرو تمہاری حالت قابل افسوس ہے۔ میرا کہنا مانو اور اس کی پیروی کرلو خدا کی قسم وہ حق پر ہے وہ اپنے مخالفوں پر غالب آئے گا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا پھر اس کی طرف سے آپ مجھ سے اسلام کی بیعت لیجیے چنانچہ اس نے ہاتھ پھیلایا اور میں نے اسلام کی بیعت کی۔

یہاں سے جب میں ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا تو میرے تمام خیالات پلٹ چکے تھے۔ لیکن میں نے اپنے ساتھیوں پر ظاہر نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ حق پرست پر اسلام لانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مکہ سے آتے ہوئے ملے۔ یہ فتح مکہ کے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا ابا سلیمان کہاں کا قصد ہے وہ بولے۔ خدا کی قسم خوب پانسا پڑا۔ خدا کی قسم یہ شخص یقیناً نبی ہے۔ اب جلد اسلام قبول کر لینا چاہیے یہ لیت و لعل کب تک میں نے کہا۔ خدا کی قسم میں بھی اسی قصد سے چلا ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں ایک ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر میں نے قریب ہو کر

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں بیعت کروں گا۔ لیکن آپ میرے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کو معاف کر دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو! بیعت کرلو اسلام اپنے ماقبل کے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور ہجرت بھی اپنے ماقبل کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کی اور بیعت کر کے لوٹ گیا۔ (مسند احمد ابن حنبل ج ٤ ص ١٩٨) تیر الصحابه.

ہجرت: ...... قبول اسلام کے بعد مکہ لوٹ گئے پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ مدینہ آنے کے بعد اسلامی تبلیغ و خدمتِ دین میں مصروف ہو گئے اور غزوات و سرایا میں شوق سے حصہ لیتے تھے۔ حضور ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد بھی جنگوں میں شریک رہتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے عفی اللہ عنہ ورضی اللہ۔

وفات: ...... عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بہ اختلاف روایات ۴۳ھ یا ۴۷ھ یا ۵۱ھ میں مصر ہی میں اپنے عہد حکومت میں بیمار ہوئے عمر کافی پا چکے تھے زندگی کی زیادہ امید نہ تھی اس لیے مرض الموت میں اپنی گذشتہ لغزشوں پر بہت نادم تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ عیادت کو آئے۔ سلام کے بعد پوچھا کیا حال ہے جواب دیا کیا پوچھتے ہو۔ دنیا کم بنائی۔ مگر دین زیادہ بگاڑا اگر اس کو بگاڑا ہوتا جس کو بنایا ہے اور اس کو بنایا ہوتا جسے بگاڑا ہے تو یقیناً کامیاب ہوتا اگر آخر عمر کی آرزو فائدہ مند ہوتی تو ضرور آرزو کرتا۔ اگر بھاگنے سے بچ سکتا تو ضرور بھاگتا مگر اب منجنیق کی طرح زمین و آسمان کے درمیان معلق ہوں۔ نہ ہاتھوں کے سہارے اوپر چڑھ سکتا ہوں۔ نہ پاؤں کے سہارے نیچے اتر سکتا ہوں۔

اے بھتیجے مجھ کو کوئی ایسی نصیحت کر کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس اب وہ وقت کہا۔ اب وہ بھتیجا بوڑھا ہو کر آپ کا بھائی ہو گیا اگر آپ رونے کے لیے کہیں تو میں رونے کو تیار ہوں مقیم سفر کا یقین کیسے کر سکتا ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اس وقت اسی برس سے کچھ اوپر میری عمر ہے اور تو مجھ کو پروردگار کی رحمت سے ناامید کرتا ہے۔ خدایا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھ کو تیری رحمت سے ناامید کر رہا ہے ابھی تو مجھے یہاں تک تکلیف دے کہ راضی ہو جا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبداللہ جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور جو دے رہے ہو وہ پرانی ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ تم کو کیا ہو گیا ہے جو بات میں کہتا ہوں تم اس کا الٹا کہتے ہو۔

ابن شمامہ مہری کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کو گئے وہ دیوار کی طرف منہ کر کے رونے لگے ان کے بیٹے عبداللہ نے دلاسا دیا کہ ابا جان کیا آپ کو آنحضرت ﷺ نے فلاں فلاں بشارتیں نہیں دی ہیں؟ جواب دیا میرے پاس افضل ترین دولت لا الـه الا الله محمد رسول الله کی شہادت ہے مجھ پر زندگی کے تین دور گذرے ہیں۔ ایک وہ دور تھا جس میں آنحضرت ﷺ کا سخت ترین دشمن تھا۔ اور میری سب سے بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح قابو پا کر آپ کو قتل کر دوں اگر اس حالت میں مر جاتا تو میرے لیے دوزخ یقینی تھی۔ پھر اللہ عزوجل نے میرے دل میں اسلام ڈالا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہاتھ پھیلایئے میں بیعت کروں گا آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے سمیٹ لیا۔ فرمایا عمرو بن العاص تم کو کیا ہو گیا۔

میں نے عرض کیا میں ایک شرط چاہتا ہوں۔ فرمایا وہ کون سی شرط ہے؟ میں نے عرض کیا میری مغفرت ہو جائے۔ فرمایا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اسلام اپنے پہلے تمام گناہوں کو کالعدم کر دیتا ہے، ہجرت اپنے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ حج اپنے پہلے کے گناہوں کو گرا دیتا ہے اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نہ میرا کوئی محبوب رہا اور نہ ان سے زیادہ میری نگاہ میں کوئی بزرگ باقی رہا۔ میں آپ کی انتہائی عظمت و ہیبت کی وجہ سے آپ کو نظر بھر نہیں دیکھ سکتا تھا اگر کوئی مجھ سے آپ کا

حلیہ پوچھتے تو میں نہیں بتا سکتا کہ میں نے نظر بھر کبھی دیکھا ہی نہیں اگر اس حالت میں مرجاتا تو جنت کی امید تھی۔ پھر تیسرا دور آیا جس میں میں نے مختلف قسم کے اعمال کیے اب میں نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہوگا۔

جب میں مرجاؤں تو نوحہ کرنے والیاں میرے ساتھ نہ جائیں۔ نہ جنازہ کے پیچھے آگ جائے، دفن کرتے وقت مٹی آہستہ آہستہ ڈالی جائے، دفن کرنے کے بعد اتنی دیر قبر کے پاس رہنا۔ جب تک جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم ہو جائے تا کہ میں تمہاری وجہ سے مانوس ہو جاؤں اور یہ غور کرلوں کہ اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔

موت کے وقت اپنے محافظ دستے کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ میں تمہارا کیسا ساتھی تھا؟ جواب ملا کہ آپ ہمارے سچے ساتھی تھے، ہماری عزت کرتے تھے، ہم کو دل کھول کر لیتے دیتے تھے یہ سلوک کرتے تھے وہ کرتے تھے۔ کہا میں یہ سب سلوک اس لیے کرتا تھا کہ تم مجھ کو موت سے بچاؤ گے۔ یہ موت سامنے کھڑی ہوئی کام تمام کرنا چاہتی ہے اس کو کسی طرح سے میرے سامنے سے دور کرو۔ یہ عجیب فرمائش سن کر ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد بولے۔ ابا عبداللہ! خدا کی قسم ہم کو آپ سے فضول بات سننے کی امید نہ تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ موت کے وقت کے مقابلہ میں ہم آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ جانتے ہوئے تم سے ایسی فرمائش کی تھی کہ موت کے مقابلہ میں میری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ کاش میں نے تم میں سے کسی کو اپنی حفاظت کے لیے نہ رکھا ہوتا۔ افسوس ابن ابی طالب سچ کہتے تھے کہ انسان کی محافظ خود اس کی موت ہے خدایا میں بری نہیں ہوں کہ معذرت کروں طاقت ور نہیں ہوں کہ غالب آ جاؤں اگر تیری رحمت نے دست گیری نہ کی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

اس کے بعد اپنے صاحبزادے سے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو پہلے معمولی پانی سے نہلا کر کپڑے سے خشک کرنا پھر تازہ اور صاف پانی سے نہلانا تیسری مرتبہ کافور آمیز پانی سے غسل دینا اور کپڑے سے خشک کرنا، کفناتے وقت ازار کس کر باندھنا۔ کہ میں محارب ہوں گا اور جنازہ درمیانی رفتار سے لے چلنا اور لوگوں کو جنازہ کے پیچھے رکھنا' قبر میں رکھ کر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا' اس کے بعد دعا میں مصروف ہو گئے اور لا الہ الا اللہ کہتے کہتے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ (ابن سعد)

یکم شوال ۴۳ھ بعد از نماز عید الفطر آپ کے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقطم میں سپرد خاک کیے گئے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

جنت میں داخلہ دوزخ سے نجات

۲۹۔ (۲۸) عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ، وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ: ((لَقَدْسَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنَّهُ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ: تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِی الزَّکَاةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَیْتَ)) ثُمَّ

۲۹۔ (۲۸) معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجیے جو مجھے جنت میں داخل کرا دے اور دوزخ کی آگ سے دور رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے کام کی بابت تم نے دریافت کیا ہے اور اہم کام ہے کہ جس پر خدا آسان کر دے۔ اس کے لیے یقیناً یہ آسان ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اطمینان سے نماز ادا

۲۹۔ حسن: صحیح الترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی حرمة الصلاة (۲۶۱۶)، ابن ماجه کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنة (۳۹۷۳) مسند احمد (۵/ ۲۳۱)

قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ)) ثُمَّ تَلَا ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ......﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَارسول اللّٰهِ! قَالَ: ((رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟)) قُلْتُ: ((بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ، اَوْعَلٰى مَنَاخِرِهِمْ، اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ؟)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

کر لیا کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں بھلائی کے دروازوں کو نہ بتا دوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ (یہ ڈھال دوزخ کے حملوں سے روکتی ہے) اور صدقہ دینا گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کی آدھی رات کی نماز بھی گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے آیت تَتَجَافٰی سے یَعْمَلُوْنَ تک تلاوت فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو اس کام کے سر اور اس کے ستون اور اس کے کوہان کی بلندی کو نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بتا دیجیے آپ ﷺ نے فرمایا: کام کا سر اسلام ہے یعنی تمام دینی کاموں کے لیے اسلام سر ہے بغیر اسلام کے دین کے کسی کام کا وجود باقی نہیں رہتا ہے جس طرح جسم کا وجود بغیر سر کے نہیں رہ سکتا ہے۔ اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان سب کی جڑ کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ خبر دیجیے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: تم اس کو روک کر یعنی زبان کو بیکار باتوں سے بند رکھو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ تجھے تیری ماں گم پائے لوگ اپنی زبانوں کی تراشیدہ باتوں ہی کی وجہ سے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ یعنی لایعنی اور بیکار اور ناجائز باتوں ہی کی وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے۔

تشریح:...... حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر میں صبح کے وقت یہ دریافت فرمایا۔ جس کا آپ ﷺ نے یہ جواب دیا۔ آدھی رات کی نماز سے تہجد مراد ہے۔ اور تہجد گزاری مومن کی شان ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اس کا بیان ہے:

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ (السجدہ)

''ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ہیں ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اسے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے جو وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے''۔

اسلام تمام دینی کاموں کے لیے سر ہے اور اصل ہے بغیر اسلام کے کسی عمل کا اعتبار ہی نہیں ہو سکتا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ

غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ اور ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ اور اسلام سے شہادتیں یعنی توحید و رسالت مراد ہے اور نماز اسلام کا ستون ہے جیسے حدیث میں فرمایا الصلوة عماد الدين نماز دین کا ستون ہے جس طرح کوئی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح دین بھی بغیر نماز کے صحیح نہیں ہے ...... اور اسلام کی رفعت و بلندی جہاد ہے اسی جہاد ہی سے اسلام کی رونق و برتری حاصل ہوتی ہے۔ خلاف شرع الفاظ کے نکالنے سے گرفت ہوگی۔ حصائد حصیدہ کی جمع ہے حصیدہ اس کھیتی کو کہتے ہیں جو ہنسوا اور درانتی سے کاٹی جاتی ہے اور اس کے خشک اور ہری اور اچھی و بری میں تمیز نہیں کی جاتی۔ حدیث میں ہر رطب و یابس غیبت، چغلی اور کلمات کفریہ وغیرہ مراد ہیں۔

دوستی اور دشمنی کا معیار

۳۰۔ (۲۹) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ، وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَاَعْطٰی لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۳۰۔ (۲۹) ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ ہی کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھی اور جس کو کچھ دیا اللہ ہی کے لیے دیا اور نہیں دیا تو اللہ ہی کے لیے نہیں دیا یعنی ان سب کاموں کو اللہ ہی کی رضا جوئی کے لیے کیا ہے تو اس نے ایمان کو کامل کر لیا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت امامہ الباہلی ہیں ان سے کثرت سے حدیثیں مروی ہیں ملک مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ملک شام میں ۸۶ ھ میں انتقال ہوا۔ ان کی ۷۱ سال کی عمر ہوئی۔

۳۱۔ (۳۰) وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ مَعَ تَقْدِیْمٍ وَتَاخِیْرٍ، وَفِیْهِ: ((فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِیْمَانَهٗ))

۳۱۔ (۳۰) ترمذی کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہے۔ اس میں ہے کہ اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا ہے۔

۳۲۔ (۳۱) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۲۔ (۳۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب کاموں سے اچھا کام اللہ ہی کے لیے دوستی ہو اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ہو۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مومن کے اوصاف

۳۳۔ (۳۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ

۳۳۔ (۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کامل) مومن وہی ہے جس سے لوگ اپنی جان اور مال سے مامون رہیں۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی نے

۳۰۔ حسن: سنن ابی داؤد کتاب السنة باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه (٤٦٨١)

۳۱۔ حسن: سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب (٢٥٢١)

۳۲۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد کتاب السنة باب مجانبة اهل الاهواء وبعضهم (٤٥٩٩)، اس کی سند میں ''رجل'' نامعلوم ہے۔

۳۳۔ صحیح: سنن الترمذی کتاب الايمان باب ما جاء فی ان المسلم من مسلم المسلمون من لسانه ويده (٢٦٢٧)، النسائی کتاب الايمان باب صفة المومن (٥٠١٠)

النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَآئِيُّ۔

روایت کیا ہے۔

٣٤۔ (٣٣) وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ)) بِرِوَايَةِ فَضَالَةَ: ((وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ))

۳۴۔(۳۳)امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کیا اس میں یہ الفاظ بھی ہیں اور کامل مجاہد وہ ہے جس نے خدا کی عبادت اور اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا ہو، اور پورا مہاجر وہ ہے جس نے چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑ دیا ہو۔

٣٥۔ (٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا قَالَ: ((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))

۳۵۔ (۳۴) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اکثر خطبوں میں فرمایا کرتے تھے کہ جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں ہے اور جو وعدہ (عہد) کو نہ پورا کرے وہ دین دار نہیں ہے۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اس حدیث سے امانت داری اور عہد و اقرار کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

مومن پر دوزخ کی آگ حرام ہے

٣٦۔ (٣٥) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رسول اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۔ (۳۵) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی سچی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٧۔ (٣٦) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۷۔ (۳۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مر گیا اس حال میں کہ وہ اس بات کو یقینی طور پر جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں یہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی کے ۴۷ برس قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت کے بعد تجارتی کاروبار میں مصروف ہو گئے اور اپنی صداقت و

٣٤۔ جيد: البيهقي في شعب الايمان (١١١٢٢)

٣٥۔ البيهقي في شعب الايمان (٤٣٥٤)

٣٦۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان من مات التوحيد دخل الجنة۔ (٤٧/ ٢٩)

٣٧۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان من مات التوحيد دخل الجنة (٤٣/ ٢٦)

دیانت داری کے باعث بہت مشہور ہو گئے۔ ۳۴ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ ان کے زہد وتقویٰ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی منجھلی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لے کر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ان عثمان اَوّل من هاجر باهله یعنی میری امت میں عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کو لے کر جلا وطن ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس ملک میں چند سال رہے اس کے بعد جب بعض صحابہ قریش کے اسلام کی غلط خبر پا کر اپنے وطن واپس آئے تو حضرت عثمان بھی آ گئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے اس بنا پر بعض صحابہ پھر ملک حبش کی طرف لوٹ گئے مگر حضرت عثمان پھر نہ گئے۔

مدینہ کی طرف ہجرت: ...... اسی اثناء میں مدینہ کی طرف ہجرت کا سامان پیدا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام اصحاب کو مدینہ کی ہجرت کا فرمایا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے' اور آپ ﷺ نے ان میں اور حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ میں برادری قائم فرما دی۔

بئر رومہ کی خریداری: ...... مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی تمام شہر میں صرف بیئر رومہ ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے لائق تھا۔ لیکن اس کا مالک ایک یہودی تھا اور اس نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس عام مصیبت کو دفع کرنے کے لیے اس کنوئیں کو خرید کر وقف کر دینا چاہا۔ سعی بلیغ کے بعد یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم میں نصف کنواں خرید لیا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری ہو گی۔ اور دوسرے دن اس یہودی کے لیے یہ کنواں مخصوص رہے گا۔ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی تھی اس روز مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کے لیے کافی ہوتا تھا۔ یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ حضرت عثمان نے آٹھ ہزار درہم میں اس کو خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا اس طرح اسلام میں حضرت عثمان کے فیض کرم کا یہ پہلا ترشح تھا جس نے توحید کے تشنہ لبوں کو سیراب کیا۔ فجزاه الله خير الجزاء۔

غزوۂ بدر اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت: ...... کفر واسلام کی سب سے پہلی جنگی آویزش جو بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں ایک اتفاقی حادثہ کے باعث شریک ہونے سے مجبور رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ اور رسول اللہ ﷺ کی نور نظر حضرت رقیہ بیمار ہو گئی تھیں۔ اس لیے حضور ﷺ نے ان کو مدینہ میں تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا اور فرمایا تم کو شرکت کا اجر اور مال غنیمت کا حصہ دونوں ملے گا۔ اور خود تین سو سترہ قدوسیوں کے ساتھ بدر کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت رقیہ کا یہ مرض درحقیقت پیام مرگ تھا۔ غمگسار شوہر کی جانفشانی وتندہی سب کچھ کر سکتی تھی لیکن قضائے آ گہی کو کیونکر رد کرتی۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ آپ کی غیر حاضری ہی میں چند روز کے بعد وفات پا گئیں۔ انا للـه و انا اليه راجعون۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اس ملکہ جنت کی تجہیز وتکفین میں مشغول تھے کہ نعرۂ تکبیر کی صدا آئی دیکھا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور سرور ﷺ کے ناقہ پر سوار فتح بدر کا مژدہ لے کر آ رہے ہیں۔ محبوب بیوی وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی نور نظر کی وفات کا سانحہ کوئی معمولی سانحہ نہ تھا۔ اس حادثہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ افسردہ خاطر رہتے تھے۔ کچھ اسلام کی پہلی امتحان گاہ (بدر) سے محرومی کا بھی افسوس تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمدردی کے طور پر کہا کہ جو ہونا تھا ہو گیا اب اس قدر رنج وغم سے کیا فائدہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس میں جس قدر اپنی محرومی قسمت پر ماتم کروں کم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری قرابت کے سوا تمام

قرابت داریاں منقطع ہو جائیں گی۔ افسوس کہ میرا رشتہ خاندان رسالت سے ٹوٹ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی دلدہی فرمائی اور چونکہ ان کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا تھا جس کے باعث وہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ نے ان کو بھی مجاہد قرار دیا۔ اور بدر کے مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کے برابر حصہ ان کو عنایت فرمایا اور بشارت دی کہ وہ اجر وثواب میں بھی کسی سے کم نہیں رہیں گے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضور انور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا اور خاندان رسالت سے دوبارہ ان کا تعلق قائم ہو گیا۔

غزوۂ بدر کے بعد اور جس قدر معرکے پیش آئے سب میں حضرت عثمان پامردی استقلال اور مردانہ شجاعت کے ساتھ رسالت مآب ﷺ کے ہمرکاب رہے اور ہر موقعہ پر اپنی اصابت رائے اور جوش وثبات کے باعث آپ کے دست و بازو ثابت ہوئے۔ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے زیارت کعبہ کا قصد فرمایا۔ حدیبیہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ مشرکین آمادۂ پرخاش ہیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کو لڑنا مقصود نہیں تھا۔ اس لیے مصالحت کے خیال سے حضرت عثمان کو سفیر بنا کر بھیجا۔

سفارت کی خدمت:...... یہ مکہ پہنچے تو کفار قریش نے ان کو روک لیا اور سخت نگرانی قائم کر دی کہ وہ جانے نہ پائیں۔ جب کئی دن گذر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا تو مسلمانوں کو سخت تردد ہوا۔ اسی حالت میں افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے انتقام کے لیے صحابہ سے جو تعداد میں چودہ سو تھے ایک درخت کے نیچے بیعت لی' اور حضرت عثمان کی طرف سے خود اپنے دست مبارک پر دوسرا ہاتھ رکھ کر بیعت لی۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تاج فخر کا وہ طرۂ شرف ہے جو ان کے علاوہ اور کسی کے حصہ میں نہ آیا۔

۷ھ میں معرکہ خیبر پیش آیا' پھر ۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ اسی سال ہوازن کی جنگ جو غزوۂ حنین کے نام سے مشہور ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان تمام معرکوں میں شریک رہے۔

غزوۂ تبوک اور تجہیز جیش عسرہ:...... ۹ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اس کا تدارک ضروری تھا۔ لیکن یہ زمانہ عسرت اور تنگی کا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو سخت تشویش ہوئی اور صحابہ کو جنگی سامان کے لیے زر و مال سے اعانت کی' ترغیب دلائی' اکثر لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں' حضرت عثمان ایک متمول تاجر تھے اس زمانہ میں ان کا تجارتی قافلہ ملک شام سے نفع کثیر کے ساتھ واپس آیا تھا۔ اس لیے انہوں نے ایک تہائی فوج کے جملہ اخراجات اپنے ذمہ لے لیے۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق غزوۂ تبوک کی مہم میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار شامل تھے۔ اس بنا پر گویا حضرت عثمان نے دس ہزار سے زیادہ فوج کے لیے سامان مہیا کیا۔ اور اس اہتمام کے ساتھ کہ اس کے لیے ایک تسمہ تک ان کے روپے سے خریدا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لیے ایک ہزار دینار پیش کیے۔ حضور انور ﷺ اس فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ اشرفیوں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے: ماضر عثمان ما عمل بعد ھذا الیوم' یعنی آج کے بعد عثمان کا کوئی کام اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱۰ھ میں سید البشر ﷺ نے آخری حج کیا جو حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے حضرت عثمان بھی ہم رکاب تھے حج سے واپس آنے کے بعد ماہ ربیع الاول ۱۱ھ کی ابتداء میں سرور کائنات ﷺ بیمار ہوئے اور بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن راہ گزیں عالم جاوداں ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر خلافت کی بیعت ہوئی۔

خلافت صدیقی میں حضرت عثمان ؓ مجلس شوریٰ کے ایک معتمد رکن تھے سوا دو برس کی خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی رحلت فرمائی۔ اور حضرت ابوبکر کی وصیت اور عام مسلمانوں کی پسندیدگی سے حضرت فاروق اعظم ؓ مسند آرائے خلافت ہوئے' حضرت عمر کے استخلاف کا وصیت نامہ حضرت عثمان ؓ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ وصیت نامہ کے دوران کتابت میں کسی خلیفہ کا نام لکھانے سے قبل حضرت ابوبکر صدیق ؓ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمان ؓ نے اپنی عقل وفراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر ؓ کا نام لکھ دیا' حضرت ابوبکر ؓ کو ہوش آیا تو پوچھا کہ پڑھو کیا لکھا؟ انہوں نے سنانا شروع کیا۔ اور حضرت عمر ؓ کا نام لیا تو حضرت ابوبکر ؓ بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے اور حضرت عثمان ؓ کی اس فہم وفراست کی بہت تعریف کی۔

تقریباً دس برس خلافت کے بعد ۲۳ھ میں حضرت عمر ؓ نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ مرض الموت میں لوگوں کے اصرار سے عہدۂ خلافت کے لیے چھ آدمیوں کا نام پیش کیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کرلیا جائے علی' عثمان' زبیر' طلحہ' سعد بن وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور تاکید کی کہ تین دن کے اندر انتخاب کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

فاروق اعظم ؓ کی تجہیز وتکفین کے بعد انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا۔ اور دو دن تک اس پر بحث ہوتی رہی لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر تیسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا کہ وصیت کے مطابق خلافت چھ آدمیوں میں دائر ہے لیکن اس کو تین شخصوں تک محدود کردینا چاہیے اور جو اپنے خیال میں جس کو مستحق سمجھتا ہو۔ اس کا نام لے۔ حضرت زبیر ؓ نے حضرت علی مرتضی ؓ کی نسبت دی۔ حضرت سعد نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کا نام لیا۔ حضرت طلحہ نے حضرت عثمان ؓ کو پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا میں اپنے حق سے باز آتا ہوں۔ اس لیے اب یہ معاملہ دو آدمیوں میں منحصر ہے۔ اور ان دونوں میں سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور سنت شیخین کی پابندی کا عہد کرے گا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی اس کے بعد علیحدہ علیحدہ حضرت علی (ؓ) اور حضرت عثمان (ؓ) سے کہا کہ آپ دونوں اس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں دے دیں۔ اس پر ان دونوں کی رضا مندی لینے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے ایک مختصر لیکن موثر تقریر کے بعد حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد حضرت علی ؓ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ تمام حاضرین بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے غرض چوتھی محرم ۲۴ھ دوشنبہ کے دن حضرت عثمان اتفاق عام کے ساتھ مسند نشین خلافت ہوئے اور دنیائے اسلام کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ تخت نشینی کے بعد اسلامی خدمت میں مصروف ہوگئے آپ کی خلافت کے کارنامے اسلامی تاریخ میں ثبت ہیں بارہ برس تک نہایت صبر واستقلال کے ساتھ خلافت کے فرائض کو انجام دیا۔ آخر میں بلوائیوں اور باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آیت کریمہ ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ شہادت کے خون سے شرابور ہوگئی تھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

موحد اور مشرک کا انجام

٣٨۔ (٣٧) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ)) قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ

۳۸۔ (۳۷) حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو باتیں واجب کرنے والی ہیں' ایک شخص نے عرض کیا کیا واجب کرنے والی ہیں آپ نے فرمایا دوزخ یا جنت واجب

٣٨۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب من مات لا يُشْرِكُ بالله شيئا دخل الجنة (١٥١/ ٩٣)

يُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ الْجَنَّةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کرنے والی ہیں۔ اگر شرک پر مرا ہے تو جہنم میں داخل ہوگا اور اگر توحید پر مرا ہے اس نے شرک نہیں کیا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے باپ کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے۔ والد کی شہادت کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری انہیں پر آ گئی۔ بہنوں کی تربیت و پرورش کی' والد کے قرض کو ادا کیا' غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضور ﷺ کی دعوت کی۔ اللہ نے ان کی دعوت میں بڑی برکت دی۔ اکثر غزوات میں شریک رہے۔ ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اہل ایمان کے لیے خوش خبری

۳۹۔ (۳۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا، فَاَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا، [فَفَزِعْنَا] فَقُمْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رسول اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطاً لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِى النَّجَّارِ، [فَدُرْتُ] بِهٖ، هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَاباً؟ فَلَمْ اَجِدْ، فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ. وَالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ. قَالَ: فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَبُوْهُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِيْ وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَّقِيْكَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَّقِيْتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ

۳۹۔ (۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ اسی مجلس میں شامل تھے یکایک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے (اور کسی طرف تشریف لے گئے)۔ پھر آپ کی واپسی میں دیر ہوگئی' تو ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوگیا کہ ہماری عدم موجودگی میں آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے' یہ سمجھ کر ہم سب گھبرا گئے۔ اور میں سب سے پہلے گھبرانے والوں میں تھا اس لیے آپ کو تلاش کرنے کے لیے میں نکلا۔ میں آپ کو ڈھونڈتا ہوا قبیلہ بنی نجار، انصار کے باغ کے پاس پہنچا جو چار دیواری سے گھیرا ہوا تھا میں اس کے چاروں طرف گھومنے لگا کہ اندر جانے کا کوئی دروازہ مجھے مل جائے مگر کوئی دروازہ نہیں ملا۔ اچانک میری نظر ایک نالی پر پڑی جو باہر کے کنوئیں سے باغ کے اندر گئی تھی۔ میں سمٹ اور سکڑ کر اس باغ کے اندر داخل ہوگیا۔ تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے تم یہاں کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم میں تشریف فرما تھے پھر آپ اٹھ کر چلے آئے اور واپس جانے میں آپ نے تاخیر فرما دی تو ہم لوگوں کو گھبراہٹ ہوگئی کہ خدانخواستہ ہماری عدم موجودگی میں آپ کو کوئی ایذا پہنچائی جائے۔ اس خطرے کی وجہ سے ہم لوگوں کو تشویش ہوگئی اور سب سے پہلے مجھے اس کی گھبراہٹ ہوئی۔

۳۹۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل (الجنۃ ۵۲/ ۳۱)

النَّصْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِىْ بِهِمَا مَنْ لَقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ۔ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَىَّ، فَخَرَرْتُ لِاِسْتِىْ۔ فَقَالَ: ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَاءِ، وَرَكِبَنِىْ عُمَرُ، [فَاِذَا] هُوَ عَلٰى اِثْرِىْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَالَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِهٖ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَىَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِىْ فَقَالَ: اِرْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عُمَرُ! مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَافَعَلْتَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ، اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَقِىَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَاِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَخَلِّهِمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس لیے آپ کو تلاش کرتا ہوا اس باغ تک پہنچا۔ یہاں کوئی دروازہ نہیں ملا تو لومڑی کی طرح سکڑ کر اس نالی کے راستہ سے اندر گھس آیا اور باقی میرے ساتھی پیچھے پیچھے آ رہے ہیں آپ ﷺ نے اپنی دونوں جوتیاں مجھے عطا فرما کر فرمایا تم میری یہ دونوں جوتیاں لے جاؤ اور جو شخص اس باغ کے باہر تم سے ملے اور وہ اس بات کی سچے دل اور سچی زبان یعنی یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سنا دو۔ تو اس باغ کے باہر سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا یہ دونوں چپل کیسے اور کس کے ہیں؟ میں نے عرض کیا یہ دونوں چپل رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔ حضور نے مجھے دیکر بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ جو شخص تم سے ملے اور وہ خدا کی وحدانیت کا سچے دل سے قائل ہو اسے جنت کی بشارت دے دوں (یہ سن کر) عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے میں اتنے زور سے گھونسا مارا کہ میں سرین کے بل زمین پر گر پڑا اور کہا واپس لوٹ جاؤ۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور عمر کا خوف سر پر سوار تھا کہ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پیچھے پیچھے آ پہنچے (مجھے روتا دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عمر راستہ میں مجھے ملے تو جس کام کے لیے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے انہیں اس کی خبر دی (اس پر عمر نے) اس زور سے میرے سینہ میں گھونسا مارا کہ سرین کے بل میں گر پڑا اور یہ کہا کہ تم لوٹ جاؤ (کسی سے یہ نہ کہنا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تم نے ایسا کیوں کیا اور کس چیز نے ایسا کرنے پر تمہیں آمادہ کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا سچ مچ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نعلین مبارک دے کر اس لیے بھیجا تھا کہ جو سچے دل سے خدا کی وحدانیت پر ایمان لائے اور دلی یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ وہ ملے تو اس کو جنت کی خوش خبری سنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت آپ ایسا نہ کیجیے کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (جدوجہد چھوڑ دیں گے) آپ انہیں چھوڑ دیجیے وہ کام کرتے رہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا انہیں کام کے لیے چھوڑ دو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: چونکہ آپ کی عدم موجودگی کی وجہ سے لوگ پریشان تھے آپ نے علامت اور پہچان کے لیے دونوں جوتیوں کو مرحمت فرما دی۔ تا کہ دیکھ کر لوگ سمجھ جائیں کہ حضور ﷺ سلامت سے ہیں اور کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

ا۔ اس بشارت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کا احتمال تھا۔ تو بظاہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سمجھا کر واپس ہو جانے کو کہا ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور ﷺ کے مبلغ تھے واپس لوٹنے سے انکار کر دیا ہوگا۔ اس لیے حضرت

عمر نے تنبیہ کے طور پر گھونسا مار دیا۔

۲۔ توحید کی شہادت کے ساتھ رسالت کی بھی شہادت ضروری ہے کیونکہ ایک کی شہادت دوسرے کی شہادت کو لازم ہے۔

لا الٰہ الا اللہ جنت کی چابی

٤٠۔ (٣٩) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۰۔ (۳۹) حضرت معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا **لا الٰہ الا اللہ** کی شہادت دینا جنت کی کنجی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی جنت کی کنجی ہے۔ گواہی دینے والا جنت میں داخل ہو گا۔ شہادت توحید سے پورا ایمان و اسلام مراد ہے۔

٤١۔ (٤٠) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ رِجَالاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّیَ حَزِنُوْا عَلَيْهِ، حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ: وَكُنْتُ مِنْهُمْ، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ، وَسَلَّمَ فَلَمْ اَشْعُرْبِهٖ، فَاشْتَكٰنِی عُمَرُ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا عَلَیَّ جَمِيْعاً، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى اَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهٗ؟ قُلْتُ: مَافَعَلْتُ۔ فَقَالَ عُمَرُ: بَلٰى، وَاللّٰهِ لَقَدْ فَعَلْتَ۔ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ اَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ۔ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ ؓ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ اَمْرٌ۔ فَقُلْتُ: اَجَلْ قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ ﷺ قَبْلَ اَنْ نَّسْاَلَهٗ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ۔ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: قَدْ سَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهٗ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ، اَنْتَ اَحَقُّ بِهَا۔ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَجَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْكَلِمَةَ الَّتِیْ عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّیْ فَرَدَّهَا؛ فَهِیَ لَهٗ نَجَاةٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۱۔ (۴۰) حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر ملال پر آپ کے اصحاب غمگین و بے حد رنجیدہ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ بعض کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا میں اسی پریشان حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمر میرے پاس سے گذرے اور مجھے السلام علیک کیا لیکن اس حیران میں مجھے قطعاً خبر نہیں ہوئی (کہ میرے پاس سے کوئی گذرا ہے اور کسی نے سلام کیا ہے) تو عمر نے میری اس بے توجہی اور بے رخی کی شکایت خلیفہ وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کی۔ پھر یہ دونوں حضرات میرے پاس تشریف لائے اور ان دونوں بزرگوں نے مجھے سلام کیا۔ پھر ابوبکر ؓ نے مجھ سے فرمایا عثمان کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ عمر نے کہا ہاں خدا کی قسم آپ نے ایسا ہی کیا ہے کہ میں آپ کے پاس سے گذرا اور سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا خدا کی قسم نہ تو مجھے اس کی خبر ہے کہ آپ میرے پاس سے گذرے ہیں اور نہ آپ کے سلام کی خبر ہے (یہ بات سن کر حضرت ابوبکر ؓ اصل معاملہ کو سمجھ گئے اور مجھے معذرت کرتے ہوئے فرمایا) کہ عثمان نے سچ کہا ہے، اچھا عثمان تم یہ بتاؤ کہ کس چیز نے تم کو سلام کے جواب دینے سے باز رکھا۔ میں نے عرض کیا ہاں ایک ایسی چیز ہے جس نے مجھے بے خبر اور بے شعور بنا رکھا ہے۔ ابوبکر نے مجھ سے دریافت کیا وہ کون سی چیز ہے

٤٠۔ **ضعیف**: مسند احمد (٥/ ٢٤٢)

٤١۔ **ضعیف**: مسند احمد (١/ ٦)

جس نے تم کو بے شعور بنا رکھا ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس دنیا سے اٹھا لیا ہے اس سے پہلے کہ ہم آپ سے دریافت کرتے اس امر سے نجات کا کیا ذریعہ ہے (یعنی جہنم اور شیطانی وسوسہ اور اس کے غروروں سے کیونکر نجات ہو گی۔) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کر لیا تھا۔ یہ سن کر میں آپ کی طرف کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ اس امر کے پوچھنے کے سب سے زیادہ ہر طرح کے حق دار و مستحق تھے۔ آپ اس قسم کی باتوں کو دریافت فرما لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس امر سے نجات کا ذریعہ کیا ہے۔ اور لوگوں کو کس طرح نجات حاصل ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس کلمہ کو سچے دل سے قبول کر لیا جس کو میں نے اپنے چچا ابوطالب کے سامنے پیش کیا تھا لیکن انہوں نے اس کلمہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو وہی کلمہ (لا الہ الا اللہ) نجات کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اسلام کی برتری

٤٢۔ (٤١) وَعَنِ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ (وَجْهِ) الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَّذُلِّ ذَلِيْلٍ، اِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ اَهْلِهَا، اَوْيُذِلُّهُمْ فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا))۔ قُلْتُ: فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۲۔ (۴۱) مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی کچا گھر یا خیموں کا گھر ایسا باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس گھر میں اسلام کے کلمہ کو داخل فرما دے گا۔ عزیز کو عزت دے کر اور ذلیل کو ذلت دے کر یعنی جن کو اللہ تعالیٰ عزیز و شریف قرار دے گا ان کو اس کلمہ کا اہل بنا دے گا۔ یا جن کو ذلیل کرنا چاہیے گا ان کو اس کلمہ کے ماتحت بنا دے گا۔ میں نے (یہ سن کر) عرض کیا پھر تو سارا دین صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے گا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی ہر ملک اور ہر بستی شہر، دیہات، قصبات میں اسلام کی اشاعت ہو جائے گی۔ جو لوگ خوشی سے اسلام قبول کر لیں گے وہ عزیز و شریف ہوں گے۔ دین میں بھی اور دنیا میں بھی ان کا مال بھی محفوظ رہے گا۔ اور جان بھی محفوظ رہے گی۔ اور جو لوگ خوشی سے اسلام قبول نہیں کریں گے۔ وہ اسلام کے تابع ہوں گے۔ اور جزیہ ادا کریں گے جو ذلت کی نشانی ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت مقداد بن عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی قدیم السلام ہیں۔ ان کو مقداد بن اسود اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسود بن عبد بن یغوث کے خاندان سے حلیفانہ تعلق تھا۔ جس نے محبت سے ان کو اپنا متبنٰی بنا لیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ وہاں سے واپسی پر کچھ دنوں تک مکہ میں قیام کیا پھر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے، غزوات میں نہایت گرم جوشی سے حصہ لیتے تھے۔ غزوہ بدر کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ سے فرمایا تھا۔ کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہیں گے۔ کہ ((اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ.)) (بخاری) ''تم اور تمہارا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے رہیں گے۔'' بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے اپنی جانبازی کے جوہر دکھائیں گے۔ خدا کی قسم! اگر آپ ہم کو برک غمد تک لے چلیں گے تو ہم آپ کے ساتھ جا کر لڑیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اس جوشیلی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ (بخاری) یہ نہایت خلیق اور صاف گو اور حاضر جواب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب

٤٢۔ صحيح: مسند احمد (٦/ ٤)

سے کرا دیا تھا (اصابہ) ۳۳ھ میں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ مدینہ کے قبرستان بقیع میں مدفون ہوئے۔

٤٣۔ (٤٢) وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ رحمه الله، قِيْلَ لَهُ: اَلَيْسَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهُ اَسْنَانٌ، فُتِحَ لَكَ، وَاِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجُمَةِ بَابٍ۔

۴۳۔ (۴۲) وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے یعنی جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف کلمہ طیبہ کافی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ کلمہ طیبہ یقیناً جنت کی کنجی ہے لیکن ہر کنجی کے لیے دندانوں کا ہونا ضروری ہے کوئی ایسی کنجی نہیں ہے جس کے دندانے نہ ہوں پس اگر تم دندانے والی کنجی لاؤ گے تو جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ ورنہ نہیں کھولا جائے گا۔ اس کو بخاری نے ترجمۃ الباب میں روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... وہب بن منبہ مشہور ثقہ تابعی ہیں حضرت جابر بن عبداللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں یمن کے قاضی تھے ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔ اسنان کے معنی دندانے کے ہیں۔ یہاں اعمال مراد ہیں یعنی اس کلمہ توحید کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کی بھی ضرورت ہے۔

نیکی اور برائی کا تقابل

٤٤۔ (٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهُ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۴۔ (۴۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے اسلام کو اچھا بنا لے تو اس کی ہر نیکی کا ثواب دس گنا لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ایک نیکی کا ثواب سات سو نیکیوں کے برابر لکھا جاتا ہے اور برائی اپنے مثل لکھی جاتی ہے۔ یعنی ایک برائی کا گناہ ایک ہی گناہ ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... یعنی جو اپنے اسلام کو اچھا بنا لے اور خلوص اور صدق سے ہر کام کو بجا لائے تو اس کی نیکی کا ثواب زیادہ ہوتا رہتا ہے جتنا ہی زیادہ خلوص ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔

ایمان کی علامت کیا ہے؟

٤٥۔ (٤٤) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضي الله عنه، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رسول اللّٰهِ ﷺ: مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ: ((اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَآءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْاِثْمُ؟ قَالَ: ((اِذَا

۴۵۔ (۴۴) حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے یعنی ایمان کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے اچھی معلوم ہو اور تیری برائی تجھ کو بری نظر آئے تب تم مومن ہو۔ نیکی سے خوش اور بدی

٤٣۔ صحيح البخاری كتاب الجنائز باب فی الجنائز ومن كان آخر كلامه لا اله الا الله۔

٤٤۔ صحيح البخاری كتاب الايمان باب حسن السلام المرء (٤٢)، مسلم كتاب الايمان باب اذا هم العبد بحسنة كتبت واذاهم بسيئة لم تكتب (٢٠٥/١٢٩)

٤٥۔ صحيح: مسند احمد (٥/ ٢٥١)

حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

سے ناخوش ہو تو یہ ایماندار ہونے کی نشانی ہے۔ پھر اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! گناہ کیا چیز ہے یعنی گناہ کی کیا علامت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شک وشبہ والی چیز تمہارے دل میں کھٹکے دکھڑ پکڑ کرے اور تمہارے دل میں تردد پیدا کرے تو اسے چھوڑ دو یعنی مشکوک ومشتبہ چیز گناہ کی علامت ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

اسلام کے بعض اوصاف

٤٦۔ (٤٥) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَّعَبْدٌ)) قُلْتُ: مَا الْاِسْلَامُ؟ قَالَ: ((طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ)). قُلْتُ: مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ: ((الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)) قَالَ: قُلْتُ: اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) قُلْتُ: اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ)). قَالَ: قُلْتُ: اَيُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)). قَالَ: قُلْتُ: اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ)). قَالَ: فَقُلْتُ: اَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ)). قَالَ: قُلْتُ: اَيُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

٤٦۔ (٤٥) عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! شروع اسلام میں آپ کے ساتھ اس امر دین پر کون تھا؟ آپ نے فرمایا ایک آزاد (ابوبکر) اور ایک غلام (بلال) پھر میں نے عرض کیا۔ اسلام کیا ہے یعنی اسلام کی کیا نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا پاکیزہ کلام اور لوگوں کو کھانا کھلانا' میں نے کہا ایمان کیا ہے یعنی ایمان کی کیا نشانی ہے آپ نے فرمایا صبر کرنا اور سخاوت کرنا یعنی بری باتوں سے بچنا۔ اور اطاعت الٰہی پر مستعد رہنا۔ (اس کے بعد) میں نے دریافت کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے یعنی مسلمانوں میں کون مسلمان سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و سالم رہیں۔ میں نے کہا ایمان کی سب سے بہتر بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اچھا خلق۔ میں نے کہا نماز میں سب سے اچھی کیا چیز ہے؟ فرمایا دیر تک کھڑا رہنا۔ میں نے کہا کون سی ہجرت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دو۔ میں نے عرض کیا کونسا مجاہد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا گھوڑا جنگ میں مارا جائے۔ اور خود اس کا بھی خون گرا دیا جائے۔ یعنی وہ شہید ہو جائے۔ میں نے کہا رات دن میں کونسی گھڑی بہتر ہے یعنی کون سا وقت سب وقتوں سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا آدھی رات کا آخری حصہ۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

٤٧۔ (٤٦) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّيُصَلِّي الْخَمْسَ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ؛ غُفِرَ لَهٗ)) قُلْتُ: اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

٤٧۔ (٤٦) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دنیا سے رخصت ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ زندگی بھر میں اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا ہے۔ اور پانچوں وقت نماز پڑھتا رہا اور رمضان کے روزے بھی رکھتا رہا تو اس کی بخشش کر دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس بات کی خوشخبری سنا دوں

٤٦۔ ضعيف: مسند احمد (٤/ ٣٨٥)

٤٧۔ صحيح: مسند احمد (٥/ ٢٣٢)

آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) لوگوں کو چھوڑ دو عمل کرتے رہیں۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔

٤٨ ـ (٤٧) وَعَنْهُ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ؟ قَالَ: ((أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ، وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ)) قَالَ: وَمَاذَا يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَاتَكْرَهُ لِنَفْسِكَ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۴۸۔ (۴۷) اور انہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی سب سے اچھی عادت کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ ہی کے لیے لوگوں سے محبت رکھو اور اللہ ہی کے واسطے لوگوں سے دشمنی رکھو اور اللہ کی یاد میں اپنی زبان کو لگائے رکھو۔ معاذ نے عرض کیا اور کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ کہ تم جس چیز کو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جس چیز کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے ناپسند کرو۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁❁

٤٨ ـ **ضعيف**: مسند احمد (٥/ ٢٤٧)

(۱)...... بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

بڑے گناہوں اور نفاق کی نشانیوں کا باب ہے

گناہ کبیرہ کے معنی بڑے گناہ کے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں اس گناہ کو کہتے ہیں جس کے بارے میں کوئی وعید وسزا وغیرہ مقرر ہو۔ گناہ کبیرہ کی تفصیل بہت لمبی ہے یہاں مختصر بیان کیے جاتے ہیں:

(۱) ناحق قتل وخون کرنا (۲) زنا کرنا

(۳) کسی پاکدامن و پارسا عورت کو یا مرد کو زنا وغیرہ کی تہمت لگانا

(۴) چوری کرنا (۵) لڑائی میں دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا

(۶) جادو کرنا (۷) یتیم کا مال ناحق کھانا (۸) شراب پینا

(۹) سور کا گوشت کھانا (۱۰) جوا کھیلنا (۱۱) لواطت کرنا

(۱۲) سود لینا (۱۳) جھوٹ بولنا (۱۴) جھوٹی گواہی دینا

(۱۵) سچی گواہی چھپانا (۱۶) کسی کا مال زبردستی چھین لینا (۱۷) غیبت وچغلی کرنا

(۱۸) گالی دینا (۱۹) والدین (ماں باپ) کی نافرمانی کرنا

(۲۰) امانت میں خیانت کرنا (۲۱) اپنے قرابت داروں کا حق ادا نہ کرنا

(۲۲) بی بی کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا (۲۳) نسب پر طعن کرنا

(۲۴) مصیبت میں چیخ کر رونا، سر پیٹنا، اور کپڑے پھاڑنا (۲۵) باجہ کا سننا

(۲۶) بدعہدی کرنا (۲۷) ریا و دکھلاوے کی عبادت کرنا

(۲۸) قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا (۳۰) شرک کرنا وغیرہ وغیرہ گناہ صغیرہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کہتے ہیں۔ ہاں صغیرہ گناہ جاری رکھنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

نفاق: ...... یہ لفظ قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ اس کے لغوی معنی یہ ہیں کہ جنگلی چوہے کا ایک سوراخ سے نکلنا جب کہ دوسرے سوراخ پر اس کو تلاش کریں سوراخ میں گھسنا۔ شرعی محاورہ میں یہ معنی ہیں کہ دل میں کفر رکھنا اور زبان سے اسلام ظاہر کرنا۔ اعتقادی حیثیت سے تین قسمیں ہیں۔ اسلام، کفر نفاق، اسلام اللہ رسول کی باتوں کو سچے دل سے تسلیم کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کو اسلام کہتے ہیں۔ ظاہراً باطناً ان کی نافرمانی اور انکار کرنے کو کفر اور زبان سے اسلام کا اقرار اور دل سے کفر کرنے کو نفاق کہتے ہیں۔ اس بری عادت نفاق کرنے والے کو منافق کہتے ہیں۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ یعنی دل میں کفر وشرک کا عقیدہ رکھنے اور ریا و نمود کے لیے بعض اسلامی باتوں کے ظاہری طور پر ادا کرنے کو نفاق اعتقادی کہتے ہیں۔ اور اس نفاق کی بڑی مذمت ہے اور دل میں خدا رسول کی باتوں کو سچا جانے اور ان کے مطابق عمل کرے لیکن بعض بعض گناہ کی باتوں پر عمل کرنے کو نفاق

عملی کہتے ہیں۔ جیسے جھوٹ بولنا' گالی دینا' نفاق عملی والا ناقص مسلمان ہے نفاق اعتقادی والا پکا کافر ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

چند بڑے بڑے گناہ

٤٩۔ (١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَىُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَنْ تَدْعُوَلِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ:((اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: ((اَنْ تُزَانِىَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ))فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا:﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ، وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِى حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ الاية [مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ]

۴۹۔ (۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ! کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے تم اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ اس نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے ۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ پھر اس کے بعد کون سا بڑا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے ہمسایہ و پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق قرآن مجید میں نازل فرمائی کہ والذین لا یدعون مع اللہ الھا...... الخ یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو معبود نہیں بناتے اور جس جان کو اللہ نے مارنے کو حرام ٹھہرایا ہے نہیں مارتے ہیں۔ مگر کسی حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح : ......اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا یہ واقعہ ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مونس و ہمدرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرف سے گذرے جہاں یہ بکریاں چرا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا صاحبزادے تمہارے پاس کچھ دودھ ہو تو پیاس بجھاؤ۔ بولے میں آپ کو دودھ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہ دوسرے کی امانت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچے نہ دیے ہوں۔ عرض کی ہاں اور ایک بکری پیش کی آپ نے تھن پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی یہاں تک کہ وہ دودھ سے لبریز ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے علیحدہ لے جا کر دوہا تو اس قدر دودھ نکالا کہ تینوں آدمیوں نے یکے بعد دیگرے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھن سے فرمایا خشک ہو جا اور وہ پھر اپنی اصلی حالت پر عود کر آیا۔ (اسد الغابہ' سیر الصحابہ)

اس کرشمۂ قدرت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دل پر بے حد اثر کیا۔ حاضر ہو کر عرض کی' مجھے اس موثر کلام کی تعلیم دیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے ان کے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا تم تعلیم یافتہ بچے ہو۔ غرض اس روز سے وہ معلم دین مبین کے حلقۂ تلمیذ میں داخل ہوئے اور بلاواسطہ خود مہبط وحی والہام سے ستر سورتوں کی تعلیم حاصل کی جن میں کوئی ان کا شریک و سہیم نہ تھا۔ (مسند احمد)

اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ہمیشہ خدمت بابرکت میں حاضر رہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا خادم خاص بنا لیا۔ مسواک اٹھا کر رکھتے' جوتہ پہناتے اور سفر کے موقعہ پر کجاوہ کستے' عصا لے کر آگے چلتے تھے، راز کی باتیں سنتے تھے۔ اس لیے ان کا

٤٩۔ صحیح البخاری کتاب الدیات باب قوله تعالیٰ ومن یقتل مؤمناً متعمدا۔ (٦٨٦١)، مسلم کتاب الایمان باب کون الشرك اقبح الذنوب وبیان۔ (١٤٢/ ٨٦)

لقب صاحب العصا اور صاحب الوضوء وغیرہ پڑ گیا تھا۔ قرآن مجید کے بہت بڑے حافظ و عالم و مفسر تھے۔ ان سے بڑھ کر صحابہ کرام میں کوئی نہیں تھا۔

جوش ایمانی: ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں ایمان لائے تھے جب کہ مومنین کی جماعت صرف چند اصحاب پر مشتمل تھی۔ اور مکہ کی سرزمین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نے علانیہ بلند آہنگی کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کی جرأت نہیں کی تھی۔ چنانچہ ایک روز مسلمانوں نے باہم متحد ہو کر اس مسئلہ پر گفتگو کی اور سب نے بالاتفاق کہا خدا کی قسم قریش نے اب تک بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اس پر خطر فرض کو کون انجام دے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا۔ لوگوں نے کہا کہ تمہارا خطرے میں پڑنا مناسب نہیں۔ اس کام کے لیے ایک ایسا شخص درکار ہے جن کا خاندان وسیع ہو اور وہ اس کی حمایت میں مشرکین کے دست ستم سے محفوظ رہے۔ لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جوش ایمان سے برانگیختہ ہو کر کہا مجھے چھوڑ دو خدا میرا محافظ ہے۔ غرض دوسرے روز چاشت کے وقت جب کہ تمام مشرکین قریش اپنی انجمن میں حاضر تھے اس وارفتۂ اسلام نے ایک طرف کھڑے ہو کر ساز توحید پر مضراب لگائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد علم القرآن کا سحر آفرین راگ چھیڑا۔ مشرکین نے تعجب اور غور سے سن کر پوچھا۔ ابن ام عبد کیا کہہ رہا ہے؟ کسی نے کہا کہ محمد پر جو کتاب اتری ہے اس کو پڑھتا ہے۔ یہ سننا تھا کہ عام مجمع غیظ و غضب سے مشتعل ہو کر ٹوٹ پڑا۔ اور اس قدر مارا کہ چہرا ورم کر آیا۔ لیکن جس طرح پانی کے چند چھینٹے آگ کو اور زیادہ مشتعل کر دیتے ہیں اسی طرح سے حضرت عبداللہ کا شعلۂ ایمان اس ظلم و تعدی سے بھڑک اٹھا۔ مشرکین مارتے گئے لیکن ان کی زبان بند نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہ جب اس فرض کو انجام دے کر خستگی و شکستہ حالی کے ساتھ اپنے احباب میں واپس آئے تو لوگوں نے کہا ہم اسی ڈر سے تم کو جانے نہ دیتے تھے۔ بولے خدا کی قسم! دشمنان خدا آج سے زیادہ میری نظر میں کبھی ذلیل نہ تھے۔ اگر تم چاہو تو کل میں پھر اسی طرح ان کے مجمع میں جا کر قرآن کی تلاوت کروں لوگوں نے کہا بس جانے دو اس قدر کافی ہے کہ جس کا سننا ناپسند کرتے تھے اس کو تم نے بلند آواز کے ساتھ ان کے کانوں تک پہنچایا۔ (سیر الصحابہ)

مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ یہاں آ کر اکثر غزوات میں شریک رہے۔ غزوۂ بدر میں ابوجہل کے سینے پر چڑھ کر فرمایا تو ہی ابوجہل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قاضی و مفتی بھی تھے ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۵۰۔ (۲) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْكَبَائِرُ: الْاِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۰۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سے یہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا (۳) بلا شرعی حکم کے کسی نفس کو مار ڈالنا (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

۵۱۔ (۳) وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ: ((وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)) بَدَلَ: ((الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۱۔ (۳) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی گواہی دینا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵۰۔ صحیح البخاری کتاب الایمان والنذور باب الیمین الغموس۔ (٦٦٧٥)

۵۱۔ صحیح البخاری کتاب الشھادات باب ما قیل فی شھادۃ الزور (٢٦٥٣)، مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا (١٤٤/ ٨٨)

برباد کرنے والے سات گناہ

۵۲۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا: وَمَا هُنَّ يَارسول اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلَ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَاءِ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّی يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۲۔ (۴) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات برباد کرنے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون سی سات باتیں ہلاک کرنے والی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کیا ہے قتل کر دینا، مگر حق کے ساتھ یعنی قصاص وغیرہ میں مارنا جائز ہے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (۷) پاک دامن اور بے خبر عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

ارتکاب کبائر کے وقت ایمان کا خروج

۵۳۔ (٥) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَزْنِی الزَّانِیْ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نَهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۳۔ (۵) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا کرنے والا زنا کے وقت مومن نہیں رہتا اور چوری کرنے والا چوری کے وقت مومن نہیں رہتا ہے اور شراب خور شراب خوری کے وقت مومن نہیں رہتا ہے اور دوسرے کا مال لوٹنے والا مومن نہیں رہتا ہے۔ کہ لوٹنے کے وقت لوگ اپنی آنکھیں اٹھا کر اس کو دیکھتے ہوں۔ خیانت کرنے والا خیانت کے وقت مومن نہیں رہتا ہے۔ تم ان باتوں سے بچو۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵٤۔ (٦) وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ ((وَلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ))۔ قَالَ عِكْرِمَةُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ؟ قَالَ هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِناً تَامّاً، وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِيْمَان۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۵۴۔ (۶) اور حضرت ابن عباس ؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ مومن کا قتل کرنے والا مومن کے قتل کے وقت مومن نہیں رہتا ہے۔ حضرت عکرمہ ؓ جو اس کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ حضرت ابن عباس ؓ سے دریافت کیا کہ ایمان کس طرح لوگوں کے دلوں سے نکال لیا جاتا ہے؟ انہوں نے اشارہ کر کے فرمایا اس طرح سے اور پنجوں میں پنجہ ملایا یعنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال لی پھر اس کو نکال لیا۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا اگر ان باتوں سے توبہ کر لی تو ایمان واپس لوٹ آتا

٥٢۔ صحيح البخاری كتاب الوصايا باب قوله تعالیٰ ان الذين ياكلون اموال اليتٰمٰی ظلما انما ياكلون فی بطونهم نارا وسيصلون سعيرا۔ (٢٧٦٦) مسلم كتاب الايمان باب بيان الكبائر واكبرها (١٤٥۔٨٨)

٥٣۔ صحيح البخاری كتاب المظالم باب النهی بغير اذن صاحبه (٢٤٧٥)، مسلم كتاب الايمان باب بيان نقصان الايمان بالمعاصی۔ (١٠٠/ ٥٧)

٥٤۔ صحيح البخاری كتاب الحدود باب اثم الزناة۔ (٦٨٠٩)

ہے۔اس کو پنجے میں پنجہ ملا کر بتایا۔ کہ اس طرح ایمان واپس آ جاتا ہے۔ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا مومن نہیں یعنی پورے اور کامل مومن نہیں رہتے ہیں اور کامل ایمان کی روشنی نہیں باقی رہتی ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

منافق کی علامات

۵۵۔ (۷) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ)) زَادَ مُسْلِمٌ: ((وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ))، ثُمَّ اتَّفَقَا: ((اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۔(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں ۔امام مسلم نے اتنا لفظ زیادہ روایت کیا ہے کہ اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہو' اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے ، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔(بخاری و مسلم)

تشریح: ...... یہ نفاق عملی کی نشانیاں ہیں' نفاق اعتقادی مراد نہیں ہے۔

۵۶۔ (۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَاؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶۔(۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ چاروں علامتیں موجود ہوں گی وہ خالص اور پکا منافق ہو گا اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات ہے تو نفاق کی ایک علامت ہو گی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد و اقرار کرے تو اس کے خلاف کر کے اس کو توڑ دے اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ بکے ۔اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث کے راوی مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ اصل سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے آپ دربار نبوت میں اکثر حاضر رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ سنتے اس کو لکھ لیتے تھے' ایک مرتبہ قریش کے چند بزرگوں نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت غیظ و انبساط میں خدا جانے کیا کچھ فرماتے ہیں آپ سب کو قلم بند نہ کیا کریں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت خیر الانام سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد ہوا کہ تم لکھا کرو' قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری زبان سے صرف حق ہی نکل سکتا ہے۔(مسند احمد ج ٤ ص ١٩٢)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت سے جو وقت بچتا تھا وہ تمام تریادِ حق میں صرف ہوتا تھا۔ دن عموماً روزوں میں بسر ہوتا اور رات عبادت میں گذر جاتی تھی' رفتہ رفتہ یہ مشغلہ اس قدر بڑھا کہ اہل و عیال اور تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہو گئے' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

٥٥۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق (٣٣)، مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق (١٠٩، ١٠٧/ ٥٩)

٥٦۔ صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق۔ (٣٤)، مسلم کتاب الایمان باب بیان خصال المنافق (١٠٦/ ٥٨)

نے دربار نبوت میں ان کی راہبانہ زندگی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کو بلا کر اپنے والد کی اطاعت کی تاکید کی اور فرمایا۔ عبداللہ روزے رکھو اور افطار کرو، نمازیں پڑھو اور آرام کرو۔ نیز بیوی بچوں کا حق ادا کرو۔ یہی میرا طریقہ ہے اور جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ میری امت سے نہیں ہے۔ (مسند احمد ج ٤ ص ١٥٨)

مجموعہ حدیث کے پہلے مدوّن: ...... انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و ملفوظات کا ایک مجموعہ جمع کیا تھا۔ جس کا نام صادقہ رکھا تھا چنانچہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا جس کے متعلق انہیں زبانی کچھ یاد نہ ہوتا تو وہ اس میں دیکھ کر جواب دیتے تھے۔ ابوقبیل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے پوچھا کہ قسطنطنیہ پہلے فتح کیا جائے گا یا رومہ؟ ان کو زبانی یاد نہ تھا انہوں نے صندوق منگوا کر ایک کتاب نکالی اور اس کو ایک نظر دیکھ کر فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے لکھ رہے تھے کہ کسی نے یہی سوال کیا ارشاد ہوا کہ ہرقل کا شہر (یعنی قسطنطنیہ) پہلے فتح کیا جائے گا۔ (مسند احمد جلد ٢ ص ١٧٦)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس مجموعہ کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور بستر کے نیچے سے ایک کتاب نکال کر دیکھنے لگا۔ انہوں نے منع کیا میں نے کہا۔ آپ تو مجھ کو کسی چیز سے منع نہیں فرماتے تھے یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ صحیفۂ حق ہے جس کو میں نے تنہا رسول اللہ ﷺ سے سن کر جمع کیا تھا، پھر فرمایا اگر یہ صحیفہ اور قرآن اور وعظ کی جاگیر مجھ کو دے دی جائے تو پھر مجھ کو دنیا کی کچھ پرواہ نہ ہو۔ (اسد الغابہ ج ٣ ص ٢٣٤)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد سات سو ہے جس میں ١٧ بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں ان متفق علیہ حدیثوں کے علاوہ ٨ بخاری میں ہیں اور ٢٠ مسلم میں۔ (تہذیب ص ٢٠٨)

٥٧۔ (٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٥٧۔ (٩) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو نر کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان بھاگی پھرتی ہے، کبھی اس ریوڑ اور کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

یہودیوں کا نبی کریم ﷺ سے سوالات کرنا

٥٨۔ (١٠) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِّصَاحِبِهٖ: اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ [ﷺ] فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ: لَا تَقُلْ: نَبِيٌّ، اِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهٗ اَرْبَعُ اَعْيُنٍ فَاَتَيَا رسول اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ

٥٨۔ (١٠) صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک یہودی نے اپنے یہودی دوست سے کہا کہ یار تم میرے ساتھ اس نبی کے پاس چلو (اس پر) اس کے یہودی دوست نے کہا اس کو نبی نہ کہو۔ اگر اس نے تمہارے ان الفاظ کو سن لیا (کہ یہودی بھی مجھے نبی کا لفظ کہہ کر پکارتے ہیں) تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی وہ

٥٧۔ صحيح مسلم كتاب صفات المنافقين (١٧/ ٢٧٨٤)

٥٨۔ ضعيف: سنن الترمذى كتاب الاستئذان ان باب ماجاء فى قبلة اليد والرجل (٢٧٣٣)، النسائى كتاب تحريم الدم باب السحر (٤٠٨٩)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَّلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تُوَلُّوا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدَ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِىْ سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ، وَلَا تَسْحَرُوْا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً اَنْ تَعْتَدُوْا فِى السَّبْتِ)) قَالَ: فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، وَقَالَا: نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِیٌّ۔ قَالَ: ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِىْ؟)) قَالَا: اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهٗ اَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِیٌّ، وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ تَبِعْنَاكَ اَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ:

بہت ہی خوش ہو گا)۔ وہ دونوں یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ سے نو کھلی ہوئی نشانیاں پوچھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱) کبھی بھی خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) اور نہ چوری کرو (۳) اور نہ زنا و بدکاری کرو (۴) اور نہ ناحق کسی جاندار کو قتل کرو۔ جس کے مارنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ (۵) اور کسی بے گناہ اور بے قصور شخص کو غلط الزام میں گرفتار کر کے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ اس کو قتل کر ڈالے (۶) اور نہ جادو کرو (۷) اور نہ سود کھاؤ (۸) اور نہ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگاؤ (۹) جہاد کے دن پشت پھیر کر نہ بھاگو۔ اور اے یہود تمہارے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کرو۔ حدیث کے راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات طیبات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دونوں دست مبارک اور دونوں پیر مقدس کو چوم لیا۔ اور دونوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھے نبی برحق تسلیم کرتے ہو تو میری تابعداری کرنے سے تمہیں کون سی چیز روکتی ہے؟ ان دنوں نے کہا۔ داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ انہی کی اولاد میں ہوتا رہے گا۔ اور ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی فرمانبرداری قبول کر لیں تو یہودی ہم کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث کے راوی حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بارہ غزوات میں شریک رہے کوفہ میں سکونت پذیر رہے۔

ان دونوں یہودیوں نے جن نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا تھا وہ نو معجزے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے تھے چنانچہ ترمذی میں انهما سئالا عن هذه الاية یعنی ولقد اتينا موسٰى تسع ايات بينات۔ یعنی ان دونوں یہودیوں نے اس آیت کریمہ کے متعلق دریافت کیا' یہ آیت سورۂ بنی اسرائیل میں ہے یعنی وہ نو معجزے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے تھے وہ کون کون سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان نو قرآنی معجزوں کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے (۱) عصا (۲) ید بیضا (۳) طوفان (۴) جراد (ٹڈیا) (۵) چیچڑیاں (۶) مینڈک (۷) خون (۸) قحط (۹) کم پیداوار ہے۔

ان نو معجزوں کا ذکر قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں آیا ہے جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں تبلیغ رسالت کے لیے تشریف لے گئے تو فرعون نے کہا: ﴿ان كنت جئت باية فات بها ان كنت من الصادقين﴾ (الاعراف) اگر آپ کوئی نشانی اپنی سچائی پر لائے ہیں تو وہ نشانی پیش کیجئے اگر آپ سچے ہیں: ﴿فالقى عصاه فاذا هى ثعبان مبين٥ و نزع يده فاذا هى بيضاء للنظرين٥﴾ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لکڑی ڈال دی تو عصا اژدھا بن گئی۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو دیکھنے والوں کو اسی وقت سفید چمکتا ہوا دکھلائی دیا۔ اس لکڑی کا ذکر سورۂ طٰہٰ میں بھی آیا ہے اس لکڑی میں بہت سے فائدے تھے رات کے وقت روشن چراغ بن جاتی تھی بکریوں کی رکھوالی کرتی جہاں کہیں سایہ دار جگہ نہ ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام اسے گاڑ دیتے تو یہ خیمے کی طرح آپ پر سایہ کرتی۔

دشمن کے سامنے اژدہا سانپ بن جاتی تھی۔ جادوگروں کے کرتب کو ہضم کر لیا تھا۔ زمین پر ڈالتے تو سانپ بن جاتی۔ جب ہاتھ میں لیتے تو لکڑی کی لکڑی رہتی، جب فرعون نے معجزہ طلب کیا تو خدا کے حکم سے اس لکڑی کو زمین پر ڈال دیا جو بہت بڑا سانپ بن گئی اور منہ پھاڑے فرعون کی طرف لپکی، وہ مارے خوف کے تخت سے کود پڑا اور فریاد کرنے لگا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اسے روک لو اس نے اس قدر اپنا منہ کھول رکھا تھا کہ نیچے کا جبڑا تو زمین پر تھا اور اوپر کا جبڑا محل کی بلندی پر۔ مارے خوف کے فرعون کی ہوا نکل گئی اور چیخنے لگا کہ اے موسیٰ اسے روک لؤ میں ایمان لاتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دوں گا حضرت موسیٰ نے اسی وقت اس لکڑی پر ہاتھ رکھا وہ اسی وقت لکڑی جیسی لکڑی بن گئی، مگر فرعون ایمان نہیں لایا۔ دوسرا معجزہ ہاتھ کے روشن ہونے کا تھا۔ جب بغل میں دبا کر نکالتے تو چاند کی طرح چمکتا اور جب بغل میں دبا لیتے تو اپنی اصلی حالت پر آ جاتا، مگر اس پر ایمان نہیں لایا۔ پھر اس کو دوسرے معجزے دکھائے گئے جس کا بیان سورۂ اعراف کی اس آیت کریمہ میں ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ☆ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ٥ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ٥ وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ☆ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ٥ ﴾ (الاعراف)

''اور ہم نے فرعون کو قحط سالیوں اور پھلوں کی کمی میں گرفتار کیا تا کہ نصیحت حاصل کریں انہیں جب راحت ملتی تو کہتے ہم اسی کے قابل ہیں۔ اور جب کبھی انہیں تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست سے بتاتے۔ آ گاہ ہو ان کی بدشگونی تو اللہ کے پاس ہے لیکن یہ جانتے نہیں ہیں۔ اور کہنے لگے کہ موسیٰ جادو کرنے کے لیے جو بھی نشانی چاہے لے آئے ہم تو تیری بات ماننے والے نہیں ہیں۔ پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چیچڑیاں جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانات لیکن یہ اکڑتے ہی رہے۔ یہ تھے ہی بڑے نافرمان لوگ۔ کوئی سزا جب ان پر آ جاتی تو کہنے لگتے اے موسیٰ اپنے رب سے ہمارے لیے بمطابق اس اقرار کے جو مجھ سے ہے دعا کر اگر تو نے ہم سے یہ عذاب ہٹا لیا تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھی بھیج دے گے پھر جب ان سے عذاب ہٹا لیا ایک مدت تک جسے وہ پہنچنے والے ہی تھے تو اسی وقت فوراً عہد شکنی کر ڈالتے۔''

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ جب قوم فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے انکار کیا اور سارے معجزات کو جادو بتایا قسم قسم کے ظلم وستم بنی اسرائیل پر کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ سے بددعاء کی، اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون پر پانی کا عذاب نازل کیا کالا ابر آیا سات رات دن تک برابر مینہ برستا رہا۔ قبطیوں کے گھروں میں پانی جمع ہوا قوم فرعون کے گھر پانی کے چشمے بنے ہر مرد وعورت کے گلے گلے تک گھروں میں پانی کھڑا ہو گیا جو شخص ذرا جھکا فوراً ڈوب گیا سیدھا کھڑا رہا زندہ رہا۔ سارے باغ، کھیت غرق ہوئے ایک ہفتہ برابر یہی عذاب آتا رہا، مگر بنی اسرائیل کے اور قبطیوں کے گھر محلّہ میں برابر برابر دیوار سے دیوار ملی ہوئی تھی لیکن یہ اس کی قدرت تھی کہ برابر کا گھر پانی سے بھرا ہوا

ہے خوب زور سے مینہ برستا ہے' اندھیرا ہو رہا ہے اس کے پاس ہی مسلمان اسرائیلی کا مکان بدستور سوکھا پڑا ہے۔ دھوپ نکل رہی ہے ایک قطرہ اس طوفان کے پانی کا اس گھر میں موجود نہیں ہے ساتویں دن قبطیوں کے عذر معذرت کرنے کے بعد یہ عذاب رفع ہو گیا۔ مگر کفار پھر بھی سرکشی کرنے لگے ایک مہینہ بعد دوسرا عذاب ٹڈیوں کا نازل ہوا۔ قبطیوں کے سارے باغات کے ہر ہری چیز کو چاٹ لی۔ انہی کھیتوں کے پاس بنی اسرائیل کے کھیت اور باغ تھے وہاں کسی ایک ٹڈی کا نام بھی نہ تھا۔ اگر کسی کافر کے کھیت میں جا پڑیں۔ اگر کوئی درخت شراکت میں کافر و مسلمان کے تھا۔ ٹڈیوں نے درخت کو آدھا کھایا۔ اور آدھا چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر کافر نے کہا کہ اے مسلمان جو حصہ ٹڈیوں نے کھا لیا ہے وہ تیرا ہے۔ اور یہ جو سالم چھوڑا ہے یہ میرا ہے یہ کہتے ہی اس آدھے کو بھی کھا لیا اور وہ آدھا ٹڈیوں کا کھایا ہوا دوبارہ پھر ہرا ہو گیا۔ سات دن تک یہ عذاب رہا جب قبطی بہت روئے اور اقرار کیا کہ اب ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے۔ اے موسیٰ دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ اس عذاب کو رفع کر دے۔ حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی ٹڈیاں فوراً غائب ہو گئیں مگر وہی کفر و سرکشی شروع کر دی اب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی تو چیچڑیاں نازل ہوئیں جو تمام قبطیوں کے خون کو چوس گئیں سارے جسم میں آنکھوں کی پلکوں میں لپٹ گئیں مگر کوئی چیچڑی مسلمان کے پاس نہ جاتی تھی اہل ایمان بالکل امن میں تھے اس کے بعد مینڈک نازل ہوئے جو قبطیوں کے گھروں میں بھر گئے ہر طرح کی کھانے پینے کی چیز میں گر جاتے اور خراب کر دیتے مگر اہل ایمان بنی اسرائیل کے لوگ قبطیوں کے پاس بیٹھے رہتے انہیں مطلق نہ ستاتے نہ ان کے کھانے دانے میں گرتے نہ ان کے گھروں میں کوئی مینڈک نظر آتے۔ یہ لوگ رحمتِ الٰہی کے اور ایمان کے امن کے گنبد میں آرام سے بیٹھے تھے۔ پھر ان کے بعد قبطیوں پر خون کا عذاب نازل ہوا اور دریائے نیل جس کا اہل مصر پانی پیتے تھے۔ وہ سارا کا سارا قبطیوں کے لیے خون نہایت کالا بدبودار ہو گیا سارے کنویں خون کے ہو گئے قبطیوں کے پانی کے برتن اور مٹکے نرے خون سے بھر گئے۔ اس پانی کو اگر مسلمان پیتے اور بھرتے ہیں ان کے لیے وہ پانی شیریں نہایت صاف اور سفید ہے اگر کنویں پر مسلمان اور کافر دونوں پانی بھرتے تھے۔ کافروں کی ڈول میں کالا خون اور مسلمانوں کے ڈول میں صاف پانی آتا تھا۔ ایک دن فرعون نے ایک قبطی کافر اور مسلمان اسرائیل کو اپنے سامنے دربار میں بلایا اور ایک برتن میں پانی بھرا پھر دونوں سے کہا کہ اس میں اپنے اپنے چلو میں اٹھا کر پانی جو چلو مسلمان اٹھاتا وہ پانی تھا۔ جو کافر اٹھاتو وہ خون تھا۔ پھر فرعون نے حکم دیا کہ تم اسی برتن سے منہ لگا کر پیو۔ کافر شخص اس طرف اس برتن پر جھک گئے ایک طرف پانی اور دوسری طرف خون ہے جو پانی کافر اپنے منہ سے کھینچ رہا ہے وہ خون ہے جو مسلمان کی جانب کھینچ رہا ہے وہ پانی شیریں خوشبودار ہے۔ پھر فرعون نے حکم دیا کہ اے اسرائیلی تو اپنے منہ میں پانی بھر پھر وہ کلی کر۔ قبطی کے منہ میں ڈال مسلمان نے اپنے منہ میں پانی لیا پھر منہ کی کلی قبطی کے منہ کے قریب پہنچتے ہی پانی خون ہو گیا۔ ادھر پانی ادھر خون سات دن تک یہ عذاب قبطیوں پر رہا اور جب یہ لوگ بہت روئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی آپ کی دعاء کی برکت سے خدا نے انہیں معاف کیا اور عذاب رفع ہوا۔

آیت کریمہ میں اتنی باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے تفصیل سے ان کو بیان فرمایا چونکہ اس میں تفصیل تھی حدیث کے راوی نے اختصاراً ان کو بیان نہیں کیا البتہ آنحضرت ﷺ نے جو نو ضروری حکموں کو بیان فرمایا تھا۔ راوی نے اس کو ذکر کر دیا کیونکہ اس کی ضرورت سب ہی کو تھی اور رہتی ہے اور آخر یہودیوں کی ایک خاص خصوصیت کا یہی ذکر فرما دیا کہ ہفتے کے دن مچھلی کا نہ شکار کریں اور نہ زیادتی کریں۔ ان دونوں یہودیوں نے حضور ﷺ کے اس ارشاد طیبات کی خوشی میں آ کر آپ کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور آپ کے نبی برحق ہونے کی شہادت دی کیونکہ ان کی کتابوں میں آپ کی نبوت لکھی ہوئی تھی مگر غلط بیانی سے کام لیا جیسا کہ ان کے یہاں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کو آپ کی فرمانبرداری سے روکا یہ غلط ہے ہر نبی نے آپ کی تصدیق

وتائید اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے۔

ایمان کی بنیاد

۵۹۔ (۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مِنْ اَصْلِ الْاِيْمَانِ: اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ، وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُذْ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ اِلٰی اَنْ يُّقَاتِلَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ، لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ، وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ. وَالْاِيْمَانُ بِالْاَقْدَارِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۹۔ (۱۱) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایمان کی جڑ سے ہیں۔ (۱) جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہا ہے اس سے رکے رہنا نہ کسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے اسے کافر کہو اور نہ اس کو اسلام سے خارج کرو (۲) اور جہاد کا حکم میری بعثت سے قیامت تک باقی رہے گا۔ یعنی جب سے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے جہاد جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ اسی امت کا آخری شخص دجال کو قتل کر ڈالے نہ کسی ظالم کا ظلم اس کو باطل کر سکتا ہے اور نہ کسی منصف کا عدل اس کو موقوف کر سکتا ہے (۳) اور تقدیر پر ایمان رکھنا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۶۰۔ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ، فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهٖ كَالظُّلَّةِ، فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۶۰۔ (۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر اس کے سر پر سایہ کی طرح قائم رہتا ہے جب وہ اس برے کام سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان پھر لوٹ آتا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

رسول اللہ ﷺ کی دس باتوں کی وصیت

۶۱۔ (۱۳) عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، قَالَ: ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا؛ فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ

۶۱۔ (۱۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی حالت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تم کو مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ تم اپنے اہل (بیوی) اور مال و دولت کو چھوڑ دو (۳) اور فرض نماز کو قصداً نہ چھوڑو۔ کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی ہے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے

۵۹۔ **ضعيف**: سنن ابی داوٗد كتاب الجهاد باب فی الغزو مع ائمة الجور ۔ (۲۵۳۲)

۶۰۔ **صحيح**: سنن الترمذی كتاب الايمان باب ماجاء لايزنی الزانی وهو مؤمن تعليقاً بعد رقم (۲۶۲۵)، ابوداوٗد كتاب السنة باب الدليل علی زيادة الايمان ونقصانه (۴۶۹۰)

۶۱۔ **منقطع**: مسند احمد (۵/ ۲۳۸)

مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْراً فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ؛ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ، وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ، فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ، وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَباً وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ.

بری ہے، یعنی خدا کا امن باقی نہیں رہے گا۔(۴) اور شراب نہ پیو کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے (۵) گناہ سے اپنے آپ کو بچاتے رہو کیونکہ گناہ کے ساتھ خدا کا غصہ اترتا ہے(٦) اور کافروں سے لڑائی کے دن بھاگنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ لوگ لڑائی میں مر رہے ہوں (۷) اور جب لوگوں میں بیماری پڑ جائے اور تم ان لوگوں میں موجود ہو تو تم وہاں ٹھہرے رہو یعنی موت کے خوف سے وہاں سے بھاگو نہیں (۸) اور اپنے کنبے کے لوگوں پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرو۔ (۹) اور ادب کی لاٹھی ان سے نہ اٹھاؤ یعنی اپنے بال بچوں کو ادب سکھاؤ اس ادب میں اگر لاٹھی سے مارنے کی نوبت آئے تو ادب سکھانے کے لیے مارو (۱۰) اور خدا کے بارے میں ان کو ڈراؤ۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے

٦٢۔(١٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَمَّا الْيَوْمَ، فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ، أَوِ الْإِيْمَانُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٦٢۔ (۱۴) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد نبوت میں نفاق موجود تھا لیکن (نبوت کے بعد) آج کفر یا ایمان ہے (بخاری)

❁❁❁❁

٦٢۔ صحيح البخاری كتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شيئا ثم خرج فقال بخلافة (٧١١٤)

(۲)...... بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ

وسوسہ کے بارے میں باب ہے

اچھی فکر کو الہام کہتے ہیں اور شیطانی تخیل کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ضروری یعنی بے اختیاری کہ اضطراری حیثیت سے بے اختیار اس کا خیال دل میں پیدا ہو جائے اس کو محاورہ میں ہاجس کہتے ہیں۔ یہ...... معاف ہے اس کی گرفت نہیں یہ لایکلف اللہ میں داخل ہے۔

۲۔ جب یہ اضطراری وسوسہ دل میں قدرے ٹھہر کر خلجان پیدا کر دے تو اس کو ''خاطر'' کہتے ہیں یہ بھی معاف ہے۔ اور اختیاری وسوسہ وہ ہے جو دل میں ایک عرصہ دراز تک باقی رہے اور اس کے کرنے کا خواہشمند بھی ہے لیکن اس کو کیا نہیں ہے یہ بھی معاف ہے اور ایک درجہ عزم بالجزم کا ہے کہ اس کے پورا کرنے میں پختہ ارادہ کر چکا ہے مگر بعض خارجی اسباب کی وجہ سے کرنے نہیں پاتا ہے اس میں مواخذہ ہے قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرہ: ۲۸۴)

''تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ اس کا حساب تم سے لے گا پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

بعض کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو جب کر گذرے تو ایک برائی لکھو اور جب نیکی کا ارادہ کرے تو ارادہ سے ہی ایک نیکی لکھ لو اور اگر کر بھی لے تو ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھو۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک نیکی کے بدلے سات سو تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور روایت میں ہے کہ بندہ جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے جناب باری میں عرض کرتے ہیں کہ خدایا یہ تیرا بندہ بدی کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رکے رہو جب تک کر نہ لے اس کے نامۂ اعمال میں نہ لکھو اگر کرے تو ایک لکھنا اور اگر چھوڑ دے تو ایک نیکی لکھ لینا کیونکہ مجھ سے ڈر کر چھوڑتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو پختہ اور پورا مسلمان بن جائے اس کی ایک ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو تک بڑھتا جاتا ہے اور برائی نہیں بڑھتی ہے۔ اور روایت میں ہے کہ سات سو بھی کبھی نیکی بڑھا دی جاتی ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے بڑا برباد ہونے والا وہ ہے جو باوجود اس رحم و کرم کے بھی برباد ہو۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آ کر کہا کہ حضرت ﷺ کبھی کبھی تو ہمارے دل میں ایسے وسوسے اٹھتے ہیں کہ زبان سے ان کا بیان کرنا بھی ہم پر گراں گذرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہونے لگا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا یہ صریح ایمان ہے (مسلم وغیرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قیامت والے دن جب ساری مخلوق کو

اللہ تعالیٰ جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ تمہیں تمہارے دل کے بھید کو بتلاتا ہوں جس پر میرے فرشتے بھی آگاہ نہیں مومنوں کو تو خبر دے کر پھر معاف فرما دے گا۔ ہاں منافق اور شک وشبہ والے لوگوں کو ان کی تکذیب کی پوشیدگی پر اطلاع دے کر پھر ان کی پکڑ ہوگی جیسے اور جگہ ہے ﴿ولکن یؤاخذ کم بما کسبت قلوبکم﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے دل کی کمائی پر پکڑے گا یعنی دلی شک اور دلی نفاق پر) حسن بصری رحمہ اللہ بھی اسے منسوخ نہیں کہتے امام ابن جریر رحمہ اللہ بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں اور فرماتے ہیں حساب اور چیز ہے عذاب اور چیز ہے حساب لیے جانے کو عذاب کیا جانا لازم نہیں حساب کے بعد ممکن ہے کہ معاف ہو جائے اور ممکن ہے پکڑ ہو۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کیا سنا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایمان والے کو اپنے پاس بلا لے گا یہاں تک کہ اپنا بازو اس پر رکھ دے گا پھر اس سے کہے گا بتا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا فلاں دن فلاں گناہ کیا وہ غریب اقرار کرتا جائے گا جب بہت سے گناہوں کا اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا لیکن دنیا میں بھی میں نے تیرے ان عیوب کی پردہ پوشی کی اب آج کے دن میں ان تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں اب اسے اس کی نیکیوں کا صحیفہ اس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہاں البتہ کفار منافق کو تمام مجمع کے سامنے رسوا کیا جائے گا ان کے گناہ ظاہر کیے جائیں گے اور پکار دیا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا ان ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔ (ملخص از تفسیر ابن کثیر)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

وسوسہ قابل مواخذہ نہیں

٦٣۔ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا، مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

٦٣۔ (١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سینے میں جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے اس کی پکڑ نہیں کرے گا۔ جب تک کہ ان وسوسوں کے موافق عمل نہ کرے یا زبان سے کلام نہ کرے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایمان کی علامت

٦٤۔ (٢) وَعَنْهُ، رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلُوْهُ: اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِهٖ! قَالَ: ((اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ۔ قَالَ: ((ذٰلِكَ صَرِیْحُ

٦٤۔ (٢) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ کی خدمت مقدسہ میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ بعض دفعہ ہم اپنے دلوں میں ایسی باتیں پاتے ہیں کہ زبان پر لانا بھی بعض لوگ برا جانتے ہیں یعنی زبان سے کہنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے عمل کرنا تو درکنار؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسی باتوں کو پاتے ہو جنہیں

٦٣۔ صحیح البخاری کتاب العتق باب الخطا والنسیان فی العتاقة والطلاق ونحوہ۔ (٢٥٢٨)، مسلم کتاب الایمان باب تجاوز الله عن حدیث النفس والخواطر بالقلب۔ (٢٠٢/ ١٢٧)

٦٤۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الوسوسة فی الایمان۔ (٢٠٩/ ١٣٢)

الْاِيْمَانِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

زبان سے کہنے کو بھی برا جانتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہاں حضرت آپ ﷺ نے فرمایا یہ ظاہر ایمان ہے۔ یعنی ایمان دار ہونے کی یہ ظاہری علامت ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

شیطانی وسوسہ پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

٦٥۔(٣) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ، فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ رَبُّكَ؟ فَاِذَا بَلَغَهُ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))

٦٥۔ (٣) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض لوگوں کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ (مثلاً آسمان کو) کس نے پیدا کیا اور (زمین کو) کس نے پیدا کیا' یہاں تک کہ وہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب وہ اس درجہ تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور اس سے باز رہے یعنی ایسے خیال کو دل سے دور کر دے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

٦٦۔ (٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ: هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا؛ فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٦۔ (٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ پوچھ کچھ کرتے رہیں گے یہاں تک ان سے یہ کہا جائے گا کہ جب تمام مخلوقات کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے تو خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جو شخص اس قسم کا وسوسہ اپنے دل میں پائے تو اسے امنت باللہ و رسلہ کہنا چاہیے یعنی میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

تشریح:...... یعنی اللہ تعالیٰ ازلی ابدی قدیم ہے ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ نہ وہ جنتا ہے اور نہ جنا گیا ہے اور نہ اس کی مثل کوئی چیز ہے۔

ہم زاد

٦٧۔ (٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ ((وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ

٦٧۔ (٥) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ جنوں یا فرشتوں میں سے مصاحب اور ہم نشین ضرور مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی مقرر کیا گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میرے لیے بھی مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ

٦٥۔ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده (٣٢٧٦)، مسلم کتاب الایمان باب بیان الوسوسة فی الایمان (٢٠٩/ ١٣٢)

٦٦۔ صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب باب مایکره من کثرة السئوال (٧٢٩٦)، مسلم کتاب الایمان باب الوسوسة فی الایمان (٢١٣/ ١٣٤)

٦٧۔ صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب تهریش الشیطان وبعثه سرایاه۔ (٦٩-٢٨١٤)

اِلَّا بِخَيْرٍ)) (رواہ مسلم) نے میری اس (شیطان) پر مدد فرما دی ہے یعنی مجھے اس پر غلبہ دیا ہے میں غالب رہتا ہوں وہ مغلوب رہتا ہے میں اس سے محفوظ وسالم رہتا ہوں یعنی اس کے شر وفساد سے بچا رہتا ہوں یا وہ میرا تابعدار و فرمانبردار ہے وہ مجھے صرف بھلائی ہی کی تلقین کرتا ہے۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٦٨ - (٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۸۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح جاری ہے جس طرح خون تمام رگوں میں جاری ہے۔اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی شیطانی وسوسہ خون کی طرح تمام رگوں میں جاری ساری ہے گمراہ کرنے میں اس کو کمال حاصل ہے۔

ابن آدم پر پیدائش کے وقت شیطانی حملہ

٦٩ - (٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ بَنِیْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۔ (۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام کے ہر ایک بچے کی پیدائش کے وقت شیطان اسے ضرور چھوتا اور چوکا مارتا ہے جس سے بچہ رونے اور چیخنے لگتا ہے۔مگر حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان ہاتھ نہیں لگا سکا اور نہ ان کو ایذا پہنچا سکا۔اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... یہ اس لیے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ محترمہ نے یہ دعا فرمائی تھی: ﴿اِنِّیْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ ''اے اللہ میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی ہے اور حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے اندا ہی سے محفوظ رکھا۔

٧٠ - (٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((صِيَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِيْنَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۔ (۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ کا پیدا ہونے کے وقت چلانا شیطان کے چوکا مارنے کے سبب سے ہے۔اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

شیطان کا دربار

٧١ - (٩) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

۷۱۔ (۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ رسول

---

٦٨ - صحيح البخاری كتاب الاعتكاف باب زيارة الْمَرْأة زوجها فی اعتكافه (٢٠٣٨)، مسلم كتاب السلام باب بيان انه يستحب لمن روى خاليا بامراة (٢٣/ ٢١٧٤)

٦٩ - صحيح البخاری كتاب الانبياء قوله تعالىٰ واذكر فی الكتاب مريم۔ (٣٤٣١) ، مسلم كتاب الفضائل باب فضائل عيسى علیہ السلام (١٤٦/ ٢٣٦٦)

٧٠ - صحيح البخاری كتاب التفسير سورة آل عمران باب وانی أعيذهابك (٤٥٤٨) ، مسلم كتاب الفضائل باب فضائل عيسى علیہ السلام (١٤٨/ ٢٣٦٧)

٧١ - صحيح مسلم كتاب صفات المنافقين باب تحريش الشيطان۔ (٦٧/ ٢٨١٣)

اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، يَفْتِنُوْنَ النَّاسَ، فَاَدْنَاهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَّجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ. مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ: ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَاتَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ، وَبَيْنَ اِمْرَاَتِهٖ قَالَ: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ، وَيَقُوْلُ: نَعَمْ اَنْتَ)) قَالَ الْاَعْمَشُ: اَرَاهُ قَالَ: ((فَيَلْتَزِمُهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان اپنا تخت پانی یعنی سمندر پر بچھاتا ہے (اور اس پر بادشاہوں کی طرح بیٹھ کر) پھر اپنی فوجوں اور سپاہیوں کو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بھیجتا ہے (یعنی انہیں حکم دیتا ہے کہ دنیا بھر میں پھیل کر لوگوں کو گمراہ کریں۔ چنانچہ وہ گمراہ کر کے واپس اپنے بادشاہ شیطان ابلیس کے پاس آتے ہیں اور اپنے گمراہی کے کارناموں کو اپنے بڑے شیطان کے پاس بیان کرتے ہیں) جو زیادہ لوگوں کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈالے گا وہ سب سے زیادہ مرتبے میں بڑے شیطان کے قریب ہوگا ان میں سے ایک اپنے سردار کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایسا اور ایسا کیا ہے یعنی فلاں فلاں کو گمراہ کیا، کسی سے چوری کرائی ہے اور کسی سے زنا اور بدکاری وغیرہ کرا دی ہے۔ یہ سردار ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا (تو حرام خور سپاہی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اس کے بعد ایک شیطان سپاہی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دی ہے (یعنی طلاق بائن دلوا دی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بڑا سردار شیطان اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں صرف تو نے ہی اچھا کام کیا ہے اور وفاداری کے حق کو پورا کر دیا ہے۔ حدیث کے راوی اعمش کہتے ہیں کہ شیطان اس سپاہی کو اپنے گلے لگا لیتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اہل عرب سے شیطان کی مایوسی

۷۲۔ (۱۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ مِنْ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۲۔ (۱۰) اور انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان اس بات سے اب ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی یعنی مومن موحد اس کی پوجا پاٹ کریں یعنی بت پرستی کرنے لگ جائیں البتہ لوگوں کو ورغلا کر لڑائی جھگڑے میں مبتلا کرتا رہے گا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

وسوسہ شکر کا ذریعہ بھی

۷۳۔ (۱۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: ((اِنِّيْ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِالشَّيْءِ لَاَنْ اَكُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَى الْوَسْوَسَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۷۳۔ (۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسا اور ویسا وسوسہ پاتا ہوں کہ میں کوئلہ ہو جانا زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، اس سے کہ اس کو زبان سے نکالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس دا کی حمد اور شکر ہے جس نے اس بات کو وسوسہ کی طرف منتقل کر دیا یعنی دل

۷۲۔ صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب تحریش الشیطان وبعثہ۔ (۶۵/ ۲۸۱۲)

۷۳۔ ضعیف: سنن ابی داوٗد الادب باب فی رد الوسوسۃ۔ (۵۱۱۲)

میں وسوسہ ہی رکھا (اس کے بولنے اور عمل کرنے کا موقع ہی نہیں دیا کہ جس پر مواخذہ ہوتا۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔

شیطان اور فرشتے کا انسان پر تصرف

٧٤۔ (١٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ، وَالْمَلَكِ لَمَّةً: فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ، وَتَكْذِيْبُ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَّجَدَ ذٰلِكَ؛ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ، فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى؛ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

٧۴۔ (١٢) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کا انسان پر تصرف ہے اور فرشتے کا بھی انسان پر تصرف حاصل ہے ۔شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ انسان کو برائی کا وعدہ دیتا اور حق کے جھٹلانے پر آمادہ کراتا ہے اور فرشتے کا تصرف یہ ہے کہ وہ نیکی کا وعدہ کرتا اور حق کی تصدیق کراتا ہے۔ پس جو اس پر جو اس بات کو اپنے دل میں پائے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اور اس پر خدا کی تعریف کرے اور جو دوسری بات پائے یعنی برے وسوسہ کا دل میں پیدا ہونا۔ تو اس کو شیطان کی طرف سے کہنا چاہیے اور اس شیطان سے خدا کی پناہ مانگے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشآء ’’شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا اور گناہ کی باتوں کا حکم دیتا ہے‘‘ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو غریب کہا ہے۔

٧٥۔ (١٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ، حَتّٰى يُقَالَ: هٰذَا اَخَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ، ثُمَّ لْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ فِیْ بَابِ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

٧٥۔ (١٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب لوگ ایسا کہنے لگیں تو تم یہ کہو کہ اللہ ایک ہے ،اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی نے اس کو جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے،اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔ (یہ کہہ کر) تین مرتبہ بائیں طرف تھوک دے اور شیطان رجیم کے مکر وفریب سے خدا کی پناہ مانگے۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے اور حضرت عمرو بن الاحوص کی حدیث کو باب خطبة یوم النحر میں ان شاءاللہ بیان کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

تخلیق الٰہی کے بارے میں شیطانی وسوسہ

٧٦۔ (١٤) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ

٧٦۔ (١۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

٧٤۔ صحيح: سنن الترمذی کتاب تفسير القران باب ومن سورة البقرة۔ (٢٩٨٨)

٧٥۔ حسن: سنن ابی داوٗد کتاب السنة باب فی الجهمية۔ (٤٧٢٢)

٧٦۔ صحيح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنه باب مايكره من كثرة السؤال (٧٢٩٦)، مسلم کتاب الايمان باب بيان الوسوسة فی الايمان (١٣٦/٢١٧)

اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ، حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ؟)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَلِمُسْلِمٍ: ((قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: مَا كَذَا؟ مَا كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ؟))

اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھا کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے پس عزت اور بزرگی والے اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تیری امت کے لوگ ہمیشہ یہ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے؟ یہاں تک کہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے تو خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟

جب شیطان نماز میں ستائے

٧٧۔ (١٥) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: ((يَارسول اللّٰهِ! اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلَاتِيْ وَبَيْنَ قِرَآئَتِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ، يَسَارِكَ ثَلَاثاً)) فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ وَاتْفُلْ عَلٰى فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

٧٧۔ (١۵) اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تحقیق شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور جب میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے شبہ میں ڈال دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ اس کو خنزب کہا جاتا ہے جب تم اس کے وسوسہ کو پاؤ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرو اور تین بار اپنے بائیں طرف تھوک دو۔ عثمان رضی اللہ عنہ حدیث کے راوی نے کہا میں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے وسوسہ کو مجھ سے دور فرما دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

نماز میں وسوسے کی پروا نہ کرو

٧٨۔ (١٦) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ رَجُلاً سَاَلَهٗ فَقَالَ: اِنِّيْ اَهِمُ فِيْ صَلَاتِيْ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ، فَقَالَ لَهٗ: اِمْضِ فِيْ صَلَاتِكَ، فَاِنَّهٗ لَنْ يَذْهَبَ ذٰلِكَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ: مَا اَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

٧٨۔ (١٦) حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور یہ مجھ پر بہت شاق گذرتا ہے تو حضرت قاسم نے اسے جواب دیا کہ تو اپنی نماز برابر پڑھتا جا اس وسوسہ کا خیال کر کے نماز کو مت چھوڑو کیونکہ یہ وسوسہ ہرگز تم سے نہیں دور ہو گا یہاں تک کہ تم نماز سے فارغ ہو گے اور کہو گے میں نے نماز پوری نہیں پڑھی ہے۔ اس کو امام مالک نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

٧٧۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب التعوذ من شیطان الوسوسة فی الصلاة (٦٨/ ٢٢٠٣)

٧٨۔ ضعیف: الامام مالک فی الموطا کتاب السهو باب العمل فی السهو۔

(۳)......بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانے کا باب

تقدیر کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے ازل ہی میں یہ اندازہ کرلیا تھا کہ فلاں وقت فلاں جگہ اچھا یا برا کام یا نیکی یا بدی ہوگی اور ہم اس کے کرنے والے کو اتنا ثواب و عذاب دیں گے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے لوحِ محفوظ میں سب بھلائی و برائی' ایمان و کفر' تنگی و فراخی اور جنتی و دوزخی وغیرہ قیامت تک ہونے والے کل واقعات کو لکھ دیا ہے کہ فلاں ایمان دار اور فلاں کافر ہوگا فلاں کو اتنی روزی ملے گی' فلاں شخص پر اتنی تکلیف و مصیبت پڑے گی، فلاں کو اتنا عیش و آرام ملے گا اور فلاں جنتی یا دوزخی' نیک بخت و بدبخت ہوگا۔ اب اس دنیا میں اسی علم ازلی و مشیت کے مطابق سارے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اللہ خالق کُلِّ شی** ''اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے'' **واللہ خلقکم وما تعملون** اور ''اللہ نے تم کو اور تمہارے سارے کاموں کو پیدا کیا ہے جن کو تم کر رہے ہو''۔ کوئی شخص بلا مشیت ایزدی نہ ایمان لاسکتا ہے اور نہ کفر کرسکتا ہے **وما کانو الیُومُنوا الاان یشاء اللّٰہ** ''وہ سوائے اللہ کی چاہت کے ایمان نہیں لاسکتے تھے **ولو شاء اللہ لھدا کم اجمعین** اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستہ پر چلاتا۔'' **ومن یردا للّٰہ ان یھدیہ یشرح صدرہٗ للا سلام الآیۃ** ''جس کو اللہ تعالےٰ ہدایت (کامیابی) دینا چاہتا ہے تو اسلام کے لیے اس کے سینے (دل) کو کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ (ناکام) کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السموات و الارض بخمسین الف سنۃ)) (روا مسلم) زمین اور آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوق کی تقدیروں کو لکھ دیا تھا اور فرمایا جو تقدیر پر ایمان نہ لائے گا وہ ہم میں سے ہی نہیں ہوسکتا۔ اور فرمایا ہر شخص کی جگہ جنت یا دوزخ میں اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی لکھ دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لکھا ہے تو جنت میں جائیں گے۔ ورنہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کئے جاؤ۔ کیونکہ جو شخص جس کام کے لائق ہے اس کے لیے وہی کام آسان کر دیا جائے گا۔ نیک اور اچھے لوگوں کو اچھا کام آسان ہوگا اور بروں کو برا ہی کام آسان ہوگا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہر ایک بھلے برے کے لیے مختلف ازلی استعدادیں (قابلیتیں) پیدا کی ہیں اسی مختلف استعداد کی وجہ سے دنیا میں سارے کام ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیئے کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس میں ہزاروں قسم کی شاخیں و لکڑیاں موجود ہیں۔ بعض ان میں سے جلانے کے قابل ہیں بعض ان میں سے پیالے وغیرہ بنانے کے لائق ہیں اور جو جلانے کے قابل ہیں ان میں بھی بہت سی مختلف قسم کی لکڑیاں ہیں۔ جیسے درخت کے کاٹنے کے وقت بعض ایسے ہلکے ہلکے بیکار ٹکڑے نکلتے ہیں' جو آگ جلانے کے شروع میں کام آتے ہیں کہ ان سے آگ سلگائی جاتی ہے۔ بغیر اس کے آگ سلگ ہی نہیں سکتی۔ کچھ ان میں سے ایسی سخت گرہیں نکلتی ہیں۔ جو آگ کے شعلوں کے بہت تیز ہونے کے وقت ڈالی جاتی ہیں تاکہ وہ اس تیز

آگ میں جل سکیں اور کچھ لکڑیاں ایسی بھی نکلتی ہیں جو عمارت کے کام آتی ہیں کوئی ستون، کوئی شہتیر اور کسی کے تختے بنیں گے پھر ان میں بھی فرق ہوتا ہے کیونکہ کچھ تختے تو خاص شاہی خلوت خانے کی چھت کے لائق ہیں کچھ تختے قیدیوں کے پاخانے میں رکھنے کی جگہ کام آتے ہیں۔

ایک تختی ایسی خوش نصیب بھی ہوتی ہے کہ کسی حق پرست کامل کے ہاتھ سے کلام الٰہی (قرآن مجید) کے حروف لکھنے کے لیے بنائی جاتی ہے یا قرآن مجید پڑھنے کے لیے رحل تیار کی جاتی ہے اور ایک تختی ایسی بدنصیب ہوتی ہے کہ ناکارہ و بیکار ہونے کی وجہ سے پامال ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح استعدادوں (قابلیتوں) کے اختلاف کی مثالیں (جو بیشمار ہیں) انسانوں ہی میں سمجھ لینی چاہیے کہ جس میں جس قسم کی استعداد (لیاقت) تھی وہی کام اس سے لیا گیا، اگر نیکی کے لائق تھا تو نیکی کا کام اور بدی کے قابل تھا تو بدی کا کام لیا گیا۔

اس جگہ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جب تمام کاموں کا دارومدار انسان کی فطری لیاقت ہی پر ہے اور ازلی استعدادیں اور فطری لیاقت وقوت سے باہر ہیں تو سرکش کافروں اور ضدی نافرمانوں پر الزام لگانا وسزا دینا بظاہر غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی مخلوق پیدا کی ہے:

(۱)...... ایک قسم وہ ہے کہ اس میں سرے سے علم وارادہ اور ذاتی حرکت وحس پیدا ہی نہیں کی جیسے درخت پتھر وغیرہ

(۲)...... دوسری قسم وہ ہے کہ اس میں یہ دونوں صفتیں امانت رکھی ہیں جیسے جن و آدمی اور فرشتے، تو جن لوگوں میں علم وارادہ رکھا گیا ہے وہ اپنی ذات وصفات، اعضاء، اقوال وافعال اور حرکات وسکنات وغیرہ بخوبی جانتے ہیں۔ ان کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے وہ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، منہ وغیرہ ہمارے ہیں۔ اور یہ قول وفعل ہم سے ہوا ہے پس جو افعال ان کے ارادے کے ذریعہ ہوتے ہیں (گو ان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے) وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ افعال ہمارے ارادے سے ہوئے ہیں اور چونکہ شرعی احکام کی نسبت انسان کی طرف مذکورہ فعلوں کی طرح صراحتہً قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ جس طرح انہوں نے تمام حکموں کو قرآن مجید سے سمجھ کر قبول کر لیا ہے اس حکم کو بھی قبول کر لیں اور اپنے برے کاموں کی نسبت اپنی ہی طرف کریں کیونکہ یہ جان لینا کہ یہ کام ہمارے ارادے سے سرزد ہوا ہے سزا وتنبیہ کے متوجہ ہونے کو کافی ہے۔

لیکن یہ بات کہ آدمی کو کیوں علم دیا گیا، ارادہ کی صفت کیوں پیدا کی گئی، یا اس کے ارادے کو ان افعال واقوال کی طرف کیوں متوجہ کیا گیا؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ تمام امر ازلی استعدادوں کے آثار ظاہر ہونے کی قسم سے ہیں اور ازلی استعدادوں کے فرق کا سبب پہلے مثال میں معلوم ہو چکا ہے۔

خدشہ:...... اگر آپ کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہو کہ جب یہ معلوم ہو گیا:

ہر یکے را بہر کارے ساختند
میلِ اورا در دِلش انداختند

"ہر شخص کو کسی خاص کام کے واسطے بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہر شخص کے دل میں ڈال دی۔"

تو نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے، کتابوں کے اتارنے، دلیلوں وحجتوں کے قائم اور دعوت (تبلیغ) کے ظاہر کرنے، پڑھنے پڑھانے اور جہاد وحدود کے مشروع کرنے میں کیا حکمت ومصلحت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تمام مخلوق براہ راست اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے لیکن اس حکیم مطلق نے اپنی غالب حکمت کے تقاضے سے دنیا کی تمام چیزوں کو دوسرے کے ساتھ گانٹھ کر مسببات و

اسباب کا سلسلہ پیدا کر دیا ہے جیسے آفتاب کا جسم اور اس کی روشنی اگر چہ دونوں بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں مگر روشنی اور آفتاب کے جسم میں اللہ تعالیٰ ہی نے خاص ربط و تعلق پیدا کر دیا ہے کہ اسی ربط کی وجہ سے آفتاب کو سبب اور روشنی کو مسبب کہتے ہیں۔

اسی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ارادے والی مخلوق سے جتنے افعال و اقوال سرزد و صادر ہوتے ہیں اگر چہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مگر ان فعلوں و ارادوں میں سببیت و مسببیت کا تعلق (جوڑ) بھی اسی حکیم مطلق نے اپنی حکمت کے تقاضے سے کر دیا ہے۔ نیز ارادہ والوں کے درمیان نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے اتارنے سے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کے درمیان ہر طرح سے سبب ہونے کا تعلق مضبوط کر دیا ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرمانبردار لوگوں کے دلوں میں ان کاموں کا ارادہ جن کی بجا آوری کا حکم دیا گیا ہے ہدایت کرنے والوں کی رہبری اور سکھانے والوں کی تعلیم سے پیدا ہوا ہے یا بت پرستی، وزنا کرنے و شراب پینے کا ارادہ جہاد کرنے اور حد لگانے (سزا دینے) والوں کے خوف سے مٹ گیا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سمجھ لیجیے کہ اگر چہ تمام اقوال و افعال ازلی استعدادوں (قابلیتوں) کے آثار ہیں لیکن چونکہ صرف پوشیدہ استعداد پر سزا نہیں دی جا سکتی اس لیے کہ استعداد الزام کے قابل نہیں۔ برا آدمی اپنی برائی سے انکار کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نیک کو اپنے برابر جانے اور اپنی سزا و نیک کے ثواب کو ظلم بیداد سمجھنے لگے۔ اسی واسطے عادل منصف بادشاہوں کی بھی یہی عادت ہوتی ہے کہ صرف اپنے علم کی وجہ سے خواہ وہ یقینی ہی ہو کبھی انعام و سزا نہیں دیتے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک بادشاہ اپنے رفیق (دوست) کو جانتا ہے کہ یقیناً وہ بڑا بہادر ہے کسی میدان جنگ میں قصور و کوتاہی نہ کرے گا۔ بلکہ کوشش و جوانمردی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔ مگر خود بادشاہ اس کی کوئی ایسی نمایاں بہادری ظاہر ہوئے بغیر اس کو انعام نہ دے گا جس سے اس کو دوسرے لوگوں پر فوقیت حاصل ہو جائے۔ ہاں جب وہ میدان جنگ میں جیت کو پالے گا تو بادشاہ اس کو نقد انعام و خلعت (کپڑوں) سے ضرور سرفراز کرے گا۔ اس کی مخالف مثال میں اتنا ہی کافی ہے کہ ایک شخص بھیڑیے کے بچہ کو پالتا ہے اور وہ یقیناً جانتا ہے کہ بھیڑیے کا انسان پر حملہ کر کے پھاڑ ڈالنا اس کی طبعی عادت ہے مگر اس کا اثر ظاہر ہونے سے پہلے اس شخص کا غضب (غصہ) جوش نہ مارے گا۔ نہ اس کے ہلاک کرنے و مارنے ہی کا ارادہ کرے گا۔ لیکن جونہی کسی انسان وغیرہ پر وہ حملہ کرے اس قدر غضب ہو گا کہ اس کے واسطے مار ڈالنے کے سوا اور کوئی سزا تجویز نہ کرے گا اور اس کے مارے بغیر اس کی ہرگز تسلی نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی جزا و سزا کو بھی اسی قسم کی مثالوں سے سمجھ لینا چاہیے اگر چہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ ذرہ کی ازلی استعدادیں معلوم ہیں لیکن گناہ کے بغیر اس کا غضب انتقام (بدلہ لینے) کا باعث نہیں ہوتا۔ اور ایسے ہی عبادتوں کے ظاہر ہوئے بغیر خصوصی رحمت کا دریا جوش زن نہیں ہوتا۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

تا نہ گرید کودک حلوا فروش
بحر بخشائش نمی آید بجوش

''جب تک حلوائی کا بچہ نہ روئے تب تک اس کی بخشش کا سمندر جوش میں نہیں آتا یعنی اپنے بچے کو بھی حلوا بغیر مانگے نہیں دیتا۔''

دیگر............

تا نہ گرید ابر کے خندو چمن
تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

''جب تک بادل نہ روئیں چمن میں پھول کس طرح ہنسیں۔ اور جب تک بچہ نہ روئے ماں کا دودھ کس طرح جوش مارے۔''

اردو کے شاعر نے اس سے بھی اچھا کہا ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بہر حال ہم اگر نیک کام کریں گے تو ثواب کے مستحق ہوں گے اور اگر برے کام کریں گے تو سزا پائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا اختیار دیا ہے درخت و پتھر کی طرح بے اختیار و مجبور نہیں بنایا۔ چنانچہ فرمایا: ﴿جَزَآءً بما کانوا یعملون﴾ جنت ان کے نیک عملوں کے بدلے میں دی جائے گی: ﴿فمن شآء فلیؤمن و من شآء فلیکفر﴾ جس کا جی چاہے ایمان و یقین لائے اور جو چاہے کفر (انکار) کرے۔

اس اختیار سے فائدہ یہ ہے کہ بندوں کی (آزادی ضمیر کے ساتھ) حقیقت کھل جائے ان کی آزمائش و امتحان بھی ہو جائے کہ کون مطیع و فرمانبردار اور کون عاصی و نافرمان ہے۔ پس معلوم ہوا کہ باوجود یہ کہ تمام کام اور ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے ارادے و تقدیر سے ہیں پھر بھی بندہ فاعلِ مختار ہے۔ اس کو اپنے فعل میں ارادہ و اختیار حاصل ہے جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں وہ زبردستی نہیں کرائے جاتے جیسا کہ جبریہ فرقہ والے کہتے ہیں۔ ہاں ایسا مختار کل بھی نہیں ہے کہ اپنے کاروبار میں بالکل مستقل اور آزاد ہو اور اپنے افعال کا خود ہی خالق ہو جیسا کہ فرقہ قدریہ والے کہتے ہیں۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے یعنی بندہ کاسب (کوشش سے حاصل کرنے والا) اور اللہ تعالیٰ خالق (پیدا کرنے والا) ہے۔

حقائق اشیاء:...... (اصل چیزوں) کے پیدا کرنے کو خلق کہتے ہیں۔ اور کسب کہتے ہیں اس اختیار و قدرت کے ذریعہ ان کو وجود میں لانا جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دے رکھا ہے اسی لیے قبیح (بری چیز کا پیدا کرنا قبح (برا) نہیں ہے بلکہ عمدہ و بہتر ہے اس لیے کہ بھلائی کی خوبی اس کی ضد (برائی) نہ ہوتی تو نیکی کی خوبی معلوم ہی نہیں ہوتی ہاں برائی کا کسب کرنا البتہ برا ہے پس کسب اور خلق میں فرق بین یہ ہے کہ کسب ایسا فعل ہے کہ اس کے ساتھ کاسب مستقل مختارِ کل نہیں ہوتا ہے اور خلق ایسا فعل ہے کہ اس کے ساتھ خالق کو استقلال کلی حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے ان دونوں میں اس طرح بھی فرق بیان کیا ہے جو آلے (ہتھیار) کے ساتھ واقع ہو۔ وہ کسب ہے اور جو بغیر آلے کے واقع ہو وہ خلق ہے پھر وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت اور ارادے سے پیدا کرے اس میں بندے کی قوت و ارادے کو بالکل دخل و آمیزش نہ ہو اس کو تخلیق کہتے ہیں۔ یہ صفت باری تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ بندے کی قدرت و اختیار بنانے کے قریب پیدا کرے تو وہ بندے کا وصف ہوگا۔ اور وہی اس صفت و فعل و کسب کے ساتھ منتسب (منسوب) کیا جائے گا۔ جیسے بندے کے افعالِ اختیار یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے ارادے کے موافق پیدا کرتا ہے۔ پس اگر بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ فعل خیر (بھلائی) قدرت پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی نیک کام کرنے کے اسباب و آلات میں سلامتی عطا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے بندہ اس فعل کو ظہور میں لے آتا ہے۔ اور اگر وہ برے کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کرنے میں پیدا کر دیتا ہے یعنی اس کے اسباب و آلات کو سلامتی دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو ضائع کر کے ذمّ (برائی) وعقاب (سزا) کا مستحق ہو جاتا ہے اور فعلِ خیر کی وجہ سے مدح (تعریف) و ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم (اہل سنت والجماعت) نے جبر و اختیار دونوں کو جمع کر کے یہ عقیدہ قرار دیا ہے کہ بندی کے افعال اللہ

تعالیٰ کی تخلیق اور بندے کے کسب سے صادر ہوتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ خالق اور بندے صرف کاسب ہیں درخت و پتھر کی طرح مجبور محض نہیں ہیں۔اور نہ ایسے کامل اختیار والے ہیں کہ جو چاہیں کریں بلکہ بہت دفعہ چاہتے ہیں کہ یوں کریں اور یوں کریں مگر وہ اپنی چاہت کے موافق نہیں کر سکتے۔کسی بزرگ کا قول ہے:((ـما کل ما تمنی الرجل یدرکه تجری الریاح بما لا تشتهی السفن .)) یعنی انسان کی ہر چاہت پوری نہیں ہوئی بعض دفعہ جہازوں کی رفتار کے خلاف ہوائیں چلتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اختیار کامل والا کوئی اور ہی ہے کہ وہی بندے کے افعال واعمال (بھلائی یا برائی) کا پیدا کرنے والا ہے یہاں پھر پہلا سا شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بھلائی و برائی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے اور دونوں اس کی مشیت و ارادے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں تو پھر بندے کو برے کاموں پر کیوں سزا دی جائے؟ بندے کا قصور ہی کیا ہے؟ ایسی صورت میں سزا دینا بظاہر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عدل وانصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔تو اس شبہ کا جواب یہ ہے نیکی و بدی دونوں کا پیدا کرنے والا بلاشبہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی ہے مگر اس نے بندوں کو اتنا اختیار بھی دے دیا ہے کہ چاہیں تو اچھا نیک کام کریں اور چاہیں تو برا کام کریں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ اگر اچھا کام کرو گے تو ہم راضی ہو کر انعام دیں گے برا کام کرو گے ناخوش ہو کر سزا دیں گے اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ ایک مالک وآقا اپنے نوکر سے کہے تو بازار جا کر فلاں چیز لے آؤ اور یہ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا۔یا دام دے کر خرید لا ہاں اگر قیمت دے کر لائے گا تو ہم خوش ہوں گے اور انعام بھی دیں گے اور جو زبردستی چھین لائے گا تو ہم ناخوش ہو کر سزا بھی دیں گے اس صورت میں اگر وہ اپنے آقا و مالک کے خلاف مرضی کام کرے تو یقیناً وہ سزا کا مستحق ہوگا۔اور اس صورت میں سزا کا دینا بھی خلاف عقل وانصاف نہ ہوگا اور اگر آقا کی مرضی کی موافق کرے تو یقیناً انعام کا مستحق ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے بندوں کو ایک طرح کا اختیار دے دیا ہے کہ وہ اس اختیار سے اچھے یا برے کام کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ ہم اچھے کاموں سے خوش ہوں گے اور برے کاموں سے ناخوش اب بندہ جیسا کام کرے گا ویسا ہی بدلہ پائے گا۔ اور یہی عدل وانصاف ہے۔بجشہ (کپکپی) والے ہاتھ اور تندرست ہاتھ میں فرق ظاہر ہے کہ رعشہ ہاتھ میں ہوگا تو روکنے والے سے کسی طرح نہ رکے گا اور تندرست ہاتھ کو روکنے وہلانے میں اختیار ہے اگرچہ اس کی بے اختیاری اور اس کا اختیار دونوں اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی طرف سے ہیں مگر دونوں حالتوں میں کھلا ہوا فرق ہے۔

اعتذاد: ......خاکسار مترجم (عبدالسلام بستوی غفرلہٗ) ارباب علم اور قارئین کرام کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ عرض گذار ہے کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قضاء وقدر کا مسئلہ بہت ہی نازک ہے اسی واسطے بہت سے لوگ اس مسئلہ میں پھسل گئے ہیں لہٰذا اس میں اس سے زیادہ غور وخوض کرنا مناسب نہیں ہے اس کے متعلق ہر قسم کے شک وشبہ و وسوسہ سے بچنا چاہیے۔آخر تو تقدیر اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس سے پورے طریقہ پر نہ کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے اور نہ کوئی نبی مرسل آگاہ ہوا،اس کو تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھا گیا ہے اور اس کے معلوم کرنے کی زیادہ کوشش کرنے سے منع فرما دیا۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص علم ہے اور وہ مالک مختارِ کل ہے جو چاہے کرے۔اسی واسطے فرمایا:﴿ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں۔'' البتہ تمام مخلوق سے پوچھ ہوگی۔تو جس نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں کیا تو اس نے کتاب اللہ کے حکم کو رد کر دیا اور جو کتاب اللہ کے حکم کو رد کر دے اس کے ایمان کی خیر نہیں۔

اس لیے نبی ﷺ نے قدریوں (تقدیر کے منکروں) کی بڑی مذمت کی ہے۔قدریہ مجوسی ہیں۔ان کے جنازے میں شریک

مت ہو۔ان کی بیمار پرسی کے لیے مت جاؤ، ان سے بات چیت مت کرو۔ لہٰذا بندے پر لازم ہے کہ راضی بقضاء وقدر رہے اور اس بات کا یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے ہر ہونے والی چیز ہماری پیدائش سے بھی پہلے معلوم تھی۔ اور معلوم ہے اس نے اپنی مشیت سے ان کا ایک مضبوط واٹل اندازہ فرمایا جس کو تمام مخلوق میں سے کوئی توڑ نہیں سکتا ہے نہ پیچھے ڈال سکتا ہے اور نہ تغیر وتبدل اور کم وبیش کر سکتا ہے' چنانچہ فرمایا: ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ ''اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے ہر ایک چیز کے لیے ایک (مناسب) اندازہ ٹھہرایا'' لوح محفوظ میں سب ہونے والے واقعات لکھے ہوئے ہیں اگر تمام مخلوق مل کر بھی ان کو مٹانا چاہے تو ممکن نہیں اور جو اس میں لکھے ہوئے نہیں ہیں ان کو اس میں بڑھا نہیں سکتے قلم قدرت قیامت تک کے لیے تمام امور تقدیر لکھ کر خشک ہو گیا ہے اب اس میں ہرگز کمی بیشی نہیں ہو سکتی' کیونکہ خدا کا علم کامل ہے اور وہ عالم الغیب ہے اس لیے بندے کو جو بھلائی و برائی پہنچنے والی ہے وہ ضرور باضرور پہنچ کر رہے گی' غیر ممکن ہے کہ نہ پہنچے اور جو بھلائی و برائی پہنچنے والی نہیں ہے وہ یقیناً نہیں پہنچے گی۔ پس ہم تقدیر و لوح وقلم پر ایمان (یقین) لاتے ہیں' اس میں غور وخوض اور بحث سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے میثاق (پختہ عہد) لیا ہے۔ وہ حق ہے جو جنت یا دوزخ میں جانے والے ہیں۔ ان سب کی تعداد (گنتی) اللہ تعالےٰ کو معلوم تھی اور ہے اس میں کمی بیشی قطعاً نہیں ہو سکتی۔ ہر شخص وہی کام کرتا ہے جس کے لائق اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

اگر اللہ تعالےٰ کے علم ازلی میں جنتی ہونا لکھا گیا تو وہ جنت کے کام کرتا اور دوزخی ہونا لکھا ہے تو دوزخ کے کام کرتا ہے ہاں یوں تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا مالک ہے اپنے فضل سے جس کو چاہے ہدایت (کامیابی) دے اور جس کو چاہے اپنے عدل وانصاف کے ذریعے گمراہ (ناکام) کرے' ہدایت حاصل کرنے کے لیے اطاعت کا حکم اور نافرمانی سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب.

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

مخلوقات کی تقدیر

۷۹۔ (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ)) قَالَ: ((وَ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۹۔ (۱) حضرت عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی تمام مخلوق کی تقدیروں کو لکھ دیا تھا اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۸۰۔ (۲) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعِجْزُ وَالْكَيْسُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۰۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے یہاں تک نادانی اور دانائی (بھی)۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مباحثہ

۸۱۔ (۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

۸۱۔ (۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

۷۹۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم موسیٰ علیہما السلام (۱۶/ ۲۶۵۳)
۸۰۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب کل شیء بقدر (۱۸/ ۲۶۵۵)
۸۱۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم وموسیٰ علیہما السلام (۱۵/ ۲۶۵۲)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا، فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى ؛ قَالَ مُوْسٰى: اَنْتَ آدَمُ الَّذِىْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ، وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَآئِكَتَهٗ، وَاَسْكَنَكَ فِىْ جَنَّتِهٖ، ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ؟ قَالَ آدَمُ: اَنْتَ مُوْسَى الَّذِى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ، وَاَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَىْءٍ، وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ؟ قَالَ مُوْسٰى: بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا۔ قَالَ آدَمُ: فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا ﴿وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ ؟ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ: اَفَتَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَىَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِىْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً؟)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں (عالم ارواح میں) اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑے تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے (جھگڑنے کی نوعیت یوں شروع ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ وہی آدم ہیں آپ کو خدا نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح آپ کے اندر پھونکی اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا' پھر آپ نے اپنے گناہ کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا اگر آپ گناہ نہ کرتے تو لوگ زمین پر آباد نہ ہوتے۔اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ ہی وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے آپ کو منتخب فرما لیا اور اپنے کلام سے مشرف فرمایا۔اور آپ کو وہ تختیاں دیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا پھر آپ کو اپنی سرگوشی کی عزت بخشی تھی، پس آپ نے توراۃ کو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے لکھا ہوا پایا تھا۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس سال' آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے تورات میں یہ پایا تھا کہ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راستہ سے بہک گیا) موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (یہ لکھا ہوا موجود ہے) حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہیں جس کے کرنے پر میں مجبور تھا اور اللہ نے میرے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے ہی اس کو میری تقدیر میں لکھ دیا (کہ آدم ایسا ضرور کرے گا اس پر ملامت کرنا درست نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام (اس طرح سے) موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تقدیر کا غالب آنا

٨٢۔ (٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ((اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُّطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ، وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ، وَشَقِىٌّ اَوْسَعِيْدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ، فَوَالَّذِىْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ، وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ،

٨٢۔ (٤) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سچے ہیں اور سچے کیے گئے ہیں ہم لوگوں کو یہ حدیث بیان فرمائی کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کی (ابتداء میں یہ صورت ہوتی ہے) کہ چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں نطفہ جمع کیا جاتا ہے یعنی معمولی تغیر کے ساتھ نطفہ رہتا ہے' پھر یہ نطفہ چالیس روز کے اندر منجمد خون کی شکل اختیار کرتا ہے پھر چالیس روز میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے عمل و کام کو، اور اس کی موت کو، اور اس کی روزی کو، اور اس کے نیک بخت اور بد بخت ہونے کو

٨٢۔ صحيح البخارى كتاب القدر باب (٦٥٩٤)، مسلم كتاب القدر باب كيفية الخلق الادمى۔ (١/ ٢٦٤٣)

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا۔ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ساری زندگی اہل جنت کا کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے (مگر اس پر) تقدیر کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور دوزخیوں کا کام کر کے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور (اسی طرح سے) تم میں سے ایک شخص ساری زندگی دوزخیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر نوشتہ تقدیر غالب آ جاتا ہے اور آخر عمر میں جنتیوں کا کام کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے (جنتی دوزخی ہونا خاتمہ کے عمل پر موقوف ہے اگر خاتمہ بالخیر تو جنتی اور اگر خاتمہ بالشر ہوا تو جہنمی اور ایک ہاتھ کا فاصلہ مثال کے طور پر کہا گیا ہے مراد نزدیک ہونا ہے۔)

۸۳۔ (۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۳۔ (۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بندہ جہنمیوں کا کام کرتا ہے اور دراصل وہ جنتی لوگوں میں سے ہوتا ہے اور (بعض لوگ) جنتیوں کے سے کام کرتے ہیں اور وہ درحقیقت دوزخی لوگوں میں سے ہوتے ہیں، پس اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ مسلم بخاری نے روایت کیا ہے۔ (یعنی مرنے کے وقت اگر جنتیوں کے کام پر مرا ہے تو جنتی لوگوں میں سے ہے اور اگر مرنے کے وقت دوزخیوں کے کام پر مرا ہے تو دوزخی لوگوں میں سے ہے۔) واللہ اعلم.

۸۴۔ (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دُعِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! طُوبَى لِهٰذَا، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ: ((أَوَغَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۸۴۔ (٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچے کی نمازِ جنازہ کے لیے بلایا گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بچے کے لیے خوشخبری اور خوشحالی ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، نہ اس نے برا کام کیا ہے اور نہ برائی نے اسے پایا۔ یعنی برائی کی حد کو نہیں پہنچا ہے (یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم ایسا سمجھتی ہو حالانکہ حقیقت اس کے غیر ہے یعنی کسی کو جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے لوگوں کو پیدا کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپوں کے پیٹھوں میں تھے اور اسی طرح جہنم کے لیے لوگوں کو پیدا کیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپوں کے پیٹھوں میں تھے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۳۔ صحیح البخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم۔ (٦٦٠٧)، مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه (١٧٩/ ١١٢)

۸٤۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة (٢١/ ٢٦٦٢)

تشریح:...... اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنتی یا دوزخی ہونا نیک یا برے عمل پر موقوف نہیں ہے بلکہ تقدیر الٰہی پر موقوف ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں جنتی ہونا لکھا ہے تو اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اچھا کام کرے یا برا کام کرے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں دوزخی ہونا لکھا ہے تو اسے ضرور دوزخ میں داخل کرے گا' خواہ وہ نیک کام کرے یا برے کام کرے پس اس بچے کو اگر دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے تو دوزخ میں داخل کرے گا اور اگر جنت کے لیے پیدا کیا ہے تو جنت میں داخل کرے گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو اس کے قطعی جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث کا مطلب تو یہی ہے لیکن دوسری حدیثوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب بچوں کی پیدائش چونکہ فطرت اسلامی پر ہوتی ہے بچپن میں مر جانے سے ان کے جنتی ہونے کی قوی امید کی جا سکتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جزم اور قطعی فیصلہ کرنا آپ کو پسند نہیں آیا، علم غیب خدا ہی کو حاصل ہے۔ (اشعه اللمعات)

عمل کی اہمیت

٨٥۔ (٧) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَـا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِـنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ ؛ اَمَّا مِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ، وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ' ثُـمَّ قَـرَاَ: ﴿ فَـاَمَّـا مَـنْ اَعْـطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ الْآيَة)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٥۔ (٧) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں لکھا جا چکا ہے یعنی جہنمی یا جنتی ہونا خدا کے علم میں مقرر ہو چکا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر تو ہم اپنی لکھی ہوئی تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل کو چھوڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عمل کو نہ چھوڑو بلکہ) کام کیے جاؤ جس چیز کے لیے جس کو پیدا کیا گیا ہے وہی چیز اس کے لیے آسان کر دی گئی ہے اگر وہ نیک بخت ہے تو نیک بختی کے کام اس کے لیے آسان کر دیے جائیں گے۔ اور اگر وہ بد بخت ہے تو بدبختی کے کام اس کے لیے آسان کر دیئے جائیں گے اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ فـامـا مـن اعطى الاية "اور جس نے دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور کلمہ حسنٰی کو مان لیا۔" اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... قرآن مجید میں پوری آیت یہ ہے: ﴿فَـاَمَّـا مَـنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ٥ وَصَدَّقَ بِـالْحُسْنٰى ٥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ٥ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ٥ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ٥ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ٥﴾ "اور جس نے دیا اور خدا سے ڈرا اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم بھی سہج سہج آسانی میں پہنچا دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم اسے سہج سہج سختی میں پہنچا دیں گے۔ اور اس کا مال اسے اوندھا گرنے کے وقت کچھ کام نہیں آئے گا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ قضا و قدر پر ایمان لانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل چھوڑ دو بلکہ تم اپنا کام کیے جاؤ بندہ مامور اور حکم کے تابع ہے نیک اور بدکام کرنا بھی تقدیری امر ہے اگر تم نیک کام کرو گے تو تمہاری تقدیر میں نیک کام کرنا لکھا ہوا تھا' برا کرو گے تو یہ کام بھی تقدیر کے ہی مطابق کرو گے۔

قسمت میں لکھا پورا ہو کر رہتا ہے

٨٦۔ (٨) وَعَـنْ اَبِـىْ هُـرَيْـرَةَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَـالَ

٨٦۔ (٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٨٥۔ صحيح البخاری کتاب الجنائز باب موعظة المحدث عند القبر (١٣٦٢، مسلم کتاب القدر باب کیفیة الخلق الادمی۔ (٦/ ٢٦٤٧)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: ((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا، يُدْرِكُ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانُ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوِيْ وَيَتَمَنّٰى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ))

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کی قسمت میں زنا کا جو حصہ لکھ رکھا ہے تو وہ اس کو ضرور پہنچے گا آنکھ کا زنا حرام چیزوں کی طرف دیکھنا ہے اور زبان کا بولنا یعنی نامحرم عورتوں سے شہوت انگیز کلام کرنا اور نفس اس کی آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس آرزو و خواہش کو سچا کرتی یا جھوٹا بتاتی ہے۔ یہ روایت بخاری و مسلم نے کی ہے اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: انسان پر اس کے زنا و بدکاری کا حصہ ضرور لکھا جا چکا ہے جسے وہ ضرور پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا نامحرم عورت کا بری نگاہ سے دیکھنا ہے، اور دونوں کانوں کا زنا نامحرم شہوت انگیز باتوں کا سننا ہے، اور زبان کا زنا شہوت انگیز باتیں کرنا، اور ہاتھ کا زنا اس کا پکڑ دھکڑ کرنا یعنی نامحرم کو بری نیت سے چھونا، اور پاؤں کا زنا بدکاری اور گناہ کے کاموں کی طرف جانا اور چلنا ہے، اور دل اس کی خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔

٨٧- (٩) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ؟ أَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ، أَوْفِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ بِهٖ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهٖ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: ((لَا، بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ، وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا﴾)) - رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

٨٧- (٩) (٨١) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مزینہ قبیلہ کے دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ یہ فرمائیے جو کچھ آج کل لوگ کام کرتے ہیں اور اس کے حاصل کرنے میں محنت و مشقت کرتے ہیں، کیا وہ ایسی چیز ہے جو ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور ان کی تقدیر میں گذر چکی ہے یعنی جو کچھ لوگ کرتے ہیں یہ سب پہلے تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یا آئندہ وہ چیز ہونے والی ہے جن کو ان کا نبی لایا ہے اور ان پر حجت و دلیل ثابت ہو چکی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اس کا فیصلہ ہو چکا اور یہ چیز ان پر گذر چکی ہے اس کی تصدیق اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے **و نفس و ما سوھا الایۃ** یعنی قسم ہے جان کی اور اس کے بنانے والے کی پھر اس کے دل میں بھلائی و برائی ڈال دی ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے روز ازل میں اسی طرح سے لکھا جا چکا ہے یہ کوئی نیا کام نہیں ہے۔

٨٦- صحيح البخاری كتاب الاستئذان باب زنا الجهوارح دون الفرج- (٦٣٤٢)، مسلم كتاب النحل باب قدر على ابن ادم حظهٔ من الزنى- (٢٠/ ٢٦٥٧)، مسلم كتاب القدر باب قدر على ابن ادم ثحظه من الزنى- (٢١/ ٢٦٥٧)

٨٧- صحيح مسلم كتاب القدر باب كيفيب الخلق الآدمی فی بطن امه (١٠/ ٢٦٥٠)

۸۸۔(۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ، وَاَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِی الْعَنَتَ، وَلَا اَجِدُمَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، كَاَنَّهٗ يَسْتَاْذِنُهٗ فِی الْاِخْتِصَاءِ، قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّیْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِ عَلٰی ذٰلِكَ اَوْذَرْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۸۸۔(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں جوان آدمی ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرنے کے لیے نان نفقہ نہیں پاتا گویا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کر کے خصی ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا' پھر میں نے یہی عرض کیا آپ خاموش رہے' پھر میں نے عرض کیا' آپ خاموش رہے پھر میں نے یہی سہ بارعرض کیا تو آپ نے فرمایا جو کچھ تم کو پیش آنے والا ہے قلم تقدیر لکھ کر خشک ہو گیا ہے اس پر تم خصی ہو جاؤ اور نامرد بن جاؤ یا اس کو چھوڑ دو یعنی خصی مت ہونا اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی برائی بھلائی سب مقدر ہو چکی ہے خصی ہونے یا نہ ہونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

انسانوں کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان

۸۹۔ (۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ، يُصَرِّفُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۔ (۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام انسانوں کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ایک دل کی طرح جس طرح چاہتا ہے الٹ پھیر کرتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے دلوں کے پھیرنے والے خدا! تو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔ یعنی تو اپنی اطاعت کی ہمیں توفیق دے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

بچے تو فطرت پر پیدا ہوتے ہیں

۹۰۔ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْيُنَصِّرَانِهٖ اَوْيُمَجِّسَانِهٖ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ۔ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُوْلُ: ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۔ (۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت یعنی دین اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے (پیدائش کے وقت وہ کافر' مشرک' یہودی' عیسائی' مجوسی نہیں ہوتا) مگر بعد میں اس کے ماں باپ یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں' یعنی اپنے رنگ میں اس بچے کو بھی رنگ دیتے ہیں جس طرح جانور جانور کو صحیح سالم بغیر کسی عیب کے جنتا ہے کیا تم اس میں کوئی نقص پاتے ہو یعنی کوئی نک کٹا' کن کٹا وغیرہ نہیں ہے بعد میں لوگ اس کے ناک کان وغیرہ کاٹ

۸۸۔ صحیح البخاری کتاب النکاح باب مایکره من التبتل والخصاء (۵۰۷۶)

۸۹۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب تصریف اللّٰہ تعالیٰ القلوب کیف شاء (۱۷/ ۲۶۵۴)

۹۰۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا مات الصبی فمات هل یصلی علیه۔ (۱۲۵۸)، مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة (۲۲/ ۲۶۵۸)

کر عیب دار بنا دیتے ہیں پھر آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ''کہ خدا کی فطرت یہی ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے' اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اور یہی سیدھا دین ہے۔'' اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

کچھ صفاتِ الٰہی کا بیان

۹۱۔ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنَامُ، وَلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّنَامَ، یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُهٗ، یُرْفَعُ اِلَیْهِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ، حِجَابُهُ النُّوْرُ، لَوْكَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۔ (۱۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں وعظ فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اس وقت میں اس وعظ میں یہ پانچ باتیں خصوصیت سے فرمائیں (۱) کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے (۲) اور نہ اس کے لیے سونا مناسب ہے (۳) اور وہ روزی کی ترازو کو کبھی نیچا کرتا ہے اور کبھی اونچا کرتا ہے (۴) اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے چڑھتا ہے اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے اس کے پاس پہنچتا ہے (۵) اور اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اس پردہ کو ہٹا دے تو اس ذات پاک کا نور جہاں تک اس کی مخلوقات کی نگاہ پہنچے سب کو جلا دے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۲۔ (۱٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((یَدُ اللّٰهِ مَلْاٰی لَا تَغِیْضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّآءُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ، اَرَاَیْتُمْ مَآ اَنْفَقَ مُذْخَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ؟ فَاِنَّهٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَدِهٖ، وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ، وَبِیَدِهِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: ((یَمِیْنُ اللّٰهِ مَلْاٰی۔ قَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ مَلْاٰنُ۔ سَحَّآءُ لَا یَغِیْضُهَا شَیْءٌ اَللَّیْلُ وَالنَّهَارُ))

۹۲۔ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے' یعنی اس کا خزانہ بھرا ہوا ہے خرچ کرنے سے کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی ہے۔ رات دن برابر خرچ کرتا اور دیتا رہتا ہے' تم نے دیکھا ہے اس نے جس وقت سے زمین آسمان کو پیدا کیا ہے' کس قدر خرچ کیا ہے مگر اس کے ہاتھ (خزانہ) میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے' اور اس کا عرش (تخت) پانی پر تھا اور اسی کے ہاتھ میں روزی کی ترازو ہے وہی نیچا اور اونچا کرتا رہتا ہے۔ بخاری مسلم میں اسی طرح ہے اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ اور ابن نمیر راوی نے جو امام مسلم کے استاد ہیں یہ لفظ نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے وہ ہمیشہ خرچ کرنے والا ہے اور دینے والا ہے۔ رات دن میں خرچ کرنے سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔

۹۳۔ (۱۵) وَعَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَرَارِیِّ الْمُشْرِكِیْنَ، قَالَ: ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَاكَانُوْا عَامِلِیْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۳۔ (۱۵) اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوب جانتا

۹۱۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قوله علیہ السلام ان الله لا ینام (۲۹۳/ ۱۷۹)

۹۲۔صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ هود باب وکان عرشه علی الماء (٤٦٨٤)، مسلم کتاب الزکاۃ باب (۳۷/ ۹۹۳)

۹۳۔صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما قیل فی أولاد المشرکین (۱۳۸٤)، مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ (۲٦/ ۲٦٥۹)

ہے جو کچھ وہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی اس وقت آپ کے بارے میں کوئی خاص وحی نہیں نازل ہوئی تھی اس لیے اللہ کے علم کا حوالہ فرمادیا لیکن بعد میں فرمایا کہ سب بچے دین فطرت پر پیدا ہوتے ہیں‘ اس بچپن میں مرجانے سے جنتی ہونے کا احتمال غالب تر ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

قلم کی تخلیق

٩٤۔ (١٦) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ‘ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ فَقَالَ: مَآ اَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبِ الْقَدَرَ۔ فَكَتَبَ مَاكَانَ هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ‘ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا

٩٤۔ (١٦) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا پھر اس قلم سے کہا لکھ۔قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تقدیر کو لکھ، چنانچہ قلم نے لکھا جو کچھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ہو چکا تھا اور آئندہ جو کچھ ہونے والا تھا)۔اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

انسان کو وہی توفیق ہے جس کے لیے پیدا کیا گیا

٩٥۔ (١٧) وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ‘ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ الْاٰيَة‘ قَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسْاَلُ عَنْهَا فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ‘ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ‘ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً‘ فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ‘ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ‘ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ [بِيَدِهٖ] فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً‘ فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلنَّارِ‘ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ)) فَقَالَ رَجُلٌ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَارسول اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ الْجَنَّةَ‘ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ

٩٥۔ (١٧) حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ...... الخ کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی بابت سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا پھر ان کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر فرمایا کہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں کے کام کریں گے پھر دوبارہ آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر فرمایا کہ ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے یہ دوزخیوں کے کام کریں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے تو جنتیوں کے کام اس سے کراتا ہے

٩٤۔ **حسن**: سنن الترمذی کتاب القدر باب ما جاء فی الرضا بالقضاء۔(٢١٥٥)

٩٥۔ **منقطع**: الامام مالك فی الموطا کتاب القدر باب النهی عن القول بالقدر (٢)، ابوداوٗد کتاب السنة باب فی القدر (٤٧٠٣)، الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الاعراف (٢٠٧٥)

اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهٗ بِهِ الْجَنَّةَ، وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ، اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهٗ بِهِ النَّارَ)) رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ

یہاں تک کہ وہ مرتے دم تک جنتیوں کے کام کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب کسی بندے کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے تو دوزخیوں کا کام اس سے کرواتا ہے اور مرتے دم تک دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور انہیں عملوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو مالک، ترمذی، اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

٩٦- (١٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ، فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ)) قُلْنَا: لَا، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ، فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَقَبَآئِلِهِمْ، ثُمَّ اَجْمَلَ عَلٰى آخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا)) ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ: ((هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ النَّارِ، وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَقَبَآئِلِهِمْ ثُمَّ اَجْمَلَ عَلٰى آخِرِهِمْ؛ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا)) فَقَالَ اَصْحَابُهٗ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا؛ فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ: ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ))

٩٦- (١٨) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ دونوں کتابیں کیا ہیں جو میرے ان دونوں ہاتھوں میں ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں نہیں معلوم ہے۔ مگر یہ کہ آپ ہمیں خبر دے دیں۔ آپ ﷺ نے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اللہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے اس میں جنتیوں کے نام اور جنتیوں کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں پھر ان کے آخر میں جمع بندی کر دی گئی ہے یعنی کل میزان کر دیا گیا ہے نہ اس میں زیادہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس میں سے کبھی کمی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ پروردگار عالم کی طرف سے کتاب ہے اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے باپوں کے اور دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں پھر آخر میں جمع بندی کر دی گئی ہے، نہ اس میں بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ گھٹایا جا سکتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے تو عمل کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدھا راستہ اور میانہ روی اختیار کرو، اور راہ حق کو مضبوط تھام لو اور اللہ تعالیٰ کی قربت تلاش کرو اس لیے کہ جنتیوں کے آخری کام جنتیوں کے سے ہوں گے، اگرچہ تمام عمر کیسے ہی کام کرتا رہا ہو اور دوزخیوں کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوگا اگرچہ ساری زندگی کیسا ہی کام کرتا رہا ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اشارہ کیا اور دونوں کتابوں کو رکھ کر فرمایا، تمہارا پروردگار سب بندوں کے کاموں سے فارغ ہو گیا ہے یعنی وہ فیصلہ کر چکا ہے کہ ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی اور ایک جماعت دوزخ میں جائے گی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

٩٦- صحیح: سنن الترمذی کتاب القدر باب ماجاء ان الله کتب کتابا لاهل الجنة۔ (٢١٤١)، مسند احمد (٢١٤١)،

۹۷۔ (۱۹) وَعَنْ اَبِیْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْهَا، وَدَوَآءً نَتَدَاوٰی بِهٖ، وَتُقَاةً نَتَّقِیْهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا؟ قَالَ: ((هِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔ (مسند احمد ۲/ ۴۲۱)

۹۷۔ (۱۹) حضرت ابو خزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو فرمایئے جو ہم منتر جنتر کرتے، کرواتے ہیں اور جو علاج معالجہ کرتے ہیں اور جو ہم بچاؤ کی چیزیں رکھتے ہیں (جیسے سامان جنگ، بندوق، تیر و کمان، ڈھال وغیرہ) تو یہ سب چیزیں اللہ کی تقدیر کو پھیر سکتی ہیں، اور خدائی حکم لوٹا سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔ اس حدیث کو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... مطلب یہ ہے کہ ہر چیز تقدیر الٰہی ہی کے مطابق ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے تو اس لیے دواء کو بھی پیدا کیا ہے یہ بیماری فلاں دوا سے اچھی ہو گی اور یہ تکلیف، دعا اور منتر سے دور ہو گی اور فلاں جنگ میں فلاں فلاں سامانِ حرب سے نجات ملے گی۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ تقدیر میں بحث ومباحث کی ممانعت

۹۸۔ (۲۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ، فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ، حَتّٰی کَاَنَّمَا فُقِیْءَ فِیْ وَجْنَتَیْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ، فَقَالَ: ((اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ؟ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ؟ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ، عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ، عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَتَنَازَعُوْا فِیْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۸۔ (۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے یہ بیان کیا کہ ہم لوگ تقدیری معاملات میں بحث مباحثہ کر رہے تھے اور اس کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے (تو ہماری اس گفتگو اور تقدیر کے متعلق بحث و مباحثہ کو سن کر) اس قدر ناراض ہوئے کہ غصہ کی وجہ سے آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا گویا آپ کے دونوں رخساروں میں سرخ انار کے دانوں کا پانی نچوڑ دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا میں تمہارے پاس اسی کام کے لیے بھیجا گیا ہوں؟ جو تم سے پہلے گذری ہیں جب انہوں نے تقدیروں میں لڑنا جھگڑنا شروع کیا تو اسی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو گئیں میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ آئندہ تم اس تقدیری معاملہ میں ہرگز بحث و مباحثہ نہ کرنا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۹۹۔ (۲۱) وَرَوٰی ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ۔

۹۹۔ (۲۱) اور ابن ماجہ نے اس کی مثل عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے شعیب کے دادا سے بیان کیا ہے۔

۹۷۔ حسن: الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرقی والادویة (۲۰۶۵) ابن ماجه کتاب الطب باب ما انزل الله داء الا انزل له شفاء (۲۴۳۷)

۹۸۔ حسن: سنن الترمذی کتاب القدر باب ما جاء فی التشدید فی الخوض فی القدر (۲۱۳۳)

۹۹۔ حسن: سنن ابن ماجه المقدمة باب فی القدر۔ (۸۵)

تخلیق آدم

۱۰۰۔ (۲۲) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رسول اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ، فَجَآءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ، مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَ بْيَضُ وَالْاَ سْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ، وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۰۔ (۲۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جس کو تمام روئے زمین سے لیا تھا یعنی ہر طرح کی مٹھی سرخ، سیاہ، سفید وغیرہ لی گئی تھی، تو آدم کے بیٹے اسی زمین کے مطابق پیدا ہوئے یعنی جس قسم کی مٹی اس کے خمیر میں غالب آئی اس قسم کا اثر ان میں ظاہر ہوا کوئی سرخ رنگ کا، کوئی گورا رنگ کا، کوئی سیاہ و سانولہ رنگ کا، کوئی نرم مزاج کا، کوئی سخت مزاج کا، اور کوئی ناپاک مزاج اور کوئی پاک مزاج کا پیدا ہوا۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۱۰۱۔ (۲۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ، وَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ، فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى، وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ، فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۱۔ (۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق (یعنی انسان و جن) کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا لہٰذا جسے خدا کی روشنی حاصل ہوئی اسے ہدایت نصیب ہوئی اور اس نے خدا کی راہ پائی۔ اور جسے وہ نور نہیں ملا اور نہ وہ روشنی پہنچی، اسے صحیح راستہ نہیں ملا اور وہ گمراہ ہو گیا اسی وجہ سے میں کہتا ہوں (کہ سب کچھ لکھنے کے بعد قلم قدرت اللہ کے علم پر خشک ہو گیا۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (اس نور سے ایمان مراد ہے اور ظلمت سے خواہشات نفسانی مراد ہے)

قلب انسانی کی کیفیت؟

۱۰۲۔ (۲٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) فَقُلْتُ: يَارسول اللّٰهِ! اٰمَنَّابِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ، هَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ،

۱۰۲۔ (۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس دعاء کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے: یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك "یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے خدا! تو میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ"۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئے ہیں، تو کیا آپ

۱۰۰۔ صحیح: مسند احمد (٤/ ٤٠٠)، ابوداوٗد کتاب السنة باب فی القدر (٤٦٩٣)، الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب من سورة البقرة۔ (٢٩٥٥)

۱۰۱۔ صحیح: مسند احمد (٢/ ١٧٦)، الترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی افتراق هذه الامة (٢٦٤٢)

۱۰۲۔ صحیح: الترمذی کتاب القدر باب ماجاء ان القلوب بین اصبعی الرحمن (٢١٤٠)، ابن ماجه فی المقدمة باب فیما اذکرت الجهمية (١٩٩)

يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ

ہمارے معاملہ میں ڈرتے ہیں (کہ ہم دین پر قائم نہیں رہیں گے' کیونکہ یہ دعا ہم لوگوں کی تعلیم کے لیے پڑھا کرتے ہیں آپ چونکہ معصوم ہیں اس لیے اس کی آپ کو ضرورت نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (ضرور اندیشہ ہے کیونکہ) بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان (یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف میں و قدرت میں ہے) جس طرح چاہتا ہے الٹ پھیر کرتا رہتا ہے (چاہے ایمان کی طرف پھیر دے یا کفر کی طرف پھیر دے تو ایمان پر ثابت رکھنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے)۔ اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

١٠٣ ـ (٢٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيْشَةٍ بِاَرْضِ فَلَاةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ

۱۰۳۔ (۲۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جو کھلے میدان میں پڑا ہوا ہے جس کو ہوا پیٹھ سے پیٹ کی طرف الٹ پھیر کرتی رہتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... دل کو عربی میں قلب کہتے ہیں اور قلب کے معنی الٹ پھیر کے ہیں چونکہ دل کے خیالات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں یکساں حالت نہیں رہتی ہے کبھی اچھا خیال پیدا ہوتا ہے اور کبھی برا خیال آتا ہے۔ دین اسلام پر قائم رہنے کے لیے اوپر والی دعا: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ پڑھتے رہنا چاہئے۔

ایمان کی کچھ علامات

١٠٤ ـ (٢٦) وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ: يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

۱۰۴۔ (۲۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ ایماندار نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ ان چار باتوں پر ایمان لے آئے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مجھ کو اللہ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۳) موت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو (۴) اور تقدیر پر ایمان لانا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے یعنی ان چاروں پر ایمان لانے سے ایمان کامل کا درجہ حاصل کرے گا۔

١٠٥ ـ (٢٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ: الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۵۔ (۲۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں دو قسم کے ایسے لوگ ہیں جن کا اسلام میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے (۱) مرجیہ (۲) اور قدریہ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح:...... مرجیہ اسلامی دعویداروں میں ایک فرقہ کا نام ہے جس کا عقیدہ یہ ہے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں

---

١٠٣ ـ مسند احمد (٤/٤٠٨)

١٠٤ ـ صحيح: الترمذى كتاب القدر باب ماجاء فى الايمان بالقدر خيره شيره (٢١٤٥)، ابن ماجه المقدمة باب فى القدر (٨١)

١٠٥ ـ ضعيف: الترمذى كتاب القدر باب ماجاء فى القدرية (٢١٤٩)

ہے جیسے کفر کے ساتھ کوئی نیکی کار آمد نہیں ہے۔ اور عمل صالح کو ایمان میں داخل نہیں مانتے اور نہ ایمان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے اور ان کے نزدیک ایمان صرف قول کا نام ہے عمل داخل نہیں ہے، اور بعض لوگوں نے کہا کہ مرجیہ سے جبریہ فرقہ مراد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے اور جماد محض کی طرح ہے اور بندے کو بالکل اختیار نہیں ہے۔ اور قدریہ منکرین تقدیر کو کہتے ہیں اور بندے کو اپنے افعال میں مختار سمجھتے ہیں، اور وہ اپنے افعال کے یہی خالق ہیں۔ یہ دونوں گمراہ فرقے ہیں۔ اس حدیث کو بعض لوگوں نے موضوع کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

منکرین تقدیر کا عبرت ناک انجام

١٠٦ - (٢٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ، وَّذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْقَدْرِ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

١٠٦۔ (٢٨) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں زمین میں دھنس جانا اور صورت بدل جانا ہوگا اور یہ تقدیر کے جھٹلانے والوں میں ہوگا اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا ہے، یعنی تقدیر کے جھٹلانے والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور ان کی صورت بگاڑ دی جائے گی، یعنی اگر مسخ وخسف ہوا تو منکرین تقدیر میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

١٠٧ - (٢٩) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؛ ((اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، اِنْ مَّرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ، وَاِنْ مَّاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ.

١٠٧۔ (٢٩) اور انہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ قدریہ یعنی منکرین تقدیر اس امت کے مجوسی ہیں اگر یہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ شریک ہو۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ یعنی یہ تو کافر ہیں یا فاسق ہیں ان سے ترک موالات کرنا ضروری ہے۔ مجوس آگ پوجنے والے کو کہتے ہیں یہ کافر ہیں۔

١٠٨ - (٣٠) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُجَالِسُوْٓا اَهْلَ الْقَدْرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

١٠٨۔ (٣٠) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قدریوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ کسی معاملہ میں ان کے پاس فیصلہ لے جاؤ یا ان سے سلام کلام مت کرو۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

چھ قسم کے معلون

١٠٩ - (٣١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُّجَابُ: اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيَعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ،

١٠٩۔ (٣١) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ انسان ایسے ہیں جن میں لعنت بھیجتا ہوں اور ان پر اللہ بھی لعنت بھیجتا ہے جب کہ ہر پیغمبر مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ (١) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا۔ (٢) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (٣) بالجبر مسلط ہونے والا تاکہ جس شخص کو اللہ نے ذلیل کیا ہے

١٠٦۔ حسن: ابو داوٗد کتاب السنة باب لزوم السنة ۔ (٤٦١٣)، الترمذی کتاب القدر باب (٢١٥٢)

١٠٧۔ حسن: مسند احمد (٢/ ٨٦، ١٢٥)، ابوداوٗد کتاب السنة باب فی القدر (٤٦٩١)

١٠٨۔ ضعیف: سنن ابی داوٗد کتاب السنة باب فی القدر (٤٧١٠)

١٠٩۔ ضعیف: الترمذی، کتاب القدر، ٢١٥٤ .

وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِیْ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((الْمَدْخَلِ وَرَزِیْنٌ فِیْ كِتَابِهٖ))

اس کو عزت عطا کرنے اور جس شخص کو اللہ نے عزت عطا کی ہے اس کو ذلت سے ہم کنار کرے۔ (۴) اللہ کے حرم پاک کو حلال جاننے والا (۵) میرے قرابت داروں سے ان چیزوں کو حلال گردانے جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے (۶) اور میری سنت سے منہ پھیرنے والا۔ (بیہقی نے مدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے)

فائدہ:...... اس حدیث کی روایت کرنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ۱۰ھ نبوت میں ان کی چھ یا سات سال کی عمر میں نکاح ہوا' نکاح کے بعد نبی ﷺ کا مکہ میں تین سال قیام رہا ۱۳ھ نبوت میں جب آپ نے ہجرت کی تو آپ نے مدینہ جا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ام رومان، اسماء اور عائشہ رضی اللہ عنہن کو یہاں لے آئیں نیز رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارث ابو رافع کو بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے لانے کے لیے روانہ فرمایا' مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سخت بخار میں مبتلا ہو گئیں جس کی وجہ سے سر کے بال جھڑ گئے صحت کے بعد حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو سال کی عمر تھی' سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ان کی ماں ام رومان نے آواز دی' ان کو اس واقعہ کی بالکل خبر نہ تھی' ماں کے پاس آئیں انھوں نے منہ دھویا' بال درست کیے گھر میں لے گئیں انصاری عورتیں انتظار میں تھیں یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی۔ چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور رسم عروسی ادا کی گئی۔ حضرت عائشہ نو سال تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں' جب رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی تھی آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تقریباً اڑتالیس سال تک زندہ رہیں ۵۷ھ میں وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر چھیاسٹھ سال کی تھی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی عالمہ فاضلہ تھیں دو ہزار دو سو دس حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ بڑے بڑے علماء کی استاذ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں تو بہت لوگ کمال کے درجے کو پہنچے مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زن فرعون ہی درجۂ کمال کو پہنچی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ نے فرمایا: ((وفضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام.)) ''اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کو طیبہ ٹھہرایا ہے اور ان کی پاکدامنی اور سچائی کے سلسلہ میں ایک پورا رکوع ہے۔ بخاری وغیرہ حدیثوں کی کتابوں میں اس کی بڑی تفصیل ہے۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ کے زہد و تقویٰ' طہارت و عفت و عصمت' حلم و بردباری و تواضع و خاکساری وغیرہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ قرآن مجید کا نزول ان کے گھر میں ہوتا تھا فرشتے ان کو سلام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل تشریف فرما ہیں تم کو السلام علیکم کہتے ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (بخاری)' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے مسلمانوں پر بڑی بڑی برکتیں نازل ہوئی ہیں' تیمّم کی آسانی انھیں کی وجہ سے ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجاہدین کی خدمت کرتی تھیں، غزوات میں اپنے کندھوں پر پانی کی مشکیں اٹھا کر لاتیں اور زخمی لوگوں کو پلاتی تھیں۔ غریبوں کی بڑی ہمدردی کرتی تھیں اللہ کی راستہ میں بہت خرچ کرتی تھیں، یاد الٰہی میں ہر دم مصروف رہتی تھیں تواریخ و سیر کی کتابوں میں ان کی فضیلت اور واقعات کی پوری تفصیل ہے۔

۱۱۰۔ (۳۲) وَعَنْ مَّطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۰۔ (۳۲) مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی شخص کے بارے میں فیصلہ فرماتا ہے کہ وہ فلاں علاقے میں فوت ہوگا تو اللہ اس کو اس علاقے کی طرف (جانے کے) سبب بنا دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

۱۱۱۔ (۳۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: ((مِنْ آبَائِهِمْ))۔ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ))۔ قُلْتُ: فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ؟ قَالَ: ((مِنْ آبَائِهِمْ)) قُلْتُ: بِلَا عَمَلٍ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۱۔ (۳۳) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ایمان والوں کے بچوں کا (حکم) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا حکم ان کے والدین کے ساتھ ہے۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بغیر عمل کے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو خوب علم ہے کہ انہوں نے (بالغ ہوکر) کیا اعمال کرنے تھے (عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا، شرک کرنے والوں کے بچوں کا (حکم) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا حکم ان کے والدین کے ساتھ ہے۔ میں نے (ازراہ تعجب) عرض کیا، بغیر عمل کے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو خوب علم ہے کہ انہوں نے (بالغ ہوکر) کیا اعمال کرنے تھے (ابوداؤد)

بچوں کو زندہ دفن کرنے والا

۱۱۲۔ (۳۴) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۲۔ (۳۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وائد یعنی زندہ بچوں کو دفن کرنے والا اور موؤدہ جس کے حکم سے زندہ گاڑا گیا ہے دونوں دوزخی ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... عرب میں اسلام سے پہلے لڑکیوں کو عار وغیرہ کے خوف سے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے' اسلام نے اس سے منع کیا گاڑنے والے اور جس کے حکم سے گاڑا جاتا ہے یعنی گڑوانے والی عورت خواہ ماں ہو یا اس کا کوئی سرپرست ہو۔ دونوں سے باز پرس ہوگی۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی ہے۔ اہل جاہلیت لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے اور انھیں زندہ درگور کر دیا کرتے تھے ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ یہ کیوں قتل کی گئیں؟ تاکہ ان کے قاتلوں کو زیادہ ڈانٹ ڈپٹ اور شرمندگی ہوگی۔ اور یہ بھی سمجھ لیجیے کہ جب مظلوم سے سوال ہوا تو ظالم کا کہنا ہی کیا ہے؟ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ خود پوچھیں گی کہ انھیں کس بنا پر زندہ درگور کیا گیا' بہر حال یہ زندہ درگور کرنا سخت گناہ ہے اور اسی حکم میں اسقاط حمل بھی ہے' جو لوگ دواؤں کے ذریعہ سے حمل ساقط کرتے کراتے ہیں وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

۱۱۰۔ **صحیح**: مسند احمد (۵/ ۲۲۷)، الترمذی کتاب القدر باب مَاجاء ان النفس تموت حیث۔ (۲۱۴۶)

۱۱۱۔ **صحیح**: سنن ابی داوٗد کتاب السنة باب فی ذراری المشرکین (۴۷۱۲)

۱۱۲۔ **ضعیف**: سنن ابی داوٗد کتاب السنة باب فی ذراری المشرکین۔ (۴۷۱۷)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......تیسری فصل

مقدر لکھا جا چکا

١١٣ - (٣٥) عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((اِنَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰى كُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مِنْ خَمْسٍ: مِنْ اَجَلِهٖ، عَمَلِهٖ، وَمَضْجَعِهٖ وَاَثَرِهٖ، وَرِزْقِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۱۳۔ (۳۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے ہر ایک بندے کے پیدائش پر ان پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا ہے (یعنی ان پانچ باتوں کو ان کی تقدیروں میں لکھ کر روز اجل سے فارغ ہو چکا ہے اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی) (۱) موت یعنی کتنی عمر ہو گی (۲) اور عمل سے یعنی نیک کام کرے گا یا برا کام (۳) اور اس کے رہنے کی جگہ یعنی کہاں قبر ہو گی یا کہاں جائے گا' (۴) اور چلنے پھرنے کی جگہ یعنی اس کے حرکات وسکنات سے یا اسی کے جنتی و دوزخی ہونے (۵) اور اس کی روزی سے کہ کتنی روزی اس کو پہنچے گی۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ تقدیر پر گفتگو ایک ناپسندیدہ امر

١١٤ - (٣٦) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقَدْرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْأَلُ عَنْهُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

۱۱۴۔ (۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص تقدیر کے معاملہ میں کچھ بھی گفتگو کرے گا تو قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا (کہ کیوں تقدیر کے معاملے میں بحث و کرید کیا ہے' جب کہ اس کے بارے میں علم نہیں تھا) اور جس نے نہیں کلام کیا اور وہ خاموش رہا تو اس سے باز پرس نہ ہو گی۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ تقدیر پر تشکیک کفر کی علامت

١١٥ - (٣٧) وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: اَتَيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهٗ: قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِّنَ الْقَدْرِ، فَحَدِّثْنِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّذْهِبَهٗ مِنْ قَلْبِيْ۔ فَقَالَ: لَوْاَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمَاوَاتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ؛ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَّهُمْ مِّنْ اَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ

۱۱۵۔ (۳۷) ابن الدیلمی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں ابی ابن کعب کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ تقدیر کے متعلق میرے دل میں کچھ شبہات پیدا ہو گئے ہیں آپ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے تا کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے ان شبہات کو دور کر دے۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں کو اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو وہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں ہے' یعنی زمین و آسمان والوں کو کتنے ہی عذاب میں مبتلا کر دے تو وہ ظالم نہیں کہلا سکتا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کا رحم ان کے عملوں سے بہتر ہے اگر تو احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ تیرے اس عمل کو نہیں قبول کرے گا

---

١١٣ - صحيح: مسند احمد (٥/ ١٩٧)
١١٤ - ضعيف: سنن ابن ماجه المقدمه باب فى القدر (٨٤)
١١٥ - صحيح: مسند احمد (٥/ ٢١٧)، سنن ابى داود كتاب السنة باب فى القدر (٤٦٩٩)، ابن ماجه المقدمه باب فى القدر (٧٧)

لِيُخْطِئَكَ، وَاَنَّ مَا اَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ۔ وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ۔ قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ: ثُمَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ۔ قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ ثُمَّ اَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

یہاں تک کہ تو تقدیر پر ایمان لے آئے اور تو اس بات کو جان لے کہ جو کچھ تجھ کو پہنچا ہے وہ رکنے والا اور خطا کرنے والا نہ تھا' اور جو کچھ تجھے نہیں پہنچنے والا تھا وہ تجھ کو نہیں پہنچا (یعنی ہر آرام و تکلیف' امیری غریبی سب تقدیر کے موافق ہے اور اس میں کسی کے کوشش کا دخل نہیں ہے اور اگر تو اس اعتقاد کے خلاف اور اعتقاد رکھ کر مرا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے بھی ویسا ہی کہا تھا جیسا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا' پھر میں حذیفہ بن یمان کے پاس آیا اور ان سے بھی میں نے یہی کہا تو انھوں نے ویسا ہی جواب دیا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا۔ پھر میں زید بن ثابت کے پاس آیا تو انھوں نے نبی ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان فرمائی۔ اس کو ابوداوٗد' احمد' اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

منکرین تقدیر کے لیے سزا

۱۱۶۔ (۳۸) وَعَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً اَتَى ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: اِنَّ فُلَانًا يُقْرِأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ۔ فَقَالَ: اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قَدْ اَحْدَثَ، فَاِنْ كَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ۔ اَوْ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ، اَوْ مَسْخٌ، اَوْ قَذْفٌ فِيْ اَهْلِ الْقَدَرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۱۱۶۔ (۳۸) حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات نکالی ہے یعنی بدعتی اور تقدیر کا منکر ہو گیا ہے' اگر وہ بدعتی ہو گیا ہے تو میرا سلام اسے نہ کہنا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میری امت میں یا اس امت میں خسف اور مسخ' قذف ان لوگوں میں ہوگا۔ جو تقدیر کے منکر ہوں گے۔ اس حدیث کو ترمذی و ابوداوٗد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے' ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۷۔ (۳۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَتْ خَدِيْجَةُ النَّبِيَّ ﷺ، عَنْ وَلَدَيْنِ مَاتَا لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((هُمَا فِي النَّارِ)) فَلَمَّا رَاَى الْكَرَاهَةَ فِيْ وَجْهِهَا قَالَ: ((لَوْ رَاَيْتِ مَكَانَهُمَا لَا بْغَضْتِهِمَا)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَوَلَدِيْ مِنْكَ؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اِنَّ

۱۱۷۔ (۳۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اپنی بچوں کی بابت دریافت کیا جو جاہلیت کے زمانے میں (یعنی اسلام سے پہلے) مر چکے تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں بچے دوزخ میں ہیں (یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سخت رنجیدہ ہو گئیں ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے میں رنجیدگی کا اثر دیکھ کر فرمایا کہ اگر تو ان بچوں کے ٹھکانے کو دیکھ لیتی تو تم کو ان سے نفرت ہو جاتی' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا

۱۱۶۔ **حسن:** سنن الترمذی کتاب القدر باب (۲۱۵۲)، ابوداوٗد کتاب السنة باب لزوم السنة (۴۶۱۲)، ابن ماجه کتاب الفتن باب الفسوف (۴۰۶۱)

۱۱۷۔ **ضعیف:** مسند احمد (۱/ ۱۳۴۔۱۳۵)

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِي النَّارِ)) ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

یا رسول اللہ! وہ بچے جو آپ سے پیدا ہوئے ہیں جیسے قاسم اور عبداللہ ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں جنتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومنین اور ان کی اولادیں جنت میں ہیں اور مشرکین اور ان کی اولادیں دوزخ میں ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم (یعنی جو ایمان لے آئے اور جو ان کی اولادوں میں ان کی پیروی کی تو ان سب کو ہم جنت میں ملا دیں گے۔) اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

اولادِ آدم کا بیان

۱۱۸۔(۴۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا خَلَقَ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهِ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِيْصًا مِّنْ نُوْرٍ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى آدَمَ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَعْجَبَهُ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ، قَالَ: اَيْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: دَاوٗدُ۔ فَقَالَ: رَبِّ! كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ؟ قَالَ: سِتِّيْنَ سَنَةً۔ قَالَ: رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَمَّا انْقَضٰى عُمْرُ آدَمَ اِلَّا اَرْبَعِيْنَ جَآءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ، فَقَالَ آدَمُ: اَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ: اَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوٗدَ؟ ! فَجَحَدَ آدَمُ، فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَنَسِيَ آدَمُ فَاَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ، فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، اَخْطَاَ ذُرِّيَّتُهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۸۔ (۴۰) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ ان کی پیٹھ سے تمام وہ جانیں نکل پڑیں کہ جن کو ان کی اولاد سے قیامت تک پیدا کرنے والا تھا پھر ان میں سے ہر ایک انسان کے دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک پیدا کر دی پھر ان سب کو آدم کے سامنے پیش کیا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار یہ کون لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سب تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے داؤد ہیں' آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! ان کی کتنی عمر مقرر کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ برس۔ کی آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! میری عمر سے ان کی عمر میں چالیس برس اور بڑھا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی عمر ختم ہو چکی مگر چالیس سال (یعنی ان کی عمر میں سے چالیس سال باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میری عمر میں سے ابھی چالیس سال باقی نہیں رہے؟ موت کے فرشتہ نے کہا کہ کیا آپ نے اپنی عمر میں سے اپنے بیٹے داؤد کو چالیس سال نہیں دیے تھے؟ پس آدم علیہ السلام نے اس سے انکار کر دیا تو ان کی اولاد بھی انکار کرتی ہے اور وہ بھول گئے (یعنی ممنوع درخت کے پھل کو کھا لیا) تو ان کی اولاد بھی بھولتی ہے اور خطا کرتی ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۱۹۔(۴۱) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ حِيْنَ خَلَقَهُ، فَضَرَبَ كَتِفَهُ

۱۱۹۔ (۴۱) حضرت ابوذر ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان

۱۱۸۔ حسن: سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الاعراف (۳۰۷۶)

۱۱۹۔ مسند احمد (۶/ ۴۴۱)

الْيُمْنٰى، فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَآءَ كَاَنَّهُمُ الذَّرُّ، وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَآءَ كَاَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهٖ: اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِيْ، وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى اِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

کے داہنے کندھے پر ہاتھ مارا تو ان سے سفید اولاد نکالی گویا کہ چیونٹیاں ہیں۔ پھر ان کے بائیں کندھے پر ہاتھ مارا تو ان سے ان کی کالی اولاد نکالی گویا کہ وہ کوئلے ہیں، اللہ تعالیٰ نے داہنے طرف کی اولاد کے بارے میں فرمایا کہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے اور بائیں طرف کی اولاد کے متعلق فرمایا کہ ان کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

صحابی رسول کا آخرت کو یاد کر کے رونا

۱۲۰۔ (۴۲) وَعَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهٗ: اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ۔ دَخَلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ، يَعُوْدُوْنَهٗ وَهُوَ يَبْكِيْ، فَقَالُوْا لَهٗ: مَا يُبْكِيْكَ؟ اَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهٗ حَتّٰى تَلْقَانِيْ؟)) قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ قَبْضَةً وَّاُخْرٰى بِالْيَدِ الْاُخْرٰى وَقَالَ: هٰذِهٖ لِهٰذِهٖ، وَهٰذِهٖ لِهٰذِهٖ، وَلَا اُبَالِيْ)) وَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَنَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۲۰۔ (۴۲) حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی بیمار تھے جن کو ابوعبداللہ کہا جاتا تھا ان کی بیمار پرسی کی غرض سے ان کے دوست آئے، وہ رو رہے تھے ان کے دوستوں نے ان سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اور کون سی چیز آپ کو رُلاتی ہے؟ کیا آپ سے رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا تم اپنی لبیں، تراش لو اور اسی پر جمے رہنا یعنی ہمیشہ تراشتے رہنا، یہاں تک کہ ہم سے ملنا (یعنی آپ کیوں روتے ہیں آپ کو تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ملنے کی بشارت دی اور یہ بغیر اسلام کے ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اسلام پر مریں گے اور جنت میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نصیب ہوگی، لہٰذا رونے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔) ابوعبداللہ نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی بھری اور دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ کی بھری اور فرمایا اس داہنے ہاتھ والوں کو اس جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور دوسرے ہاتھ والوں کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، اور مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں مٹھیوں میں سے کس مٹھی میں ہوں (داہنے ہاتھ کی مٹھی میں یا دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں ہوں اس لیے اس خوف سے روتا ہوں۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذریت آدم کے ساتھ گفتگو فرمانا

۱۲۱۔ (۴۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ۔ يَعْنِيْ عَرَفَةَ۔ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَاَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى! شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ۔

۱۲۱۔ (۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقام نعمان (جو میدانِ عرفات کے قریب ہے) اللہ تعالیٰ نے آدم کی اس اولاد سے جو ان کی پشت سے نکلی تھی عہد و اقرار لیا۔ آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی ساری اولاد کو نکال کر ان کے سامنے چیونٹی کی طرح پھیلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے آمنے سامنے اس طرح گفتگو کی کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان لوگوں نے

۱۲۰۔ صحیح: مسند احمد (۵/ ۶۸)
۱۲۱۔ صحیح: مسند احمد (۱/ ۲۷۲)

اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَافَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

کہا ہاں آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم سے اس لیے گواہی لی ہے کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے یا یوں کہو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا ہم ان کی اولاد تھے ہم نے ان کی فرمانبرداری کی تو کیا ان باطل پرستوں کے برے عملوں سے ہم کو ہلاک کرے گا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے اپنی ربوبیت کا اس لیے اقرار کرایا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہم ان چیزوں سے ناواقف تھے یا ہمارے باپ داداؤں نے شرک کیا ہم ان کے پیچھے اولادوں میں تھے تو ان باطل پرستوں کے برے کاموں کی وجہ سے ہم کو عذاب نہ دے۔

۱۲۲ ـ (٤٤) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ قَالَ: جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا، ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ، فَتَكَلَّمُوْا، ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ، وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا: بَلٰى قَالَ: فَاِنِّيْٓ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ، وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ آدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا! اِعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ، وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا اِنِّيْ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ، اُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ۔ قَالُوْا: شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا۔ لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ، وَلَآ اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ، وَرَفَعَ عَلَيْهِمْ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، فَرَاَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيْرَ، وَحَسَنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ: رَبِّ لَوْلَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ! قَالَ: اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْكَرَ۔ وَرَاَى الْاَنْبِيَآءَ فِيْهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّوْرُ، خُصُّوْا بِمِيْثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ، وَهُوَ قَوْلُهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ: ﴿عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ كَانَ

۱۲۲۔ (۴۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ **واذ اخذ ربلک من بنی ادم من ظهور هم ذریتهم الایة** کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو اکٹھا جمع کیا پھر ان کو قسم قسم کے بنایا یعنی کسی کو غنی، کسی کو فقیر پھر ہر ایک کو صورت بخشی اور گویائی عطا فرمائی پھر انہوں نے باتیں کیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ اور ان کو انہیں کے نفسوں پر گواہ بنایا **الست بربکم** کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں ان لوگوں نے کہا بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی شاہد بناتا ہوں اس لیے کہ کہیں قیامت کے روز یہ کہنے لگو کہ ہم نہیں جانتے تھے۔ اب جان لو کہ تحقیق میرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ میرے سوا کوئی رب ہے اور نہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔ میں آئندہ تمہاری طرف رسولوں کو بھیجوں گا' جو میرے اس عہد و اقرار کو یاد دلائیں گے اور میں اپنی کتابیں بھی تم پر اتاروں گا (یہ سن کر سب لوگوں نے کہا) ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور تو ہی ہمارا معبود ہے تیرے سوا کوئی ہمارا رب نہیں ہے اور نہ تیرے سوا کوئی ہمارا معبود ہے' آدم کی ساری اولاد نے اس کا قول و اقرار کیا' اور آدم علیہ السلام کو اونچے مقام پر کھڑا کر کے ان کے ساتھ پیش کیا گیا تا کہ وہ اپنی اولاد کو دیکھیں چنانچہ آدم علیہ السلام نے دیکھا تو اپنی اولاد میں سے کسی کو مالدار اور کسی کو محتاج۔ اور کسی کو خوبصورت اور کسی کو بدصورت دیکھا یہ دیکھ کر آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! تو نے اپنے سب بندوں کو برابر کیوں نہ پیدا کیا یعنی سب کو

۱۲۲۔ حسن: مسند احمد (۵/ ۱۳۵)

فِیْ تِلْكَ الْاَرْوَاحِ، فَاَرْسَلَهٗ اِلٰی مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَحُدِّثَ عَنْ اُبَيٍّ: اَنَّهٗ دَخَلَ مَنْ فِيْهَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

امیر، غنی، خوبصورت بناتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں شکر کیا جاؤں یعنی مختلف قسم کے لوگوں کو اس لیے پیدا کیا تا کہ لوگ ایک دوسرے کی حالت کو دیکھ کر میرے شکر گذار ہوں' اور اگر سب کو برابر پیدا کر دیتا تو کوئی شکر گذار نہ ہوتا پھر آدم علیہ السلام نے نبیوں کو انہیں لوگوں میں دیکھا جو چراغوں کی طرح تھے ان پر روشنی تھی اور نور ان پر جلوہ گر تھا ان سے خصوصیت کے ساتھ رسالت و نبوت کا عہد و اقرار لیا گیا تھا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذ اخذ اللہ من النبیین میثاقھم الی قولہ عیسیٰ بن مریم۔ انبیاء کے اس گروہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا' ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ روح مریم علیہ السلام کے منہ کی طرف سے ان کے بدن میں ڈالی گئی تھی۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی سورۂ اعراف میں یہ ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْتَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝﴾

''جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پیٹھ سے ان کی اولادیں نکالیں اور خود ان کو ہی ان کا گواہ بنا دیا کہ کیا میں تمہارا پرورش کرنے والا نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا کہ بے شک ہم گواہ ہیں یہ اس لیے کہ کہیں قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ یا کہنے لگو کہ شرک تو پہلے ہی سے ہمارے بڑے کرتے رہے اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسلوں میں سے تھے تو کیا تو ہمیں ان خطا کاروں کے جرم کی سزا میں ہلاک کر رہا ہے؟ اور اسی طرح ہم تفصیل وار آیتوں کو بیان فرما دیتے ہیں تا کہ لوگ باز آ جائیں۔''

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا تفسیر بیان فرمائی ہے یہ روز ازل کا عہد و میثاق ہے اور ہر ایک سے الگ الگ عہد و اقرار لیا گیا۔ عوام سے الگ خواص سے الگ اور نبیوں اور رسولوں سے خصوصیت کے ساتھ نبوت و رسالت و تبلیغ کا عہد و اقرار لیا گیا جس کا بیان مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے۔

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۝ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا۝﴾ (الاحزاب)

''اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے خوب پختہ عہد لیا' تا کہ آخر کار خدا سچوں سے ان کی سچائی دریافت فرمائے' نہ ماننے والوں کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔''

یعنی ان پانچوں الوالعزم پیغمبروں سے اور عام نبیوں سے سب سے ہم نے عہد و وعدہ لیا کہ وہ میرے دین کی تبلیغ کریں گے اس پر قائم رہیں گے آپس میں ایک دوسرے کی مدد امداد اور تائید کریں گے اور اتفاق و اتحاد رکھیں گے اسی عہد کا ذکر اس آیت میں ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ..... الخ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے قول و قرار لیا کہ جو کچھ کتاب و حکمت دے کر میں تمہیں بھیجوں پھر تمہارے ساتھ کی چیز کی تصدیق کرنے والا' رسول آ جائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا

اور اس کی امداد کرنا۔ بولو تمہیں اس کا اقرار ہے، سب نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں اقرار ہے۔ جناب باری نے فرمایا بس اب گواہ رہنا اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

فطرت میں تغیر نہیں

۱۲۳۔ (۴۵) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَتَذَا كَرُمَا يَكُوْنُ، اِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَّكَانِهٖ فَصَدِّقُوْهُ، وَاِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا بِهٖ، فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ اِلٰى مَاجُبِلَ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۲۳۔(۴۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آئندہ ہونے والی باتوں پر ہم لوگ گفتگو کرنے لگے (یعنی قضا و قدر کے بارے میں ہم مذاکرہ کرنے لگے) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گیا ہے تو اس کو سچ سمجھ لو لیکن جب تم یہ سنو کہ کوئی شخص اپنی جبلی عادت سے پھر گیا ہے تو اس کا اعتبار نہ کرنا کیونکہ وہ شخص اپنی فطری اور جبلی عادت کی طرف لوٹنے والا ہے جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

رنج و غم تقدیر کے تابع ہے

۱۲۴۔ (۴۶) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا يَزَالُ يُصِيْبُكَ فِیْ كُلِّ عَامٍ وَّجَعٌ مِّنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِیْ اَكَلْتَ۔ قَالَ: ((مَا اَصَابَنِیْ شَیْءٌ مِّنْهَا اِلَّا وَهُوَ مَكْتُوْبٌ عَلَیَّ وَآدَمُ فِیْ طِيْنَتِهٖ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

۱۲۴۔(۴۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے جو زہر آلود بکری کا گوشت کھایا تھا ہر سال اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تکلیف و بیماری مجھے پہنچتی ہے وہ میری تقدیر میں اس وقت لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں وہ تکلیف لکھی جا چکی تھی کہ اس زہر آلود بکری کے گوشت سے یہ تکلیف پہنچے گی)۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

۱۲۳۔ **ضعیف**: مسند احمد (۶/ ۴۴۳)

۱۲۴۔ **ضعیف**: سنن ابن ماجه كتاب الطب باب السحر (۳۵۴۶)

(۴)......بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر کے ثبوت کا باب

قبر سے عالم برزخ مراد ہے۔ جو انسان کے دنیا چھوڑنے سے قیامت کے آنے تک کے وقت و مقام کا نام ہے اور دنیا اور قیامت یعنی آخرت کے درمیان ایک پردہ اور آڑ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿و من ورائهم برزخ الى يوم يبعثون﴾ ''اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اٹھائے جانے کے دن تک''۔ مر جانے کے بعد خواہ لاش کو جلا دیا جائے یا قبر میں دفن کر دیا جائے یا کوئی جانور کھا پی لے' یا جو بھی صورت ممکن ہو اگر وہ مرنے والا نیک ہے تو اسے آرام ملے گا۔ بد ہے تو تکلیف اٹھائے گا۔

اس برزخی آرام و تکلیف کے متعلق رسول اللہ نے یوں فرمایا ہے کہ مردے کے پاس اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے دونوں نہایت ہی بھیانک و ڈراؤنی شکل کے ہوتے ہیں۔ وہ قبر میں آ کر مردے کو زندہ کرتے ہیں اور اٹھا کر بیٹھاتے ہیں' جب مردہ اٹھ کر بیٹھتا ہے تو سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے اگر وہ مسلمان نمازی ہے تو کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں عصر کی نماز پڑھ لوں' فرشتے کہتے ہیں اب نماز ہو چکی' جو ہم سوال کریں اس کا جواب دو' پھر وہ فرشتے اس سے مندرجہ ذیل تین باتیں پوچھتے ہیں' اول تیرا رب، مالک و پالنے والا کون ہے؟ اگر وہ دنیا میں مومن و موحد تھا تو جواب دیتا ہے۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے' دوسری تیرا نبی و پیغمبر کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے' ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تیسری بات' تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ جب ہر ایک سوال کا جواب ٹھیک ٹھیک دے دیتا ہے تو جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے وہاں تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس کے ذریعہ جنت کی ہوا اور خوشبو برابر آتی رہتی ہے۔ وہ فرشتے کہتے ہیں تم قیامت تک آرام سے سوتے رہو۔ تمہارے لیے کوئی ڈر و خطرہ نہیں ہے۔ اگر مرنے والا دنیا میں کافر و منافق (ظاہر مسلمان) تھا تو اس سے وہی سوال کرتے ہیں مگر وہ اس وقت ہکا بکا ہو کر کہتا ہے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا' اس کو فوراً قبر ایسی بری طرح بھینچتی اور دبوچتی ہے کہ تمام پسلیاں ٹوٹ کر ادھر کی ادھر نکل جاتی ہیں' جہنم کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور صبح و شام جہنم دکھائی جاتی ہے، عذاب کے فرشتے اس کو ایسے گرزوں سے مارتے ہیں کہ ہڈیاں ریزہ ریزہ اور چور چور ہو جاتی ہیں۔ ایسے زہریلے سانپ و بچھو کاٹتے اور ڈنک مارتے ہیں کہ اگر ایک مرتبہ زمین پر پھونک ماریں تو ان کے زہر کی وجہ سے قیامت تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگے' قیامت تک اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔

غرضیکہ ثواب و عذاب قبر برحق ہے' ہم قبر کے عذاب اور اس کی نعمتوں پر ایمان و یقین رکھتے ہیں دراصل قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) .... ﴿وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المومن پ ۲۴)

''اور فرعونیوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا۔ آگ ہے جس کے سامنے یہ صبح و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن

قیامت قائم ہو گی فرمان ہو گا کہ فرعونیوں کو سخت عذاب میں ڈالو۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل سنت کے اس مذہب کی کہ عالم برزخ میں یعنی قبروں میں عذاب ہوتا ہے بہت بڑی دلیل ہے ہاں یہاں پر ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ بعض حدیثوں میں کچھ ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب برزخ کا علم رسول اللہ ﷺ کو مدینہ شریف کی ہجرت کے بعد ہوا۔ اور یہ آیت مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے' تو جواب اس کا یہ ہے کہ آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کی روحیں صبح و شام جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں باقی رہی یہ بات کہ عذاب ہر وقت جاری اور باقی رہتا ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی کہ آیا یہ عذاب صرف روح ہی کو ہوتا ہے یا جسم کو بھی اس کا علم خدا کی طرف سے آپ کو مدینہ میں کرایا گیا' اور آپ ﷺ نے اسے فرما دیا' پس قرآن و حدیث کو ملا کر مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عذاب و ثواب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی حق ہے۔

(۲) .... ﴿ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝ ﴾
(الانعام پ ۷ ع ۸)

''کاش کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھتا جب کہ یہ موت کی بے ہوشیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کی مار ماری جائے گی کیوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں کو سن کر اکڑا کرتے تھے۔''

یعنی فرشتے ان کی جان نکالنے کے لیے انہیں مار پیٹ کرتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جانیں نکالو۔ کافروں کی موت کے وقت فرشتے انہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب اور زنجیروں اور طوقوں کی گرم کھولتے ہوئے پانی کی جہنم اور خدا کے غضب و غصے کی خبر سناتے ہیں جس سے اس کی روح اس کے بدن میں چھپتی پھرتی ہے اور نکلنا نہیں چاہتی' اس پر فرشتے اسے مار پیٹ کر جبراً گھسیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب تمہاری بدترین اہانت ہو گی اور تم بری طرح رسوا کیے جاؤ گے جیسے کہ تم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے، اس کے فرمان نہیں مانتے تھے، اور اس کے رسولوں کی تابعداری سے روگردانی کرتے تھے۔ مومن و کافر کی موت کا بیان جو حدیثوں میں آیا ہے وہ سب آیت ﴿یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت.... الخ﴾ کی تفسیر میں ہے۔

(۳) .... ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ☆ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۝﴾ (المومنون پ ۱۸)

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کر لوں، ہرگز ایسا نہیں ہو کا یہ تو صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔''

یعنی موت کے وقت کفار اور بدترین گنہگار سخت نادم ہوتے ہیں اور حسرت و افسوس کے ساتھ آرزو کرتے ہیں کہ کاش دوبارہ دنیا کی طرف لوٹائے جائیں تاکہ ہم نیک اعمال کر لیں لیکن اس وقت یہ امید فضول' یہ آرزو لاحاصل ہے۔ ان آیتوں میں یہ بیان ہے کہ ایسے بدکار لوگ موت کو دیکھ کر قیامت کے دن خدا کے سامنے کی پیشی کے وقت جہنم کے سامنے کھڑے ہو کر دنیا میں واپس آنے کی تمنا

کریں گے اور نیک اعمال کرنے کا وعدہ کریں گے' لیکن ان وقتوں میں ان کی طلب پوری نہ ہوگی یہ تو وہ کلمہ ہے جو مجبوری ایسے اڑے وقتوں میں ان کی زبان سے نکل ہی جاتا ہے اور یہ بھی کہ یہ کہتے ہیں مگر کریں گے نہیں، دنیا میں واپس لوٹائے بھی جائیں تو عمل صالح کر کے نہیں دیں گے بلکہ ایسے ہی رہیں گے' جیسے پہلے رہے تھے، یہ تو جھوٹے ہیں کتنا مبارک ہے وہ شخص جو اس زندگی میں نیک عمل کر لے' اور کیسے بدنصیب یہ لوگ ہیں کہ آج نہ انہیں مال واولاد کی تمنا ہے نہ دنیا اور زینت دنیا کی خواہش ہے صرف یہ چاہتے ہیں کہ دو روز کی زندگی اور ہو جائے تو کچھ نیک اعمال کر لیں لیکن تمنا بیکار' آرزو بے سود' خواہش بے جا' یہ بھی مروی ہے کہ ان کی تمنا پر انہیں خدا ڈانٹ دے گا اور فرمادے گا کہ یہ بھی تمہاری بات ہے عمل اب بھی نہیں کرو گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کافر اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اپنا جہنم کا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب مجھے لوٹا دے میں توبہ کر لوں گا اور نیک اعمال کرتا رہوں گا' جواب ملتا ہے کہ جتنی عمر تجھے دی گئی تھی تو ختم کر چکا، پھر اس کی قبر اس پر چمٹ جاتی ہے اور تنگ ہو جاتی ہے اور سانپ بچھو چمٹ جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گنہگاروں پر ان کی قبریں بڑی مصیبت کی جگہیں ہوتی ہیں ان کی قبروں میں انہیں کالے ناگ ڈستے رہتے ہیں جن میں سے ایک بہت بڑا اس کے سرہانے ہوتا ہے اور ایک اتنا ہی بڑا پاؤں کی جانب ہوتا ہے وہ سر کے طرف سے ڈستا ہے اور اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے یہ پیروں کی طرف سے کاٹتا ہے اور چڑھنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ بھیجے کی جگہ آ کر دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ برزخ جہاں یہ قیامت تک رہیں گے۔ (ابن کثیر)

برزخ اور قبر کا عذاب وثواب حق ہے مومن مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کی حقانیت پر ایمان رکھے۔ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت تو ملتا ہی ہے لیکن عقلی حیثیت سے بھی یہ ناممکن نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہر شخص سمجھتا ہے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم جو ظاہر ہے اور نظر آتا ہے دوسری روح جو اگرچہ آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن اس کے ہونے کا ہم سب کو یقین ہے، پھر انسان کے ان دونوں جزوں کا باہمی تعلق اس دنیا میں اسی طرح ہے کہ تکلیف ومصیبت یا راحت ولذت کی جو کیفیت یہاں آتی ہے وہ براہ راست جسم پر آتی ہے اور روح اس سے تبعاً متاثر ہوتی ہے مثلاً انسان کو چوٹ لگتی ہے وہ زخمی ہوتا ہے یا مثلاً وہ کہیں آگ سے جل جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ چوٹ اور آگ کا تعلق براہ راست اس کے جسم ہی کو حاصل ہوتی ہے لیکن اس کے اثر سے روح کو بھی دکھ ہوتا ہے اسی طرح کھانے پینے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے لیکن روح بھی اس سے لذت حاصل کرتی ہے۔

الغرض اس دنیا میں انسان کے وجود اور اس کے حالات میں گویا جسم اصل ہے اور روح اس کے تابع ہے لیکن قرآن وحدیث میں عالم برزخ کے متعلق جو کچھ بتلایا گیا ہے اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا یعنی اس عالم میں جس پر جو اچھی بری واردات ہوگی وہ براہِ راست اس کی روح پر ہوگی اور جسم اس سے تبعاً متاثر ہوگا اللہ تعالیٰ نے شاید اسی لیے کہ اس حقیقت کا سمجھنا ہمارے لیے آسان ہو جائے اس دنیا میں بھی اس کا ایک نمونہ پیدا کر دیا ہے اور وہ عالم رویا یعنی خواب ہے عقل وہوش رکھنے والا ہر انسان اپنی زندگی میں بار بار ایسے خواب دیکھتا ہے جس میں اس کو بڑی لذت ملتی ہے یا بڑی تکلیف ہوتی ہے لیکن خواب میں یہ لذت یا تکلیف براہ راست دراصل روح کے لیے ہوتی ہے اور جسم تبعاً اس سے متاثر ہوتا ہے یعنی خواب میں آدمی مثلاً یہ خواب دیکھتا ہے کہ وہ کوئی لذیذ کھانا کھا رہا ہے تو صرف یہ ہی نہیں دیکھتا کہ میری روح ہی کھا رہی ہے یا خیالی قوت ہی کھا رہی ہے بلکہ اس وقت وہ یہی دیکھتا ہے کہ بیداری کی طرح وہ اپنے جسم والے منہ سے کھا رہا ہے جس سے روزانہ کھایا کرتا ہے اسی طرح خواب میں اگر وہ یہ دیکھتا ہے کہ کسی نے اس کو مارا تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کی روح کو مارا گیا بلکہ وہ اس وقت یہی دیکھتا ہے کہ مار اس کے جسم پر پڑی اور اس کے جسم پر ویسی ہی چوٹ لگی جیسی بیداری میں مار پڑنے پر لگتی ہے' حالانکہ واقعہ میں جو کچھ گزرتا ہے وہ خواب میں دراصل روح

پر گزرتا ہے اور جسم سے تبعاً متاثر ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی جسم کا یہ تاثر اتنا محسوس ہو جاتا ہے کہ آدمی بیدار ہونے کے بعد جسم پر اس کے نشانات اور اثرات بھی پاتا ہے۔

الغرض نیند کی حالت میں اچھے یا برے خواب دیکھنے والے شخص پر جو کچھ گزرتا ہے اس کی نوعیت یہی ہے کہ وہ براہ راست اور اصلی طور پر روح پر گزرتا ہے اور جسم پر اس کا اثر تبعاً پڑتا ہے' اسی لیے خواب دیکھنے والے کے قریب والا آدمی بھی اس کے جسم پر کوئی واردات گزرتے ہوئے نہیں دیکھتا کیونکہ ہم اس دنیا میں کسی انسان کے انہی حالات کو دیکھ سکتے ہیں جن کا تعلق براہ راست اس کے جسم سے ہو' پس عالمِ برزخ میں (یعنی مرنے کے بعد سے قیامت تک کے دور میں) اچھے برے انسانوں پر جو کچھ گزرنے والا ہے (جس کی بعض تفصیلات آگے آنے والی حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے) اس کی نوعیت بھی یہی ہے کہ وہ اصل طور پر اور براہِ راست روح پر گزرے گا۔ اور جسم تبعاً اس میں شریک ہوگا اور عالم رؤیا (خواب) کے تجربات کی روشنی میں اس کو سمجھ لینا کسی سمجھنے والے آدمی کے لیے زیادہ مشکل نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے حجۃ البالغہ کے باب ''ذکر عالم مثال کے میں امام غزالی رحمہ اللہ کا یہ قول تحریر فرمایا ہے اس عذاب قبر جیسی سب احادیث ظاہری معانی پر محمول وصحیح ہیں جن کے بھید مخفی ہیں لیکن اہل بصیرت ان سے آگاہ ہیں۔ جس پر ان رازوں کا انکشاف نہ ہوا سے ظاہر احادیث کا انکار جائز نہیں ہے بلکہ کمتر درجہ ایمان کا صحیح تسلیم کرنا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہم کفار کو جو قبروں میں دفن کیے جاتے ہیں' عرصہ بعید تک مشاہدہ کرتے رہتے ہیں لیکن ہمیں گرز وغیرہ مارتے یا عذاب دیتے فرشتے وغیرہ یا سانپ بچھو ڈستے کبھی نظر نہیں آتے تو مشاہدہ کے خلاف تصدیق کا کیا مطلب ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تصدیق کے تین مقام ہیں ایک تو یہ ہے جو ظاہر اصح وظاہر تر وقابل تسلیم ہے کہ سانپ وغیرہ کفار کی میت کو بالفعل ڈس رہے ہیں' لیکن تمہاری یہ آنکھیں ان ملکوتی امور کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتیں چونکہ جو بات قیامت کے حالات کے متعلق ہو وہ عالم ملکوت سے ہے۔

بتاؤ صحابہ رضی اللہ عنہم جبرئیل علیہ السلام کی آمد کا کس طرح یقین کر لیتے تھے حالانکہ انہیں نہیں دیکھتے تھے اور حضور ﷺ کو دکھائی دیتے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے ظاہری طور پر مشاہدہ کر کے فرمایا ہے کہ کفار کی میت کو سانپ بچھو ڈستے ہیں جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جبرئیل علیہ السلام دکھائی نہیں دیے اسی طرح وہ سانپ بچھو دکھائی نہیں دیتے' چونکہ وہ سانپ بچھو دنیا کے سانپوں کی طرح نہیں ہیں کہ دکھائی دیں' جیسے فرشتے دنیا کے آدمیوں وغیرہ کی طرح نہ ہونے کے باعث سوائے انبیاء علیہم السلام کے امت کو دکھائی نہیں دیتے۔

دوسری صورت مقام تصدیق کی یہ ہے اکثر واقع ومشاہدہ ہے کہ خواب میں انسان شیر وغیرہ سے ڈرتا ہے' کبھی سانپ کو ڈستے دیکھ کر تکلیف پاتا ہے' بعض اوقات چلا اٹھتا ہے' پسینہ پسینہ ہوتا اپنی جگہ سے دور پڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ سب تکالیف اسے بیداری کی حالت کی طرح ہوتی ہے جسے دوسرا شخص بحال خود یہ آرام پاتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے پاس سانپ بچھو ہوتا ہے' حالانکہ سوتے ہوئے کے حق میں سانپ موجود ہے جس سے تکلیف بھی اٹھا رہا ہے اور تمہارے مشاہدے میں سانپ نہیں اور جب عذاب ڈسنے کی تکلیف کا نام ہوا تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ خیالی یا واقعی سانپ ڈسے تیسری صورت یہ ہے کہ واضح وظاہر ہے کہ بذاتہ سانپ تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ اس کے زہر کا بھی درد نہیں بلکہ ان سے تو اس زہری اثر کے باعث تکلیف ہوتی ہے اگر زہر کے علاوہ دیگر اشیاء سے بھی ہو تو اور تکلیف و عذاب بڑھ جائے گا جس بنا پر اس عذاب کی تعریف بھی ناممکن ہوگی' مگر اسے اس سبب کی طرف منسوب کیا جائے جو عادتاً تکلیف و عذاب کا مفضی وموجب ہے' جیسے انسان میں بلاصورت جماع کی لذت اللہ تعالیٰ پیدا کر دیں تو اس کی تعریف سبب کی طرف نسبت کیے بغیر ناممکن ہے' یعنی سبب لذت یا تکلیف کا موجود ہے اگرچہ سبب کی صورت موجود نہیں' اور سبب بلحاظ ثمرہ ونتیجہ کے مراد ہے نہ ذاتی

طور سے، اور میت کے لیے تکالیف کی وجوہ وغیرہ بوقت موت یا قبر اس قبیلہ سے ہیں کہ ان اسباب سے اسے سانپ بچھو کے ڈسنے کی طرح تکلیف محسوس ہوتی ہے اگرچہ فی الواقعہ سانپ بچھو نہیں ہوتے۔ ملخص از حجۃ اللہ البالغہ۔

اَلْفَصْلُ الاوَّل ...... پہلی فصل

آیت مبارکہ کا مفہوم

١٢٥ ـ (١) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ((اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ؛ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِی الْآخِرَةِ﴾)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۔ (۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت مردے سے قبر میں دریافت کیا جاتا ہے (کہ تیرا رب کون ہے اور نبی کون ہیں؟) تو وہ گواہی دیتا ہے کہ میرا رب ایک اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہی اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ ایمانداروں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیت کریمہ یثبت اللہ الخ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ میت سے قبر میں پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... یعنی قبر میں میت سے دو فرشتے منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرے نبی کون ہیں اور تیرا دین کیا ہے؟ اگر میت مسلمان مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے وہ ایک اکیلا سچا معبود ہے اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میرا دین اسلام ہے اللہ تعالیٰ مومن کو قول ثابت یعنی پکی بات پر ثابت رکھتا ہے اس قول ثابت سے مراد یہی کلمہ شہادت مراد ہے جو مومن سے قبر میں دریافت کیا جاتا ہے اور مومن صحیح صحیح جواب خدا تعالیٰ کی توفیق سے دے دیتا ہے۔ اس کلمہ شہادت میں تینوں سوالوں کا جواب ہے اور دنیا میں قول ثابت پر مضبوط رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی مومن موحد کو کسی آگ وغیرہ میں ڈال کر امتحان لیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی کلمہ طیبہ کے اعتقاد پر قائم اور مضبوط رکھتا ہے وہ اس کلمہ سے ڈگمگاتا نہیں اور جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے تو اسی کلمہ شہادت کی توفیق دیتا ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں جو ہمیشہ غزوات میں حصہ لیتے رہے اور حدیث کی خصوصیت سے اشاعت فرماتے رہے ان سے تین سو پانچ حدیثیں مروی ہیں ۲۲ حدیثیں بخاری مسلم میں ہیں ۲۷ھ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔

قبر میں سوال جواب

١٢٦ ـ (٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِهٖ، وَتَوَلّٰى

۱۲۶۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے

١٢٥ ـ صحيح البخاری كتاب تفسير سورة ابراهيم باب يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت (٤٦٩٩ـ١٢٦٩)، مسلم كتاب الجنة و صفة نعيمها باب عرض مقعد الميت من الجنة (٧٢/ ٢٨٧١)

١٢٦ ـ صحيح البخاری كتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر (١٢٧٤)، مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها باب عرض مقعد الميت من الجنة (٧٠/ ٢٨٧٠)

عَنْهُ اَصْحَابُهُ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ ' فَيَقُوْلَانِ: مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ لِمُحَمَّدٍ ﷺ: فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ۔ فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ ' قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَداً مِّنَ الْجَنَّةِ ' فَيَرَاهُمَا جَمِيْعاً وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا اَدْرِيْ! كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ! فَيُقَالُ: لَادَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ' وَيُضْرَبُ بِمِطَارِقَ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً ' فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَالَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ۔

اور اس کے ساتھی واپس ہونے لگتے ہیں تو وہ مردہ واپس جانے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آ کر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے جو تمہارے پاس نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تم کیا کہتے تھے۔ پس مومن بندہ جواب میں کہتا ہے کہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس سے کہا جاتا ہے تم دوزخ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو (کہ اگر تو ایمان نہیں لاتا تو تیرا ٹھکانا دوزخ میں تھا' لیکن ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں جنت میں تمہارا ٹھکانا مقرر کر دیا ہے تو وہ دونوں جنت، جہنم کے ٹھکانے کو دیکھتا ہے۔ اور جو مردہ منافق یا کافر ہوتا ہے اس سے بھی یہی سوال کیا جاتا ہے کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے تھے جو تمہارے پاس نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ وہ اس کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا جو لوگ کہا کرتے تھے میں بھی وہی کہہ دیا کرتا تھا یعنی منافق بغیر سچے اعتقاد کے کلمہ طیبہ جان بچانے کے لیے کہہ دیتا تھا' مگر نہ اس کا مطلب سمجھا اور نہ اس کے مطابق عمل کیا صرف مسلمانوں کے دیکھا دیکھی وہ کہہ دیا کرتا تھا اسی لیے وہ فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے کہ میں حقیقت حال کو کچھ نہیں جانتا' جو اور لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہہ دیا کرتا تھا۔ تو اس سے کہا جاتا ہے نہ تو نے عقل ہی سے پہچانا اور نہ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ یا یہ مطلب ہے نہ تم نے خود سمجھا اور نہ سمجھداروں کی تابعداری کی۔ یعنی نہ دلیل عقلی سے سمجھا اور نہ دلیل نقلی، قرآن وحدیث سے جانا یہ کہہ کر اسے لوہے کی گرزوں سے مارا جاتا ہے کہ وہ چیخنے لگتا ہے کہ اس کی چیخ کی آواز آس پاس کے سب ہی سنتے ہیں' سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔ اور الفاظ بخاری کے ہیں۔

تشریح:...... ھذا الرجل سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں یہ اشارہ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ آفتاب نصف النہار کی طرح مشہور ہیں یا آپ کی وہاں تمثال پیش کی جاتی ہو۔ یا ان لوگوں کے لیے ہے جو آپ ﷺ کے زمانے کے لوگ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۲۷۔ (۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ' اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ ' فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ

۱۲۷۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو قبر میں اس کا ٹھکانا صبح وشام اس کو پیش کیا جاتا ہے یعنی اسے دکھایا جاتا ہے' اگر وہ جنتی ہے تو جنتیوں کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر دوزخی ہے تو دوزخیوں کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے' اور اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا ٹھکانا ہے' یعنی جنتی کو

۱۲۷۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی (۱۳۷۹)، مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب عرض مقعد المیت من الجنة او النار علیه (۶۵/ ۲۸۶۶)

حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

جنت اور دوزخی کو دوزخ دکھا دی جاتی ہے اور اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ قیامت تک تیرا یہی ٹھکانا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو قیامت کے دن اٹھائے گا۔ بخاری و مسلم۔

عذابِ قبر کا اثبات

١٢٨۔ (٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ یَهُوْدِیَّةً دَخَلَتْ عَلَیْهَا، فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَآئِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ فَقَالَ: ((نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)) قَالَتْ عَآئِشَةُ: فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدُ صَلّٰی صَلَاةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

١٢٨۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک یہودیہ عورت آئی، اور عذاب قبر کا ذکر کر کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو خدا قبر کے عذاب سے بچائے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اب تک عذاب قبر کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا، اس لیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے) تو آپ سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق و سچ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

١٢٩۔ (٥) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ حَائِطٍ لِّبَنِی النَّجَّارِ عَلٰی بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ، اِذْحَادَتْ بِهٖ وَکَادَتْ تُلْقِیْهِ۔ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْخَمْسَةٌ، فَقَالَ: وَمَنْ یَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ؟)) قَالَ رَجُلٌ اَنَا۔ قَالَ: ((فَمَتٰی مَاتُوْا؟)) قَالَ: ((فِی الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْهُ))، ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ عَلَیْنَا، فَقَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عذاب النَّارِ)) قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مَنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ ((تَعَوَّذُوْا بِااللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَرْ))۔ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا مَا بَطَنَ))۔ قَالُوْا: نَعُوْذُ

١٢٩۔ (۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ خچر بگڑ گئی اور ایسی بدکی قریب تھا کہ آپ کو گرا دے ناگہاں اس جگہ پانچ یا چھ قبریں معلوم ہوئیں آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ان قبر والوں کو تم میں سے کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے جواب دیا ہاں حضرت میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ لوگ کس حال میں مرے تھے؟ یعنی شرک کی حالت میں مرے تھے یا ایمان کی حالت میں مرے تھے۔ اس نے کہا شرک کی حالت میں مرے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت اپنے قبروں میں آزمائی جاتی ہے، اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو قبروں میں دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ جو عذابِ قبر میں سن رہا ہوں وہ تم کو بھی سنا دے (اور اگر اس عذاب کو تم سن لو تو مردوں کو قبروں میں دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے اس لیے میں تمہارے سنانے کے لیے دعاء نہیں کرتا) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم

١٢٨۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر (١٣٧٢)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب التعوذ القبر (١٢٥/ ٥٨٦)

١٢٩۔ صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب عرض مقعد المیت من الجنة...... (٦٧/ ٢٨٦٧)

بِـالـلّٰـهِ مِـنَ الْـفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ: رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تم کو دوزخ کے عذاب سے بچائے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو قبر کے عذاب سے لوگوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں قبر کے عذاب سے' یعنی اللہ تعالیٰ ہم کو قبر کے عذاب سے بچائے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے پناہ مانگو ظاہری اور باطنی فتنوں سے' لوگوں نے کہا ہم خدا سے پناہ چاہتے ہیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے' پھر آپ نے فرمایا: تم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو' لوگوں نے کہا ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں دجال کے فتنہ سے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

منکر نکیر کے سوال اور قبر کا عذاب

۱۳۰۔ (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ اَتَاهُ مَلَكَان اَسْوَدَان اَزْرَقَان يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا: اَلْمُنْكَرُ، وَلِلْاٰخَرُ: اَلنَّكِيْرُ۔ فَيَقُوْلَان: مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، فَيَقُوْلَان قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِيْنَ، ثُمَّ يُنَوَّرُلَهٗ فِيْهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ: نَمْ ۔ فَيَقُوْلُ: اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ۔ فَيَقُوْلَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰی يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ، لَا اَدْرِیْ فَيَقُوْلَان قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ: فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ: اَلْتَئِمِیْ عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ، فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّباً حَتّٰی يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۱۳۰۔ (٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے اور سیاہ رنگ والے آتے ہیں ایک فرشتہ کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے وہ دونوں اس مردے سے پوچھتے ہیں' تو اس شخص کی نسبت کیا کہتا تھا۔ (جو نبی بنا کر تمہارے پاس بھیجے گئے تھے) اگر وہ مردہ مومن تھا تو ان فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ جواب سن کر دونوں فرشتے کہتے ہیں ہم یہ جانتے تھے کہ تم یہ جواب دو گے' اس کے بعد اس کی قبر چاروطرف سے ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے اس میں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے تم آرام سے سو جاؤ۔ وہ مردہ ان سے کہتا ہے میں اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتا ہوں اور جا کر میں انہیں قبر کی باتوں کو بتاؤں گا۔ دونوں فرشتے کہتے ہیں تم اس طرح سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و پیارہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے گا یعنی قیامت تک آرام سے لیٹے رہو، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو جگائے گا۔ اور اگر وہ مردہ منافق ہوتا ہے تو ان فرشتوں کے جواب

۱۳۰۔ حسن: سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر (۱۰۷۱)

میں کہتا ہے جو کچھ میں لوگوں سے سنا کرتا تھا' میں بھی اسی طرح کہہ دیا کرتا تھا۔ میں حقیقت نہیں جانتا۔ دونوں فرشتے اس کے جواب میں کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہ جواب دے گا، پس زمین کو حکم دیا جاتا ہے کہ تو اس مردے کے اوپر مل جا اور اس کو دبوچ۔ چنانچہ زمین اس طرح دبوچتی ہے اور بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں اُدھر کی اِدھر اور اِدھر کی اُدھر یعنی داہنی طرف کی پسلی بائیں جانب اور بائیں جانب کی پسلی دائیں جانب ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا یہاں تک کہ اس جگہ سے اٹھایا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

١٣١ - (٧) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ﷛، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ، فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَنْ رَّبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: وَمَا يُدْرِيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ؛ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ الاية. قَالَ: فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ: اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ، وَيُفْتَحُ. قَالَ: فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ: وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ، وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ: مَنْ رَّبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ، لَا اَدْرِيْ! فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ، لَا اَدْرِيْ! فَيَقُوْلَانِ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ، لَا اَدْرِيْ! فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ: اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ، وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ: فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ: وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ،

۱۳۱۔ (۷) حضرت براء بن عازب ﷛ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قبر میں) مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس میت کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں دونوں اس سے دریافت کرتے ہیں کہ **من ربك** تمہارا رب کون ہے؟ (اگر وہ مومن ہے تو جواب میں کہتا ہے) **ربی اللہ** میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ دونوں فرشتے پوچھتے ہیں **ما دینك** تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے **دینی الاسلام** میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ دونوں دریافت کرتے ہیں وہ کون شخص ہے جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے! وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے اس مردے سے سوال کرتے ہیں ان باتوں کو تم کو کس نے بتایا؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے خدا کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آیت کریمہ کا یہی مطلب ہے کہ **یثبت اللہ..... الخ** کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھا دو۔ اور جنت کا لباس پہنا دو' اور اس کے لیے جنت کی طرف کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور منتہائے نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ کافر کی موت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ دونوں فرشتے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں ان

١٣١ - صحيح: مسند احمد (٤/ ٢٨٧-٢٨٨)، ابوداؤد كتاب السنة باب فى المسالة فى القدر وعذاب القبر (٤٧٥٣)

مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ، لَوْضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَاباً، فَيُضْرَبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَّسْمَعُهَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ، فَيَصِيْرُ تُرَاباً، ثُمَّ يُعَادُفِيْهِ الرُّوْحُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

حضرت کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے؟ وہ جواب دیتا ہے' ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو۔ اور آگ ہی کا لباس پہنا دو۔ اور دوزخ کی طرف اس کے لیے دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے اس کی گرم ہوائیں اور لوئیں اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے لیے اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اُدھر کی پسلیاں اِدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں' پھر اس پر ایک اندھا، بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ اس گرز سے اس مردے کافر کو مارتا ہے' جس کے چیخنے و چلانے کی آواز کو مشرق سے مغرب تک انسانوں اور جنوں کے علاوہ تمام چیزیں سنتی ہیں اور اس مار سے وہ مٹی اور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر اس کی روح اس میں لوٹا دی جاتی ہے' ایسا ہی عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح: اندھا بہرہ فرشتہ اس لیے مسلط کر دیا جاتا ہے کہ مردے کے چیخنے چلانے کی آواز نہ سنے کہ رحم کھا کر چھوڑ دے۔

قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر کوئی نہیں

۱۳۲۔ (۸) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيْلَ لَهُ: تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَاتَبْكِيْ، وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا؟! فَقَالَ۔ اِنَّ رسول اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ، فَاِنْ نَجَامِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ اَيْسَرُ مِنْهُ، وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ اَشَدُّ مِنْهُ))۔ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۳۲۔ (۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو دیر تک آنسو بہا کر روتے۔ یہاں تک کہ آپ اپنی ریش مقدس کو آنسوؤں سے تر بتر کر دیتے' ان سے کہا گیا آپ جنت و دوزخ کو ذکر کرتے ہیں اور اس کے ذکر سے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر کیوں روتے ہیں؟ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس منزل سے کسی کو نجات حاصل ہوگئی تو پھر اس کے بعد اس کے لیے آسان ہی آسان ہے اور اگر اس منزل سے نجات نہیں پائی۔ تو اس کے لیے اس کے بعد دشواری ہی دشواری ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر سے زیادہ خطرناک منظر کبھی نہیں دیکھا یعنی قبر کا منظر بہت خوفناک و دہشت ناک ہے۔ اس حدیث کو ترمذی' ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

مسلمان بھائی کے لیے ثابت قدمی کی دُعا

۱۳۳۔ (۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ، ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ،

۱۳۳۔ (۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مردے کے دفن سے فارغ ہو جاتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں سے فرماتے۔ اپنے اس مسلمان بھائی کے لیے

۱۳۲۔ حسن: سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی ذکر الموت (۲۳۰۸)، ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر القبر والبلی (۴۲۶۷)

۱۳۳۔ صحیح: سنن ابی داوٗد کتاب الجنائز باب استغفار عِندعنبدالقبر (۳۲۲۱)

فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْئَلُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

استغفار کرو۔ اور اس کی ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اس وقت اس سے پوچھا جا رہا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفن کرنے کے بعد میت کے لیے دعا اور استغفار مستحب ہے۔

۱۔ سعید بن منصور رحمہ اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر مٹی دے دینے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

((اللهم نزل بك صاحبنا و خلف الدنيا خلف ظهره اللهم ثبت عند المسئلة منطقه و لا تبتله في قبره بما لا طاقة له به.))

''اے اللہ تو اس کے سوال کے وقت اس کی گویائی اور زبان کو ثابت رکھ اور طاقت سے زیادہ اسے قبر میں نہ مبتلا فرما۔

۲۔ آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دفن کر دینے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے ثابت قدمی کے لیے اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے:

اللهم هذا عبد وهو انت اعلم به منا ولا نعلم منه الا خيرا وقد اجلسته لتسئله اللهم فثبته بالقول الثابت في الاخرة كما ثبته في الدنيا اللهم ارحمه الحقه بنبيه ولا تضلنا بعده ولا تحرمنا اجره.))

''اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ اور ہم اس کی جانب سے سوائے بھائی کے اور کچھ نہیں جانتے سوال کرنے کے لیے تو نے اس کو بٹھایا ہے' اے اللہ! قبر اور آخرت میں قول ثابت ،کلمہ طیبہ کے ساتھ ثابت رکھ جس طرح تو نے دنیا میں ثابت رکھا۔ تو اس پر رحم فرما اور اس کو اس کے نبی سے ملا دے۔ اور اس کے بعد ہم کو گمراہ نہ کر اور نہ اس کے ثواب سے ہم کو محروم رکھ۔'' (طي الفراسخ في احوال البرازخ ص ۱۸)

دفن کے بعد تلقین میت کی سب روایتیں کمزور ہیں۔ نفس دعا کی روایتیں صحیح ہیں جیسا کہ ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اس سے نیچے والی حدیث سے بھی یہی پتہ چلتا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تلخیص الحبیر'' میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے۔ تم اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور استقامت اور اثبات کی دعا مانگو۔ اس وقت میت سے قبر میں سوال کیا جا رہا ہے۔ حاکم' بزار' اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا۔

کافر کے لیے عذاب قبر

۱۳۴۔ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا' تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ' لَوْاَنَّ تِنِّيْنًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَآ اَنْبَتَتْ خَضْرَآءَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ' وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ' وَقَالَ: ((سَبْعُوْنَ)) بَدَلَ

۱۳۴۔ (۱۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے (سانپ) مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ اگر ان اژدھوں میں سے کوئی ایک اژدہا زمین میں پھنکار مار دے' تو زمین کبھی کوئی سبزہ نہ اگا سکے۔ اس حدیث کو دارمی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ننانوے کے بدلے ستر کا لفظ کہا ہے۔ اس میں کوئی تناقض نہیں ہے یا تو

۱۳۴۔ **ضعیف:** الترمذی کتاب صفة القیامة باب (۲۴۶۰) دارمی (۲۸۱۵)

((تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ))

اس سے کثرت مراد ہے یا مختلف لوگوں کے لیے ہے۔ کسی کے لیے ننانوے اور کسی کے لیے ستر۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

سعد بن معاذ کے لیے قبر کا تنگ اور کشادہ ہونا

۱۳۵۔ (۱۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ، فَلَمَّا صَلّٰی عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا، ثُمَّ كَبَّرَ، فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: ((لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰی هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰی فَرَجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۳۵۔(۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں نکلے جب ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جب قبر میں اتار دیا گیا اور قبر کی مٹی برابر کر دی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی یعنی۔ سبحان اللہ کہا۔ تو ہم نے بھی دیر تک سبحان اللہ کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا ہم نے بھی اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ سے دریافت کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کیوں پڑھی اور پھر اللہ اکبر کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس اللہ کے نیک بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی ہماری تسبیح وتکبیر کی برکت سے اللہ نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۱۳۶۔ (۱۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ، وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ، لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِجَ عَنْهُ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۱۳۶۔(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) ایسے شخص ہیں جب ان کی روح آسمان پر پہنچی تو خوشی کی وجہ سے عرش الٰہی جھومنے لگا۔ اور آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں آئے، لیکن اس کے باوجود قبر تنگ کر دی گئی پھر یہ تنگی دور کر دی گئی اور قبر کشادہ ہو گئی۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے، یہ قبر کا چمٹنا محبت کے طور پر تھا۔ لیکن چونکہ تکلیف دہ صورت میں اس کا اظہار ہوا اس لیے اس باب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قبر کا فتنہ

۱۳۷۔ (۱۳) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَطِيْبًا۔ فَذَكَرَ فِتْنَةَ

۱۳۷۔ (۱۳) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تقریر فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو قبر

۱۳۵۔ ضعیف: مسند احمد (۳/ ۳۶۰)

۱۳۶۔ صحیح: سنن النسائی کتاب الجنائز باب ضمة القبرو۔ (۲۰۵۴)

۱۳۷۔ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر (۱۳۷۳)، نسائی کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر (۲۰۶۱)

الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِكَ، ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ هٰکَذَا، وَزَادَ النَّسَآئِیُّ۔ حَالَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَنْ اَفْهَمَ کَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا سَکَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِیْبٍ مِّنِّیْ: اَیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْكَ! مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ آخِرِ قَوْلِهٖ؟ قَالَ: ((قَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ قَرِیْباً مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ))

کے ان فتنوں کا تذکرہ فرمایا جس میں انسان کا امتحان لیا جائے گا۔ جب آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا تو مسلمان (اس قبر کے عذاب سے خوفزدہ ہو کر) رونے اور چلانے لگے۔ بخاری نے اس طرح سے روایت کیا ہے۔ نسائی نے اتنا زیادہ ذکر کیا ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں کے شور وغل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی بات کو میں اچھی طرح نہ سمجھ سکی جب لوگوں کا رونا چلانا کم ہوا تو میں نے ایک شخص سے کہا جو میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اے صاحب! اللہ آپ کو برکت دے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر میں یہ فرمایا تھا کہ میرے پاس اس بات کی وحی بھیجی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا اس طرح امتحان لیا جائے گا۔ جس طرح دجال کے زمانے میں دجال کے فتنوں سے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ دجال کا بڑا دہشت ناک فتنہ ہے۔ اسی طرح سے قبر کا بھی خطرناک فتنہ ہے اللہ تعالیٰ سب فتنوں سے بچائے۔ (اس حدیث کی راویہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہیں۔ قارئین کے فائدے کے لیے ان کے مختصر حالات درج کیے جا رہے ہیں۔)

ان کا لقب ذات النطاقین تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح تھا۔ اپنے شوہر کی طرح انہوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت کی' ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ان کا ایمان لانے والوں میں اٹھارواں نمبر تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق صحبت تھے۔ آپ ﷺ دوپہر کو ان کے پاس تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان مہیا کیا' دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا' نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں۔ پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا۔ یہ وہ شرف تھا جس کی بناء پر ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے' ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو جو ان کے والد تھے معلوم ہوا۔ بولے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا وہ کثیر دولت چھوڑ کر گئے ہیں۔ یہ کہہ کر اٹھیں اور جس جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال رہتا تھا' وہاں بہت سے پتھر رکھ دیے اور ان پر کپڑا ڈال دیا' پھر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لے گئیں اور کہا ٹٹول لیجیے۔ دیکھیے یہ رکھا ہے' ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نابینا تھے اس لیے مان گئے اور کہا خیر کھانے کو بہت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی تسکین کے لیے ایسا کیا تھا۔ ورنہ وہاں ایک حبہ بھی نہ تھا۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہم بھی آئیں۔ قبا میں قیام کیا۔ یہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے عبداللہ کو گود میں لیا' گھٹی دی' اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ (بخاری) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب جوان ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کے پاس رہنے لگیں' کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے گھٹی میں آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک پیا تھا۔ اس بناء پر جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سن شعور کو پہنچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے' ادھر سلطنت بنوامیہ کا فرمانبروا (یزید) سرتاپا فسق و فجور میں غرق تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے

اس کی بیعت سے انکار کیا' مکہ میں پناہ گزیں ہوئے اور وہیں سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی' چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و جلالت کا ہر شخص معترف تھا۔ اس لیے تمام دنیائے اسلام نے اس صدا پر لبیک کہی۔ اور ملک کا بڑا حصہ ان کے علم کے نیچے آ گیا۔ لیکن جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا۔ تو اس نے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی تیاریاں کیں' شامی لشکر نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا' تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے وہ بیمار تھیں' پوچھا کیا حال ہے؟ بولیں بیمار ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا۔ شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا ہے لیکن میں ابھی مرنا پسند نہیں کرتی' میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑ کر قتل ہو جاؤ اور میں صبر کروں' یا تم کامیاب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں' ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہنس کر چلے گئے۔ شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ماں کی خدمت میں آئے۔ وہ مسجد میں بیٹھی تھیں صلح کے متعلق مشورہ کیا۔ بولیں بیٹا قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں۔ کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار مارنا ذلت کے ساتھ کوڑا مارنے سے بہتر ہے' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور لڑ کر مردانہ وار شہادت حاصل کی۔ حجاج نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکایا۔ تین دن گذرنے پر حضرت اسماء کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں' لاش الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا۔ اور نہایت استقلال سے کہا: ''کیا اس سوار کو گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا'' حجاج کو چھیڑ منظور تھی' آدمی بھیجا کہ ان کو جا کر لائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کیا اس نے پھر آدمی بھیجا کہ ابھی خیرت ہے' ورنہ آئندہ جو شخص بھیجا جائے گا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا۔ حضرت اسماء صرف خدا کی شان جباری کی معترف تھیں' جواب دیا میں نہیں جا سکتی حجاج نے مجبوراً خود جوتہ پہنا۔ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی' حجاج نے کہا کہیے' میں نے دشمن خدا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بولیں تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی۔ بولیں میں نے سنا ہے کہ تو ان کو طنزاً۔ ذات النطاقین کا بیٹا کہتا ہے۔ خدا کی قسم ذات النطاقین میں ہی ہوں۔ میں نے نطاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھا تھا۔ اور دوسری نطاق کمر میں لپیٹی تھی لیکن یاد رہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے۔ حجاج نے یہ حدیث سنی تو چپ چاپ اٹھ کھڑا ہوا۔ (مسلم)

چند دنوں کے بعد عبدالملک کا حکم پہنچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یہود کے قبرستان میں پھنکوا دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اٹھوا کر گھر منگوایا اور غسل دلوا کر جنازہ کی نماز پڑھی' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا جوڑ جوڑ الگ تھا۔ نہلانے کے لیے کوئی عضو اٹھایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا۔ لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ خدا کی رحمت ان ہی پارہ پارہ ٹکڑوں پر نازل ہوئی ہے۔ (اسد الغابہ استیعاب)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے۔ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ جمادی الاول ۷۳ ہجری کا واقعہ ہے اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔ (استعاب)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کو بہت طول دیا۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں۔ جن میں سے ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے۔ لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غش آ گیا۔ اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔ (مسند) ابن ابی طیکہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں کہ یہ میرا گناہ ہے۔'' اور جو گناہ خدا معاف کرتا رہتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ (سیر الصحابیات)

حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ اس کی متعدد مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ حجاج بن یوسف جیسے جبار اور ظالم کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھیں وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر تھیں۔ ایک دن وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی کنیز کے ساتھ آئیں اور دریافت کیا کہ امیر کہاں ہے؟ معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئیں۔ اس نے دیکھتے ہی کہا تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا اس لیے خدا نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہم نے برجستہ جواب دیا۔ تو جھوٹا ہے وہ ملحد نہ تھا بلکہ صائم' پارسا اور شب بیدار تھا۔ یہ نیک بخت خاتون نہایت صابر تھیں' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک قیامت تھی' جوان کے لیے قیامت کبریٰ بن گئی تھی۔ لیکن اس میں انہوں نے جس استقلال جس عزم' جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا اس کی تاریخ میں بہت کم نظیریں مل سکتی ہیں۔ حد درجہ خوددار تھیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم امیر کی نخوت بھی ان کی خودداری کی چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھی۔

بایں ہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھیں' محنت مشقت میں ان کو بالکل عارضہ نہ تھا' چنانچہ جب ان کا نکاح ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا صرف ایک اونٹ اور گھوڑا تھا۔ وہ گھوڑے کو دانہ دیتی اور پانی بھرتی' ڈول سیتی تھیں' روٹی پکانی نہیں آتی تھی۔ اس لیے آٹا گوندھ کر رکھتیں اور انصار کی بعض عورتیں پکا دیتی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر وہ چھوہاروں کی گٹھلیاں چنتیں اور تین فرلانگ سے سر پر لاد کر لاتی تھیں۔ ایک دن اسی حالت میں آ رہی تھیں۔ کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوگئی' آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہو جائیں لیکن ان کو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں گھر آ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ سبحان اللہ سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہیں آتی' کچھ زمانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام دیا۔ جو گھوڑے کی تربیت اور دیکھ بھال کرتا تھا اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مصیبت کم ہوئی' کہتی تھیں **فکانما اعتقنی**' گویا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو آزاد کر دیا' غربت کی وجہ سے جو کچھ خرچ کرتیں۔ ناپ تول کر خرچ کرتیں آنحضرت ﷺ نے منع کیا کہ پھر خدا بھی ناپ کر دے گا اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہوگئی اور پھر کبھی تنگ دست نہیں ہوئیں۔ (بخاری)

یہ نیک بخت خاتون حد درجہ فیاض تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصے میں آیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو لاکھ درہم پر فروخت کر کے کل رقم عزیزوں میں تقسیم کر دی (خلاصہ) بیمار پڑتیں تو اپنے تمام غلام آزاد کر دیتی تھیں' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مزاج تیز تھا' اس لیے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں بلا اجازت ان کے مال سے خیرات دے سکتی ہوں' آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔ ایک مرتبہ ان کی ماں مدینہ آئیں اور ان سے روپیہ مانگا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں مشرکہ ہے کیا میں ایسی حالت میں ان کی مدد کر سکتی ہوں۔ ارشاد ہوا ہاں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو (بخاری) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کئی حج کیے پہلا حج آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اس میں جو کچھ دیکھا تھا۔ ان کو بالکل یاد تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب حج کے لیے آئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تو رات کی نماز پڑھی۔ پھر اپنے غلام سے پوچھا چاند چھپ گیا۔ اس نے کہا نہیں پھر جب چاند ڈوب گیا بولیں کہ اب رمی کے لیے چلو رمی کے بعد پھر واپس آئیں اور صبح کی نماز پڑھی اس نے کہا آپ نے بڑی عجلت کی' فرمایا' آنحضرت ﷺ نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ جب کبھی "حجون" سے گذرتیں کہتیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہاں پڑتے تھے۔ اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا۔ ہم نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر

کے حلال ہوئے تھے (بخاری) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی نیک اور بہت بہادر تھیں اخلاقی جرأت و ہمت کے چند واقعات اوپر گذر چکے ہیں۔

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عروج اسلام میں جب فتنہ فساد اور بدامنی شروع ہوئی۔ تو انہوں نے ایک خنجر رکھا تھا لوگوں نے پوچھا اس کا کیا فائدہ ہے بولیں اگر کوئی چور آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی (ذیل طبری) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے تقدس کا عام چرچا تھا لوگ ان سے دعا کراتے تھے جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی اور دعا کے لیے آتی تو اس کے سینہ پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (بخاری)

قبر کے اندرونی مناظر

۱۳۸۔ (۱۴) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ، وَيَقُوْلُ: دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

۱۳۸۔ (۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مردے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے سامنے آفتاب کے غروب ہونے کا وقت پیش کیا جاتا ہے یعنی اسے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ سورج ڈوبنے والا ہے۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے اگر وہ مومن ہے تو منکر نکیر سے کہتا ہے مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (یہ شخص پکا نمازی ہوگا وہ ممکن ہے یہ سمجھتا ہو کہ میں دنیا میں ہوں۔ اس کے بعد فرشتے اس سے سوال و جواب کریں گے)

۱۳۹۔ (۱۵) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِيْ قَبْرِهٖ مِنْ غَيْرِ فَزَعٍ وَلَا مَشْغُوْبٍ، ثُمَّ يُقَالُ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ۔ فَيُقَالُ: مَاهٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ اللّٰهَ؟ فَيَقُوْلُ: مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّرَى اللّٰهَ، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ، أُنْظُرْ إِلٰى مَاوَقَاكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السَّوْءُ فِيْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَّشْغُوْبًا، فَيُقَالُ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِيْ!

۱۳۹۔ (۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مردہ قبر میں پہنچ جاتا ہے تو اگر وہ مومن ہے تو قبر میں اطمینان کے ساتھ اٹھ بیٹھتا ہے نہ وہ خوف زدہ ہوتا ہے اور نہ کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ پھر اس سے دریافت کیا جاتا ہے تو کس دین میں تھا؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں مذہب اسلام کا پابند تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے ان صاحب کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتا ہے وہ محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں اور خدا کے پاس سے ہمارے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے دنیا میں کوئی خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔ پھر اس کے بعد دوزخ کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے وہ اسے دیکھتا ہے کہ آگ کے بعض حصے بعض حصے کو توڑتے ہیں۔ یعنی آگ کے شعلوں کو اس طرح بھڑکتا ہوا دیکھتا ہے کہ ایک کی لپٹ دوسرے کو کھا رہی ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے اس دوزخ کی آگ کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچا لیا ہے (اب دوزخ میں تم نہیں داخل ہوگے) پھر جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے وہ جنت کی

۱۳۸۔ صحیح: سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر القبر والبلى (۴۲۷۲)

۱۳۹۔ صحیح: سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر القبرو البلى (۴۲۶۸)

فَيُقَالُ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ، فَيُفَرَّجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ فُرْجَةً اِلَى النَّارِ، فَيَنْظُرُ، اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

چیزوں اور اس کی تروتازگی وخوبصورتی ورونق کو دیکھتا ہے اس سے کہا جاتا ہے یہی تیرا ٹھکانا ہے۔ اس وجہ سے کہ تو یقینی ایمان پر تھا اور اسی پر مرا ہے اور اسی پر اگر خدا نے چاہا تو اٹھایا جائے گا۔ اور برا آدمی قبر میں گھرایا ہوا، پریشان، خوف زدہ ہو کر اٹھ بیٹھتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے تو کس دین میں تھا؟ یعنی تیرا کیا دین تھا۔ وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا' پھر اس سے کہا جاتا ہے ان کے بارے میں تم کیا کہتے تھے جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے؟ وہ جواب دیتا ہے جو لوگوں کو کہتے ہوئے سنتا تھا وہی میں کہتا تھا۔ تو اس کے لیے جنت کی طرف کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی چیزوں اور اس کی تروتازگی وخوبصورتی کو دیکھتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے اس جنت کو دیکھو جس سے خدا نے تم کو پھیر لیا ہے اب تم جنت میں نہیں داخل ہو سکتے پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے تو وہ جہنم کو دیکھتا ہے کہ اس کے بعض شعلے بعض کو کھائے جا رہے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے یہی دوزخ تیرا ٹھکانا ہے تو دنیا میں شک ہی پر تھا اور اسی شک پر تو مرا ہے اور خدا نے چاہا تو قیامت کے دن اسی شک پر اٹھایا جائے گا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

قرآن وحدیث اور خدا اور رسول کی تابعداری کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جن کو ہم نے فضائل حدیث اور اسلامی تعلیم میں بیان کر دیا ہے کتاب سے مراد قرآن مجید اور سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل تقریر ہے جس کو حدیث کہا جاتا ہے۔

❀❀❀❀

(۵)......بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

بدعت کا ردّ

١٤٠ ـ (١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۔(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی جس نے دین اسلام میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جس کی شہادت قرآن وحدیث سے نہیں ملتی ہے تو وہ مردود اور نا قابل عمل ہے اسی کو بدعت کہتے ہیں۔جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

بدعت گمراہی ہے

١٤١ ـ (٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۔(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امابعد (یعنی خطبہ میں فرمایا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد تم لوگ اس بات کو جان لو) کہ سب باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب راستوں سے اچھا راستہ محمد رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے اور سب کاموں سے زیادہ برا کام وہ ہے جو دین میں نیا کام نکالا گیا ہو۔اور ہر بدعت گمراہی ہے۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:......بدعت کے معنی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کی کوئی مثال پہلے سے نہ ہو لیکن اسلامی محاورہ میں اس نئے کام کو کہا جاتا ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ہے اور اس کو دین کا ایک حکم اور کار خیر سمجھ کر کیا جائے۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔(۱) بدعت ضلالت، جو خدا رسول کے مخالف نہ ہو۔اس کو بدعت حسنہ بھی کہا جاتا ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من سن فی الاسلام منة حسنة فله اجوها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئ و من سن فی الاسلام و سة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شئ.)) (مسلم ترغيب ص ٣٩)

”جس نے اسلام میں نیا طریقہ ایجاد کیا (جو خدا رسول کے احکام کے موافق ہے) تو اس موجد کو بھی ثواب ملے گا اور اس کے بعد جو بھی اس سنت حسنہ پر عمل کرنے والا ہو گا اس کا یہی ثواب اسی موجد کو ملے گا۔بغیر اس کے کہ کسی کے

١٤٠ ـ صحيح البخاری كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور...... (٢٦٩٨)، مسلم كتاب الاقضية باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور (١٧١٨-١٧)

١٤١ ـ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة والخطبة (٤٣/ ٨٦٧)

ثواب سنت سیۂ پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی موجد کے ذمہ ہوگا بغیر اس کے کہ کسی کے گناہ میں سے کوئی کمی واقع ہو۔"

علامہ ابن اثیر نہایہ جلد ۱ ص ۸۰ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کی تراویح ایک جماعت کر دینے کے بارے میں فرمایا تھا نعمت البداعۃ یعنی تراویح کی نماز با جماعت ادا کرنا اچھا طریقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسم ہے' بدعت ہدایت' بدعت ضلالت' جو خدا اور رسول کے احکام کے خلاف میں ہے وہ بدعت ضلالت ہے اور بدعت سیۂ ہے اس کی مذمت و برائی ہے اور جو خدا رسول کی مرضی کے مطابق اور ان کے احکام کے موافق ہے گو اس کی کوئی مثال پہلے سے نہ ہو۔ بلکہ اس کی خوبی و اچھائی ثابت ہے جیسے سخاوت اور نیک اور نیک کاموں کی نئی نئی صورتیں اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ جیسے یتیم خانے' اسلامی درسگاہیں اور دینی کتابوں کی اشاعت وغیرہ۔ کیونکہ ان کی ممانعت ثابت نہیں ہے۔ اور نہ یہ شریعت کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ نے نیک کاموں کے لیے ثواب ٹھہرایا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جس نے شریعت کے مطابق کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا ہے تو اس کو بھی ثواب ملے گا۔ اور اس کے عامل کا بھی ثواب اسی موجد کو ملے گا۔ اور اس کے خلاف کے متعلق فرمایا جس نے شریعت کے خلاف کوئی طریقہ ایجاد کیا تو اس کا گناہ اور اس کے عامل کا گناہ اسی موجد پر ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو تراویح کو بدعت فرمایا ہے وہ اسی بدعت حسنہ کے لحاظ سے ہے۔ یہ افعال خیر میں داخل ہے۔ اور خدا و رسول کے احکام میں شامل ہے اور اس کو بدعت اس لیے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ اس کا انتظام نہیں تھا جیسا انتظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے چند راتوں میں پڑھ کر چھوڑ دیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی ایسا ہی رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع کر کے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر دیا اور روزانہ تراویح پڑھنے کی رغبت دلائی اسی لیے اس کو بدعت فرمایا ورنہ درحقیقت وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ سنت میں داخل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تم میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو' اور آپ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا۔ اسی بدعت سیۂ پر کل محدثۃ بدعۃ اور کل بدعۃ ضلالۃ کو محمول کیا جائے گا۔ یعنی جو نیا کام اصول شرع کے مخالف ہو وہ گمراہی ہے۔ لہٰذا ہر شرعی بدعت گمراہی ہے جس سے بچنا بچانا ضروری ہے۔"

تین بد بخت لوگ

۱۴۲۔ (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۲۔ (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص سب سے زیادہ برے ہیں جن سے خدا سخت ناراض ہے۔ (۱) حد حرم میں کجروی اختیار کرنے والا (۲) اسلام میں جاہلیت کی باتوں کو تلاش کرنے والا (۳) کسی مسلمان کے ناحق خون کا طلب گار کہ اس کے خون کو ناحق بہائے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... ملحد کے معنی الحاد کرنے والے اور کجروی اختیار کرنے والے ہیں یعنی بے دین ہو جانا اور خدا کی حرمات کی بے

۱۴۲۔ صحیح البخاری کتاب الدیات باب من طلب دم امری بغیر حق (۶۸۸۲)

حرمتی کرنا اور حد حرم شریف میں جنگ وجدال اور شکار کرنا جو کہ حرام ہے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب السعیر﴾ (الحج آیة: ٢٥) ''یعنی جو حرم میں الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔'' مکہ میں لوگوں کو مارنا تکلیف دینا شکاری جانوروں کا شکار کھیلنا اور غلہ روکنا الحاد ہے جیسا کہ فرمایا: ((اِحْتِکَارُ الطَّعَامَ فِی الْحَرَمِ اَلْحَاد .)) ''حرم کی سرحد میں غلہ کو روکنا الحاد ہے۔'' اس حدیث میں الحاد سے اسی قسم کا الحاد مراد ہے اور لغت میں لحد اور الحاد بغلی قبر کھودنے کے بھی ہیں جیسے آپ نے فرمایا ہے: ((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُ لِغَیْرِنَا .)) ہمارے لیے بغلی قبر ہے اور دوسروں کے لیے صندوقچی ہے۔ اور الحاد کے معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے بھی ہیں۔ بہر حال ملحد فی الحرم خدا کے نزدیک مبغوض ہے اور دوسرا جو اسلام میں جاہلیت کے رسم و رواج کے طریقے کو طلب کرنے والا ہو۔ جیسے نوحہ کرنا اور شگون بد لینا اور دیگر کافروں اور مشرکوں کے رسم و رواج پر چلنا۔ کسی مسلمان کو ناحق مارنا حرام ہے: ((قِتَالُ الْمُسْلِمِ کُفْرٌ .)) ''مسلمان کو بلا وجہ قتل کرنے والا ہے۔''

جنت میں جانے سے انکار کرنے والا

١٤٣۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی)) قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی؟ قَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٤٣۔ (٤) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے میرا انکار کیا (وہ نہیں داخل ہوگا) آپ سے دریافت کیا گیا وہ کون شخص ہے جس نے آپ کا انکار کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری تابعداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کر دیا ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرض ہے۔ اور نافرمانی کرنے سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا انکار کرنا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال

١٤٤۔ (٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتْ مَلَائِکَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا: اِنَّ لِصَاحِبِکُمْ هٰذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا۔ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَّالْقَلْبُ یَقْظَانٌ فَقَالُوْا: مَثَلُهٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَّجَعَلَ فِیْهَا مَادُبَةً وَّبَعَثَ دَاعِیاً، فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّرَ وَاَکَلَ مَعَهُ الْمَادُبَةَ، وَمَنْ لَّمْ یُوجِبِ الدَّعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَأْکُلْ مِنَ الْمَادُبَةِ۔ فَقَالُوْا: اَوِّلُوْهَا لَهٗ یَفْقَهُهَا۔

١٤٤۔ (٥) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جب کہ آپ سو رہے تھے ان فرشتوں نے آپس میں کہا کہ ان تمہارے صاحب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو۔ ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا آپ سو رہے ہیں مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ جب کہ سن نہیں سکتے' ان میں سے بعض فرشتوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے (جو کچھ تم بیان کرو گے وہ سمجھ لیں گے)۔ پھر وہ بیان کرنے لگے ان کی ایسی مثال ہے جیسے کسی شخص نے مکان تیار کیا اور لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے دستر خوان چنا یعنی دعوت کا انتظام کیا۔ اور

١٤٣۔ صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب ألاقتداء بسنن رسول اللہ۔ (٧٢٨٠)

١٤٤۔ صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ۔ (٧٢٨١)

قَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّهٗ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ. فَقَالُوْا: الدَّارُ الْجَنَّةُ، وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ، فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

لوگوں کو دعوت دینے کے لیے ایک شخص کو بھیجا یہ بلانے والا سب کو دعوت دے رہا ہے) تو جس نے اس بلانے والے کی دعوت منظور کر لی اور اس کے ساتھ ساتھ چلا آیا تو اس کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوگا اور چنے ہوئے دسترخوان سے کھانا بھی کھائے گا۔ اور جس نے اس دعوت دینے والے کی بات نہ مانی اور نہ دعوت کو قبول کیا تو وہ نہ مکان ہی میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ دعوت کا کھانا ہی کھا سکتا ہے۔ ان فرشتوں نے کہا بہت بہترین مثال ہے لیکن اس مثال کی توضیح وتشریح کر دو تاکہ آپ سمجھ لیں۔ اس پر بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں۔ (کیا سمجھیں گے) دوسرے نے جواب دیا آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے (جو کہو گے آپ صاف صاف سمجھ جائیں گے) تو پھر وہ کہنے لگے وہ مکان تو جنت ہے (اور اس کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے اس نے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے محمد (ﷺ) کو بھیجا ہے۔ کہ آپ بلانے والے ہیں۔ جس نے محمد ﷺ کی دعوت منظور کر لی اور آپ کی اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور مکان جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہاں کی نعمتوں کو کھائے گا) اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی نہ وہ جنت میں داخل ہوگا اور نہ وہاں کی نعمتوں کو کھا سکتا ہے' محمد رسول اللہ ﷺ لوگوں میں فرق کرنے اور تمیز کرنے والے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... فرق مشدد کو بعض لوگوں نے ماضی کا صیغہ پڑھا ہے اور بعض نے مصدر پڑھا ہے۔ فارق کے معنی یعنی آپ کافر اور مومن کے درمیان جدا جدا تمیز کر دینے والے ہیں۔ جس نے آپ کی تابعداری کر لی وہ مومن ہے اور جس نے نافرمانی کی تو وہ کافر ہے۔

اس کا نام اسلام ہے

١٤٥۔ (٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ ((يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا؛ فَقَالُوْا: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ؟! فَقَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ: اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا، وَّلَا اُفْطِرُ. وَقَالَ الْاٰخَرُ: اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ: اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟! اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ، لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ،

١٤٥۔ (٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین شخص رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کی کیفیت ان سے دریافت کریں جب ان لوگوں کو آپ کی عبادت کا حال بتایا گیا تو اس کو یہ لوگ کمتر اور بہت ہی معمولی سمجھ کر آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ہم لوگ کہاں ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب قصوروں کو معاف فرما دیا ہے۔ (آپ کی معمولی عبادت بھی کافی ہے) ان میں سے ایک نے کہا میں ساری رات نماز ہی پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ ہی رکھتا رہوں گا اور کبھی روزہ نہیں توڑوں گا۔ تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی بھی شادی نہیں کروں گا (ان کی آپس میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں) رسول اللہ ﷺ

١٤٥۔ صحيح البخاري كتاب النكاح باب الترغيب في النكاح۔ (٥٠٦٣) مسلم كتاب النكاح باب استحباب النكاح لمن ناقت نفسه اليه و وجد مؤنة (٥/ ١٤٠١)

وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

تشریف لے آئے (ان کی ان باتوں کو سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابھی ایسا ایسا کہا ہے۔ بہرحال میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خدا سے تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار بھی ہوں، لیکن اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بیاہ بھی کرتا ہوں۔ یہ سب میرا دستور وطریقہ ہے اور جو میرے اس دستور سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقے پر نہیں ہوگا۔اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... آنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی میانہ روی عبادت کا حال سن کر کہا کہ حضور بخشے بخشائے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ......﴾ ''بے شک ہم نے عظیم الشان فتح آپ کو دی ہے تاکہ آپ کے اگلے اور پچھلے الزاموں اور قصوروں کو درگزر کر دیں۔'' اس آیت کریمہ کو مدنظر رکھ کر آنے والے خدائیوں نے کہ ہماری حضور سے کیا نسبت ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ہم لوگ سرتاپا گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ حضور سرتاپا معصوم ہی معصوم ہیں۔ ہمیں عبادت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیے اسی بناء پر کہا جو کچھ کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا یہ تمہارے خیالات اچھے نہیں ہیں میں خدا کا حق بھی ادا کرتا ہوں اور انسانوں کا بھی حق ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک کام اعتدال سے کرتا ہوں تم میرے طریقے پر چلو دین میں نہ افراط وتفریط کرو۔ میرا طریقہ افراط وتفریط سے خالی ہے جو میرے طریقے سے نکل گیا وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔

١٤٦۔ (٧) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ، صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، فَرَخَّصَ فِيْهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ؟! فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَاَشَدُّهُمْ لَهُ، خَشْيَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

١٤٦۔ (٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اس کے کرنے کی اجازت اور رخصت بھی دے دی لیکن بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ اور اس رخصت کو منظور نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے شرعی رخصت کو نہیں قبول کیا تو آپ نے خطبہ دیا اللہ کی تعریف وشان بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ جس کو میں کرتا ہوں اس سے یہ لوگ کنارہ کشی اختیار کر کے پرہیز کرتے اور اس کو پسند کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی مرضی کو سب سے زیادہ جانتا ہوں اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں، اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا تھا۔ یا سفر میں روزہ توڑ دیا تھا اور اس کی رخصت واجازت بھی لوگوں کو دے دی تھی لیکن بعض لوگوں نے اس رخصت کو نہیں منظور کیا۔ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ناراض ہو گئے اور خطبہ میں ایسے لوگوں کو جھڑک کر فرمایا میں باوجود یہ کہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہوں پھر اس رخصت پر عمل کرتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا رخصت پر عمل کرنا افضل ہے۔

١٤٦۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب من لم یواجه الناس بالعتاب (٦١٠١)، مسلم کتاب الفضائل باب علمه باللّٰه تعالیٰ وشده خشیئه (١٢٧/ ٢٢٥٦)

دنیاوی اُمور میں نبی کریم ﷺ کے مشورے کی شرعی حیثیت

١٤٧ ـ (٨) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ: قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ، فَقَالَ: ((مَا تَصْنَعُوْنَ؟)) قَالُوْا: كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ: ((لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا)) فَتَرَكُوْهُ؛ فَنَقَصَتْ قَالَ: فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ، فَخُذُوْا بِهٖ؛ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِيْ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۔ (۸) حضرت رافع بن خدیج ؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان لوگوں کو دیکھا کہ کھجوروں کے درختوں میں تابیر کرتے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ یہ کیا کرتے ہو۔ان لوگوں نے کہا ہم لوگ ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ ایسا نہ کرو تو اچھا ہے۔آپ ﷺ کے اس ارشاد کو سن کر لوگوں نے تابیر کرنے کو چھوڑ دیا۔اس تابیر کے چھوڑنے کی وجہ سے اس سال پھل کم آیا لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔آپ نے فرمایا: میں بھی ایک آدمی ہوں جب میں کوئی دینی حکم تم کو دوں تو اس کو مان لو اور جب میں رائے و قیاس سے کوئی بات بتاؤں تو (اس کا ماننا تم پر ضروری نہیں ہے' اس لیے کہ) میں بھی ایک انسان ہوں (اور بمقتضائے بشریت سہو و نسیان کا احتمال ہے۔) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... کھجوروں کے درخت نر و مادہ ہوتے ہیں بعض درخت نر اور بعض مادہ پھول دونوں نر مادہ درختوں پر آتے ہیں لیکن پیداوار صرف مادہ درخت سے ہے جب نر کھجور کا پھول مادہ درخت کے پھولوں پر ڈال دیتے ہیں تو مادہ درخت کا پھل زیادہ آتا ہے اور جب نہیں ڈالتے تو بہت معمولی پھل آتے ہیں۔مدینہ والے تو کھجوروں کا پھول مادہ درختوں کے پھول پر ڈال دیتے تھے اسی کو وہ اپنے محاورہ میں تابیر کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور کھجوروں میں یہ تابیر کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو چونکہ اس کے بارے میں کوئی وحی الٰہی نہیں نازل ہوئی تھی اس تابیر کو رسوم جاہلیت خیال فرما کر ممانعت کی طرف اشارہ فرمایا۔مدینہ والوں نے اس تابیر کو چھوڑ دیا۔جس سے کھجوروں کی پیداوار میں کمی ہوئی۔اس کی شکایت ان لوگوں نے آپ سے ظاہر کی آپ نے فرمایا تم دنیاوی کھیتی باڑی کے کاموں سے خوب واقف ہو۔جب میں دینی کام کرنے کو کہوں تو اس کو مانو اور جب دنیاوی مشورہ دوں تو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ "تم دنیا کے کاموں کو زیادہ جانتے ہو' جب میں اپنی رائے سے دنیا کا کام بتاؤں تو تمہیں اختیار ہے۔ میں بھی انسان ہوں اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مثال

١٤٨ ـ (٩) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمًا، فَقَالَ: يَا قَوْمِ! إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنِيْ، وَإِنِّيْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ! فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ، فَنَجَوْا

۱۴۸۔ (۹) حضرت ابو موسیٰ ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور اس دین کی مثال جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم! میں نے دشمن لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے (وہ دشمن بہت جلد حملہ آور ہونے والا ہے) میں تم کو اس دشمن سے ہوشیار کرتا ہوں اور خیر خواہی کے لیے تمہیں ڈراتا ہوں لہٰذا اس دشمن

---

١٤٨ ـ صحيح البخاری كتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول الله (٧٢٨٣) مسلم كتاب الفضائل باب شفقتة ﷺ على امته۔ (١٦/ ٢٢٨٢)

وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ، وَمَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ مَاجِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کے آنے سے پہلے اپنی نجات کی فکر کرلو اور بچنے کی کوئی صورت نکالو۔ کی اس باتوں کو سن کر اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مان لیا اور راتوں رات آہستہ آہستہ وہاں سے چل پڑے اور دشمن سے نجات پا گئے اور کچھ لوگوں نے اس کو جھوٹا سمجھا اور صبح تک اپنے بستروں پر سوئے پڑے رہے کہ دشمن کا لشکر صبح ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو ہلاک و برباد کر ڈالا۔ اور ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ پس بالکل ہو بہو یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری بات مان لی اور میری تابعداری کی اور جو احکام خدا کی طرف سے لایا ہوں ان کی پیروی کی۔ اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی اور میری لائی ہوئی سچی بات کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... عرب غارت گری عموماً صبح کے وقت کرتے تھے اسی لیے وہ دعا دیتے وقت کہتے کہ خدا تیری صبح اچھی گذارے۔ اسی طرح عربوں کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی دشمن دیکھ پاتا تو اپنے کپڑے اتار کر بالکل برہنہ اور ننگا ہو جاتا۔ ان کپڑوں کو سر پر رکھ لیتا اور چلاتا تاکہ لوگ اس وحشتناک حالت کو دیکھ کر ہوشیار متنبہ ہو جائیں اور دشمن کے آنے سے پہلے بچاؤ کی صورت تجویز کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کو النزیر العریان فرمایا کہ میں صاف صاف اور کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ جن لوگوں نے آپ کی بات مان لی وہ نجات پائیں گے جن لوگوں نے نہیں مانی وہ برباد ہوں گے۔

١٤٩ ـ (١٠) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا، جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا، وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيْهَا، فَاَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔ هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ، وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا، وَقَالَ فِيْ آخِرِهَا: قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ، اَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ: هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ! فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۹۔ (۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب اس آگ نے آس پاس کی چیزوں کو خوب روشن کر دیا تو پروانے اور دوسرے کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں اس آگ میں آ آ کر گرنے لگے۔ آگ روشن کرنے والے شخص نے ان گرنے والے پروانوں اور کیڑوں کو روکنا اور آگ سے بچانا شروع کیا۔ مگر وہ پروانے اس بچانے والے پر غالب آ جاتے ہیں اور اس کو عاجز کر کے اس آگ میں گر پڑتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی تمہاری کمروں کو پکڑ کر تمہیں بھی آگ میں گرنے سے روکتا اور بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر تم اس آگ میں گھسے چلے جاتے ہو۔ یہ بخاری کی روایت ہے اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے لیکن مسلم کی روایت کے آخر الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال بالکل اسی طرح ہے کہ میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں تاکہ تم کو دوزخ کی آگ میں گرنے سے بچاؤں لیکن تم مجھ پر غالب آ جاتے ہو اور مجھے عاجز کر کے آگ میں داخل ہو جاتے ہو۔ اس روایت کو بخاری مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یہ مثال بالکل واضح ہے کہ پروانے اپنی نادانی کی وجہ سے آگ میں گر کر بھسم ہو جاتے ہیں بچانے والے اور روکنے والے خیر خواہ کی قدر نہیں کرتے اور اس کے روکنے سے رک جاتے تو آگ میں گر کر نہ جلتے اسی طرح کافر اور نافرمان اپنی بے

---

١٤٩ ـ صحيح البخارى كتاب الرقاق باب الانتهاء عن المعاصى (٦٤٨٣)، مسلم كتاب الفضائل باب شفقته على الله (١٨/ ٢٢٨٤)

سمجھی اور حماقت کی وجہ سے دوزخ کا کام کر کے دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں اور اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر عمل کرتے تو وہ کبھی بھی دوزخ میں نہ داخل ہوتے۔

۱۵۰۔ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ مُوسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَیْثِ الْكَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَآئِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِیْرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرٰی، اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَآءً، وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۵۰۔ (۱۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم ہدایت اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال کثیر بارش کی طرح ہے (جو زمین کے مختلف قسم کے حصوں پر برسی) بعض ان میں عمدہ اور پاکیزہ حصے پر برسی اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کر کے سوکھی اور ہری گھاس کو اگایا (خشک گھاس اس سے ہری اور تروتازہ ہوگئی۔ اور بہت سی نئی نئی ہری ہری گھاس پیدا ہوگئی) اور زمین کے سخت اور بنجر ٹکڑے میں بھی وہی بارش پڑی اس نے پانی جمع کر لیا اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا لوگوں نے اس کو پیا اور پلایا اور کھیتی کو بھی سیراب کیا زمین کا ایک حصہ بالکل چٹیل میدان تھا نہ تو اس نے پانی ہی کو روکا اور نہ گھاس ہی کو اگایا۔ یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے اس دین سے اس کو نفع پہنچایا۔ اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا اور یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے اس دین ہدایت اور علم کی طرف سر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں اور نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول ہی کیا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... علم الٰہی اور دین شریعت بارش کی طرح ہے جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح دین الٰہی سے بھی مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ اس مثال کی توضیح یہ ہے بارش فِیْ نَفْسِهٖ مفید ہے، سب جگہ برستی ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود پیداوار اور عدم پیداوار میں بہت فرق ہے۔ کہیں زیادہ پیداوار ہے کہیں کم ہے اور کہیں بالکل نہیں ہے اور پیداوار میں اختلاف ہے کہیں پھول کانٹے وغیرہ اس کی وجہ صرف یہی ہے زمین کے مختلف حصوں میں مختلف استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے جس میں جس قسم کی صلاحیت ہوتی ہے اسی قسم کی چیز پیدا ہوتی ہے۔ اور جس میں پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتی۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لالہ روید درشورہ بوم خس

اسی طرح نبیوں کی روحانیت کا یہی اثر ہے اس کی طاقت وکمال میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن جس کی زمین فطرت خراب ہے۔ وہ مستفید نہیں ہو سکتا اور جس کی زمین فطرت اچھی ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ حدیث میں دین الٰہی کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ دین شریعت زوردار مینہ ہے جیسے مینہ سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے ویسے ہی دین اور شریعت سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ اب جو

۱۵۰۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب فضل من علم وعلم (۷۹)، مسلم کتاب الفضائل باب بیان مثل ما بعث النبی ﷺ من الهدی والعلم (۱۵/ ۲۲۸۲)

شخص دین کو قبول کر کے آپ سیکھے دوسروں کو بھی سکھائے اور خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے عمل کرائے وہ ریگڑ کالی عمدہ زمین کی طرح ہے جو خود عمل نہ کرے مگر دوسروں کو سکھائے۔ وہ اس سخت زمین کی طرح ہے جس میں کچھ اگا تو نہیں پر دوسرے بندگان خدا نے اس کے جمع کئے پانی سے فائدہ ، اٹھایا ، پیا ، پلایا کھیتوں کو دیا۔اور جو شخص نہ خود سیکھے نہ کسی کو سکھائے اس کی مثال چٹیل صاف میدان کی سی ہے جہاں پانی برسے اور بہہ کر نکل جائے نہ تو اس میں کچھ اگا اور نہ پانی جمع ہو کر دوسروں ہی کو کچھ فائدہ پہنچا۔

حدیث میں دو قسم کے لوگ بیان کیے گئے ہیں ایک دین ہدایت سے فائدہ اٹھانے والے، دوسرے اس سے فائدہ نہ اٹھانے والے۔ اس طرح زمین کی بھی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک پانی سے فائدہ مند ہوئی دوسری فائدہ مند نہیں ہوئی۔ پھر فائدہ مند کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اگانے والی۔ دوسری غیر اگانے والی اسی طرح دین سے فائدہ اٹھانے والے بھی دو قسم کے ہیں ایک عالم، عامل ،مجتہد دوسرے عالم، عامل، غیر مجتہد۔ تو عالم، عامل، مجتہد اس عمدہ زمین کی طرح ہیں جس نے پانی کو جذب کر لیا ہے خود بھی فائدہ مند ہوئی اور گھاس وغیرہ اگانے کی وجہ سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا۔ اسی طرح سے عالم عامل مجتہد نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا خود بھی فائدہ مند ہوا۔ اور دوسروں کو سکھلانے کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی فیضیاب ہوئے۔ دوسرے عالم عامل جنہوں نے علم کو سیکھ کر اور عمل کر کے فائدہ اٹھایا مگر دوسروں کو نہیں سکھایا کہ دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے یہ اس زمین کی طرح ہوئے جس نے پانی تو روک لیا ہے مگر کچھ پیدا نہیں ہوا۔ کہ دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے اور جس نے نہ علم سیکھا اور نہ عمل کیا بالکل چکنے پتھر کی طرح رہا نہ ایمان ہی لایا اور نہ عمل کیا یہ اس بنجر زمین کی طرح ہے۔ جس پر بارش ہوئی مگر اس پر ایک بوند بھی نہیں ٹھہرا نہ کچھ اگایا۔

گمراہ اور کج فکروں کی ایک علامت

١٥١ ـ (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ وَقَرَأَ إِلَى: ﴿وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِذَا رَأَيْتِ ـ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ: رَأَيْتُمْ ـ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ؛ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ، فَاحْذَرُوْهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٥١ ـ (١٢) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی **ھو الذی انزل علیك الکتاب منه ایت محکمت** سے **وما یذکر الا اولوا الالباب** تک ''یعنی اللہ وہ ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے اس کتاب میں سے بعض آیتیں محکم ہیں۔ آخر تک'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان آیتوں کی تلاوت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ جب تو دیکھے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب تم دیکھو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑنے والوں کو تو تم یہ سمجھ لو کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے کجرو اور گمراہ رکھا ہے ان سے تم بچتے رہو۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... آیت مذکورہ سورۂ آل عمران کے پہلے رکوع کی آیت ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

١٥١ ـ صحيح البخاری كتاب التفسير سورة آل عمران باب منه آيات محكمات (٤٥٤٧)، مسلم كتاب العلم باب النهى عن اتباع متشابه القرآن (١/ ٢٦٦٥)

''وہ خدا جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں سے بعض آیتیں واضح اور مضبوط آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل جڑ ہیں اور بعض آیتیں متشابہ ہیں جن کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھا پن ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے حالانکہ ان کی حقیقی غرض اور صحیح مراد خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں پختہ اور مضبوط علم والے تو یہی کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں صرف عقل مند ہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں قرآن مجید کی دو قسم کی آیتیں بتائی گئی ہیں: (۱) محکم اور واضح غیر منسوخ آیتیں ہیں جن کے معنی بالکل صاف صاف ہیں ان پر عمل کرنا فرض ہے۔ (۲) متشابہ یعنی کھلم کھلا اور صاف طور پر انسانوں کو اس کا مطلب نہیں بتایا گیا صرف خدا ہی جانتا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کے معنی کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ بعض کجرو کج فہم لڑائی جھگڑا اور فتنہ کی غرض سے ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا ہے اور ان متشابہ آیتوں کی جستجو میں پڑے رہنے والوں کا نام اللہ تعالیٰ نے کج فہم رکھا ہے۔ ایسے باطل پرستوں سے بچنا چاہیے۔

نبی رحمت ﷺ کی ناراضی کا ایک منظر

۱۵۲۔ (۱۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: هَجَرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً، قَالَ: فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ آيَةٍ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ، فَقَالَ: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲۔ (۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں۔ جو ایک (متشابہ) آیت میں بحث و مباحثہ اور اختلاف کر رہے ہیں آپ اسی وقت ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر غصہ اور ناراضگی کے اسباب نمایاں جو صاف طور پر پہچانا جاتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف ڈالنے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... متشابہ آیت میں اختلاف اور جھگڑے سے یہ مطلب ہے کہ کوئی کچھ مطلب کوئی کچھ مطلب بیان کرتا تھا اسی وجہ سے آپس میں دشمنی اور عداوت کا سبب بن جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کرنے سے روک دیا اور متنبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مت جھگڑو۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب میں اختلاف ڈال دیا۔ اور اسی اختلاف کی وجہ سے مختلف گروہ ہو گئے۔

سب سے بڑا مجرم کون؟

۱۵۳۔ (۱۴) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَعْظَمَ

۱۵۳۔ (۱۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجرم اور

۱۵۲۔ صحيح مسلم كتاب العلم باب النهى عن اتباع متشابه القرآن (۲/ ۲۶۶۶)

۱۵۳۔ صحيح البخارى كتاب الاعتصام باب ما يكره من كثرة السؤال (۷۲۸۹)، مسلم كتاب الفضائل باب توقيره و ترك اكثار سؤاله عمالا منزورة اليه (۱۳۲/ ۲۳۵۸)

الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْماً مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ، فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گنہگار وہ آدمی ہے جس نے کوئی ایسی چیز دریافت کی جو لوگوں پر پہلے سے حرام نہیں تھی۔ لیکن اس کے پوچھنے اور دریافت کرنے سے وہ چیز حرام ہو گئی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... بیکار باتوں کے پوچھنے سے قرآن مجید میں بھی ممانعت آئی ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ○﴾ (مائدہ)

''اے ایمان والو! تم ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تمہیں ظاہر ہو جائیں گی تو تم کو بری معلوم ہوں گی۔ اگر قرآن کے نزول کے وقت تم نے ایسی باتیں پوچھ لیں تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی اللہ نے ایسی باتوں کو معاف اور درگذر کر دیا ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم سے اگلے لوگوں نے ایسی باتیں پوچھی تھیں پھر وہ ان سے کافر ہو گئے۔''

مطلب یہ ہے کہ بیکار و فضول باتوں کو مت دریافت کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پوچھ گچھ سے کوئی آسانی سختی سے بدل جائے، اور کوئی مباح و جائز کام ناجائز ہو جائے، کوئی آسان سے آسان کام مشکل ہو جائے، جتنا حکم ہے اس کو بجا لاؤ۔ اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہو۔ اور جس سے سکوت کیا گیا ہے تم بھی خاموش رہو۔ تم اس میں بحث کرید مت کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میں تم کو چھوڑے رکھوں۔ تم بھی مجھے چھوڑے رکھو۔ یاد رکھو تم سے اگلے لوگوں کی ہلاکت کی وجہ صرف کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف پر ہی ہوئی۔ (ابن کثیر) اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرائض مقرر کر دیے ہیں۔ انہیں ضائع مت کرو۔ حدیں باندھی ہیں۔ انہیں نہ توڑو جو چیز حرام کر دی گئی ہے ان کی حرمت کو سنبھالے رکھو۔ جن چیزوں سے خاموشی کی ہے وہ محض تم پر رحم کھا کر نہ کہ بھول کر۔ تم بھی اس سے پوچھ گچھ نہ کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا خدا کی قسم! اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے گا اور تم اس پر عمل نہیں کر سکو گے۔ اور جب نہیں کرو گے تو نافرمان اور کافر ہو جاؤ گے پس جب تک میں نہ کہوں تم بھی بے ضرورت مت پوچھو۔ میں جب تم کو حکم دوں اسے بجا لاؤ اور جب کسی چیز سے تم کو روکوں تو تم اس سے رک جاؤ۔ (ابن کثیر)

جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والے

١٥٤ ـ (١٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۴۔ (۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں کچھ ایسے دھوکے باز، فریبی جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی ایسی حدیثیں لائیں گے اور بیان کریں گے جن کو نہ کبھی تم نے سنا اور نہ تمہارے باپوں نے سنا ہو گا۔ پس تم ایسے مکاروں اور دھوکہ بازوں سے بچو اور ان کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ تا کہ وہ تم کو گمراہ نہ کر سکیں اور نہ تم کو فتنے میں ڈال سکیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

١٥٤ ـ صحيح مسلم المقدمة باب النهى عن الرواية عن الصعفاء واحتباط فى تحملها۔ (٧)

تشریح: ...... بعض لوگ ریا، نمود اور شہرت کی غرض سے اپنی طرف سے من گھڑت حدیثیں بنالیں گے نہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہوں گی اور نہ تابعین سے مگر اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کریں گے۔ تو تم ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا اور ان کے کہنے میں نہ آنا اور نہ ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور نہ ان کو اپنے پاس آنے دینا تاکہ وہ غلط ملط حدیث بیان کر کے تم کو گمراہ نہ کرسکیں۔ شیطان انسانی شکل میں ظاہر ہو کر گمراہ کرنا چاہے گا تم چوکنا رہنا:

چوں بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

اسرائیلیات کی تصدیق یا تکذیب کی ممانعت

۱۵۵۔ (۱۶) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَأُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ، وَ ﴿قُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾)) اَلْآيَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۵۔ (۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ اہل کتاب (یہود) اپنی کتاب تورات کو عبرانی زبان میں تلاوت کرتے اور پڑھتے تھے۔ اور مسلمانوں کے سامنے اس کا ترجمہ اور تفسیر عربی زبان میں بیان کرتے تھے۔ (رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: نہ تم اہل کتاب کو سچا ہی جانو (ممکن ہے غلط مطلب سمجھاتے ہوں) اور نہ تم ان کو جھوٹا ہی سمجھو (ہوسکتا ہے کہ صحیح مطلب سمجھا رہے ہوں) تم صرف اتنا ہی کہہ دو کہ امنا باللہ و ما انزل الینا "ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو چیز ہم پر نازل کی گئی ہے اس پر بھی ایمان لے آئے۔" اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... اہل کتاب نے اپنی کتاب میں تحریف اور ردوبدل کر دیا ہے، خدائی حکموں کو مٹا کر اس کی جگہ اپنی طرف سے باتیں لکھ دی ہیں اور اپنے حکم کو خدا کا حکم ٹھہرایا۔ جیسا کہ قرآن اس کی شہادت دے رہا ہے۔

(۱)..... ﴿وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝﴾

(آل عمران ع ۸)

"اور یقیناً ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ بھی جو کتاب پڑھتے ہوئے اپنی زبان موڑ لیتا ہے تاکہ تم اسے کتاب کی عبارت سمجھو حالانکہ دراصل وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور یہ کہتے یہی ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ دراصل خدا کی جانب سے نہیں ہے وہ جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولتے ہیں۔"

(۲)..... ﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ (سورہ نساء ع ۷)

"اور بعض یہودی خدائی باتوں کو اس ٹھیک جگہ سے ہیر پھیر کر دیتے ہیں۔"

(۳)..... ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ﴾ (البقرہ)

"اور ان اہل کتاب کے لیے ویل اور افسوس ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو خدا کی کتاب کہتے ہیں تاکہ اس

۱۵۵۔ صحیح البخاری کتاب التوحید باب مایجوز من تفسیر التولاۃ وغیرھا (۷۵۴۲)

کے ذریعے سے دنیا کی تھوڑی سی پونجی خرید لیں ان کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اور ان کی کمائی پر ویل اور افسوس ہے۔"

اس حدیث کی پوری آیت یہ ہے:

﴿وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○﴾ (البقرہ)

"اور اہل کتاب یہود ونصاری کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی بن جاؤ۔ تم کہہ دو ہم ابراہیمی دین کی اتباع کریں گے جو ایک خدا کی پرستش کرنے والے تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ مسلمانوں تم یوں کہو۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسمعیل، اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد علیہم السلام پر اتاری گئی ہے اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دیے گئے ہیں ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق اور جدائی نہیں کرتے۔ ہم تو صرف خدا ہی کے فرمان بردار ہیں۔ اگر یہ اہل کتاب تم جیسا ایمان لے آئیں۔ تو ہدایت پا لیں اور اگر وہ اس سے منہ موڑیں تو خلاف میں تو ہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کی کفایت کرے گا وہ خوب سننے جاننے والا ہے۔"

جھوٹے انسان کی علامت

۱۵۶۔ (۱۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶۔ (۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے جھوٹ بولنے کے لیے بس یہی کافی ہے کہ جس بات کو وہ سنے (بغیر تحقیق کے) اسے بیان کر دے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی اگر کسی کو جھوٹ بولنے کی عادت بالکل نہیں ہے۔ لیکن وہ ہر سنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کے بیان کرتا ہے تو اس کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہے کیونکہ ہر سنی ہوئی باتوں میں کچھ جھوٹی باتیں بھی ہوں گی تو جھوٹی بات کا بیان کرنے والا بھی جھوٹا ہے۔ واللہ اعلم

ہر نبی کے لیے حواری ہوتے ہیں

۱۵۷۔ (۱۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ

۱۵۷۔ (۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے کسی قوم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی

۱۵۶۔ صحیح مسلم المقدمة باب النهی عن الحدیث بكل ما سمع (۵)

۱۵۷۔ صحیح مسلم كتاب الایمان باب بیان كون النهی عن المنكر من الایمان (۸۰۔۵۰)

أُمَّتِهِ قَبْلِيْ اِلَّاكَانَ لَهُ فِيْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَّأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ، وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهِ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَفْعَلُوْنَ مَالَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ایسا نہیں بھیجا جس کے انصار و مددگار اس قوم میں سے نہ ہوں۔ جو ان کے طریقے کی پیروی کرتے اور ان کے احکام کی پوری اطاعت و فرمانبرداری کرتے۔ یعنی ہر نبی کے انصار ومعین ومددگار ضرور ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں کی تابعداری کی ہے اور ان کی سنتوں اور ان کے احکام کی اتباع کی ہے (مگر ان اصحاب وانصار کے بعد کچھ ایسے نااہل اور نالائق لوگ پیدا ہو گئے جو ایسی بات کہتے۔ جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جس کو انہیں کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ بس جو شخص ایسے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ کامل مومن ہے یعنی ان کے برے کاموں کو ہاتھ سے مٹانے کی کوششیں کرے۔ تو وہ پکا مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ کامل مومن ہے یعنی زبان سے ان کے برے کاموں کو روکے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے۔ وہ پکا مومن ہے۔ یعنی دل میں ان کے برے کاموں کو روکے اور جو ان سے اپنے دل میں ان کے برے کاموں کو برا جانے اور اس کے بعد ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں ہے۔ یعنی جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کر سکے۔ تو اس کے ایمان کی خیر نہیں ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

نیکی اور برائی کے بارے میں ایک ضابطہ

۱۵۸۔ (۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔ وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۔ (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی شخص کو ہدایت کی طرف بلائے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا' جتنا کہ اس کو جو اس کی پیروی اور تابعداری کرے اور اس کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی' یعنی داعی اور مدعو دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا' اور جو شخص کسی کو گمراہی کی طرف بلائے تو اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہو گا' جتنا کہ اس کی تابعداری کرنے والے کو ملا ہے یعنی ضال مضل دونوں گناہ میں برابر ہیں اور ان کے گناہ سے کمی نہیں ہو گی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اسلام کا وصف

۱۵۹۔ (۲۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا، وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۵۹۔ (۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسلام شروع ہوا غریب اور آئندہ چل کر بھی ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس غریبوں کے لیے خوش خبری ہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۵۸۔ صحيح مسلم كتاب العلم باب من سن سنة حسنة او سيئة (۱٦/ ۲٦۷٤)

۱۵۹۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان ان الاسلام بدا غريباً ...... (۲۳۲/ ۱٤٥)

تشریح:...... یعنی ابتداء اسلام میں مسلمان عموماً غریب یا غریب الوطن تھے جیسا کہ تاریخ شاہد ہے اور آخر میں بھی یہی حالت ہو جائے گی کہ اسلام پر چلنے والے زیادہ یہی غریب ہی لوگ ہوں گے اسی لیے یہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ شروع اسلام میں یہی غریب اسلام کے جان نثار اور آخر میں بھی یہی غریب اسلام کے پروانے رہے۔

ایمان مدینہ میں سمٹ جائے گا

١٦٠۔ (٢١) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَسَنَذْكُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ: ((ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ)) فِیْ كِتَابِ الْمَنَاسِكِ، وَحَدِیْثَیْ مُعَاوِیَةَ وَجَابِرٍ: ((لَایَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ)) وَ [اَلْآخَرُ]: ((لَایَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ)) فِیْ بَابِ: ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ طائفة من امتی))

١٦٠۔ (٢١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف چلا آئے گا۔ جس طرح سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ و بل میں آ جاتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم و بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور عنقریب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ((زرونی ما ترکتکم)) کا ذکر کتاب المناسک میں آئے گا۔ اور معاویہ اور جابر رضی اللہ عنہما کی دو حدیثیں لا یزال من امتی اور لا یزال باب ثواب ھذہ الامۃ میں مذکور ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تشریح:...... یعنی آخر زمانے میں دنیاوی آفتیں زیادہ ہوں گی۔ مسلمان ان بلاؤں اور پریشانیوں سے مرعوب مجبور ہو کر پناہ لینے کے لیے مدینہ منورہ چلے آئیں گے کیونکہ یہاں امن ہوگا۔ ان مسلمانوں کا سمٹ کر مدینہ میں اس طرح آنا ہوگا جس طرح سانپ بوقت ضرورت اپنے سوراخ سے باہر نکل آتا ہے لیکن جب اسے کوئی خوف ہوتا ہے تو بھاگ کر پناہ لینے کے لیے اپنے بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ یعنی آخر زمانے میں مسلمان قلیل اور مرعوب ہونے کی وجہ سے اس مرکز اور امن کی جگہ مدینہ میں چلے آئیں گے۔ صاحب مشکوٰۃ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث **ذرونی ما ترکتکم** الخ کو کتاب الحج میں انشاء اللہ لکھیں گے اور دو حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے شروع میں **لایزال من امتی** اور دوسری کے شروع میں **لا یزال طائفة من امتی** ہے۔ باب ثواب **ھذہ الامة** (آخر کتاب میں) اگر خدا نے چاہا تو بیان کریں گے یعنی مصابیح والے نے تو ان دونوں حدیثوں کو اسی باب میں بیان کر دیا ہے اور ہم آخر کتاب میں بیان کریں گے۔ واللہ اعلم۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

نبی کریم ﷺ کے خواب میں فرشتے کا آنا

١٦١۔ (٢٢) عَنْ رَبِیْعَةَ الْجُرَشِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اُتِیَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَقِیْلَ لَهٗ: لِتَنَمْ عَیْنُكَ، وَلْتَسْمَعْ اُذُنُكَ، وَلْیَعْقِلْ قَلْبُكَ۔ قَالَ:

١٦١۔ (٢٢) حضرت ربیعۃ الجرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں فرشتہ دکھایا گیا تو خواب کی حالت میں آپ ﷺ سے کہا گیا یعنی فرشتے نے کہا کہ آپ کی آنکھیں سوئیں اور

١٦٠۔ صحیح البخاری کتاب فضائل المدینة باب الایمان یارز الی المدینة (١٨٧٦)، مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الاسلام (٢٣٣/ ١٥٤٧)

١٦١۔ ضعیف: سنن الدارمی (١١)

((فَنَامَتْ عَيْنِىْ وَسَمِعَتْ اُذُنَایَ، وَعَقَلَ قَلْبِىْ)) قَالَ: ((فَقِيْلَ لِىْ: سَيِّدٌ بَنٰى دَاراً فَصَنَعَ فِيْمَا مَادُبَةً وَّاَرْسَلَ دَاعِياً؛ فَمَنْ اَجَابَتْ الدَّاعِىْ، دَخَلَ الدَّارَ، وَاَكَلَ مِنَ الْمَادُبَةِ، وَرَضِىَ عَنْهُ السَّيِّدُ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِىْ، لَمْ يُدْخِلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَادُبَةِ، وَسَخَطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ)) قَالَ: ((فَاللّٰهُ السَّيِّدُ، وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِىْ، وَالدَّارُ اِلْاِسْلَامُ، وَالْمَادُبَةُ الْجَنَّةُ)) رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ۔

آپ کے کان سنیں اور آپ کا دل سمجھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری آنکھیں سوئیں اور میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مثال کے طور پر فرشتوں نے میرے سامنے بیان کیا کہ ایک سردار نے ایک مکان تیار کیا اور اس میں کھانے کا سامان مہیا کر دیا پھر اس نے ایک دعوت دینے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو اس کھانے کو کھانے کے لیے بلا لائے۔ پس جس نے اس دعوت دینے والے کی دعوت قبول کر لی تو وہ اس مکان میں بھی داخل ہوگا اور اس دستر خوان کا کھانا بھی کھائے گا اور اس کا مالک و سردار بھی خوش ہو جائے گا اور جس نے اس دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ اسے مسترد کر دیا تو وہ نہ اس مکان میں داخل ہوگا اور نہ وہاں کے کھانے کو کھائے گا اور اس کا آقا و سردار بھی ناخوش ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس مثال میں سردار سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اور دعوت دینے والے سے محمد رسول اللہ ﷺ مراد ہیں اور گھر سے اسلام مراد ہے۔ اور دستر خوان سے جنت مراد ہے اس حدیث کو دارمی نے بیان کیا ہے۔

تشریح:...... آنکھوں کے سونے سے مطلب یہ ہے کہ یعنی آپ اپنی آنکھوں سے کچھ اور نہ دیکھیے اور نہ اپنے کانوں سے کچھ اور سنیے اور نہ دل میں کچھ اور خیال لائیے۔ یعنی نہایت غور وفکر اور حضور قلب سے اس مثال کو سنیے تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی آپ نے کیا اس حدیث کے راوی حضرت ربیعہ جرشی مشہور صحابی ہیں۔

دنیاوی کروفر کے زعم میں انکارِ حدیث کرنے والے

١٦٢۔ (٢٣) وَعَنْ اَبِىْ رَافِعٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئاً عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِىْ مِمَّااُمِرْتُ بِهٖ اَوْنُهِيْتُ عَنْهُ، فَيَقُوْلُ: لَا اَدْرِىْ، مَا وَجَدْنَا فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِىُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ ((دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ))

١٦٢۔ (٢٣) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت اور چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا ہو اور میرے ان حکموں میں سے جن کو میں نے کرنے کا حکم دیا ہے یا جس سے میں نے منع کیا ہے کوئی حکم اس کے پاس پہنچے اور وہ اس کو سن کر یہ کہے کہ میں کچھ نہیں جانتا قرآن مجید میں جو کچھ لکھا ہے ہم اس کی تابعداری کریں گے۔ اس حدیث کو احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یہ آپ کی پیشگوئی ہے کہ آئندہ کچھ آرام طلب ''فارغ البال'' متکبرانہ حالت میں اپنے تختوں پر بیٹھے ہوئے میری حدیثوں کا انکار کریں گے، قرآن مجید پر عمل کرنے کا دعویٰ کریں گے حالانکہ جس طرح قرآن مجید لائق حجت اور قابلِ عمل ہے اسی طرح سے صحیح حدیث حجت اور قابل عمل ہے صحیح اسلام کا ثبوت ان دونوں پر موقوف ہے اور یہ دونوں چیزیں رسول کو دی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔

١٦٢۔ صحیح: مسند احمد (٦/ ٨) ابوداؤد کتاب السنة باب فی لذوم السنة (٤٦٠٥)، الترمذی کتاب العلم باب مانھی عنه ان یقال عند حدیث النبی ﷺ (٢٦٦٣)، ابن ماجه المقدمه باب تعظیم حدیث رسول الله ﷺ ۔ (١٣)

١٦٣۔ (٢٤) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ، اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَقُوْلُ: عَلَیْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ، وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ، اَلَا لَا یَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ، وَلَا كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ، وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ، فَعَلَیْهِمْ اَنْ یَّقْرُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ یَقْرُوْهُ، فَلَهٗ اَنْ یُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَرَوَی الدَّارِمِیُّ نَحْوَهٗ، وَكَذَا ابْنُ مَاجَهْ اِلٰی قَوْلِهٖ: ((كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ))۔

١٦٣۔ (٢٤) حضرت مقداد بن معدی کرب ﷛ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ (ایک اور چیز بھی) دی گئی ہے (اور وہ حدیث ہے) تم آگاہ ہو جاؤ عنقریب ایک آسودہ پیٹ بھرا شخص اپنے چھپرکھٹ پر پڑا ہوا یہ بکواس کرے گا کہ صرف اس قرآن کو لازم پکڑو۔ جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤں اسے حرام سمجھو اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ حرام کیا ہے وہ اسی کے طرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم خبردار ہو تمہارے لیے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور نہ چیر نے پھاڑنے والا جانور حلال ہے (جیسے شیر وغیرہ) اور نہ کسی معاہد کی گری پڑی چیز کا تمہارے لیے اٹھا لینا درست ہے مگر وہ گری پڑی چیز جس سے وہ بے نیاز ہو تو اس کے اٹھا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی شخص کسی کے یہاں مہمان بن کر اتر پڑے تو ان لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں اور اگر وہ مہمان نوازی نہ کریں تو مہمان اپنے مہمانی کے مطابق ان سے وصول کر سکتا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... یہ آپ کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوگئی ہے موجودہ زمانے میں بھی منکرین حدیث کی ایک جماعت موجود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے رکھے، حجیت حدیث کے بارے میں ہم نے فضائل حدیث کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو مشکوٰۃ کے شروع میں لگا ہوا ہے اور الگ بھی چھپا ہوا موجود ہے۔ قرآن وحدیث دونوں منزّل من اللہ اور واجب العمل ہیں۔ حدیث کے انکار سے قرآن کا انکار ہے بہت سی چیزیں قرآن مجید میں نہیں ہیں ان کی حلت وحرمت حدیث میں ہے۔ جیسے پالتو گدھا اور شیر بھیڑیا وغیرہ حرام ہیں ان کی حرمت حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ان کا بیان صراحۃً نہیں ہے۔ اسی طرح معاہد اور ذمی کی گری پڑی چیز کا اٹھا کر اپنا لینے کی ممانعت ہے مہمان نوازی بھی ضروری چیز ہے اگر کوئی اس کے مہمانی کے حق کو نہیں ادا کرتا ہے اور وہ اس کا ضرورت مند ہے تو ہر ممکن طریقے سے اپنے مہمانی کے حق کو وصول کر سکتا ہے۔

١٦٤۔ (٢٥) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَیَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُّتَّكِئًا عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِیْ هٰذَا الْقُرْآنِ؟!

١٦٤۔ (٢٥) حضرت عرباض بن ساریہ ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے تخت یا چھپرکھٹ پر گاؤ تکیہ لگائے ہوئے یہ خیال کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حرام کیا ہے وہ

١٦٣۔ صحيح: سنن ابی داوٗد كتاب السنة باب فی لذوم السنة (٤٦٠٤)، سنن الدارمی المقدمة باب السنة قاضية على كتاب الله (٥٨٦)، ابن ماجه المقدمة باب تعظيم حديث رسول الله ﷺ (١٢)

١٦٤۔ ضعيف: سنن ابی داوٗد كتاب الخراج والامارة باب فی تعشير اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات (٣٠٥٠)

اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَاتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَآءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرآنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَآئِهِمْ، وَلَا اَكَلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطُوْكُمُ الَّذِیْ عَلَيْهِمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ: اَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ الْمِصِّيْصِیُّ، قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ۔

صرف اسی قرآن مجید ہی میں موجود ہے ہوشیار اور آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم یقیناً میں نے حکم یہی دیا ہے اور نصیحت یہی کی ہے اور بہت سی چیزوں سے میں نے منع بھی کیا ہے وہ قرآن مجید کے مثل ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بغیر اجازت کے اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ تمہارے لیے ان کی عورتوں کو مارنا حلال کیا ہے اور نہ باغوں کے پھلوں کا تمہارے لیے کھانا جائز کیا ہے جبکہ تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں جو ان کے ذمہ ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ اہل صفہ میں سے ہیں ملک شام میں قیام پذیر رہے اور وہیں ۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

وصیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

١٦٥ - (٢٦) وَعَنْهُ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً، ذَرِفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارسول اللّٰهِ! كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا، فَقَالَ: ((اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَاِنْ كَانَ عَبْداً حَبَشِيًّا، فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اِخْتِلَافًا كَثِيْراً، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ؛ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَهْ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلَاةَ۔

١٦٥۔ (٢٦) انھیں حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم کو نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب منہ کر کے وعظ فرمانا شروع کیا۔ ہم کو نہایت مؤثر لفظوں میں نصیحت فرمائی کہ جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور ہمارے دل دہل گئے۔ ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! گویا یہ نصیحت رخصت کرنے والے کی ہے یعنی آخری نصیحت معلوم ہوتی ہے پس آپ ہم کو نصیحت اور وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اس بات کی نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور تم اپنے امام کی بات سنتے رہو۔ اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہو۔ اگرچہ تم کو حبشی غلام کی اطاعت کرنی پڑے۔ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا ایسی حالت میں میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنتوں کو لازم پکڑ لو۔ اور اس کو نہایت ہی مضبوطی سے تھام لو، اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (مگر ترمذی اور ابن ماجہ نے نماز کا ذکر نہیں کیا)۔

١٦٥۔ صحيح: مسند احمد (٤/ ١٢٦۔١٢٧)، ابوداؤد كتاب السنة باب فى لذوم السنة (٤٦٠٧)، الترمذى كتاب العلم باب ماجاء فى الاخذ بالسنة (٢٦٧٦)، ابن ماجه المقدمة باب اتباع سنة الخلفاء ...... (٤٣)

صراطِ مستقیم

١٦٦ - (٢٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ))، ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ، وَقَالَ: ((هٰذِهٖ سُبُلٌ، عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْاِلَيْهِ))، وَقَرَأَ: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْماً، فَاتَّبِعُوْهُ﴾ اَلْآيَةَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

١٦٦۔ (٢٧) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ (ہم کو سیدھا اور غیر سیدھا راستہ سمجھانے کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ سیدھا خط اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کے دائیں بائیں جانب اور خطوط کھینچے اور فرمایا یہ غیر صحیح راستے ہیں جن میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کی تائید میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان **هذا صراطی مستقیما فتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله** . ''یعنی یہی میرا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو اور ادھر ادھر کے راستوں پر مت چلو ورنہ تم اللہ کے راستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔'' اس حدیث کو احمد نسائی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق صرف ایک ہی راستہ ہے جس کو صراط مستقیم کہا جاتا ہے، جس کی نمازوں میں دعاء مانگی جاتی ہے کہ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔'' اے اللہ تو ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ اور اس کے علاوہ سب راستے گمراہی اور شیطان کے ہیں اللہ تعالیٰ ان گمراہ راستوں سے ہمیں بچائے اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایمان کی نشانی

١٦٧ - (٢٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تِبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ)) رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))، وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي ((اَرْبَعِيْنِهٖ)): هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

١٦٧۔ (٢٨) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں شرح السنہ میں اس کو روایت کیا ہے اور نووی رحمہ اللہ نے اربعین میں فرمایا ہے کہ صحیح حدیث ہے ہم نے اس کو کتاب الحجۃ میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

سنت زندہ کرنے کا ثواب

١٦٨ - (٢٩) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِىْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِىْ، فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِمِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ

١٦٨۔(٢٩) حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری کسی ایسی سنت کو عمل کر کے زندہ کر دیا جو میرے بعد بے عملی کی وجہ سے مردہ کر کے چھوڑ دی گئی تھی تو اس زندہ کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ ان لوگوں کو ملے جنہوں

١٦٦ـ حسن: مسند احمد (١/ ٤٣٥ـ٤٦٥)، سنن الدارمی المقدمة باب فی کراهیة اخذ الرای (٢٠٢)، النسائی فی الکبری کتاب تفسیر باب قوله تعالٰی وان هذا صراطی (١١١٧٤)

١٦٧ـ ضعیف: البغوی فی شرح السنة (١٠٤)

١٦٨ـ سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ واجتناب البدع (٢٦٧٧)

غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئاً وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَّا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئاً)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

نے اس پر عمل کیا ہے اور ان عمل کرنے والوں کے ثوابوں میں سے کوئی کمی نہیں ہو گی اور جس نے گمراہی کی ایسی نئی بات نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں ہیں تو اس کو اتنا ہی گناہ ہو گا جتنا کہ ان لوگوں کو ہو گا جنھوں نے اس پر عمل کیا ہے اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔

١٦٩ ـ (٣٠) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ۔

۱۶۹۔(۳۰) اس حدیث کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے اور عمرو اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔

١٧٠ ـ (٣١) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ الدِّيْنَ لَيَارِزُ اِلَى الْحِجَازِ كَمَا يَارِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى حُجْرِهَا، وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِيَّةِ مِنْ رَّاْسِ الْجَبَلِ۔ اِنَّ الدِّيْنَ بَدَاَ غَرِيْباً وَّسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ، وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۷۰۔(۳۱) حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام البتہ اسی طرح سمٹ کر حجاز کی طرف چلا جائے گا۔ جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ کر چلا جاتا ہے اور دین حجاز ہی میں اس طرح جگہ پکڑے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر جگہ پکڑتی ہے اور دین ابتدا میں غریب شروع ہوا تھا۔ اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو جائے گا جس طرح شروع میں تھا۔ پس ان غریبوں کے لیے خوش خبری ہے جو درست کریں گے میری ان سنتوں کو جو میرے بعد لوگوں نے خراب کر دیا تھا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اُمت مسلمہ کی زبوں حالی

١٧١ ـ (٣٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً، لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً)) قَالُوْا: مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ))رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۷۱۔ (۳۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، جس طرح بنی اسرائیل پر آ چکا ہے برابر سرابر جیسے دونوں جوتیاں برابر ہوتی ہیں۔ یعنی بالکل ٹھیک بنی اسرائیل ہی کی طرح اس امت پر بھی ویسا زمانہ آنے والا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نالائق نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہو گی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے۔ اور بنی اسرائیل میں بہتر (۷۲) فرقے ہو گئے تھے۔ جبکہ میری امت میں (۷۳) تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ جس میں سے صرف ایک ہی فرقہ جنتی ہو گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرقہ ہو گا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

---

١٦٩ ـ سنن ابن ماجه المقدمة باب من احياء سنه قدامیتت۔ (٢١٠)

١٧٠ ـ ضعيف: سنن الترمذی كتاب الايمان باب ماجاء ان الاسلام بدا غريبا...... (٢٦٣٠)

١٧١ ـ ضعيف لیکن شواہد کی وجہ سے صحیح: سنن الترمذی كتاب الايمان باب ماجاء فی افتراق هذه الامة (٢٦٤١)

تشریح:...... اس حدیث میں امت سے امت اجابت مراد ہے جو مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن فسق و فجور اور بد اعتقادی کی وجہ سے سزا کے مستحق ہوں گے اور اگر ایمان باقی رہا ہے تو اس کی بدولت مغفرت کے مستحق ہوں گے۔ اور اگر ایمان نہیں باقی رہا تو ہمیشہ ان سزاؤں میں پڑے رہیں گے۔ **حذو** کے معنی اندازہ اور کاٹنے کے ہیں یعنی ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر کاٹی جاتی ہے یعنی بنی اسرائیل کے برابر سرابر ہوں گے اور ان کے چال چلن پر چلیں گے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا: ((لتركبن سنن من كان قبلكم خذو النعل بالنعل .)) (یعنی تم پہلے لوگوں یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقوں اور ان کی چالوں کی پیروی کرو گے برابر سرابر جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر کاٹی جاتی ہے' ماں سے سوتیلی ماں مراد ہے حقیقی ماں سے کافر بھی ایسی حرکت کے لیے آمادہ نہیں ہوسکتا ہے **تتجاری** کے معنی سرایت کرنے اور پھیل جانے کے ہیں یعنی یہ خواہشیں اور آرزوئیں ان میں اس طرح گھر کر جائیں گی جس طرح کلب کی بیماری بیمار میں سرایت کر جاتی اور پھیل جاتی ہے۔ کلب وہ بیماری جو دیوانے کتے کو ہو جاتی ہے جس کو وہ کاٹ لیتا ہے اس کو بھی وہی بیماری ہو جاتی ہے اور اس کا زہر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نفسانی خواہشوں میں پڑ کر آپ بھی ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کریں گے۔ نفس ایسی بری بلا ہے کہ خدا کی پناہ۔ جب تک خدا کی مدد نہ ہو، اس وقت تک نفس مغلوب نہیں ہوسکتا۔ ایک کتا ایک سور نفس کے ساتھ لگا ہوا ہے کتا تو اس کو لڑنے جھگڑنے اور لوگوں کو کاٹنے اور نوچنے کی ترغیب دیتا ہے اور سور کہتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے خوب کھا پی لے، عورتوں سے صحبت کر، دنیا کی زندگی کا یہی مزہ ہے۔ یہ کتے اور سور دونوں مل کر عقل کو جو بادشاہ ہے ایک کونے میں بٹھا دیتے ہیں اور ساری حکومت خود حاصل کر لیتے ہیں۔ عقل بیچاری ان دونوں کے بھونکنے اور غرانے سے ڈر کر خاموش رہ جاتی ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہوئی تو ان کتوں اور سوروں کی حکومت میں رہتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

یہ حدیث متعدد سندوں اور مختلف لفظوں سے مروی ہے اس سے یہی مراد ہے یا یہ بھی مراد ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے سمجھا ہے ابن جوزی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب تلبیس ابلیس صفحہ ۲۳ کا اقتباس جو حدیث مذکور کے تحت ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

محققین علماء نے بیان کیا کہ ایمان توحید آدمی کی نجات کا اصل اصول ہے چنانچہ حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ جب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سخت غمناک اور متحیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا۔ اور ہم پوچھنے نہ پائے کہ اس امر کی نجات کیونکر ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پوچھ چکا ہوں' عثمان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے کمال سے سرافراز کیا ہے آپ ہم کو آگاہ کیجیے۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو فرمایا۔ کہ نجات کا دارومدار اس کلمہ پر ہے جو میں نے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا۔ اور ابوطالب نے اس کے قبول سے انکار کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نجات اعتقاد توحید ہے' لاالـه الاالله محمد رسول الله۔ اور جب یہ اعتقاد دل میں سچا ہوگا۔ یعنی نفس کا دھوکا نہ ہوگا تو یہ سمجھ لو کہ آدمی اپنے جی کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی کرے گا۔ اور نماز، روزہ، زکوٰۃ وحج وغیرہ پر عامل ہوگا۔ بعض محققین نے کہا کہ یہ اعمال بمقابلۂ ایمان توحید کے ایسے ہیں جیسے ذرہ برابر دنیا میں سے ایک آدمی کا گھر بمقابلۂ عرش اعظم کے حقیر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جو کوئی اس اعتقاد توحید پر ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ رب العالمین کے واسطے گردن جھکا دے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا، اس پر یقین لائے اور جس طریق پر آپ چلتے تھے اسی طریق، سنت کو راہ حق

جانے تو یہ نجات کی راہ ہے اور اگر اس اعتقاد میں خارجی یا رافضی یا معتزلی کی طرح مخالفت کی تو نجات کی راہ سے بھٹک گیا اور شرک کی بدبو اس میں آنے لگی تو جہنم کی آگ میں ظاہر و باطن جلے گا' بشرطیکہ اس ضلالت میں یہاں تک نہ پہنچا ہو کہ دین حق سے خارج ہی ہو گیا ہو۔ لو پھر کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہمیشہ جہنم کی بستی میں رہے گا اور دیکھو اگر کلمۂ توحید وطریق سنت پر سچا اعتقاد ہو' لیکن وہ بدکاری کی شامت میں پھنسا اور ظاہر میں اتنے حصہ میں نفس کی پیروی کی اور یہاں تک ہوا کہ آخرت میں حرارت آفتاب سے سر کا بھیجا ابلے اور ہولناک تکلیفوں سے بھی کفارہ ہوا۔ بلکہ جہنم میں ڈالا گیا تو اس کا عذاب گمراہ فرقے کی طرح نہ ہو گا۔ جیسے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل توحید میں سے جو جہنم میں گیا۔ تو اوپر کے طبقے میں رہے گا اور وہاں پہنچتے ہی مردے کے مثل ہو جائے گا اور اس کے دل کو آگ نہ جلائے گی۔ یہ پوری روایت جامع صغیرہ وغیرہ میں ہے۔

اس بیان سے حدیث شریف کے معنی حل ہو گئے کہ گمراہ فرقے داخل فی النار ہوں گے اور جس فرقے سنت و جماعت کو نجات ہے وہی نجات کے واسطے ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ بھلا اس امت کے یہ گمراہ فرقے جس کی خبر حدیث میں دی گئی ہے تمہاری پہچان میں بھی آ گئے ہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو ہم نے قطعی پہچان لی کہ پھوٹ پڑ گئی (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم جس اتفاق و جماعت پر تھے۔ اس جماعت سے پہلے پہل خارجیوں کے ٹکڑے پھوٹ کے علیحدہ ہو گئے۔ پھر معتزلہ و روافض وغیرہ نے جماعت کو چھوڑ کر اپنی ٹکڑی علیحدہ کر لی۔ تو یہ معجزہ تو ہم نے صاف دیکھ لیا کہ جماعت سے پھوٹ ہوئی) اور ہم کو ان پھوٹے ہوئے فرقوں کی اصلیں بھی پہچان پڑتی ہیں بلکہ یہ بھی پہچان لیا گیا کہ خود ہر فرقہ جو جماعت اعظم سے پھوٹ کر جدا ہوا تھا خود اس کے پھٹنے سے ٹکڑے ہو گئے۔ اگر چہ ہم کو ان سب فرقوں کے نام اور گمراہی مذہب الگ الگ تفصیل کے ساتھ معلوم نہ ہوں اور دیکھو کہ بدعتی فرقوں کی اصلوں میں سے مسئلہ ذیل ہم کو ظاہر معلوم ہو گیا ہے۔ حروریہ و قدریہ و جھیمیہ و مرجیہ و رافضہ و جبریہ (یہ چھ ظاہر ہیں) اور بعضے اہل علم نے کہا کہ بدعت ضلالت کی جڑ یہی چھ فرقے ہیں۔ اور ہر فرقہ کی بارہ شاخیں ہیں تو کل بہتر ۷۲ شاخیں ہوئیں جو جماعت سے پھوٹ کر فرقہ فرقہ ہو گئے۔

(۱) **فرقہ حرویہ** کی بارہ شاخیں ہیں۔ (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے) چنانچہ شاخ اول ازرقیہ ہے اس کا بانی نافع ارزق خارجی تھا) جس نے یہ فرقہ رکھا تھا کہ اس کو کوئی آدمی مومن نہیں دکھائی دیتا۔ سوائے اس شخص کے جو اس فرقہ کے قول پر ہو۔ انہوں نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا۔ دوم۔ ناحبیہ جن کا قول یہ تھا کہ جو کوئی ہمارے کہنے پر ہو تو وہ مومن ہے۔ جو ہم سے منہ پھیرے وہ منافق ہے (نہ مومن ہے نہ کافر ہے) سوم۔ تغلبیہ جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا۔ اور نہ تقدیر میں مقدر کیا۔ چہارم جارمیہ ان کا یہ قول ہے کہ ہم نہیں جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے اور مخلوق بیچاری ساری معذور ہے (ان کو معاف ہے جب کہ ایمان پہچاننا محال ہے۔ پنجم حلفیہ: نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے مرد ہو یا عورت۔ ششم کوریہ: نے نکالا کہ کسی کو چھونا روا نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کو پاک ونجس کی شناخت واقعی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جب تک ہمارے سامنے نہا کر توبہ نہ کرے تب تک اس کے ساتھ کھانا نہیں جائز ہے۔ یعنی دیکھیئے اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگوں میں بے انتہا پھوٹ وجدائی پڑ گئی ہے' حالانکہ شروع میں باہ میل جول واتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہے۔ ہفتم کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہیں ہے کیونکہ شاید یہ شخص اس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو (تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہو گا تو اس گناہ سے کفر ہو جائے گا' بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین میں دفن کر دے۔ پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو' تو اس کو دے (پھر جو کوئی اس طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اس کو دے وعلی ہذا القیاس) یعنی اس مکر سے کبھی

زکوٰۃ دینا نہ پڑے۔ ہشتم شمارخیہ (تسفی رحمہ اللہ نے شماخیہ نام لکھا ہے) اس خبیث فرقہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورتوں کو چھونے و مساس کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اس لیے کہ عورتیں ریاحین بنائی گئی ہیں۔ ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہے۔ اور نہم اخنسیہ: کا یہ قول ہے کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا برائی لاحق نہیں ہوتی یعنی عذاب وثواب سے انکار کرتے ہیں۔ دہم محکمیہ: کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی مخلوق کی طرف فیصلہ چاہنے جائے تو وہ کافر ہے اسی وجہ سے جب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ واہل شام میں ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقے نے امیر المومنین کے لشکر سے جدا ہو کر دونوں فریق کو کافر کہنا شروع کیا۔ یازدہم: معتزلہ یعنی حروریہ میں سے معتزلہ یہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب ومعاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہیں کھلتا ہے' اس لیے ہم دونوں فریق سے بیزاری وتبرا کرتے ہیں۔ اور ازدہم میمونیہ فرقہ کہتا ہے کہ کوئی امام نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے اہل محلہ راضی نہ ہوں اہل محلہ سے اپنی ملت والے مراد لیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲) **فرقہ قدریہ** بھی بارہ ٹکڑوں میں منقسم ہوا۔ (۱) حمریہ: جس کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے عدل کی شرط یہ ہے کہ اپنے بندوں کو ان کے کاموں کا مختار کرے اور ان کے گناہوں کے درمیان ان میں حائل ہو کر روکے۔ (۲) فرقہ ثنویہ: کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے۔ (۳) معتزلہ: کہتا ہے کہ یہ قرآن پیدا کیا گیا ہے اور آخرت خدا کی دیدار محال ہے۔ (۴) کیسانیہ: جو کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ افعال آیا اللہ کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں یا بندوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ بندے موت کے بعد ثواب پائیں گے یا عذاب پائیں گے۔ (۵) شیطانیہ: جس کا یہ قول ہے کہ خدا نے شیطان کو نہیں پیدا کیا۔ (۶) شیرکیہ: جو کہتے ہیں کہ سب برائیاں مقدور ہیں سوائے کفر کے۔ (۷) وہمیہ: کہتے ہیں کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہیں ہے او نہ نیکی بدی کی ذات ہے۔ (۸) ربوبدیہ (راوندیہ): کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابیں اتری ہیں تو اس پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اس کو ناسخ کہے یا منسوخ کہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس نفس پرست فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے وقت میں بھائی بہن کا نکاح دوبطن مختلف سے جائز تھا۔ تو اب بھی یہ لوگ اس پر عمل کریں گے۔ اسی طرح یعقوب علیہ السلام کے وقت میں دو بہنوں کا نکاح اور شراب خوری وغیرہ سب عمل میں لائیں گے۔ (۹) مشیریہ: کہتے ہیں کہ جس نے گناہ کر کے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ (۱۰) ناکثیہ فرقہ: کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ دی تو اس پر گناہ نہیں ہے۔ (۱۱) قاسطیہ: کہتے ہیں کہ دنیا میں زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنے میں کوشش کرے۔ (۱۲) نظانیہ: جس نے ابراہیمی نظام کی پیروی میں یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شئے کہے وہ کافر ہے۔

(۳) **جھیمیہ فرقہ** جہمیہ فرقہ میں بھی بارہ شاخیں ہیں۔ (۱) معطلہ جو کہتے ہیں کہ جس چیز پر انسان کا وہم پڑے وہ مخلوق ہے اور جو کوئی دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ناممکن ہے تو وہ کافر ہے۔ (۲) مرسیہ: (مریسیۃ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات مخلوق میں ہیں۔ (۳) داروبیہ: کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ (۴) ملتزقہ: کہتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ اور جو کوئی جہنم میں گیا وہ کبھی وہاں سے نہیں نکالا جائے گا۔ (۵) زنادقہ: کہتے ہیں کہ کسی کے واسطے کوئی رب (پروردگار) ثابت کرے۔ اس لیے کہ ثابت کرنا جب ہی ہو سکتا ہے کہ جو اس سے ادراک کرے حالانکہ یہ ادراک ممکن نہیں ہے تو یہ اس کے ادراک کرنے کا آلہ نہیں ہو سکتے۔ تو پھر جو چیز ہی نہیں ہو سکتی ہے تو ثابت بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ (۶) حرقیہ: فرقہ کا قول یہ ہے کہ کافر کو (جب جہنم میں ڈالا جائے گا) آگ ایک بار جلا کر کوئلہ کر دے گی' پھر وہ ہمیشہ کوئلہ پڑا رہے گا۔ اس کو آگ کی جلن محسوس نہ ہوگی۔ (۷) مخلوقیہ: کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہے (۸) فانیہ: فرقہ کا یہ قول ہے کہ جنت و دوزخ دونوں فنا ہونے والی ہیں۔ (۹)

عریہ فرقہ: نے پیغمبروں سے انکار کیا۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ صرف عقلاء تھے۔ (۱۰) واقفیہ: کہتے ہیں کہ ہم توقف کرتے ہیں نہ یہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ یہ کہ مخلوق نہیں ہے (۱۱) قبریہ: کہتا ہے کہ قبر میں عذاب (ثواب) نہیں ہے اور نہ آخرت میں شفاعت ہے۔ (۱۲) لفظیہ فرقہ: کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے۔

(۴) **مرجیہ فرقہ** مرجیہ فرقہ کی بھی بارہ قسمیں ہیں۔ (۱) تارکیہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہیں ہے سوائے ایمان کے۔ پس جب بندہ اس پر ایمان لایا اور اس کو پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے (۲) سابیہ: کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہیں وہ کریں۔ (۳) مرجیہ: کہتا ہے کہ ہم کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہیں کہہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو طابع اور فرمانبردار کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہم کو یہ نہیں معلوم کہ اس کے لیے عنداللہ کیا ہے ف:۔ اس فرقہ کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انجام نہیں جانتے ہیں اس لیے کہ انجام کو کوئی نہیں جانتا۔ لیکن جو حالت بالفعل موجود ہے یہ ظاہر ہے۔ تو یہ فرقہ اس سے بھی منکر ہے گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو۔ اور یہ قبیح گمراہی ہے۔ (۴) ساکتیہ: کہتا ہے کہ نیک اعمال اور طاعات کچھ ایمان سے نہیں ہیں۔ (۵) عملیہ: کہتا ہے ایمان فقط عمل ہے۔ (۶) مستثنیہ: نے ایمان میں استثناء سے انکار کیا۔ (۷) مشبھہ: کہتا ہے کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے اور میرے ہاتھ کی طرح ہاتھ ہے۔ اور عرش پر اسی طرح مستوی ہے جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ (۸) حشویہ: نے سب احادیث کا ایک حکم ٹھہرایا، چنانچہ ان کے نزدیک فرض ترک کرنے کا حکم ویسا ہی ہے جیسا نفل ترک کرنے کا۔ مترجم کہتا ہے کہ حشویہ نام اس لیے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں **الم** اور **طس** اور **حم** وغیرہ حروف مقطعات صرف زائد حروف بے معنی ہیں۔ اور جو آیتیں عذاب کا خوف دلانے والی ہیں وہ فقط دھمکی ہے **نعوذ بالله من كفرهم** (۹) ظاہریہ: یہ وہ فرقہ ہے جو شرعی مسائل میں قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور (۱۰) بدعیہ: جس نے اول اول اس امت میں بدعت کا احداث شروع کیا۔ دوازدہم: (بارہ) مذکور نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کریں وہ مقبول ہے اور جو برائیاں مانند زنا اور چوری وغیرہ کے عمل میں لاویں وہ بخشی جاتی ہیں چاہے توبہ کرے یا نہ کرے۔ واللہ اعلم!

(۵) **فرقہ رافضہ** فرقہ رافضہ کی بھی بارہ شاخیں ہیں (۱) علویہ: کہتا ہے رسول بنانے کا پیغام اصل میں جبرئیل علیہ اسلام کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے غلطی کر کے وہ دوسری جگہ پہنچا دیا۔ جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ہماری عداوت سے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر نبی اسمٰعیل علیہ السلام میں وحی اتاری ہے۔ یہ لوگ کافر ہیں۔ (۲) امریہ: یہ فرقہ کہتا تھا کہ کار نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہیں۔ ف:۔ یہ بھی ظاہر کفر ہے۔ (۳) شیعہ: فرقہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسرے کی بیعت کر کے کفر کیا۔ (۴) اسحاقیہ فرقہ: کہتا ہے کہ نبوت تا قیامت ہوتی چلی جائے گی۔ اور جو کوئی اہل بیعت کا علم جانے وہی نبی ہوتا رہے گا۔ (۵) ناؤسیہ فرقہ: کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب امت سے افضل ہیں پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت دے وہ کافر ہو گا۔ (۶) امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا کبھی ایک امام سے خالی نہ ہو گی اور وہ امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہو گا اور اس کو جبرئیل علیہ السلام تعلیم کرتا رہے گا۔ اور جب وہ مرے گا تو بجائے اس کے دوسرا اس کے مثل قائم ہو گا۔ ف:۔ اس زمانہ میں جس فرقہ نے امامیہ اپنا نام رکھا ہے وہ تو ناؤسیہ اور رافضہ وغیرہ کا مجموعہ مرکب ہے۔ (۷) زیدیہ فرقہ: کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین ہیں تو جب تک ان میں سے کوئی ہو تو کسی غیر کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ پرہیزگار ہو یا اس کے افعال خلاف شرع ہوں۔ (۸) عباسیہ: فرقہ کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ خلافت کے حق دار عباس بن عبدالمطلب تھے۔ (۹) متناسخہ فرقہ: کا یہ قول ہے کہ روحیں ایک بدن سے نکل کر دوسرے بدن میں جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر وہ شخص نیکوکار تھا تو اس کی

روح نکل کر ایسے بدن میں پڑ جاتی ہے جو دنیا میں عیش سے رہنے والا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن میں پڑتی ہے جو دنیا میں کوفت اور تکلیف سے زندگی بسر کرے گا۔ (۱۰) رجعیہ فرقہ: کا زعم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب دنیا میں دوبارہ لوٹ آویں گے اور یہاں اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ (۱۱) لاعنہ: وہ فرقہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وطلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ ومعاویہ رضی اللہ عنہ وابوموسیٰ اصغری رضی اللہ عنہ وام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہم رضی اللہ عنہ پر لعنت کرتے ہیں۔ (۱۲) متربصہ: ایک فرقہ ہے کہ یہ فقیروں کا سا لباس پہنتے ہیں اور ہر وقت میں ایک شخص کو مقرر رکھتے ہیں کہ یہی اس امت کا مہدی ہے پھر جب وہ مرا تو دوسرے کو اسی طرح مقرر کر لیتے ہیں۔

(٦) **جبریہ فرقہ** جبریہ فرقہ بھی بارہ قسموں میں منقسم ہوا ہے۔ ازاں جملہ (۱) مضطریہ فرقہ: کہتا ہے کہ آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے اللہ ہی کرتا ہے۔ (۲) افعالیہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہیں لیکن ہم کو اس کے کرنے یا نہ کرنے میں استطاعت خود نہیں ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہیں کہ وہ رسی سے باندھ کر جدھر چاہتے ہیں ہانکے جاتے ہیں۔ (۳) مفروغیہ: فرقہ کہتا ہے کہ کل چیزیں پیدا ہو چکیں اب کچھ پیدا نہیں ہوگا (۴) نجاریہ: فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے نیک وبد افعال پر عذاب نہیں کرتا بلکہ اپنے فعل پر عذاب کرتا ہے۔ (۵) متمنیہ: فرقہ کہتا ہے کہ تجھ پر لازم فقط وہ ہے جو تیرے دل میں آئے پس جس دلی خطرہ سے تجھے بہتری نظر آئے اس پر عمل کر۔ (٦) کسبیہ: فرقہ کہتا ہے کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہیں کماتا ہے۔ (۷) سابقہ: وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے اس لیے کہ جو نیک بخت ہے اس کو گناہوں سے کچھ ضرر نہیں ہوگا او جو بدبخت ہے اس کو نیکیوں سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ (۸) حبیہ: فرقہ کہتا ہے کہ جس نے شراب محبت الٰہی کا پیالہ پیا اس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۹) خوفیہ: فرقہ کہتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو اس کو روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرے اس لیے کہ محبّ اپنے محبوب سے خوف نہیں کر سکتا۔ (۱۰) بکریہ: فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت بڑھے اسی قدر عبادت اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی جاتی ہیں۔ (۱۱) حسنیہ: فرقہ کہتا ہے کہ دنیا سب لوگوں میں برابر مشترک ہے کسی کو دوسرے پر زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں کے باپ آدم علیہ السلام کی میراث ہے۔ (۱۲) معیہ: فرقہ کہتا ہے کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں اور ہم کو ان کی استطاعت حاصل ہے۔ ملخص از تلبیس ابلیس۔

بدعتی لوگوں کی کیفیت

١٧٢۔ (٣٣) وَفِیْ رِوَایَةِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِیَةَ: ((ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ وَاِنَّهٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَآءُ كَمَا یَتَجَارَی الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا یَبْقٰی مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ))

۱۷۲۔ (۳۳) احمد اور ابو داوٗد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۷۲ دوزخ میں اور ایک جنت میں ہوگا (اور اس سے مراد) وہ لوگ ہیں جو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی) جماعت کی موافقت کرنے والے ہیں اور بے شک میری امت میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن میں (بدعات کی) خواہشات یوں سرایت کر جائیں گی جیسا کہ باولے کتے کی بیماری اس کے ساتھی میں منتقل ہو جاتی ہے، اس کی کوئی رگ کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا مگر بیماری اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

١٧٢۔ صحیح: مسند احمد (٤/ ١٠٢)، سنن ابی داوٗد کتاب السنہ باب (٤٥٩٧)

جماعت کی اہمیت

۱۷۳ ـ (۳٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ)). اَوْقَالَ: ((أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَّيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۷۳۔ (۳۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ یا یوں فرمایا کہ محمد ﷺ کی امت کو گمراہی پر نہیں جمع کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں تنہا ڈالا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

شرح: ......یعنی امت محمد یہ ساری کی ساری گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی بلکہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی وہ اہلسنت کی جماعت ہے اور وہ ما انا علیہ و اصحابی والی جماعت ہے، جو اس جماعت حقہ سے الگ ہوا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ اللہ کا ہاتھ یعنی اس کی حفاظت ونگرانی جماعت پر ہے۔ اس جماعت سے مسلمانوں کی حق پرست جماعت مراد ہے۔

۱۷٤ ـ (۳۵) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ، فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ.

۱۷۴۔ (۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بڑی جماعت کی پیروی کرو اس لیے کہ جو بڑی جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے (اس بڑی جماعت حقہ سے مسلمانوں کی بڑی جماعت صحابۂ کرام اور اسلاف عظام کی جماعت مراد ہے اور وہ جماعت حقہ ہے جو اصلی موحد ومتبع سنت ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

۱۷۵ ـ (۳٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بُنَيَّ! اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِّاَحَدٍ فَافْعَلْ)) ثُمَّ قَالَ: ((يَابُنَيَّ! وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ، وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۷۵۔ (۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ میرے پیارے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح وشام اس حال میں گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کینہ و حسد، بغض و عناد نہ ہو تو تم یہی کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا صاحبزادے! یہی میری سنت ہے اور یہی میرا طریقہ ہے، جس نے میرے اس طریقے کو پسند کیا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے سنت اور حدیث پر عمل کرنے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ عامل بالحدیث نبی ﷺ کا محبوب اور آپ کے ساتھ جنت کا رفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ درجہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۷٦ ـ (۳۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۷۶۔ (۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

۱۷۳ ـ **ضعيف**: سنن الترمذی كتاب الفتن باب ماجاء فی لذوم الجماعة (۲۱٦۷)
۱۷٤ ـ **ضعيف جداً**: سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب السواد الاعظم (۳۹۵۰)
۱۷۵ ـ **ضعيف**: سنن الترمذی كتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع (۲٦۷۸)
۱۷٦ ـ ضعيف البيهقی فی الذهد (۲۰۹) حلية الاولياء (۸/ ۲۰۰)، الحسن بن قتیبہ ضعیف ہے اور عبدالخالق المنذر غیر معروف ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ، فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

فرمایا: میری امت کے فساد اور اختلاف کے وقت جس نے میری سنت پر عمل کر لیا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔

تشریح:...... امت کے اختلاف کے وقت حدیث پر عمل کرنے اور سنت کے مطابق کام کرنے میں بڑی جدوجہد و مشقت اٹھانی پڑتی ہے گویا حدیث وسنت پر عمل کرنے سے مخالفین عامل بالسنۃ کو تکلیف دیتے اور پیٹتے بلکہ بعض دفعہ مار بھی ڈالتے ہیں تو ایسے شہید فی السنۃ کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

۱۷۷۔ (۳۸) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَهُوْدِ تُعْجِبُنَا، اَفَتَرٰى اَنْ نَّكْتُبَ بَعْضَهَا؟ فَقَالَ: ((اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟! لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَآءَ نَقِيَّةً، وَلَوْكَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَّا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))

۱۷۷۔ (۳۸) حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمر ؓ نے آ کر عرض کیا کہ ہم یہود کی باتوں کو سنتے ہیں جو ہم کو بھلی معلوم ہوتی ہیں کیا آپ ہمیں ان کی باتوں کو لکھنے کی اجازت مرحمت فرما سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بھی ایسے ہی حیران ہو گئے ہو جس طرح یہود و نصاریٰ حیران ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ اپنے دین کی طرف سے غیر مطمئن ہیں۔ اور اپنے دین کو ناقص تصور کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ کر اپنے علماء کی خواہشات کے تابع ہو گئے ہیں)۔ میں تمہارے پاس ایسی صاف ستھری شریعت لایا ہوں کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے۔ اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۷۸۔ (۳۹) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ طَيِّباً وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَآئِقَهٗ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ؟ قَالَ: ((وَسَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۷۸۔ (۳۹) ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پاک اور حلال کمائی کھائی اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے امن میں رہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایسے لوگ تو اس زمانے میں بہت ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد آئندہ بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۷۹۔ (۴۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ مَّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ، ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۷۹۔ (۴۰) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ایک ایسے زمانے میں ہو کہ اگر کوئی احکام خداوندی میں سے دس حصوں میں سے ایک حصہ یعنی دسوا چھوڑ دے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں میں

۱۷۷۔ حسن الامام احمد فی مسنده (۳/ ۳۸۷) علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس میں مجالد بن سعید راوی ضعیف ہے۔ سنن البیهقی فی شعب الایمان باب فی الایمان بالقرآن وسائر الکتب المنزله (۱۷۶)، لیکن کثیر طرق کی بناء پر حسن ہے۔

۱۷۸۔ ضعیف سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب (۲۵۲۰)، ابو بشر مجہول ہے۔

۱۷۹۔ ضعیف سنن الترمذی کتاب الفتن باب (۲۲۶۷)، سفیان بن عیینہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سے اگر کوئی احکام خداوندی میں سے دسویں حصہ پر بھی عمل کر لے گا تو نجات پا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

جھگڑا کس قدر بُری چیز ہے

۱۸۰۔ (٤١) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ))، ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۱۸۰۔ (۴۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہدایت پانے کے بعد کوئی قوم نہیں گمراہ ہوئی، مگر وہ قوم جس کو جدال و جھگڑا دیا گیا ہو۔ یعنی جھگڑالو قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہو جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تائید کے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ **ماضربوه لك الاجدلا** "یہ لوگ آپ سے جھگڑے کی مثال بیان کرتے ہیں اس لیے کہ یہ خود ہی جھگڑالو لوگ ہیں" اس حدیث کو احمد و ترمذی اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یہ آیت سورۂ زخرف کی ہے پوری آیت یہ ہے: ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْا آلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝﴾ (بنی اسرائیل) "اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے آپ کی قوم پکار اٹھی اور کہنے لگی کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ آپ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے بندے ہیں جس پر ہم نے انعام کیا اور انھیں بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا ہے اس آیت کریمہ کا شان نزول تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ وغیرہ قریشیوں کے پاس تشریف فرما تھے اتنے میں نضر بن حارث بھی آ گیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا جس میں وہ لاجواب ہو گیا۔ آپ نے آیت کریمہ ﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾ پڑھ کر سنایا یعنی تم اور تمہارے معبودان باطلہ سب دوزخ میں جھونک دیے جاؤ گے۔ اس پر بعض کافروں نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عزیز اور فرشتے بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ ان کو بھی لوگ پوجتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو غیر اللہ کی عبادت کرے اور ہر وہ شخص جو اپنی عبادت اپنی خوشی سے کرائے یہ دونوں عابد و معبود دوزخ میں جائیں گے، ان اللہ کے بندوں نے نہ دوسروں کی عبادت کی ہے اور نہ خوشی سے اس پر اپنی عبادت کرائی ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ جھگڑالو لوگ ہیں۔

رہبانیت کی مذمت

۱۸۱۔ (٤٢) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ، فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِى الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ ﴿رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَاكَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾

۱۸۱۔ (۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی جانوں پر تشدد اور سختی مت کرو (یعنی عبادت ریاضت میں اتنی تکلیف مت اٹھاؤ جو تمہاری طاقت سے باہر ہو) ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر تشدد کرے گا اور سختی ڈال دے گا۔ کیونکہ تم سے پہلے ایک قوم بنی اسرائیل نے اپنی جانوں پر تشدد کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی ڈال دی۔ اس زمانے میں گرجا گھروں اور خانقاہوں اور عبادت

۱۸۰۔ مسند احمد (٥/ ٢٥٢-٢٥٦)، الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة الزخرف (٣٢٥٣)، ابن ماجه المقدمة باب اجتناب البدع والجدل (٤٨)

۱۸۱۔ حسن سنن ابی داؤد الادب باب فی الحسد ٤٩٠٤ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ دیکھئے الصحیحہ (٣١٢٤)

خانوں میں پائے جاتے ہیں انہیں لوگوں کی یادگار ہیں اور بقایا ہیں کہ ان لوگوں نے رہبانیت اور ترک دنیا کو اپنی طبیعت سے تراش اور گڑھ لیا جس کو ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... اپنی جانوں پر سختی نہ کرو۔ یعنی اتنی ریاضت اور مجاہدہ نہ کرو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے۔ اور نہ جائز اور مباح کو حرام کرو کہ شادی بیاہ ترک کردو اور آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں برہنہ ہو کر یا ٹاٹ لنگوٹ لپیٹ کر پھرو۔ اور اس کو تقرب الی اللہ سمجھو، یہ رہبانیت اور سادھو پن تمہارا خود ساختہ ہے خدا کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اللہ نے وسعت کے مطابق تکلیف دی ہے۔ یہ رہبانیت والی آیت سورہ حدید کی ہے پوری آیت یہ ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَّكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ ○ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْاِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ○﴾

''بیشک ہم نے نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی تو ان میں سے کچھ تو راہ یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر نافرمان اور ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انھیں کتاب انجیل عطا فرمائی اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کر دیا ہے۔ ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا تھا لیکن ان کی نیت اللہ کی رضا جوئی تھی سو انھوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی۔ اور ہم نے ان میں سے جو ایمان لاتے تھے انھیں ان کا اجر دیا ان میں زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔''

پہلے زمانے والوں کی رہبانیت اسلام میں منسوخ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (مسند احمد)

١٨٢ـ (٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ: حَلَالٍ، وَحَرَامٍ، وَمُحْكَمٍ، وَّمُتَشَابِهٍ، وَاَمْثَالٍ. فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ، وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ، وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ، وَآمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ، وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ)) هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ)) وَلَفْظُهُ: ((فَاعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ، وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ، وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ))

١٨٢ـ (٤٣) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید پانچ طریقے پر نازل ہوا ہے۔ یعنی پانچ قسم کے احکام قرآن مجید میں اترے ہیں (۱) حلال (۲) حرام (۳) محکم (۴) متشابہ (۵) امثال۔ پس تم حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام جانو محکم پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال یعنی قصوں اور کہانیوں سے عبرت حاصل کرو۔ حدیث کے یہ الفاظ مصابیح کے ہیں اور بیہقی کے الفاظ جو شعب الایمان میں ہیں کہ حلال پر عمل کرو اور حرام سے بچو اور محکم کی اتباع کرو۔

تشریح:...... محکم سے مراد یہ ہے کہ جس کے معنی بالکل ظاہر ہوں کسی قسم کا شک وشبہ واشتباہ نہ ہو۔ جیسے اقیموا الصلوۃ

١٨٢ـ ضعيف جدا البيهقي في شعب الايمان باب في تعظيم القرآن (٢٢٩٣)، مصابيح السنة كتاب الايمان باب الاعتصام بالكتاب والسنه۔ (١٤٤)

واتـوا الـزکـوۃ نماز پڑھو' زکوۃ دو۔ اور متشابہ سے مطلب یہ ہے کہ اس کے مرادی معنی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسے مقطعات اور صفات متشابہ جیسے ید' بصر' سمع' وغیرہ اس قسم کے متشابہ پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور امثال سے مراد پہلے زمانے کے واقعات حکایات قصص ہیں جن کو عبرت اور نصیحت کے لیے نازل فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نصیحت

١٨٣ - (٤٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَمْرُ ثَلَاثَةٌ: اَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهٗ فَاتَّبِعْهُ، وَاَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهٗ فَاجْتَنِبْهُ، وَاَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِيْهِ فَكِلْهُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ

۱۸۳۔ (۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے کام ہیں (۱) وہ کہ جس کی ہدایت بالکل کھلی و ظاہر ہے۔ تو اس کام کی تابعداری کرو (۲) وہ کہ جس کی گمراہی بالکل صاف اور کھلی ہوئی ہے تو اس سے بچتے رہو (۳) وہ کہ مختلف فیہ یعنی پوشیدہ اور مشتبہ ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

مسلمان جماعت سے دُوری کے مفاسد

١٨٤ - (٤٥) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ،

۱۸۴۔ (۴۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے۔ جو اس بکری کو اٹھا لے جاتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ نکلی ہو اور ریوڑ سے دور چلی گئی ہو اور بکریوں کے ریوڑ سے نکل کر کنارے آ گئی ہو۔ یعنی جس طرح یہ حیوانی بھیڑیا اکیلی بکری پر بہت جلد قابو پا جاتا ہے اور اس کو پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالتا ہے' اسی طرح سے جب انسان مسلمانوں اور اہل اللہ کی جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے لہٰذا پہاڑ کی گھاٹیوں سے بچو یعنی اسلامی راستہ کو مت چھوڑو بلکہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے رہو۔ اس حدیث کو احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

١٨٥ (٤٦) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۱۸۵ (۴۶) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہو گیا یعنی تھوڑی ہی دیر کے لیے مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہو گیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کے پٹے کو نکال کر پھینک دیا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہونے سے اسلامی ذمہ کو بہت جلد باہر ڈال دے گا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد ہدایت کے لیے دو چیزیں

١٨٦ - (٤٧) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ مُرْسَلًا،

۱۸۶۔ (۴۷) مالک بن انس رضی اللہ عنہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول

---

١٨٣ - ضعيف: المعجم الكبير للطبراني (١٠/ ٣٨٦-٣٨٧) رقم (١٠٧٧٤)

١٨٤ - ضعيف: مسند احمد (٥/ ٢٤٣)

١٨٥ - ضعيف: مسند احمد (٥/ ١٨٠)، ابوداؤد كتاب السنة باب في قتل الخوارج (٧٤٥٨)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ))۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دو چیزیں تم میں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں چیزوں کوخوب مضبوطی سے تھامے اور پکڑے رہو گے تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو سکو گے۔ (۱) اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی سنت وحدیث ہے۔ مؤطا میں یہ روایت ہے۔ (مرسل حدیث کی تعریف مقدمہ میں گزرچکی ہے)۔

بدعت کی نحوست

۱۸۷۔ (٤٨) وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيْ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَآ اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ؛ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۸۷۔ (۴۸) غضیف بن الحارث الثمالی ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے کوئی نئی بات یعنی بدعت نکالی تو اس قوم سے اسی کے مثل ایک سنت اٹھا لی جاتی ہے۔ پس سنت کو خوب اچھی طرح سے پکڑے رہنا بدعت اور دین میں نئی بات کے نکالنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... دین میں بدعت بڑی منحوس چیز ہے اس کے آتے ہی سنت اور اس کی روشنی نکل جاتی اور اس سنت کی جگہ ظلمت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور یہی تاریکی رین طبع اور زنگ آلودگی کی سبب ہو جاتی ہے جس سے بدعتی کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر صورت میں سنت ہی پر عمل کرنا چاہیے۔ سنت پر عمل کرنے والا ہمیشہ ترقی کرتے کرتے ولایت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے اس کے دل میں نور سرور پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ؎

سچ ہے سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے
بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

۱۸۸۔ (٤٩) وَعَنْ حَسَّانَ ؓ قَالَ: مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۱۸۸۔ (۴۹) حضرت حسان بن ثابت ؓ انہوں نے کہا کہ جس قوم نے دین میں کوئی بدعت اور نئی بات نکالی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم سے ایک سنت نکال لیتا ہے پھر وہ بغیر توبہ کے قیامت تک نہیں لوٹائی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

۱۸۹۔ (٥٠) وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ، فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ)) مُرْسَلًا۔

۱۸۹۔ (۵۰) حضرت ابراہیم بن میسرہ ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرا دینے کی کوشش کی کیونکہ بدعتی کی تعظیم سے اسلام کی توہین ہوتی ہے اور سنت اور اسلام کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

۱۸٦۔ اس کا شاہد حسن سند سے ہے: الامام مالك فی الموطا كتاب القدر باب النهی عن القول بالقدر (۳)
۱۸۷۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن معناً یہ صحیح ہے: مسند احمد (٤/ ١٠٥) ۱۸۸۔ صحیح: سنن الدارمی (۹۸)
۱۸۹۔ ضعیف: حسن البیہقی فی شعب الایمان (٩٤٦٤)

قرآن کریم کی پیروی کا اجر وثواب

۱۹۰۔ (۵۱) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيْهِ؛ هَدَاهُ اللّٰهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِى الدُّنْيَا، وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِى الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِى الْاٰخِرَةِ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى﴾۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۱۹۰۔ (۵۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم حاصل کر لیا یعنی قرآن مجید کو سیکھ لیا پھر جو کچھ قرآن مجید میں ہے اس کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں گمراہی سے بچا کر ہدایت پر قائم رکھے گا۔ اور قیامت کے دن اس کو برے حساب سے بچائے گا اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جس شخص نے اللہ کی کتاب کی تابعداری کی تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہو گا اور نہ آخرت میں بدبخت اور بدنصیب ہو گا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: فمن اتبع ھدی فلا یضل ولا یشقی جس نے میری ہدایت کی تابعداری کی تو وہ نہ (دنیا میں) گمراہ ہو گا اور نہ (آخرت میں) بدنصیب ہو گا۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔

صراطِ مستقیم کی مثال

۱۹۱۔ (۵۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا، وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ، فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَعَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ، وَعِنْدَ رَاْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ: اِسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوْا، وَفَوْقَ ذٰلِكَ دَاعٍ يَدْعُوْا كُلَّمَا هَمَّ اَنْ يَّفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ قَالَ: وَيْحَكَ! لَا تَفْتَحْهُ، فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ)) ثُمَّ فَسَّرَهُ فَاَخْبَرَ: ((اَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْاِسْلَامُ، وَاَنَّ الْاَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللّٰهِ، وَاَنَّ السُّتُوْرَ الْمُرْخَاةَ حُدُوْدُ اللّٰهِ، وَاَنَّ الدَّاعِيَ عَلٰى رَاْسِ الصِّرَاطِ هُوَ الْقُرْاٰنُ وَاَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهِ! هُوَ وَاعِظُ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ)) رَوَاهُ رَزِيْنٌ، وَرَوَاهُ اَحْمَدُ.

۱۹۱۔ (۵۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم (سیدھے راستہ) کی مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک سیدھا راستہ ہے اور اس راستہ کے دونوں کنارے دو دیواریں ہیں اور ان دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور ان دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور راستہ کے سرے پر ایک داعی پکارنے والا کھڑا ہے جو پکار کر کہتا ہے کہ سیدھے راستہ پر سیدھے چلے جاؤ ادھر ادھر ٹیڑھے مت ہو اور اس داعی پکارنے والے کے اوپر ایک اور پکارنے والا ہے جو پکار پکار کر کہتا ہے کہ سیدھے چلے جاؤ ادھر ادھر مت مڑو۔ جب کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی دروازے کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ پکارنے والا پکار کر کہتا ہے تجھ پر بڑی افسوس کی بات ہے اس دروازے کو مت کھولو کیونکہ اگر تم نے کھول ہی لیا تو تم داخل ہی ہو جاؤ گے (اور جو داخل ہو جائے گا وہ سخت تکلیف اٹھائے گا) اس مثال کو بیان کر کے رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ سیدھا راستہ تو اسلام ہے (جو جنت میں لے جائے گا) اور دیواروں میں جو دروازے کھلے ہوئے ہیں ان سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور جو پردے ان دروازوں پر پڑے ہیں وہ اللہ کی حدیں اور اس کی سرحدیں ہیں۔ اور وہ داعی جو صراط مستقیم پر کھڑا ہے قرآن مجید ہے اور جو داعی اس کے آگے کھڑا ہے وہ

۱۹۰۔ حسن ابن ابی شیبه (۱۰/ ۴۶۷۔۴۶۸) وعبدالرزاق (۳/ ۳۸۲) حاکم (۲/ ۳۸۱)

۱۹۱۔ صحیح مسند احمد (۴/ ۱۸۲۔۱۸۳)

اللہ کا واعظ و ناصح نصیحت کرنے والا ہے جو ہر مومن مسلمان کے دل میں موجود ہے (یعنی فرشتہ جو کار خیر کی طرف رہنمائی کرتا ہے)۔اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے

۱۹۲۔ (۵۳) وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ اَخْصَرَ مِنْهُ۔

۱۹۲۔ (۵۳) احمد رحمہ اللہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اسی طرح سے ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے مگر ترمذی نے ذرا اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۱۹۳۔ (٥٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا، فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْمَاتَ، فَاِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، اَبَرَّهَا قُلُوْباً وَاَعْمَقَهَا عِلْماً، وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفاً اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ، وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ، فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ، وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ، فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۱۹۳۔ (۵۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی شخص کی پیروی ہی کرنا چاہے تو اسے مرے ہوئے لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے اس لیے کہ زندہ آدمی فتنہ فساد سے محفوظ نہیں رہتا ہے اور مرے ہوئے لوگ دین کے فتنے سے بچے ہوئے ہیں) اور وہ مرے ہوئے لوگ جن کی تابعداری کرنی چاہئے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں جو اس امت کے سب سے اچھے لوگ تھے۔ دلوں کے اعتبار سے انتہائی درجے کے نیک، علم کے اعتبار سے گہرے سمندر، اور نہایت کامل تھے اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کے ساتھ رہنے کے لیے اور اپنے دین کے قائم کرنے کے لیے منتخب اور پسند کرلیا تھا لہٰذا تم ان کی بزرگی کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اور جہاں تک تم سے بن پڑے ان کے اخلاق اور نیک عادت کو اختیار کرو۔ کیونکہ یہی لوگ صراط مستقیم پر تھے جو ہدایت کا سیدھا راستہ ہے۔اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے تابعین سے فرماتے ہیں کہ تم صحابہ کرام کی تابعداری کرو۔ کیونکہ یہی لوگ سچے، ایماندار مخلص اور صاف دل اور کامل ایمان والے تھے کتاب وسنت کے ماہر اور اس کے کما حقہ عامل تھے، سادے مزاج، تکلف سے بالکل پاک صاف تھے کھانے، پینے، پہننے میں سادگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی نصرت وصحبت کے لیے ان کو منتخب فرمایا تھا۔ ان کی تابعداری کرو ان کے نقش قدم پر چلو، ان کے اخلاق کریمانہ کو اختیار کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تورات کا مطالعہ کرنا

۱۹٤۔ (٥٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِّنَ التَّوْرَاةِ، فَقَالَ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ، فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَاُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ۔ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: ثَكِلَتْكَ

۱۹۴۔ (۵۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ کہیں سے لا کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے آپ خاموش رہے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک اس محرف کتاب کے سننے کی وجہ سے متغیر

۱۹۲۔صحیح البیهقی فی شعب الایمان (۷۲۱٦)، سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی مثل الله لعباده (۲۸۵۹)، مسند احمد (٤/ ۱۸۲)

۱۹۳۔ منقطع ضعیف جامع بیان العلم وفضله (۲/ ۹۷) حلیة اولیاء (۱/ ۳۰۵)

۱۹٤۔ حسن سنن الدارمی (٤۳٥)

الثَّوَاكِلُ! مَاتَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟! فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ، رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَوْبَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ؛ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا عمر! تم کو گم کرنے والیاں گم کریں۔ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے تغیر کو نہیں دیکھتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو واقعی آپ غضب آلود نظر آ رہے ہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھے کہ میرے تورات کے پڑھنے کی وجہ سے حضور ناراض ہو گئے ہیں معافی چاہتے ہوئے عرض کیا) کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی ناراضگی اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے سے راضی ہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہونے سے راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تم میں موجود ہوتے اور تم میری تابعداری چھوڑ کر ان کی تابعداری کرتے تو تم سیدھے راستے سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانے کو پالیتے تو انہیں میری تابعداری کرنی پڑتی۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کو چھوڑ کر دیگر آسمانی کتابوں کا پڑھنا خدا اور رسول کی ناراضگی کا سبب ہے (۲) اور کتاب وسنت کو چھوڑ کر دوسری کتابوں کو پڑھنا گمراہی کا سبب ہے **ثكلتك التواكل** ثکلی اس عورت کو کہتے ہیں۔ جس کا بچہ مر گیا ہو محاورہ ہے **ثكلتك امك** تیری ماں تجھ کو گم پائے یعنی تو مر جائے، مگر اس سے مرنا اور بددعا مقصود نہیں ہے، بلکہ خفگی ہے اور تعجب کے وقت عرب کے لوگ ایسے کلمہ کو استعمال کرتے ہیں جیسے **تربت يمينك** وغیرہ ہے۔

کلام نبوی ﷺ

۱۹۵۔ (۵۶) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ، وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ، وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا))

۱۹۵۔ (۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا ہے اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے، اور کلام اللہ کا بعض حصہ بعض حصے کو منسوخ کر دیتا ہے۔ اس کو دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... نسخ کے معنی بدلنے، مٹانے وغیرہ کے آتے ہیں۔ شرعی محاورہ میں شریعت کے حکم کو دوسرے کے ساتھ بدلنے یا بالکل مٹا دینے کو کہتے ہیں۔ کبھی ہلکی چیز کے بدلے بھاری چیز آتی ہے اور کبھی بھاری چیز آسان چیز کے بدلے میں آ جاتی ہے اور کبھی اس کا کوئی بدل نہیں ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی بعض آیتیں منسوخ الحکم اور منسوخ التلاوت بھی ہیں، اور بعض منسوخ الحکم ہیں منسوخ التلاوت نہیں بلکہ اس کی تلاوت باقی ہے اور بعض آیتیں منسوخ التلاوت ہیں لیکن منسوخ الحکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اسی جیسی اور لے آتے ہیں۔

(۲) .... ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

۱۹۵۔ ضعیف: سنن الدار قطنی (۹)

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾

"جب ان لوگوں کے سامنے ہماری کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس قرآن کے علاوہ دوسرا قرآن لے آؤ۔ یا اس کو بدل ڈالو آپ کہہ دیجیے میں اپنی جانب سے اس کو نہیں بدل سکتا میں تو صرف وحی الٰہی کی تابعداری کرتا ہوں اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو بڑے دن کے عذاب سے میں خوف کھاتا ہوں۔"

(۳)…. ﴿يمحوا الله مايشاء و يثبت.........وعنده ام الكتاب﴾

"جس کو اللہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے' اس کے پاس اصل کتاب ہے۔"

(۴)…. ﴿واذا بدلنا اية مكان ايةوالله اعلم بما ينزل قالو انما انت مفتر﴾

"اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کے میں بدل دیتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے۔ جو وہ نازل کرتا ہے تو شریر لوگ کہتے ہیں آپ اپنی جانب سے گھڑنے والے ہیں۔"

ان آیتوں میں نسخ کا ثبوت ملتا ہے اور ناسخ دراصل خدا ہی ہے۔ رسول اللہ کسی شرعی حکم بغیر خدائی حکم کے نہیں' بدل سکتے ہیں' یہی مطلب حدیث کا ہے کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا ہے البتہ حدیث صحیح متواتر یا مشہور عزیز اور صحیح خبر واحد سے بھی قرآن مجید کی تخصیص کی جاسکتی ہے جس کی بہت سی نظیریں ہیں اور نسخ اور تخصیص میں فرق ہے جیسا کہ اصول میں اس کی مفصل بحث ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ کلامی سے مراد وہ ہے جو بطریق اجتہاد کے ہو اور جو کلام وحی الٰہی سے ہو اس کلام سے قرآن مجید کا نسخ ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث بھی متلو اور کلام الٰہی ہے: لقوله تعالىٰ وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى. اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔

١٩٦ ـ (٥٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضاً كَنَسْخِ الْقُرْآنِ))

۱۹۶۔ (۵۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری بعض حدیثیں بعض حدیثوں کو منسوخ کر دیتی ہیں' جس طرح بعض آیتیں بعض آیتوں کو منسوخ کر دیتی ہیں۔

فرائض کو ضائع نہ کرو

١٩٧ ـ (٥٨) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضًا فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْداً فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا)) رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ الدَّارَ قُطْنِيُّ۔

۱۹۷۔ (۵۸) حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے" انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چند باتیں فرض کر دی ہیں تو تم ان کو ضائع اور اکارت نہ کرو۔ اور چند چیزوں کو خدا نے حرام ٹھہرایا ہے تو تم اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ اور اس نے حدیں مقرر کر دی ہے تو تم اس سے تجاوز مت کرو۔ اور بہت سی چیزوں سے بغیر بولے سکوت اختیار کیا ہے۔ تو تم ان کی بحث کرید مت کرو۔ ان تینوں حدیثوں کو دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

---

١٩٦ ـ موضوع: سنن الدار قطني كتاب النوادر (١٠)
١٩٧ ـ منقطع: سنن الدارقطني كتاب الرضاع (٤٢)

كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

علم کی فضیلت کے بیان میں یہ کتاب ہے انسان کی بزرگی دیگر مخلوق پر علم وعقل کی وجہ سے ہے۔ سب سے پہلے انسان کو علم ہی عطا کیا گیا۔ **وعلم الادم** حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا۔ اسی کی بدولت فرشتوں سے بھی مرتبہ میں بڑھ گئے۔ قرآن مجید میں پہلی وحی علم ہی کے بارے میں نازل ہوئی کہ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾ "اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ پڑھیے آپ کا رب بہت عزت والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔" اور فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ علم والوں کے بڑے درجے ہیں۔

اس جگہ علم سے علم شرعی مراد ہے یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف اور جو ان دونوں کے موافق ہوں۔ ذیل میں وہ حدیثیں ہیں جن سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ..... پہلی فصل

دعوتِ دین کی اہمیت

۱۹۸۔ (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلِّغُوْا عَنِّىْ وَلَوْاٰيَةً، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۹۸۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات کو بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات کی نسبت کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... میری طرف سے خدا کے پیغام کو لوگوں کو سناؤ اور پہنچاؤ اگرچہ تھوڑا ہو، خواہ ایک آیت یا حدیث ہو۔ اس حدیث سے تبلیغ علم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ پہلے بنی اسرائیل کے واقعات اور قصص سنانے کی ممانعت تھی اب اجازت دی جا رہی ہے ان قصوں کے بیان کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے مگر اس کی تصدیق نہ کرو اور نہ تکذیب، اگر شریعت محمدیہ کے مطابق ہے تو ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے جھوٹی بات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور بعض کے نزدیک کفر ہے۔ یہ متواتر حدیث ہے اس کے ۶۲ صحابی روایت کرنے والے ہیں جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔

۱۹۸۔ صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل (۳٤٦۱)

جھوٹی روایت بیان کرنے والا

۱۹۹۔ (۲) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ، فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۹۔ (۲) حضرت سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس کے متعلق اسے یہ خیال ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے روایت کر کے بیان کر دیتا ہے، تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... کاذبین کو تثنیہ بھی پڑھا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اور بعض نے اس کو جمع بھی پڑھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے۔ جھوٹوں میں سے ایک یہ بھی جھوٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ موضوع روایتوں کو بغیر اس کی موضوعیت کے بتائے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

دین کی فقاہت

۲۰۰۔ (۳) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۰۔ (۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرنا چاہتا ہے، تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے، اور میں (علوم الٰہی کو) لوگوں میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ یعنی اللہ کتاب وسنت کا علم مجھے عطا فرماتا ہے میں اسے لوگوں کو سنا دیتا ہوں۔

سلیم الفطرت لوگ

۲۰۱۔ (٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۱۔ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ کان ہیں۔ جس طرح سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں بشرطیکہ وہ سمجھدار رہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... معادن معدن کی جمع ہے۔ معدن کے معنی کان کے ہیں۔ یعنی زمین کے وہ مختلف حصے جس میں سے دھات، چاندی، سونا، لوہا، کوئلہ، گندھک، تیل وغیرہ نکالے جاتے ہیں۔ جیسے لوہے کی کان، چاندی کی کان، سونے کی کان، ابرک گندھک کی کان، کوئلے کی کان۔ لوگوں کی کانیں مختلف ہیں جس طرح چاندی سونے لوہے وغیرہ کی کانیں مختلف ہیں کسی کان سے کوئلہ پیدا ہوتا ہے کسی کان سے چاندی نکلتی ہے کسی کان سے سونا پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کی بھی ...... مختلف کانیں اور خاندان ہیں کسی خاندان کے لوگ اچھے شریف، سخی، بہادر اور ابنائے جنس کے ہمدرد و خیر خواہ اور انصاف پرست ہوتے ہیں۔ اور کسی خاندان کے لوگ

۱۹۹۔ صحیح مسلم المقدمة باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكاذبين (۱)

۲۰۰۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب من يرد الله به خيرا يفقهه فی الدین (۷۱)، مسلم کتاب الزکاة باب النهی عن المسالة (۹۸/ ۱۰۳۷)

۲۰۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب خيار للناس (۱۹۹/ ۲۵۲٦)، والامام احمد فی مسند (۲/ ۵۲۹)

رذیل کمینہ' بخیل' نامراد، بزدل، ظالم اور سفاک ہوتے ہیں۔ جو لوگ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے شریف النفس ،کریم الطبع' عادل' انصاف پرور اور قوم کے سچے ہمدرد تھے' اسلام لانے کے بعد ان اوصاف کے متصف ہونے کے ساتھ اسلامی محاسن کے سانچے میں بھی ڈھل گئے۔ دین' ایمان کو حاصل کیا اور علم کو بھی اور دین میں صحیح سمجھ بھی حاصل کر لی۔ تو ایسے خاندان کے لوگ اچھے ہیں ان خاندانوں سے جو ان اوصاف سے متصف نہیں ہیں اور اگر وہ بے علم اور جاہل اور بے سمجھ ہوں تو خاندان شرافت سے کچھ فائدہ نہیں۔ ایک عالم باعمل متبع سنت ،خاندان بہتر ہے اس عالی خاندان سے جو جاہل اور فاسق فاجر اور بے عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں علم عمل تقویٰ والے کا درجہ اونچا ہے۔ حسب ونسب کوئی چیز نہیں ہے کہ

دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

ہاں اگر حسب نسب کے ساتھ ایمان اور عمل صالح اور علم کے زیور سے بھی مزین ہے تو سونے پر سہاگہ نور علی نور ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو کان فرمایا ہے۔ جب تک کان میں سونا رہتا ہے لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور جب اسی چاندی سونے کو کان سے باہر نکال لیا جاتا ہے' اور اس کی مٹی وغیرہ صاف کر لی جاتی ہے' تو وہ چمک اٹھتا ہے' سب لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو جاتا ہے اور سب ہی اس کے چاہنے والے ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ سب کی تکلیفوں کے دور کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اسی طرح شریف خاندان کا آدمی جب تک اپنے کان کفر سے باہر نہیں آتا ہے تو لوگ اسے نہیں جانتے اور جب وہ اس سے باہر آ جاتا ہے اور عبادت' ریاضت علم اور ایمان تقویٰ کی وجہ سے تمام گرد وغبار سے صاف ہو جاتا ہے تو سورج کی طرح چمکنے دمکنے لگتا ہے۔ سب ہی لوگ اس کے چاہنے والے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگوں کا سچا ہمدرد و خیر خواہ ہوتا ہے۔

رشک کی جائز صورت

۲۰۲۔ (۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اِثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۲۔ (۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو شخصوں پر دو اچھی عادت کی وجہ سے حسد کرنا یعنی غبطہ و رشک کرنا درست ہے۔ ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دے رکھا ہے اور اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دے رکھی ہے' اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت اور علم دے رکھا ہے وہ اسی علم کے موافق فیصلہ کرتا اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... حسد زوال نعمت کی آرزو کو کہتے ہیں اور یہ ہر صورت میں حرام ہے۔ اور غبطہ حصول نعمت کی آرزو کو کہتے ہیں اور نیک کاموں میں غبطہ اور رشک مستحب ہے۔ اس حدیث میں حسد سے یہی غبطہ ہی مراد ہے ہم نے حسد اور غبطہ کی پوری تشریح اپنی کتاب مذمت حسد میں لکھ دی ہے۔ جو مطالعہ کے لائق ہے۔

مرنے کے بعد ثواب کا سلسلہ

۲۰۳۔ (٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۲۰۳۔ (٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ

۲۰۲۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب الا غتباط فی العلم والحکمة (۷۲)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب فضل من یقوا بالقرآن یعلمه (۲٦۸/ ۸۱٦)

۲۰۳۔ صحیح مسلم کتاب الوصیة باب ما یلحق الانسان من الثواب (۱۴/ ۱٦۳۱)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ اَشْيَآءٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے کاموں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ مرنے کے بعد ان کاموں کا ثواب مسلسل جاری نہیں رہتا مگر تین کاموں کا ثواب بند نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کا ثواب برابر جاری رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) نیک اولاد جو مر جانے کے بعد اس کے حق میں دعاء کرتی رہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... انسان اپنی زندگی میں جو نیکی کرتا ہے' اس کا ثواب ملتا ہے۔ جیسے نماز پڑھتا ہے تو اس کا ذخیرہ ثواب قیامت میں ضرور ملے گا لیکن مرنے کی وجہ سے چونکہ وہ کام بند ہو گیا ہے' اس لیے ثواب کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ لیکن یہ تین ایسے کام ہیں کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہے گا۔ گویا مرنے کے بعد ہی وہ کام ہو رہا ہے۔

(۱)...... صدقہ جاریہ جیسے مسجد بنوائی۔ کنواں کھدوا دیا۔ نہر جاری کرا دی' زمین وقف کر دی

(۲)...... جس علم سے نفع حاصل کیا جائے' جیسے کتابیں لکھیں یا کسی کو پڑھایا۔

(۳)...... اولاد صالح جو مرنے کے بعد اس کے حق میں دعا نیک کرتی ہے۔

مسلمان کے لیے خوش خبری

٢٠٤۔ (٧) وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا' نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَّسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقاً اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِىْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ' اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَبِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۴۔ (۷) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں اور سختیوں کو دور کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی بے چینیوں اور تنگدستیوں اور پریشانیوں کو دور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی تنگ دست کی مشکلوں کو آسان کر دے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی کرے گا' اور جس نے کسی مسلمان کے عیب کو چھپایا اور پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی اعانت میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہتا ہے' اور جو شخص علم حاصل کرنے کے راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں اور دینی مدرسوں میں) جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین اترتی ہے اور خدا کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس والے فرشتوں سے ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔ اور جس کا عمل سست رہا' تو اس کا نسب جلدی نہیں کرے گا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٢٠٤۔ صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء باب فضل الاجتماع على تلاوت القرآن (٣٨/ ٢٦٩٩)

یعنی جس نے عمل میں کوتاہی کی اور نیک عملوں کو نہیں کیا تو اس کا نسب کام نہیں آئے گا۔ خدا کے یہاں عمل کام آئے گا۔ حسب و نسب کام نہیں آئے گا:

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

ریا کاری کی ہلاکتیں

۲۰۵۔(۸)وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ۔ قَالَ: كَذَبْتَ؛ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ: جَرِيْءٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ، وَقَرَاَ الْقُرْآنَ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ، وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ: كَذَبْتَ؛ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: اِنَّكَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ۔ قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ؛ فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۵۔(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔ میدانِ محشر میں خدا کے سامنے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ وہ پہچان لے گا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان نعمتوں کے مقابلہ میں کیا عمل کیا اور اس کے شکریہ میں کیا کیا؟ شہید جواب دے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کَذَبْتَ تو جھوٹ بکتا ہے (میری راہ میں میری خوشنودی کے لیے جہاد نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس لیے قتال و جہاد کیا ہے تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص کیسا بہادر اور پہلوان ہے۔ فَقَدْ قِيْلَ پس تو یہ کہا گیا اور دنیا میں تیری بڑی تعریف و توصیف کی گئی۔ پس حکم دیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرے قاری اور عالم کا حساب لیا جائے گا جب وہ خدا کے سامنے پیش ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم نے کیا عمل کیا اور ان نعمتوں کی کیا شکر گزاری کی؟ وہ جواب دے گا میں نے علم کو سیکھا اور سکھایا۔ اور آپ کی رضا مندی کے لیے قرآن شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ " کَذَبْتَ " تو جھوٹ بولتا ہے تم نے یہ کام میرے لیے نہیں کیا ہے بلکہ اس لیے کیا ہے تا کہ تجھے عالم و قاری کہا جائے۔ لہٰذا تیرا مقصد پورا ہو گیا۔ اس کو بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا' پھر ایک سخی کو لایا جائے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری دولت اور ہر قسم کا مال دے رکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ وہ پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے ان نعمتوں میں کیا کام کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے ان تمام راہوں میں خرچ کیا جن میں خرچ کرنا آپ کو پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ "کَذَبْتَ" تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ اس لیے خرچ کیا ہے تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں آدمی سخی ہے۔ تجھے یہ کہا گیا پس حکم دیا جائے گا' اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم

۲۰۵۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب من قاتل الرياء والسمعة استحق النار (۱۵۲/ ۱۹۰۵)

میں پھینک دیا جائے گا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......ایمان وعمل میں نیک نیتی اور اخلاص ضروری ہے اگر اخلاص نہیں ہے بلکہ ریا' نمود، شہرت طلبی ہے تو کسی عمل کا شرعاً اعتبار نہیں ہے۔ ان تینوں نے اس کارِ خیر کو اخلاص سے اور نیک نیتی سے نہیں کیا تھا بلکہ ریا، نمود کے لیے کیا تھا' جس سے اعمال برباد ہو گئے اور دوزخ میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سچا اخلاص مرحمت فرمائے اور ریا نمود سے بچائے۔ آمین بحمد اللہ ہم نے ''اخلاص نامہ'' میں اخلاص کی اہمیت وفضیلت اور ریا نمود کی مذمت نہایت بسط سے بیان کی ہے' قابل دید رسالہ ہے۔

علماء کے اُٹھنے سے بربادی ہوگی

۲۰۶۔ (۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ' وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبَضِ الْعُلَمَآءِ' حَتّٰى اِذَالَمْ يَبْقِ عَالِماً؛ اِتَّخَذَالنَّاسُ رُؤُوْساً جُهَّالًا' فَسُئِلُوْا فَافْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ' فَضَلُّوا وَاَضَلُّوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۶۔ (۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (آخر زمانے میں) اس طرح علم نہیں نکالے گا کہ بندوں کے دل و دماغ سے نکال ڈالے بلکہ علماء (حقانی) کے اٹھا لینے سے علم کو اٹھا لے گا۔ جب کہ کوئی عالم باعمل باقی نہیں رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے ان سے دینی فتویٰ دریافت کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ کا جواب دیں گے جس سے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... یہ آپ کی پیشین گوئی ہے کہ آخر زمانے میں علماء حقانی وفات پا جائیں گے ان کے گزر جانے سے شرعی علم بھی اٹھ جائے گا۔ نہ کوئی پڑھنے والا رہے گا اور نہ کوئی پڑھانے والا رہے گا۔ جب کوئی سمجھدار عالم باعمل نہیں باقی رہا تو جاہلوں کو مفتی اور سردار بنائیں گے۔ وہ شریعت کی باتوں سے بالکل کورے ہوں گے غلط ملط فتویٰ کا جواب دیں گے حرام کو حلال' حلال کو حرام بنائیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

روزانہ وعظ ونصیحت سے گریز

۲۰۷۔ (۱۰) وَعَنْ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ' كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ۔ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَااَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ۔ قَالَ: اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ' وَاِنِّيْ اَتَخَوَّ لُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۰۷۔ (۱۰) حضرت شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہفتے میں ہر جمعرات کو وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک صاحب نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز نصیحت فرماتے رہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (ایسا میں کرسکتا ہوں) لیکن اس طرح کرنے سے یہ چیز مانع ہے کہ میں تمہیں پریشانی میں ڈال دوں گا۔ اور یہ مجھے پسند نہیں ہے کہ تم کو ملال میں ڈال دوں۔ (کیونکہ تم روزانہ وعظ سنتے سنتے

۲۰۶۔ صحيح البخارى كتاب العلم باب كيف يقبض العلم (۳۴)، مسلم كتاب العلم باب دفع العلم وقبضة (۱۳/ ۲۶۷۳)

۲۰۷۔ صحيح البخارى كتاب العلم باب ما كان النبى صلی اللہ علیہ وسلم يتخوّ لهم بالموعظة والعم ...... (۶۸)، مسلم كتاب صفات المنافقين باب الاقتصار فى الموعظة (۸۲/ ۲۸۲۱)

اکتا کر وعظ سننا چھوڑ دو گے) میں تمہیں اس معاملہ میں اس طرح رعایت اور خبر گیری رکھتا ہوں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ ہماری خبر گیری کرتے تھے اور ہمارے اکتا جانے کا اندیشہ سے خاص رعایت ولحاظ فرماتے تھے۔اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزانہ وعظ ونصیحت نہیں کرنا چاہیے۔بس ہفتے میں ایک دن کافی ہے۔

۲۰۸۔ (۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۰۸۔ (۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو تین دفعہ فرماتے اور جب کسی قوم اور جماعت کے پاس تشریف لاتے تو تین دفعہ سلام کرتے۔اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......جس بات کا اہتمام زیادہ ہوتا اور خیال ہوتا کہ ممکن ہے لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہو تو اکثر اس کو تین مرتبہ فرماتے تاکہ لوگ اس کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین کر لیں اور جب کہیں جاتے تو وہاں کے لوگوں کو تین بار سلام کرتے ایک سلام اندر جانے کی اجازت کے لیے دوسرا سلام ملاقات کے وقت تیسرا رخصت اور واپس ہوتے وقت۔واللہ اعلم۔

کارِخیر کی طرف رہنمائی کرنے والے کے لیے اجر وثواب

۲۰۹۔ (۱۲) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّهٗ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ فَقَالَ: ((مَاعِنْدِيْ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا اَدُلُّهٗ عَلٰى مَنْ يَّحْمِلُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۹۔ (۱۲) حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری سواری تھک کر چلنے سے عاجز ہو گئی ہے کوئی سواری مجھے عنایت فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت کوئی سواری نہیں ہے۔ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں ایک شخص کو بتاتا ہوں (کہ اگر اس کے پاس یہ چلا جائے) تو اس کو سواری دے دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کارِ خیر کو بتائے تو جتنا ثواب کرنے والے کو ملے گا اتنا ہی ثواب بتانے والے کو بھی ملے گا۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۱۰۔ (۱۳) وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((فَجَآءَ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ، وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ﴿يَا اَيُّهَا

۲۱۰۔ (۱۳) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک روز دن کے ابتدائی حصے میں تھے کہ کچھ برہنہ لوگ آئے جو جسم پر کمبل یا عبا ڈالے ہوئے، گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے ان میں سے اکثر بلکہ سب ہی قبیلہ مضر کے تھے (یہ لوگ بھوکے پیاسے تھے) ان کے فاقے اور محتاجگی اور خستہ حالی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا آپ گھر میں تشریف لے گئے (کہ کچھ کھانے کی چیز لے آئیں مگر غالباً کوئی ایسی چیز نہیں ملی) تو آپ ﷺ نے باہر

۲۰۸۔ صحیح البخاری کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثا لِیُفْهَمَ عنه (۹۵)

۲۰۹۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل اعانة المغازی فی سبیل الله لمبر کوب (۱۲۳/ ۱۸۹۳)

۲۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الزکاة باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة او کلمة طیبة (۶۹/ ۱۰۱۷)

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾، وَالْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ، مِنْ دِرْهَمِهٖ، مِنْ ثَوْبِهٖ، مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ، حَتّٰى قَالَ: وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) قَالَ: فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجَزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِّنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَّمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تشریف لا کر بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اذان دو...... چنانچہ اذان ہوئی جب سب جمع ہو گئے تو اقامت ہوئی آپ ﷺ نے نماز پڑھائی نماز کے بعد خطبہ دیا اور تقریر فرمائی جس میں ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ **یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ** ''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہے'' (آخر تک کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے) اور سورۂ حشر کی آیت **اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد** ''اللہ سے ڈرو اور انسان کو دیکھنا چاہیے کہ کل یعنی قیامت کے لیے کیا چیز آگے بھیجی ہے'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا انسان کو چاہیے اپنے روپے پیسے کپڑے سے اور اپنے گیہوں کے پیمانہ اور جو کے پیمانہ میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ خیرات کرے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے میں سے ہی ہو۔ (حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر) ایک انصاری (روپے پیسے سے بھری ہوئی صدقہ دینے کے لیے ایک تھیلی لے آئے جس کے بھاری وزن سے قریب کا تھا کہ اس کا ہاتھ تھک جائے بلکہ تھک ہی گیا تھا (پھر اس انصاری کے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی لانے لگے لگاتار لوگوں نے لا لا کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ کپڑے اور غلے کی دو ڈھیریاں جمع ہو گئی ہیں (اس داد و دہش کے منظر کو دیکھ کر) آپ بہت خوش ہوئے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی کی وجہ سے سونے کی طرح چمک رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام میں جو شخص اچھا طریقہ ایجاد کر دے تو اس کو بھی ثواب ملے گا اور اس کے بعد جو اس پر عمل کرے گا تو اس کا ثواب بھی اسی ایجاد کرنے والے کو ملے گا۔ لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں سے کوئی کمی نہ ہوگی (اس کو اپنے عمل کا ثواب عمل کرنے کی وجہ سے ملے گا لیکن بتانے والے کو بتانے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔ تو گویا بتانے والے کو دوہرا ثواب ملا ایک عمل کی وجہ سے دوسرا اس نیک عمل کے ایجاد اور بتانے کی وجہ سے) اور جو اسلام میں برا راستہ ایجاد کرے اور برے طریقے کو رائج کرے تو اس رائج کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا اور اس کے بعد جو اس برے راستے پر چلے گا اس کا گناہ بھی اسی برے راستے کے رواج دینے والے کو ملے گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٢١١۔ (١٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْماً إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا؛ لِأَنَّهٗ أَوَّلُ

۲۱۱۔ (۱۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں جس انسان کو ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر اس خون ناحق کا ایک حصہ اس پر ہوتا ہے کیونکہ خونِ

٢١١۔ صحيح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم وذریة (٣٢٣٥)، مسلم کتاب القسامة باب بیان إثم من سنن القتل (٢٧/ ١٦٧٧)

مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ مُعَاوِيَةَ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِىْ)) فِىْ بَابِ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ناحق کا وہ پہلا موجد ہے۔اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ والی حدیث لایزال امتی الخ کو اگر خدا نے چاہا تو باب ثواب ھذہ الامۃ میں ذکر کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ ...... دوسری فصل

اہل علم کی فضیلت

۲۱۲۔(۱۵) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِى الدَّرْدَاءِ فِىْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ! اِنِّىْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ۔ قَالَ: فَاِنِّىْ سَمِعْتُ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهُمْ رِضًى لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَاِنَّ الْعَالِمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِى الْقَمَرِ لَيْلَةُ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ، وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَماً، وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَظٍّ اَخَذَ وَافِرٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ، وَاَبُوْ دَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِىُّ، وَسَمَّاهُ التِّرْمِذِىُّ قَيْسَ بْنَ كَثِيْرٍ۔

۲۱۲۔(۱۵) حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ صحابی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اے ابودرداء! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس ایک حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (صرف اسی حدیث کے سننے کے لیے میں حاضر ہوا ہوں اور اس کے علاوہ کسی کام سے نہیں آیا ہوں۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے دینی علم حاصل کرنے والوں کی خوشنودی کے لیے اپنے پروں کا سایہ ان پر کیے رہتے ہیں اور عالم دین باعمل کے لیے آسمان کی تمام چیزیں اور زمین کی تمام چیزیں استغفار کرتی ہیں اور یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی کے اندر ایسے عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت اور بزرگی عبادت گزار آدمی پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے اور علماء نبیوں اور رسولوں کی وارث اور ان کے جانشین ہیں اور ان پیغمبروں نے روپے پیسے کو ورثہ میں نہیں چھوڑا ہے۔ بلکہ علم کو ورثہ میں چھوڑا ہے۔پس جس نے علم حاصل کر لیا ہے تو اس نے کامل حصہ حاصل کر لیا ہے۔اس حدیث کو احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے راوی کا نام قیس بن کثیر بتایا ہے۔

توضیح: ...... حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے کہ صرف حدیث شریف پڑھنے کے لیے مدینہ منورہ سے دمشق کا سفر کیا اور ابی درداء سے ملاقات کر کے وہ حدیث دریافت کی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے طلب حدیث کے شوق کو دیکھ کر حدیث حاصل کرنے کی فضیلت میں یہ حدیث سنائی۔ اس حدیث سے طلب حدیث کی فضیلت ثابت ہوتی ہے حدیث اور علم شرعی

۲۱۲۔ مسند احمد (۵/ ۱۹۶)، ابوداوٗد کتاب العلم باب الحث علی طلب العلم (۳۶۴۱)، الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقة علی العبادة (۲۶۸۲)، ابن ماجة المقدة باب فضل العلم والحث علی طلب العلم (۲۲۳)، دارمی فی المقدمة (۳۴۲)

حاصل کرنے والوں کے لیے تمام چیزیں دعائے استغفار کرتی ہیں اور فرشتے بھی شفقت سے پیش آتے ہیں اور علم شرعی حاصل کرنے والے کی فضیلت عابد سے زیادہ ہے کیونکہ علم شرعی کا حاصل کرنا یا تو فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے۔اور فرض نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

صحابی موصوف کا نام نہیں معلوم ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کون سی حدیث تھی۔ان کے علاوہ بعض دیگر صحابہ سے بھی طلب حدیث کے سلسلے میں اس قسم کے واقعات ثابت ہیں۔نمونے کے طور پر دو چار واقعات لکھے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی مدینہ سے سفر کر کے مصر میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس (جو ایک دوسرے صحابی ہیں) پہنچے اور ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ اپنی اونٹنی کو گھاس کھلا رہے ہیں۔فضالہ رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی معمولی سلام ومصافحہ کے بعد مرحبا (خوش آمدید) کہا۔یہ سن کر صحابی مذکور نے فضالہ سے کہا۔ **لم اتاك زائرا** میں آپ کے پاس ملاقات کی غرض سے نہیں آیا بلکہ اس غرض سے آیا ہوں۔کہ آپ اور میں دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔مجھے امید ہے کہ آپ کو یاد ہوگی آپ بھولے نہ ہوں گے۔فضالہ نے پوچھا **ماھو** اوہ کونسی حدیث ہے۔صحابی مذکور نے کہا۔ **کذا کذا** فلاں حدیث ہے۔

۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (ایک جلیل القدر صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بواسطہ پہنچی۔جس کو بالمشافہ میں نے آپ سے نہیں سنا تھا۔اس کی تحقیق کے لیے ایک اونٹ خریدا۔اس پر پالان کس کر ایک ماہ کا سفر کر کے ملک شام میں داخل ہوا۔عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کے دروازے پر پہنچ کر دربان سے کہا۔اندر خبر دو کہ جابر دروازے پر کھڑا ہے۔دربان نے خبر کی۔حکم ہوا کہ دریافت کرو۔کہ کون جابر؟ کیا جابر بن عبداللہ' جابر نے کہا (ہاں) عبداللہ بن انیس یہ سن کر بہت جلدی میں کپڑے سنبھالتے ہوئے نکلے۔سلام اور معانقہ کے بعد جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری روایت سے مجھے ایک حدیث دربارۂ قصاص پہنچی۔جس کو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔خوف ہے کہ مبادا میری یا تمہاری موت آجائے اور اس دولت سے محرومی رہ جائے۔یہ سن کر عبداللہ بن انیس نے حدیث بیان کر دی۔

۳۔ واہب بن عبداللہ المعافری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی سفر کر کے مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔اتفاقاً مسلمہ اس وقت سو رہے تھے۔انصاری صحابی نے کہا مسلمہ کو جگا دو۔لوگوں نے جگانے سے انکار کیا لیکن بالآخر انصاری کے اصرار پر جگائے گئے آواز سن کر مسلمہ مرحبا کہتے ہوئے باہر آئے اور عرض کیا سواری سے اتریئے۔انصاری نے کہا جب تک تم عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو نہ بلاؤ گے میں سواری سے نہ اتروں گا مجھے ان سے ایک سخت ضروری کام ہے۔مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بلایا۔جب عقبہ رضی اللہ عنہ آئے تو انصاری نے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ((مَنْ وَجَدَ مُسْلِمًا عَلٰى عَوْرَةٍ فَسَتَرَهٗ فَكَاَنَّمَا اَحْيٰى مَوْؤُدَةً مِنْ قَبْرِهَا .)) عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔

۴۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں ہم لوگ بصرہ میں جن حدیثوں کو سنتے پھر مدینہ انہیں کی تحقیق کے لیے سفر کرتے کہ صحابہ کی زبان سے بلا واسطہ سنیں۔ا۔خاکسار راقم الحروف نے رسالہ فضائل حدیث اور طلب حدیث کی فضیلت کو مفصل طریقے سے بیان کیا ہے جو قابل دید ہے اور شروع مقدمہ میں بھی لگا ہوا ہے۔

۲۱۳۔(۱۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ ۲۱۳۔(۱۶) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۳۔ ضعیف: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقۃ علی العبادۃ (۲۶۸۵)

قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ: اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوْتَ، لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

سے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ایک عبادت گزار کا اور دوسرے عالم کا (یعنی یہ دریافت کیا گیا ہے کہ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے عالم یا عابد؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین والی ساری مخلوق یہاں تک چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں اس شخص کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔ جو لوگوں کو نیک اور اچھی بات سکھاتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

٢١٤۔ (١٧) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مَكْحُوْلٍ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ: رَجُلَانِ وَقَالَ: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ ((وَسَرَدَ الْحَدِيْثَ اِلٰى آخِرِهٖ۔))

٢١٤۔ (١٧) اور دارمی نے مرسل طریقے سے اس کو مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں ان دونوں آدمیوں کا تذکرہ نہیں ہے اور فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** ''اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ہیں۔ پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

٢١٥۔ (١٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَّاِنَّ رِجَالًا يَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ، فَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٢١٥۔ (١٨) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق لوگ تمہارے تابع ہیں اور زمین کے اطراف سے بہت سے لوگ علم دین سمجھنے کے لیے تمہارے پاس آئیں گے تو جب وہ لوگ تمہارے پاس آ جائیں گے تو میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... میرے بعد دنیا کے گوشہ گوشہ سے علم دین اور قرآن و حدیث پڑھنے اور سیکھنے کے لیے آئیں گے۔ وہ طالب حدیث ہوں گے۔ میں تم کو ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو ان طالب علموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا گو یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہے لیکن اس حکم میں دوسرے لوگ بھی شریک ہیں اس میں مدارس کے مہتمین اور مدرسین وغیرہ بھی شامل ہیں۔

٢١٦۔ (١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ، ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا))

٢١٦۔ (١٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکمت اور فائدہ دینے والی بات حکیم اور دانا کی کھوئی ہوئی دولت ہے جہاں پائے وہی اس کے لینے کا زیادہ حق دار ہے: اس حدیث کو

٢١٤۔ سنن الدارمی (٢٨٩)

٢١٥۔ **ضعیف**: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الاستیصابمن یطلب العلم (٢٦٥٠)

٢١٦۔ **ضعیف**: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة (٢٦٨٧) ابن ماجه کتاب الزهد باب الحکمة (٤١٦٩)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّوِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

ترمذی نے روایت کیا اور اس کو غریب بتایا۔ اور ابراہیم کو حدیث میں ضعیف بتایا گیا ہے۔

توضیح: ......حکمت اور دانائی کی بات عقلمند کی دولت ہے۔ جہاں مل جائے فوراً اس کو لے لے کیونکہ دانائی کی بات دانا ہی کے لائق ہے۔ گویا یہ دانائی کی بات اس کی کھوئی ہوئی چیز تھی وہ مل گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
درنو شتت پند بر دیوار

۲۱۷۔ (۲۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۱۷۔ (۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک فقیہ یعنی عالم باعمل زیادہ سخت ہے شیطان پر ہزار عابد سے۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

توضیح: ...... کیونکہ عالم شیطان کے مکروفریب سے خوب واقف ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کے مکروفریب سے واقف کراتا ہے تاکہ لوگ شیطان کے پھندے میں نہ پھنسیں۔ بخلاف ناواقف عابد کے عبادت میں مصروف رہتا ہے اور لوگوں کو برائیوں سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ بعض دفعہ بے خبری میں شیطانی جال میں پھنس جاتا ہے۔ اس لیے عالم کی فضیلت عابد پر زیادہ ہے۔

۲۱۸۔ (۲۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)) إِلٰى قَوْلِهٖ ((مُسْلِمٌ)) وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ مَتْنُهُ مَشْهُوْرٌ، وَإِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ أَوْجُهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفٌ۔

۲۱۸۔ (۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے والا اس شخص کی طرح ہے جو سور کے گلے میں جواہرات اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کا متن مشہور ہے سند ضعیف ہے اور بہت سے طرق سے مروی ہے ہر ایک طرف ضعیف ہے۔

تشریح: ......اس علم سے شرعی علم مراد ہے یعنی ہر مسلمان مرد عورت کے لیے شرعی علم توحید رسالت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حیض، نفاس وغیرہ کا بقدر ضرورت جاننا ضروری ہے بغیر ان امور کے جانے اور اور عمل کئے صحیح مسلمان نہیں ہوسکتا ہے گو یہ حدیث کمزور ہے لیکن متعدد طریقے سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ اور قابل عمل ہے اور نااہلوں کو پڑھانے لکھانے سے کچھ فائدہ نہیں۔

زمین شور سنبل برنیارد
درد تخم عمل ضائع نگرداں

۲۱۷۔ **ضعیف:** سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة (۲۶۸۱)، ابن ماجة المقدمة باب فضل اعلماء والحث علی طلب العلم (۲۲۲)

۲۱۸۔ سنن ابن ماجه المقدمة باب فصل العلماء والحث علی طلب العلم (۲۲۴)

۲۱۹۔ (۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَّلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۱۹۔ (۲۲) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نیک عادتیں منافق میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں (۱) حسن خلق (۲) دینی سمجھ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... منافق خلیق اور فقیہہ فی الدین نہیں ہوسکتا ہے اور جن میں یہ دونوں نیک عادتیں موجود ہوں گی وہ منافق نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا ان دونوں خصلتوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۲۲۰۔ (۲۳) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۲۰۔ (۲۳) حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلا۔ وہ اللہ کے راستہ میں ہے یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے۔ اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:...... یعنی جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے گھر چھوڑ کر باہر جاتا ہے وہ جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح مجاہد فی سبیل اللہ کو ثواب ملتا ہے اسی طرح علم دین حاصل کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ یہ دونوں اللہ کے راستے میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کوشش کررہے ہیں۔

۲۲۱۔ (۲٤) وَعَنْ سَخْرَةَ الْاَزْدِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْاَسْنَادِ، وَاَبُوْدَاوُدَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ

۲۲۱۔ (۲٤) حضرت سخرہ ازدی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص شرعی علم حاصل کرے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی و دارمی نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس کے راوی ابوداوٗد کو ضعیف کہا گیا ہے۔

حصولِ علم سے مومن کا جی نہیں بھرتا

۲۲۲۔ (۲٥) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَّسْمَعُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۲۲۔ (۲۵) حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن آدمی کبھی بھی بھلائی اور علم سے آسودہ نہیں ہوتا۔ جس کو اس نے سنا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ یعنی مرتے دم تک اس کو علم شرعی سے آسودگی نہیں ہوتی۔ ساری زندگی علم دین ہی کے حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ مرکر جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۲۱۹۔ سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة (۲٦۸٤)

۲۲۰۔ ضعیف: سنن الترمذی کتاب العلم باب فضل طلب العلم (۲٦٤۷)

۲۲۱۔ ضعیف: سنن الترمذی کتاب العلم باب فضل طلب العلم (۲٦٤۸)، الدارمی فی المقدمة باب البلاغ عن رسول الله (٥٦۱)

۲۰۲۔ سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی قصل افقة علی العبادة (۲٦۸٦)

دین کی بات چھپانے والے کے لیے وعید

٢٢٣۔ (٢٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ؛ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ.

٢٢٣۔ (٢٦) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے دین کی کوئی ایسی بات پوچھی گئی جس کو وہ جانتا ہے۔ پھر اس نے اس کو چھپا لیا یعنی نہیں بتایا تو قیامت کے روز اس دینی بات کے چھپانے کی وجہ سے اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ اس حدیث کو احمد وابوداؤد وترمذی نے روایت کیا ہے۔

٢٢٤۔ (٢٧) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ اَنَسٍ۔

٢٢٤۔ (٢٧) اور ابن ماجہ نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے۔

ریا کار عالم دین کا انجام

٢٢٥۔ (٢٨) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ بِهِ الْعُلَمَآءَ، اَوْلِیُمَارِیَ بِهِ السُّفَهَآءَ، اَوْیُصَرِّفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَیْهِ؛ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٢٢٥۔ (٢٨) حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرتا ہے کہ وہ علماء پر فخر کرے یا نادانوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کے چہرہ کو اپنی طرف پھیرے۔ یعنی اپنی طرف متوجہ کرلے یعنی دین کی اشاعت کے واسطے علم نہیں حاصل کیا بلکہ دنیا طلبی یا عزت یابی یا لوگوں پر شیخی بگھاڑنے اور لوگوں کو مسخر کرنے کے لیے حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے

٢٢٦۔ (٢٩) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

٢٢٦۔ (٢٩) اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا ہے۔

٢٢٧۔ (٣٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ، لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضاً مِنَ الدُّنْیَا؛ لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) یَعْنِیْ رِیْحَهَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

٢٢٧۔ (٣٠) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس علم کو حاصل کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے یعنی علم شرعی۔ لیکن اس نے اس غرض سے حاصل کیا ہے کہ اس سے دنیا کے متاع حاصل کرے۔ یعنی صرف دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے سیکھے خدا کی خوشنودی کے لیے نہیں تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ یعنی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا

٢٢٣۔ صحیح: مسند احمد (٢/ ٢٦٣۔ ٣٠٥)، ابوداؤد کتاب العلم باب کراھیة منع العلم (٣٦٥٨)، الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی کتمان العلم (٢٦٤٩)

٢٢٤۔ سنن ابن ماجه المقدمة باب من سئل عن علم حکمه (٢٦٤)

٢٢٥۔ ضعیف: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فیمن یطلب بعلمه الدنیا (٢٦٥٤)

٢٢٦۔ سنن ابن ماجه المقدمة باب الانتفاع بالعلم والعمل به (٢٥٣)

٢٢٧۔ صحیح: مسند احمد (٣/ ٣٣٨)، ابوداؤد کتاب العلم باب فی طلب العلم لغیر الله تعالیٰ۔ (٣٦٦٤)، ابن ماجه المقدمة باب الانتفاع بالعلم والعمل به (٢٥٢)

کیونکہ وہ جنت میں داخل ہوگا تو جنت کی خوشبو ضرور پائے گا اور جو نہیں داخل ہوگا تو اس خوشبو سے محروم رہے گا۔ اس حدیث کو احمدؒ ابوداوَدؒ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

محدثین کے لیے دُعائے رسول ﷺ

(۲۲۸)۔(۳۱)عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرَ فَقِيْهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَالنَّعْمَةِ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ، فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ)) رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ۔

۲۲۸۔ (۳۱) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ یعنی خوش و خرم رکھے۔ جس نے میری کوئی حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور ہمیشہ یاد رکھا اور اس کو لوگوں تک پہنچا دیا۔ یعنی لوگوں کو پڑھا دیا سنا دیا۔ بعض فقہہ یعنی دینی علم کو اٹھانے والے سمجھ دار نہیں ہوتے اور بعض حامل فقیہ یعنی عالم ان لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سچے مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ایک اللہ کے لیے خالص عمل کرنا اور دوسرے تمام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کرنا اور تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ کیونکہ مسلمانوں کی جماعت کی دعا ان کو سب طرح سے گھیر لیتی ہے۔ اس حدیث کو شافعیؒ بیہقی نے مدخل میں روایت کیا ہے۔

تشریح:...... نضر اللہ یہ جملہ دعائیہ ہے یعنی رسول اللہ ﷺ حدیث یاد کرنے والوں کو اور پہنچانے والوں کو دعا دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو خوش اور ترو تازہ رکھے' یہ حدیث پڑھنے والوں کے لیے بشارت کبریٰ اور نعمتِ عظمٰی ہے۔ اسی نضرت و بہجت اور خوشنودی کی طرف علامہ ابوالعباس الفرخی نے اپنے شعار میں اس طرح پر اشارہ فرمایا ہے۔

اهل الحديث اصابة الحق

فازوا بدعوة سيدالحق

''حدیث والے حق جماعت ہیں جنہوں نے سیدالخلائق کی دعا کی کامیابی حاصل کی ہے۔''

فوجوههم زهر منضرة

لاء لاء ها كتالق البرق

''ان کے چہرے نہایت ہی منور اور رونق دار ہیں جو بجلی کی طرح چمکتے ہیں۔''

يا ليتني معهم فيدركني

ما اذر كوه بها من السبق

''کاش میں بھی حدیث والوں کے ساتھ ہوتا' جو سبقت اور فضیلت انہیں حاصل ہے مجھے بھی حاصل ہوتی۔''

للهم اجعلنا منهم

یہی حدیث والے اللہ تعالیٰ کے سچے جانشین اور خلیفہ ہیں' آپ نے ان کے لیے خصوصیت کے ساتھ یہ دعاء دی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے:

۲۲۸۔ صحیح: ترتیب مسند الامام الشافعی کتاب العلم (۱٦)

((اللهم ارحم خلفائی قال قلنا يا رسول الله و من خلفائك‘قال صلی الله عليه وسلم الذين ياتون من بعدی يرون احاديثی و سنتی و يعلمو نها الناس .)) (شرف اصحاب الحديث ص ۳۲)

''اے اللہ! تو میرے خلیفوں پر رحم فرما' ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے' میری حدیثوں اور میری سنتوں کو روایت کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے، ...... اس حدیث کی مزید تفصیل ہم نے اپنی کتاب فضائل حدیث میں بیان کر دی ہے جو اس کے ساتھ مشکوٰۃ کے مقدمہ میں منسلک ہے' اور فضائل حدیث نامی میری ایک کتاب ہے جو علیحدہ چھپی ہوئی ہے۔''

۲۲۹۔ (۳۲) وَرَوَاهُ اَحْـمَـدُ، وَالتِّـرْمِـذِيُّ، وَاَبُـوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، والدَّارِمِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَـابِـتٍ۔ اِلَّا اَنَّ التِرْمِذِيَّ، وَاَبَا دَاوٗدُ لَمْ يَذْكُرَا: ((ثَلاثٌ لَّا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ)) اِلٰى آخِرِهٖ

۲۲۹۔ (۳۲) اور احمد' ترمذی' ابوداوٗد' ابن ماجہ' دارمی نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ مگر ترمذی' ابوداوٗد نے ان تین باتوں کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

۲۳۰۔ (۳۳) وَعَـنِ ابْـنِ مَسْـعُـوْدٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْـرَاءً سَـمِـعَ مِنَّا شَيْئاً فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ، فَرُبَّ مُبَـلَّـغٍ اَوْعٰـى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۲۳۰۔ (۳۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے ہم سے حدیث کو سنا اور جس طرح سنا تھا اسی طرح لوگوں تک پہنچا دیا' کیونکہ بہت سے لوگ جن کو پہنچایا جاتا ہے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔

۲۳۱۔ (۳٤) وَرَوَاهُ الـدَّارِمِـيُّ عَـنْ اَبِـي الدَّرْدَاءِ۔

۲۳۱۔ (۳۴) اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور دارمی نے ابودرداء سے روایت کیا ہے۔

جھوٹی حدیث بیان کرنے پر وعید

۲۳۲۔ (۳۵) وَعَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَـالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِتَّـقُـوا الْـحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَـا عَـلِـمْـتُـمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

۲۳۲۔ (۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے حدیثوں کو بیان کرنے سے بچتے رہو صرف ان ہی حدیثوں کو بیان کرو جن کو تم میری جانب سے سچ جانتے ہو' جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ''تم مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو جب تک تمہیں اس کا علم حاصل نہ ہو'' کا ذکر نہیں کیا۔''

۲۲۹۔ مسند احمد (۵/ ۱۸۳)، ابوداوٗد کتاب العلم باب فضل نشر العلم (۲۶۶۰)، الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع (۲۶۵۶)، ابن ماجہ المقدمة باب من بلغ علماً (۲۳۰)

۲۳۰۔ **صحیح**: مسند احمد (۱/ ۴۳۷)، سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع (۲۶۵۷)، ابن ماجہ المقدمة باب من بلغ علماء (۲۳۲)

۲۳۱۔ سنن الدارمی (۲۳۰)

۲۳۲۔ سنن الترمذی کتاب تفسری القرآن باب ماجاء فی الذی يُفسر القرآن برایه (۲۹۵۱)

۲۳۳۔ (۳۶) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَابِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ))

۲۳۳۔ (۳۶) ابن ماجہ نے ابن مسعود اور جابر سے روایت کیا ہے لیکن ''اتقوا الحدیث الخ'' کا ذکر نہیں کیا۔

اپنی رائے سے تفسیر کرنے پر وعید

۲۳٤۔ (۳۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۳۴۔ (۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن مجید کے بارے میں اپنی رائے سے کہا۔ یعنی قرآن شریف کی تفسیر اپنی عقل سے کی جس کی سند کتاب وسنت سے نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ اور ایک روایت میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جس نے بغیر علم کے قرآن مجید کے بارے میں کچھ کہا اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۲۳۵۔ (۳۸) وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ

۲۳۵۔ (۳۸) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن مجید کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ طور سے اس کی بات صحیح ہوگئی تب بھی اس نے غلطی کی۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

قرآن کریم کے مفاہیم پر اختلاف اور جھگڑے کی ممانعت

۲۳٦۔ (۳۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۲۳۶۔ (۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کے بارے میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

تشریح:...... جھگڑے سے یہ مراد ہے کہ قرآن مجید کی آیتوں میں تعارض پیدا کر کے قصداً جھٹلائے یا کسی آیت کو مانے اور کسی آیت کو نہ مانے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۳۷۔ (٤٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَوْماً يَتَدَارَءُوْنَ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ

۲۳۷۔ (۴۰) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں سے سنا کہ وہ لوگ قرآن مجید میں اختلاف کرتے، ایک دوسرے کے خلاف دفع

۲۳۳۔ سنن ابن ماجه المقدمة باب التغليظ فى نعمد الكذب على رسول الله ﷺ.

۲۳٤۔ **ضعيف**: سنن الترمذى كتاب تفسير القرآن باب ماجاء فى الذى يُفَسر القرآن (۲۹۵۰)

۲۳۵۔ **ضعيف**: سنن ابى داوٗد كتاب العلم باب الكلام فى كتاب الله بغير علم (۳۶۵۲)، الترمذى كتاب تفسير القرآن باب ماجاء فى الذى تفسير القرآن (۲۹۵۲)

۲۳٦۔ **حسن**: سنن ابى داوٗد كتاب السنة باب النهى عن الجدال فى القرآن (٤٦۰۳)، مسند احمد (۲/ ۲۸٦، ۳۰۰، ٤۷۵)

۲۳۷۔ **حسن**: مسند احمد (۲/ ۱۸۵، ۱۹۵، ۱۹٦)، سنن ابن ماجه المقدمة باب فى القدر (۸۵)

كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا: ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ، وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضاً، فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِّنْهُ فَقُوْلُوْا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

کرتے اور جھگڑا کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ کے لوگ اسی وجہ سے برباد ہو گئے کہ انہوں نے کتاب اللہ کے بعض حصے کو بعض حصے پر مارا۔ یعنی آیتوں میں تناقض اور تعارض پیدا کیا حالانکہ کتاب اللہ کا بعض حصہ بعض کی تصدیق کرتا ہے نہ کہ تکذیب لہٰذا تم قرآن مجید کے بعض حصے سے بعض حصے کو نہ جھٹلاؤ' اور قرآن سے جتنا تم جانتے ہو اس کو بیان کرو اور جس کو تم نہیں جانتے اسے جاننے والے کے حوالے کردو۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

قرآنِ کریم سات حرفوں پر نازل ہوا

۲۳۸۔ (۴۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ، لِكُلِّ آيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ، وَلِكُلِّ حَدٍّ مُّطَّلَعٌ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

۲۳۸۔ (۴۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید سات طریقے پر اتارا گیا ہے' ہر آیت کے لیے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی معنی ہیں اور ہر حد کے لیے خبردار ہونے کی جگہ ہے۔ اس حدیث کو شرح سنہ میں روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... حرف کے معنی طرف اور کنارے کے ہیں یہاں لغت مراد ہے قرآن مجید عرب کی سات مشہور قبائل کے لغت پر نازل ہوا ہے یعنی ان سات قبائل کے محاورہ پر اترا ہے وہ سات مشہور قبائل یہ ہیں۔ قریش' سے طے' ہوازن' اہل یمن' ثقیف' ہزیل' بنو تمیم۔

چونکہ یہ قبائل فصاحت و بلاغت میں زیادہ مشہور تھے اس لیے قرآن مجید انہیں کے محاورے پر نازل ہوا ہے۔ اور ظاہر سے مراد یہ ہے کہ زبان والے اس کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں' اور باطن سے مراد یہ ہے کہ خاص خاص لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اور حد کے معنی طرف اور نہایت کے ہیں یعنی ہر ظاہر اور باطن کی ایک حد اور ایک نہایت ہے اور ہر حد اور نہایت کے لیے ایک مطلع ہے یعنی اطلاع پانے کی جگہ ہے' لہٰذا ظاہر عربیت کا سیکھنا ہے اور مطلع باطن ریاضت اور اتباع اور فرمانبرداری ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ظہر سے قرآن مجید کے الفاظ اور بطن سے اس کی تاویل اور مطلع سے فہم (یعنی اس کی سمجھ) جو فکر کرنے والوں پر اس کی تاویل اور اس کے معنی ظاہر ہو جائیں جو اوروں پر ظاہر نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم۔

قرآنی علم کی تین اقسام

۲۳۹۔ (۴۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: آيَةٌ مُّحْكَمَةٌ، اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۲۳۹۔ (۴۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک آیت محکمہ' یعنی کھلی ہوئی غیر منسوخ' اور سنت قائمہ' اور فریضہ عادلہ اور اس کے علاوہ زائد ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۲۳۸۔ ضعیف: شرح السنة (۱۲۲)

۲۳۹۔ ضعیف: سنن ابی داوٗد کتاب الفرائض باب ماجاء فی تعلیم الفرائض (۲۸۸۵)، ابن ماجه المقدمة باب اجتناب الرای والقیاس (۵۴)

توضیح: ......یعنی دینی علم کی تین قسمیں نکلتی ہیں۔ایک قرآن مجید کی محکم آیتیں جس کے معنی بالکل ظاہر ہوں اور غیر منسوخ ہوں اور یہی اصل کتاب ہے۔اور سنت قائمہ سے صحیح صحیح حدیثیں مراد ہیں۔اور فریضہ عادلہ سے وہ مسائل مراد ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور جو ان تین کے علاوہ ہیں ۔وہ زائد ہیں۔یعنی شریعت کی ضرورت انہیں تین چیزوں سے پوری ہو جاتی ہے۔

٢٤٠۔ (٤٣) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْاَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۲۴۰۔ (۴۳) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وعظ نہیں بیان کرے گا مگر حاکم یا محکوم یا تکبر کرنے والا۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور دارمی کی روایت میں مراء کا لفظ ہی مختال کے بدلہ میں'

توضیح: ...... مطلب یہ ہے کہ وعظ بیان کرنے والے تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں' حاکم جو امیر المومنین ہے کہ رعایا کی خبر گیری اور ہمدردی' نصیحت اور خیر خواہی کے لیے بیان کرتا ہے' یا وہ اپنے کسی محکوم کو اس کام کے لیے مقرر کر دے' ان دونوں کے لیے وعظ بیان کرنا مناسب ہے۔اور تکبر کرنے والے جو اپنی بڑائی جتانے کے لیے بیان کرتا ہے اس کے لیے زیبا نہیں ہے کیونکہ یہ لوگوں میں تفریق اور تخریب پیدا کر دے گا۔

٢٤١۔ (٤٤) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهِ' وَفِيْ رِوَايَتِهِ: ((اَوْ مُرَاءٍ)) بَدَلَ ((اَوْ مُخْتَالٍ))

۲۴۱۔(۴۴) دارمی نے اس حدیث کو عمرو بن شعیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے۔ اس کی روایت میں ''متکبر'' کی جگہ پر ''ریاکار'' کا ذکر ہے۔

بغیر علم کے فتویٰ اور مشورہ دینے والے کا گناہ

٢٤٢۔ (٤٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَفْتٰى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهُ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ' وَمَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۲۴۲۔ (۴۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو فتویٰ دیا گیا بغیر علم کے تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا' اور جس نے مشورہ دیا اپنے بھائی کو ایسے کام کا کہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے تو اس نے خیانت کی' یعنی اس نے اپنے مسلمان بھائی کو غلط مشورہ دیا جس سے اس کو نقصان پہنچا اور یہ خیانت ہے۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

٢٤٣۔ (٤٦) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْاَغْلُوْطَاتِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۲۴۳۔(۴۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغالطہ دینے سے منع فرمایا ہے۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......یعنی علماء سے بلاضرورت بنا بنا کر ایسے مسائل پوچھے جائیں کہ اس سے وہ مغالطے میں پڑ جائیں' اور اس مغالطے میں پڑ جانے کی وجہ سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو جاتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے مغالطہ دہی اور چیستاں بازی سے منع فرمایا ہے۔واللہ اعلم

٢٤٠۔ حسن: سنن ابی داوٗد کتاب العلم باب فی القصص (٣٦٦٥)، مسند احمد (٦/ ٢٣، ٢٧، ٢٨)
٢٤١۔ سنن الدارمی (٢٧٧٩)
٢٤٢۔ حسن: سنن ابی داوٗد کتاب العلم باب التوقی فی الفتیا (٣٦٥٧)
٢٤٣۔ صحیح: سنن ابی داوٗد کتاب العلم باب التوقی الفتیا(٣٦٥٦)

حصولِ علم کی ترغیب

٢٤٤۔ (٤٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَعَلَّمُوْا الْفَرَآئِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۴۴۔ (۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض اور قرآن مجید کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لیے کہ میں اٹھا لیا جاؤں گا میری روح قبض کی جانے والی ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

توضیح: ......فرائض سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض اور ضروری قرار دیا ہے کہ بغیر اس کے جانے سمجھے صحیح طور پر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا جیسے توحید و رسالت، نماز و روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ یا فرائض سے علم فرائض مراد ہے جس کا تعلق ورثہ اور ترکہ سے ہے کیونکہ اس کا جاننا بھی فرض ہے اور یہ آدھا علم ہے۔ اور قرآن مجید سیکھنا اور سکھانا تو ضروری ہے ہی کیونکہ سب چیزوں کا دارومدار اسی پر ہے۔

٢٤٥۔ (٤٨) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا اَوَانُ يُخْتَلَسُ فِيْهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ، حَتّٰى لَا يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَیْءٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۴۵۔ (۴۸) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ چھین لیا جائے علم لوگوں سے یہاں تک کہ وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہوں گے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں لفظ ''علم'' سے وحی الٰہی مراد ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں فرما رہے ہیں کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور وحی کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔

٢٤٦۔ (٤٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ رِوَايَةً: ((يُوْشِكُ اَنْ يَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ، فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ جَامِعِهٖ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: [اِنَّهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، وَمِثْلُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ] اَنَّهٗ قَالَ: هُوَ الْعُمَرِیُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهٗ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔

۲۴۶۔ (۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایۃً روایت ہے ''قریب ہے وہ زمانہ کہ لوگ علم حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کے جگروں کو ماریں گے'' یعنی اونٹوں کو نہایت تیزی کے ساتھ سفروں میں چلائیں گے اور علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز ملکوں کا سفر کریں گے مگر مدینے کے عالم سے کسی بڑے عالم کو کہیں نہیں پائیں گے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے، ابن عیینہ اور عبدالرزاق نے کہا ہے کہ مدینے کے بڑے عالم سے مراد حضرت امام مالک بن انس ہیں، اور اسحٰق بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ابن عیینہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ عالم مدینہ سے عمری زاہد مراد ہیں یعنی عمر کے خاندان سے جن کا نام حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ ہے۔

٢٤٤۔ **حسن**: سنن الترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی تعلیم الفرائض (٢٠٩١)

٢٤٥۔ **حسن**: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی ذهاب العلم (٢٦٥٣)

٢٤٦۔ **ضعیف**: سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی عالم المدینة (٢٦٨٠)

توضیح:...... روایۃً سے مرفوعاً مراد ہے یعنی اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے لہٰذا یہ حدیث مرفوع ہے موقوف نہیں ہے اور ''اونٹوں کے جگروں کو مارنے'' سے دور دراز کا سفر کرنا مراد ہے اور ''عمری'' سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد مراد ہے جن کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب ہے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے مدینہ منورہ میں بڑے بڑے عالم صحابہ تابعین تبع تابعین میں سے ہوئے ہیں ممکن ہے یہ حضرات بھی ہوں۔ اور قیامت سے پہلے دین مدینہ منورہ ہی منحصر ہو جائے گا تو اس وقت مدینہ منورہ سے بڑھ کر کہیں اور کوئی عالم نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٢٤٧۔ (٥٠) وَعَنْهُ، فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۲۴۷۔ (۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر نئی صدی پر ایک ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو اس امت کے دین کو نیا کرتا رہے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

توضیح:...... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال پر (مجدد کے لقب کے ساتھ) ایک ایسا شخص پیدا کرتا رہے گا جو شرک و بدعت کی تردید کر کے دین کو صاف ستھرا بناتا رہے گا۔

٢٤٨۔ (٥١) وَعَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْعَذَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ، وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ: ((فَاِنَّمَا شِفَآءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ)) فِيْ بَابَ التَّيَمُّمِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

۲۴۸۔ (۵۱) حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس علم (قرآن و حدیث) کو آئندہ آنے والی جماعت میں سے نیک لوگ حاصل کریں گے جو حد سے بڑھ جانے والوں اور تحریف کرنے والوں اور باطل اور افتراء پردازوں کو اور جاہلوں کی غلط تاویلوں کو دور کریں گے۔ بیہقی نے اس حدیث کو مدخل میں روایت کیا ہے اور ہم ان شاء اللہ آئندہ چل کر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث **فانما شفاء العيّ** کو **باب التیمم** میں ذکر کریں گے۔

توضیح:...... اس جماعت سے محدثین کرام کی جماعت مراد ہے جنہوں نے صحیح اور ضعیف روایتوں کے پرکھنے کا ایک اصول بنا دیا ہے اور وہی عدول یعنی عادل ثقہ لوگ ہیں جو اس حدیث کے مصداق ہیں۔ مولانا حالی رحمہ اللہ نے اس جماعت کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے:

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا (۱) لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کتب خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو (۲) اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو

٢٤٧۔ صحيح: سنن ابی داوٗد كتاب الملاحم باب مايذكر فی قرآن المئة (٤٢٩١)

٢٤٨۔ السنن الكبرى بيهقی (١/ ٢٠٩)

پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر
کیا فاش راوی میں جو عیب پایا (۳) مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ صوفی کو چھوڑا، نہ ملا کو چھوڑا
رجال اور اسانید کے ہیں جو دفتر (۴) گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احسان یہ اک اہل دیں پر وہ تھے اس میں ہر قوم ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

حصولِ علم کے دوران موت کی فضیلت

٢٤٩ـ (٥٢) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ، فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۴۹۔(۵۲) حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ علم دین حاصل کر رہا تھا کہ جس سے اسلام کو زندہ کرے گا تو اس کے اور نبیوں کے درمیان میں ایک درجے کا فرق ہوگا۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

علماء کی فضیلت

٢٥٠ـ (٥٣) وَعَنْهُ مُرْسَلًا، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ: أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ، وَالْآخَرُ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ؛ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِيْ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ كَفَضْلِيْ عَلَى أَدْنَاكُمْ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۲۵۰۔(۵۳) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا حال دریافت کیا گیا جس میں ایک عالم تھا جو فرض پڑھ لیتا تھا پھر بیٹھ کر لوگوں کو بھلائی سکھاتا تھا اور دوسرا دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز پڑھتا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں کون اچھا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو علم سکھاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے رات کو نماز پڑھتا تھا۔ ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا۔

٢٤٩ـ ضعيف: سنن الدارمي (٢٥٤)

٢٥٠ـ ضعيف: سنن الدارمي (٢٤٠)

۲۵۱۔ (۵۴) وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ؛ إِنِ احْتِيْجَ إِلَيْهِ نَفَعَ، وَإِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنٰى نَفْسَهُ)) رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۲۵۱۔ (۵۴) حضرت علی ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص اچھا آدمی ہے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ اگر اس کے طرف کوئی حاجت پیش کی جائے تو نفع پہنچائے اور اگر اس سے بے پرواہی کی جائے تو اپنے کو بے نیاز رکھے۔ اس حدیث کو زین نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... یعنی عالم باعمل کے لیے یہی مناسب ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہے اور دنیا داروں کے پاس نہ جائے۔ بلکہ اپنی عبادت وریاضت، تالیف وتصنیف وفتویٰ اور مطالعہ کتب میں مصروف رہے۔

دعوتِ دین میں حکمت

۲۵۲۔ (۵۵) وَعَنْ عِكْرِمَةَ ؓ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ؛ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ، وَلٰكِنْ أَنْصِتْ؛ فَإِذَا أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهُ، وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۵۲۔ (۵۵) حضرت عکرمہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ایک دن عکرمہ سے فرمایا کہ تم ہر جمعہ کو ایک مرتبہ وعظ بیان کر دیا کرو۔ اور اگر ہفتے میں ایک بار بیان کرنے کو قبول نہ کرو تو دو مرتبہ بیان کر دیا۔ اور اگر زیادہ ہی بیان کرنا چاہتے ہو تو ہفتہ میں تین مرتبہ بیان کر دیا کرو اور لوگوں کو اس قرآن مجید کو سنا سنا کر تنگ نہ کرو کہ وہ گھبرا جائیں۔ پھر حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اے عکرمہ! میں تمہیں اسی حال میں نہ پاؤں کہ تم کسی جماعت یا کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ اپنی باتوں میں مصروف ہوں تو تم ان کی باتوں کو کاٹ کر وعظ بیان کرنا شروع کر دو اور ان کو تکلیف پہنچاؤ بلکہ تم خاموش رہو۔ جب وہ تمہیں وعظ نصیحت کرنے کو کہیں تو تم وعظ ونصیحت سناؤ اس حال میں کہ وہ وعظ ونصیحت کے سننے کی رغبت وخواہش رکھتے ہوں کہ جب تک وعظ سننے کے خواہش مند ہوں تو تم وعظ سناؤ یعنی اگر وہ لوگ وعظ سننے کے خواہش مند ہوں۔ اور تم سے اس کی خواہش ظاہر کریں اور فرمائش کریں تو تم انہیں وعظ ونصیحت سناؤ (اور قافیہ بند والی دعاؤں کو موقوف کر دو اور اس سے بچتے رہو) یعنی بہ تکلیف مقفہ ومسجع عبارت دعاؤں میں نہ استعمال کرو۔ بلکہ سیدھے سادھے الفاظ میں دعا مانگا کرو (کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ یعنی دعاؤں میں مقفہ الفاظ بہ تکلیف نہیں استعمال کرتے تھے اور جن دعاؤں میں اتفاقیہ طور پر قافیہ بندی ہے وہ بے تکلف آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

۲۵۳۔ (۵۶) وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَأَدْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ؛ فَإِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهُ

۲۵۳۔ (۵۶) واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم طلب کیا اور اس کو حاصل کر لیا تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ اور اگر اس کو نہیں حاصل کر سکا تو اس کو اکہرا

۲۵۱۔ موضوع:
۲۵۲۔ صحیح البخاری الدعوات باب مایکرہ من السمع فی الدعا (۶۲۳۷)
۲۵۳۔ ضعیف جداً: سنن الدارمی (۲۳۵)

كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

ثواب ملے گا۔اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... دوہرا ثواب یعنی ایک ثواب محنت و مشقت کا اور دوسرا ثواب علم کے حاصل کر لینے کا اور لوگوں کو پڑھانے کا۔ اور اگر پورا علم نہیں حاصل کر سکا تو محنت و مشقت اٹھانے کا ثواب ضرور ملے گا۔ بہر حال ہر صورت میں ثواب ہی ثواب ہے۔

اعمالِ جاریہ

۲۵۴۔ (۵۷) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ: عِلْمًا عَلِمَهٗ وَنَشَرَهٗ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ، اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ، اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ، تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))۔

۲۵۴۔(۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن آدمی کو اس کے مر جانے کے بعد اس کے عملوں اور نیکیوں میں سے جو اس کو ثواب ملتا ہے وہ علم ہے جو اس نے لوگوں کو سکھایا اور آگے پھیلایا۔ پھر وہ نیک اولاد ہے جس کو اس نے اپنے بعد چھوڑا ہے یہ نیک اولاد کی دعا وغیرہ کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے اور تیسرے قرآن مجید ہے جس کو اس نے وارثوں کے لیے چھوڑا کہ لوگ اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اسی قرآن مجید کے حکم میں حدیث شریف بھی ہے اور چوتھے مسجد ہے جس کو اس نے اپنی زندگی میں بنوایا کہ لوگ اس میں نمازیں پڑھتے ہیں پانچویں مسافر خانہ جو مسافروں کے ٹھہرنے کے لیے بنوایا اور چھٹے نہر جاری کرائی اور ساتویں وہ صدقہ و خیرات جس کو اس نے اپنے تندرستی اور زندگی میں اپنے مال میں سے دیا ان تمام کاموں کا ثواب اس کے مرنے کے بعد اس کو پہنچتا رہتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

حصولِ علم جنت کا راستہ!

۲۵۵۔ (۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ: اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ، سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ، اَثَبْتُهٗ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))۔

۲۵۵۔(۵۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی بھیجی ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلے تو اس کے لیے جنت کے راستے کو میں آسان کر دوں گا۔ اور جس کی دونوں آنکھیں میں نے چھین لی ہیں تو ان کے بدلے میں میں اس کو جنت دوں گا۔ اور علم کی زیادتی بہتر ہے عبادت کے زیادتی سے۔ اور دین کی جڑ پرہیز گاری ہے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اس وحی سے وحی خفی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ جو دینی علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے تو میں اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دوں گا۔ یعنی معرفی اور عبادت الٰہی کی توفیق دوں گا جس سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ اور وہ صبر پر جما رہا کچھ شکایت نہیں۔ تو اس اس کے بدلے میں اس کو جنت دوں گا اور علم کی زیادتی نفلی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے ورع حرام اور شبہات سے بچنے کو کہتے ہیں یہی دین کی جڑ ہے

۲۵۴۔ حسن: سنن ابن ماجه المقدمه باب ثواب معلم الناس الخير (۲۴۲)، البيهقى فى شعب الايمان (۳۴۴۹)
۲۵۵۔ البيهقى فى شعب الايمان (۵۷۵۱)

کہ اس کو تقویٰ و پرہیزگاری کہتے ہیں۔

علم اور علماء کے فضائل

۲۵۶۔ (۵۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

۲۵۶۔ (۵۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو ایک گھنٹہ درس ساری رات بیدار رہنے سے افضل ہے۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......یعنی مسجد میں صحابہ کرام کی دو مجلسیں الگ الگ تھیں ایک مجلس والے دعا اور ذکر الٰہی میں مصروف تھے اور دوسری مجلس والے پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں اچھے کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن پڑھنے پڑھانے والے سب سے اچھے ہیں اور یہ فرما کر پڑھنے پڑھانے والوں کے حلقے میں بیٹھ گئے اس سے معلوم ہوا کہ پڑھنے پڑھانے والوں کا درجہ بلند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ شامل ہیں۔ سبحان اللہ، زہے قسمت:

گدا یارا ازیں معنی خبر نیست
کہ سلطانِ جہاں با ماست امروز

۲۵۷۔ (۶۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ: ((كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ" وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ؛ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ، فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ۔ وَاَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ، فَهُمْ اَفْضَلُ، وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))۔ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

۲۵۷۔ (۶۰) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجالس کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونوں مجالس خیر پر ہیں (البتہ) ان میں سے ایک کو دوسری پر فضیلت ہے۔ اس مجلس والے اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں اگر اللہ چاہے گا تو ان کو (ان کا مطلوب) عطا کرے گا ورنہ روک لے گا، اور دوسری مجلس والے فقہ اور علم (شرعی) سیکھتے ہیں اور جاہل کو تعلیم دیتے ہیں پس یہ افضل ہیں اور بلا شبہ مجھے معلم (بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف فرما ہوئے (دارمی)

۲۵۸۔ (۶۱) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِیْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِیْ اَمْرِ دِيْنِهَا، بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا))

۲۵۸۔ (۶۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اس علم کی کیا مقدار ہے کہ جب انسان اتنا علم حاصل کر لے تو فقیہ ہو جائے یعنی دنیا و آخرت میں اس کا عالموں میں شمار ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری امت کو فائدہ پہنچانے کے لیے ان کے دین کے بارے میں چالیس حدیثیں یاد کر لی ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز عالم بنا کر اٹھائے گا اور میں اس کی سفارش کروں گا۔ اور گواہی دوں گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۲۵۶۔ **ضعیف**: سنن الدارمی (۶۱۴)

۲۵۷۔ **ضعیف**: سنن الدارمی المقدمه باب فی فضل العلم والعالم (۳۴۹)

۲۵۸۔ **ضعیف**: البیهقی فی شعب الایمان باب فی طلب العلم (۱۷۲۶)

۲۵۹۔ (٦٢) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((اَللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِىْ آدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِىْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهٗ اَوْ قَالَ: اُمَّةً وَاحِدَةً))

۲۵۹۔ (۶۲) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا کون ہے: صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سخی اللہ ہے اور انسانوں میں سب سے بڑا سخی میں ہوں۔ پھر میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہے جس نے علم سیکھا اور اس کی اشاعت کی۔ قیامت کے روز یہ شخص ایک امیر یا ایک جماعت کی طرح آئے گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ یعنی قیامت کے دن تنہا امیر بن کر آئے گا کہ اس کے ساتھ بہت سے تابع ہوں گے۔ امیرا وحدہٗ یا امتاً وحدہٗ میں راوی کو شک ہے کہ آپ نے میرا وحدہ کا لفظ فرمایا ہے یا امتا وحدہ کا لفظ فرمایا ہے۔

۲۶۰۔ (٦٣) وَعَنْهُ ﷺ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ: مَنْهُوْمٌ فِى الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ، وَمَنْهُوْمٌ فِى الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا)) رَوَى الْبَيْهَقِىُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِىْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ)) وَقَالَ: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِىْ حَدِيْثِ اَبِى الدَّرْدَاءِ: هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ، وَلَيْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

۲۶۰۔ (۶۳) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو ایسے حریص ہیں جو کبھی آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ اور دوسرا دنیا کا حریص کہ دنیا سے کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ ان حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے ابودرداء کی حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ لوگوں میں اس کا متن مشہور ہے جبکہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

۲۶۱۔ (٦٤) وَعَنْ عَوْنٍ ﷺ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ، وَصَاحِبُ الدُّنْيَا، وَلَا يَسْتَوِيَانِ؛ اَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ، وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَارٰى فِى الطُّغْيَانِ۔ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُاللّٰهِ: ﴿كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ قَالَ: وَقَالَ الْآخَرُ: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ۔

۲۶۱۔ (۶۴) حضرت عون ﷺ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ دو حریصوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا ایک علم والے کا اور دوسرے دنیا دار کا۔ اور یہ دونوں درجے میں برابر نہیں ہیں۔ علم والا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو زیادہ کرتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھ جاتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے اس کی تائید میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی **کلا ان الانسان لیطغی** یعنی انسان سرکشی کرتا ہے اس لیے کہ اپنے آپ کو بے نیاز جانتا ہے اور غنی شمار کرتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود ﷺ نے عالم کے بارے میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرنے والے ہیں۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

۲۵۹۔ ضعیف: البیهقی فی شعب الایمان باب فی نشر (۱۷۶۷)

۲۶۰۔ البیهقی فی شعب الایمان باب فی الزهد وقصر الامل (۱۰۲۷۹)

۲۶۱۔ منقطع: سنن الدارمی المقدمة باب فی فضل العلم والعالم (۲۳۲)

علماء کے لیے غور وفکر کی کچھ احادیث

۲۶۲۔ (۶۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ، يَقُوْلُوْنَ: نَأْتِي الْاُمَرَآءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا۔ وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ، كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ، كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِي۔ الْخَطَايَا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

۲۶۲۔ (۶۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ آئندہ دینی علم حاصل کریں گے اور قرآن مجید پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جا کر ان سے دنیا کی دولت حاصل کر لیں گے اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا جس طرح کانٹے دار درخت سے نہیں حاصل ہوتا مگر کانٹا۔ اسی طرح امیروں و مالداروں کے پاس آنے جانے سے سوائے گناہ کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت ظالم امیروں کے پاس نہیں جانا چاہیے)

۲۶۳۔ (۶۶) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْا الْعِلْمَ، وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ، لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ، وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ؛ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهٖ، كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِي اَحْوَالِ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِي اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

۲۶۳۔ (۶۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر علم والے اپنے علم کی حفاظت کریں اور اس کو اہل علم ہی کے پاس رکھیں یعنی علم کے قدر دانوں کو سکھلائیں تو اپنے زمانے کے سردار بن جائیں لیکن انہوں نے علم کو دنیا داروں پر خرچ کیا یعنی دنیا داروں کے لیے سیکھا تا کہ اس کے ذریعے سے دنیا داروں کی دولت حاصل کر لیں۔ پس اسی لیے وہ دنیا داروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اپنے مقصدوں میں سے صرف ایک مقصد یعنی آخرت ہی کے مقصد کو اختیار کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی مقصدوں کو پورا کر دیتا ہے اور جس شخص کے دنیاوی بہت سے مقاصد مختلف ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔ خواہ کسی جنگل میں یعنی دنیا کی کسی حالت میں ہلاک ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے اوپر نظر رحمت نہیں کرے گا اور نہ اس کے دنیاوی حالت کو درست کرے گا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۲۶۴۔ (۶۷) وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ)) عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ: ((مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ)) اِلٰى آخِرِهٖ۔

۲۶۴۔ (۶۷) اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۶۵۔ (۶۸) وَعَنِ الْاَعْمَشِ ﷺ قَالَ: قَالَ

۲۶۵۔ (۶۸) حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول

۲۶۲۔ **ضعيف**: سنن ابن ماجه المقدمة باب الانتفاع بالعلم والعمل به (۲۵۵)

۲۶۳۔ **ضعيف**: سنن ابن ماجه المقدمة باب الانتفاع بالعلم والعمل به (۲۵۷)

۲۶۴۔ البيهقي في شعب الايمان باب في نشر العلم (۱۸۸۸)

۲۶۵۔ **ضعيف**: سنن الدارمي المقدمة باب مذاكرة العلم (۶۲۴)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((آفَۃُ الْعِلْمِ النِّسْیَانُ، وَاِضَاعَتُہٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِہٖ غَیْرَ اَہْلِہٖ)) رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ مُرْسَلًا

اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کی آفت بھول جانا ہے اور علم کا ضائع کرنا یہ ہے کہ نااہلوں کے سامنے بیان کیا جائے۔ اس حدیث کو دارمی نے۔ مرسلاً روایت کیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نسیان کے اسباب سے بچنا ضروری ہے اور نسیان کا سبب گناہ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مشکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترك المعاصی
فان العلم فضل من الله
وفضل الله لا یعطی لعاص

''میں نے استاذ امام وکیع سے شکایت کی کہ میرا حافظہ خراب ہو گیا ہے۔ تو مجھے وصیت فرمائی کہ گناہ کو چھوڑ دو، اس لیے کہ علم اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل نافرمانوں کو نہیں دیا جاتا ہے۔''

اچھے اور بُرے علماء

۲۶۶۔ (۶۹) وَعَنْ سُفْیَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رضی اللہ عنہ قَالَ یِکَعْبٍ رضی اللہ عنہ: مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ: اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ۔ قَالَ: فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَآءِ؟ قَالَ: اَلطَّمَعُ۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ

۲۶۶۔ (۶۹) حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ علم والے کون ہیں؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں وہی اہل علم ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ عالموں کے دلوں سے کس چیز نے علم کو نکال لیا ہے؟ تو کعب احبار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا لالچ نے اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

۲۶۷۔ (۷۰) وَعَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلُ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ۔ فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ، وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَیْرِ)) یَقُوْلُہَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ، وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَآءِ))۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔

۲۶۷۔ (۷۰) حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے برے آدمی کے بابت دریافت کیا کہ برا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف برے ہی کے متعلق مجھ سے نہ پوچھو بلکہ (نیک و بد) دونوں کے متعلق دریافت کر۔ اس کو تین دفعہ فرمایا پھر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ سب سے بدتر بدترین علماء ہیں اور سب سے بہتر بہترین علماء ہیں۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......عن الشر کا ایک مطلب تو وہی ہے جو بیان کیا گیا ہے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ برائی کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ صرف برائی کے متعلق نہ پوچھو بلکہ بھلائی و برائی دونوں کے متعلق دریافت کرو جو عالم اپنے علم کے خلاف کرتا ہے یعنی عالم بے عمل وہ سب سے برا ہے۔ واللہ اعلم

۲۶۶۔ **ضعیف**: سنن الدارمی المقدمة باب صیانه العلم (۵۸٤)
۲۶۷۔ سنن الدارمی المقدمه باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر الله (۳۷۰)

٢٦٨ - (٧١) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ)). رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

٢٦٨ - (٧١) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے سب سے برا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے فائدہ نہ حاصل کیا گیا ہو۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

یعنی یا تو اس نے شریعت کے خلاف علم سیکھا یا شرعی علم سیکھا لیکن نہ خود اس پر عمل کیا اور نہ دوسروں کو بتایا، ایسے عالم بے عمل کے لیے سخت سزا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ويل للجاهل مرة وويش للعالم سبع مرات جاہل کے لیے ایک عذاب ہے اور عالم کے لیے سات۔

٢٦٩ - (٧٢) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِیْ عُمَرُ: هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا! قَالَ: يَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ، وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ. رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

٢٦٩ - (٧٢) حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو کیا چیز اسلام کی بنیاد کو گرا دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ہوں (آپ ہی فرما دیجئے) تو فرمایا (١) عالم کا پھسلنا (٢) اور اللہ کی کتاب میں منافق کا جھگڑنا اور (٣) گمراہ کن اماموں کا فیصلہ کرنا۔ یہ تینوں چیزیں اسلام کو گرا دیتی ہیں۔ اس کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... گرانے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں سے اسلام کے پانچوں ارکان توحید، رسالت، حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ وغیرہ سب بیکار ہو جاتے ہیں۔ ایک عالم کے پھسلنے سے عالم پھسل جاتا ہے اور بغیر علم و عمل کے منافق کے کتاب اللہ میں جنگ و جدال سے اسلامی اساس کا استیصال ہو جاتا ہے۔ اور گمراہ کن پیشوا تو اسلام کو ختم کرنے والے ہیں۔

٢٧٠ - (٧٣) وَعَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: فَعِلْمٌ فِی الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ، وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى ابْنِ آدَمَ. رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

٢٧٠ - (٧٣) حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ علم ہے جو دل میں ہے یہ علم نفع بخش ہے اور دوسرا وہ ہے جو زبان پر ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی حجت و دلیل ہے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... علم کی دو قسمیں ظاہری اور باطنی۔ علم جو صرف زبان پر ہے دل میں بالکل اس کا اثر نہیں اور نہ اس سے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور باطنی علم سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس سے خدائی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یہی نفع دینے والا ہے جیسا کہ نیچے کی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

٢٧١ - (٧٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وِعَاءَيْنِ؛ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِيْكُمْ، وَاَمَّا الْآخَرُ فَلَوْبَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ. يَعْنِیْ مَجْرَى الطَّعَامِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

٢٧١ - (٧٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو برتن یعنی دو قسم کے علم کو یاد کیا ہے جن میں سے ایک علم کو میں نے تمہارے درمیان میں پھیلا دیا ہے اور دوسرے علم کو اگر میں ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے گا۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

---

٢٦٨ - **ضعيف**: سنن الدارمی المقدمة باب العمل بالعلم (٢٦٢)

٢٦٩ - **صحيح**: سنن الدارمی المقدمة باب فی كراهية اخذ الرای (٢١٤)

٢٧٠ - **صحيح**: سنن الدارمی المقدمة باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله (٢٦٤)

٢٧١ - صحيح البخاری كتاب العلم باب حفظ العلم (١٢٠)

توضیح: ......ان دونوں برتنوں سے دوقسم کے علم مراد ہیں ایک ظاہری علم جیسے نماز روز اور دیگر احکام واخلاق اور دوسرے باطنی علم جن کو عوام سے چھپا رکھا ہے اور اسے بیان نہیں کیا ہے کیونکہ آئندہ کی پیشگوئی ہے اور فتنہ وفساد کی طرف اشارہ ہے۔ اگر میں بیان کردوں تو لوگ مجھے قتل کرڈالیں گے۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لاعلمی کا اعتراف کوئی عیب نہیں

۲۷۲۔ (۷۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: یَآاَیُّھَا النَّاسُ! مَنْ عَلِمَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ بِہٖ، وَمَنْ لَّمْ یَعْلَمْ فَلْیَقُلْ: اَللّٰہُ اَعْلَمُ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ: ﴿قُلْ مَآ اَسْاَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ، وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۲۷۲۔ (۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو! جو شخص کسی بات کو جانتا ہو تو اسے بیان کردینا چاہیے۔ اور جو نہیں جانتا (اور اس سے وہ دریافت کیا گیا) تو اسے یہ کہنا چاہئے اللہ اعلم اللہ خوب جانتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا علم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے متعلق فرمایا: قل ما اسئلکم علیه اجرا وما انا من المتکلفین (بخاری ومسلم) یعنی آپ فرمادیجیے کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں طلب کرتا اور نہ میں بات بنانے والوں میں سے ہوں۔

۲۷۳۔ (۷۶) وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ، قَالَ: اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ؛ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۲۷۳۔ (۷۶) حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (کتاب و سنت کا علم) علم دین ہے۔ لہٰذا تم دیکھ لیا کرو کہ تم کس سے اپنا دین سیکھ رہے ہو (مسلم)

یعنی راوی اور اپنے استاد کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔ دین دار متقی اور عالم باعمل سے کتاب وسنت کا علم حاصل کرو بدعتی فاسق فاجر سے مت پڑھو۔ ورنہ تمہارا دین خراب ہو جائے گا۔

۲۷۴۔ (۷۷) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: یَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ! اِسْتَقِیْمُوْا، فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِیْدًا، وَاِنْ اَخَذْتُمْ یَمِیْنًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۷۴۔ (۷۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے صاحب القرائۃ! تم سیدھے رہو کیونکہ تم بہت پہلے ہو۔ اگر تم سیدھے راستے سے مڑ کر دائیں بائیں طرف چلو گے تو تم بہت گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے صحابہ و تابعین کو مخاطب فرما کر فرماتے ہیں کہ آپ لوگ......اوروں کے اعتبار سے بہت پہلے ہو۔ تم کو سیدھے رہنا چاہیے تاکہ بعد میں آنے والے تمہارے صراط مستقیم کی پیروی کریں......اور اگر تم ادھر ادھر چلو گے اور سیدھے راستے کو چھوڑ دو گے تو گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔

ریاکار علماء اور قاری

۲۷۵۔ (۷۸) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۲۷۵۔ (۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

۲۷۲۔ صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن سورۃ ص باب اوما انا من المتکلفین (۴۸۰۹)، مسلم کتاب صفات المنافقین واحکاھم باب (۳۹/ ۲۷۹۸)

۲۷۳۔ صحیح مسلم المقدمۃ باب

۲۷۴۔ صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء سنن رسول اللہ ﷺ (۷۲۸۲)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَاجُبُّ الْحُزْنِ؟ قَالَ: ((وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ۔ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَّدْخُلُهَا؟ قَالَ:((اَلْقُرَّآءُ الْمُرَاؤُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ، وَزَادَ فِيْهِ: ((وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ)) قَالَ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْجَوْرَةَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غم کے کنوئیں سے تم خدا کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دوزخ میں ایک وادی نالہ ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں کون داخل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے جو اپنے عملوں کو لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ برے وہ قاری لوگ ہیں جو ظالم امیروں سے ملتے ہیں۔ یعنی ریا نمود کے پڑھنے والے ایسے وحشت ناک کنوئیں میں سزا پائیں گے جس کا بیان حدیث میں ہے اسی لیے ہر کام میں اخلاص ضروری ہے۔

۲۷۶۔ (۷۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَايَبْقَى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ، وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ اِلَّا رَسْمُهٗ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى، عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ، مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ، وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))

۲۷۶۔ (۷۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے نہیں باقی رہے گا اسلام سے مگر اس کا نام یعنی (اسلام کا نام ہی نام باقی رہ جائے گا) اور نہیں باقی رہے گا قرآن مجید سے مگر اس کا اسم (یعنی خوب تجوید سے بلا سمجھے پڑھنے کا رواج رہے گا اس پر عمل نہیں ہو گا۔) ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ (یعنی نمازی بہت ہوں گے مگر وہ صحیح ہدایت سے عاری ہوں گے) ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق سے سب سے بدتر ہوں گے۔ انہیں لوگوں میں سے فتنہ پیدا ہو گا اور انہیں لوگوں میں لوٹ کر آئے گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

جب علم اُٹھا لیا جائے گا

۲۷۷۔ (۸۰) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا، فَقَالَ: ((ذَاكَ عِنْدَ اَوَانِ ذِهَابِ الْعِلْمِ))۔ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهٗ اَبْنَاءَ نَا،

۲۷۷۔ (۸۰) حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز یعنی کسی فتنہ وغیرہ کا ذکر کے فرمایا یہ اس وقت ہو گا جب کہ علم شرعی جاتا رہے۔ میں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیسے علم جاتا رہے گا جب کہ ہم خود قرآن مجید پڑھتے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے

۲۷۵۔ ضعیف: سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی الریاء والسمعة (۲۳۸۳)، ابن ماجه المقدمه باب الانتفاع بالعلم والعمل به (۲۵۶)

۲۷۶۔ ضعیف: البیهقی فی شعب الایمان باب فی نشر العلم (۱۹۰۸)

۲۷۷۔ منقطع: الامام احمد فی سنده (۴/ ۱۶۰)، ابن ماجه کتاب الفتن باب ذهاب القرآن والعلم (۴۰۴۸)، ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی ذهاب العلم (۲۶۵۳)

وَيُقْرِؤُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَ هُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ زِيَادُ! إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيْهِمَا؟ !)) رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَابْنُ مَاجَهُ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ نَحْوَهُ

ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے۔ اسی طرح یہ پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔(تو پھر کس طرح علم جاتا رہے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے زیاد تیری ماں تجھے گم پائے میں تو تمہیں مدینہ کے بڑے سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔ کیا یہ یہودی عیسائی اپنی کتاب تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے پڑھاتے ہیں؟ مگر اس کے باوجود ان دونوں کے حکموں پر نہیں عمل کرتے اور نہ اس کے مطابق چلتے ہیں (اسی طرح اس امت کے لوگ بھی پڑھیں پڑھائیں گے۔ مگر عمل نہیں ہوگا تو گویا علم ہی اٹھ گیا۔ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے بھی اسی طرح سے بیان کیا ہے

٢٧٨۔ (٨١) وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ.

۲۷۸۔(۸۱) اور اسی طرح سے دارمی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٢٧٩۔ (٨٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ، تَعَلَّمُوْا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ؛ فَإِنِّيْ امْرُؤٌ مَقْبُوْضٌ، وَالْعِلْمُ سَيُنْقَبِضُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اثْنَانِ فِيْ فَرِيْضَةٍ لَا يَجِدَانِ أَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ

۲۷۹۔(۸۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ علم سیکھو اور سکھاؤ اور فرائض کو بھی سیکھو اور سکھاؤ اور قرآن مجید کو بھی سیکھو سکھاؤ کیونکہ میں عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور علم بھی جاتا رہے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی کسی فرض اور مسئلہ میں اختلاف کریں گے ان کے درمیان کسی کو فیصلہ کرنے والا نہیں پائیں گے۔(علم کی کمی کی وجہ سے یا فتنوں کی زیادتی کی وجہ سے) اس حدیث کو دارمی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

غیر نفع بخش علم

٢٨٠۔ (٨٣) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ عِلْمٍ لَّا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۲۸۰۔(۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس علم کی مثال جس سے نفع نہ اٹھایا جائے اس خزانے کی طرح ہے جو اللہ کے راستے میں نہ خرچ کیا جائے۔ اس کو احمد اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

علم بیش بہا خزانہ ہے اس کو جتنا ہی زیادہ خرچ کیا جائے اتنا ہی یہ بڑھتا جائے گا اور جتنا ہی اس کو مخفی رکھا جائے اتنا ہی زیادہ تنزلی بلکہ بربادی ہے اسی لیے حدیث شریف میں یہ دعا آتی ہے:

((اللهم انفعنى بما علمتنى وعلمنى ماينفعنى وزدنى علما اللهم انى اعوذبك من علم لاينفع ومن قلب لايخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها .))

بحمد اللہ تعالیٰ وفضلہ آج مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۸ء منگل کے دن بعد نماز عصر انوار المصابیح ترجمہ اردو مشکوٰۃ المصابیح کے پہلے پارہ سے فارغ ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔ امین۔

٢٧٨۔ سنن الدارمی المقدمة باب فى ذهاب العلم (٢٤٠)

٢٧٩۔ ضعيف: سنن الدارمى المقدمة باب الاقتداء بالعلماء (٢٢١)، الدار قطنى كتاب الفرائض والسير (٤٦)

٢٨٠۔ ضعيف: الامام احمد فى مسنده (٢/ ٤٩٩)، الدارمى المقدمة باب البلاغ عن رسول الله ﷺ و تعليم السنن (٥٥٦)

كِتَابُ الطَّهَارَةِ ...... طہارت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

خیر و برکت کی باتیں

٢٨١ ـ (١) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِالْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یَمْلَآنِ اَوْتَمْلَأُ مَابَیْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْعَلَیْكَ: كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ: فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، تَمْلَآنِ مَابَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)) لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِی ((الصَّحِیْحَیْنِ)) وَلَا فِیْ كِتَابِ الْحَمَیْدِیِّ، وَلَا فِیْ ((الْجَامِعِ)) ؛ وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا الدَّارِمِیُّ بَدَلَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ))

٢٨١ ـ (١) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاک وصاف رہنا آدھا ایمان ہے اور الحمدللہ (کہنے کا ثواب اعمال کے) ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمدللہ (کہنے کا ثواب) آسمانوں اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اور نماز نور ہے اور صدقہ وخیرات حجت اور دلیل ہے اور صبر کرنا روشنی ہے، اور قرآن مجید تیرے لیے دلیل ہے یا تیرے اوپر وبال ہے۔ ہر شخص صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو اپنی جان کو اپنے کاموں میں فروخت کر دیتا ہے تو کوئی اس کو آزاد کر دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں۔ ''لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر'' کہنے کا ثواب آسمانوں اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔ لیکن یہ روایت صحیحین اور حمیدی کی کتاب اور جامع الاصول میں مجھے نہیں ملی ہے البتہ دارمی نے سبحان اللہ والحمد للہ کے بدلہ میں اس کو بیان کیا ہے۔

توضیح: ......اس حدیث کے راوی صحابی ابو مالک ہیں جن کا نام کعب بن عاصم ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ ''پاکیزگی آدھا ایمان ہے'' اس کے کئی مطلب ہیں:

۱۔ جس طرح ایمان لانے سے چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح سے پاکی حاصل کرنے سے ہر چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اس لحاظ سے طہارت نصف ایمان ہے۔

۲۔ ایمان سے نماز مراد ہے جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وما کان اللہ لیضیع ایمانکم﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی نماز کو ضائع نہیں کرے گا لہٰذا ((الطھور شطر الایمان)) کا مطلب یہ ہے کہ پاکی نصف نماز ہے کیونکہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے۔

۳۔ شطر کے معنی جز کے بھی آتے ہیں یعنی طہارت نماز کا جز ہے اور لفظ الحمدللہ کے ثواب سے نیکیوں کا ترازو بھر جائے گا، یعنی

---

٢٨١ ـ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء (١/ ٢٢٣)، سنن الدارمی کتاب الطھارۃ باب مَاجَاءَ فی الطھور (٦٥٣)

قیامت کے روز نیکیاں تولی جائیں گی اور ان کو مجسم بنا دیا جائے گا تو الحمدللہ کے ثواب سے ترازو بھر جائے گا۔ تملان اور تملا میں راوی کو شک ہے کہ آپ نے تملان تثنیہ کا لفظ فرمایا یا تملاء مفرد کا لفظ فرمایا۔ یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ کہنے کا اس قدر ثواب ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان کا خلا اس کے ثواب سے بھر جاتا ہے۔ اور نماز نور ہے' اس سے قبر میں روشنی ہوگی یا قیامت کے دن اس سے روشنی ہوگی' یا نماز برائیوں اور ناشائستہ حرکتوں سے باز رکھتی ہے: ((اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ)) بے شک نماز ثواب اور نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے جس طرح روشنی سے راستہ معلوم ہوتا ہے۔ یا نماز نمازیوں کے چہروں کو روشن کرنے والی ہے' یا اس صلوۃ سے درود شریف مراد ہے یعنی درود شریف نور کا سبب ہے۔ اور صدقہ و خیرات برہان و دلیل ہوگا۔ صدقہ کرنے والے کے لیے قیامت کے دن جبکہ اس سے مال کے مصرف کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو یہ صدقہ اس کے حق میں دلیل بن جائے گا۔ یا اس کے ایمانی دعویٰ کے لیے دلیل ہوگا۔ اور صبر روشنی ہے یعنی یہ گناہوں سے باز رکھتا ہے اور اگر قرآن مجید پر عمل نہیں ہے تو وبال جان ہے۔ صبح کو ہر شخص اٹھ کر اپنے نفس کو اپنے کاموں کے بدلے میں گویا بیچ دیتا ہے۔ اگر اس نے دن میں نیک اور اچھا کام کر لیا ہے تو نفس کو آزاد کر دیتا ہے اور اگر گناہ کا کام کرتا ہے تو اپنی جان کو ہلاک میں ڈال دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی

۲۸۲۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَایَمْحُوْ اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِہِ، وَکَثْرَۃُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاۃِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ، فَذٰلِکُمْ الرِّبَاطُ))

۲۸۲۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں کوئی ایسی چیز بتاؤں جس پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جنت میں تمہارے درجوں کو بلند کر دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں حضرت آپ ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تکلیفوں کے باوجود کامل اور پورا پورا وضوء کرنا اور مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے لیے انتظار کرنا یہی رباط ہے۔

۲۸۳۔ (۳) وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ: ((فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ)) رَدَّدَ مَرَّتَیْنِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ: ثَلَاثًا۔

۲۸۳۔ (۳) مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رباط کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے۔ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور ترمذی میں یہ لفظ تین مرتبہ ہے۔

توضیح: ...... پورا وضوء کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہر اعضائے وضوء کو اچھی طرح دھویا جائے اور تین تین بار دھویا جائے' جاڑے کے زمانہ میں سرد پانی سے یا تکلیف اور بیماری کی حالت میں پورا دھویا جائے، تیمّم نہ کیا جائے۔ اور رباط کے معنی باندھنے اور دشمنوں کے مقابلے کے لیے سرحد پر مورچہ جما کر بیٹھنے کے ہیں۔ یعنی ان کاموں کے کرنے سے جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے' یا یہ خصلتیں انسانوں کو گناہوں کی طرف جانے سے باندھ دیتی ہیں اور گناہوں کے کرنے سے روکتی ہیں۔

۲۸۲۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء، علی المکارہ (۴۱/ ۲۵۱)

۲۸۳۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارۃ (۴۱/ ۲۵۱)، الترمذی کتاب الطھارۃ باب ماجاء فی اسباغ الوضوء (۵۲)

کامل وضو کے بدلے گناہوں سے نجات

۲۸۴۔ (٤) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۸۴۔ (۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کرلیا اور اچھا وضو کیا تو اس کے تمام گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۸۵۔ (٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ۔ أَوِ الْمُؤْمِنُ۔ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ؛ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ، أَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۵۔ (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ۔ جس کو اس کی آنکھ نے دیکھا تھا۔ اور جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہاتھ کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا' اور جب دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے سارے گناہ نکل جاتے ہیں' جن کی طرف اس کے پاؤں چلے تھے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہوکر نکل آتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲۸۶۔ (٦) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلَاةٌ مَّكْتُوْبَةٌ، فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا؛ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ، مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۶۔ (۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ہے کوئی مسلمان کہ اس کے سامنے فرض نماز کا وقت حاضر ہو جائے تو وہ اس کے وضوء اور اس کے خشوع اور رکوع کو اچھی طرح سے ادا کرے تو اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

یعنی کامل وضوء اور کامل نماز سے سارے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، گناہ کبیرہ معاف نہیں ہوگا جب تک کہ اس سے کامل توبہ نہ کرے۔ خشوع سے مراد یہ ہے کہ نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کو اچھی طرح بجالائے ادھر ادھر التفات اور لہو ولعب نہ کرے اور رکوع وسجدہ کو بھی اطمینان سے ادا کرے۔ یعنی تعدیل ارکان سے نماز ادا کی ہے۔

۲۸۷۔ (٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ

۲۸۷۔ (۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی کو بہایا یعنی دونوں

۲۸۴۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء (۳۳/ ۲٤٥)

۲۸۵۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء (۳۲/ ۲٤٤)

۲۸۶۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب فضل الوضوء والصلاة عقبة (۷/ ۲۲۸)

۲۸۷۔ صحیح البخاری کتاب الصوم باب سواك الرطب واليابس للصائم (۱۹۳٤)، مسلم کتاب الطهاره باب صفة الوضوء وكماله (٤، ۳/ ۲۲٦)

وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيْ هٰذَا، ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ، غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ۔

ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک جھاڑی۔ پھر تین بار چہرے کو دھویا پھر تین مرتبہ داہنے ہاتھ کو کہنی سمیت دھویا پھر اسی طرح سے بائیں ہاتھ کو دھویا، پھر سر کا مسح کیا۔ پھر داہنے پیر کو تین بار دھویا، پھر بائیں پیر کو تین بار دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح سے وضو کرتے دیکھا ہے۔ جس طرح میں نے کیا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرح وضو کر کے دو رکعت اس طرح نماز ادا کی کہ دل ہی دل میں دنیا کی بات نہیں کی تو اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

تحیۃ الوضو کا اجر و ثواب

۲۸۸۔ (۸) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ، اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۸۔ (۸) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھڑا ہو کر دل اور نظر کی توجہ کے ساتھ دو رکعت نفل نماز ادا کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے (مسلم)

وضو کے بعد کی دعا

۲۸۹۔ (۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ۔ اَوْفَيُسْبِغُ۔ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ، يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ)) هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ ((صَحِيْحِهٖ)) وَالْحُمَيْدِيُّ فِيْ ((اَفْرَادِ مُسْلِمٍ))، وَكَذَا ابْنُ الْاَثِيْرِ فِيْ ((جَامِعِ الْاُصُوْلِ)) وَذَكَرَ الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّيْنِ النَّوَوِيُّ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِ مُسْلِمٍ عَلٰى مَا رَوَيْنَاهُ، وَزَادَ

۲۸۹۔ (۹) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے وضو کرے کہ انتہا کو پہنچا دیا یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ پورا پورا کیا۔ پھر اس دعا کو پڑھا: **اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ** اور ایک روایت میں یوں ہے **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ** تو اس دعا کی برکت سے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ مسلم، حمیدی، جامع الاصول، نووی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس دعا کا اضافہ کیا ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین "اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا لے اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل کر لے۔" اور جس حدیث کو محی السنۃ نے صحاح میں ذکر کیا ہے

۲۸۸۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء (۱۷/ ۲۳۴)

۲۸۹۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الذکر المستحب عقب الوضوء (۱۷/ ۲۳۴)

التِّرْمِذِيُّ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ)) وَالْحَدِيْثَ الَّذِيْ رَوَاهُ مُحْيِى السُّنَّةِ فِيْ ((الصِّحَاحِ)): ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ)) إِلٰى آخِرِهٖ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ ((جَامِعِهٖ)) بِعَيْنِهٖ اِلَّا كَلِمَةُ ((اَشْهَدُ)) قَبْلَ ((أَنَّ مُحَمَّدًا))

کہ (جس نے وضوء کیا اور اچھا وضوء کیا) اسے ترمذی نے جامع میں بعینیہ ذکر کیا ہے لیکن ان محمد سے پہلے اشھد کا ذکر نہیں کیا۔

وضو کے اعضاء چمکتے ہوں گے

٢٩٠ـ (١٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۹۰۔ (۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو قیامت کے دن روشن پیشانی اور سفید اعضاء والے کی صفت سے پکارا جائے گا اور یہ روشنی وسفیدی وضو کی وجہ سے ہو گی۔ لٰہذا جو شخص تم میں سے اس روشنی کو بڑھانا چاہتا ہے وہ ایسا کرے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

٢٩١ـ (١١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۹۱۔ (۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جنت میں) مومن کو زیور پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

یعنی وضوء کرتے وقت جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا قیامت کے دن جنت میں وہاں تک اعضاء وضوء مزین، روشن، چمکدار ہوں گے جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں تفصیل سے بیان ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي ...... دوسری فصل

٢٩٢ـ (١٢) عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ.

۲۹۲۔ (۱۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ط نے فرمایا: سیدھے رہو اور سیدھے رہنے کی کماحقہ تم ہرگز طاقت نہیں رکھ سکو گے اور اس بات کو جان لو کہ تمہارے سب کاموں میں سے سب سے بہتر کام نماز ہے اور صرف مومن ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔ اس حدیث کو مالک، دارمی، احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

یعنی ہر ممکن طریقے سے سیدھے رہو اور صراط مستقیم پر چلو اور ادھر ادھر مت پھرو۔ لیکن کماحقہ بالکل سیدھے رہنا بڑا مشکل کام

٢٩٠ـ صحيح البخاري كتاب الوضوء باب فضل الوضوء (١٣٦)، مسلم كتاب الطهارة باب استحباب اطالة الغره والتعجيل فى الوضوء (٢٥/ ٢٤٦)

٢٩١ـ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب تبليغ الحلية حيث يبلغ الوضوء (٤٠/ ٢٥٠)

٢٩٢ـ صحيح: الامام مالك فى الموطا كتاب الطهارة باب جامع الوضوء (٣٦)، الامام احمد فى مسنده (٥/ ٢٨٠، ٢٨٢)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب المحافظه على الوضوء (٢٧٧)، الدارمى المقدمة (٦٥٥)

ہے اسی لیے نماز پڑھو، تاکہ کوتاہی معاف ہو جائے کیونکہ سب کاموں میں سے اچھا کام ہے اور نماز کے وضو پر مومن کامل حفاظت و نگرانی کرتا ہے۔

۲۹۳۔ (۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ، كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۹۳۔ (۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو پر وضو کرے یعنی وضو کے رہتے ہوئے پھر دوبارہ وضو کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

وضو کی اہمیت

۲۹٤۔ (١٤) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ۔ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۲۹۴۔ (۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت اور وضو ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نماز فجر کی قراءت خلط ملط ہونا

۲۹٥۔ (١٥) وَعَنْ شَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ رَوْحٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَقَرَأَ الرُّوْمَ، فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا صَلّٰى، قَالَ: ((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ؟! وَاِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ اُولٰٓئِكَ)) رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ.

۲۹۵۔ (۱۵) شبیب بن ابی روح رضی اللہ عنہ کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اس میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی تو آپ پر تشابہ لگ گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے۔ یہی لوگ قرآن مجید کو ہم پر تشابہ ڈال دیتے ہیں۔ اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی طرح وضو اور طہارت نہ کرنے کی وجہ سے نماز خراب ہو جاتی ہے اور قرآن مجید بھول جاتا ہے۔ امام پر اس کا اثر پڑتا ہے جس سے امام پر تشابہ پڑتا ہے۔

سبحان اللہ الحمد للہ کی فضیلت

۲۹٦۔ (١٦) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، قَالَ: عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَدِيْ۔ اَوْفِيْ يَدِهٖ۔ قَالَ: ((التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهٗ، وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ

۲۹۶۔ (۱۶) قبیلہ بنی سلیم کے ایک آدمی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں کو (جو آگے مذکور ہیں) میرے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ پر شمار کیا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا نصف ترازو کو بھر دیتا ہے۔ اور الحمد للہ کا ثواب پورے ترازو کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر کا

۲۹۳۔ **ضعیف**: سنن الترمذی کتاب الطهارة باب الوضوء لكل صلاة (٥٩)

۲۹٤۔ **ضعیف**: الامام احمد فی مسنده (٣/ ٣٤٠)

۲۹٥۔ **ضعیف**: سنن النسائی کتاب الافتتاح باب القراءة فی الصبح بالروم (٩٤٦)

۲۹٦۔ **ضعیف**: سنن الترمذی کتاب الدعوات باب (٣٥١٩)

وَالْاَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ)) رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ، وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ثواب زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اور روزہ آدھا صبر ہے اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

توضیح: ......یعنی جس طرح دروازہ اور تالا بغیر کنجی کے نہیں کھلتا ہے اور بغیر کھولے کوئی گھر میں داخل نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح بغیر نماز کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سے بغیر طہارت اور وضو کے کوئی نماز میں نہیں داخل ہوسکتا ہے۔

اعضاء وضو کا گناہوں سے پاک ہونا

٢٩٧۔ (١٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ۔ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ۔ وَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَّجْهِهٖ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ۔ فَاِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَّأْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِّجْلَيْهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ۔ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهٗ نَافِلَةً لَهٗ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ۔

٢٩٧۔ (١٧) حضرت عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن بندہ وضو کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پس کلی کرتا ہے تو اس کلی کرنے کی وجہ سے اس کے منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی آنکھ کی پلکوں کے نیچے کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب دونوں ہاتھوں کو دوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کا گناہ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ دونوں کانوں کے گناہ بھی خارج ہو جاتے ہیں، اور جب دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو دونوں پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کی نماز اس کے رفع درجات اور زیادتی اعمال ہیں۔ اس کو مالک اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا امتیوں کو اپنا بھائی قرار دینا

٢٩٨۔ (١٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُّ اَنَا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا)) قَالُوْا: اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ))۔ فَقَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَاتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ

٢٩٨۔ (١٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقبرہ (جنت البقیع) میں تشریف لے آئے (اور وہاں کے مردوں کے حق میں یہ دعا پڑھی) السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شاء اللّٰہ بکم لا حقون۔ ''یعنی سلامتی ہو تم پر اے مومنین کے گھرانے والو! اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔'' اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے دلی خواہش و آرزو ہے کہ اپنے بھائیوں کو آنکھوں سے دیکھ لوں (یہ سن کر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا

٢٩٧۔ صحیح: الامام مالك فی الموطا کتاب الطهارة باب جامع الوضوء (٣٠)، النسائی کتاب الطهارة باب مسح الاذنین مع الراس و ماجا...... (١٠٣)

يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((اَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ، خَيْـلٌ غُـرٌّ مُّحَجَّلَةٌ، بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، اَلَا يَـعْـرِفُ خَيْلَهٗ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ یعنی ہم بھی تو آپ کے اسلامی بھائی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے صحابی اور ساتھی ہو (اور بھائی بھی ہو لیکن میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک دنیا میں نہیں (آئندہ وہ آئیں گے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ قیامت میں اپنی اس امت کو کس طرح پہچانیں گے جو ابھی دنیا میں نہیں آئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم یہ بتاؤ کہ اگر ایک شخص کے پاس پچکلیاں گھوڑے ہوں یعنی سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے نہایت سیاہ فام گھوڑوں کے درمیان ہوں تو کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ وہ پہچان لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ قیامت کے دن وضو کے اثر سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں کے آئیں گے اور ان کا میں حوض کوثر پر میر سامان ہوں گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

روز قیامت وضو کے چمکتے اعضاء

۲۹۹۔ (۱۹) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ، فَانْظُرُ اِلٰى مَابَيْنَ يَدَيْ، فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ، وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ شِمَالِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ))۔ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ فِيْمَا بَيْنَ نُوْحٍ اِلٰى اُمَّتِكَ؟ قَالَ: ((هُمْ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ، لَيْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ، وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ، وَاَعْرِفُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۲۹۹۔ (۱۹) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلا میں ہوں گا جسے سجدے کی اجازت دی جائے گی اور میں پہلا ہی وہ شخص ہوں گا جس کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم ہوگا۔ پس میں اپنے آگے دیکھوں گا تو دیگر امتوں کے درمیان میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا پھر اپنے پیچھے اور اپنے دائیں بائیں طرف بھی بہت بڑی جماعت دیکھوں گا تو ان میں سے اپنی امت کو شناخت کر لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان امتوں کے درمیان میں سے جو حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی امت تک ہے کس طرح پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پچکلیاں گھوڑے کی طرح سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے وضو کے اثر کی وجہ سے یہ نشانی کسی اور امت میں نہیں ہوگی اور ان کو اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کی اولاد ان کے آگے آگے دوڑتی ہوگی۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۲۹۸۔ صحیح: صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء (۳۹/ ۲۴۹)

۲۹۹۔ الامام احمد فی مسندہ (۵/ ۱۹۹)

(۱)......بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

وضو کو واجب کرنے والی چیزوں کا بیان

مندرجہ ذیل آٹھ چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) پیشاب، پاخانہ سے (۲) ہوا نکلنے سے (۳) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سونے سے (۴) سخت بے ہوشی سے (۵) قے کرنے سے (۶) شرم گاہ کو چھونے سے (۷) اونٹ کا گوشت کھانے سے (۸) عورت کو شہوت سے چھونے سے۔ ان سب کا بیان نیچے حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

وضو قبولیت نماز کے لیے شرط

۳۰۰۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۰۰۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے وضوء آدمی کی نماز قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے یعنی صحیح نہیں ہوتی ہے عدم قبول سے عدم صحت مراد ہے۔

۳۰۱۔ (۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۰۱۔ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر پاکی اور بغیر وضوء کی نماز نہ قبول ہوتی اور نہ درست ہوتی ہے۔ اور نہ حرام مال کا صدقہ قبول کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

نواقض وضو

۳۰۲۔ (۳) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ، فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ، فَسَاَلَهُ، فَقَالَ:

۳۰۲۔ (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مذی زیادہ آتی تھی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں تھیں اس لیے اس مسئلہ کو بذات خود دریافت کرتے ہوئے مجھے شرم

۳۰۰۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب لا تقبل صلاة بغیر طهور (۱۳۵)، مسلم کتاب الطهارة باب وجوب الطهارة للصلاة (۲/ ۲۲۵)

۳۰۱۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب وجوب الطهارة للصلاة (۱/ ۲۲۴)

۳۰۲۔ صحیح البخاری کتاب الغسل باب غسل المذی والوضوء منه (۲۶۹)، مسلم کتاب الحیض باب المذی (۱۷/ ۳۰۳)

((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ، وَيَتَوَضَّأُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دامنگیر رہی۔ لہٰذا میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس مسئلہ کو حضور سے دریافت کرو۔ تو مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مذی نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ شرمگاہ کو دھو لینا چاہیے اور دوبارہ وضوء کر لینا چاہیے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٠٣۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((تَوَضَّأُ اَوْمِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ مُحْيِیُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

٣٠٣۔ (٤) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس چیز کو آگ نے پکایا ہو اس کے کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے پینے سے وضوٹوٹ جاتا ہے دوبارہ وضوء کر لینا چاہیے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ امام محی السنہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوخ ہے۔

٣٠٤۔ (٥) قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٠٤۔ (٥) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٠٥۔ (٦) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ))۔ قَالَ: اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ! فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ))۔ قَالَ: أَأُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: أَأُصَلِّیْ فِیْ مُبَارِكِ الْاِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٠٥۔ (٦) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کر لیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری طبیعت چاہے تو وضو کر لو نہ طبیعت چاہے۔ نہ کرو پھر اس نے پوچھا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں یا نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کر لیا کرو۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا ہم بکریوں کی رہنے اور بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ لیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے دریافت کیا کیا ہم اونٹوں کے باندھنے کی جگہ نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٠٦۔ (٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ خَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ اَمْ لَا۔ فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا

٣٠٦۔ (٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے اور اسے اس بات کا شبہ ہو گیا ہے کہ ہوا وغیرہ کچھ نکل گئی ہے یا نہیں تو صرف شبہ کی وجہ سے وضوء کے لیے مسجد سے باہر نہ جائے۔ جب تک کہ آواز کو نہ سن لے۔ یا

٣٠٣۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب الوضوء ممامَسَّتِ النار (٩٠/ ٣٥٢)

٣٠٤۔ صحيح البخاری كتاب الوضوء باب من لم يتوضامن لعم الشاة والسويق (٢٠٧)، مسلم كتاب الحيض باب نسخ الوضوء ممامَسَّتِ النار (٩١/ ٣٥٤)

٣٠٥۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب الوضوء من لحوم الابل (٩٧/ ٣٦٠)

٣٠٦۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك ...... (٩٩/ ٣٦٢)

اَوْیَجِدَ رِیْحًا))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

بدبو نہ پالے۔ مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ یعنی صرف شک و شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ جب تک کہ یقین کامل نہ ہو جائے۔ اور جب ہوا کے نکلنے پر یقین کامل ہو جائے تب وضو ٹوٹ جائے گا۔

۳۰۷۔ (۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ، وَقَالَ: ((اِنَّ لَہٗ دَسَمًا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۰۷۔ (۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش کر کے کلی کی اور یہ فرمایا کہ دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (اس کے دور کرنے کے لیے یہ کلی کی ہے) بروایت بخاری و مسلم۔

ایک ہی وضو سے ایک سے زائد نمازیں ادا کرنا

۳۰۸۔ (۹) وَعَنْ بُرَیْدَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلَّی الصَّلَوَاتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ، فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ: لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا لَمْ تَکُنْ تَصْنَعُہٗ! فَقَالَ: ((عَمْدًا صَنَعْتُہٗ یَاعُمَرُ!۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۰۸۔ (۹) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ نے ایسا کام کیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔ مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اس سے پہلے آپ ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو کیا کرتے تھے اور فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔ یعنی جب تک وضو باقی رہے تو ایک وضو سے بہت سی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

۳۰۹۔ (۱۰) وَعَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَامَ خَیْبَرَ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِالصَّھْبَآءِ۔ وَھِیَ مِنْ اَدْنٰی خَیْبَرَ۔ صَلَّی الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ، فَلَمْ یُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِیْقِ، فَاَمَرَ بِہٖ فَثُرِیَ، فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَکَلْنَا، ثُمَّ قَامَ اِلَی الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۰۹۔ (۱۰) حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح خیبر کے سال سفر میں نکلے جب مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے قریب ہے آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر توشہ منگوایا۔ ستو لایا گیا آپ نے گھولنے کا حکم دیا وہ گھولا گیا، آپ نے اور ہم لوگوں نے کھایا پھر مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اس کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

وضو ٹوٹنے کی علامت

۳۱۰۔ (۱۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۳۱۰۔ (۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۳۰۷۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب ھل یمضمض من اللبن (۲۱۱)، مسلم کتاب الحیض باب نسخ الوضوء ممامست النار (۹۵/ ۳۵۸)

۳۰۸۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد (۸۶/ ۲۷۷)

۳۰۹۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب من مضمض من السویق ولم یتو ضاء (۲۰۹)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْرِيْحٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

وضو واجب نہیں ہوتا مگر آواز سے یا بدبو سے۔ (احمد وترمذی)

یعنی شک وشبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ جب تک کہ ہوا کے نکلنے پر یقین نہ ہو جائے اور یقین ہوا کے خروج پر آواز یا بدبو ہے۔

۳۱۱۔ (۱۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذِيِّ، فَقَالَ: ((مِنَ الْمَذِيِّ الْوُضُوْءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۳۱۱۔ (۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مذی کے خارج ہونے سے وضو واجب ہو جاتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل لازم ہو جاتا ہے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۳۱۲۔ (۱۳) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۱۲۔ (۱۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی کنجی پاکی ہے اور نماز کی تحریم اللہ اکبر ہے اور نماز کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی دارمی نے روایت کیا ہے۔

۳۱۳۔ (۱۴) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْهُ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ۔

۳۱۳۔ (۱۴) اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... نماز کی کنجی پاکی اور وضو ہے۔ بغیر طہارت کے نماز میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے جس سے منافی صلوٰۃ سب کام حرام ہو جاتے ہیں یعنی کھانا پینا اور بات چیت کرنا وغیرہ جو نماز کے علاوہ مباح ہیں، مگر اللہ اکبر کہنے سے یہ سب چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس لیے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں اور نماز کے ختم پر سلام پھیرنے سے جو چیزیں حرام تھیں حلال ہو جاتی ہیں لیے اس کو تکبیر تحلیل کہتے ہیں اور نماز کے ختم پر سلام پھیرنے سے جو چیزیں حرام تھیں حلال ہو جاتی ہیں۔

۳۱۴۔ (۱۵) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ اَعْجَازِهِنَّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۳۱۴۔ (۱۵) حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کسی کی ہوا بغیر آواز کے نکل آئے وضو کر لینا چاہیے (کیونکہ ہوا کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اور عورتوں سے پاخانہ کی جگہ سے جماع مت کرو (کیونکہ یہ حرام ہے)۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۳۱۰۔ **صحیح**: الامام احمد فی مسندہ (۲/ ۴۱۰، ۴۳۵، ۴۷۱)، الترمذی کتاب الطهارة باب الوضوء من الريح (۷۴)

۳۱۱۔ سنن الترمذی کتاب الطهارة باب المنی والمذی (۱۱۴)

۳۱۲۔ **حسن**: سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فرض الطهور (۶۱)، الترمذی کتاب الطهارة باب مفتاح الصلاة الطهور (۳)، الدارمی کتاب الطهارة باب مفتاح الصلاة طهور (۶۸۷)

۳۱۳۔ سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب مفتاح الصلاة الطهور (۲۷۵)

۳۱۴۔ سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب من (۲۰۵)، الترمذی کتاب الرضاع باب (۱۱۶۴)

گہری نیند سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے

۳۱۵۔ (۱۶) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ، فَاِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَآءُ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ۔

۳۱۵۔ (۱۶) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھیں سرین کی بندھن ہیں۔ جب آنکھ سو جاتی ہے تو یہ بندھن کھل جاتا ہے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... یعنی جب تک انسان جاگتا رہتا ہے تو گویا کہ بندھ بندھا ہوا ہے اور سرین بندھی ہوئی ہے۔ اور جب سو جاتا ہے اور اعضا سارے ڈھیلے ہو جاتے ہیں تو وہ بندھن کھل جاتا ہے اور ہوا کے نکلنے کا زیادہ گمان رہتا ہے۔ اس لیے غفلت سے سونے کی حالت میں وضوٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ وضو کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

۳۱۶۔ (۱۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِىُّ، اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ فِيْهِ: يَنَامُوْنَ۔ بَدَلَ: يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ

۳۱۶۔ (۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرین کا بندھن آنکھیں ہیں جو سو جائے اسے وضو کر لینا چاہیے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ حضرت امام محی السنہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو کروٹ پر یا چت سو گیا ہو۔ بیٹھا ہوا نہ ہو کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عشاء کی نماز کا انتظار بیٹھے بیٹھے کرتے رہتے یہاں تک کہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے ان کے سر ادھر ادھر جھک جاتے تھے۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کو ابوداؤد، ترمذی نے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں ینتظرون کی جگہ میں ینامون کا لفظ ہے۔

۳۱۷۔ (۱۸) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدُ، وَالتِّرْمِذِىُّ، اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ فِيْهِ: يَنَامُوْنَ. بَدَلَ: يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ۔

۳۱۷۔ (۱۸) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء (کی نماز) کا انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر (نیند کی وجہ سے) جھکنے لگ جاتے، وہ نماز ادا کرتے اور وضو نہیں کرتے تھے (ابوداود، ترمذی) البتہ ترمذی کی روایت میں انتظار کرنے کے مقام پر سونے کا ذکر ہے۔

توضیح: ...... نیند مطلقاً ناقض وضو ہے۔ یہ احادیث نقض کے حکم سے قبل کی ہیں (ارواء الغلیل جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)

۳۱۸۔ (۱۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ

۳۱۸۔ (۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو اس شخص پر واجب ہے۔ جو چت لیٹ کر سو جائے کیوں کہ چت لیٹ کر سونے سے جسم کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اس

۳۱۵۔ ضعیف: سنن الدارمی المقدمة باب الوضوء من النوم (۷۲۳)

۳۱۶۔ صحیح: سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الوضوء من النوم (۲۰۳)

۳۱۷۔ صحیح: سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الوضوء من النوم (۲۰۰)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء من النوم (۷۸)

۳۱۸۔ اسناده ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الوضوء من النوم (۲۰۲)، الترمذی کتاب الطهاره باب الوضو من النوم (۷۷)، ابو خالد الدالانی مدلس ہے اور روایت عنعن ہے۔

مَفَاصِلُهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

حدیث کو ترمذی، ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

شرم گاہ چھونے سے وضو کا واجب ہونا

۳۱۹۔ (۲۰) وَعَنْ بُسْرَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ)) رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۱۹۔ (۲۰) حضرت بسرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔ اس حدیث کو مالک، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اگر شرم گاہ یعنی پیشاب پاخانہ کی جگہ کو ننگی ہتھیلی سے چھو لے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اسے دوبارہ وضو کر لینا چاہیے یہی صحیح ہے۔

۳۲۰۔ (۲۱) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ قَالَ: ((وَهَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِّنْهُ؟)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَه نَحْوَهُ۔ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ، رَحِمَهُ اللّٰهُ: هٰذَا مَنْسُوْخٌ؛ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ بَعْدَ قُدُوْمِ طَلْقٍ۔

۳۲۰۔ (۲۱) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ وضو کرنے کے بعد اگر کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو چھو لے (تو دوبارہ وضو کرے یا نہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انسان کے گوشت کا ایک ٹکڑا اور حصہ ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ شیخ امام محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلق بن علی کے آنے کے بعد اسلام لائے ہیں۔

۳۲۱۔ (۲۲) وَقَدْ رَوَى أَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّأْ))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ.

۳۲۱۔ (۲۲) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کا ہاتھ اس کے عضوِ مخصوص پر پہنچ جائے اس حال میں اس کے ہاتھ اور عضوِ مخصوص کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔ اس کو شافعی رحمہ اللہ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

۳۱۹۔ صحیح سنن ابی داوٗد۔ کتاب الطھارۃ باب الوضوء من مس الذکر (۱۸۱)، ترمذی کتاب الطھارۃ باب الوضوء من مس الزکر (۸۲)، ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب الوضوء من مس الذکر (۴۷۹)، نسائی کتاب باب (۱۶۳)، مالک فی الموطا کتاب الطھارۃ باب الوضو من مَسِّس الفرج (۵۸)، احمد فی مسندہٖ (۶/ ۴۰۶، ۴۰۷)، الدارمی المقدمہ (۷۲۴)

۳۲۰۔ صحیح سنن ابو داوٗد کتاب الطھارۃ باب الرخصہ فی ذلک (۱۸۲)، صحیح الترمذی کتاب الطھارۃ باب ترک الوضو من مس الذکر (۸۵)، صحیح النسائی کتاب الطھارۃ باب ترک الوضوء من مس الذکر (۱۶۵)، صحیح ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب الرخصۃ فی الوضو من مس الذکر (۴۸۳)

۳۲۱۔ ضعیف الشافعی فی الام (۱/ ۱۹) کتاب الطھارۃ باب الوضوء من مس الذکر، ضعیف الدار قطنی کتاب الطھارۃ باب ماروی من لمس القبل والدبر، ضعیف والذکر والحکم فی ذلک (۱/ ۱۴۷، ح ۵۲۵) یزید بن عبدالملک بن النوفل ضعیف ہے۔

٣٢٢۔ (٢٣) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ، عَنْ بُسْرَةَ؛ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ((لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ))

۳۲۲۔(۲۳) اور نسائی نے بسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ مگر ''ہاتھ اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو'' کا ذکر نہیں ہے۔

٣٢٣۔ (٢٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. وَالتِّرْمَذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ وَ قَالَ التِّرْمَذِيُّ: لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بِحَالٍ إِسْنَادِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَيْضًا إِسْنَادُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْهَا. وَقَالَ أَبُوْدَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.

۳۲۳۔(۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے تھے۔ پھر بغیر وضو کیے نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب الحدیث کے نزدیک عروہ اور ابراہیم تیمی کی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی بھی صورت میں صحیح نہیں ہے اور ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ابراہیم تیمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

توضیح: ...... اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں تو بعض ائمہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اولمستم النساء کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت صحیح نہیں ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا ہے لیکن ایسی حالت میں وضو کر لینا چاہیے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

گوشت کھانے سے وضو پر کوئی اثر نہیں

٣٢٤۔ (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۳۲۴۔(۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت کھایا پھر آپ نے اپنے دست مبارک کو اس ٹاٹ سے صاف کر لیا۔ جو آپ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا تھا۔ جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ناسخ ہے ان حدیثوں کے لیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

٣٢٥۔ (٢٦) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: قَرَّبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ

۳۲۵۔(۲۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہلو کا بھنا ہوا گوشت رکھا آپ نے اس میں سے کھا لیا پھر

٣٢٢۔ صحيح سنن النسائی کتاب الطهارة باب الوضو من مس الذکر (١٦٣)

٣٢٣۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب الوضوء من القبلة (١٧٨)، حسن الترمذی کتاب الطهارة باب ترك الوضو من القبلة (٢٨٦)، حسن النسائی کتاب الطهارة باب ترك الوضوء من القبلة (١٧٠)، حسن ابن ماجه کتاب الطهاره باب الوضو من القبلة (٥٠٢)

٣٢٤۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب فی ترك الوضو ممامست النار (١٨٩)، حسن ابن ماجه کتاب الطهارة باب الرخصة فی الوضو مما غيرت النار (٤٨٨)

٣٢٥۔ اسناده صحيح الترمذی کتاب (١٨٢٩) احمد (٦/ ٣٠٧ح ٢٧١٥٧)

قَامَ اِلَی الصَّلاۃِ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۲۶۔ (۲۷) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ ﷛ قَالَ: اَشْھَدُ لَقَدْ کُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَطْنَ الشَّاۃِ، ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۲۶۔ (۲۷) حضرت ابو رافع ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کے پیٹ کی چیز یعنی دل کلیجی وغیرہ بھونتا تھا۔ پھر آپ اسے کھا کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے۔ اس حدیث کو مسلم ؒ نے روایت کیا ہے۔

۳۲۷۔ (۲۸) وَعَنْہُ، قَالَ: اُھْدِیَتْ لَہٗ شَاۃٌ فَجَعَلَھَا فِی الْقِدْرِ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا ھٰذَا یَا اَبَا رَافِعٍ؟)) فَقَالَ: شَاۃٌ اُھْدِیَتْ لَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَطَبَخْتُھَا فِی الْقِدْرِ۔ قَالَ: ((نَاوِلْنِیَ الذِّرَاعَ یَا اَبَا رَافِعٍ!)) فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْآخَرَ)) فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ الْآخَرَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((نَاوِلْنِی الْآخَرَ)) فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّمَا لِلشَّاۃِ ذِرَاعَانِ۔ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَمَا اِنَّکَ لَوْسَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ، ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَاسَکَتَّ)) ثُمَّ دَعَا فَتَمَضْمَضَ فَاہُ، وَغَسَلَ اَطْرَافَ اَصَابِعِہٖ، ثُمَّ قَالَ فَصَلّٰی، ثُمَّ عَادَ اِلَیْھِمْ، فَوَجَدَ عِنْدَ ھُمْ لَحْمًا بَارِدًا، فَاَکَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَمَسَّ مَآءً۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۳۲۷۔ (۲۸) حضرت ابورافع ﷛ بیان کرتے ہیں کہ بکری کے گوشت کا ہدیہ میرے پاس بھیجا گیا اس کو پکانے کے لیے میں نے ہانڈی میں رکھا۔ اور پکانے لگا اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے (پکتی ہوئی ہانڈی کو دیکھ کر) فرمایا کہ ابورافع! یہ کیا چیز پک رہی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہیں سے بکری کا گوشت ہدیہ کے طور پر میرے پاس آیا تھا ہانڈی میں رکھ کر اسے پکا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابورافع ایک دست مجھے کھانے کے لیے دے دو۔ میں نے ہانڈی میں سے ایک دست نکال کر دے دیا۔ آپ ﷺ نے اسے کھا لیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دوسرا دست بھی مجھے دے دو میں نے دوسرا دست بھی نکال کر آپ کو دے دیا اس کو بھی آپ نے کھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دست اور مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں اب تیسرا دست کہاں سے دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم خاموش رہتے تو مجھے دست پر دست دیے چلے جاتے۔ جب تک کہ تم خاموش رہتے پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اپنے منہ کو دھویا اور کلی کی پھر اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے کناروں کو دھویا۔ پھر نماز پڑھی نماز کے بعد ان کے پاس گئے تو ٹھنڈا گوشت رکھا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۳۲۸۔ (۲۹) وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ ﷛ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ ((ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ)) اِلٰی آخِرِہٖ۔

۳۲۸۔ (۲۹) اور دارمی نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے۔ مگر ثم دعا بماء کا لفظ نہیں نقل کیا۔

۳۲۶۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب نسخ الوضوء مما مست النار (۳۵۷/ ۷۹۷)
۳۲۷۔ حسن مسند احمد (۶/ ۳۹۲ ح ۲۷۷۳ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔
۳۲۸۔ حسن الدارمی المقدمہ ما اکرم بہ النبی ﷺ فی برکۃ طعامہ (۱/ ۲۲ ح ۴۵)

۳۲۹۔ (۳۰) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَاُبَىٌّ وَاَبُوْ طَلْحَةَ جُلُوْسًا، فَاَكَلْنَا لَحْمًا وَخُبْزًا، ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ، فَقَالَا: لِمَ تَتَوَضَّأُ؟ فَقُلْتُ: لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْنَا. فَقَالَا: اَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟! لَمْ يَتَوَضَّأْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ

۳۲۹۔(۳۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابی بن کعب اور ابوطلحہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے گوشت روٹی کھائی پھر میں نے وضو کرنے کے لیے پانی منگوایا تو ابی اور ابوطلحہ دونوں نے کہا کہ کیوں وضو کر رہے ہو؟ تو میں نے جواب دیا کہ اس کھانے کی وجہ سے جو میں نے ابھی کھایا ہے تو ان دونوں بزرگوں نے کہا کیا ان پاکیزہ چیزوں کے کھانے سے بھی وضو کرتے ہو؟ جو سب سے بہتر تھے انہوں نے تو اس سے وضو نہیں کیا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت روٹی کھانے سے وضو نہیں کیا ہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۳۳۰۔ (۳۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ يَقُوْلُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَمَنْ قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ اَوْجَسَّهَا بِيَدِهٖ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ۔

۳۳۰۔(۳۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس کو ہاتھ چھونا ملامست سے ہے (جس کا بیان اس آیت کریمہ اولمستم النساء میں آیا ہے) تو جس نے اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا یا اس کو ہاتھ سے چھو دیا تو اس پر وضو کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث کو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اولمستم النساء والی پوری آیت قرآن مجید میں یہ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ ﴾

''اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور نہ جنابت کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو۔ ہاں اگر راہ چلتے مسافر ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی پاخانہ سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ اور اپنے منہ اور ہاتھ پر مل لو۔ بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے اور بخشنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اولمستم النساء کا لفظ ہے۔ اس سے بعض علماء کے نزدیک جماع مراد ہے اور بعض کے نزدیک چھونا مراد ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۳۳۱۔ (۳۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ كَانَ

۳۳۱۔(۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرد کا اپنی

۳۲۹۔ حسن احمد ٤/ ۳۰ ح ۱٦٤٧٩

۳۳۰۔ صحیح موطا امام مالك كتاب الطهارة باب الوضوء من قبلة...... (١/ ٤٣ ح ٩٣)، كتاب الام مسند الامام الشافعی كتاب الطهارة باب فی نواقض الوضوء (١/ ١٥)

۳۳۱۔ صحیح موطا الامام مالك كتاب الطهارة باب الوضو من قبلة الرجل امراته (١/ ٤٤ ح ٩٤)، السنن الكبرى للبيهقی (١/ ١٢٤)

يَقُوْلُ: مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ.

بیوی کا بوسہ لینے سے وضوضروری ہو جاتا ہے۔ مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

۳۳۲۔ (۳۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ الْقُبْلَةَ مِنَ اللَّمْسِ، فَتَوَضَّأُوْا مِنْهَا۔

۳۳۲۔ (۳۳) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بوسہ لینا ''ملامسہ'' ہے پس اس سے وضو کرو (دار قطنی)

۳۳۳۔ (۳۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيْ، رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ)) رَوَاهُمَا الدَّارَقُطْنِيُّ، وَقَالَ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيْمِ الدَّارِي وَلَا رَآهُ، وَيَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ، وَيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُوْلَانِ

۳۳۳۔ (۳۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بہنے والے خون کے نکلنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اور دارقطنی نے یہ کہا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے نہ تمیم داری سے سنا اور نہ ان کو دیکھا ہے اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول راوی ہیں۔

❀❀❀❀

۳۳۲۔ضعیف سنن الدارقطنی کتاب الطھارة باب صفة ما ینقض الوضوء (۲۷) محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے، اور الزہری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

۳۳۳۔اسنادہ ضعیف جداً سنن الدارقطنی کتاب الطھارة باب فی الوضوء من الخارج من البدن (۱/ ۱۵۷ح ۵۷۱) یزید بن خالد، یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں اور بقیہ بن الولید مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

(۲)...... بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قضائے حاجت کے مسائل

٣٣٤۔ (١) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِیُ السُّنَّةِ، رَحِمَہُ اللّٰہُ: ھٰذَا الْحَدِیْثُ فِی الصَّحْرَآءِ، وَاَمَّا فِی الْبُنْیَانِ، فَلَا بَأْسَ لِمَارُوِیَ۔

٣٣٤۔ (١) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو قبلہ کی جانب نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ۔ بلکہ پورب یا پچھّم کی طرف بیٹھو۔ بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔ امام محی السنہ نے کہا یہ حکم جنگلوں کے لیے ہے لیکن آبادیوں میں قبلہ کی طرف استقبال اور ادبار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے اپنی بہن حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف پشت کیے ہوئے اور شام کی جانب منہ کیے ہوئے قضاء حاجت کررہے ہیں۔ بخاری ومسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

٣٣٥۔ (٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: ارْتَقَیْتُ فَوْقَ بَیْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِیْ، فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

٣٣٥۔ (٢) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر اپنے کسی کام سے گیا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر رہے تھے۔ قبلہ کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ تھی اور (ملک) شام کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تھا (بخاری، مسلم)

توضیح: ...... جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے قبلہ کی جانب منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنے سے منع فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال قبل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی جانب منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آبادی کا حکم جنگل کے حکم سے الگ ہے۔ اس کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔ بعض دفعہ بیت الخلاء اس انداز سے بنے ہوتے ہیں جن میں قبلہ کی جانب منہ کرنے سے احتراز ممکن نہیں ہوتا جب کہ جنگل میں یہ مشکل پیش نہیں آتی اس لیے وہاں پابند کر دیا گیا۔ صحیح قول یہی ہے کہ صحراء وآبادی ہر جگہ قبلہ کی طرف منہ کرنا پیٹھ کرنا منع ہے۔

(زاد المعاد جلد٢ صفحہ٨، ارواء الغلیل جلد١ صفحہ ١٠٩)

٣٣٤۔ صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب قبلة اهل المدینه واهل الشام (٣٩٤)، مسلم کتاب الطهارۃ باب الاستطابة (٢٦٤/٦٠٩)

٣٣٥۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب التبرز فی البیوت (١٤٨)، مسلم کتاب الطهارب باب الاستطابة (٢٦٦/ ٦١٢)

۳۳۶۔ (۳) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانَا۔ يَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْبَوْلٍ! اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ، اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ، اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْبِعَظْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۳۶۔ (۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبلے کی طرف پیشاب و پائخانہ کرنے سے یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے یا تین پتھر سے کم ڈھیلوں سے یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۳۷۔ (٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۷۔ (۴) حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیتے تھے: **اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث**. (خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنتیوں سے) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......اگر پاخانہ کے لیے کوئی مکان بنا ہوا ہے تو داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اور اگر جنگل اور کھلے میدانوں میں قضائے حاجت کے لیے گیا ہے تو ازار بند کھولنے اور لنگی اٹھانے سے پہلے پڑھنا چاہیے۔

معمولی سی بے احتیاطی قبر کے عذاب کا موجب

۳۳۸۔ (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ؛ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ۔ ؛ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: ((لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۸۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی چیز پر عذاب نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ معمولی کاموں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں ایک پیشاب سے پرواہ نہیں کرتا تھا یا پیشاب کی چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ لی اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک قبر پر ایک حصے کو گاڑ دیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس طرح کیوں کیا تو آپ نے فرمایا ممکن ہے کہ اس سے ان کا عذاب ہلکا کر دیا جائے۔ جب تک یہ شاخیں سبز رہیں سوکھیں نہیں۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب سے بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ اور پیشاب کے قطروں سے اور چھینٹوں سے بچنا چاہیے اور پیشاب کرنے کے بعد عضو مخصوص کو اچھی طرح نچوڑ لینا چاہیے تا کہ پیشاب کا قطرہ کہیں رکا نہ رہے۔ چغلی وغیبت

۳۳۶۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الاستطابۃ (۲۶۲/ ۶۰۶)

۳۳۷۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب ما یقول عند الخلاء ((١٤٢))، مسلم کتاب الحیض باب ما یقول اذا ارادا دخول الخلاء (۳۷۵/ ۸۳۱)

۳۳۸۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب من الکبائران لا یستتر من بوله (٢١٦)، مسلم کتاب الطھارۃ باب الدلیل علی نجاسة البول ...... (۲۹۲/ ٦٧٧)

کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے بچنا چاہیے۔

لعنت والے دو کام

٣٣٩۔ (٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّقُوْا اللَّاعِنَيْنِ)). قَالُوْا: وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلَّذِیْ يَتَخَلّٰى فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ)). رواه مسلم۔

٣٣٩۔ (٦) ابوہریرۃ ﷜ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعنت کا باعث بننے والے دو کاموں سے بچو۔ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! لعنت کے وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو لوگوں کی عام گزر گاہ یا ان کے سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت (کے لیے) بیٹھتے ہیں (مسلم)

شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوا جائے

٣٤٠۔ (٧) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ، وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ، فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ، وَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِيْنِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٤٠۔ (٧) حضرت ابوقتادہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی پانی نوش کرے تو برتن میں سانس نہ لے (بلکہ برتن سے منہ جدا کر کے سانس لے) اور جب کوئی بیت الخلاء جائے تو اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ بلکہ بائیں ہاتھ سے چھوئے۔ یعنی بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

استنجا طاق ڈھیلوں سے کیا جائے

٣٤١۔ (٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٤١۔ (٨) حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کرے تو ناک کو جھاڑ لے۔ اور جو شخص مٹی سے یا پتھر سے استنجاء کرے۔ تو چاہیے طاق ڈھیلے لے۔ اسی حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٤٢۔ (٩) وَعَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْخَلَاءَ، فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً، مِنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٤٢۔ (٩) حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا ...... پانی کا چھاگل اور برچھی اٹھا کر لے جاتا۔ آپ پانی سے استنجاء کرتے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... برچھی اس لیے لے جاتے تھے۔ تاکہ راستہ میں اگر سانپ، بچھو اور دیگر خطرناک چیز سامنے آ جائے تو اس

٣٣٩۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب النهى عن التخلى فى الطرق والظلال (٢٦٩/ ٦١٨)

٣٤٠۔ صحيح البخارى كتاب الوضوء باب النهى عن الاستنجاء باليمين (١٥٣)، مسلم كتاب الطهارة باب النهى عن الاستنجاء باليمين (٢٦٧/ ٦١٣)

٣٤١۔ صحيح البخارى كتاب الوضوء باب الاستنثاز فى الوضوء (١٦٣)، مسلم كتاب الطهارة باب فى الاستنثار والا سستنجاء (٢٣٧/ ٥٦٢)

٣٤٢۔ صحيح البخارى كتاب الوضوء باب الاستنجاء بالماء ـ(١٥٠)، مسلم كتاب الطهارة باب الاستنجاء بالماء من التبرز (٢٧١/ ٢٦٠)

سے بچاؤ ہو سکے یا استنجا کے لیے ڈھیلے وغیرہ نکالا جا سکے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

بیت الخلا میں مقدس اشیاء نہ لے جائی جائیں

٣٤٣۔ (١٠) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتِمَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: هٰذَا حَدِیْثٌ مُنْكَرٌ۔ وَفِیْ رِوَایَتِهٖ: وَضَعَ بَدَلَ: نَزَعَ

۳۴۳۔ (۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی انگوٹھی کو نکال کر رکھ دیتے۔ (کیونکہ اس میں لفظ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اس مبارک نام کو لے کر بیت الخلاء میں جانا مناسب نہیں ہے) اس حدیث کو ابوداؤد نسائی و ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، اور ابوداؤد نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اس روایت میں ''نزع'' کے بدلے میں ''وضع'' ہے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پاخانہ جاتے وقت گلے میں تعویذ ہو یا جیب میں ایسا کاغذ ہو۔ جس میں خدا اور رسول کا نام ہو یا کلام الٰہی لکھا ہوا ہو تو اتار کر رکھ کے جانا چاہیے۔

٣٤٤۔ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰی لَا يَرَاهُ اَحَدٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۴۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر جنگل میں قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اتنی دور جاتے کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ پاتا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام

٣٤٥۔ (١٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبُوْلَ، فَاَتٰی دَمِثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ، فَبَالَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُوْلَ، فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۵۔ (۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روز تھا۔ آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو دیوار کی جڑ میں نرم زمین پر پیشاب کیا پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو پیشاب کرنے کے لیے نرم زمین تلاش کرے (اور اس زمین پر پیشاب کرے تا کہ پیشاب کے چھینٹے جسم اور کپڑے پر نہ پڑنے پائیں)۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

٣٤٦۔ (١٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰی يَدْنُوْ

۳۴۶۔ (۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب یا قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنے کپڑے کو جسم سے نہیں

٣٤٣۔ اسناده ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالىٰ يدخل الخلاء (١٩)۔، الترمذی كتاب اللباس باب ماجاء فی لبس الخاتم فی اليمين (١٧٤٦)، النسائی كتاب الزنة باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء (٥٢١٦)، ابن ماجه كتاب باب (٣٠٣)، ابن جریج مدلس ہے اور روایت عن سے ہے مزید دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد (۴)

٣٤٤۔ حسن سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب التخلی عند قضاء الحاجة (٢)، ابن ماجه كتاب باب (٣٣٥)، یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

٣٤٥۔ ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الرجل يتبر لبوله (٣)، اس روایت میں ''شیخ'' مجہول ہے۔

مِنَ الْاَرْضِ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

اٹھاتے یہاں تک کہ زمین کے قریب پہنچ جاتے۔ یعنی جب تک جھک کر زمین تک نہ پہنچے تب تک جسم مبارک سے کپڑا نہیں ہٹاتے۔ اس حدیث کو ترمذی ابوداؤد دارمی نے روایت کیا ہے۔

قضائے حاجت کے آداب

۳۴۷۔ (۱۴) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ، اُعَلِّمُكُمْ: اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ، فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَاَمَرَ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ۔ وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَنَهٰى اَنْ يَّسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۴۷۔ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے واسطے ایسا ہوں جیسے باپ بیٹے کے لیے ہوتا ہے۔ میں تمہیں یہ تعلیم دیتا ہوں کہ تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ کرو۔ اور آپ نے حکم دیا کہ تین پتھروں یا تین ڈھیلوں سے استنجاء کرو۔ اور ہڈی یا لید سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، دارمی نے روایت کیا ہے۔

۳۴۸۔ (۱۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۸۔ (۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ کھانے پینے اور وضو کرنے اور دیگر اچھے اچھے کام کرتے جیسے اگر کسی کو کوئی چیز دینی ہوتی تو دائیں ہاتھ سے دیتے اور لیتے، بائیں ہاتھ سے پیشاب پاخانہ اور دیگر نجاستوں کو دھوتے۔

۳۴۹۔ (۱۶) وَعَنْهَا، رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ يَسْتَطِيْبُ بِهِنَّ، فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۴۹۔ (۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو اپنے ساتھ تین پتھر یا تین ڈھیلے لیتا جائے تاکہ فراغت کے بعد انہیں تینوں پتھروں یا ڈھیلوں سے پاکی حاصل کرلے کیونکہ یہی تینوں پتھر کافی ہو جائیں گے۔ اس کو احمد، ابوداؤد، نسائی، دارمی نے روایت کیا ہے۔

یعنی بیت الخلاء جاتے وقت اگر پانی موجود نہیں ہے تو تین پتھر یا ڈھیلے لیتا جائے اور اس سے استنجاء کرے، ان پتھروں یا ڈھیلوں سے استنجا کرنے سے پاک ہو جائے گا، جس سے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر پتھروں سے صاف کرنے کے بعد پانی سے دھو لے تو سب سے اچھا ہے۔

۳۴۶۔ ضعیف سنن ابی داؤد الطھارۃ باب کیف التکشف عند الحاجۃ (۱۴)، ضعیف ترمذی کتاب الطھارۃ باب الاستتار عند الحاجۃ (۱۴)، الدارمی کتاب الطھارۃ باب حدثنا عمرو بن عون (۶۶۶)، اعمش مدلس ہے۔

۳۴۷۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب باب (۸)، سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب الاستنجاء بالحجارۃ والنھی عن الروث (۳۱۳)، النسائی کتاب باب (۴۰)، دارمی کتاب الطھارۃ باب الاستنجاء بالاحجار (۲۷۴)

۳۴۸۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الطھارۃ باب کراھیۃ مس الذکر بالیمین فی الاستبراء (۳۳)

۳۴۹۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطھارۃ باب الاستنجاء بالحجارۃ (۴۰)، حسن نسائی کتاب الطھارۃ باب الاجتزاء فی الاستطابہ، بالحجارۃ دون غیرھا (۴۴)، مسند احمد (۶/ ۱۰۸)، دارمی کتاب الطھارۃ باب الاستطابۃ (۶۷۰)

۳۵۰۔ (۱۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ، فَإِنَّهَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ((زَادَ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ))

۳۵۰۔ (۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے بھائی جنوں کا توشہ ہے۔ اس کو ترمذی' نسائی نے روایت کیا ہے۔ توشہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور گوبر ان کے جانوروں کے لیے غذا ہے۔

۳۵۱۔ (۱۸) وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ، أَوْ عَظْمٍ؛ فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيْءٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۳۵۱۔ (۱۸) حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رویفع! ممکن ہے تمہاری زندگی میرے بعد لمبی ہو تو تم لوگوں کو یہ خبر پہنچا دو کہ جس نے اپنی ڈاڑھی میں گرہ لگائی یا گلے میں تانت کا ہار ڈالا۔ یا کسی جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... آپ نے حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شاید میرے انتقال کے بعد تم زیادہ دنوں تک زندہ رہو۔ اور لوگوں کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھو۔ تو میری طرف سے برائت کا اعلان کر دو۔ جو شخص داڑھی میں گرہ لگاتا ہے میری سنت کے خلاف کرتا ہے۔ میرا اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ دوسروں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اور جو ناجائز تعویذ، گنڈا، تانت میں باندھ کر گلے میں لٹکائے' یعنی جانوروں کی یا بال بچوں کی' یا اپنے گلے میں ڈال لے یا ناجائز تعویذ گنڈہ تاگوں میں باندھ کر گلے میں لٹکا لے وہ بھی اس میں داخل ہے۔ یہ سب جاہلیت کے رسم و رواج میں سے ہے۔ جو ناجائز ہے۔

۳۵۲۔ (۱۹) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ، فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيْبًا مِنْ رَمْلٍ

۳۵۲۔ (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی آنکھ میں سرمہ لگائے' تو طاق سلائیاں لگائے۔ یعنی تین' پانچ' سات ہر آنکھ میں، جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور جو استنجا کرے تو اسے طاق ڈھیلوں سے استنجا کرنا چاہیے۔ جس نے اس پر عمل کیا۔ اس نے اچھا کیا۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ یعنی تین یا طاق ڈھیلوں سے استنجا کرنا چاہیے اگر تین سے نہ کر سکا تو کوئی گناہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کے بعد پانی سے صاف کر لیا

۳۵۰۔ صحيح الترمزی كتاب الطهارة باب كراهية ما يستنجى به (۱۸)، نسائی كتاب الطهارة باب النهى عن الاستطابة بالعظم (۳۹)، مسلم كتاب باب (۴۵)

۳۵۱۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب ما ينهى عنه ان يستنجى به (۳۶)، النسائی كتاب باب ......(۵۰۷۰)

۳۵۲۔ اسناد ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الاستتار فی الخلاء (۳۵)، اسناد ضعيف ابن ماجه كتاب الطهارة باب الارتياء للغائط والبول (۳۳۸،۳۳۷)، الدارمی كتاب الطهارة باب المتستر عند الحاجة (۶۶۲) اس سند میں حصین مجہول الحال ہے۔

فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ.

جائے۔ اور جس نے کوئی چیز کھائی ہے اسے خلال کر لینا چاہیے خلال کرنے سے اس کے دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز نکل آئے۔ تو اسے پھینک دے اور جو زبان سے نکلے اس کو نگل جائے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو شخص پائخانہ جائے تو اسے پردہ کرنا چاہیے۔ یعنی پردے کی جگہ میں بیٹھ کر پائخانہ کرنا چاہیے اگر کوئی پردے کی چیز نہ ملے تو ریت کا ڈھیر اپنے پیچھے جمع کر لے اور اس کے پردے میں بیٹھے کیونکہ شیطان انسان کے پائخانے کی جگہ سے کھیلتا ہے۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کو ابوداوٗد، ابن ماجہ، اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

٣٥٣۔ (٢٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ، أَوْيَتَوَضَّأُ فِيْهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ؛ إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا: ((ثُمَّ يَغْسِلُ فِيْهِ، أَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ))

۳۵۳۔ (۲۰) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کرے کہ پہلے پیشاب کرے پھر اس کے بعد اس میں غسل کرے یا وضو کرے، کیونکہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، ابوداوٗد، نسائی نے روایت کیا ہے۔ مگر ترمذی اور نسائی کی روایت میں ''ثم تغتسل فیہ او یتوضا'' کا لفظ نہیں ہے۔

توضیح: ...... یعنی اگر غسل خانوں میں پانی بہنے کی نالی وغیرہ نہیں بنی ہے تو وہاں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ جب پہلے سے وہاں پیشاب پڑا ہوا ہے تو اس جگہ نہانے سے چھینٹیں پڑیں گی تو لامحالہ ناپاکی کا وسوسہ رہے گا۔ اور اگر غسل خانے میں پانی بہنے کی نالی ہے تو نالی میں پیشاب کرنے سے کوئی حرج نہیں۔

٣٥٤۔ (٢١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَلَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ.

۳۵۴۔ (۲۱) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نسائی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... سوراخ میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ ممکن ہے اس میں سانپ بچھو وغیرہ ہو پیشاب پڑنے سے کاٹنے ڈسنے کا احتمال ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان بلوں اور سوراخوں میں جن رہتے ہیں، پیشاب کرنے سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ یہ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ خزرجی رضی اللہ عنہ نے ایک سوراخ میں پیشاب کر دیا تھا تو جنوں نے انھیں مار ہی ڈالا۔ اس کے بارے میں جنوں نے ایک قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر یہ ہے:

٣٥٣۔ ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی البول فی المستحم (٢٧)، ضعیف الترمذی کتاب الطهارة باب کراهیة البول فی المعتسل (٢١)، ضعیف النسائی کتاب الطهارة باب کراهیة البول فی المستحم (٣٦)، ضعیف ابن ماجه کتاب باب۔ (٢٠٤)، حسن بصری مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں البتہ غسل خانے میں پیشاب کرنے کی ممانعت میں صحیح حدیث موجود ہے۔ دیکھیے ابوداؤد (۲۸)

٣٥٤۔ ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب النهی عن البول فی الحجر (٢٩)، النسائی کتاب الطهارة باب کراهية البول فی الحجر (٣٤)، قتادة مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

نحن قتلنا سيدالخزرج سعد بن عبادة
ورمينا بسهمين فلم نخط فواده

٣٥٥۔ (٢٢) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّقُوْا الْمَلَا عِنَ الثَّلَاثِ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، وَالظِّلِّ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ. وَابْنُ مَاجَهْ.

٣٥٥۔ (٢٢) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان تین چیزوں سے بچو جو لعنت کا سبب ہیں یعنی ان کے کرنے کی وجہ سے لوگ لعنت کرتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں، نہانے کے گھاٹوں پر پائخانہ کرنا اور چالو راستے میں پائخانہ کرنا اور سایہ دار درخت کے نیچے پائخانہ کرنا، جس کے سائے کے نیچے لوگ آرام کرتے ہوں۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٣٥٦۔ (٢٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

٣٥٦۔ (٢٣) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی ساتھ ساتھ پائخانہ کرنے کے لیے باہر نہ نکلیں کہ دونوں اپنی شرم گاہیں کھول کر آپس میں باتیں کریں کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اس حدیث کو احمد و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں، باہر جائیں پائخانے کے لیے اور پاس پاس بیٹھ کر شرم گاہ کھول کر باتیں کریں یہ نہایت بے شرمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی حرکت سے ناراض ہوتا ہے۔

٣٥٧۔ (٢٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ، فَلْيَقُلْ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

٣٥٧۔ (٢٤) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بیت الخلاء شیطان اور جنوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہیں تو جو کوئی بیت الخلاء جائے۔ تو یہ دعا پڑھے **اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث** "یعنی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٣٥٨۔ (٢٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ

٣٥٨۔ (٢٥) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بیت الخلاء جائے تو اسے بسم اللہ کہہ کے جانا چاہیے

٣٥٥۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الطهارة باب المواضع التي نهى النبي ﷺ عن البول فيها (٢٦)، حسن ابن ماجه كتاب الطهارة باب النهي عن الخلاء على قارعة الطريق (٣٢٨)، یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٥٦۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الطهارة باب كراهية الكلام عند الحاجة (١٠)، حسن ابن ماجه كتاب الطهارة باب النهي عن الاجتماع على الخلاء (٣٤٢)، حسن احمد (٢/٢٦)

٣٥٧۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الطهارة باب ما يقول الرجل إِذَا دخل الخلاء (٦)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء (٢٩٦)

٣٥٨۔ ضعيف سنن الترمذي كتاب الجمعة باب ما ذكر من النسية عند دخول الخلاء (٦٠٦)، ابن ماجه كتاب باب (٢٩٧)، ابواسحاق مدلس ہے اور روایت عن سے کر رہے ہیں۔

بَنِیْ آدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُھُمُ الْخَلَاءَ اَنْ یَّقُوْلَ: بِسْمِ اللّٰہِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ، وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِقَوِیٍّ.

کیونکہ جنوں کی آنکھوں اور انسانوں کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنا۔ ہے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے

یعنی جن اور شیاطین انسانوں کی شرم گاہوں کی طرف دیکھتے ہیں لیکن جب بسم اللہ کر کے بیت الخلاء میں جائے تو ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے جس سے وہ پردہ گاہ کی طرف نہیں دیکھ سکتے۔ معلوم ہوا کہ بیت الخلاء جاتے وقت بسم اللّٰہ اور اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث پڑھ لینا چاہیے تاکہ شیطانوں کے شر و فساد سے محفوظ رہے۔

٣٥٩۔ (٢٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: ((غُفْرَانَكَ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَہْ، وَالدَّارِمِیُّ۔

٣٥٩۔ (٢٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو غفرانك پڑھتے یعنی اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ دارمی نے روایت کیا ہے۔

یعنی اتنی دیر ذکر الٰہی نہ کرنے کی وجہ سے جو قصور ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں یا بے شمار نعمتوں کے کھانے پینے سے اور آرام سے فضلاء نکل جانے سے جو شکر گزاری مجھ پر واجب تھی، اسے کما حقہ ادا نہ کرنے میں جو قصور مجھ سے ہوا ہے اس کی میں معافی چاہتا ہوں اور دوسری روایتوں میں الحمدللہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی بھی آیا ہے ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لینا مستحب ہے۔

٣٦٠۔ (٢٧) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَی الْخَلَاءَ اَتَیْتُہٗ بِمَاءٍ فِیْ تَوْرٍ اَوْ رَکْوَۃٍ، فَاسْتَنْجٰی، ثُمَّ مَسَحَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ، ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بِاِنَاءٍ آخَرَ، فَتَوَضَّاَ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَرَوَی الدَّارِمِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مَعْنَاہُ.

٣٦٠۔ (٢٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں آپ کے لیے پیالے میں یا چمڑے کے چھاگل میں پانی لاتا۔ آپ ہاتھ دھو لیتے اور وضو کر لیتے، اس حدیث کو ابوداود، نسائی، اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس ہاتھ سے پیشاب، پاخانہ صاف کیا جائے، اس ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر دھو لیا جائے تاکہ بدبو جاتی رہے۔

٣٦١ (٢٨) وَعَنِ الْحَکَمِ بْنِ سُفْیَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا بَالَ تَوَضَّاَ، وَنَضَحَ فَرْجَہٗ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ۔

٣٦١ (٢٨) حضرت حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے تھے تو اس کے بعد وضو کر لیتے۔ اور اپنی شرمگاہ پر وسوسہ دور کرنے کے لیے پانی کا چھینٹا دے لیتے۔ اس حدیث کو ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

٣٥٩۔اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب (٣٠)، الترمذی کتاب الطهارة باب ما یقول اِذَا خرج من الخلاء (٧)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ما یقول اِذَا خرج من الخلاء (٣٠٠)، الدارمی کتاب الطهارة باب ما یقول اذا خرج من الخلاء (٦٨٠)

٣٦٠۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب الرجل بذلك یده بالارض اِذَا استنجیٰ (٤٥)، ابن ماجه کتاب باب (٣٥٨)، الدارمی کتاب الطهارة باب فیمن یسمع یده بالتراب بعد الاستنجاء (٦٧٨)، النسائی کتاب الطهارة باب دلك الید بالارض مِن الاستنجاء (٥٠)

٣٦١۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب فی الانتضاح (١٦٦)، النسائی کتاب الطهارة باب النضح (١٣٤)، ابن ماجه کتاب باب (٤٦١)

٣٦٢ـ (٢٩) وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِّنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِيُّ.

۳۶۲۔ (۲۹) امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی چارپائی کے نیچے کھجور کی لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ ﷺ رات کو پیشاب کرتے تھے۔ (ابوداود، نسائی)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

٣٦٣ـ (٣٠) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَاَنَا اَبُوْلُ قَآئِمًا، فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَآئِمًا))، فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ. قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِيُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: قَدْ صَحَّ.

۳۶۳۔ (۳۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوکر پیشاب کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا کہ میں کھڑا ہوکر پیشاب کر رہا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب مت کیا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے کھڑے ہوکر کبھی پیشاب نہیں کیا۔ اس حدیث کو ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا جواز

٣٦٤ـ (٣١) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَآئِمًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قِيْلَ: كَانَ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ.

۳۶۴۔ (۳۱) حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں کھڑے ہوکر آپ نے پیشاب کیا (بخاری ومسلم) لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا ایسا کرنا کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٦٥ـ (٣٢) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُوْلُ قَآئِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ، مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا. رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنِّسَآئِيُّ.

۳۶۵۔ (۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق مت کرو اور نہ اس کو سچ مانو۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... پہلے حضرت حذیفہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر ...... پیشاب نہیں کیا ہے۔ بظاہر ان دونوں حدیثوں میں

٣٦٢ـ اسناده حسن سنن ابى داوٗد كتاب الطهارة باب فى الرجل يبول بالليل فى الاناء...... (٢٤)، النسائى كتاب الطهارة باب البول فى الاناء (٣٢)

٣٦٣ـ اسناده ضعيف الترمذى كتاب الطهارة باب النهى عن البول قائما (١٢) معلقاً، ابن ماجه كتاب الطهارة باب فى البول قاعدا (٣٠٨)، اس روایت کی سند میں عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے۔

٣٦٤ـ صحيح البخارى كتاب الوضوء باب البول قائما وقاعدا (٢٢٤)، مسلم كتاب الطهارة باب المسح على الخفين (٢٧٣ـ٦٢٥)

٣٦٥ـ حسن احمد (٦/ ١٩٢)، الترمذى كتاب الطهارة باب ماجاء فى النهى عن البول قائما (١٢)، النسائى كتاب الطهارة باب البول فى البيت جالسا (٢٩)، شواهد ومتابعات کے ساتھ حسن ھے۔

تعارض معلوم ہوتا ہے تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی بنا پر یہ بتایا کہ گھر میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے باہر کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور وہ بھی کسی خاص عذر کی بنا پر۔ لہٰذا ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

٣٦٦۔ (٣٣) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَاهُ فِيْ اَوَّلِ مَآاَوْحٰى اِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ، اَخَذَ غُرْفَةً مِّنَ الْمَآءِ، فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالدَّارَ قُطْنِيُّ۔

٣٦٦۔ (٣٣) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام سب سے پہلے وحی لے کر جو آئے۔ تو آپ کو وضو کرنے کا طریقہ سکھایا اور نماز پڑھنے کا بھی طریقہ سکھایا۔ جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی لے کر اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیا۔ اس حدیث کو احمد اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی کبھی انسانی شکل میں آپ کے پاس وحی لاتے تھے۔ چنانچہ جب نماز فرض ہوئی تو نماز کا طریقہ اور وضو کا طریقہ سکھانے کے لیے انسانی شکل میں آئے۔ اور وضو کا طریقہ سکھایا اور وضو کرنے کے بعد شرمگاہ پر پانی چھڑک دیا۔ تاکہ وسوسہ وغیرہ دور ہو جائے۔ جیسا کہ نیچے حدیث میں آ رہا ہے۔

٣٦٧۔ (٣٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((جَآءَنِيْ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا۔ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ۔ يَقُوْلُ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ الرَّاوِيْ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ.

٣٦٧۔ (٣٤) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا۔ اے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ وضو کر کے فارغ ہو جائیں تو شرمگاہ کے مقابلے میں لنگی پر پانی چھڑک لیا کریں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو غریب بتایا ہے۔ اور امام بخاری نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ راوی کو منکر الحدیث کہا ہے۔ یعنی یہ حدیث ضعیف ہے۔

٣٦٨۔ (٣٥) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ عُمَرُ خَلْفَهٗ بِكُوْزٍ مِّنْ مَّآءٍ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا يَا عُمَرُ؟))۔ قَالَ: مَآءٌ تَتَوَضَّأُ بِهٖ۔ قَالَ: ((اُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ.

٣٦٨۔ (٣٥) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کا لوٹا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے وضو کرنے کے لیے یہ پانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ جب میں پیشاب کروں تو وضو بھی کر لیا کروں اگر میں ایسا کرنے لگا تو ایسا کرنا سنت ہو جائے گا۔ یعنی لوگ اس کو ضروری سمجھنے لگیں گے۔ حالانکہ پیشاب کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٣٦٦۔ ضعیف احمد (٤/ ١٦١) ح، ابن ماجه كتاب باب (٤٦٢)، الدار قطني كتاب الطهارة باب في نفح الماء على الفرج بعد الوضوء (١)، ابن لھیعہ مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

٣٦٧۔ اسناده ضعيف سنن الترمذي كتاب الطهارة باب ماجاء في النضح بعد الوضوء (٥٠)، حسن بن علی منکر الحدیث ہے۔

٣٦٨۔ ضعيف سنن ابن داوٗد كتاب الطهارة باب في الاستبراء (٤٢)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب من بال ولم يمس ماء (٣٢٧)، اس روایت کی سند میں عبداللہ بن یحییٰ التوام ضعیف ہے۔

٣٦٩۔ (٣٦) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ، وَاَنَسٍ رضی اللہ عنہم اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ، فَمَا طُهُوْرُكُمْ؟)) قَالُوْا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ قَالَ: ((فَهُوَ ذَاكَ، فَعَلَيْكُمُوْهُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

٣٦٩۔ (٣٦) حضرت ابوایوب اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: فیہ رجال یحبون ان یتطهروا واللہ یحب المطهرین۔ ”یعنی قباء میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے“ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے پاکی کے معاملے میں تمہاری تعریف کی ہے تو تمہاری کیا پاکی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہی تو پاکی ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے۔ لہٰذا تم ایسا ہی کرتے رہنا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... عرب کے لوگ زیادہ تر ڈھیلوں اور پتھروں سے استنجا کیا کرتے تھے۔ پانی سے استنجا کرنے کا رواج بہت ہی کم تھا۔ یہ قبا والے پہلے ڈھیلوں اور پتھروں سے استنجا کرتے اور پھر اس کے بعد پانی سے دھوتے تو اسی طرح کرنے سے زیادہ پاکی اور ستھرائی ہو جاتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبا والو! تم ایسا کرنے کو لازم پکڑ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے ڈھیلوں یا پتھروں سے استنجا کر کے پھر پانی سے استنجا کرنا زیادہ اچھا ہے۔

مشرکین کا طعنہ اور اس کا جواب

٣٧٠۔ (٣٧) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ: اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى الْخِرَآءَةَ قُلْتُ: اَجَلْ! اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَيْمَانِنَا، وَلَا نَكْتَفِیْ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ لَيْسَ فِيْهَا رَجِيْعٌ وَلَا عَظْمٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَاَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

٣٧٠۔ (٣٧) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مشرکین نے مذاق کے طور پر یہ کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی رسول اللہ ﷺ کو میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں یہاں تک کہ قضائے حاجت کرنے کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں ہم کو آپ حکم دیتے ہیں کہ میں ہم قبلہ رخ نہ بیٹھیں اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء صاف کریں اور نہ ہم تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں۔ ان پتھروں میں لید اور ہڈی نہ ہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣٧١۔ (٣٨) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ يَدِهٖ

٣٧١۔ (٣٨) حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہم لوگوں کے پاس تشریف

٣٦٩۔ حسن سنن ابن ماجه كتاب الطهارة باب الاستنجاء بالماء (٣٥٥)

٣٧٠۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب الاستطابة (٢٦٢۔٦٠٦)، احمد (٥/ ٤٢٧) ح

٣٧١۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب الاستبراء من البول (٢٢)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب التشديد فى البول (٣٤٦)

الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ اِلَيْهَا۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اُنْظُرُوا اِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ۔ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:((وَيْحَكَ! اَمَا عَلِمْتَ مَا اَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ؟! كَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِيْضِ، فَنَهَاهُمْ، فَعُذِّبَ فِيْ قَبْرِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

لائے۔ اس وقت آپ کے دستِ مبارک میں ڈھال تھی آپ نے اس ڈھال کو زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے اس کے سامنے پیشاب کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو دیکھو کہ عورتوں کی طرح پیشاب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کو سن لیا اور فرمایا تم پر افسوس ہے کیا تم اس چیز کو نہیں جانتے جو بنی اسرائیل کے آدمی کو پہنچی تھی یعنی اس پر عذاب آیا۔ (نافرمانی کی وجہ سے اور اچھی بات کو منع کرنے سے) بنی اسرائیل (کی شریعت میں یہ قانون تھا) کہ جب پیشاب کرتے اور ان کے جسم یا کپڑے پر پیشاب لگ جاتا تو اس کو قینچی سے کاٹ ڈالتے (یہ ان کو شرعی حکم ملا ہوا تھا) بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اس شرعی حکم سے روک دیا تو اس کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب میں گرفتار کیا گیا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پردہ کر کے پیشاب کرنا چاہیے۔ اور پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا چاہیے۔ جو لوگ پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتے اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے۔ وہ قبر کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ قانون تھا کہ اگر بدن میں کسی جگہ ناپاکی لگ جاتی تو اتنے حصے کو کاٹنا پڑتا تھا۔ اور اگر کپڑے میں لگ جاتی تو اتنا کپڑا کاٹ ڈالنا پڑتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس فعل سے منع کیا یعنی اسی طرح طہارت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس منع کرنے والے کو قبر کے عذاب میں مبتلا کیا گیا۔

۳۷۲۔ (۳۹) وَرَوَاهُ النَّسَآئِيُّ عَنْهُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى۔

۳۷۲۔ (۳۹) نیز امام نسائی نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

قبلہ رخ پیشاب کرنے کی ممانعت

۳۷۳۔ (۴۰) وَعَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ اِلَيْهَا۔ فَقُلْتُ: يَآاَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! اَلَيْسَ قَدْنَهٰى عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلْ اِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَآءِ فَاِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ، فَلَا بَاْسَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۷۳۔ (۴۰) حضرت مروان اصفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے اونٹ کو قبلے کی جانب بٹھایا۔ پھر بیٹھ کر اس کی طرف پیشاب کیا۔ میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا قبلہ کی طرف پیشاب کرنے سے نہیں منع کیا گیا؟ ہے یعنی قبلے کی طرف پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے اور آپ قبلے کی طرف پیشاب کر رہے ہیں۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبلے کی طرف پیشاب کرنے کی ممانعت کھلے میدانوں میں ہے اور جب تمہارے اور قبلے کے درمیان میں کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۳۷۲۔ صحیح النسائی کتاب الطھارۃ باب البول الی سترۃ یستربھا (۳۰)، عن عبدالرحمن بن ھسنہ واما روایتہ عن ابی موسی فلم اجدھا فی سننہ الصغری۔

۳۷۳۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطھارۃ باب کراھیۃ استقبال القبلۃ عند قضاء الحاجۃ (۱۱)

۳۷۴۔ (٤١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

۳۷۴۔(۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے: **الحمد الله الذی اذهب عنی الا ذی وعا فانی** (ابن ماجه) یعنی ''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے زیبا ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دیا اور مجھ کو عافیت بخشی۔

گوبر یا ہڈی وغیرہ سے استنجاء کی ممانعت

۳۷۵۔ (٤٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْهَ اُمَّتَكَ اَنْ يَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْرَوْثَةٍ اَوْحُمَمَةٍ؛ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا۔ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۳۷۵۔(۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنوں کی ایک جماعت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کو حکم دیجیے کہ گوبر یا کوئلے یا ہڈی سے استنجا نہ کیا کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں ہماری روزی رکھی ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ان چیزوں سے منع کر دیا۔ (ابوداود) یہ ہڈی جنوں کے لیے خوراک کا کام دیتی ہے۔ اور گوبر ان کے جانوروں کے لیے چارے کا کام دیتا ہے اور کوئلے سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

❀❀❀❀

۳۷٤۔ اسناده ضعيف سنن ابن ماجه كتاب الطهارة باب ما يقول اذا خرج من الخلاء (۳۰۱)، اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف راوی ہے۔

۳۷۵۔ اسناده صحيح سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب ما ينهى عنه ان يستنجى به (۳۹)

(۳) بَابُ السِّوَاكِ ...... مسواک کا بیان

مسواک کرنا سنت ہے اس سے منہ کی صفائی بھی ہو جاتی ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے پانچوں نمازوں کے وقت وضو سے پہلے مسواک کرنے سے بہت ثواب ملتا ہے جیسا اس کا بیان آگے آ رہا ہے اگر مسواک نہ مل سکے تو انگلی سے کر لینا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز سے پہلے مسواک

۳۷۶۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَا مَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَآءِ، وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۶۔ (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں امت پر مشکل نہ جانتا تو عشاء کی نماز دیر میں پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو بخاری، مسلم نے روایت کیا ہے۔

یعنی عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنا اچھا ہے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ لیکن عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنے میں تکلیف و مشقت زیادہ ہے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے میں بھی دشواری ہے اگر اس دشواری کا خوف نہ ہوتا تو بطور فرضیت کے عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت بطور فرض کے مسواک کرنے کا حکم دیتا لیکن چونکہ اس میں دشواری اور پریشانی زیادہ ہے اس لیے فرضیت کے طور پر حکم نہیں دیتا البتہ سنت و استحباب کے طور پر حکم دیتا ہوں۔

نبی اطہر ﷺ کا کثرت سے مسواک فرمانا

۳۷۷۔ (۲) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیْءٍ ﷺ قَالَ: سَاَلْتُ عَآئِشَةَ: بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ يَبْدَاُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۷۷۔ (۲) شریح بن ہانی ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لاتے تو پہلا کام کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، مسواک کرتے تھے (مسلم)

۳۷۸۔ (۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۷۸۔ (۳) حضرت حذیفہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک سے ملتے اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

یعنی تہجد کی نماز میں سب سے پہلے مسواک کرتے اور اپنے منہ مبارک کو دھوتے۔

۳۷۶۔ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب السواك يوم الجمعة (۸۸۷)، مسلم کتاب الطهارة باب السواك (۲۵۲، ۵۸۹)
۳۷۷۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب السواك (۳۵۳، ۵۹۰)
۳۷۸۔صحیح البخاری کتاب الوضوء باب السواك (۲۴۵)، مسلم کتاب الطهارة باب السواك (۲۵۵، ۵۹۳)

امورِ فطرت کا بیان

۳۷۹۔ (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغُسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ))۔ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ۔ قَالَ الرَّاوِيُّ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((اَلْخِتَانُ)) بَدَلَ: ((اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ)) لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِيْ ((الصَّحِيْحَيْنِ)) وَلَا فِيْ كِتَابِ ((الْحُمَيْدِيِّ))، وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا صَاحِبُ ((الْجَامِعِ)) وَكَذَا الْخَطَّابِيُّ فِيْ ((مَعَالِمِ السُّنَنِ))

۳۷۹۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دس باتیں فطرت سے ہیں یعنی تمام نبیوں کی سنت سے ہیں۔ ان دس باتوں پر تمام نبیوں نے عمل کیا ہے اور یہ سب دین کی باتیں ہیں (۱) مونچھ کے بالوں کا کٹوانا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن ترشوانا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کے درمیان دھونا (۷) بغل کے بالوں کا اکھیڑنا (۸) زیر ناف بالوں کو مونڈنا (۹) اور پانی سے استنجاء کرنا۔ راوی نے کہا کہ دسویں بات میں بھول گیا۔ ممکن ہے کہ کلی کرنا ہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں داڑھی کے بڑھانے کے بدلے میں ختنہ کرنے کے الفاظ ہیں لیکن یہ روایت مجھے نہ بخاری و مسلم میں ملی ہے اور نہ حمیدی کی کتاب میں ملی ہے۔ لیکن صاحب الجامع نے اسے بیان کیا ہے۔ اسی طرح خطابی نے معالم السنن میں ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔

۳۸۰۔ (٥) وَعَنْ اَبِيْ دَاوٗدَ بِرِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

۳۸۰۔ (۵) یہ روایت ابوداؤد میں بروایت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی منقول ہے۔

❀❀❀❀

۳۷۹۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب خصال الفطرة (٢٦١، ٦٠٤)

۳۸۰۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب السواك من الفطرة (٥٤)، علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

مسواک سے منہ کی پاکی

۳۸۱۔ (٦) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِیْ، وَاَحْمَدُ، وَالدَّارِمِیُّ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ ((صَحِیْحِهٖ)) بِلَا اِسْنَادٍ۔

۳۸۱۔ (٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کے پاکی کا سبب ہے۔ یعنی مسواک کرنے سے منہ پاک وصاف ہو جاتا ہے بدبو دور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے کہ خدا اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو شافعی رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ، دارمی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں یہ حدیث بغیر سند کے مروی ہے۔

۳۸۲۔ (٧) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ: اَلْحَیَآءُ۔ وَیُرْوٰی اَلْخِتَانُ۔ وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۳۸۲۔ (۷) حضرت ابوایوب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چاروں باتیں رسولوں کی سنت اور طریقے سے ہیں شرم کرنا دوسری روایت میں ہے (۱) ختنہ کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

یعنی یہ چاروں پانچوں باتیں نبیوں کی سنت سے ہیں۔

۳۸۳۔ (٨) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَرْقُدُ مِنْ لَّیْلٍ وَّلَا نَهَارٍ فَیَسْتَیْقِظُ، اِلَّا یَتَسَوَّكُ قَبْلَ اَنْ یَّتَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

۳۸۳۔ (۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات یا دن کو سو کر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کر لیا کرتے تھے۔ اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۳۸۴۔ (٩) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَاكُ، فَیُعْطِیْنِیْ السِّوَاكَ لِاَغْسِلَهٗ، فَاَبْدَأُ بِهٖ فَاَسْتَاكُ، ثُمَّ اَغْسِلُهٗ وَاَدْفَعُهٗ اِلَیْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۸۴۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر کے مجھے دے دیا کرتے تھے۔ تاکہ میں اس کو دھو کر رکھ دوں لیکن میں دھونے سے پہلے آپ کی کی ہوئی مسواک خود کر لیا کرتی تھی پھر دھو کر آپ کو دے دیتی۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کی مسواک کرنا جائز ہے اور تبرک حاصل کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت حاصل کرنے کے لیے آپ کی مسواک کر لیا کرتی تھیں۔

۳۸۱۔ صحیح سنن النسائی کتاب الطهارة باب الترغیب فی السواك (٥)، احمد (٦/ ٤٧) ح، الشافعی الام کتاب الطهارة باب السواك (١/ ٢٣)، الدارمی کتاب الطهارة باب السواك مطهرة للفم (١/ ١٧٤ح ٦٩٠)، بخاری کتاب الصوم باب سواك الرطب والیابس للصائم تعلیقًا قبل حدیث ١٩٣٤)

۳۸۲۔ ضعیف الترمذی کتاب النكاح باب ماجاء فی فضل التزویج (١٠٨٠)، حجاج بن ارطاۃ مدلس اور ابوالشمال مجہول ہے۔

۳۸۳۔ ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب السواك لمن قام من اللیل (٥٧)، احمد فی مسنده (٦/ ١٦٠) ح، علی بن زید بن جدعان ضعیف اور ام محمد مجہول ہے۔

۳۸۴۔ اسناده حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب غسل السواك (٥٢)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۸۵۔ (۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَآئَنِیْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيْلَ لِیْ: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۸۵۔ (۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں کہ اتنے میں دو آدمی میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک بڑی عمر کا تھا بہ نسبت دوسرے کے تو میں نے چھوٹے کو مسواک دینے کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ چنانچہ میں نے بڑے کو مسواک دی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے کی عزت کی جائے اور دیتے وقت اگر بڑا داہنے طرف بیٹھا ہوا ہے تو بڑے کو دینا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے مسواک کرنا

۳۸۶۔ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَا جَآءَنِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِیْ بِالسِّوَاكِ، لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اُحْفِیَ مُقَدَّمَ فِیَّ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۳۸۶۔ (۱۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس تشریف لاتے تو مسواک کرنے کا مجھے حکم دیتے تو میں کثرت سے مسواک کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے خوف کیا کہ کثرت مسواک کی وجہ سے میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو چھیل ڈالوں۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام جب تشریف لاتے تو مسواک کرنے کا مجھے ضرور حکم دیتے اور بہت تاکید فرماتے اس بناء پر میں بہت زیادہ مسواک کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کثرت مسواک کی بناء پر منہ کے چھلنے کا اندیشہ ہو گیا۔

۳۸۷۔ (۱۲) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَقَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِی السِّوَاكِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۳۸۷۔ (۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکیدی حکم دے دیا ہے (لہٰذا مسواک کیا کرو)۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳۸۸۔ (۱۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ، اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَاُوْحِیَ اِلَيْهِ فِیْ فَضْلِ السِّوَاكِ اَنْ كَبِّرْ، اَعْطِ السِّوَاكَ اَكْبَرَهُمَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۸۸۔ (۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی بیٹھے تھے تو ان میں سے ایک بڑا تھا اور دوسرا چھوٹا تو مسواک کی فضیلت کے بارے میں وحی کی گئی کہ بڑے کو مسواک دے دو۔ اس کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔

۳۸۵۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب دفع السواك الی الاكبر (۲۴۶)، مسلم کتاب الرؤیا باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲۷۱۔۵۹۳۳)

۳۸۶۔ ضعیف جداً مسند احمد (۵/ ۲۶۳) ح، علی بن یزید الالھانی ضعیف جداً ہے اور عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے۔

۳۸۷۔صحیح البخاری کتاب الجمعة باب السواك یوم الجمعة (۸۸۸)

۳۸۸۔ اسناده صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الرجل یستاك بسواك غیره (۵۰)

٣٨٩۔ (١٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَفْضَلُ الصَّلَاةُ الَّتِیْ يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِیْ لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

٣٨٩۔ (١٤) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز مسواک کر کے پڑھی جاتی ہے۔ وہ ستر گنا زیادہ ہے اس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہے۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

٣٩٠۔ (١٥) وَعَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِیْ، لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ)). قَالَ: فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَّشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِی الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهٗ عَلٰى أُذُنَيْهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ، لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلَاةِ اِلَّا اسْتَنَّ، ثُمَّ رَدَّهٗ اِلٰى مَوْضِعِهٖ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْ دَاوٗدُ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ: ((وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ)). وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

٣٩٠۔ (١٥) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا وجوبی حکم دے دیتا اور عشاء کی نماز تہائی رات تک پڑھنے کا حکم دیتا (لیکن چونکہ ان دونوں باتوں میں دشواری اور تکلیف زیادہ ہے) اس لیے ان دونوں باتوں کا وجوبی حکم نہیں دیتا۔ حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ زید بن خالد رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آتے تو مسواک ان کے کان پر رکھی ہوئی ہوتی۔ جس طرح منشی قلم کو کان پر رکھ لیتا ہے۔ جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے تو مسواک کر لیتے۔ پھر اپنے کان پر رکھ لیتے۔ اس حدیث کو ترمذی' ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح بتایا ہے۔

شرح: ......شرعی اصطلاح میں فرض، واجب، سنت کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ فرض اس حکم الٰہی کو کہتے ہیں جس کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بلا عذر شرعی چھوڑ دینے والا فاسق ہو جاتا ہے اور واجب اس شرعی حکم کو کہتے ہیں۔ کہ انکار کرنے سے کافر تو نہیں ہوتا ہاں چھوڑ دینے سے فاسق اور سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی کو سنت مؤکدہ بھی کہتے ہیں اور سنت اس کام کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو، یا فرمایا ہو'یا آپ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا ہو۔ سنت کو چھوڑنے سے انسان تو گنہگار ضرور ہوتا ہے پر کافر نہیں ہوتا۔ سنت کی دو قسمیں ہیں (١) سنت مؤکدہ (٢) سنت غیر مؤکدہ۔ سنت مؤکدہ اس کام کو کہتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اسے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر عذر کے نہ چھوڑا ہو۔ اس کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے اور سنت غیر مؤکدہ اس کو کہتے ہیں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کیا ہو اس کے ترک کرنے میں گناہ نہیں ہے اور کرنے میں ثواب ہے ہر چیز کی سنت علیحدہ علیحدہ ہے وضو کی سنت الگ ہے اور نماز کی سنت الگ ہے اور روزہ کی سنت الگ ہے۔ شرعی حکموں میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض سنت وضو میں چھ فرض ہیں (١) وضو کی نیت (٢) تمام چہرہ کا ایک مرتبہ دھونا یعنی پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھونا (٣) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت کم از کم ایک بار اس طرح سے دھویا جائے

٣٨٩۔ ضعیف: البیهقی فی شعب الایمان باب فی الطهارات (٢٧٧٤)، السنن الکبری للبیهقی (١/ ٣٨)، اس روایت کی سند میں معاویه بن یحییٰ الصدفی ضعیف اور محمد بن اسحاق مدلس هیں۔

٣٩٠۔حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب السواك (٤٧)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی السواك (٢٣)

کہ کہیں ایک بال کی جگہ بھی سوکھی نہ رہے(۴) تمام سر کا مسح کرنا (۵) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا(۶) ترتیب سے دھونا کہ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا پھر چہرہ پھر دنوں ہاتھ کہنیوں سمیت پھر سر کا مسح کرنا پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ٥﴾ (مائدہ ع ۲)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کو جانے کے لیے کھڑے ہوتو وضو اس طرح کرلیا کرو کہ پہلے تم اپنے چہرے دھولو۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوڈالوں۔ پھر اپنے سروں پر مسح کرو اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھولو۔“

وضو میں دس سنتیں ہیں:

(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) مسواک کرنا (۳) پہلے تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں تک دھونا (۴) تین بار کلی کرنا (۵) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۶) ہر ایک عضو کو تین تین بار دھونا (۷) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور ڈاڑھی کا خلال کرنا (۸) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۹) مسلسل اس طرح وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہو پائے کہ فوراً دوسرا دھولیا جائے (۱۰) دائیں طرف سے شروع کرنا۔ اب ان سب کا بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھیے۔

(۴) بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ ...... وضو کے مسنون افعال

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

سو کر اٹھے تو ہاتھ دھو لے

۳۹۱۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا، فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ))

۳۹۱۔ (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو تین دفعہ دھو ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں گیا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

سو کر اٹھے تو ناک جھاڑ لے

۳۹۲۔ (۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۹۲۔ (۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک سو کر جاگے تو اسے چاہیے کہ تین مرتبہ ناک جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات گزارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا وضو

۳۹۳۔ (۳) وَقِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ، فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ، بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ،

۳۹۳۔ (۳) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کرتے تھے تو یہ سن کر حضرت عبداللہ نے وضو کرنے کا پانی منگوایا (چنانچہ وضو کرنے کے لیے بیٹھ گئے اور اس طرح وضو کرنا شروع کیا) کہ پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا تو دو دو دفعہ ان کو دھویا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈال کر تین دفعہ جھاڑا پھر تین دفعہ چہرے کو دھویا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو دو دفعہ کہنیوں سمیت دھویا پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح اس طرح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو پیشانی سے گدی کی

۳۹۱۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب الاستعمار وتراً (۱٦۲)، مسلم کتاب الطهارة باب کراهیة عمس المتوفی وغیریده المشکوك فی نجاستها (۲۷۸، ٦٤۳)

۳۹۲۔ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب مفة ابلیس وجنوده (۳۲۹۵)، مسلم کتاب الطهارة باب الایتار فی الاسند والا استجمار (۲۳۸۔٥٦٤)

۳۹۳۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب مسح الراس کله (۱۸٥)، مسلم کتاب الطهارة باب فی وضوء النبی (۲۳٥۔ ٥٥٥)، مالك فی الموطا کتاب الطهارة باب العمل فی الوضوء (۱)، نسائی کتاب الطهارة باب حدالغسل ؟؟ (۹۷)، ابی داوٗد کتاب الطهارة باب صفة وضوء النبی ﷺ (۱۱۸)

ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِیْ بَدَا مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالنَّسَائِیُّ۔ وِلِاَبِیْ دَاوٗدَ نَحْوَهٗ ذَكَرَهٗ صَاحِبُ ((الْجَامِعِ))

۳۹۴۔ (٤) وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ: قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ: تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَدَعَا بِاِنَاءٍ، فَاَكْفَا مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ۔ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا، ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا، فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا۔ فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ، فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَايَةٍ: فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ، بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِیْ بَدَاَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غُرُفَاتٍ مِنْ مَّاءٍ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِیِّ: فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ وَفِیْ اُخْرٰى لَهٗ: فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ۔

طرف لے گئے اور گدی سے پیشانی کی طرف لوٹا لائے پھر اس کے بعد دونوں پیروں کو دھویا۔ اس حدیث کو مالک نے اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد میں بھی اسی طرح سے ہے جس کو صاحب الجامع نے بیان کیا ہے۔

۳۹۴۔ (۴) اور بخاری و مسلم میں عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح سے آئی ہے کہ ان سے وضو کا طریقہ دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح سے وضو کرتے تھے آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ بتائیے۔ تو عبداللہ نے وضو کرنے کے لیے پانی کا برتن منگوایا انھوں نے اس برتن سے پانی اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور تین تین دفعہ دونوں ہتھیلیوں کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی نکالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ ایک ہتھیلی سے اس طرح تین دفعہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ناک جھاڑا، جس ہتھیلی سے پانی لے کر کلی کی اسی ہتھیلی سے ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑا۔ پھر انھوں نے اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا اور برتن سے پانی نکال کر تین دفعہ چہرہ دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور اس میں سے پانی نکال کر کہنی سمیت دو مرتبہ ہاتھوں کو دھویا۔ پھر ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لیا اور سر کا مسح کیا، اسی طرح سے دونوں ہاتھوں پیروں سمیت دھویا پھر اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضوء اسی طرح سے تھا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ مسح کے وقت دونوں ہاتھوں کو پیشانی کے اوپر سے گدی تک لے گئے اور پھر گدی سے پیشانی کی طرف لوٹا لائے۔ پھر دونوں پیروں کو دھویا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین چلو سے تین دفعہ یعنی تین مرتبہ تین چلو سے۔ تین مرتبہ کلی کی اور تین چلو سے تین مرتبہ ناک صاف کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے۔ اسی طرح سے تین دفعہ کیا اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے سر کا اس طرح سے مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے صرف ایک دفعہ پھر دونوں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے اور ایک روایت میں ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی داخل کیا تین مرتبہ ایک ہی چلو سے۔

۳۹۴۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب مسح الراس کله (۱۸۵) باب غسل الرجلین الی الخ (۱۸٦)، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة (۱۹۱) باب مسح راس مرة (۱۹۲)، باب الوضوء من الوضوء (۱۹۹)، مسلم کتاب الطهارة باب فی وضوء النبی ﷺ (۲۳۵۔ ۵۵)

٣٩٥۔ (٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً، لَمْ يَزِدْ عَلٰى هٰذَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٣٩٥۔ (٥) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں ہر اعضاء کو ایک ایک بار دھویا اور اس پر زیادہ نہیں کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضو میں ہر اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے یہاں پر آپ نے فرضیت پر اکتفا کیا اور دو دو تین تین بار دھونا سنت ہے تو کبھی ایک ایک بار اور کبھی دو دو بار اور کبھی تین تین بار وضو میں ہر اعضاء کا دھونا جائز ہے۔

٣٩٦۔ (٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٣٩٦۔ (٦) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا یعنی ہر اعضاء کو دو مرتبہ دھویا۔ (بخاری)

٣٩٧۔ (٧) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ، فَقَالَ: اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٩٧۔ (٧) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے مقاعد بیٹھنے کی جگہ) میں بیٹھ کر وضوء کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے نہ دکھاؤں (لوگوں نے کہا' ہاں) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تین تین دفعہ وضو کیا یعنی ہر اعضاء وضو کو تین تین بار دھویا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ان سب حدیثوں سے ثابت ہوا کہ وضو کرتے وقت اعضاء وضو کو کبھی ایک ایک بار اور کبھی دو دو بار اور کبھی تین تین بار دھونا جائز ہے۔

وضو میں خشک رہ جانے والے اعضا

٣٩٨۔ (٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَتَوَضَّاُوْا وَهُمْ عُجَّالٌ، فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٩٨۔ (٨) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک پانی کی جگہ پہنچے (لوگ عصر کی نماز پڑھنے کے لیے وہاں ٹھہر گئے اور وضو کرنے لگے) تو بعض لوگ وضو کرتے وقت جلد بازی سے وضو کر رہے تھے جب ہم لوگ وہاں پہنچے (تو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک رہ گئیں تھیں جو پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے چمک رہی تھیں یعنی ایڑیاں نہیں دھلی تھیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان ایڑی والوں کے لیے جہنم ہے۔ جن کی ایڑیاں سوکھی رہ گئیں لہٰذا وضو کو پورا کرو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......جلدی کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ جلدی جلدی چل کر پانی پر پہنچے اور عصر کی نماز کے لیے جلدی جلدی وضو کیا تاکہ عصر کی نماز میں دیر نہ ہو اس لیے جلدی وضو کرتے وقت کہیں پانی پہنچا اور کہیں نہیں پہنچا اس لیے ایڑیاں سوکھی رہ گئیں نہیں دھلیں، ناقص وضو رہا اور ناقص وضو سے نماز نہیں ہوتی ہے اور جس کی نماز نہیں ہوتی وہ دوزخ کا مستحق ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے

٣٩٥۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب الوضو مرة مرة (١٥٧)
٣٩٦۔ صحیح البخاری کتاب الوضو باب الوضوء مرتین مرتین (١٥٨)
٣٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الطھارة باب فضل الوضوء والصلاة عقبه ٢٣٥ (٥٤٥)
٣٩٨۔ صحیح مسلم کتاب الطھارة باب وجوب غسل الرجلین بکما لھما (٢٤١۔ ٥٧٠)

فرمایا ناقص وضو کرنے والے جہنم کے ویل میں داخل ہوں گے ویل جہنم میں ایک نالہ ہے جس میں پیپ ولہو جمع ہوتا ہے لہٰذا تم پورا وضو کیا کرو تا کہ جہنم سے بچ جاؤ۔

پیشانی اور موزوں پر مسح

۳۹۹۔ (۹) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۹۹۔ (۹) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پس اپنی پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... وضو میں سر پر مسح کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾ "اپنے سروں پر مسح کرو"۔ محدثین کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ آیت مذکور اور دوسری حدیثوں سے پتہ چلتا ہے بعض کے نزدیک چوتھائی سر کا اور بعض کے نزدیک مطلق سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے پورے سر کا مسح کیا کچھ سر کا اور باقی پگڑی کا۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پگڑی پر مسح کرنا بھی درست ہے اور موزوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ اس کا بیان تفصیل کے ساتھ آگے آ رہا ہے۔

داہنے ہاتھ سے کام کرنا

۴۰۰۔ (۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ: فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰۰۔ (۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جہاں تک ممکن ہوتا رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں کو اپنے داہنے ہاتھ سے کرنے کو پسند کرتے تھے۔ طہارت وضو اور غسل کرنے میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں بھی داہنی جانب کا خیال رکھتے تھے۔

توضیح:...... ما استطاع سے مراد ہر وہ ممکن کام جو داہنی جانب سے کیا جا سکے یعنی ہر کام کرتے وقت آپ ﷺ داہنی جانب سے شروع کرتے۔ اگر آپ وضو کرتے تو پہلے داہنا ہاتھ دھوتے، داہنا پیر دھوتے، کرتا پہنتے تو پہلے داہنے ہاتھ میں پہنتے، کنگھی کرتے تو داہنی جانب سے شروع کرتے۔ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے، سرمہ داہنی آنکھ میں لگاتے، ناخن پہلے داہنے ہاتھ کا کترواتے، مصافحہ داہنے ہاتھ سے کرتے اور کھانا داہنے ہاتھ سے کھاتے اور پانی بھی داہنے ہاتھ سے پیتے اسی طرح سے اور کام بھی داہنے ہاتھ سے کرتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۴۰۱۔ (۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَامِنِكُمْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۴۰۱۔ (۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کپڑا پہنو اور وضو کرو تو اپنے سیدھے ہاتھ سے شروع کرو اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۳۹۹۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب المسح على الناصية والعمامة (۲۷۴۔ ۶۳۶)

۴۰۰۔ صحيح البخاری کتاب الصلاة باب التمين فى دخول المسجد وغيره (۴۲۶)، مسلم کتاب الطهارة باب التيمن فى الطهور وغيره (۲۶۸۔ ۶۱۷)

۴۰۱۔ اسناده صحيح احمد (۲/ ۲۵۴)، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فى الانتعال (۴۱۴۱)، ابن ماجه کتاب باب (۴۰۲)

وضو سے پہلے بسم اللہ

٤٠٢ ـ (١٢) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۴۰۲۔ (۱۲) حضرت سعید بن زید ﷛ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کرتے وقت جس نے اللہ کا نام نہیں لیا یعنی بسم اللہ کہہ کر نہیں شروع کیا تو اس کا وضو نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ ابوسعید خدری ﷛ کی روایت میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے۔

٤٠٣ ـ (١٣) وَرَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۴۰۳۔ نیز احمد اور ابوداؤد نے اس حدیث کو ابوہریرہ ﷛ سے ذکر کیا ہے۔

٤٠٤ ـ (١٤) وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، وَزَادُوافِيْ أَوَّلِهِ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهُ)).

۴۰۴۔ (۱۴) ابوسعید خدری ﷛ کی روایت میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے۔

وضو اچھے طریقے سے کیا جائے

٤٠٥ ـ (١٥) وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبُرَةَ ﷛ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ. قَالَ: ((أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِيْ الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ إِلٰى قَوْلِهِ: ((بَيْنَ الْأَصَابِعِ))

۴۰۵۔ (۱۵) حضرت لقیط بن صبرہ ﷛ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے وضو کی بابت بتائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم وضو کامل کر لیا کرو اور انگلیوں کے درمیان میں خلال کر لیا کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی پہنچایا کرو۔ مگر روزے کی حالت میں پانی زیادہ مت داخل کرو۔ اس حدیث کو ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر اعضائے وضو کو تین تین بار دھولیا کرو۔ اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کر لیا کرو تا کہ ہر جگہ پانی پہنچ جائے اور کوئی جگہ سوکھی نہ رہے اور ناک میں بھی تین بار پانی ڈال کر چھینک دیا کرو۔ مگر روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ مت ڈالو تا کہ پانی حلق تک نہ پہنچ جائے جس سے روزہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

---

٤٠٢ ـ حسن سنن الترمذی کتاب الطهارة باب التسمية عند الوضوء (٢٥)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی التسمية فی الوضوء (٣٩٨)

٤٠٣ ـ حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب التسمية علی الوضوء (١٠١)، مسند احمد (٢/ ٤١٨)، ابن ماجه کتاب باب (٣٩٩)

٤٠٤ ـ حسن سنن الدارمی کتاب الطهارة باب التسمية فی الوضوء (١/ ١٧٦ ح ٦٩٧)

٤٠٥ ـ صحيح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الاستنثار (١٤٢)، الترمزی کتاب الصوم باب ماجاء فی کراهية مبالغة الاستنشاق للصائم (٧٨٨)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب المبالغه فی الاستنشاق (٤٠٧ باب تخليل الاصابع (٤٤٨)، الدارمی کتاب الطهارة باب فی تخليل الاصابع (٧٠٥) النسانی کتاب الطهارة باب المبالغة فی الاستنشاق ٨٧۔

وضو میں انگلیوں کا خلال

٤٠٦ - (١٦) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ نَحْوَهُ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

۴۰۶۔ (۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضو کرو تو دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کر لیا کرو۔ اس حدیث کو ترمذی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٤٠٧ - (١٧) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۴۰۷۔ (۱۷) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ وضو کرتے وقت اپنے پیر کی انگلیوں میں چھینگلی سے خلال کرتے تھے۔ اس حدیث کو ترمذی ابوداوٗد۔

داڑھی کا خلال

٤٠٨ - (١٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَاءٍ، فَاَدْخَلَهُ، فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: ((هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

۴۰۸۔ (۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو ایک چلو پانی لیتے اور اپنی ٹھوڑی کو نیچے پانی پہنچا کر داڑھی کا خلال کرتے تھے اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔

٤٠٩ - (١٩) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۴۰۹۔ (۱۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ڈاڑھی میں خلال کرتے تھے۔ اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسنون وضو کر کے دکھانا

٤١٠ - (٢٠) وَعَنْ اَبِيْ حَيَّةَ، رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا، ثُمَّ

۴۱۰۔ (۲۰) ابوحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے وضو کرتے وقت پہلے دونوں

٤٠٦۔ حسن سنن الترمذی کتاب الطهارة باب فی تخليل الاصابع (٣٩)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب الاذنان من الراس (٤٤٧)

٤٠٧۔ حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب غسل الرجلين (١٤٨)، الترمذی کتاب الطهارة باب تخليل الاصابع (٤٠)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب تخليل الاصابع (٤٤٦)

٤٠٨۔ صحيح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب تخليل اللحية (١٤٥) شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤٠٩۔ حسن صحیح سنن الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی تخليل اللحية (٣١)، ابن ماجه كتاب باب (٤٣٠)، الدارمی كتاب الوضوء باب فی تخليل اللحية (٧٠٤)

٤١٠۔ صحيح سنن الترمذی کتاب الطهارة باب فی وضوء النبی ﷺ كيف كان (٤٨)، النسائی کتاب الطهارة باب عدد غسل اليدين (٩٦)، ابو داوٗد کتاب باب (١١٦)

مَضْمَضَ ثَلاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهُوْرِهِ فَشَرِبَهُ، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ۔

ہتھیلیوں کو دھویا یہاں تک کہ اس کو صاف کرلیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی۔ پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا۔ اور پھر تین دفعہ چہرے کو دھویا۔ اور پھر تین مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔ پھر کھڑے ہو کر وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو پسند کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کو دکھاؤں کہ آپ ﷺ کس طرح سے وضو کرتے تھے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس طرح وضو کیا ہے جس طرح میں نے وضو کر کے تم کو دکھایا۔ اس حدیث کو ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

٤١١۔ (٢١) وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: نَحْنُ جُلُوْسٌ نَنْظُرُ إِلَى عَلِيٍّ حِيْنَ تَوَضَّأَ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَمَلَأَ فَمَهُ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى، فَعَلَ هٰذَا ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَهٰذَا طُهُوْرُهُ، رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۴۱۱۔ (۲۱) عبد خیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وضو کی طرف دیکھ رہے تھے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس وقت وضو کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور بائیں ہاتھ سے ناک کو جھاڑا۔ اس طرح سے تین تین مرتبہ کیا پھر فرمایا جسے رسول اللہ ﷺ کے وضو کو دیکھنا پسند ہو تو آپ کا اس طرح سے وضو تھا۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا۔

٤١٢۔ (٢٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ، فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلاثًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۴۱۲۔ (۲۲) حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ایک ہی ہاتھ سے کلی کی اور ناک میں پانی داخل کیا اسی طرح تین دفعہ کیا یعنی ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی دیا یا یہ کہ تین چلو سے تین مرتبہ کلی کی اور اسی طرح تین مرتبہ ناک میں پانی دیا۔ پہلی صورت میں وصل اور دوسری صورت میں فصل ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں طرح کرنا جائز ہے اس حدیث کو ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے۔

سر کا مسح

٤١٣۔ (٢٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ، وَأُذُنَيْهِ:

۴۱۳۔ (۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کے اندرونی حصے کا اپنی شہادت کی انگلیوں سے اور باہر کے حصے کا اپنے دونوں انگوٹھوں سے مسح کیا۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے۔

٤١١۔ اسناده صحيح سنن النسائى كتاب باب (٩١)، الدارمى كتاب الطهارة باب فى المضمضه (١/ ١٧٨ ح ٧٠٧)

٤١٢۔ اسناده صحيح سنن ابى داوٗد كتاب الطهارة باب صفة وضوا النبى ﷺ (١١٩)، ترمذى كتاب الطهارة باب المضمضة والاستنشاق من كف واحد (٢٨)، نيز ديكهئے حديث (٣٩٤)

٤١٣۔ حسن سنن النسائى كتاب الطهارة باب مسح الاذنين مع الراس (١٠٢)، ترمذى كتاب باب (٣٦)، ابن ماجه كتاب باب (٤٣٩)

٤١٤ ـ (٢٤) وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضی اللہ عنہا، اِنَّمَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ، قَالَتْ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ، وَصُدْغَيْهِ، وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ، اَنَّهُ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ جُحْرَيْ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ الرِّوَايَةَ الْاُوْلٰى، وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ الثَّانِيَةَ۔

۴۱۴۔ (۲۴) ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا اور پچھلے حصے پر بھی مسح کیا او دونوں کنپٹیوں پر اور دونوں کانوں کا ایک دفعہ مسح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے وضو کیا تو اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیا یعنی دونوں انگلیوں سے کان کے اندرونی حصے میں مسح کیا۔ اس حدیث کو ابوداوٗد ترمذی نے روایت کیا ہے۔

٤١٥ ـ (٢٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، وَاَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرَ فَضْلِ يَدَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ زَوَائِدَ

۴۱۵۔ (۲۵) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا نئے پانی سے جو ہاتھ کا بچا ہوا نہیں تھا۔ اس حدیث کو ترمذی و مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسلم میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے اور بعض لوگوں نے بما غبر پڑھا ہے جس کے معنی ہیں ہاتھ کے بچے ہوئے پانی سے آپ ﷺ نے وضو کیا لیکن پہلا احتمال زیادہ صحیح ہے۔

٤١٦ ـ (٢٦) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ذَكَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ، وَقَالَ: اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَذَكَرَا: قَالَ حَمَّادٌ: لَا اَدْرِيْ: ((اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ)) مِنْ قَوْلِ اَبِيْ اُمَامَةَ اَمْ مِّنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

۴۱۶۔ (۲۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا ذکر کر کے کہا کہ آپ آنکھ کے کونوں کا مسح کرتے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں کان سر کے حکم میں داخل ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ ابوداوٗد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور حماد نے کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ قول (یعنی دونوں کان سر میں داخل ہیں ابوامامہ کا ہے یا رسول اللہ ﷺ کا قول ہے۔

توضیح: ......لفظ ماقین ماق کا تثنیہ ہے اور ماق گوشہ چشم کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آنکھ کے دونوں کونوں کو ماق کہتے ہیں مستحب یہی ہے کہ آنکھ کے دونوں کونوں کو بھی منہ دھوتے وقت مل لیا جائے تاکہ کیچڑ وغیرہ صاف ہو جائے اور کان سر میں داخل ہیں یعنی سر کے حکم میں داخل ہے جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے اسی طرح کانوں کا بھی مسح کرنا چاہیے۔

اعضاءِ وضو زیادہ سے زیادہ تین بار دھونے چاہئیں

٤١٧ ـ (٢٧) وَعَنْ عَمْرِوْ بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ

۴۱۷۔ (۲۷) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے

---

٤١٤ ـ حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب صفه وضوء النبی ﷺ (١٢٩، ١٣١)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی مسح الراس مرة (٢٤)، ابن ماجه کتاب الطهارة بأب ماجاء فی مسح الاذنين (٤٤١)، مسند احمد (٦/ ٣٥٩)

٤١٥ ـ صحيح مسلم کتاب الطهارة باب فی وضوء النبی ﷺ (٢٣٦ ـ ٥٥٩)، ترمذی کتاب الطهارة باب (٣٥)

٤١٦ ـ اسناده حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب صفة وضوء النبی ﷺ (١٣٤)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء ان الاذنين من الراس (٣٧)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب الاذنان من الراس (٤٤٤)

٤١٧ ـ اسناده حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب الوضوء ثلاثا (١٣٥)، النسائی کتاب الطهارة باب الاعتداء فی الوضوء (١٤٠)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء (٤٢٢)، علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں او نقص، جس نے کم کیا شاذ ہے یعنی ایک راوی کا وہم ہے ثابت نہیں ہے۔

اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَسْأَلُهٗ، عَنِ الْوُضُوْءِ، فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((هٰکَذَا الْوُضُوْءُ، فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا فَقَدْ اَسَآءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ))۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَرَوَی اَبُوْدَاوٗدَ مَعْنَاهُ۔

ہیں اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک گنوار آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر وضو کی کیفیت دریافت کی تو آپ نے وضو کر کے ہر اعضاء کو تین تین بار دھو کر دکھایا پھر فرمایا وضو اسی طرح سے ہے جو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے گا اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا۔ اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۴۱۸۔ (۲۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ ؓ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَهٗ، یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْاَبْیَضَ عَنْ یَّمِیْنِ الْجَنَّةِ۔ قَالَ: اَیْ بُنَیَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ، وَتَعَوَّذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ؛ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّهٗ سَیَکُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ فِی الطُّهُوْرِ وَالدُّعَآءِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْ دَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۴۱۸۔ (۲۸) حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا **اللھم انی اسئلك القصر الابیض عن یمین الجنة.** ”اے اللہ میں تجھ سے سفید محل مانگتا ہوں جنت کے داہنے جانب۔“ عبداللہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے صاحبزادے تم اللہ سے جنت مانگو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ آئندہ اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں زیادتی کریں گے (طہارت میں زیادتی یہ ہے کہ تین تین بار سے زیادہ دھویا جائے اور زیادہ پانی خرچ کیا جائے اور دعا میں زیادتی یہ ہے جو حد امکان اور حد عادت سے باہر ہو)۔ اس حدیث کو احمد ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۴۱۹۔ (۲۹) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: قَالَ: ((اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَهٗ: الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَآءِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ وَاقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ، وَلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ، لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَیْرُ خَارِجَةَ، وَهُوَ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَصْحَابِنَا۔

۴۱۹۔ (۲۹) حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کے اوپر ایک شیطان مسلط ہے جس کو دلہان کہا جاتا ہے (یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے) لہٰذا پانی کے وسوسے سے بچو اس حدیث کو ترمذی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اہلحدیث کے نزدیک اس کی سند قوی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہمیں معلوم ہے کہ خارجہ کے سوا کسی نے اس کو مسنداً نہیں روایت کیا ہے اور محدثین کے نزدیک خارجہ ثقہ راوی نہیں۔

وضو کے بعد تولیے یا رومال وغیرہ کا استعمال

۴۲۰۔ (۳۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ، قَالَ:

۴۲۰۔ (۳۰) حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ

۴۱۸۔ اسناده صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب الاسراف فی الماء (۹۶)، ابن ماجه کتاب الدعا باب کراهیة الاعتداء فی الدعا (۳۸۶۴)، احمد ۴/ ۸۷، ح ۵/ ۵۵)

۴۱۹۔ اسناده ضعیف جدا سنن الترمذی کتاب الطهارة باب کراهیة الاسراف فی الوضوء بالماء (۵۷)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی القصد فی الوضوء بالماء (۵۷)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی القصد فی الوضوء (۴۲۱)، اس روایت کی سند میں خارجہ بن مصعب متروک ہے اور یہ جھوٹوں (کذابین) سے تدلیس بھی کرتا ہے۔

۴۲۰۔ اسناده ضعیف سنن الترمذی کتاب الطهارة باب فی البعی بعد الوضوء (۵۴)، رشدین اور عبدالرحمٰن بن الغم دونوں ضعیف راوی ہیں۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ وضو کر کے فارغ ہوجاتے تو اپنے منہ کو اپنے کپڑے کے کنارے سے پونچھ لیتے۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے پانی کو کپڑے سے پونچھ لینا جائز ہے۔

٤٢١۔ (٣١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خِرْقَةٌ يُّنَشِّفُ بِهَا أَعْضَاءَهٗ بَعْدَ الْوُضُوْءِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ، وَأَبُوْ مُعَاذٍ الرَّاوِيْ ضَعِيْفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

۴۲۱۔ (۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضو کے بعد اعضائے وضو کو پونچھ لیا کرتے تھے۔اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔لیکن حدیث ضعیف ہے۔ ابو معاذ راوی اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٤٢٢۔ (٣٢) عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِيْ صَفِيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ جَعْفَرٍ۔ هُوَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ۔ حَدَّثَكَ جَابِرٌ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَّرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ وَمَرَّتَيْنِ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۴۲۲۔ (۳۲) حضرت ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ابوجعفر سے جن کا نام محمد باقر ہے۔ دریافت کیا۔ کہ آپ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اعضائے وضو کو کبھی ایک ایک بار دھویا اور کبھی کبھی دو دو بار دھویا اور کبھی کبھی تین تین بار دھویا۔ انہوں نے کہا ہاں۔اس حدیث کو ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٢٣۔ (٣٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ: ((هُوَ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ))

۴۲۳۔ (۳۳) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اعضائے وضو کو دو دو بار دھویا اور فرمایا کہ یہ نور پر نور ہے تو نور پر نور ہونا ثابت ہوگیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو

٤٢٤۔ (٣٤) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: ((هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ، وَوُضُوْءِ إِبْرَاهِيْمَ))۔ رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ، وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَ الثَّانِيَ فِيْ: ((شَرْحِ مُسْلِمٍ))

۴۲۴۔ (۳۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعضائے وضو کو تین تین بار دھو کر فرمایا کہ یہی میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے نبیوں کا اور ابراہیم کا یہی وضو ہے۔ان دونوں احادیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ اور علامہ نووی نے مسلم کی شرح میں دوسری حدیث کو ضعیف بتایا ہے۔

٤٢١۔ ضعیف سنن الترمذی کتاب الطهارة باب فی التسندلل بعد الوضوء (٥٣)، سلیمان بن ارقم راوی ضعیف ہے۔

٤٢٢۔ ضعیف سنن الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء مرة ومرتین (٤٥)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء مرة مرة (٤١٠)، ثابت بن ابی صغیہ ضعیف راوی ہے۔

٤٢٣۔ لا اصل له ، الترغیب الترهیب (١/ ١٦٣ح ٣١٥ تخریج احیاء علوم الدین للمعرافی (١/ ١٣٥)

٤٢٤۔ ضعیف سنن ابن ماجه کتاب باب (٤١٩ ، ٤٢٠)، شرح صحیح مسلم اللنووی ٣/ ١١٤) کتاب الطهارة باب فضل الوضوء والصلاة عقبه عبدالرحیم اور اس کا باپ زید العمی دونوں ضعیف راوی ہیں۔

ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا

٤٢٥ ـ (٣٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءِ مَالَمْ يُحْدِثْ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۴۲۵۔ (۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرتے تھے اور ہم کو ایک ہی وضو کافی ہوتا تھا۔ جب تک کہ وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔ یعنی پہلے آپ ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرتے تھے۔ خواہ وضو باقی رہتا یا نہ رہتا۔ لیکن بعد میں چل کر آپ کا جب تک وضو باقی رہتا تو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے۔ جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور بعض مرتبہ استحباباً وضو رہتے ہوئے بھی ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرتے تھے۔ صحابہ اس رخصت پر عمل کرتے جب تک وضو باقی رہتا۔ تب تک کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے۔

٤٢٦ ـ (٣٦) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَرَاَيْتَ وُضُوْءَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، عَمَّنْ اَخَذَهُ؟ فَقَالَ: حَدَّثَتْهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ عَامِرِ الْغَسِيْلِ، حَدَّثَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَمَرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَّوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوْءُ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ: يَرٰى اَنَّ بِهٖ قُوَّةً عَلٰى ذٰلِكَ، فَفَعَلَهٗ حَتّٰى مَاتَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

۴۲۶۔ (۳۶) حضرت محمد یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے یہ بتایئے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کیا ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ خواہ با وضوء ہوں یا بے وضوء ہوں۔ اور اس طرح کرنے کو انہوں نے کہاں سے حاصل کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ ان سے اسماء بنت زید بن خطاب نے کہا۔ کہ عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر الغسیل نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ باوضو ہوں یا بے وضو لیکن جب یہ عمل آپ کو دشوار گزرا۔ تو آپ ﷺ کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور ہر نماز کے وقت وضو معاف کر دیا گیا۔ مگر جب کہ وضو ٹوٹ جائے یعنی وضو ٹوٹنے کے بعد وضو کرنا ضروری تھا اور بغیر وضو ٹوٹے وضو ضروری نہیں تھا۔ عبداللہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کی خود میں طاقت دیکھتے تھے۔ اس لیے ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرتے تھے۔ اور مرتے دم تک اسی طرح کرتے رہے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......اس حدیث میں حنظلہ بن ابی عامر الغسیل کا تذکرہ آیا ہے۔ یہ مشہور انصاری صحابی ہیں غزوۂ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور غزوۂ احد میں شرکت کی جو ان کے لیے پہلا اور آخری غزوہ ثابت ہوا۔ بیوی سے ہم بستر تھے کہ نفیر عام سنی، اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ غسل یاد نہ رہا تھا۔ شمشیر بکف میدان میں پہنچے ابوسفیان بن حرب رئیس کفر سے مقابلہ ہوا۔ اس کو اٹھا کر دے مارنا چاہتے تھے۔ کہ کام تمام کر دیں کہ شداد بن اسود لیثی (ابن شعوب) نے دیکھ لیا۔ جھپٹ کر بڑھا اور ایسا وار کیا کہ حنظلہ کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔

چونکہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے ملائکہ نے ان کو غسل دیا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی بیوی سے دریافت کرو،

---

٤٢٥ ـ صحيح سنن الدارمی كتاب الطهارة باب الوضوء لكل صلاة (١/ ١٨٣ ح ٧٢٦) (بخاری: ٢١٤)
٤٢٦ ـ اسناده حسن سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب (٤٨) ، مسند احمد ٥/ ٢٢٥

کیا بات تھی؟ بیوی نے واقعہ بیان کیا' فرمایا اسی وجہ سے فرشتے غسل دے رہے تھے۔ غسیل ملائکہ کا لقب اسی وجہ سے ان کو حاصل ہوا۔

وضو میں اسراف کی ممانعت

٤٢٧۔ (٣٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ:((مَاهٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ؟)). قَالَ:اَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ؟! قَالَ:((نَعَمْ! وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَهْ

۴۲۷۔(۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سعد کے پاس سے گزرے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے (اور یہ وضو میں زیادہ پانی گرا رہے تھے) تو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ وضو میں اسراف اور فضول خرچی کرتے ہو۔ اے سعد تو انہوں نے کہا کیا وضو میں اسراف اور فضول خرچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں حد سے زیادہ پانی گرانا فضول خرچی ہے۔ اگرچہ تم بہتی ہوئی نہر پر وضو کرو (تب بھی حد شرع سے زیادہ خرچ کرنا فضول خرچی ہے)۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٢٨۔ (٣٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:((مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ، فَاِنَّهٗ يُطَهِّرُ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُذْكَرِ اسْمَ اللّٰهِ؛ لَمْ يَطْهُرْ اِلَّا مَوْضِعُ الْوُضُوْءِ))

۴۲۸۔(۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کا نام لے کر وضو کیا۔ یعنی بسم اللہ کہہ کر وضو کیا تو اس نے اپنے تمام جسم کو پاک کر لیا۔ اور جس نے بغیر اللہ کا نام لیے یعنی بغیر بسم اللہ کیے وضو کیا تو اس نے صرف وضو کی جگہوں کو پاک کیا اور باقی سارے جسم کو پاک نہیں کیا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرنے کے وقت بسم اللہ کر لینا چاہیے)

وضو کے دوران انگوٹھی کو حرکت دینا

٤٢٩۔ (٣٩) وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلَاةِ حَرَّكَ خَاتِمَهٗ فِيْ اِصْبَعِهٖ. رَوَاهُمَا الدَّارَقُطْنِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ الْاَخِيْرَ

۴۲۹۔(۳۹) ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے وضو کرتے تو اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی تو اپنے انگلی کی انگوٹھی کو ہلا دیتے۔ تاکہ انگلی کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے اور انگوٹھی کے نیچے کا حصہ بھی دھل جائے۔ ان دونوں حدیثوں کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اور اس آخری حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: ......میمون تابعی رحمہ اللہ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبه (۱/ ۳۹ ح ۴۲۵) وسنده صحیح)

❀❀❀❀

٤٢٧۔ ضعیف سنن ابن ماجه كتاب الطهارة باب ماجاء فی القصد فی الوضوء وكراهية التعدی فيه (٤٢٥)، مسند احمد (٢/ ٢٢١)، عبداللہ بن لھیعہ مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

٤٢٨۔ موضوع سنن الدارقطنی كتاب الطهارة باب التسمية على الوضوء (١/ ٧٣، ٧٥)، حدیث ابی ہریرہ میں مرداس بن محمد عبداللہ ضعیف ہے۔، حدیث ابن مسعود میں یحییٰ بن ہاشم السمسار کذاب ہے۔، حدیث ابن عمر میں عبداللہ بن حکیم ابوبکر الداھری کذاب ہے۔

٤٢٩۔ ضعیف سنن ابن ماجه كتاب الطهاره باب تخليل الاصابع (٤٤٩)، الدارقطنی كتاب الطهارة وضوء رسول الله ﷺ (١/ ٨٣ ح ١٦) معمر اور اس کا والد محمد بن عبیداللہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔

(۵) بَابُ الْغُسْلِ...... غسل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

ازدواجی احکام ومسائل

۴۳۰۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۰۔ (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص تم میں سے اپنی بیوی کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھے۔ (یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے درمیان) پھر کوشش کرے۔ (یعنی جماع کرے) تو غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اگرچہ منی نہ نکلے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... چاروں شاخوں سے مراد عورت کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہیں۔ اور جہد سے مراد جماع ہے۔ یعنی جماع کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی نہ نکلی ہو۔ تمام ائمہ کا یہی مسلک ہے۔

۴۳۱۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: هٰذَا مَنْسُوْخٌ۔

۴۳۱۔ (۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پانی ہی سے ہے۔ (یعنی منی نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور بغیر منی نکلے غسل ضروری نہیں ہے) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ شیخ امام محی السنہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہے (ابتدائے اسلام میں ایسا کرنا جائز تھا۔ لیکن پہلی حدیث کے بموجب یہ حدیث منسوخ ہے)

۴۳۲۔ (۳) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ فِی الْاِحْتِلَامِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَلَمْ اَجِدْهُ فِیْ ((الصَّحِيْحَيْنِ))

۴۳۲۔ (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے، یہ احتلام کے لیے ہے۔ یعنی اگر کسی نے خواب دیکھا اور احتلام ہو گیا یعنی منی نکل آئی تو غسل واجب ہے اور اگر خواب کی حالت میں منی نہیں نکلی ہے تو غسل واجب نہیں ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور بخاری ومسلم میں مجھے یہ روایت نہیں ملی۔

۴۳۰۔ صحیح البخاری کتاب الغسل باب اذا التقی الختانان (۲۹۱)، مسلم: کتاب الحیض باب نسخ بالماء من الماء (۳۴۸۔ ۷۸۳)

۴۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب انما الماء من الماء (۳۴۳۔ ۷۷۵)

۴۳۲۔ حسن موقوف سنن الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء ان الماء من الماء (۱۱۲)

٤٣٣ـ (٤) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ! اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ؛ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، اِذَا رَأَتِ الْمَآءَ)) فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! اَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ:((نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۳۔ (۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حق بات کو بیان کرنے سے نہیں شرماتا ہے۔ کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر نہانا فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب کہ وہ پانی یعنی منی کو دیکھ لے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنے منہ کو ڈھانک لیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔ کس وجہ سے بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے

٤٣٤ـ (٥) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةِ أُمِّ سُلَيْمٍ: ((إِنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ، وَمَآءُ الْمَرْأَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ؛ فَمَنْ اَيُّهُمَا عَلَا اَوْسَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ))

۴۳۴۔ (۵) اور مسلم کی حدیث میں جو ام سلیم سے مروی ہے۔ اس میں اتنے الفاظ زائد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ جس کی منی غالب ہو یا پہلے خارج ہو بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔

توضیح:...... ام سلیم رضی اللہ عنہا نے تمہید کے طور پر پہلے یہ کہا کہ اللہ حق بات دریافت کرنے سے نہیں شرماتا۔ یعنی حق بات کے کہنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ سوال کا تعلق ایک شرم سے تھا۔ تو اس کو ایک شرم سے تعبیر کیا۔ منی جس طرح مردوں کی ہوتی ہے اسی طرح عورتوں کی بھی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ٥ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ٥﴾ (الطارق) "انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے"۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ انسان اچھلنے والے پانی یعنی عورت اور مرد کی منی سے پیدا کیا گیا ہے جو مرد کی پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے نکلتی ہے۔ عورت کا یہ پانی زرد رنگ کا اور پتلا ہوتا ہے اور دونوں سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس حدیث میں آپ نے یہی فرمایا کہ عورت کی منی ہوتی ہے۔ اگر اس کی منی غالب رہی یا پہلے نکلی تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر منی مرد کی غالب رہی تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطلب یہی ہے کہ عورت کی منی ہوتی ہے، احتلام بھی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی تعجب نہیں۔ اس حدیث میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم کا بیان ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں ان کے مختصر حالات لکھتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام ہندہ اور کنیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھی۔ اور ان کے پہلے خاوند حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی اولین مسلمانوں سے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف ہجرت ایک ساتھ ہی کی۔ اس کے بعد وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی جس کا مفصل قصہ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا

٤٣٣ـ صحيح البخاري كتاب العلم باب الحياء في العلم (١٣٠)، مسلم كتاب الحيض باب وجوب الغسل على المراة يحروج المثنى منها (٣١٣ـ ٧١٢)

٤٣٤ـ صحيح مسلم كتاب الحيض باب وجوب الغسل على المراة يخروج (٣١١ـ٧١٠)

تو اپنے اونٹ پر سامان لادا اور مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو سوار کرایا، خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے لیکن میرے میکے کے لوگوں نے دیکھ لیا۔ انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں تو آزاد ہو سکتے ہو۔ مگر ہم اپنی لڑکی کو ساتھ نہیں جانے دیں گے کہ یہ شہر در شہر پھرے' حضرت ام سلمہ کو خاوند اور بیٹے سے الگ کرنا' یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ میرے سسرال کے لوگ بنوعبدالاسد کو جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے جب اس قصہ کی خبر ملی تو وہ میرے میکے والوں سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا تو اختیار ہے۔ مگر ہم اپنے لڑکے سلمہ کو تمہارے پاس کیوں چھوڑ دیں۔ جب کہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے پاس نہیں چھوڑا۔ اور یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ کو بھی مجھ سے چھین کر لے گئے۔ اب میں اور میرا لڑکا اور میرا شوہر تینوں جدا جدا ہو گئے' خاوند تو مدینہ چلے گئے میں اپنے میکے میں رہ گئی' اور بیٹا دودھیال میں پہنچ گیا' ایک سال تک روتے گزرا۔ میں روز میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی اسی طرح پورا ایک سال مجھے روتے روتے گذر گیا نہ میں خاوند کے پاس جا سکی نہ بچہ ہی مجھے مل سکا۔ میرے ایک چچا زاد بھائی نے میرے حال پر ترس کھا کر اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اس مسکینہ پر ترس نہیں آتا کہ اس کو بچے اور خاوند سے جدا کر رکھا ہے اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔

غرض میرے چچا زاد بھائی نے کہہ سن کر اس بات پر سب کو راضی کر لیا۔ انہوں نے مجھ کو اجازت دے دی کہ تم اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ۔ یہ دیکھ کر بنوعبدالاسد نے بھی لڑکا مجھے واپس دے دیا' میں نے ایک اونٹ تیار کیا اور بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کو چل دی' تین چار میل چلی تھی کہ تنعیم میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے' مجھ سے پوچھا کہ اکیلی کہاں جا رہی ہو۔ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کوئی تمہارے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چل دیے۔ خدائے پاک کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں ملا۔ جب اترنے کا وقت ہوتا۔ تو وہ میرے اونٹ کو بٹھا کر خود علیحدہ درخت کی آڑ میں ہو جاتے میں اتر جاتی اور جب سوار ہونے کا وقت ہوتا تو اونٹ پر سامان وغیرہ لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ آ کر اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے' اسی طرح ہم مدینہ منورہ پہنچے جب قبا میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تمہارا خاوند یہیں ہے' اس وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ قبا ہی میں مقیم تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ مجھے پہنچا کر خود مکہ مکرمہ واپس ہو گئے پھر کہا خدا کی قسم! عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کریم اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ اور اس سال میں نے جتنی مشقت اور تکلیف برداشت کی شاید ہی کسی نے کی ہے۔ (اسد الغابہ' زرقانی)

ان کے خاوند حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ احد میں بھی' جنگ احد میں زخمی ہوئے جس کے صدمہ سے جاں بر نہ ہو سکے اور جمادی الاخری ۳ھ کو شہادت کی موت ہوئی' مرتے وقت ان کی زبان پر تھا۔ **اللھم اخلفنی فی اھلی بخیر** ''خدایا میرے پسماندگان کی بھلائی کے ساتھ نگہداشت فرما۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی' جس کا ظہور بعد میں ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مصیبت زدہ مسلمان اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز عطاء فرمائے گا۔ دعا یہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون أللھم أجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا (مسلم) جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے کہا۔ ابوسلمہ سے کون اچھا ہو گا۔ جو پہلے مہاجر ہیں۔ لیکن میں نے اس دعا کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا۔ جو ابوسلمہ سے لاکھوں درجہ اچھے تھے۔ (مسلم)

(ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیرت اور کثیر العیال اور سن رسیدہ ہونے کا عذر پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو برداشت کر کے نکاح کر لیا۔) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی عالمہ فاضلہ تھیں اور بہت صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں ان

سے آٹھ سو تین حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے نصیحت ملتی ہے کہ جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

یہ ایک رشتے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ مشہور ہیں۔ پہلے ان کا نکاح مالک بن نضر سے ہوا تھا۔ یہ مدینہ میں اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں، مالک چونکہ آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے، اور ام سلیم رضی اللہ عنہا تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لیے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جو اس قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اب بھی وہی عذر تھا۔ یعنی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مشرک تھے۔ اس لیے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔ غرض ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کچھ دن تک غور کر کے اسلام کا اعلان کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سامنے آ کر کلمہ پڑھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو، ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا میرا مہر اسلام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ یہ عجیب وغریب مہر ہے۔ نکاح کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور چند ماہ کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے حضرت انس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا، انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہوں۔ یہ میرا بیٹا ہے اور آپ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ قائم کی اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔ غزوات میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت جوش سے حصہ لیا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے جو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تو وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر کر لاتی تھیں۔

۵ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس موقع پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک برتن میں مالیدہ بنا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔

۷ھ میں خیبر کا واقعہ ہوا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس میں شریک تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنوارا تھا۔ غزوۂ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے تھیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولیں اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرا دیے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں ان کے قتل کا حکم دیجیے۔ ارشاد ہوا خدا نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت انس، ابن عباس رضی اللہ عنہما، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیاں ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان بزرگوں نے ان ہی کا حکم مانا ان کو مسائل کے پوچھنے میں کچھ عار نہ تھا ''ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا حق بات سے شرم نہیں کرتا۔ کیا عورت پر غسل واجب ہے، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سوال سن رہی تھیں بیساختہ ہنس پڑیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی فضیحت کی ہے بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں'' (مسند)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا میں بڑے فضائل اخلاق جمع تھے۔ جوشِ ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بنا پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضا مند نہ تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اس وجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سننے کے قابل ہے۔ **قالت یا ابا طلحة الست تعلم ان الهك الذی تعبد ینبت من الأرض قال بلی قالت فلا اتستحی تعبد شجرة** (مسند احمد) ''ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ابوطلحہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود زمین سے اگاتا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں تو پھر تم کو درخت کی پوجا کرنے میں شرم نہیں آتی۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے اور ٹوٹے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ (بخاری)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھیں اور مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔ (مسند احمد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے خاص محبت تھی۔ صحیح مسلم میں ہے:

((كان النبی صلی الله علیه وسلم لا یدخل علی أحد من النساء الا علی أزواجه الا ام سلیم فانه یدخل علیها فقیل له فی ذلك فقال انی أرحمها قتل أخوها معی.))

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی کے یہاں نہیں جاتے تھے۔ لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا مستثنیٰ تھیں۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے ان کے بھائی حرام رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نہایت صابرہ اور مستقل مزاج تھیں۔

ابوعمیر ان کا بہت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا۔ لیکن جب اس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا جیسا کہ اس کا بیان پہلے آ چکا ہے یہ بڑی سچی اور صاحب کرامت بی بی تھیں جیسا کہ اس ذیل کے واقعہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں کچھ بھیج دو۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہاں۔ فرمایا کھانے کے لیے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے کھانا بہت قلیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا۔ خدا کی شان اس میں بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بڑی عابدہ، زاہدہ، صابرہ تھیں۔ ان کے صبر و استقلال کی داستان رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ ذیل میں ان کے صبر و استقلال کی سچی روایات حدیث کی کتابوں میں سے درج کی جاتی ہیں۔ ان کے صاحبزادے حضرت ابوعمیرؓ تھے وہ بلبل پرندے سے کھیلتے تھے اتفاق سے بلبل مر گیا بچے کو صدمہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق سے کہا۔ **یا ابا عمیر ما فعل النغیر**. ابوعمیر بلبل

کا کیا ہوا یہ ماں باپ کے بڑے چہیتے تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صحابی اس بچہ کے باپ ہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس عمیر سے بڑی محبت تھی خدا کے حکم سے وہ بچہ بیمار ہو گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس بچے کی دوا کرتے رہے ایک مرتبہ کسی ضرورت سے گھر سے باہر چلے گئے۔ اس دن روزے سے تھے۔ اتفاقاً ان کی عدم موجودگی میں اس پیارے ابوعمیر کا انتقال ہو گیا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں خیال کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا روزہ ہے اگر ان کو بچے کا انتقال ہونا معلوم ہو جائے گا تو کھانا نہیں کھائیں گے اور نہ رات کو آرام سے سوئیں گے جو ہونا تھا وہ ہو گیا سب سوچ سمجھ کر بڑی ہوشیاری اور صبر سے کام لیا کہ بچے کو نہلایا دھلایا کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا اوپر سے چادر اڑھا دی اور گھر کے ایک گوشے میں چارپائی رکھ دی۔ اس سے فارغ ہو کر اس دن کھانا اچھا تیار کیا اور خود بھی سنور گئیں اور خوشبو وغیرہ لگا لی۔ رات کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بچہ کے متعلق دریافت کیا ''کیف الغلام'' بچے کا حال کیا ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرمایا: ((فقد هدأت نفسه وارجوا ان يكون قد استراح .)) اس کو سکون ہے بڑی نیند سے سو گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب بالکل آرام ہو گیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ یہ صحیح کہہ رہی ہے۔ بے فکر ہو کر کھانا کھایا چونکہ اس دن ام سلیم رضی اللہ عنہا بن سنور کر بظاہر خوش تھیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بچے کے اچھے ہو جانے سے بے فکر ہو گئے ان کو بھی ایک گونہ خوشی تھی بیوی کو بھی خوش دیکھا دونوں میاں بیوی ساتھ سو گئے اور رات بے تکلفی میں گزاری جب صبح نہا دھو کر فجر کی نماز پڑھنے جانے لگے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ذرا ٹھہر جائیے' ایک مسئلہ کا جواب دیتے جائیے' مسئلہ یہ ہے۔

((لو ان قوما اعاروا اهل بيت عارية فطلبوا عاريتهم الهم ان يمنعو هم قال ابو طلحة ليس لهم ذالك ان العارية موداة الى اهلها)) اگر کوئی کسی کو مانگی چیز چند دنوں کے لیے دے دے تو پھر وہ اپنی چیز مانگنے لگے تو روکنے اور دینے کا حق ہے یا نہیں؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مانگی ہوئی چیز کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ وہ مانگی چیز اس کے اصل مالک کو ادا کر دینا چاہیے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((ان الله اعارنا فلانا ثم اخذ ه فاحتسب ابنك .)) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو عاریۃً دیا تھا پھر اس نے لے لیا ہے اس کا انتقال ہو گیا۔ صبر کیجیے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ''انا للہ'' پڑھتے ہوئے نماز کو تشریف لے گئے نماز کے بعد سارا واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ نے برکت کی دعا کی چنانچہ اس رات کی ہم بستر سے حمل رہ گیا اور عبداللہ نامی بچہ پیدا ہوا اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے نو بچے پیدا ہوئے جو سب بڑے نیک بخت اور قاری قرآن تھے۔

(بخاری و مسلم فتح الباری)

غسل جنابت کا مسنون طریقہ

۴۳۵۔ (۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَآءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرُفَاتٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔ مُتَّفَقٌ

۴۳۵۔ (۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کے غسل کا ارادہ فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتے (پھر شرم گاہ کو دھوتے پھر جس ہاتھ سے شرم گاہ کو دھویا تھا اس کو زمین پر رگڑ کر دوبارہ دھوتے) پھر نماز کے لیے جس طرح وضو کیا جاتا ہے وضو کرتے۔ پھر اپنی انگلیوں کو پانی میں تر کر کے بالوں کی جڑ میں خلال کرتے یعنی سر کے بالوں کو اور ریش مقدس کے بالوں کو مل مل کر

۴۳۵۔ صحیح البخاری کتاب الغسل باب الوضو قبل الغسل (۲۴۸)' مسلم کتاب الحیض باب صفة غسل الجنابه (۳۱۶۔۷۱۸)

عَلَيْهِ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ، فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ۔

دھوتے کہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جاتا۔ پھر سر پر تین چلو پانی اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر ڈالتے۔ پھر تمام بدن پر پانی ڈال کر دھوتے (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ غسل شروع کرتے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور شرم گاہ دھوتے اس کے بعد وضو کرتے۔

٤٣٦۔ (٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ: قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ، وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ، فَغَسَلَ فَرْجَهٗ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ، وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ، ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ۔

٤٣٦۔ (٧) حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت میمونہ ﷝ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے نہانے کے لیے میں نے پانی رکھا اور کپڑا تان کر پردہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے غسل کیا کہ آپ ﷺ نے پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور شرم گاہ کو دھویا پھر جس ہاتھ سے شرم گاہ کو دھویا پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر سر پر پانی ڈالا (اور سر کو دھویا پھر اس کے بعد تمام جسم پر پانی ڈالا) پھر جس جگہ آپ کھڑے تھے وہاں سے ہٹ کر دونوں پیروں کو دھویا۔ میں نے بدن پونچھنے کے لیے آپ ﷺ کو کپڑا دیا تو آپ نے کپڑے کو نہیں لیا اور دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہاں سے تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے غسل جنابت کی ترکیب ثابت ہوتی ہے اس طرح سے کہ جنبی آدمی کے ہاتھ میں اگر نجاست لگی ہے تو پہلے ہاتھوں کا دھونا ضروری ہے کیونکہ ایسی حالت میں ان ناپاک ہاتھوں کو پانی میں ڈال دیا گیا تو پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اس لیے پہلے ہاتھوں کا دھونا ضروری ہے اور اگر ہاتھوں میں نجاست نہیں لگی تب بھی احتیاطاً دھونا مستحب ہے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو دھونا چاہیے یعنی داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتا جائے اور بائیں ہاتھ سے دھوتا جائے پھر جس ہاتھ سے شرمگاہ کو دھویا ہے اسے مٹی سے مانج کر یا صابن لگا کر دھو ڈالے پھر اس کے بعد تین مرتبہ کلی کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے۔ پھر تمام چہرے کو دھوئے پھر اس کے بعد تمام جسمکو پانی ڈال ڈال کر دھوئے۔ پھر ہٹ کر دونوں پاؤں کو وضو اور غسل کی نیت سے دھو ڈالے۔ اس غسل کے وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ غسل کی حالت میں شرمگاہ کو نہ چھوئے ہو۔ اور اگر غسل کی حالت میں شرمگاہ پر ہاتھ پڑ گیا ہے تو غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ شرمگاہ کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

٤٣٧۔ (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷝ قَالَتْ: اِنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ

٤٣٧۔ (٨) حضرت عائشہ ﷝ کہتی ہیں ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے غسل حیض کی کیفیت دریافت کی۔ (یعنی حیض کا

٤٣٦۔صحيح البخاری كتاب الغسل باب نقض اليدين من غسل الجنابة (٢٧٦)، مسلم كتاب الحيض باب صفة غسل الجنابة۔(٣١٧۔٧٢٢)

٤٣٧۔ صحيح البخاری كتاب الحيض باب دلك المراة نفسها اذا تطهّرت (٣١٤)، مسلم كتاب الحيض باب استحباب استعمال المغتسلة (٣٣٢۔٧٤٧)

الْمَحِيْضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَ: ((خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ، فَتَطَهَّرِيْ بِهَا))۔ قَالَتْ: كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: ((تَطَهَّرِيْ بِهَا))۔ قَالَتْ: كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! تَطَهَّرِيْ بِهَا))۔ فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِي بِهَا اَثَرَ الدَّمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

غسل کس طرح کیا جائے؟) تو آپ ﷺ نے اس کے غسل کی کیفیت بیان کی (جو مذکورہ بالا حدیث میں گذر چکا ہے) اور آپ ﷺ نے غسل کا حکم بیان فرما کر فرمایا کہ جب تو نہا دھو کر فارغ ہو جائے تو خوشبودار کپڑا یا خوشبودار روئی کا پھوندا لے کر اس سے طہارت لے اور پاکی حاصل کرے۔ اس نے کہا کہ میں اس کپڑے سے کیسے پاکی حاصل کروں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس سے پاکی حاصل؟ کر۔ پھر اس نے اس کا مطلب نہیں سمجھا اور سہ بار سوال کیا کہ خوشبودار کپڑے سے میں کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے شرم اور تعجب کے طور پر سبحان اللہ کہہ کر فرمایا تو اس خوشبودار کپڑے سے پاکی حاصل کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے فرمانے کا مطلب سمجھ گئی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا تو میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے سمجھایا کہ تو اس کپڑے کو خون کی جگہ رکھ دے۔ یعنی شرمگاہ میں اس خوشبودار کپڑے کو رکھ لے تاکہ حیض کی گندگی اور بدبو جاتی رہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

عورتوں کے لیے سر کے بال کھولنے ضروری نہیں

۴۳۸۔ (۹) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ اِمْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِيْ، اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: ((لَا، اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ، فَتَطْهُرِيْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۳۸۔ (۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) میں اپنے سر کے میڈیوں اور جوڑنے کو مضبوطی سے کس لیتی ہوں تو ناپاکی کے غسل کے وقت میں کیا اس کو کھول ڈالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اپنے سر پر تین مرتبہ تین لپ پانی ڈالو (اور بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تر کر دو کہ کوئی بال کی جگہ سوکھی رہنے نہ پائے) پھر اپنے باقی جسم پر پانی ڈال کر دھو ڈالو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

غسل کے لیے کتنا پانی کافی ہوگا؟

۴۳۹۔ (۱۰) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ، اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۳۹۔ (۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو کیا کرتے تھے ایک صاع یا اس سے زیادہ پانچ مد پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... مد ایک پیمانہ ہے جس میں ایک آدھ سیر کے قریب اناج سماتا ہے اور صاع تقریباً پونے تین سیر کا ہوتا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ ایک سیر پانی سے وضو کرتے۔ اور تین سیر پانی سے غسل کرتے۔ یعنی وضو اور غسل میں پانی بہت کم خرچ کرتے۔

۴۳۸۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب حكم ضغائر المغتسلة (۳۳۰۔ ۷۴۴)

۴۳۹۔ صحيح البخاري كتاب الوضوء باب الوضوء بالمد (۲۰۱)، صحيح مسلم كتاب الحيض باب القدر المستحب من الماء في غسل (۳۲۵۔۷۳۷)

میاں بیوی کا ایک ہی برتن سے غسل کرنا

٤٤٠۔ (١١) وَعَنْ مُعَاذَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ، فَيُبَادِرُنِيْ، حَتّٰى اَقُوْلَ: دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ قَالَتْ: وَهُمَا جُنُبَانِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۴۰۔(۱۱) حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ جو ہم دونوں کے درمیان میں رکھا ہوا ہوتا تھا۔ تو آپ ﷺ پانی لینے میں مجھ سے جلدی کرتے یہاں تک کہ میں کہتی کہ آپ میرے لیے پانی چھوڑیے، آپ میرے لیے پانی چھوڑیے۔ معاذہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان دونوں کا غسل ناپاکی کا ہوتا تھا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

غسلِ جنابت کا احکام و مسائل

٤٤١۔ (١٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا . قَالَ: ((يَغْتَسِلُ)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ: ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ)) قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ؟ قَالَ:((نَعَمْ، اِنَّ النِّسَآءَ شَقَآئِقُ الرِّجَالِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۴۱۔(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ جو کپڑے میں نمی کے اثرات پاتا ہے۔ احتلام ہونا یاد نہیں ہے (تو وہ کیا کرے غسل کرے یا نہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے غسل کرنا چاہیے اور ایک آدمی کو خواب تو یاد رہے لیکن کپڑوں پر نمی کا نشان نہیں پاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ غسل نہ کرے (کیونکہ تراوٹ کا نہ پانا احتلام نہ ہونے کی دلیل ہے) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورت بھی اس کو دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں عورتیں بھی مردوں کی طرح ہیں (جس طرح مردوں کو احتلام ہوتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے)

(ترمذی، ابوداؤد)

٤٤٢۔ (١٣) وَعَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، وَجَبَ الْغُسْلُ)) فَعَلْتُهٗ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَاغْتَسَلْنَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۴۴۲۔(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد کا ختنہ عورت کے ختنے میں غائب ہو جائے تو دونوں پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ میں نے اور آپ ﷺ نے ایسا کیا اور غسل کیا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٤٠۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب القدر المستحب من الماء فى غسل الجنابة (٣٢١-٧٣٢)

٤٤١۔ حسن سنن ابى داوٗد كتاب الطهارة باب فى الرجل يجداليلة فى (٢٣٦)، الترمذى كتاب الطهارة باب فيمن يستيقظ (١١٣)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب من احتلم ولم بريملا (٦١٢)

٤٤٢۔ اسناده صحيح سنن الترمذى كتاب الطهارة باب اذا التقى الختانان (١٠٨-١٠٩)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب فى وجوب الغسل اذا التقى (٦٠٨)

٤٤٣- (١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ، وَاَنْقُوْا الْبَشَرَةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ، وَالْحَارِثُ بْنُ وَجِیْهٍ الرَّاوِیْ وَهُوَ شَیْخٌ، لَیْسَ بِذٰلِكَ.

۴۴۳۔(۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے تو بالوں کو دھوؤ۔ اور بدن کو مل کر پاک کرو۔ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حارث بن وجیہہ راوی بوڑھے ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

٤٤٤- (١٥) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ)). وَقَالَ عَلِیٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ، ثَلَاثًا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَاَحْمَدُ، وَالدَّارِمِیُّ، اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِیْ

۴۴۴۔(۱۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بال کے برابر جگہ غسل جنابت میں چھوڑی اور اس کو نہیں دھویا تو جہنم میں اس کو ایسی ایسی سزا دی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی برتی۔ اس لفظ کو تین دفعہ دہرایا۔ یعنی اس وعید کو سن کر میں اپنے سر کے بالوں کو منڈانے لگا۔ تاکہ غسل جنابت کے وقت کوئی بال کی جگہ سوکھی نہ رہے۔

٤٤٥- (١٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۴۴۵۔(۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے (یعنی غسل سے پہلے جو وضو کیا جاتا ہے اسی پر اکتفا کرتے (بشرطیکہ ستر پر ہاتھ نہ لگا ہوتا)۔ اس حدیث کو ترمذی و ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٤٦- (١٧) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَغْسِلُ رَأْسَهٗ بِالْخِطْمِیِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَّجْتَزِیْءُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَآءَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۴۴۶۔(۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپاکی کی حالت میں خطمی سے سر دھوتے تھے اور دوبارہ سر پر پانی نہیں ڈالتے تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... جیسے موجودہ زمانے میں صابن سے سر دھویا جاتا ہے بعد میں سر دھونے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح پہلے زمانے میں خطمی سے سر دھویا کرتے تھے سر کے دھو لینے کے بعد غسل کرنے کے وقت دوبارہ سر پر پانی نہیں ڈالتے تھے۔

٤٤٣- اسناده ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الغسل من الجنابة (٢٤٨)، الترمذی كتاب الطهارة باب تحت كل شعرة جنابه (١٠٦)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب تحت كل شعره جنابة (٥٩٧)، الحارث بن وجیہ ضعیف ہے۔

٤٤٤- اسناده ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الغسل من الجنابة (٢٤٩)، ابن ماجه كتاب باب (٥٩٩)، مسند احمد (١/ ٩٤، ١٠١) عطاء بن السائب مختلط ہے اور حماد بن سلمہ کی عطار کے اختلاط سے پہلے اور بعد کی روایات میں تمیز نہیں ہے۔

٤٤٥- حسن سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الغسل من الجنابة (٢٥٠)، الترمذی كتاب الطهارة باب فی الوضوء بعد الغسل (١٠٧)، نسائی كتاب الطهارة باب ترك الوضوء بعد الغسل (٢٥٣)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب فی الوضوء بعد الغسل (٥٧٩)

٤٤٦- اسناده ضعيف سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب فی الجنب يغسل راسه (٢٥٦) رجل من بنی سوائة مجهول ہے۔

٤٤٧۔ (١٨) وَعَنْ يَعْلٰى رضی اللہ عنہ قَالَ:اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يَّغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُّحِبُّ الْحَيَآءَ وَالتَّسَتُّرَ، فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ، فَلْيَسْتَتِرْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ، قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ))

۴۴۷۔(۱۸) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھلے میدان میں ننگا نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیادار اور پردہ پوش ہے اور حیاء و پردہ پوشی کو اچھا سمجھتا ہے۔تو اگر کوئی شخص غسل کرے تو پردہ کر کے غسل کرے۔ اس حدیث کو نسائی و ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے لہٰذا تم میں سے جو شخص غسل کرنے کا ارادہ کرے تو اسے پردہ کر کے غسل کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

٤٤٨۔ (١٩) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:اِنَّمَا كَانَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةً فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ، ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا۔رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۴۸۔(۱۹) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منی نکلنے سے غسل واجب ہونے کی رخصت ابتدائے اسلام میں تھی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔اس کو ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... یعنی ابتدائے اسلام میں انزال سے غسل واجب ہوتا تھا اور عدم انزال سے غسل ضروری نہیں تھا۔لیکن دوسری حدیث التقائے ختانین والی سے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو جماع کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

٤٤٩۔ (٢٠) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ:جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:اِنِّيْ اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ، فَرَاَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْكُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاكَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

۴۴۹۔(۲۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ میں جنابت کا غسل کر چکا تھا اور فجر کی نماز بھی پڑھ چکا تھا تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ناخن کے برابر پانی نہیں پہنچا ہے (آیا میرا غسل ہوا کہ نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنا ہاتھ اس پر پھیر لیتا یعنی اسے دھوڈالتا تو کافی ہو جاتا، دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٥٠۔ (٢١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ:كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَغُسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْاَلُ، حَتّٰى جُعِلَتِ

۴۵۰۔(۲۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شروع اسلام میں پچاس وقت کی نماز فرض تھی اور جنابت کا غسل سات مرتبہ کرنا تھا اور کپڑے سے پیشاب کا دھونا بھی سات مرتبہ تھا تو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے کمی کی ہمیشہ درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ پانچ وقت کی نماز رکھی گئی

٤٤٧۔ حسن سنن ابی داوٗد کتاب الحمام باب النهی عن القری (٤٠١٢)، النسائی کتاب الغسل باب الاستتار عند الاغتسال (٤٠٦)

٤٤٨۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الاکسال (٢١٤)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء ان الماء من الماء (١١٠)، ابن ماجه (٦٠٩)

٤٤٩۔ اسناده ضعیف سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب من اغتسل من الجنابه (٦٦٤)، محمد بن عبیداللہ العرزمی متروک ہے۔

٤٥٠۔ اسناده ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب الغسل من الجنابة (٢٤٧)، ایوب بن جابر ضعیف ہے۔

الصَّلاۃُ خَمْسًا، وَغُسْلُ الْجَنَابَۃِ مَرَّۃً وَغَسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّۃً۔ رَوَاہُ أَبُوْدَاوُدَ۔

اور جنابت کا غسل ایک مرتبہ کرنا لکھا گیا اور پیشاب بھرے کپڑے کو ایک مرتبہ دھو لینا کافی سمجھا گیا۔اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... معراج شریف کی رات میں جب کہ آپ ﷺ کی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئی تھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد دہانی کی وجہ سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے متعدد دفعہ کمی کی درخواست کی۔گھٹاتے گھٹاتے پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔اسی طرح سے غسل جنابت اور کپڑے کی طہارت میں بھی تخفیفی حکم ہو گیا۔

❀❀❀❀

(٦) بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهُ

ناپاک آدمی سے ملنا جلنا اور اس سے سلام و مصافحہ کرنا جائز ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

مومن نجس نہیں ہوتا

٤٥١ـ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا جُنُبٌ، فَاَخَذَ بِيَدِیْ، فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ، فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ، وَهُوَ قَاعِدٌ. فَقَالَ: ((اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَاهِرٍّ؟)) فَقُلْتُ لَهٗ. فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَّعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ: فَقُلْتُ لَهٗ: [لَقَدْ لَقِيْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ، فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ۔ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى۔

۴۵۱ـ (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اس حالت میں کہ میں جنابت کی حالت میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ میں چپکے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر باہر چلا آیا اور اپنے گھر آ کر غسل کر کے واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما رہے۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ ابوہریرہ اب تک کہاں تھے۔ میں نے کہا (کہ میں جنابت کی حالت میں تھا غسل کرنے کے لیے چلا گیا اور اب حاضر ہوا ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک ہے مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں۔ اور مسلم شریف میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی جب کہ میں جنبی تھا تو بغیر غسل کیے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا۔ بخاری کی ایک دوسری روایت مسلم ہی کی روایت کی طرح ہے۔

غسل کیے بغیر سونا ہو تو وضو کر کے سویا جائے

٤٥٢ـ (٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَوَضَّأْ، وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۲ـ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ وہ رات کو جنبی (ناپاک) ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کر لو اور اپنے عضو مخصوص کو دھو ڈالو پھر سو جاؤ۔ (بخاری و مسلم) یعنی مستحب یہ ہے کہ اگر رات ہی کو غسل کرنے کا اتفاق نہ ہو تو عضو مخصوص کو دھو کر وضو کر کے سو جائے تو جائز ہے پھر صبح کو

٤٥١ـ صحيح البخاری کتاب الغسل باب الجنب يخرج ويمشی فی السوق (٢٨٥)، مسلم کتاب الحيض باب الدليل علی ان المسلم لا ينجس (٣٧١ـ ٨٢٤)

٤٥٢ـ صحيح البخاری کتاب الغسل باب الجنب يتوضا ثم ينام (٢٩٠)، مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء (٣٠٦، ٧٠٤)

باقاعدہ غسل کرنا فرض ہے۔

٤٥٣ - (٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۵۳۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

٤٥٤ - (٤) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ، فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوْئًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۵۴۔ (۴) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور ہم بستری کرے اور فارغ ہونے کے بعد دوبارہ پھر جماع کا ارادہ کرے تو ان دونوں جماعوں کے درمیان وضو کر لے (مسلم)

توضیح:...... ایسا کرنا اچھا ہے گو بغیر وضو کے بھی دوبارہ جماع کرنا جائز ہے۔ (هذا اذكى واطيب واطهر)

٤٥٥ - (٥) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۵۵۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی رات میں متعدد ازواج مطہرات کے پاس گشت کر کے ایک ہی غسل کر لیتے تھے (مسلم)

توضیح:...... علمائے کرام نے اس حدیث کی مختلف توجیہات کی ہیں:

۱۔ یہ ہے کہ آپ ﷺ روزانہ ہر بیوی کے پاس خیر و عافیت کرنے کے لیے تشریف لے جاتے اور ہر ایک سے ملاقات کر کے آخر میں اس بیوی کے پاس شب باشی کرتے جس کے ہاں رہنے کی باری ہوتی تھی اور اس سے ہم بستر ہو کر غسل کرتے تھے۔

۲۔ ہر بیوی سے ہم بستر ہوتے اور آخر میں صرف ایک ہی غسل کر لیتے ایسا کرنا خصوصی طور پر آپ کے لیے جائز تھا دوسرے کے لیے جائز نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے ذمہ باری مقرر کرنا ضروری نہیں تھا۔

۳۔ یا ہر ایک کی اجازت و مرضی سے ایسا کرتے تھے۔

۴۔ یا بیان للجواز کے طور پر ایسا کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٤٥٦ - (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَذْكُرُهُ فِيْ كِتَابِ الْأَطْعِمَةِ، إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

۴۵۶۔ (۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خدا کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (طہارت کی حالت میں ذکر لسانی و قلبی اور غیر طہارت میں ذکر قلبی غرض کسی وقت ذکر الٰہی سے غافل نہیں رہتے تھے)

(۴۲۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ان شاء اللہ کتاب الاطعمہ میں آئندہ چل کر ذکر کریں گے۔

---

٤٥٣ - صحيح البخاری کتاب الغسل باب الجنب يتوضا ثم ينام (٧٨٨)، مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنب (٣٠٥-٧٠١)

٤٥٤ - صحيح مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنب ٣٠٨ [٧٠٧]

٤٥٥ - صحيح مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنب (٣٠٩-٧٠٨)

٤٥٦ - صحيح مسلم کتاب الحيض باب ذكر الله تعالىٰ فى حال الجنابة (٣٧٣-٨٢٦)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ ......دوسری فصل

غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے

۴۵۷۔ (۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جَفْنَةٍ، فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ: ((اِنَّ الْمَآءَ لَا يَجْنُبُ)) رَوَاهُ ، اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔ وَرَوَى الدَّارِمِیُّ نَحْوَهُ.

۴۵۷۔ (۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے لگن میں سے پانی لے کر غسل کیا (اور کچھ پانی لگن میں باقی رہ گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لگن کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ناپاک تھی (اور اس لگن میں سے پانی لے کر غسل کیا ہے اور یہ پانی میرے غسل کا بچا ہوا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بچا ہوا پانی ناپاک نہیں ہے۔ اس حدیث کو ترمذی ابوداؤد دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۴۵۸۔ (۸) وَفِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) عَنْهُ، عَنْ مَّيْمُوْنَةَ، بِلَفْظِ ((الْمَصَابِيْحِ)).

۴۵۸۔ (۸) اور شرح السنہ میں مصابیح کی روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

۴۵۹۔ (۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ يَسْتَدْفِیْ بِیْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهُ وَفِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) بِلَفْظِ ((الْمَصَابِيْحِ))

۴۵۹۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل کر کے میرے غسل سے پہلے میرے پاس تشریف لا کر لیٹ کر گرمی حاصل کرتے (ابن ماجہ و ترمذی) اور شرح السنہ میں مصابیح کا لفظ ہے۔

یعنی سردی کے زمانے میں ایسا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی کے بدن سے پاک آدمی کا بدن لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا بشرطیکہ ناپاکی نہ لگنے پائے۔

حالتِ جنابت کے کچھ مسائل

۴۶۰۔ (۱۰) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ، وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ؛ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ اَوْيَحْجُزُهُ عَنِ

۴۶۰۔ (۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو ہم صحابہ کو قرآن مجید پڑھاتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر گوشت وغیرہ کھاتے اور سوائے جنابت کے کوئی چیز

۴۵۷۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطھارۃ باب الماء لا یجنب (۶۸)، الترمذی کتاب الطھارۃ باب الرخصہ فی فضل طھور المراۃ (۶۲، ۶۵)، ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب الرخصۃ بفضل وضو المراۃ (۳۷۰)، الدارمی کتاب الطھارۃ باب الوضو بفضل وضوأ المرأۃ (۷۲۴)

۴۵۸۔ صحیح شرح السنۃ للبغوی (۲/ ۲۷ ح ۲۰۹)، ترمذی کتاب باب (۶۲)، ابن ماجہ باب (۳۷۲)

۴۵۹۔ اسنادہ ضعیف سنن ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب فی الجنب یَسْتَدْفِیْءُ (۵۸۰)، ترمذی کتاب الطھارۃ باب فی الرجل یَسْتَدْفِیْءُ بالمراۃ (۱۲۳)، ابوعمرو الحناط حریث بن ابی مطر ضعیف راوی ہے۔

۴۶۰۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داوٗد کتاب الطھارۃ باب فی الجنب یقراء القرآن (۲۲۹)، ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب ماجاء فی قراءۃ القرآن (۵۹۴)، النسائی کتاب الطھارۃ باب الجنب من قراءۃ القرآن (۲۶۶) اس روایت کی سند میں عبداللہ بن سلمہ ہیں جو آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور عمرو بن مرۃ کی ان سے روایت اختلاط کے بعد کی ہے۔

الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ نَحْوَهُ.

آپ ﷺ کو قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں روکتی تھی۔(ابوداؤد، ابن ماجہ ترمذی)

٤٦١۔ (١١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْرَإِ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۴۶۱۔ (۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حائضہ اور جنبی قرآن مجید میں سے کچھ نہ پڑھیں۔(ترمذی)

٤٦٢۔ (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَإِنِّيْ لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۴۶۲۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کے دروازوں کو مسجد کی طرف سے بند کر کے دوسری طرف نکالو (تاکہ مسجد میں آنے کا راستہ نہ رہے۔ کیونکہ جب مسجد کی طرف دروازہ رہتا ہے تو اسی راستے سے حائضہ اور جنبی آتے جاتے ہیں) اور میں حائضہ اور جنبی کو حیض اور جنابت کی حالت میں مسجد میں آنے کو جائز نہیں رکھتا (اور نہ ان کو اجازت دیتا ہوں)(ابوداؤد)

٤٦٣۔ (١٣) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۴۶۳۔ (۱۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر فوٹو اور کتا اور جنبی ہو رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے۔(ابوداؤد)

تشریح:...... تصویر سے جاندار حیوانوں اور انسانوں کی تصویر مراد ہے اور کتا سے غیر شکاری کتا مراد ہے۔ شکاری اور محافظ کتے کی رخصت ہے اور جنبی سے وہ کاہل اور سست جنبی مراد ہے کہ نماز کا وقت گزرتا جا رہا ہے اور غسل کر کے نماز نہیں پڑھتا۔

٤٦٤۔ (١٤) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَّا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَّتَوَضَّأَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۴۶۴۔ (۱۴) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے (۱) کافر کے بدن کے پاس خواہ زندہ ہو یا مردہ (۲) خلوق کی خوشبو لگانے والے کے پاس (یہ خوشبو عورتوں کے لیے مخصوص ہے اور مردوں کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ (۳) جنبی شخص کے پاس جب تک وہ وضو یا غسل نہ کر لے۔(ابوداؤد)

٤٦١۔ ضعيف الترمذى كتاب الطهارة باب ماجاء فى الجنب والحائض انهما (١٣١)، ابن ماجه (٥٩٥) اس روایت کی سند میں اسماعیل ابن عیاش ہے جس کی اہل حجاز و العراق سے روایت منکر ہوتی ہے اور یہ انہی روایات میں سے ہے بلکہ امام احمد بن حنبل نے کہا ''باطل'' ہے۔

٤٦٢۔ ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب فى الجنب يدخل المسجد (٢٣٢)، علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک جسرۃ دجاجیۃ ضعیف راویہ ہیں۔

٤٦٣۔ ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب فى الجنب يؤخر الغسل (٢٢٧)، النسائى كتاب الطهارة باب فى الجنب اذا لم يتوضأ (٢٦٢)، ابن ماجه كتاب باب (٣٦٥٠)، عبداللہ النجی ضعیف ہے اور ولاجب کے الفاظ منکر ہیں۔

٤٦٤۔ حسن سنن ابى داؤد كتاب الترجل باب فى الخلوق الرجال (٤١٨٠) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٤٦٥۔ (١٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: اَنَّ فِىْ الْكِتَابِ الَّذِىْ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ((اَنْ لَّا يَمَسَّ الْقُرْآنَ اِلَّا طَاهِرٌ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارَقُطْنِىُّ۔

۴۶۵۔(۱۵) حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کو صاف پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں' ناپاک لوگ نہ چھوئیں۔ (مالک دارقطنی)
عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اور ان کو کتاب لکھ کر دی تھی جس میں بہت سے مسائل اور احکام تھے اس میں ایک حکم یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کو پاک آدمی ہاتھ لگائے۔ قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے۔

٤٦٦۔ (١٦) وَعَنْ نَّافِعٍ، قَالَ:اِنْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِىْ حَاجَةٍ، فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ حَاجَتَهٗ، وَكَانَ مِنْ حَدِيْثِهٖ يَوْمَئِذٍ اَنْ قَالَ:مَرَّ رَجُلٌ فِىْ سِكَّةٍ مِّنَ السِّكَكِ، فَلَقِىَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ اَوْبَوْلٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، حَتّٰى اِذَا كَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّتَوَارٰى فِىْ السِّكَّةِ، ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى، فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ، وَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ اِلَّا اَنِّىْ لَمْ اَكُنْ عَلٰى طُهْرٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۴۶۶۔(۱۶) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے باہر گیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فارغ ہونے کے بعد یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص گلی میں سے گزر رہا تھا کہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی اور آپ ﷺ پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو گزرنے والے نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا حتیٰ کہ وہ شخص اس گلی میں چھپنے کے قریب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مارا پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے مبارک پر مل دیا پھر دوبارہ ان ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور دونوں ہاتھوں پر مل لیا یعنی آپ نے تیمّم کر کے اس شخص کے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص سے معذرت کے طور پر فرمایا کہ میں باوضو نہیں تھا' اس لیے سلام کے جواب دینے میں دیر ہوگئی' اب تیمّم کر کے جواب دیا۔ (ابوداوٗد)

آپ نے اولیت اور افضلیت پر عمل کیا ورنہ بغیر وضو کے بھی ذکر الٰہی کرنا اور سلام کا جواب دینا جائز ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جنابت کے علاوہ ہر وقت آپ ذکر الٰہی کرتے تھے۔

٤٦٧۔ (١٧) وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِىَّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ۔ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّاَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ، وَقَالَ:

۴۶۷۔(۱۷) حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے میں نے اسی حالت میں آپ ﷺ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا

٤٦٥۔ صحيح موطا امام مالك كتاب القرآن باب الامر بالوضوء من مس القرآن (١/ ٩٩ ح ٤٧٠)، الدارقطنى كتاب الطهارة باب فى نهى المحدث عن مس القرآن (١/ ١٢١، ١٢٢)

٤٦٦۔ اسناده ضعيف سنن ابى داوٗد كتاب الطهارة باب التيمم فى الحضر (٣٣٠) محمد بن ثابت العبدی ضعیف راوی ہے۔

٤٦٧۔ اسناده صحيح سنن ابى داوٗد كتاب الطهارة باب يرد السلام وهو يبول (١٧)، النسائى كتاب الطهارة باب رد السلام بعد الوضوء (٣٨)، ابن ماجه كتاب باب (٣٥٠)

((اِنِّیْ کَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ: حَتّٰى تَوَضَّأَ۔ وَقَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ۔

جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وضو کر لیا' وضو کرنے کے بعد میرے سلام کا جواب دیا پھر عذر خواہی کر کے فرمایا کہ چونکہ مجھے بغیر پاکی اور وضو کے ذکر الٰہی کرنا اچھا نہیں لگتا اس لیے بغیر وضو کے سلام کا جواب نہیں دیا گیا' کیونکہ سلام بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (ابوداوٗد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٤٦٨۔ (١٨) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْنُبُ، ثُمَّ يَنَامُ، ثُمَّ يَنْتَبِهُ، ثُمَّ يَنَامُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۶۸۔ (۱۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں سوتے رہتے یعنی وضو کر کے سو جاتے پھر صبح کے وقت غسل کرتے۔ (احمد)

٤٦٩۔ (١٩) وَعَنْ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مِرَارٍ، ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهٗ، فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ اَفْرَغَ، فَسَاَلَنِيْ۔ فَقُلْتُ: لَا اَدْرِيْ۔ فَقَالَ: لَا اُمَّ لَكَ! وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْرِيَ؟ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَفِيْضُ عَلٰى جِلْدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۴۶۹۔ (۱۹) حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب جنابت کے غسل کا ارادہ کرتے تو پہلے داہنے ہاتھ سے بائیں پر سات بار پانی ڈالتے یعنی سات دفعہ ہاتھ کو دھوتے پھر سات دفعہ شرم گاہ کو دھوتے ایک مرتبہ (اتفاقاً) بھول گئے کہ کتنی دفعہ پانی ڈالا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں نے کتنی دفعہ پانی ڈالا ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں ہے انہوں نے فرمایا تجھے کیوں خبر نہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز کی طرح وضو کر کے سارے جسم پر پانی بہایا۔ یعنی سارے جسم کو دھویا پھر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح طہارت حاصل کرتے تھے۔ (ابوداوٗد) آنحضرت ﷺ کی غسل کی ترکیب پہلے گزر چکی ہے ممکن ہے کبھی کبھار ﷺ آپ نے اس طرح بھی غسل کیا ہے۔

٤٧٠۔ (٢٠) وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهٖ، يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ، وَعِنْدَ هٰذِهٖ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَاحِدًا آخِرًا؟ قَالَ: ((هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۴۷۰۔ (۲۰) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات پر پھرے (یعنی ہر ایک سے ہم بستر ہوئے) اور ہر ایک بیوی سے جماع کرنے کے بعد الگ غسل کرتے یعنی ایک کے پاس سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرتے پھر دوسری کے پاس تشریف لے جاتے اور کام سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرتے پھر تیسری کے پاس جاتے اور جماع سے فراغت کے بعد غسل کرتے یعنی اسی طرح ہر ایک سے ملتے جلتے غسل کرتے۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ سب سے فارغ ہو کر آخر

٤٦٨۔ حسن مسند احمد (٦/ ٢٩٨، ٣٠٦)

٤٦٩۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب الغسل من الجنابة (٢٤٦) شعبہ مولی ابن عباس ضعیف ہے۔

٤٧٠۔ اسناده حسن، سنن ابی داود كتاب الطهارة باب الوضوء من اراد ان يعود (٢١٩)، مسند احمد (٦/ ٨)، ابن ماجه كتاب باب (٥٩٠)

میں ایک ہی غسل کیوں نہیں کر لیتے؟ یعنی آخر میں ایک غسل کر لیجیے وہی سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جماع کے بعد غسل کرنا اچھا اور عمدہ اور پاکیزہ تر ہے۔ (ابوداؤد)

٤٧١۔ (٢١) وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَهْ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ: اَوْ قَالَ: (بِسُؤْرِهَا)) وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۷۱۔ (۲۱) حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے یا غسل کرے (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

توضیح: ......لفظ فضل اور سور سے وضو اور غسل سے بچا ہوا پانی مراد ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ تحریمی نہیں ہے اس لیے کہ پہلی حدیث میں اس کا جواز ثابت ہو چکا ہے۔

٤٧٢۔ (٢٢) وَعَنْ حُمَيْدِنِ الْحِمْيَرِيِّ، قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ اَرْبَعَ سِنِيْنَ، كَمَا صَحِبَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، اَوْ يَغْتَسِلُ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ۔ زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَزَادَ فِيْ اَوَّلِهٖ: ((نَهٰى اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ اَوْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسِلٍ))

۴۷۲۔ (۲۲) حمید الحمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ملا جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں چار برس رہ چکے تھے انہوں نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے نہائے۔ مسدد راوی نے اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک برتن میں اکھٹے چلو لے لے کر غسل کریں۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی نے بیان کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو شروع میں اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے اور غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے

٤٧٣۔ (٢٣) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ

۴۷۳۔ (۲۳) اس کو ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

٤٧١۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب النهى عن ذلك (٨٢٠)، ترمذى كتاب الطهارة باب ماجاء فى كراهية فضل طهور (٦٤)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب النهى عن ذلك (٣٧٣)

٤٧٢۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الطهارة باب النهى عن ذلك (٨١)، النسائى كتاب الطهارة باب ماجاء ذكر النهى عن الاغتسال (٢٣٩)، مسند احمد (٤/ ١١٤)

٤٧٣۔ صحيح سنن ابن ماجه كتاب الطهارة باب النهى عن ذلك (٢٧٤)

(۷) بَابُ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکام

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ٹھہرے پانی میں پیشاب کی ممانعت

٤٧٤ - (١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: ((لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) قَالُوْا: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا.

۴۷۴۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا ہوا نہ ہو، پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل کرے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں نہ نہائے۔ لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا پھر کس طرح کرے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں سے چلو لے کر یا کسی برتن میں لے کر غسل کرے۔

٤٧٥ - (٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۷۵۔ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی

٤٧٦ - (٣) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِيْ، وَدَعَالِيْ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ. فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۷۶۔ (۳) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ صاحبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ تو آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور میرے حق میں خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے وضو کیا، آپ ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو میں نے پی لیا اس کے بعد میں آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو

---

٤٧٤ - صحيح بخارى كتاب الوضو باب البول فى الماء. (٢٣٩)، مسلم كتاب الطهارة باب النهى عن البول فى الماء (٢٨٢-[٦٥٧])، مسلم كتاب (٢٨٣[٦٥٨])

٤٧٥ - صحيح مسلم كتاب الطهارة باب النهى عن البول فى الماء (٢٨١ [٦٥٥])

٤٧٦ - صحيح البخارى كتاب الوضو باب استعمال فضل وضوء الناس (١٩٠)، مسلم كتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوة (٢٣٤٥، [٦٠٨٧])

مہر نبوت کو میں نے دیکھا جو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... یہ مہر نبوت فطری پیدائشی تھی جو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔ کبوتر کے انڈے کے برابر تھی، اس کے باطن میں وحدہ لا شریك له اور ظاہر میں توجہ حیث ما کنت فانك منصور لکھا ہوا تھا اور پہلی کتابوں میں نبی آخر الزمان کی یہ علامت لکھی ہوئی تھی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

جوہڑ کے پانی کا حکم؟

٤٧٧۔ (٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَآءِ یَكُوْنُ فِی الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا یَنُوْبُهٗ مِنَ الدَّوَابِ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ: ((اِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ اُخْرٰی لِاَبِیْ دَاوٗدَ: ((فَاِنَّهٗ لَا یَنْجَسُ))

۴۷۷۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کا حکم دریافت کیا گیا جو جنگلوں اور بیابانوں کے گڑھوں میں جمع رہتا ہے اور چوپائے اور جنگلی درندے نوبت بنوبت اور باری باری آتے جاتے ہیں (اور وہاں آ کر پانی پیتے اور پیشاب و پائخانہ بھی کر دیتے ہیں یعنی حوض تالاب و گڑھوں کے کنارے پانی پیتے اور وہیں پیشاب و پائخانہ بھی کر دیتے ہیں ان کا پیشاب پانی میں بھی مل جاتا ہے اور بعض جنگلی جانور حرام بھی ہوتے ہیں جیسے شیر اور خنزیر وغیرہ تو ان کا بچا ہوا جھوٹا وہ پانی ہے۔ لہٰذا اس قسم کا پانی پاک ہے یا نہیں؟ اور اس پانی سے وضو غسل جائز ہے یا نہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا جب اس قسم کے پانی کی مقدار دو قلہ (یعنی دو بڑے بڑے مٹکوں) کے برابر ہو تو وہ ناپاکی کو قبول نہیں کرتا اور وہ ناپاک نہیں ہوتا ہے (احمد، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)۔ اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں لانہ لاینجس کا لفظ ہے یعنی وہ پانی نجس نہیں ہوتا جو دو قلہ ہو۔

توضیح:...... قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہیں جس میں ڈھائی مشک پانی آتا ہے۔ دو قلہ کی مقدار بڑی بڑی پانچ مشکوں کے برابر ہے اور پانچ مشک پانی کا وزن سوا چھ من ہوتا ہے۔ یہ اتنا زیادہ پانی کے حکم میں ہے اگر معمولی سی ناپاکی گر پڑے اور اس کے گرنے سے پانی کا رنگ، بو، مزہ میں کوئی تبدیلی نہ پیدا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔

٤٧٨۔ (٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْهَا الْحِیَضُ، وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ، وَالنَّتْنُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ۔

۴۷۸۔ (۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ بضاعہ کنویں کے پانی سے وضو (اور غسل) کر لیا کریں یہ مدینہ میں ایک کنواں تھا، جس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور نجاست و گندگی (پانی کی رو کے ساتھ) اس میں پڑ جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔ (احمد، ترمذی ابوداؤد، نسائی)

٤٧٧۔ اسناده صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب ما ینجس الماء (٦٣)، ترمذی کتاب الطهارة باب الماء لا ینجسه شیء (٦٧)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب مقدار الماءِ الذی لا ینجس (٥١٧)، النسائی کتاب الطهارة باب فی الماء (٥٢)

٤٧٨۔ اسناده حسن سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب ماجاء فی بئر بضاعة (٦٦)، ترمذی کتاب الطهارة باب فی ماء البحر أنه طهور (٦٦)، النسائی کتاب المیاه باب ذکر بئر بضاعة (٣٢٧)، مسند احمد (٣/ ٣١)

توضیح:...... مدینہ منورہ میں بئر بضاعہ نامی ایک کنواں تھا وہ کھلے میدان میں تھا۔ سیلاب اور بارش کے زمانے میں پانی کی رو کے ساتھ گندی چیزیں بہہ بہہ کر اس میں گر پڑتی تھیں تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ ہوا کہ جب ایسی گندی چیز گر پڑتی ہے تو ممکن ہے پانی ناپاک ہو جاتا ہو جس سے وضو اور غسل ناجائز ہے تو رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کنویں کا پانی پاک ہے کیونکہ قلتین سے بہت زیادہ ہے اور زیادہ پانی میں ناپاکی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ پاک ہی رہتا ہے۔ یہ بئر بضاعہ (کنواں) بہت گہرا چوڑا کنواں ہے (۱۳۶۹ھ میں خود میں نے ناپا تھا تین گز عرض اور تیس ہاتھ گہرا اس وقت تیرہ (۱۳) ہاتھ پانی تھا)

دریا اور سمندر کے پانی کا حکم

۴۷۹۔ (۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا، اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَآءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ الطُّهُوْرُ مَاؤُهٗ، وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۷۹۔ (۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ہم لوگ دریاؤں اور سمندروں میں (کشتی جہاز میں) سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ پینے کے لیے میٹھا پانی تھوڑا رکھ لیتے ہیں (سمندر کا پانی نمکین و کھارا ہوتا ہے پینے کے لائق نہیں ہوتا ہے) اگر ہم اپنے ساتھ کے شیریں پانی سے وضو غسل کریں تو جلدی سے ختم ہو جائے گا، پیاسے مر جائیں گے (سمندر کا پانی نمکین ہونے کی وجہ سے پینے کے قابل نہیں ہوتا) تو کیا سمندر اور دریا کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دریا و سمندر کا پانی پاک ہے (اس سے وضو غسل کر سکتے ہو) اور دریا کی مری ہوئی چیز جیسے مچھلی وغیرہ بھی حلال ہے بوقت ضرور کھا سکتے ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی نے روایت کیا ہے)

۴۸۰۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ لَيْلَةَ الْجِنِّ: ((مَا فِیْ اِدَاوَتِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَبِيْذٌ قَالَ: ((تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَآئُهٗ طُهُوْرٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ: فَتَوَضَّأَ مِنْهُ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: اَبُوْزَيْدٍ مَجْهُوْلٌ۔

۴۸۰۔ (۷) ابوزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جن والی رات رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ چھاگل میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نبیذ (یعنی کھجور کا شربت اور رس ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کھجور پاکیزہ پھل ہے اور اس کا پانی پاک کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پانی سے وضو کیا۔ (ابوداؤد' ترمذی' احمد) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابوزید راوی مجہول شخص ہے۔

۴۸۱۔ (۸) وَصَحَّ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ اَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۸۱۔ (۸) اور علقمہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن والی رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ یہ مسلم کی روایت

۴۷۹۔ اسنادہ صحیح ابو داؤد کتاب الطھارۃ باب الوضوء بماء البحر (۸۳)، الترمذی کتاب الطھارۃ باب فی ماء الجرانہ طھور (۶۹)، ابن ماجہ کتاب الطھارۃ باب الوضوء بماء البحر (۳۸۶)، النسائی کتاب الطھارۃ باب ماء البحر (۵۹)

۴۸۰۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب الوضوء بالنبیذ (۸۴)، الترمذی کتاب الطھارۃ باب الوضوء بالنبیذ (۸۸)، ابن ماجہ (۳۸۴)، ابوزید راوی مجہول ہے۔

۴۸۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الجھر بالقراءۃ فی الصبح (۴۵۰ [۱۰۱۰])

ہے۔ (محققین علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کر لیا جائے کھجور کے شربت سے وضو نہ کیا جائے کیونکہ پانی نہیں ہے۔ بلکہ نبیذ وشربت ہے اور شربت سے وضو جائز نہیں ہے)

بلی کا جوٹھا ناپاک نہیں ہوتا

٤٨٢۔ (٩) وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہا، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ۔ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً ا، فَجَآءَ تْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ، فَاَصْغٰی لَهَا الْاِنَآءَ حَتّٰی شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَاٰنِیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِیْ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَاَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِیُّ۔

٤٨٢۔ (٩) حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا جو ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ یہ بیان کرتی ہیں کہ میرے سُسر ابوقتادہ میرے یہاں آئے تو میں نے ان کے وضو کے لیے برتن میں پانی بھر کر رکھ دیا۔ کہیں سے بلی آ کر اس برتن میں سے پانی پینے لگی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو ٹیڑھا کر دیا تا کہ آسانی سے بلی پانی پی لے یہاں تک کہ وہ پانی پی چکی۔ میں تعجب سے دیکھ رہی تھی تو میرے سُسر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ لیا کہ میں تعجب سے دیکھ رہی ہوں تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی کیا تم اس پر تعجب کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ تو انہوں نے کہا اس پر تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بلی ناپاک نہیں ہے وہ تم پر پھرنے والیوں میں سے ہے۔ (مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

٤٨٣۔ (١٠) وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ اُمِّهٖ، اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَوَجَدْتُّهَا تُصَلِّیْ، فَاَشَارَتْ اِلَیَّ اَنْ ضَعِيْهَا، فَجَائَتْ هِرَّةٌ، فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا مِنْ صَلَاتِهَا، اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ۔ فَقَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، اِنَّهَا مِنَ الطَّوَافِيْنَ عَلَيْكُمْ))۔ وَاِنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

٤٨٣۔ (١٠) داؤد بن صالح بن دینار رحمہ اللہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی ماں نے بیان کیا کہ ان کی آزاد کرنے والی مالکہ نے ان کے ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہریسہ کھانا بھیجا جس وقت یہ ان کے پاس پہنچی اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز ہی میں اشارہ کیا کہ اس کھانے کو تم یہاں رکھ دو (ان کے اشارہ کے مطابق وہ کھانا وہاں رکھ دیا) بلی آئی اور اس کھانے میں سے کھا لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہونے کے بعد آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہریسہ کھانے میں سے اسی جگہ سے کھانا شروع کیا جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ (مجھے تعجب ہوا تو) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی کا کھایا ہوا ناپاک نہیں ہے یہ بلیاں تمہارے درمیان گشت کرنے والیاں اور بار بار آنے جانے والیاں ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرتے دیکھا ہے (ابوداؤد)

توضیح: ...... سورہ نور میں غلاموں کے بارے میں **طوا فون علیکم** کا لفظ آیا ہے کہ وہ غلام کثرت سے تمہارے پاس آتے جاتے اور پھرتے رہتے ہیں جن سے ہر وقت پردہ کرنا مشکل ہے اسی طرح سے یہ بلیاں ہر وقت گھروں میں ادھر ادھر پھرتی

٤٨٢۔ اسناده حسن ابو داؤد كتاب الطهارة باب سور الهرة (٧٥)، الترمذی كتاب الطهارة باب سور الهرة (٩٢)، النسائی كتاب الطهارة باب سوره الهرة (٣٤١)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب الوضوء بسور الهرة (٣٦٧)

٤٨٣۔ صحيح ابوداؤد كتاب الطهارة باب سوره الهرة (٧٦)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

رہتی ہیں۔ کبھی کسی برتن میں منہ ڈال دیا اور کبھی کسی برتن میں ان سے بچنا مشکل ہے۔ اس لیے اگر بلی کسی کھانے پینے کی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے۔ (۲) بوقت ضرورت نماز میں سر اور ہاتھ سے اشارہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٤٨٤۔ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَتَوَضَّأُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَبِمَآ أَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا))۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))۔

۴۸۴۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا گدھوں کے جھوٹے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور تمام درندوں کے جھوٹے پانی سے بھی وضو کر سکتے ہو (شرح السنہ)

٤٨٥۔ (١٢) وَعَنْ أُمِّ هَانِئٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَمَيْمُوْنَةُ فِي قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۴۸۵۔ (۱۲) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں نے ایک بڑے پیالہ میں پانی رکھ کر غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا نشان تھا۔ (نسائی، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

جہاں سے جانور پانی پیتے ہوں وہاں وضو کرنا

٤٨٦۔ (١٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: اِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا۔ فَقَالَ عَمْرٌو: يَاصَاحِبَ الْحَوْضِ! هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: يَاصَاحِبَ الْحَوْضِ! لَا تُخْبِرْنَا، فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۴۸۶۔ (۱۳) یحیٰی بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ایک قافلہ میں تشریف لے گئے جس میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے (چلتے چلتے ایک حوض پر پہنچے وضو غسل کے ارادہ سے ٹھہر گئے) عمرو العاص رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے حوض پر درندے بھی آتے ہیں؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے فرمایا۔ کہ اے حوض والے تمہیں اس کو بتانے کی ضرورت نہیں تم ہمیں نہ بتاؤ کیونکہ ہم درندوں کے چھوٹے ہوئے پانی پر آتے ہیں اور کبھی درندے ہمارے چھوٹے ہوئے پانی پر آتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرتے رہتے ہیں اس روایت کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے

٤٨٧۔ (١٤) وَزَادَ رَزِيْنٌ قَالَ: زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي قَوْلِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

۴۸۷۔ (۱۴) اور رزین نے کہا کہ بعض راویوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

٤٨٤۔ ضعیف شرح السنة ٢/ ٧١ ح ٢٨٧ کتاب الطهارة باب طهارة سؤر السباع، کتاب الام (١/ ٦)، السنن الکبری للبیهقی (١/ ٢٤٩)، داؤد اور اس کا باپ الحصین دونوں ضعیف ہیں۔

٤٨٥۔ حسن النسائی الطهارة باب ذکر الاغتسال فی القصعة (٢٤١)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب الرجل والمرأة بغسلان من اناء (٣٧٨)

٤٨٦۔ اسناده صحیح موطا امام مالك (١/ ٢٣، ٢٤) کتاب الطهارة باب الطهور للوضو۔

٤٨٧۔ لا اصل له

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَهَا مَآ اَخَذَتْ فِىْ بُطُوْنِهَا۔ وَمَا بَقِىَ فَهُوَ لَنَا طَهُوْرٌ وَّشَرَابٌ))

ہوئے سنا ہے کہ درندے پی کر جو کچھ اپنے پیٹ میں بھر لیں یہ ان کا حصہ وحق ہے اور جو باقی ہے وہ ہمارے لیے پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ اور ہمارے پینے کے قابل ہے۔

٤٨٨۔ (١٥) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِىْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا۔ فَقَالَ: ((لَهَا مَا حَمَلَتْ فِىْ بُطُوْنِهَا، وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُوْرٌ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

۴۸۸۔ (۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان حوضوں کے پانی کے حاصل کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میں واقع ہیں اور ان حوضوں پر درندے اور کتے اور گدھے آتے جاتے اور پانی پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جو درندوں نے پی کر اپنے پیٹ میں بھر لیا ہے وہ ان کا حصہ ہے اور جو چھوڑ کر چلے گئے اور باقی رہا وہ ہمارے لیے پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے (ہمارے لیے اس کا استعمال جائز ہے) اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٤٨٩۔ (١٦) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَآءِ الْمُشَمَّسِ، فَاِنَّهٗ يُوْرِثُ الْبَرَصَ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِىُّ۔

۴۸۹۔ (۱۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دھوپ میں گرم کیے پانی سے مت غسل کرو۔ کیونکہ دھوپ کا گرم پانی برص کی بیماری کرتا ہے۔ (دارقطنی) احتیاطاً ایسا کرنے کا حکم ہے ورنہ ایسا پانی پاک ہے اور استعمال کرنا جائز ہے۔

❀❀❀❀

٤٨٨۔ اسناده ضعيف جدا ابن ماجه كتاب الطهارة باب الحياض (٥١٩)، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف جدا ہے۔

٤٨٩۔ اسناده ضعيف سنن الدار قطنى كتاب الطهارة باب الماء المسخن (١/ ٣٩ ح ٨٥) حسان بن ازہر کی توثیق حافظ ابن حبان کے علاوہ کسی نے نہیں کی۔

(۸) بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

ناپاکیوں کے پاک کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

کتا برتن میں منہ ڈال لے تو؟

٤٩٠۔ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَآءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۰۔(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے کسی ایک کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھو ڈالے۔ (بخاری و مسلم) (اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اس برتن کو پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مٹی سے مانجھے اور سات مرتبہ پانی ڈال کر دھوڈالے)

توضیح:...... کتا ناپاک جانور ہے۔ جس برتن میں سے کچھ کھا پی لے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ اسے پھینک دینا چاہیے اور برتن کو مٹی سے مانجھ کر سات مرتبہ پانی سے دھونا چاہیے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

دیہاتی کا مسجد میں پیشاب کرنا

٤٩١۔ (٢) وَعَنْهُ، قَالَ: قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ۔ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((دَعُوْهُ وَاَهْرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ۔ اَوْذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ۔ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ، وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۹۱۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک ناواقف دیہاتی شخص نے مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے اور پکڑ کر مارنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تم اس کو چھوڑ دو (مت مارو پیٹو اس نے لاعلمی سے پیشاب کیا ہے) تم اس پیشاب پر پانی ڈال دو۔ یعنی پانی سے اس جگہ کو دھو ڈالو۔ تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو۔ سختی کرنے والے نہیں بھیجے گئے۔ (بخاری)

توضیح:...... سجل اور ذنوب ڈول کو کہتے ہیں ان دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ سجل اس ڈول کو کہتے ہیں جس میں پانی ہو خواہ تھوڑا یا زیادہ اور ذنوب بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں۔ یہاں راوی کو شک ہے کہ آپ نے لفظ سجل فرمایا۔ یا لفظ ذنوب فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناپاک زمین کو پانی سے دھو کر پاک کر لیا جائے۔

٤٩٠۔ صحیح البخاری کتاب الوضو باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان (١٧٢)، مسلم کتاب الطهارة باب حکم ولوغ الکلب (٢٧٩[٦٥٠])

٤٩١۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد (٢٢٠)

٤٩٢۔ (٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ۔ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ مَهْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُزْرِمُوْهُ، دَعُوْهُ))۔ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهٗ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ، اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ، وَالصَّلَاةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) اَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: وَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَسَنَّهٗ عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۲۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک گنوار آدمی مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا رک جاؤ رک جاؤ یعنی پیشاب کرنے سے باز آ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اب پیشاب کرنے سے مت روکو اسی حال پر اس کو چھوڑ دو۔ تا کہ پیشاب پورا کر لے۔ چنانچہ اسی حالت پر اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب کر کے فارغ ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور اس سے فرمایا ان مسجدوں میں پیشاب، پاخانہ اور گندگی کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ مسجدیں ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کے لیے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو پانی لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ایک ڈول پانی لایا اور پیشاب کی جگہ پر ڈال کر دھو دیا (بخاری و مسلم)

کپڑے پر ناپاک خون لگ جائے تو؟

٤٩٣۔ (٤) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۳۔ (۴) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب کسی عورت کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے (تو اسے خوب اچھی طرح سے دھو ڈالے جس کی یہ صورت ہے کہ) اگر خشک ہے تو پانی ڈال کر چٹکیوں سے ملے۔ (جب خوب تر ہو جائے تو پانی ڈال کر دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھے خواہ کپڑا تر ہو یا خشک ہو۔ (بخاری و مسلم)

کپڑے پر منی لگ جائے تو؟

٤٩٤۔ (٥) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ۔ فَقَالَتْ: كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلَاةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۴۔ (۵) سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے بارے میں دریافت کیا کہ اگر منی کپڑے میں لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ (دھو کر صاف کر لینا چاہیے) رسول اللہ ﷺ کے جس کپڑے میں منی لگ جاتی تو میں اسے پانی سے دھو دیتی آپ ﷺ بھیگا ہی پہن کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

٤٩٢۔ صحيح البخاري كتاب الوضو باب ترك النبي ﷺ والناس والاعرابى (٢١٩)، مسلم كتاب الطهارة باب وجوب غسل البول وغيره (٢٨٥[٦٦١])

٤٩٣۔ صحيح البخاري كتاب الحيض باب غسل دم المحيض (٣٠٧)، صحيح مسلم كتاب الطهارة باب نجاسة الدم وكيفيه غسله (٢٩١[٢٧٥])

٤٩٤۔ صحيح البخاري كتاب الوضو باب غسل المنى وفركه (٢٣٠)، مسلم كتاب الطهارة باب حكم المنى (٢٨٩[٦٧٣])

٤٩٥۔ (٦) وَعَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۹۵۔ (۶) حضرت اسود رضی اللہ عنہ اور ہمام رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی (اگر کو خشک ہو جاتی تو) میں کھرچ دیتی تھی (جس سے کپڑا صاف ہو جاتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھ لیتے تھے (مسلم) ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر تر منی ہے تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہے تو رگڑنے سے کپڑا صاف ہو جائے گا)

٤٩٦۔ (٧) وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ، عَنْ عَآئِشَةَ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ: ثُمَّ يُصَلِّيْ فِيْهِ.

۴۹۶۔ (۷) اور علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کرتے ہیں اور اس میں ذکر ہے کہ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز ادا کرتے تھے۔

شیر خوار بچے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کرنا

٤٩٧۔ (٨) وَعَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہا: اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَاَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حِجْرِهٖ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ، فَدَعَا بِمَآءٍ، فَنَضَحَهُ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۷۔ (۸) حضرت امّ قیس رضی اللہ عنہا بنت محصن بیان فرماتی ہیں کہ وہ اپنے شیر خوار بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں جو ابھی تک کھانا نہیں کھاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا اس بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا دھویا نہیں۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شیر خوار بچے کے پیشاب کو دھونا ضروری نہیں ہے صرف پانی ڈال دینا کافی ہے۔

دباغت والا چمڑا

٤٩٨۔ (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۹۸۔ (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب چمڑے کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... دباغت کے معنی چمڑا رنگنے کے ہیں، یعنی جب مردار جانور کے کچے چمڑہ کو ببول کی چھال وغیرہ سے رنگ دیا جائے اور اسے دھوپ میں سوکھا دیا جائے تو وہ کھال پاک ہو جاتی ہے۔ دھونے کی ضرورت نہیں ہے، اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

٤٩٩۔ (١٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ، فَمَاتَتْ، فَمَرَّبِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا

۴۹۹۔ (۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد شدہ لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی وہ بکری میمونہ کے پاس مر گئی (لوگوں نے اس کو پھینک دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مردہ بکری کے

٤٩٥۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب حكم المنى (٢٨٨[٦٦٩])

٤٩٦۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب حكم المنى (٢٨٨[٦٦٨])

٤٩٧۔ صحيح البخارى كتاب الوضوء باب بول الصبيان (٢٢٣)، مسلم كتاب الطهارة باب حكم بول الطفل (٢٨٧[٦٦٥])

٤٩٨۔ صحيح مسلم كتاب الحيض باب لطهارة جلود الميتة بالد باغ (٣٦٦[٨١٢])

٤٩٩۔ صحيح البخارى كتاب الزكاة باب الصدقه على موالى ازواج النبى صلی اللہ علیہ وسلم (١٤٩٢)، مسلم كتاب الحيض باب طهارة بجلود لمينة بالاباغ (٣٦٣[٨٠٦])

فَدبَغْتُمُوْهُ، فَانْتَفَعْتُم بِهِ!)) فَقَالُوْا: اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: ((اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس بکری کی کھال کو لے کر اور دباغت دے کر اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ یعنی اس کھال کو نکال کر اور دباغت دے کر فائدہ اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مردار ہے (کیسے فائدہ اٹھائیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا گوشت وغیرہ کھانا حرام ہے (لیکن چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے)۔ (بخاری و مسلم)

٥٠٠۔ (١١) وَعَنْ سَوْدَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نُنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۰۰۔ (۱۱) رسول اللہ ﷺ کی بیوی صاحبہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دے لیا پھر ہم نے اس کا مشک بنالیا جس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ مشک پرانی ہوگئی۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

اگر بچے کپڑے پر پیشاب کر دیں؟

٥٠١۔ (١٢) عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَقُلْتُ: اِلْبَسْ ثَوْبًا، وَاَعْطِنِيْ اِزَارَكَ حَتّٰى اَغْسِلَهٗ، قَالَ: ((اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۵۰۱۔ (۱۲) لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھے تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، میں نے عرض کیا آپ ﷺ دوسرا کپڑا پہن لیجیے اور اس ناپاک لنگی کو جس پر صاحبزادے نے پیشاب کر دیا ہے مجھے دے دیجیے تاکہ میں دھو کر پاک کر دوں، آپ نے فرمایا لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جاتا ہے (اس سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے یہ شیر خوار کی حالت میں ہے اور جب لڑکا کھانا کھانے لگے تو اس وقت اس کا پیشاب بھی دھویا جائے گا) ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٥٠٢۔ (١٣) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ، عَنْ اَبِي السَّمْحِ، قَالَ: ((يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ، وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ))

۵۰۲۔ (۱۳) اور ابی سمح سے ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جائے۔

مٹی ناپاک جوتی کو پاک کر دیتی ہے

٥٠٣۔ (١٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۵۰۳۔ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٥٠٠۔ صحيح البخاری كتاب الايمان والنذ باب اذا حلف ان لا يشرف بنيذا (٦٦٨٦)

٥٠١۔ صحيح سنن ابی داود كتاب الطهارة باب بول الصبی يصيب الثوب (٣٧٥)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب ماجاء فی بول الصبی الذی (٥٢٢)

٥٠٢۔ اسناده صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب بول الصبی يصيب الثوب (٣٧٦)، النسائی كتاب الطهارة باب بول الجارية (٣٠٥)، ابن ماجه كتاب باب (٥٢٦)

٥٠٣۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب فی الاذی يصيب النعل (٣٨٥)، ابن ماجه كتاب الطهارة باب الارض يطهر بعضها بعضا (٥٣٢)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا وَطِیءَ اَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْاَذٰی، فَاِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُوْرٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ وَلِابْنِ مَاجَهْ مَعْنَاهُ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی جوتی پہن کر گندی اور ناپاک زمین پر چلے تو مٹی اس کو پاک کر دے گی (ابوداؤد ابن ماجہ)

توضیح:...... یعنی اگر پاک جوتی پہن کر ناپاک خشک زمین پر چلا پھر اس کے بعد وہ پاک صاف زمین پر چلا اور جوتی کے گرد وغبار کو جھاڑ دیا تو وہ جوتی پاک ہو جائے گی اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر جوتی پہن کر ناپاک تر زمین پر چلا اور تر گندگی جوتی میں لگ گئی ہے تو اس صورت میں جوتی کو پاک کرنے کے لیے پانی سے دھو لینا چاہیے تاکہ اختلاف سے بچے رہیں۔

٥٠٤۔ (١٥) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ لَهَا امْرَاَةٌ: اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُطِیْلُ ذَیْلِیْ، وَاَمْشِیْ فِی الْمَكَانِ الْقَذِرِ۔ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یُطَهِّرُهٗ مَا بَعْدَهٗ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَاَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَا: الْمَرْاَةُ اُمُّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ۔

٥٠٤۔ (١٥) حضرت ام سلمہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ان سے ایک عورت نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میرا دامن لمبا ہے اور کبھی ناپاک زمین پر چلتی ہوں (اور دامن ناپاک زمین پر گھسٹ جاتا ہے جن سے دامن کے ناپاک ہو جانے کا احتمال ہے) رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اس کے بعد والی پاک مٹی اس کو پاک صاف کر دیتی ہے۔ احمد، مالک، ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے اسے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد اور دارمی کی روایت میں ہے کہ وہ عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی ام الولد لونڈی تھی۔

حرام جانوروں کی کھال کے استعمال کی ممانعت

٥٠٥۔ (١٦) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ ؓ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ، وَالرُّكُوْبِ عَلَیْهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ۔

٥٠٥۔ (١٦) حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑے کے پہننے اور ان کے اوپر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

توضیح:...... درندے حرام جانور ہیں ان کی کھال کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، نہ اس کو بچھانا چاہیے اور نہ اس کو زین پر ڈال کر سوار ہونا چاہیے کیونکہ یہ متکبروں کی شان ہے۔

٥٠٦۔ (١٧) وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: نَهٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ۔ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ: اَنْ تُفْتَرَشَ۔

٥٠٦۔ (١٧) حضرت ابوالملیح بن اسامہ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال کے استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، دارمی، ترمذی اور دارمی نے اتنا اضافہ کر کے بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چمڑے کو بچھونا بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٠٤۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب فی الاذی یصیب (٣٨٣)، الترمذی کتاب الطهارة باب الوضو من الموطا (١٤٣)، ابن ماجه (٥٣١)، موطا مالك کتاب الطهارة باب مالایجب منه الوضوء (١/ ٢٤ ح ٤٤)

٥٠٥۔ اسناده حسن سنن ابی داوٗد کتاب اللباس باب فی جلود النصور والسباع (٤١٣١)، النسائی کتاب الفرع والعشیره باب النهی عن الانتفاع بحلود السباع (٤٢٦٠)

٥٠٦۔ اسناده صحیح سنن ابی داوٗد کتاب اللباس باب فی جلود والسباع (٤١٣٢)، الترمذی اللباس باب ماء فی النهی عن جلود السباع (١٧٧١)، النسائی الفرع والعتبرة باب النهی عن الانتفاع بجلود السباع (٤٢٥٨)

۵۰۷۔ (۱۸) وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ' اَنَّهٗ كَرِهَ ثَمَنَ جُلُوْدِ السِّبَاعِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ كِتَابِ اللِّبَاسِ۔ [بِلَفْظِ: كَرِهَ جُلُوْدَ السِّبَاعِ] وَسَنَدَهٗ جَيِّدٌ۔

۵۰۷۔ (۱۸) حضرت ابوالملیح رضی اللہ عنہ درندوں کی کھال کی قیمت کو برا سمجھتے تھے (ترمذی) (یعنی درندوں کے چمڑے کو بیچنا' خریدنا اچھا نہیں سمجھتے تھے کیونکہ اس کا استعمال جائز نہیں ہے تو بیچنا خریدنا بھی جائز نہیں ہے)

۵۰۸۔ (۱۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:اَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ' وَلَا عَصَبٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ' وَاَبُوْدَاوٗدَ' وَالنَّسَآئِیُّ' وَابْنُ مَاجَهْ۔

۵۰۸۔ (۱۹) حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تم مردار جانور کے چمڑے سے (دباغت سے پہلے) نہ فائدہ اٹھانا اور نہ اس کے پٹھے سے (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ) دباغت کے بعد جائز ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آچکا ہے۔

۵۰۹۔ (۲۰) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ' وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۰۹۔ (۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے جب کہ اس چمڑے کو دباغت دے دی جائے' (یعنی مردار کے چمڑے کو دباغت دے دینے کے بعد نفع حاصل کرنے کی اجازت ہے۔) (مالک' ابوداؤد)

۵۱۰۔ (۲۱) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا' قَالَتْ: مَرَّ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِّثْلَ الْحِمَارِ' فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْاَخَذْتُمْ اِهَابَهَا)) قَالُوْا: اِنَّهَا مَيْتَةٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُطَهِّرُهَا الْمَآءُ وَالْقَرَظُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ' وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۱۰۔ (۲۱) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش کی بکری مر گئی تھی اس مردہ بکری کو یہ لوگ گدھے کی لاش کی طرح کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے لے جا رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر ان سے فرمایا کہ تم اس کے چمڑے کو لے کر دباغت کے بعد فائدہ اٹھا لیتے تو بہتر تھا' لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مردار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور کیکر اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ (یعنی دباغت دینے کے بعد یہ مردار چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔) (ابوداؤد' احمد)

۵۱۱۔(۲۲) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ رضی اللہ عنہ قَالَ:اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَآءَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ' فَاِذَا قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ' فَسَاَلَ الْمَآءَ۔

۵۱۱۔ (۲۲) حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے گھر تشریف لے گئے تو ایک پرانی مشک وہاں لٹکی ہوئی دیکھی جس میں پانی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا'

۵۰۷۔ اسنادہ حسن سنن ترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی النھی عن جلود السباع (۱۷۷۰)

۵۰۸۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب من روی ان لا ینفع باھاب (۴۱۲۷، ۴۱۲۸)' الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی جلود المیتۃ (۱۷۲۹)' النسائی کتاب الفرع باب ما یربغ بہ جلود المیتۃ (۴۲۵۵)' ابن ماجہ کتاب اللباس باب من قال لا ینتفع من المیتۃ باھاب (۳۶۱۳)

۵۰۹۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی اھب المیتۃ (۴۱۲۴)' النسائی کتاب باب (۴۲۵۷)' ابن ماجہ باب (۳۶۱۲)' ام محمد بن عبدالرحمٰن مجہول ہیں لیکن علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں متابعات کے ساتھ اس روایت کی سند حسن ہے۔

۵۱۰۔ حسن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی اھب المیتۃ (۴۱۴۶)' النسائی کتاب باب (۴۲۵۳)

۵۱۱۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی اھب المیتۃ (۴۱۲۵)' النسائی کتاب باب المیتۃ (۴۲۴۸)' احمد (۳/ ۴۷۶)

فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّهَا مَیْتَةٌ فَقَالَ: ((دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

گھر والوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ مشک مردار کھال کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا دباغت نے اس کو پاک بنا دیا ہے۔ (احمد اور ابوداؤد اس حدیث کے راوی ہیں)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... فصل تیسری

راستے کی ناپاکی کے باوجود مسجد میں حاضری

۵۱۲۔ (۲۳) عَنْ اِمْرَاَةٍ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! طَرِیْقًا اِلَی الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً، فَکَیْفَ نَفْعَلُ اِذَا مُطِرْنَا؟ فَقَالَ: ((اَلَیْسَ بَعْدَهَا طَرِیْقٌ هِیَ اَطْیَبُ مِنْهَا؟)) قُلْتُ: بَلٰی۔ قَالَ: ((فَهٰذِهٖ بِهٰذِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۱۲۔ (۲۳) بنوعبدالاشہل قبیلہ کی ایک عورت نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے مسجد کی طرف آنے میں جو راستہ ہے وہ گندہ اور ناپاک ہے بارش کے زمانہ میں ہم کیا کریں اور کس طرح آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد کیا پاک راستہ نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پاک راستہ اس ناپاک راستہ کے بدلہ میں ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی ناپاک راستہ پر چلنے سے جوتی وغیرہ جو ناپاک ہو جاتی ہے وہ پاک راستہ پر چلنے اور پاک زمین پر رگڑ لگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

ننگے پاؤں زمین پر چلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۵۱۳۔ (۲۴) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۵۱۳۔ (۲۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ننگے پاؤں زمین پر چلنے کی وجہ سے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

مسجد میں کتے داخل ہونے سے مسجد ناپاک نہیں ہوتی

۵۱۴۔ (۲۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۵۱۴۔ (۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے، جاتے اور ان کے آنے جانے کی وجہ سے لوگ مسجد کو دھوتے نہیں تھے۔ (بخاری) (یعنی کتے کے خشک پاؤں مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک نہیں ہوتی ہے اس لیے دھونے کی ضرورت نہیں ہے)

۵۱۵۔ (۲۶) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۵۱۵۔ (۲۶) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

۵۱۲۔ اسنادہ صحیح ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی الاذی یصیب الذیل (۳۸۴)، ابن ماجه (۵۳۳)

۵۱۳۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب باب (۲۰۴)، الترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی الوضوء من الموطا معلقا بعد ح ۱۴۳

۵۱۴۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب الماء الذی یغسل به شعر (۱۷۴)

۵۱۵۔ اسنادہ ضعیف جدا سنن دارقطنی کتاب الطهارة باب نجاسة البول (۱/ ۱۲۸)، سوار بن مصعب متروک ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَایُؤْکَلُ لَحْمُہٗ))

فرمایا: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب سے کوئی مضائقہ نہیں۔ یعنی حلال جانور کا پیشاب پاک ہے۔ (احمد' دارقطنی)

٥١٦۔ (٢٧) وَفِیْ رِوَایَۃِ جَابِرٍ' قَالَ: ((مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ' وَالدَّارَقُطْنِیُّ

۵۱۶۔ (۲۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب سے کوئی حرج نہیں۔ (احمد' دارقطنی)

٥١٦۔ موضوع سنن الدارقطنی کتاب الطھارۃ باب نجاسۃ البول الامر (١/ ١٢٨)' یحییٰ بن العلاء کذاب ہے۔

(۹) بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسح کے معنی پھیرنے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ جب دونوں پاؤں میں چمڑے کے موزے ہوں تو پاؤں کا دھونا وضو میں فرض نہیں ہے بلکہ تر ہاتھوں کا ان موزوں پر اس طرح پھیر لینا کافی ہوگا کہ پانچوں انگلیوں کو پانی سے تر کر کے موزے کے اوپر پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلیوں تک کھینچ لے جایا جائے' پہلے دائیں پاؤں پر پھر بائیں پاؤں پر' اور یہی مسح (پھیرنا) دھونے کے قائم مقام ہے جب کہ پاؤں میں خف ہوں۔

مشہور' متواتر صحیح روایتوں سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے اگر کوئی شخص ان موزوں پر مسح کرنے کو جائز نہ سمجھے تو علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ مقیم آدمی کے لیے ایک دن رات مسح کرنا جائز ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات تک۔ مندرجہ ذیل احادیث موزوں پر مسح کرنے کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

مسح کی مدت

۵۱۷۔ (۱) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۱۷۔ (۱) شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا (کتنے دن تک موزوں پر مسح کرنا چاہیے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کے لیے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مدت مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

موزوں پر مسح کرنا

۵۱۸۔ (۲) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ غَزَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوْكَ۔ قَالَ الْمُغِيْرَةُ: فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قِبَلَ الْغَائِطِ، فَحَمَلْتُ مَعَهٗ اِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ

۵۱۸۔ (۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک میں شریک رہے تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لیے میدان میں تشریف لے گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استعمال کے لیے چھاگل

۵۱۷۔ صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب التوقیت فی المسح علی الخفین (۲۷۶[۶۳۹])

۵۱۸۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم (۲۷۴ [۲۳۱، ۶۳۳])

أُهْرِيقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاَدَاوَةِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ، ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ، ثُمَّ اَهْوَيْتُ، لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: ((دَعْهُمَا فَاِنِّي اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ، فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ، وَقَدْ قَامُوْآاِلَى الصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ، فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ، فَاَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهٗ فَلَمَّا سَلَّمَ، قَامَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقُمْتُ مَعَهٗ، فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ، سَبَقَتْنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

میں پانی لے گیا (قضائے حاجت اور استنجا کے بعد جب آپ واپس تشریف لائے) تو میں نے چھاگل میں سے پانی آپ ﷺ کے ہاتھوں پر ڈالنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھویا' اس وقت آپ کے جسم مبارک پر اون کا چوغہ تھا یعنی اونی جبہ پہنے ہوئے تھے' آپ ﷺ نے جبے کی آستینوں کو ہاتھ دھونے کے لیے اوپر چڑھانا شروع کیا لیکن آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے ہاتھ کے اوپر نہ چڑھ سکیں مجبوراً جبے کے نیچے سے ہاتھ کو باہر نکالا اور جبے کو دونوں شانے مبارک کندھوں پر ڈال دیا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔ پھر سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور عمامہ پر بھی مسح کیا (جب آپ ﷺ نے پیروں کے دھونے کا ارادہ کیا اس وقت آپ ﷺ کے پیروں میں موزے تھے) تو میں نے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں سے موزے کو نکالنے کا ارادہ کیا (تاکہ پیروں کے دھونے میں آسانی ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: مت نکالو، موزوں کو اسی حالت میں چھوڑ دو کیونکہ میں نے ان کو طہارت کی حالت میں پہنا ہے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں موزوں پر مسح کیا پھر آپ سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا چلتے چلتے ہم مجاہدین اسلام کے لشکر میں پہنچے جب کہ وہ لوگ نماز میں کھڑے ہو چکے تھے اور عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے اور ایک رکعت ختم کر چکے تھے۔ جب ان کو نبی ﷺ کا تشریف لانا معلوم ہو گیا تو انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے سے روکا (کہ اپنی جگہ قائم رہو اور نماز پڑھا دو) رسول اللہ ﷺ نے باقی رکعت ان کے ساتھ پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد نبی ﷺ باقی رکعت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا تو جو رکعت ہم سے رہ گئی تھی اس کو پورا کیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں ہیں: (۱) نماز سے پہلے اگر قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہونا چاہیے (۲) خادم خدمت کے لیے ہمراہ پانی لے جا سکتا ہے اور اپنے آقا کو وضو کرا سکتا ہے۔ (۳) موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے (۴) سر پر اگر عمامہ ہو تو عمامہ پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔ (۵) جماعت کھڑی ہونے کے بعد اگر کوئی بعد میں پہنچے تو جماعت میں شریک ہو جائے اور سلام پھیرنے کے بعد چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کر لے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۵۱۹۔(۳) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ،

۵۱۹۔(۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو

۵۱۹۔ اسناده حسن سنن ابن ماجه كتاب باب (۵۵٦)، صحيح ابن خزيمه كتاب الوضوء باب المسح على الخفين (۱۹۲)، الدارقطنى كتاب الطهارة باب الرخصه فى المسح على الخفين (۱/ ۱۹۴)

وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً، إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا، رَوَاهُ الْأَثْرَمُ فِيْ ((سُنَنِهِ))، وَابْنُ خُزَيْمَةَ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ. وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: هُوَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ هٰكَذَا فِيْ ((الْمُنْتَقٰى))

ایک دن اور ایک رات کی دی ہے جب کہ موزوں کو کامل وضو کر کے پہنا ہو۔ اس حدیث کو اثرم' ابن خزیمہ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اور خطابی نے اس حدیث کو صحیح الاسناد بتایا ہے۔ منتقی میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

۵۲۰۔(٤) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَآئِيُّ.

۵۲۰۔(۴) صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ سفر میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے کہ سفر کی حالت میں تین دن اور تین رات اپنے موزوں کو پاؤں سے باہر نہ نکالو بلکہ پہنے رہو۔ مگر جنابت کے غسل کے وقت موزوں کو نکال کر غسل کرو' لیکن پائخانہ' پیشاب اور سونے کے بعد موزوں کو نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اس حدیث کو ترمذی' نسائی نے روایت کیا ہے۔

۵۲۱۔(٥) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَمَسَحَ أَعْلَى الْخُفِ وَأَسْفَلَهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمَذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ مَّعْلُوْلٌ. هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيْحٍ. وَكَذَا ضَعَّفَهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۵۲۱۔(۵) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے وضو کرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے کے اوپر اور نیچے بھی مسح کیا۔ اس حدیث کو ابوداؤد' ترمذی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے۔ اور میں نے ابوزرعہ اور امام بخاری سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اسی طرح سے ابوداؤد نے بھی ضعیف بتایا ہے۔

۵۲۲۔(٦) وَعَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلٰى ظَاهِرِ هِمَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ.

۵۲۲۔(٦) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۵۲۳۔(٧) وَعَنْهُ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۵۲۳۔(۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں پر جوتوں سمیت مسح کیا۔ اس حدیث کو احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۵۲۰۔ اسناده حسن سنن الترمذی کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین للمسافر (٩٦)' النسائی کتاب الطهارة باب التوقیت فی المسح علی الخفین (١٢٧)

۵۲۱۔ اسناده ضعیف ابوداؤد کتاب الطهارة باب کیف المسح (١٦٥)' الترمذی کتاب الطهارة باب فی المسح علی الخفین (٩٧)' ابن ماجه کتاب الطهارب باب فی مسح علی الخف واسفله (٥٥٠)' ثور نے رجاء سے نہیں سنا اور رجاء نے کاتب المغیرہ سے نہیں سنا لہٰذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۵۲۲۔ اسناده حسن ابوداؤد کتاب الطهارب باب کیف المسح (١٦١)' الترمذی کتاب الطهارة باب فی المسح علی الخفین ظهرهما (٩٨)

۵۲۳۔ صحیح ابوداؤد کتاب الطهارة باب المسح علی الجور بین (١٥٩)' الترمذی کتاب الطهارة باب فی المسح علی الجور بین (٩٩)' ابن ماجه کتاب الطهارة باب ماجاء فی المسح علی الجور بین (٥٥٩)

توضیح:...... جورب، گورب کا معرب ہے جس کے معنی جراب اور موزے کے بھی ہیں۔ یہ جرابیں کبھی چمڑے کی اور کبھی اونی یا سوتی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ جراب کے نیچے تلہ چمڑے کا ہوتا ہے جس کو منعل کہتے ہیں اور بعض دفعہ اوپر چمڑا لگا رہتا ہے اس کو مجلد کہتے ہیں تو مجلد اور منعل جراب پر مسح کرنا جائز ہے۔ جو خف کے حکم میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٥٢٤۔ (٨) عَنِ الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! نَسِيْتَ؟ قَالَ: ((بَلْ اَنْتَ نَسِيْتَ، بِهٰذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ

۵۲۴۔ (۸) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا تو یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھولے ہو، میں نہیں بھولا ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھ کو اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا ہے۔

دین کا مدار رائے اور قیاس پر نہیں

٥٢٥۔ (٩) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: لَوْكَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ۔

۵۲۵۔ (۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دین رائے اور قیاس پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا بہ نسبت اوپر کے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، دارمی نے روایت کیا ہے۔

(معلوم ہوا کہ دین کا ہر حکم عقل ناقص کے مطابق نہیں ہے۔ البتہ عقل کامل کے مطابق ضرور ہے۔ جس کو بعض لوگ ہی سمجھتے ہیں۔

❀❀❀❀

٥٢٤۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب المسح علی الخفین (١٥٦)، بکیر بن عامر ضعیف ہے۔

٥٢٥۔ صحیح ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب کیف المسح (١٦٢)، الدارمی کتاب الطھارب باب المسح علی النعلین (١/ ١٨١ح ٧٢١)

(۱۰) بَابُ التَّیَمُّمِ ...... تیمّم کا بیان

اگر کسی بیماری کی وجہ سے پانی نقصان دے یا باوجود تلاش کے پانی نہ ملے تو ایسی حالت میں پاک مٹی سے تیمّم کرنا درست ہے۔ تیمّم کے لغوی معنی قصد اور ارادے کے ہیں۔ اور شرعی معنی پاکی کی نیت سے پاک مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر اور ہتھیلی پر ملنے کے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کر کے دل میں نیت کرو کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے تیمّم کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پاک زمین پر یا مٹی کے ڈھیلے پر مار کر اس میں پھونک مارو یا جھاڑ دو تا کہ جو زیادہ مٹی لگی ہو وہ جھڑ جائے۔ اور ان دونوں ہاتھوں کو تمام چہرے پر اس طرح پھیرو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر کلائی تک نیچے اوپر پھیرو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کلائی تک نیچے اوپر پھیرو اس طرح کرنے کو تیمّم کہتے ہیں۔ وضو اور غسل دونوں کا یہی طریقہ ہے اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ انہی چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پانی ملنے یا پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ تیمّم کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ (النساء ع ۷)

''اگر تم بیمار ہو، یا مسافر ہو، یا پیشاب پاخانہ کر کے آئے ہو یا عورتوں سے ملے ہو یا اور تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔ اور اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

اور تیمّم کی مشروعیت میں مندرجہ ذیل حدیثیں ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

امتِ محمدیہ کے تین خصائص

۵۲۶۔ (۱) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کو تمام لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنائی گئی ہیں۔ (۲) اور تمام روئے زمین ہمارے لیے مسجد ٹھہرائی گئی ہے (۳) اور پاک مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ جب کہ ہم کو پانی نہ ملے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

جنبی کے لیے بھی تیمّم کی رعایت

۵۲۷۔ (۲) وَعَنْ عِمْرَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ

۵۲۷۔ (۲) حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز

۵۲۶۔ صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع (۵۲۲[۱۱۶۵])

صَلَاتِهٖ، اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ! اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟)) قَالَ: اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ، وَلَا مَاءَ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ، فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ایک شخص کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ جماعت سے الگ بیٹھا ہوا ہے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ اے فلاں شخص تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے منع کیا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھ کو جنابت پہنچی ہے۔ یعنی میں ناپاک ہوں اور پانی تھا نہیں اس لیے نماز میں شریک نہیں ہوا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیتا، یہی تیرے لیے کافی تھا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی آدمی بھی تیمّم کر سکتا ہے۔

توضیح:...... امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت تمام امتوں پر بہت سی باتوں میں ہے۔ جس کا مفصل بیان ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔ یہاں تین باتوں میں فضیلت ظاہر کی گئی ہے۔ (۱) نماز اور جہاد میں امت محمدیہ ﷺ کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ٹھہرائی گئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اور امتوں کی صفیں ایسی نہیں تھیں۔ (۲) تمام روئے زمین مخصوص جگہوں کے علاوہ مسجد کے حکم میں ہے کہ جہاں نماز کا وقت آ جائے نماز پڑھی جا سکتی ہے خصوصی عبادت خانے میں ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسری امتوں میں تھا۔ (۳) اور امت محمدیہ ﷺ کے لیے تیمّم کرنے کی رخصت دی گئی ہے جو دوسری امتوں کے لیے نہیں دی گئی تھی۔

۵۲۸۔ (۳) وَعَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ: اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ؟ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ۔ فَقَالَ: ((اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا)) فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ، وَفِيْهِ: قَالَ: ((اِنَّمَا يَكْفِيْكَ اَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْاَرْضَ۔ ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ))

۵۲۸۔ (۳) عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا۔ اس (عمار رضی اللہ عنہ) نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ کو یاد ہو گا کہ میں اور آپ سفر میں تھے (ہم دونوں جنبی ہو گئے) آپ نے تو نماز ادا نہ کی۔ میں مٹی میں لیٹ گیا اور نماز ادا کر لی۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تجھے اس طرح (کرنا) کافی تھا (چنانچہ) نبی ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک ماری۔ ان دونوں کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیرا (بخاری) اور مسلم میں اس کی مثل ہے اور اس میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تجھے کافی تھا کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارتا پھر ان میں پھونک مارتا بعد ازاں ان کے ساتھ اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرتا۔

۵۲۹۔ (٤) وَعَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ

۵۲۹۔ (۴) حضرت جہیم بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ پیشاب کر رہے

۵۲۷۔ صحیح البخاری کتاب التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم (٣٤٤)، مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلاة الفائتة (٦٨٢[١٥٦٣])

۵۲۸۔صحیح البخاری کتاب التیمم باب المتیمم هل ینفع منهما، مسلم کتاب الحیض باب التیمم ٣٦٨ (٨٢٠)

۵۲۹۔ اسناده ضعیف جدا شرح السنة باب کیفیة التیمم (٢/ ١١٤، ١١٥ ح ٣١٠ کتاب الطهارة، السنن الکبری للبیهقی (١/ ٢٠٥)، مسند الشافعی (١/ ٤٥)، ابراہیم بن محمد الاسلمی متہم بالکذب متروک ہے اور سند بھی منقطع ہے دوسرے اس میں دونوں بازوؤں پر مسح کا ذکر ہے جو کہ صحیح حدیث کی صریح مخالفت ہے، دیکھئے حدیث (۵۳۵)

يَبُوْلُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جِدَارٍ، فَحَتَّهٗ بِعَصًى كَانَتْ مَعَهٗ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ۔ وَلَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي ((الصَّحِيْحَيْنِ))، وَلَا فِيْ: كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهٗ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو اسی حالت میں سلام کیا۔ آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ وہاں سے کھڑے ہو کر دیوار کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کے پاس جو لاٹھی تھی اس سے دیوار کو کھرچا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر رکھا' پھر چہرا اور دونوں ہاتھوں پر پھیرا' پھر میرے سلام کا جواب دیا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں ہے۔ بخاری و مسلم میں مجھے یہ حدیث نہیں ملی اور نہ حمیدی کے کتاب میں ہے۔ (سلام کا جواب دینے کے لیے تیمّم کرنا مستحب ہے)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

جب تک پانی نہ ملے، تیمّم کیا جائے گا

۵۳۰۔ (۵) عَنْ اَبِيْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ، وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِيْنَ۔ فَاِذَا وَجَدَ الْمَآءَ فَلْيُمِسَّهٗ بَشَرَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ: ((عَشْرَ سِنِيْنَ))

۵۳۰۔ (۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ پائے اور جب پانی پا لے تو اس سے بدن کو دھوئے یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی ابوداوٗد و نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی میں ''عشر سنین کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔''

تیمّم کافی تھا لیکن کم علمی نے جان لے لی!

۵۳۱۔ (۶) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ سَفَرٍ، فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهٗ فِيْ رَأْسِهٖ فَاحْتَلَمَ، فَسَأَلَ اَصْحَابَهٗ: هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قَالُوْا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَاَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَآءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ۔ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اُخْبِرَ بِذٰلِكَ۔ قَالَ: ((قَتَلُوْهُ، قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، اَلَا سَاَلُوْا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا! فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ اَنْ يَّتَيَمَّمَ، وَيَعْصِبَ عَلٰى جُرْحِهٖ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ

۵۳۱۔ (۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سفر میں گئے۔ ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا' جس سے اس کے سر میں زخم ہو گیا۔ اس آدمی کو احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں میرے لیے تیمّم کرنے کی رخصت پاتے ہو یا نہیں؟ تو اس کے ساتھیوں نے جواب دیا کہ جب تم پانی پاتے ہو اور اس کے استعمال پر تم قادر ہو تو تیمّم کرنے کی رخصت ہم لوگ نہیں پاتے ہیں۔ اس نے غسل کر لیا اور وہ مر گیا۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ ان کو خدا مارے جب ان لوگوں

۵۳۰۔ حسن ابوداوٗد کتاب الطهارة باب الجنب تيمم (۳۳۲)، ترمذی کتاب الطهارة باب التيمم للجنب (۱۲۴)، النسائی کتاب الطهارة باب الصلوات تيمم واحد (۳۲۳)، مسند احمد (۵/ ۱۵۵)

۵۳۱۔ ضعیف ابوداوٗد کتاب الطهارة باب فی المجروح تیمّم (۳۳۶)، زبیر بن خریق راوی ضعیف ہے۔

عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

کو نہیں معلوم تھا تو دوسرے لوگوں سے کیوں نہیں پوچھ لیا' نادانی کی بیماری کا علاج سوال اور پوچھ گچھ ہے۔ ایسی حالت میں اسے تیمّم کر لینا کافی تھا۔ اور اگر اس کو غسل ہی کرنا تھا تو اس کو یوں کر لینا تھا کہ زخم پر پٹی باندھ لیتا پھر پٹی پر مسح کر لیتا اور سر اور زخم کے علاوہ باقی بدن کو دھوڈالتا۔ (ابوداؤد،ابن ماجہ)

۵۳۲۔ (۷) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۵۳۲۔ (۷) نیز ابن ماجہ نے اس حدیث کو عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔

تیمّم کے بعد نماز لوٹانا

۵۳۳۔ (۸) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِيْ سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَآءٌ، فَتَيَمَّمَا صَعِيْدًا طَيِّبًا، فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَآءَ فِي الْوَقْتِ، فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوُضُوْءٍ، وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ. ثُمَّ أَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَذَكَرَا ذٰلِكَ. فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ)). وَقَالَ لِلَّذِيْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: ((لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَرَوَى نَحْوَهُ

۵۳۳۔ (۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی سفر میں گئے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ اس لیے ان دونوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر وقت میں ان کو پانی مل گیا' تو ایک نے وضو کر کے نماز لوٹا لی اور دوسرے نے نہیں لوٹائی' پھر ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لوٹانے والے کو فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا اور تیری نماز ہو گئی اور لوٹانے والے کو فرمایا کہ تم کو دو ثواب ملے (ایک فرض کے ادا کرنے کا دوسرے نفل کا) ابوداؤد' دارمی' نسائی۔

۵۳۴۔ (۹) وَقَدْ رَوَى هُوَ وَأَبُوْدَاوُدَ أَيْضًا عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔

۵۳۴۔ (۹) نیز ابوداؤد و نسائی میں یہ حدیث عطاء بن یسار سے مرسلاً بھی مروی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

۵۳۵۔ (۱۰) عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۳۵۔ (۱۰) حضرت ابوجہیم بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمل نامی کنوئیں کی طرف سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں آپ تیسری فصل سے ایک شخص ملا' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ ایک دیوار کے پاس آئے اور تیمّم کر کے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵۳۲۔ حسن سنن ابن ماجه كتاب الطهارة باب فى المجروح تصيبة الجنابه (۵۷۲)

۵۳۳۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الطهارة باب فى التيمم يجد الماء بعد (۳۳۸)' النسائى كتاب الغسل الطهارة باب التيمم لمن لم يجد الماء (۴۳۳)

۵۳۴۔ حسن ابوداؤد كتاب الطهارة باب فى التيمم يجد الماء بعد ما يصلى (۳۳۹)

۵۳۵۔ صحيح البخارى كتاب التيمم باب التيمم فى الحضر (۲۳۷)' مسلم كتاب الحيض باب التيمم (۳۶۹[۸۲۲])

۵۳۶۔ (۱۱) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: اَنَّهُمْ تَمَسَّحُوْا وَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّعِيْدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوْا بِاَكُفِّهِمِ الصَّعِيْدَ، ثُمَّ مَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ عَادُوْا، فَضَرَبُوْا بِاَكُفِّهِمُ الصَّعِيْدَ، مَرَّةً اُخْرَى، فَمَسَحُوْا بِاَيْدِيْهِمْ كُلِّهَا اِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ مِنْ بُطُوْنِ اَيْدِيْهِمْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۵۳۶۔ (۱۱) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو فجر کی نماز کے لیے انہوں نے تیمّم کیا۔ اس طرح سے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارا، پھر اپنے چہرے پر ایک دفعہ مل لیا۔ پھر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو مٹی پر مار کر مونڈھوں اور بغلوں تک مسح کیا۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔ (تعلیم سے پہلے اپنے اجتہاد سے ان لوگوں نے کیا ایسا بعد میں رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کی ترکیب بنائی جس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔)

❀❀❀❀

۵۳۶۔ صحیح ابوداوٗد کتاب الطهارة باب التيمم (۳۱۸)

(۱۱) بَابُ الْغُسُلِ الْمَسْنُوْنِ
غسل کا مسنون بیان

غسل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) فرض (۲) سنت

فرض کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) جنابت کا غسل، (۲) حیض سے فارغ ہونے کا غسل

(۳) نفاس (زچگی) سے فارغ ہونے کا غسل (۴) کسی کا مسلمان ہونے کے لیے غسل

(۵) میت کو غسل دینا

غسل سنت چھ ہیں:

(۱) جمعہ کی نماز کے لیے غسل سنت موکدہ ہے۔ (۲) عیدین کے لیے غسل کرنا۔

(۳) حج کا احرام باندھنے سے پہلے کا غسل (۴) عرفات میں ٹھہرنے کا غسل

(۵) سینگی لگوانے کے بعد غسل (۶) مکہ شریف میں داخل ہونے کے وقت غسل۔

اب ان سب کا بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جمعہ کا غسل واجب ہے

۵۳۷۔ (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۳۷۔(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... جمعہ، عید اور بقر عید سے بڑھ کر ہے۔ اس دن صفائی ستھرائی کی زیادہ اہمیت ہے بعض علماء کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت و مستحب ہے۔

۵۳۸۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ

۵۳۸۔ (۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۳۷۔ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة (۸۷۷)، مسلم کتاب الجمعة (۸٤٤ [۱۹۵۲])

۵۳۸۔ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة (۸۷۹، مسلم کتاب الجمعة باب وجوب غسل الجمعة (۸٤٦ [۱۹۵۷])

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب اور ثابت ہے۔ (یعنی غسل چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... ابتدائے اسلام میں لوگ سوتی کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے اونی کپڑا زیادہ استعمال کرتے تھے' اور ملازم خادم نہ ہونے کی وجہ سے اپنا کام خود ہی کرتے تھے۔ ان اونی کپڑوں کو زیادہ دن پہننے کی وجہ سے بدبو آتی تھی اور مسجد بھی تنگ تھی پسینہ آنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری قرار دیا۔ جب بعد میں وسعت ہوگئی تو فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا اچھا ہے جیسا کہ آئندہ حدیثوں سے معلوم ہوگا۔

۵۳۹۔ (۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا' يَغْسِلُ فِيْهِ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۳۹۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بالغ مسلمان پر لائق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن اپنے سر اور بدن کو دھوئے (یعنی غسل کرے)۔ بخاری و مسلم۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

۵۴۰۔ (٤) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ' وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ' وَاَبُوْدَاوٗدَ' وَالتِّرْمِذِيُّ' وَالنَّسَائِيُّ' وَالدَّارِمِيُّ

۵۴۰۔ (۴) حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور اچھا ادا کیا' اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل اور سب سے اچھا ہے۔ احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' دارمی)

توضیح:......لفظ فبها و نعمت کے معنی ہیں کہ فاخذ بالفريضة و نعمت الفريضة یعنی وضو کر کے فرض کو ادا کر لیا اور کیا ہی خوب فریضہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

مردے کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا

۵٤١ (٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ ((وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ))

۵۴۱ (۵) حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مردے کو نہلائے تو نہلانے کے بعد اس کو خود بھی نہا لینا چاہیے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں کہ جو مردے کو اٹھانے کا ارادہ کرے تو وضو کر کے اٹھانا چاہیے۔

٥٣٩۔ صحیح البخاری کتاب الجمعة باب هل من لم يشهد الجمعة غسل (٨٩٧)' مسلم کتاب الجمعة باب الطيب والسواك يوم الجمعة (٨٤٩[١٩٦٣])

٥٤٠۔ اسناده حسن ابوداوٗد کتاب الطهارة باب فى الرخصة فى ترك الغسل يوم الجعة (٣٥٤)' الترمذى كتاب الجمعة باب فى الوضوء يوم الجمعة (٤٩٧)' النسائى كتاب الجمعة باب الرخفة فى ترك الغسل يوم الجمعة (١٣٨١)

٥٤١۔ صحیح ابوداوٗد کتاب الجنائز باب فى الغسل الميت (٣١٦١ س ٣١٦٢)' الترمذى كتاب الجنائز باب ماجاء فى الغسل من غسل الميت (٩٩٣)' ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى غسل الميت (١٤٦٣)

۵۴۲۔ (٦) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضي الله عنها اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ اَرْبَعٍ: مِّنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۵۴۲۔ (٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان چار باتوں سے غسل کرتے تھے۔ (یعنی ان چار باتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔) (ا) جنابت سے (۲) اور جمعہ کے دن (۳) اور سینگی لگانے سے (۴) اور میت کے غسل دینے سے۔ اس حدیث کو ابوداوٗد نے روایت کیا ہے۔

قبول اسلام کے وقت غسل کرنا

۵۴۳۔ (۷) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ رضي الله عنه اَنَّهٗ اَسْلَمَ، فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِیُّ۔

۵۴۳۔ (۷) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ بیری کے پتوں اور پانی سے غسل کریں۔ (یعنی بیری کے پتوں کے جوش دیے ہوئے پانی سے غسل کریں۔ اس حدیث کو ترمذی احمد نسائی نے روایت کیا ہے۔)

توضیح:...... کافر اگر مسلمان ہونا چاہتا ہے تو غسل کرنا ضروری ہے ورنہ مستحب اور اگر سر پر کفر کے بال ہیں تو اسے منڈا دینا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

غسل جمعہ مستحب ہونا

۵۴۴۔ (۸) عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: اِنَّ نَّاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَآءُوْا فَقَالُوْا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّهٗ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ، وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ. وَسَاُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ، وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ، اِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ يَوْمٍ حَارٍّ، وَعَرِقَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ، حَتّٰى ثَارَتْ

۵۴۴۔ (۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے کچھ لوگ آئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا آپ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے؟ تو حضرت عباس نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ پاکیزہ تر ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب اور ضروری نہیں ہے۔ میں تمہیں غسل کی ابتدائی حقیقت بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کی ابتدا کس طرح ہوئی، لوگ نبی ﷺ کے زمانہ میں محتاج، فقیر اور مسکین تھے، اون اور بالوں کا لباس پہنتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر کاروبار کرتے تھے (یعنی بوجھ اٹھاتے تھے) اور دیگر محنت ومشقت کا کام کرتے تھے، ان کی مسجد بھی تنگ تھی اور مسجد کی چھت بھی بہت نیچی تھی اور یہ چھت بھی کھجوروں کی ٹہنیوں کی تھی۔ گرمی کے دن

۵۴۲۔ ضعیف ابوداوٗد کتاب الطھارب باب فی غسل المیت (۳۱٦۰، ۳۴۸)، مصعب بن شیبۃ ضعیف راوی ہے جبکہ بعض کے نزدیک کثرت طرق کی بنا پر یہ روایت حسن ہے مثلاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ، التلخص الحبیر

۵۴۳۔ اسنادہ صحیح ابوداوٗد کتاب الطھارباب فی الرجل یسلم فیومر باالغسل (۳۵۵)، الترمذی کتاب الجمعہ باب فی الاغتسال عند ما یسلم الرجل (٦۰۵)، النسائی الطھارۃ باب غسل الکافر اذا اسلم (۱۸۸)

۵۴۴۔ اسنادہ حسن ابوداوٗد کتاب الطھارۃ باب فی الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ (۳۵۳)

مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذَى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيَاحَ، قَالَ:((اَيُّهَا النَّاسُ! اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ، فَاغْتَسِلُوْا، وَلْيُمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَايَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ))۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَآءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ، وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ، وَكُفُوْا الْعَمَلَ، وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ، وَذَهَبَ بَعْضَ الَّذِیْ كَانَ يُؤْذِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

میں رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز کے لیے تشریف لائے لوگ اونی کپڑوں میں پسینے سے تر بہ تر تھے تو ان سے بد بو پھیلی تو رسول اللہ ﷺ کو اس بدبو سے اذیت پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کر کے آیا کرو اور جو خوشبو اور تیل اچھے سے اچھا تمہیں ملے وہ مل لیا کرو۔ یعنی سروں میں اور کپڑوں میں خوشبودار تیل تمہیں مل لو (تا کہ پسینہ کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مال دیا اور یہ لوگ بجائے کمبل پہننے کے سوتی کپڑے پہننے لگے اور کاروبار کے لیے دوسرے غلام ملازم رکھ لئے مشقت کے کاموں سے انہیں کفایت اور آزادی ہو گئی اور مسجد بھی کشادہ ہو گئی اور پسینے کی بدبو جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی جاتی رہی۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

(۱۲) بَابُ الْحَيْضِ ...... حیض کا بیان

بغیر کسی بیماری کے عورتوں کی مخصوص جگہ سے ماہواری خون آنے کو حیض کہتے ہیں۔ حیض کا خون درحقیقت ایک فضلہ (زائد چیز) ہے جس کا بدن میں رک جانا دیگر فضلات (پیشاب پائخانہ وغیرہ) کے بند ہو جانے کی مانند بہت سی خطرناک بیماریوں اور تکلیفوں کا سبب ہوتا ہے۔ یہ خون صحت کی حالت میں بارہ برس سولہ برس کی عمر کے درمیان عورتوں کے بالغ ہونے پر آنا شروع ہوتا ہے جو ہر مہینے کسی کو ۲۸ دن کے وقفہ سے کسی کو ۲۲ دن کے فاصلہ سے آیا کرتا ہے اور عموماً تین، چار، پانچ یا سات دن آ کر خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اور ۳۵ سے ۵۵ سال تک کی عمر میں قدرتاً بند ہو جایا کرتا ہے۔ حالتِ حمل میں اور دودھ پلانے کے زمانہ میں یہ خون بچہ کی پرورش میں صرف ہوتا ہے لہٰذا حمل قرار پانے کے بعد ماہواری خون بند ہو جاتے ہیں اور اس سے جنین (بچہ) کو غذا پہنچ کر رحم میں نو ماہ تک جنین کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس قدر حصہ جنین کی غذا سے بچتا ہے وہ وضع حمل کے وقت اور اس کے بعد نفاس میں نکل جاتا ہے۔ دودھ پلانے کے زمانے میں یہ خون عورت کے پستان میں پہنچ کر دودھ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کے ذریعہ بچہ غذا حاصل کر کے پرورش پاتا ہے۔ اس زمانے کے علاوہ اس خون کا رک جانا یا بے قاعدگی کے ساتھ آنا مرض میں داخل ہے۔

کسی مرفوع صحیح حدیث سے حیض کی کم اور زیادہ مدت ثابت نہیں ہے۔ مگر عام طور پر حیض زیادہ سے زیادہ دس روز اور کم سے کم ایک یا دو روز ہیں۔ حیض کی اصلی مدت ہر عورت کے لیے اس کی معمولی عادت ہے اس لیے ہر عورت اپنی عادت پر عمل کرے اگر اس عادت سے کم یا زیادہ خون آ جائے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

حیض کے مسائل

٥٤٥۔ (١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷜ قَالَ: اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيهِمْ لَمْ يُوَاكِلُوْهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ الآية. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ)). فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ. فَقَالُوْا: مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ. فَجَاءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ،

۵۴۵۔ (۱) حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو حائضہ عورت سے چھوت کرتے۔ یعنی نہ تو اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے اور نہ اس کو اپنے گھروں میں اپنے ساتھ اکٹھا رکھتے (بلکہ دوسرے گھروں میں رکھتے) صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے حائضہ عورتوں کا حکم دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی: ویسئلونك عن المحیض..... الخ۔ یعنی آپ سے لوگ حیض کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان حائضہ عورتوں کے ساتھ سب ہی کچھ کر سکتے ہو۔ (یعنی ان کے ساتھ کھا پی سکتے ہو، اٹھ بیٹھ سکتے ہو لیکن) ان کے

٥٤٥۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض راس (٣٠٢[٦٩٤])

فَقَالَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ الْیَھُوْدَ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا، اَفَلَا نُجَامِعُھُنَّ؟ فَتَغَیَّرَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَیْھِمَا۔ فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْھُمَا ھَدِیَّۃٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَاَرْسَلَ فِیْ آثَارِھِمَا فَسَقَاھُمَا، فَعَرَفَا اَنَّہٗ لَمْ یَجِدْ عَلَیْھِمَا۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ساتھ حالتِ حیض میں وطی نہ کرو۔ جب یہ بات یہودیوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص ہماری دینی باتوں میں مخالفت کرتا ہے، تو اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں صحابیوں نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان کے ساتھ نہ اٹھیں بیٹھیں۔ یعنی ہم کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا بالکل چھوڑ دیں تا کہ ہم میں اور یہود میں پوری پوری موافقت ہو جائے۔ (یا یہ ترجمہ ہے کہ کیا ہم ان سے جماع کر لیں جس سے پوری مخالفت ہو جائے۔) یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا، (یعنی آپ سخت ناراض ہو گئے۔) ہم نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ ان دونوں سے خفا ہو گئے چنانچہ وہ دونوں آدمی باہر چلے گئے تو کہیں سے دودھ کا ہدیہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیج کر ان کو بلایا تو دونوں کو آپ نے دودھ پلایا وہ دونوں جان گئے کہ آپ ہم سے خفا نہیں ہوئے۔ (مسلم)

توضیح: ...... یہ آیت کریمہ سورۂ بقرہ کی ہے، پوری آیت یہ ہے:

﴿ وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ٥﴾

''تم سے وقت حیض وحیض کے بارے میں سوال ہوتا ہے، کہہ دو کہ وہ گندگی ہے۔ وقتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے خدا نے تمہیں اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور اچھی طرح پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے، تمہاری بیویاں تمہارے کھیت ہیں کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں جماع حرام ہے۔

۵۴۶۔ (۲) وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ، وَکِلَانَا جُنُبٌ، وَکَانَ یَأْمُرُنِیْ، فَاَتَّزِرُ، فَیُبَاشِرُنِیْ وَاَنَا حَائِضٌ۔ وَکَانَ یُخْرِجُ رَأْسَہٗ اِلَیَّ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ، فَاَغْسِلُہٗ، وَاَنَا حَائِضٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۴۶۔(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور ہم دونوں جنبی ہوتے اور آپ مجھے حکم دیتے میں ازار باندھ لیتی۔ آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے۔ آپ ﷺ کا جسم میرے جسم سے لگ جاتا میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ آپ ﷺ اپنا سر اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر نکال دیتے میں آپ ﷺ کے سر مبارک کو دھو دیتی اور میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵۴۶۔ صحیح البخاری کتاب الحیض باب مباشرۃ الحائض (۲۹۹، ۳۰۱)، مسلم کتاب الحیض باب مباشرۃ الحائض فوق (۲۹۳[۶۷۹])

توضیح:...... یعنی کسی بڑے برتن میں پانی رکھ کر دونوں میاں بیوی چلو بھر بھر کر نہاتے۔ اور حیض کی حالت میں جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ حائضہ عورتوں کے ساتھ لیٹنا، بیٹھنا، جسم سے جسم لگانا درست ہے، خلاصہ یہ کہ سوائے جماع کے حائضہ عورت سے ہر طرح فائدہ اٹھانا اور خدمت لینا درست ہے۔

٥٤٧۔ (٣) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ؛ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ، وَاَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ؛ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۴۷۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیتی اور بچا ہوا پانی نبی ﷺ کو پینے کے لیے دے دیتی۔ آپ ﷺ اسی جگہ سے منہ لگا کر پیتے جس جگہ سے میں نے پیا تھا۔ اور میں ہڈی چوستی تھی پھر چوسی ہوئی ہڈی نبی ﷺ کو دے دیتی آپ ﷺ اس ہڈی کو اسی جگہ سے چوستے جہاں سے میں نے چوسا تھا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت کا جھوٹا پاک ہے اور حائضہ عورتوں کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔

٥٤٨۔ (٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِي وَاَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۸۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حیض سے ہوتی تو رسول اللہ ﷺ میری گود میں تکیہ لگا کر بیٹھتے اور قرآن مجید پڑھتے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

٥٤٩۔(٥) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ لِيْ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَاوِلِيْنِيْ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) فَقُلْتُ: اِنِّيْ حَائِضٌ۔ فَقَالَ: ((اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۴۹۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے چٹائی اٹھا کر مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے، (یعنی مسجد سے باہر کھڑی ہو کر ہاتھ بڑھا کر چٹائی اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ہاتھ پاک ہے۔) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٥٥٠۔ (٦) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ، بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ، وَاَنَا حَائِضٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۰۔ (۶) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چادر میں نماز پڑھتے جس کا بعض حصہ میرے اوپر ہوتا اور بعض حصہ آپ ﷺ کے اوپر ہوتا اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

٥٤٧۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض ٣٠٠ [٦٩٢]

٥٤٨۔ صحیح البخاری کتاب الحیض باب قراة الرجل فی حجر امراته (٢٩٧)، مسلم کتاب الحیض باب جوازالحائض راس زوجها (٣٠١[٦٩٣])

٥٤٩۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض (٢٩٨[٦٨٩])

٥٥٠۔ صحیح البخاری کتاب الصلاة باب اذا اصاب ثوب المصلی امراته (٣٧٩)، مسلم کتاب الصلاة باب الاعتراض بین یری العمل (٥٣١[١١٤٦])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

تین بڑے گناہ

٥٥١۔ (٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَتَی حَائِضًا، اَوْ اِمْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا، اَوْكَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا: ((فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ؛ فَقَدْكَفَرَ))۔ وقَالَ التِّرْمِذِیُّ: لَانَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَكِیْمِ الْاَثْرَمِ، عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

٥٥١۔ (٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت کے پاس ایام حیض میں آئے یا دبر میں بدفعلی کرے کاہن کے پاس جائے۔ اس نے اس دین کا انکار کرلیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

٥٥٢۔ (٨) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَا یَحِلُّ لِیْ مِنِ امْرَأَتِیْ وَهِیَ حَائِضٌ؟ قَالَ: ((مَا فَوْقَ الْاِزَارِ، وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ اَفْضَلُ))۔ رَوَاهُ رَزِیْنٌ وَقَالَ مُحْیِی السُّنَّةِ: اِسْنَادُهٗ لَیْسَ بِقَوِیٍّ۔

٥٥٢۔ (٨) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے میری بیوی سے کیا حلال ہے جب کہ وہ حائضہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے وہ حلال ہے جو تہبند کے اوپر ہے اور اس سے بچنا اچھا ہے۔ (یعنی تہبند کے اوپر ہاتھ لگانا درست ہے لیکن جماع کرنا اور وطی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس سے بھی بچنا بہتر ہے تاکہ وطی کی نوبت نہ آجائے۔) اس حدیث کو زرین نے روایت کیا ہے۔ اور امام محی السنہ نے کہا ہے کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔

حائضہ سے ازدواجی تعلقات کی ممانعت

٥٥٣۔ (٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ، وَهِیَ حَائِضٌ، فَلْیَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِیْنَارٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَه.

٥٥٣۔ (٩) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی حائضہ بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرلے تو اس کے کفارے میں اسے آدھا دینار صدقہ کرنا چاہیے۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی۔

٥٥١۔ صحیح سنن ترمذی کتاب الطهارة باب ماجاء فی کراهیة اتیان الحائض (١٣٥)، ابن ماجه کتاب الطهارة باب النهی عن اتیان الحائض (٦٣٩)

٥٥٢۔ اسناده ضعیف ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی المذی (٢١٣)، بقیہ بن ولید مدلس ہے اور روایت عن سے ہے اس میں اور بھی علتیں ہیں۔

٥٥٣۔ صحیح ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی اتیان الحائض (٢٦٦)، الترمذی کتاب الطهارة باب الکفارة فی اتیان الحائض (١٣٦)، النسائی کتاب الطهارة باب فی کفارة من اتی حائضاً (٦٤٠)

٥٥٤۔ (١٠) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ؛ وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ، فَنِصْفُ دِينَارٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۵۴۔(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حیض کی حالت میں جماع کرنے سے جو کفارہ میں صدقہ ادا کیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ) اگر حیض کا خون سرخ ہو تو ایک دینار۔ (یعنی اگر شروع حیض میں جماع کیا ہے تو کفارے میں ایک دینار) اور اگر (آخر میں جب کہ) خون زرد ہو چکا ہے تو نصف دینار۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

٥٥٥۔ (١١) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَايَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا، ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

۵۵۵۔(۱۱) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ میرے لیے میری حائضہ بیوی سے کیا حلال ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے تہبند کو مضبوط باندھ دے پھر تو تہبند کے اوپر سے (یعنی ناف کے اوپر سے) فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کو دارمی نے مرسلاً روایت کیا ہے۔

٥٥٦۔ (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ؛ فَلَمْ نَقْرَبْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتّٰى نَطْهُرَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۵۵۶۔(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حائضہ ہو جاتی تو میں بستر سے اتر کر چٹائی پر آ جاتی۔ یعنی آپ سے الگ ہو جاتی پھر آپ ﷺ قریب نہ آتے اور نہ حائضہ عورتیں آپ ﷺ کے قریب جاتیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو جاتیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: ......اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ حائضہ بیویوں کے ساتھ حیض کی حالت میں اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی حالت میں آپ ﷺ ان کے قریب بھی نہ جاتے۔ بظاہر ان دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ تو علماء نے ان دونوں میں تطبیق دی ہے۔ وہ یہ کہ حائضہ بیویوں کے ساتھ سونا کوئی ضروری نہیں ہے کبھی کبھی آپ ﷺ سو بھی جاتے اور کبھی نہیں بھی سوتے، دوسری بات یہ کہ قریب نہ ہونے سے کنایہ ہے جماع کی طرف، یعنی جماع کی نیت سے قریب نہیں ہوتے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿ولا تقربوهن﴾ یا یہ حکم منسوخ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❀❀❀❀

٥٥٤۔ ضعیف الترمذی کتاب الطھارۃ باب الکفارۃ فی اتیان الحائض (١٣٧)، ابن ماجہ کتاب باب (٦٥٠)، عبدالکریم بن ابی المخارق راوی ضعیف ہے۔

٥٥٥۔ اسنادہ صحیح موطا امام مالک کتاب الطھارۃ باب مایحل للرجل من امراتہ (١/ ٥٧ ح ١٢٢)، الدارمی کتاب الطھارۃ باب مباشرۃ الحائض (١/ ٢٤ ح ١٠٣٧)، اس روایت کی سند مرسل ہے لیکن اسکا صحیح شاہد ابوداؤد ۲۱۲ میں موجود ہے۔

٥٥٦۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فی الرجل یصب منھا مادون۔ (٢٧١)، ابوالیمان الرحال ستور اور ام ذرۃ مجہولہ ہیں۔

(۱۳) بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کا بیان

عورتوں کی مخصوص جگہ سے حیض کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے خون آنے کو استحاضہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((انما ذالك عرق و ليس بحيض .)) (بخاری) ''استحاضہ کا خون رگوں سے آتا ہے رحم سے نہیں آتا ہے یہ حیض نہیں ہے''۔ کیونکہ حیض کا خون رحم سے آتا ہے۔ جس عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو وہ پاک ہے وہ نماز پڑھے' روزہ رکھے اور قرآن مجید وغیرہ کی تلاوت کرے جیسے کہ اور بیمار لیکن پاک لوگ کرتے ہیں۔ استحاضہ کی بیماری کی وجہ سے نماز چھوڑ دینا جائز نہیں ہے مستحاضہ عورت ہر مہینے میں چھ سات دن اپنی مقررہ عادت حیض کی مدت میں نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے اور نہ ان کاموں کو کرے جن کو حیض والی عورتیں نہیں کرتی ہیں۔ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کر کے نماز وغیرہ ادا کرے۔ استحاضہ کے زمانہ میں ہر ایک نماز کے لیے نیا وضو کرے اگر ممکن اور طاقت ہو تو ہر روز تین بار غسل کرے ایک غسل سے ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھے اور دوسرے غسل سے مغرب اور عشاء کو جمع کر لے اور تیسرے غسل سے فجر کی نماز پڑھے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ طاقت اور ہمت ہو تو ہر نماز کے لیے غسل اور وضو کرے۔ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح ارشاد فرمایا تھا۔ (ابوداؤ' ترمذی)

مستحاضہ پر صرف استحاضہ کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہوتا ہے اگرچہ مستحاضہ سے جماع بھی جائز ہے مگر اس سے بچنا بہتر ہے مستحاضہ کو اگر وضو کے بعد ہی خون آ جائے تب بھی اس کا وضو باقی رہے گا۔ نماز کی حالت میں بھی اگر ٹپکتا رہے تب بھی وہ نماز پڑھتی رہے نماز نہ چھوڑے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۵۵۷۔ (۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ، فَلَا اَطْهُرُ، اَفَاَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: ((لَا، اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَیْسَ بِحَیْضٍ، فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَیْضَتُكِ فَدَعِیْ الصَّلَاةَ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۵۵۷۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے استحاضہ کی بیماری ہے خون آتا رہتا ہے پاک نہیں ہو پاتی تو کیا ایسی حالت میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے جب تمہیں حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب جاتا رہے تو اس خون کو اپنے سے دھو ڈالو یعنی غسل کر لو پھر نماز پڑھو۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵۵۷۔ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب غسل الدم (۲۲۸)، مسلم کتاب الحیض باب لاستحاضة وغسلها (۳۳۳[۷۵۳])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

۵۵۸۔ (۲) وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِیْ حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَاِنَّهٗ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ، فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَاَمْسِكِیْ عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَاِذَا كَانَ الْآخَرُ، فَتَوَضَّئِیْ وَصَلِّیْ، فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ۔

۵۵۸۔ (۲) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ کی بیماری تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ حیض کا خون کالا اور سیاہ ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے اگر حیض کا خون آ جائے تو نماز پڑھنے سے رک جاؤ اور جب دوسرا خون ہو یعنی کالا خون نہ ہو تو وہ استحاضہ کا خون ہے اس حالت میں وضو کر کے نماز پڑھتی رہو کیونکہ وہ رگ کا خون ہے (حیض نہیں ہے)۔ ابوداؤد' نسائی۔

۵۵۹۔ (۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلَمَةَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَقَالَ: ((لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِیْ وَالْاَيَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ، فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَرَوَی النَّسَائِیُّ مَعْنَاهُ۔

۵۵۹۔ (۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کے لیے فتویٰ پوچھا (کہ ایسی حالت میں کیا کرے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت ان دنوں اور راتوں کو شمار کرتی رہے جس میں اس کو ہر مہینے حیض آتا تھا اس بیماری سے پہلے۔ تو ان دنوں کے حیض کے موافق نماز کو چھوڑ دے جتنے دنوں میں حیض آتا تھا جب یہ حیض کا زمانہ گذر جائے تو وہ غسل کرے اور اپنے جسم پر کپڑے کا لنگوٹ باندھے (تاکہ حیض کا خون بہنے نہ پائے) پھر نماز پڑھے۔ اس حدیث کو مالک' ابوداؤد' دارمی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

۵۶۰۔ (٤) وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ۔ قَالَ: يَحْيَی بْنُ مَعِيْنٍ: جَدُّ عَدِیٍّ اِسْمُهٗ دِيْنَارٌ۔ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ: ((تَدَعُ الصَّلَاةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُ فِيْهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ، وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُوْمُ، وَتُصَلِّیْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۶۰۔ (۴) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے دادا دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مستحاضہ کے بارے میں کہ وہ اپنے حیض کے زمانہ کی نماز چھوڑ دے جس زمانہ میں اس کو حیض آتا تھا پھر زمانہ حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرے اور ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۵۵۸۔ اسناده حسن ابوداوٗد كتاب الطهارة باب من قال اذا اقبلت الحيضة (۲۸٦)' النسائی كتاب الحيض باب الفرق بين دم (۳٦۲)

۵۵۹۔ اسناده صحيح ابوداوٗد كتاب الطهارة باب فی المراة تستحاض۲۷٤' النسائی كتاب الطهارة باب ذكر الاغتسال من الحيض۲۰۹' موطا امام مالك كتاب الطهارة باب المستحاضة ۱/ ٦۲ح۱۳۳

۵٦۰۔ حسن ابوداوٗد كتاب الطهارة باب من قال تغتسل من طهرالی ۲۹۷ الترمذی كتاب الطهارة باب المستحاصة تتوضاء لكل صلاة ۱۲٦' ۱۲۷ ابن ماجه (٦۲۵)' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

یعنی مستحاضہ معتادہ ہے کہ ہر مہینے میں حیض کا دن مقرر ہے ان مقررہ دنوں کو چھوڑ کر غسل کر کے نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

٥٦١۔ (٥) وَعَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ ؓ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَسْتَفْتِيْهِ وَاُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُّهُ فِيْ بَيْتِ اُخْتِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّيْ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً، فَمَا تَأْمُرُنِيْ فِيْهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ۔ قَالَ: ((اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَاِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ))۔ قَالَتْ۔ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَتَلَجَّمِيْ)) قَالَتْ: هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَاتَّخِذِيْ ثَوْبًا)) قَالَتْ: هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، اِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَآمُرُكِ بِاَمْرَيْنِ، اَيُّهُمَا صَنَعْتِ اَجْزَاَ عَنْكِ مِنَ الْاٰخَرِ، وَاِنْ قَوِيْتِ عَلَيْهِمَا، فَاَنْتِ اَعْلَمُ))۔ قَالَ لَهَا: ((اِنَّمَا هٰذِهٖ رَكْضَةٌ مِّنْ رَّكْضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِيْ سِتَّةَ اَيَّامٍ اَوْ سَبْعَةَ اَيَّامٍ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِيْ، حَتّٰى اِذَا رَأَيْتِ اَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَاْتِ ؛ فَصَلِّيْ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، اَوْاَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَاَيَّامَهَا، وَصُوْمِيْ؛ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُكِ۔ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِيْ كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيْضُ النِّسَآءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ۔ مِيْقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِ هِنَّ۔ وَاِنْ قَوِيْتِ عَلٰى اَنْ تُؤَخِّرِيْنَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعَصْرَ، فَتَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ: اَلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَتُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعِشَآءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ؛ فَافْعَلِيْ۔ وَتَغْتَسِلِيْنَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِيْ؛ وَصُوْمِيْ اِنْ

٥٦١۔ (٥) حمنہ بنت جحش ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے استحاضہ کی سخت بیماری لاحق تھی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس فتویٰ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی تو آپ ﷺ کو میں نے اپنی بہن زینب کے گھر میں پایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوں ایسی حالت میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اس نے نماز روزہ سے مجھے روک رکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے یہ بیان کرتا ہوں کہ تم مقام مخصوص میں روئی رکھ لو کیونکہ وہ خون کو جذب کر لیتی اور چوس لیتی ہے میں نے عرض کیا کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لگام چڑھا لو (یعنی لنگوٹ باندھ لو۔) اس نے کہا کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہے لنگوٹ سے بھی نہیں رک سکتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کپڑا رکھ لو (یعنی مقام مخصوص پر کپڑا رکھ کر اوپر سے لنگوٹ کس لو) انہوں نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ ہے، خون کثرت سے نکلتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں سے جن کو بھی تم کرلو گی وہ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا۔ اگر تمہارے اندر طاقت اور قوت ہے دونوں باتوں پر عمل کرنے کی تو تم اپنے حال سے زیادہ واقف ہو تمہیں اختیار ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ استحاضہ شیطان کی طرف سے ہے یعنی شیطان لات مار دیتا ہے جس سے استحاضہ کا خون نکل آتا ہے۔ حیض تو چھ سات دن آتا ہے یعنی ان خونوں میں سے چھ سات روز تم حیض کا قرار دو خدا کے علم میں۔ جب حیض کا زمانہ گذر جائے اور تم دیکھ لو کہ حیض سے پاک صاف ہو گئی ہو تو نہا دھو کر ہر مہینے میں ۲۳ یا ۲۴ روز نماز پڑھتی رہو اور روزہ رکھتی رہو یہی تمہارے لیے کافی ہے۔ اسی طرح سے ہر مہینے میں کرتی رہو جس طرح سے اور عورتیں حائضہ اور طاہرہ ہوتی ہیں یعنی اور عورتیں حیض سے ہوئی ہیں پھر پاک ہو جاتی ہیں ان کے حیض اور طہر کی مدت مقرر ہو جاتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تم کو طاقت اور ہمت ہو کہ ظہر کی نماز مؤخر کر دو اور عصر کی نماز جلدی پڑھو تو تم غسل کر لو اور ظہر اور عصر دونوں کو اکٹھا پڑھ لیا

٥٦١۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الطهارة باب من قال اذا اقبلت (٢٨٧)، الترمذى كتاب الطهارة باب المستحاضة تجمع من الصلاتين (١٢٨)، ابن ماجه كتاب باب (٦٢٧، ٦٢٢)

قَدَرْتِ عَلٰی ذٰلِكَ))۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهٰذَا اَعْجَبُ الْاَمْرَيْنِ اِلَيَّ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ؛ وَاَبُوْدَاوُدَ؛ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

کر۔ اسی طرح سے مغرب میں تاخیر کرو اور عشاء میں جلدی کرو اور غسل کر کے دونوں نمازیں پڑھو اور روزہ رکھو اگر تم کو طاقت وقوت ہو۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا ان دو حکموں میں سے آخری حکم مجھے زیادہ پسند ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٥٦٢۔ (٦) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ ؓ قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ اُسْتُحِيْضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ۔ لِتَجْلِسْ فِيْ مِرْكَنٍ، فَاِذَا رَاَتْ صُفَارَةً فَوْقَ الْمَآءِ؛ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَوَضَّأُ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ))۔ اَبُوْدَاوُدَ، وَقَالَ۔

٥٦٢۔ (٦) اسماء ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ اتنے اتنے دنوں سے استحاضہ کی بیماری میں گرفتار ہیں نماز نہیں پڑھ پاتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات پاک ہے۔ یہ استحاضہ شیطان کی طرف سے ہے اس عورت کو پانی کے لگن میں بیٹھنا چاہیے جب پانی کے اوپر زردی دیکھ لے تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے درمیان میں اگر وضو کی ضرورت ہے تو وضو کرے۔ (ابوداؤد)

٥٦٣۔ (٧) رَوٰى مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ: لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ، اَمَرَهَا اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ۔

٥٦٣۔ (٧) مجاہد نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کہ جب ہر نماز کے وقت ان پر غسل کرنا دشوار معلوم تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ غسل کر کے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھ لیا کرے۔

٥٦٢۔ اسناده صحيح سنن ابی داوٗد کتاب الطهارة باب من قال تجمع بين الصلاتين (٢٩٦)

٥٦٣۔ صحيح الدارمی کتاب باب (١/ ٢٢١ ح ٩٠٨)، معانی الاثار للطحاوی کتاب الطهارة باب من قال رجمع بين الصلاتين (١/ ١٠١، ١٠٢)، ابوداوٗد کتاب باب (١/ ١٠١، ١٠٢) ابوداوٗد کتاب الطهارة باب من قال تجمع بين الصلاتين بين الصلاتين (١١١)

كِتَابُ الصَّلَاةِ

نماز کا بیان

اسلام کے پانچوں رکنوں میں سے ایک بڑا رکن نماز ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا ایک خاص طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے اس کے لیے بہت سی شرطیں ہیں جن کا بیان آئندہ آئے گا۔ اور اس کی بہت بڑی اہمیت اور فضیلت بھی ہے جس کو آئندہ چل کر تم پڑھو گے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ

٥٦٤۔ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَتِ الْكَبَائِرَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۴۔(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں ان گناہوں کو جو ان کے درمیان میں سرزد ہوئے ہوں جب کہ بڑے بڑے گناہوں سے بچا گیا ہو۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... نماز پڑھنے سے چھوٹے چھوٹے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ظہر کی نماز پڑھنے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے جو فجر اور ظہر کے درمیان میں ہو گیا ہو۔ اسی طرح عصر کی نماز پڑھنے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے جو ظہر اور عصر کے درمیان میں صادر ہوا ہو۔ اسی طرح سے اور نمازیں بھی درمیانی وقتوں کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور ایک جمعہ کی نماز پڑھنے سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان میں جو گناہ سرزد ہوتے ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے رمضان شریف کے روزہ رکھنے سے دوسرے رمضان تک کے درمیان سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔

معلوم ہوا کہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے گناہ نہیں معاف ہوتے ہیں وہ توبہ استغفار اور دوسری بڑی بڑی نیکیوں سے معاف ہوں گے۔

٥٦٥۔ (٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ

۵۶۵۔(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے کسی کے دروازے پر نہر ہو وہ

٥٦٤۔ صحیح مسلم کتاب الطهارة باب الصلوات الخمس والجمعة (٢٣٣[٥٥٢])

٥٦٥۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة باب الصلوات الخمس کفارة (٥٢٨)، مسلم کتاب المساجد باب المشی الی الصلاة تمحی به الخطایا (٦٦٧[١٥٢٢])

يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟)) قَالُوْا:لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ۔ قَالَ: ((فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

روزانہ اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسی صورت میں اس کے بدن پر کچھ میل کچیل نہیں باقی رہ سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی حالت پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ ان کے ذریعے سب چھوٹی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

٥٦٦۔ (٣) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِي هٰذَا؟ قَالَ: ((لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ))۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ((لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٥٦٦۔ (٣) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی (آپ سن کر خاموش ہو گئے۔ یعنی وحی الٰہی کا انتظار کرنے لگے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیات** ''یعنی نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں میں صبح شام اور رات کے حصے میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ حکم میرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت کے لیے جس سے ایسا گناہ صادر ہو گیا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......امام ترمذی نے بوسہ لینے والے آدمی کا نام ابوالسیر بتایا ہے۔ یہ دکاندار آدمی تھے کھجوریں وغیرہ بیچا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ ایک عورت کھجور لینے کے لیے آئی میں نے کہا گھر میں اس سے اچھی کھجوریں ہیں وہ میرے ساتھ گھر میں آئی، تنہائی میں ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا بوسہ لے لیا اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر میں شرمندہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ حکم الٰہی کے انتظار میں ٹھہر گئے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے میں بھی ساتھ ساتھ چلا گیا نماز کے بعد میں نے پھر یاد دہانی کرائی تو یہ آیت کریمہ نازل ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے سے اس قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

٥٦٧۔ (٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ۔ قَالَ: وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ۔ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَلَمَّا

٥٦٧۔ (٤) حضرت انس کا بیان ہے ایک شخص نے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میں حد کو پہنچ گیا ہوں۔ (یعنی مجھ سے ایسا کام ہو گیا جس کی وجہ سے میں حد کا مستحق ہو گیا ہوں) آپ مجھ پر وہ حد قائم کیجیے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے متعلق کچھ دریافت نہیں فرمایا۔

٥٦٦۔ صحيح البخاری كتاب مواقيت للصلاة باب الصلاة كفارة (٥٢٦)، بخاری كتاب باب ٤٦٨٧ مسلم كتاب التوبة باب قوله ان الحسنات يذهبن (٢٧٦٣[٧٠٠٤])

٥٦٧۔ صحيح بخاری كتاب الحدود باب اذا اقر بالحد ولم يبين (٦٨٢٣) مسلم كتاب التوبة باب قوله ان الحسنات يذهبن (٢٧٦٤[٧٠٠٦])

قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، قَامَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ: ((اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرَلَكَ ذَنْبَكَ۔ اَوْحَدَّكَ۔))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو اس نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں حد کو پہنچ گیا ہوں آپ مجھ پر اللہ کا حکم قائم کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے اس نے کہا کہ ہاں پڑھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ یا تیری حد کو معاف کر دیا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... ممکن ہے کہ پہلی حدیث میں جو آیا ہے وہی آدمی ہو یا کوئی دوسرا آدمی ہو اور اس نے اپنے خیال سے اَصَبْتُ حَدًّا کہا (میں حد کے لائق ہو گیا ہوں) یعنی جیسے چوری زنا وغیرہ سے حد قائم کی جاتی ہے اسی طرح بوسہ لینے سے بھی حد قائم کی جاتی ہے اس نے اپنے خیال سے اس کو حد سمجھ کر کہا حقیقت میں یہ حد نہیں ہے۔

اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی توبہ استغفار کیا جس سے اس کے گناہ معاف ہو گئے۔ اس نے نماز کے بعد حد کے قائم کرنے کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھنے سے تیرے گناہ معاف ہو گئے۔ حد قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کام

۵۶۸۔ (۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ ((اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا)) قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ۔

۵۶۸۔ (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب کاموں میں کون سا کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا سب عملوں سے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اتنی باتیں آپ ﷺ سے دریافت کیں جس کا آپ ﷺ نے یہ جواب دیا اگر میں زیادہ دریافت کرتا تو آپ اور زیادہ بتاتے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... فضائل اعمال کے بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں ایک حدیث میں افضل اعمال کھانا کھلانا اور اسلام کا پھیلانا اور جب کہ سب سوئے ہوئے ہوں رات کے وقت نماز پڑھنا اور کسی حدیث میں فرمایا کہ سب عملوں سے وہ عمل اچھا ہے کہ کسی کو زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ دی جائے اور کبھی فرمایا کہ ذکر الٰہی سب عملوں سے اچھا ہے۔ تو علماء نے ان حدیثوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ یہ فضائل اضافیہ ہیں یا ہر ایک کو سائل کے مقتضائے حال کے مطابق جواب دیا جہاں جہاد کا موقع تھا وہاں جہاد کو افضل اعمال فرمایا اور جس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک میں کوتاہی تھی اس کے حق میں ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا افضل اعمال بتایا، اور جس میں نماز کو وقت پر پڑھنے کی سستی دیکھی اس کے حق میں وقت پر نماز پڑھنا افضل اعمال بتایا اور جس میں کھانا کھلانے کی رغبت نہیں

۵۶۸۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت للصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتها (۵۲۷)، مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ (۸۵[۲۵۴])

دیکھی اس کے حق میں کھانا کھلانا افضل اعمال بتایا۔ اسی طرح سے دوسرے بہت سے اعمال کو بھی افضل فرمایا۔ واللہ اعلم۔

بندے اور کفر کے درمیان حد فاصل

٥٦٩۔ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۹۔ (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:......یعنی نماز بندے اور کفر کے درمیان میں ایک دیوار کی طرح ہے' جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو نماز کفر تک پہنچانے سے روکتی ہے یعنی نمازی آدمی مسلمان رہتا ہے اور جب نماز چھوڑ دی گئی تو درمیان سے وہ دیوار اٹھالی گئی۔ یعنی نماز کے چھوڑ دینے سے کفر کے دائرے میں آ گیا اور بے نمازی کافر ہو گیا۔ اسی حدیث سے علماء نے کہا ہے کہ بے نمازی کافر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

مسنون نماز مغفرتِ الٰہی کا وعدہ

٥٧٠۔ (٧) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی، مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ، فَاِنَّ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَلَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ، وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔ وَرَوَی مَالِكٌ، وَالنَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ۔

۵۷۰۔ (٧) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔ جس نے ان کے وضو کو اچھا کیا' اور ان کے وقتوں میں ان کو ادا کیا' اور ان کے رکوع کو پورا کیا' اور ان کو حضور قلب سے ادا کیا۔ اس کی مغفرت و بخشش کا اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ اور جو ان نمازوں کو اس طرح نہ ادا کرے تو اس کی بخشش کا خدائی وعدہ نہیں ہے۔ اگر چاہے بخش دے اور چاہے عذاب دے۔ اس حدیث کو احمد' ابوداوٗد' مالک اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

٥٧١۔ (٨) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((صَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَاَدُّوْازَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ، وَاَطِيْعُوْا ذَا اَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۵۷۱۔ (٨) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی پانچوں نمازیں پڑھو اور اپنے رمضان کے مہینے کا روزہ رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو' اور اپنے صاحب امر یعنی امیر کی اطاعت کرو۔ تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (احمد' ترمذی)

یعنی مذکورہ باتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہو جاؤ گے۔

٥٦٩۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی (٨٢[٢٤٦])

٥٧٠۔ صحیح ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب فی المحافظة علی وقت الصلوات (٤٢٥)' النسائی کتاب الصلاۃ باب المحافظة علی الصلوات الخمس (٤٦٢)' ابن ماجه (١٤٠١)

٥٧١۔ اسناده حسن ترمذی کتاب الجمعة باب فضل الصلاۃ (٦١٦)' مسند احمد درست هے حاکم (١/ ٩)

بچوں کو نماز کا حکم

۵۷۲۔ (۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ، وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَكَذَا رَوَاهُ فِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) عَنْهُ۔

۵۷۲۔ (۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں) تو ان کو مار مار کر نماز پڑھاؤ، اور ان کے سونے کی جگہ الگ الگ کر دو (یعنی تنہا سلاؤ۔) (ابوداؤد و شرح السنۃ)

توضیح:...... سات سال میں بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم اس لیے دینا چاہیے تاکہ نماز پڑھنے کی عادت پڑ جائے اور دس برس کی عمر میں نہ پڑھیں تو ادب کے طور پر مارنا چاہیے تاکہ مار کے خوف سے نماز پڑھنے کے عادی ہو جائیں اور جب دس برس کے ہو جائیں تو بہن بھائی ایک جگہ مثلاً ایک بستر پر نہ سوئیں بلکہ علیحدہ علیحدہ سلایا جائے۔

۵۷۳۔ (۱۰) وَفِیْ ((الْمَصَابِیْحِ)) عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ

۵۷۳۔ (۱۰) اور مصابیح میں یہ روایت سبرۃ بن معبد سے مروی ہے۔

۵۷۴۔ (۱۱) وَعَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا؛ فَقَدْ كَفَرَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ.

۵۷۴۔ (۱۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان (یعنی منافقین کے درمیان) جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا (یعنی اس نے اپنے کفر کو ظاہر کر دیا۔) (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نماز ایک نصیحت ہے

۵۷۵۔ (۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّیْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ، وَاِنِّیْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا، فَاقْضِ فِیْ مَاشِئْتَ فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْسَتَرْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ قَالَ: وَلَمْ

۵۷۵۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے مدینہ کے کنارے ایک اجنبی عورت سے ہنسی مذاق کر لیا ہے اور بوس و کنار کر لیا ہے لیکن جماع نہیں کیا۔ لہٰذا میں حاضر خدمت ہوں آپ جو شرعی سزا مجھ پر جاری کرنا چاہیں جاری کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا خدا نے تیری پردہ پوشی کی تو بھی اپنی پردہ پوشی کرتا

۵۷۲۔ حسن ابوداؤد کتاب الصلاة باب متی یومر الغلام بالصلاة ۴۹۵۰)

۵۷۳۔ حسن شرح السنه (۱/ ۲۵۳)، ح ۴۰۰ ابوداؤد (۴۹۴)، (۴۰۷)

۵۷۴۔ حسن ترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی ترك الصلاة (۲۶۲۱)، النسائی کتاب الصلاة باب الحکم فی تارك الصلاة (۴۶۴)، ابن ماجه اقامة الصلاة باب ماجاء فیمن ترك الصلاة (۱۰۷۹)

۵۷۵۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب قوله ان الحسنات یذهبن (۲۷۶۳[۷۰۰۴])

يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ شَيْئًا فَقَالَ الرَّجُلُ، فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ، وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! هٰذَا لَهُ خَاصَّةً؟ فَقَالَ: ((بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور اپنے عیب کو چھپا لیتا تو اچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا وہ شخص کھڑا ہو کر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک بلانے والے کو بھیجا کہ بلا لائے' چنانچہ اس کو بلا لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی **واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئا ذلك ذکری للذاکرین.** ''یعنی صبح و شام نماز پڑھو اور رات کے کچھ حصے میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں' یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔'' قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم صرف اسی شخص کے لیے ہے یا سب کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب کے لیے ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... بہ ظاہر متعدد واقعہ معلوم ہوتا ہے۔

خالص اللہ کے لیے نماز کا فائدہ

٥٧٦۔ (١٣) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ، وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ۔ قَالَ: فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّی الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتَ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ، كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۵۷۶۔ (۱۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن سردی کے موسم میں (پت جھڑ کے زمانہ میں) باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ لیں تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوذر یہاں آؤ۔ میں نے عرض کیا حضرت میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان بندہ خالص اللہ ہی کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (احمد)

حضور قلب سے ادا کی گئی نماز

٥٧٧۔ (١٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ.

۵۷۷۔ (۱۴) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو رکعت ایسی نماز پڑھی جس میں سہو نہ کیا ہو (یعنی حضور قلب اور اخلاص سے پڑھی ہو) تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے گا۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

٥٧٨۔ (١٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۵۷۸۔ (۱۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

٥٧٦۔ حسن مسند احمد ٥٠/ ١٧٩)' شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھئے: تنقیح الرواۃ (١/ ١٠٠)

٥٧٧۔ اسنادہ صحیح مسند احمد (٥/ ١٩٤)' ابوداؤد (٩٠٥) مطولاً

٥٧٨۔ حسن مسند احمد ٢/ ١٦٩ عیسی ابن ہلال جمہور کے نزدیک ثقہ ہے۔' الدارمی کتاب الرقاق باب فی المحافظة علی الصلاة (٢/ ٣٠١ ح ٢٧٢٤)

الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْاِيْمَانِ))

اللہ ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا (یعنی نماز کی فضیلت بیان فرمائی) کہ جو شخص نماز پر محافظت کرتا ہے (یعنی ہمیشہ بلا ناغہ پڑھتا ہے) تو یہ نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور کا سبب بنے گی اور کمال ایمان کی دلیل ہو گی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جس نے نماز کی محافظت نہیں کی تو یہ نماز اس کے لیے نہ نور بنے گی، اور نہ دلیل بنے گی، اور نہ نجات کا ذریعہ بنے گی، وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔ (احمد، دارمی، بیہقی)

نماز چھوڑنا کفر ہے

٥٧٩۔ (١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۷۹۔ (۱۶) عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام عملوں میں سے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے (یعنی نماز کے چھوڑنے کو موجب کفر خیال کرتے تھے یعنی نماز کو چھوڑ دینا کفر ہے۔) اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

شرک سے بچو اگرچہ موت آ جائے

٥٨٠۔ (١٧) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ((اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ. وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا؛ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ. وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ؛ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

۵۸۰۔ (۱۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے دوست یعنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ وصیت کی ہے کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تم کو آگ میں جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو جان بوجھ کر کبھی نہ چھوڑنا اس لیے کہ فرض نماز کو قصداً اور دانستہ جس نے چھوڑ دیا تو اسلام اس سے بری الذمہ ہے۔ اور تم شراب کبھی نہ پینا اس لیے کہ شراب خوری تمام برائیوں کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح: ...... حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت ہے مگر دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کا شریک بنائے بغیر تمام عالم کا خالق اور پروردگار جاننا ہی اصل اسلام ہے۔ اور اسلام میں نماز کی بڑی اہمیت ہے، اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے اس لیے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑنے والا کفر کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور پھر اس کے ساتھ خاص طور پر نمازیوں کی بخشش کی ذمہ داری جو اپنے اوپر لی ہے وہ ذمہ داری اس شخص کے حق میں ختم ہو جاتی ہے جو قصداً کبھی بھی فرض نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور شراب کو تمام برائیوں کی کنجی اس لیے کہا کہ اس کے پینے سے نشہ طاری ہوتا ہے اور ہوش وحواس باقی نہیں رہتا ایسی حالت میں اچھے برے کی اور حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، شیطان کو ازلی دشمنی کی بنا پر موقع ملتا ہے اور وہ حواس باختہ انسان کو آسانی سے برائی کی طرف لگا دیتا ہے اور وہ سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو ہوش کی حالت میں کبھی نہیں کرتا۔

٥٧٩۔ اسناده صحيح ترمذى كتاب الايمان باب ماجاء فى ترك الصلاة (٢٦٢٢)

٥٨٠۔ حسن ابن ماجه كتاب الفتن باب الصبر على البلاء (٤٠٣٤)

(۱) بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

نماز کے اوقات

نماز کے لیے اوقات مقرر ہیں اگر وقت سے پہلے بلا وجہ پڑھ لی جائے گی تو نماز نہیں ہوگی اور اگر وقت کے نکل جانے کے بعد پڑھی گئی تو وہ قضا ہو گئی اس لیے ہر نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کرنا ضروری ہے۔ ان وقتوں کا بیان قرآن میں اجمالی حیثیت سے اور احادیث میں تفصیلی حیثیت سے آیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل دو آیتیں لکھی جا رہی ہیں گویا دو آیتیں اوقات کے بارے میں متن ہیں اور ان کے بعد والی حدیثیں ان آیات کی شرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱.....﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ﴾ (هود)

''مسلمانوں پر نماز مقررہ وقتوں میں فرض کی گئی ہے' نماز قائم کرو' دن کے دونوں کناروں اور رات کے وقتوں میں۔''

دن کے پہلے کنارے (حصے) میں صبح کی نماز اور دوسرے کنارے میں ظہر و عصر کی نماز اور رات کے حصوں میں مغرب و عشاء کی نماز مراد ہے۔

۲.....﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾

(بنی اسرائیل)

''نماز قائم کرو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کے وقت قرآن پڑھو' فجر میں قرآن پڑھنے سے فرشتے حاصل ہوتے ہیں۔

دُلُوْكٌ سے ظہر اور غسق اللّيل سے عصر' مغرب' عشاء اور قرآن الفجر سے صبح کی نماز مراد ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۵۸۱۔ (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ، مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ۔ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ۔ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ۔ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ

۵۸۱۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر کی نماز کا اول وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے اور ایک مثل سایہ تک رہتا ہے جب تک عصر نہ حاضر ہو جائے۔ اور عصر کا اول وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے جب تک دھوپ میں زردی نہ آ جائے۔ اور سورج غروب ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت اول شروع ہو جاتا ہے اور سرخی ڈوبنے تک آخر وقت رہتا ہے۔ اور عشاء کا وقت رات کے درمیانی نصف تک ہے۔ اور طلوع فجر کے بعد

۵۸۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمس ۶۱۲[۱۳۸۸]

طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَامْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سے فجر کا وقت اول شروع ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے سے پہلے تک آخر وقت رہتا ہے۔ جب سورج نکلے تو اس وقت نماز سے رک جاؤ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے' جس سے نماز کا اول وقت اور آخر وقت کا پتہ چلتا ہے' یعنی ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور ایک مثل سایہ تک رہتا ہے۔ یعنی جب ہر چیز کا سایہ اصلی نکلنے کے بعد برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اس حدیث میں ظہر کو پہلے اس لیے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نماز کا وقت بتانے کے لیے سب سے پہلے رسول ﷺ کو ظہر کی نماز پڑھ کر بتائی تھی اس لیے اس نماز کو پیشین کہتے ہیں۔ اور عصر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج ڈوبنے کے وقت اور اس کے زرد ہونے کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اور مغرب کا وقت سورج ڈوب جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق یعنی سرخی غائب ہو جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اور عشاء کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اور فجر کا وقت صبح صادق کے نکلنے سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے کے وقت تک ختم ہو جاتا ہے۔ اوقاتِ نماز کی مزید تشریح نیچے والی حدیث میں پڑھیے۔

نماز باجماعت کے اوّل آخر اوقات

٥٨٢۔ (٢) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ۔ فَقَالَ لَهُ: ((صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ))۔ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ۔ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ، ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ۔ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهُ: ((فَاَبْرِدْ بِالظُّهْرِ))۔ فَاَبْرَدَ بِهَا۔ فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا۔ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: ((وَقْتُ

٥٨٢۔ (٢) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کا وقت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ ان دنوں میں نماز پڑھو (تاکہ میں ان دونوں دنوں میں اول اور آخر وقت پڑھ کر تم کو بتا دوں۔ چنانچہ پہلے دن میں آفتاب ڈھل جانے کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر آپ ﷺ نے ان کو اقامت کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی (آپ ﷺ نے جماعت سے ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھائی) پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا اور انہوں نے اذان و اقامت کہی آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی جب کہ آفتاب اونچا اور صاف سفید تھا۔ پھر آپ ﷺ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان و اقامت کا حکم دیا انہوں نے اذان و اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر شفق غائب ہونے کے بعد بلال رضی اللہ عنہ کو اذان و اقامت کا حکم دیا' اذان و اقامت ہوئی' آپ ﷺ نے عشا کی نماز پڑھائی۔ پھر صبح صادق کے ہو جانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان و اقامت کا حکم دیا انہوں نے اذان و اقامت کہی آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پہلے دن پانچوں نمازیں

٥٨٢۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمس (٦١٣ [١٣٩١])

صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَارَأَيْتُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
اول وقت میں پڑھا کر سائل کو بتایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کے وقت کو ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا (یعنی کل کے اعتبار سے آج کے دن کچھ تاخیر کریں تا کہ گرمی دور ہو جائے اور ٹھنڈا وقت آ جائے) چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خوب ٹھنڈا کیا انہوں نے اذان و اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب آخری بلندی پر تھا (یعنی آخری وقت کے قریب۔) اور مغرب کی نماز شفق کے غائب ہونے سے پہلے ادا فرمائی۔ اور عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی۔ اور فجر کی نماز خوب روشنی ہونے پر ادا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وقت کے دریافت کرنے والے کو یاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری نماز کا وقت یہ ہے جو دنوں میں دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

جبرائیل علیہ السلام کا اوقات نماز کی تعلیم دینا

۵۸۳۔ (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔ وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ؛ صَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ، مِثْلَهُ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصَرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلّٰى بِيَ الْفَجَرَ فَاَسْفَرَ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ! هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۵۸۳۔ (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کے پاس دو مرتبہ میری امامت کی یعنی دو دن میں دو مرتبہ مجھے اپنے ساتھ کھڑا کر کے نماز پڑھ کر مجھے بتایا۔ ایک دن اول وقت میں اور دوسرے دن آخر وقت میں۔ پہلے دن آفتاب ڈھل جانے کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ اصلی سایہ تسمہ کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہو جاتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق کی سرخی غائب ہو گئی اور فجر کی نماز پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے دن ظہر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے کے قریب ہو گیا اور عصر کی نماز پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ رات کا ایک تہائی گذر چکا تھا۔ اور فجر کی نماز پڑھائی جب کہ صبح خوب روشن ہو گیا تھا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے محمد ﷺ! یہ آپ سے پہلے نبیوں کا وقت ہے اور آپ کی نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان کا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ۔

۵۸۳۔ اسنادہ حسن ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب فی المواقیت (۳۹۳)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب مواقیت الصلاۃ (۱۴۹)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٥٨٤ - (٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ؒ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ ؒ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: اَمَا اِنَّ جِبْرِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ ؓ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِيْ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ)) يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۴۔(۴) حضرت ابن شہاب زہری ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے ایک دن عصر کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھی تو عروہ نے ان سے کہا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی۔ عمر بن عبدالعزیز ؒ نے ان سے کہا کہ اے عروہ! جو کچھ تم کہتے ہو سمجھ کر کہو۔ تو عروہ ؒ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود ؓ سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابو مسعود ؓ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میری امامت کی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور انگلیوں پر گنتے جاتے تھے۔ یعنی پانچ نمازیں پڑھیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے ایک روز عصر کی نماز دیر میں پڑھی تھی۔ عروہ ؒ نے یاد دہانی کرائی کہ آپ نے عصر کی نماز دیر میں ادا فرمائی حالانکہ اول وقت میں پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے۔ کیونکہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول وقت میں نماز پڑھائی تھی۔ آپ نے اس افضلیت کو کیوں چھوڑ دیا۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے عروہ ؒ سے فرمایا کہ تم کیا بیان کر رہے ہو۔ سوچ سمجھ کر بیان کرو۔ حدیث کے بیان کرنے میں زیادہ احتیاط رکھو۔ کوئی حدیث بغیر سند صحیح کے نہیں بیان کرنا چاہیے۔ تو عروہ ؒ نے کہا اس حدیث کو میں نے بشیر بن ابی مسعود ؓ سے سنا ہے اور بشیر بن ابی مسعود نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے نماز پڑھائی۔ ایک دن اول وقت میں اور ایک دن آخر وقت میں۔ لہٰذا یہ حدیث مرفوع متصل صحیح ہے۔ آگے چل کر اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں احادیث آ رہی ہیں۔

حضرت عمر ؓ کا اپنے گورنروں کو خط

٥٨٥ - (٥) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ، اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلَاةُ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ۔ ثُمَّ كَتَبَ: اَنْ صَلُّوْا الظُّهْرَ اَنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا، اِلٰى اَنْ

۵۸۵۔(۵) حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے حاکموں اور عاملوں کے پاس یہ لکھا کہ تمہارے سب کاموں میں سے میرے نزدیک اہم کام نماز ہے جس نے نماز کی نگرانی وحفاظت کی۔ (یعنی اس کے شرائط اور ارکان کا لحاظ رکھا۔) اور اس پر نگہبانی کی (یعنی ہمیشہ وقت پر ادا کرتا رہا) تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی اور جس

٥٨٤۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكه (٥٢١)، (٣٢٢١)، مسلم كتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمس (١٦١٠[١٣٧٩])

٥٨٥۔منقطع موطا امام مالك ، كتاب وقوت الصلاة باب وقوت الصلاة (١/ ٦، ٧، ح ٥) نافع نے سید عمر ؓ کونہیں پایا۔

يَكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ، وَالْعَصْرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَمَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْثَلَاثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ، وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَآءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ، وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُّشْتَبِكَةٌ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

نے نماز کو ضائع کر دیا تو نماز کے علاوہ اور چیزوں کو وہ بہت ضائع کرنے والا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب کہ زوال کا سایہ مثلاً ایک ہاتھ تک ہو یہاں تک کہ تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو جائے۔ (یعنی زوال آفتاب کے بعد سے ایک مثل سایہ تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔) تم زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لیا کرو۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب کہ آفتاب خوب اونچا سفید اور صاف ہو۔ یعنی عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اتنا وقت ہو کہ آدمی آفتاب غروب ہونے سے پہلے چھ میل یا نو میل جا سکے۔ اور مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھو اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات تک پڑھ سکتے ہو۔ (جو عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو جائے تو اس کی آنکھیں نہ سوئیں یہ تین مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ یہ بددعا دی کہ خدا کرے اس کی آنکھیں نہ سوئیں اور رات بھر بے قراری سے گزرے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ) صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب کہ ستارے ملے جلے ظاہر ہوں یعنی صبح کی نماز غلس میں پڑھو۔ (مؤطا امام مالک)

۵۸۶۔ (٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرِ فِى الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ، وَفِى الشِّتَآءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِىُّ!

۵۸۶۔ (٦) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر کا اندازہ گرمیوں میں تین قدم سائے سے پانچ قدم تک۔ اور سردیوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک تھا (ابوداؤد۔ نسائی)

یعنی گرمی سردی کے لحاظ سے ظہر کی نماز کے وقت میں کمی بیشی ہو جاتی تھی کہ گرمیوں میں تین قدم سائے سے پانچ قدم سایہ تک پڑھ لیتے تھے۔ اور سردیوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک۔

✿✿✿✿

۵۸۶۔ اسنادہ صحیح ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی وقت الظهر (٤٠٠)، النسائی کتاب المواقیت باب آخر وقت الظهر (٥٠٤)

(۲) بَابُ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوٰتِ

جلدی نماز پڑھنے کا بیان

نیکی کے کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے جلد ہی اس کام کو کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ﴾ (یعنی نیکی کے کاموں کو جلدی کر لیا کرو)۔ نماز سب نیک عملوں میں سے افضل نیک عمل ہے اس کو بھی جلدی اول ہی وقت میں ادا کر لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب عملوں میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلصَّلٰوةَ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا)) (ترمذی) ”اول وقت میں نماز پڑھنا سب عملوں میں افضل عمل ہے۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((الوقت الاول من الصلوٰۃ رضوان اللہ والوقت الاخر عفو اللہ.)) (ترمذی) ”اول وقت میں نماز پڑھنے سے خدا کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے۔ آخر وقت میں پڑھنے سے اللہ کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔“

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نمازوں کے پسندیدہ اوقاتِ نبوی ﷺ

۵۸۷۔ (۱) وَعَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰى اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا، وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلَا يُبَالِيْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۷۔ (۱) سیار بن سلامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو میرے باپ نے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کس طرح ادا فرماتے تھے تو ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز جس کو تم پیشین اور پہلی نماز کہتے ہو آفتاب ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے تھے۔ جب کہ کوئی شخص نماز پڑھ کر شہر کے آخری کنارے اپنے گھر پہنچ جاتا۔ اور سورج ابھی روشن صاف رہتا (یعنی آفتاب غروب ہونے سے پہلے میلوں چل کر اپنے گھر پہنچ جاتا۔) اور مغرب کے متعلق ابوبرزہ نے جو بتایا تھا میں بھول گیا یاد نہیں رہا۔ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں تاخیر کو پسند کرتے تھے۔ جس کو تم عتمہ بولتے ہو۔ اور عشاء سے پہلے آپ ﷺ سونے کو ناپسند سمجھتے تھے۔ اور عشاء کے بعد بیکار بات چیت کرنے کو برا

۵۸۷۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت الظهر (۵۴۱)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب التكبير بالصبح (۶۴۷[۱۴۶۲])

جانتے تھے۔ اور فجر کی نماز پڑھ کے آپ ﷺ اس وقت فارغ ہو جاتے تھے جب کہ آدمی اپنے پاس کے بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے سو آیتوں تک پڑھ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ عشاء کی نماز کو تہائی رات تک پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور عشاء سے پہلے سونے کو آپ ﷺ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو بھی آپ ﷺ پسند نہیں کرتے تھے۔

۵۸۸۔ (۲) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالْعِشَاءَ: إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ، وَإِذَا قَلُّوا اَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۸۔ (۲) محمد بن عمرو بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت دریافت کی (کہ آپ ﷺ کس وقت پڑھتے تھے۔) تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دن ڈھلے ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب کہ آفتاب روشن اور صاف رہتا۔ اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز جب کہ سب جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے اور جب تھوڑے آدمی ہوتے تو دیر کر کے پڑھتے۔ اور صبح کی نماز غلس میں پڑھتے تھے یعنی اندھیرے میں پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۵۸۹۔ (۳) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اِتِّقَاءَ الْحَرِّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ۔

۵۸۹۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گرمیوں میں ظہر کی نماز پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا گرمی سردی اور گرد و غبار وغیرہ سے بچنے کے لیے کپڑا بچھا کر یا کوئی دوسری چیز بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے اور کپڑا خواہ پہنے ہوئے کپڑے کو بچھائے یا علیحدہ کپڑے کو بچھائے دونوں طرح درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

گرمی کی شدت میں نماز ظہر قدرے مؤخر کرنا

۵۹۰۔ (۴) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ))۔

۵۹۰۔ (۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔

۵۸۸۔ صحيح بخارى كتاب مواقيت باب وقت العشاء (٥٦٥)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب التكبير بالصبح (٦٤٦[١٤٦٠])

۵۸۹۔ صحيح بخارى كتاب مواقيت الصلاة باب وقت الظهر عند الزوال (٥٤٢)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب تقديم الظهر (٦٢٠[١٤٠٧])

۵۹۰۔ صحيح بخارى كتاب مواقيت الصلاة باب الابراد بالظهر فى شدة الحر (٥٣٣)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب الابراء بالظهر (٦١٥[١٣٩٥])

جہنم کی رب العالمین کے حضور شکایت

٥٩١۔ (٥) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ((بِالظُّھْرِ، فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ، وَاشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا، فَقَالَتْ: رَبِّ! اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا، فَاَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ: نَفَسٍ فِی الشِّتَآءِ، وَنَفَسٍ فِی الصَّیْفِ، اَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ، وَاَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْھَرِیْرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ: ((فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِھَا، وَاَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ الزَّمْھَرِیْرِ))۔

٥٩١۔ (٥) اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو (یعنی ذرا دیر کر کے پڑھو۔ تاکہ گرمی کم ہو جائے) کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔ اور جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرے اندر زیادہ گرمی ہے میرا بعض حصہ میرے بعض حصے کو کھائے جاتا ہے۔ تو خدا نے اسے دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں اس لیے تم گرمیوں میں زیادہ گرمی اور سردیوں میں زیادہ سردی اس وجہ سے پاتے ہو۔ (یعنی جب وہ باہر سانس لیتی ہے تو زیادہ گرمی پڑھنے لگتی ہے اور جب اندر کو سانس لیتی ہے تو سردی پڑنے لگتی ہے۔) تو زیادہ گرمی اس کے گرم سانس کی وجہ سے ہے اور زیادہ سردی اس کے ٹھنڈے سانس کی وجہ سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

٥٩٢۔ (٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّی الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ، فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ، فَیَأْتِیْھِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ، وَبَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْنَحْوِہٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

٥٩٢۔ (٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب کہ آفتاب اونچا، زندہ یعنی روشن رہتا۔ کہ جانے والا عوالی چلا جاتا۔ وہاں پہنچ کر آفتاب ابھی اونچا رہتا اور مدینے کے بعض عوالی چار میل یا اس کے قریب پر آباد تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......عوالی جمع عالیہ کی۔ اور جو آبادیاں شہر مدینہ منورہ کے باہر بلند مقامات پر واقع تھیں وہ عوالی مدینہ کہلاتی تھیں۔ وہی آبادی مدینہ شہر سے چار میل کے فاصلے پر ہوتی اور اس سے بھی زیادہ۔ تو عصر کی نماز پڑھ کر شہر مدینہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر پہنچ جاتا اور ہنوز آفتاب بھی اونچا رہتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ادا کرتے تھے۔

نمازِ عصر میں تاخیر نفاق کی علامت

٥٩٣۔ (٧) وَعَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((تِلْکَ صَلَاۃُ الْمُنَافِقِ: یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ، حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ، وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ؛ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

٥٩٣۔ (٧) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جاتا اور ڈوبنے کے وقت شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں چلا جاتا ہے۔ تو یہ منافق نماز کے لیے کھڑا ہوتا اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ اللہ کو بہت تھوڑا سا یاد کرتا ہے۔ (مسلم)

٥٩١۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الابراد بالظھر (٥٣٧)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب الابراد بالظھر (٦١٧[١٤٠١])

٥٩٢۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت العصر (٥٥٠)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب التکبیر بالعصر ٦٢١[١٤٠٨])

٥٩٣۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب استحباب التکبیر بالعصر (٦٢٢[١٤١٢])

توضیح:...... یعنی جو نماز دیر کر کے پڑھی جاتی ہے آفتاب غروب ہونے کے قریب اور جلدی جلدی چار ٹکریں مار کر نماز ادا کر لی جاتی ہے وہ منافق کی نماز ہے۔ ایسی نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہوتی' ایسے نمازیوں کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔ ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ ''ان نمازیوں کے لیے ویل نامی جہنم کی جگہ ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں''۔ یہاں مراد عصر کی نماز ہے جو صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ جیسے کہ حدیث کے لفظوں سے ثابت ہے۔ یہ شخص مکروہ وقت میں کھڑا ہوتا ہے اور کوّے کی طرح چونچیں مار لیتا ہے جس میں اطمینانِ ارکان بھی نہیں ہوتا۔ نہ خشوع وخضوع ہوتا ہے بلکہ ذکر اللہ بھی بہت کم ہوتا ہے۔ اور کیا عجب کہ یہ نماز محض دکھاوے کی نماز ہو تو پڑھی نہ پڑھی یکساں ہے۔ انہی منافقین کے بارے میں اور جگہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾

''یعنی منافق خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور حالانکہ وہ انہیں دھوکے میں رکھتا ہے۔ یہ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے ہارے بادلِ ناخواستہ صرف لوگوں کے دکھاوے کے لیے نماز ادا کرتے ہیں۔ خدا کی یاد بہت ہی کم کرتے ہیں۔''

نماز عصر ضائع ہونے کا نقصان

۵۹۴۔ (۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَّذِىْ تَفُوْتُهٗ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۹۴۔ (۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے (یعنی اس کے اصلی وقت میں نہیں ادا کی۔) ایسی مثال ہے کہ گویا اس کے اہل وعیال اور مال کو چھین لیا گیا۔ یعنی ڈاکوؤں نے اس کے مال کو لوٹ لیا اور اس کے بال بچوں کو قتل کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... ایسا شخص بڑا ہی بدنصیب ہے کہ جس کا مال لوٹ لیا گیا ہو اور بال بچوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا گیا ہو' وہ خالی ہاتھ ہو کر کفِ افسوس ملے گا۔ اس طرح سے جس کی عصر کی نماز چھوٹ گئی تو اس کو یہی سمجھنا چاہیے اور اسے ڈرنا چاہیے کہ جس طرح جان و مال عزت وآبرو کی حفاظت کرتا ہے اور جب تک جان میں جان ہے تب تک جان و مال کو ہلاکت و بربادی سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح سے کسی حالت میں عصر کی نماز فوت نہ ہونے دے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کرے۔ قرآن مجید میں ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ آیا ہے۔ ''یعنی سب نمازوں کی حفاظت کرو۔ خصوصاً عصر کی نماز کی زیادہ نگرانی وحفاظت کرو'' اس کے چھوڑ دینے سے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوا ہے۔

نماز عصر چھوڑنا اعمال کی بربادی

۵۹۵۔ (۹) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۹۵۔ (۹) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی۔ اس کے عمل باطل اور اکارت ہو گئے (بخاری)

۵۹۴۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة باب اثم من فاتته العصر (۵۵۲)، مسلم کتاب المساجد باب التعلیظ فی تفویت صلاة العصر (۶۲۶[۱۴۱۷])

۵۹۵۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة باب من ترك العصر (۵۵۳)

نماز مغرب ابتدائی وقت میں

٥٩٦۔ (١٠) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۹۶۔ (۱۰) حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور پڑھ کر ہم میں سے کوئی واپس جاتا اور باہر جا کر تیر چلاتا تو اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... یعنی نماز مغرب آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہی پڑھ لیتے تھے۔ تو نماز پڑھ لینے کے بعد میدان میں جا کر اگر تیر چھوڑتے تو روشنی ہونے کی وجہ سے تیر کے گرنے کی جگہ دکھائی دیتی تھی۔

نماز عشاء تاخیر سے بہتر

٥٩٧۔ (١١) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۹۷۔ (۱۱) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ شفق غائب ہونے کے بعد سے تہائی رات تک۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... عتمہ رات کی تاریکی کو کہتے ہیں۔ محاورے میں بولا جاتا ہے۔ **فاعتم بها**. رات کی تاریکی تک اس نے دیر کی۔ ایک حدیث میں آیا ہے **اذا اعجله السیر یعتم**. جب آپ ﷺ کو جلدی چلنا ہوتا تو رات میں چلتے یا عشاء کی نماز میں دیر کرتے یہاں تک کہ رات کی تاریکی آ جائے۔ اور محاورہ میں بولا جاتا ہے۔ **والقاح قد روحت و حلبت عتمتها**. دودھیل اونٹنیاں اپنے تھان پر لائی گئیں اور ان کا دودھ دوہ لیا گیا۔ (دودھ دوہنے کو عتمہ کہتے ہیں کیونکہ وہ رات کی تاریکی میں دوہا جاتا ہے)

حدیث میں عتمہ سے عشاء کی نماز مراد ہے۔ بعض حدیثوں میں عتمہ بولنے سے منع بھی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ((لا يغلبنكم الاعراب على اسم صلوتكم العشاء فان اسمها فى كتاب الله العشاء و انما يعتم بحلاب الابل)) (دیکھو تم بھی کہیں گنواروں کی طرح عشاء کی نماز کو عتمہ اس لیے کہتے کہ عتمہ رات کی تاریکی کو کہتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنی اونٹنیوں کو دوہتے تھے۔) چونکہ یہ نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے اس لیے اس کو بھی عتمہ کہنے لگے۔ بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ تم گنواروں کی طرح اس نماز میں دیر نہ کرنا جیسے وہ اپنی اونٹنیوں کو دوہنے میں مصروف رہنے کی وجہ سے اس نماز میں دیر کیا کرتے تھے۔ مگر توجیہہ درست نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ اس نماز میں دیر کرنا اور اس کو رات گئے پڑھنا مستحب ہے۔ كان يستحب ان يوخر العتمة۔ (آپ عشاء کی نماز میں دیر کرنا بہتر جانتے تھے) بعضوں نے کہا جو لوگ عشاء کی نماز کے بعد باتیں کیا کرتے ہیں اور قصہ کہانی میں مصروف رہتے ہیں ان کے لیے دیر کرنا مستحب ہے تاکہ نماز کے بعد پڑ کر سو رہیں اور خاتمہ عبادت الٰہی پر ہو اس لیے کہ سو جانا بھی ایک طرح کی موت ہے اور جو لوگ اخیر شب میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں ان کے لیے عشاء کی نماز جلدی پڑھ کر سو جانا مستحب ہے تاکہ اخیر شب میں آنکھ کھل جائے اور تہجد کی نماز پڑھیں۔

٥٩٦۔ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت المغرب (٥٥٩)، مسلم کتاب المساجد باب بیان ان اول وقت المغرب (٦٣٧[١٤٤١])

٥٩٧۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الی المساجد (٨٦٤)

نماز فجر اندھیرے میں

٥٩٨- (١٢) وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ، فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۵۹۸۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور (نماز میں شریک) عورتیں نماز پڑھ کر واپس ہوتیں تو چادر اوڑھ کر واپس جاتیں۔ رات کے اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ (بخاری)

توضیح:...... آخر رات کی تاریکی کو غلس کہتے ہیں یعنی جھٹ پٹا جو صبح صادق کے بعد معمولی سا اندھیرا رہتا ہے اس میں نماز پڑھا کرتے تھے: ((کنا نغلس من جمع الی منی)) ہم مزدلفہ سے منیٰ کو رات کی تاریکی میں پڑھتے (خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب تارے نمایاں اور گھنے ہوئے ہوں۔) ان حدیثوں کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا افضل ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ امر افضل ہوتا تو آنحضرت ﷺ ضرور اس کو اختیار کرتے اب یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر یا نوروا بالفجر اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح کی نماز میں قرأت لمبی کرو یہاں تک کہ روشنی ہو جائے نہ یہ کہ نماز روشنی میں شروع کرو) کان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم یغلس بالفجر آنحضرت ﷺ فجر کی نماز تاریکی میں ادا کرتے۔

٥٩٩- (١٣) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، تَسَحَّرَا، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا؛ قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى- قُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً- رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ-

۵۹۹۔ (۱۳) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھنے کے لیے سحری کھائی جب سحری کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سحری کھانے اور صبح کی نماز میں داخل ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ صرف اتنا فاصلہ کہ ایک آدمی پچاس آیتیں پڑھ لیتا۔ (بخاری)

جب امام نماز تاخیر سے پڑھائیں؟

٦٠٠- (١٤) وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلَاةَ- أَوْ قَالَ: يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا-؟)) قَالَتْ: فَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا- فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ؛ فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ))- رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

۶۰۰۔ (۱۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تمہارا کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ تم پر ایسے حاکم مقرر ہوں گے جو نماز کو مار کر پڑھیں گے یا دیر کر کے پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ایسے وقت کے لیے میرے لیے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اول وقت میں نماز پڑھ لیا کرو۔ اگر یہ نماز ان کے ساتھ بعد میں پاؤ تو ان کے ساتھ شریک ہو کر دوبارہ پڑھ لو۔ یہ جو دوبارہ پڑھو گے نفل ہوگی۔ اور جو پہلے تنہا پڑھی ہے وہ فرض ادا ہو چکا ہے۔ (مسلم)

٥٩٨- صحيح بخاری كتاب الاذان باب انتظار الناس قيام الامالم العالم (٨٦٧)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب التكبير بالصبح (٦٤٥[١٤٥٩])

٥٩٩- صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب وقت الفجر (٥٧٦)

٦٠٠- صحيح مسلم كتاب المساجد باب كراهية تاخير الصلاة (٢٣٨[٥٦٤ مختصراً])، ابوداؤد كتاب باب (٤٣١) واللفظ له.

٦٠١ ـ (١٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ. وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۰۱۔ (۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کی ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے پالی ہے اس نے صبح کی نماز کو پالیا ہے۔ اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی ہے اس نے عصر کی نماز کو پالیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی خاص وجہ سے دیر میں نماز شروع کی اور ایک رکعت نماز پڑھ لینے کے بعد آفتاب نکل آیا یا غروب ہوگیا تو اس وقت کی نماز اس کو مل گئی ہے اور باقی ایک رکعت یا تین رکعت آفتاب طلوع ہونے کے بعد یا غروب ہونے کے بعد پڑھ لے۔ تو اس کی پوری نماز ہوجائے گی۔ طلوع یا غروب ہونے کی وجہ سے ایسی حالت میں نماز باطل نہیں ہو گی خواہ صبح کی نماز ہو یا عصر کی نماز ہو۔ جیسا کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

غروب آفتاب اور طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالینا

٦٠٢ ـ (١٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ. وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۰۲۔ (۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص عصر کی ایک رکعت آفتاب غروب ہونے سے پہلے پالے تو اسے اپنی نماز پوری کر لینی چاہیے۔ اور جو شخص صبح کی ایک رکعت آفتاب نکلنے سے پہلے پالے تو اس کو بھی اپنی نماز پوری کر لینی چاہیے۔ (بخاری)

یعنی عصر میں غروب آفتاب کے بعد تین رکعت پڑھ لینی چاہیے تاکہ پوری نماز ہوجائے۔ اور صبح میں طلوع آفتاب کے بعد باقی ایک رکعت پڑھ لینی چاہیے تاکہ پوری نماز ادا ہوجائے۔

جب یاد آئے نماز ادا کرلے

٦٠٣ ـ (١٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً، اَوْنَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهُ، اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۰۳۔ (۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نماز کو بھول جائے یا سو جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جس وقت یاد آجائے اس کو پڑھ لے۔ یہی اس کا بدلہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

آنکھ نہ کھلنے پر مواخذہ نہیں

٦٠٤ ـ (١٨) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۶۰۴۔ (۱۸) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

٦٠١ ـ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب من ادرك من الفجر ركعة (٥٧٩)، مسلم كتاب المساجد باب من ادرك ركعة من الصلاة (٦٠٨[١٣٧٤])

٦٠٢ ـ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب من ادرك ركعة من العصر (٥٥٦)

٦٠٣ ـ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب من نسی صلاة فليصل (٥٩٧)، مسلم كتاب المساجد باب قضاء الصلاة الفائتة (٦٨٤[١٥٦٨])

٦٠٤ ـ صحيح مسلم كتاب المساجد باب قضاء الصلاة الفائتة (٦٨١[١٥٦٢])

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا: فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ﴾)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا: سو جانے میں نماز تاخیر ہو جانے پر قصور و کوتاہی نہیں ہے البتہ بیداری کی حالت میں نماز کو دیر کر کے پڑھنے میں کوتاہی ہے۔ تو جو شخص نماز پڑھنے کو بھول جائے یا سو جانے کی وجہ سے نماز سے غافل ہو جائے تو جس وقت یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نماز قائم کرو میری یاد کے لیے" (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

تین کاموں میں دیر نہیں

٦٠٥۔ (١٩) عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۰۵۔ (۱۹) حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین کاموں میں دیر نہ کرو۔ (۱) نماز جب اس کا وقت ہو جائے۔ (۲) اور جنازہ جب کہ تیار ہو جائے (۳) اور بے خاوند والی عورت جب کہ اس کا جوڑا پا لو۔ (ترمذی)

توضیح:...... یعنی ان تین کاموں میں تاخیر مناسب نہیں ہے۔ نماز کو اول وقت میں ادا کرنا اور جلدی ادا کرنا سب عملوں سے بہتر ہے اور جنازہ جب کہ تیار ہو جائے تو اسے بھی جلد ہی تجہیز و تکفین کر کے خدا کے سپرد کر دے اور رانڈ بیوہ اور بے خاوند والی عورت کا جب کوئی اور جوڑا مل جائے تو نکاح کر دینا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ رانڈ عورتوں کا نکاح کرنا نہایت ضروری ہے۔ جو لوگ ملکی رسم و رواج کی بنا پر رانڈ عورتوں کا نکاح نہیں کرتے کراتے وہ شرعی مجرم ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وانکحوا الایامی تم اپنی رانڈوں کا نکاح کر دیا کرو۔

٦٠٦۔ (٢٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ، وَالْوَقْتُ الْآخِرُ عَفْوُ اللّٰهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۰۶۔ (۲۰) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول وقت میں نماز ادا کرنا خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور آخر وقت میں نماز پڑھنا معافی کا سبب ہے۔ (ترمذی)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے اور آخر وقت میں ادا کرنا جائز ہے مگر قصور وار ہے اور نماز پڑھنے سے اس قصور کی معافی کی امید ہے۔

سب سے افضل عمل

٦٠٧۔ (٢١) وَعَنْ أُمِّ فَرْوَةَ ؓ قَالَتْ: سُئِلَ

۶۰۷۔ (۲۱) حضرت ام فروہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے

٦٠٥۔ حسن ترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل (١٧١)

٦٠٦۔ اسناده ضعيف جدا ترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی الوقت الاول من (١٧٢)، یعقوب بن الولید المدنی متھم بالکذب ہے۔

٦٠٧۔ صحیح ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی المحافظه علی وقت الصلوات (٤٢٦)، الترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل (١٧٠)

النَّبِیُّ ﷺ: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ:اَلصَّلَاةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَا يُرْوَى الْحَدِيْثُ اِلَّامِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب عملوں سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اول وقت میں نماز ادا کرنا سب عملوں سے افضل ہے۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث عبداللہ بن عمر عمری سے روایت ہے جو اہل حدیث کے نزدیک قوی نہیں ہے (لیکن دوسرے اماموں نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اول وقت میں ہمیشہ نماز پڑھتے رہے۔ آخر وقت میں ہمیشہ دوام و استمرار کے ساتھ نہیں پڑھی ہے۔ بیان للجواز کے واسطے کبھی کبھار آخر میں پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث سے معلوم ہوا۔

۶۰۸۔ (۲۲) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۰۸۔ (۲۲) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر میں آخر وقت میں دو نمازیں کبھی نہیں پڑھیں۔ (ترمذی)

نماز مغرب میں جلدی کرنا

۶۰۹۔ (۲۳) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ بِخَيْرٍ۔ اَوْ قَالَ:عَلَى الْفِطْرَةِ۔ مَالَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰى اَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۶۰۹۔ (۲۳) حضرت ابوایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت بھلائی یا فطرت پر باقی رہے گی۔ جب تک کہ وہ مغرب کی نماز میں تاخیر نہ کرے یہاں تک کہ ستارے نکل آئیں۔ ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۶۱۰۔ (۲۴) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ

۶۱۰۔ (۲۴) اور دارمی نے عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔

نماز عشا تاخیر سے ادا کرنا

۶۱۱۔ (۲۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۶۱۱۔ (۲۵) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس بات کو اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو یہ حکم دیتا کہ عشاء کی نماز تہائی رات گذرے یا آدھی رات گزرے پڑھا کرے (لیکن چونکہ اتنی دیر میں امت کو تکلیف ہوگی اس لیے وجوبی طور پر ایسا حکم نہیں دیتا) (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۶۱۲۔ (۲۶) وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ، قَالَ:

۶۱۲۔ (۲۶) حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۶۰۸۔ حسن ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل (۱۷۴)، مستدرك حاکم (۱/ ۹۰)

۶۰۹۔ اسنادہ هسن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی وقت المغرب (۴۱۸)، ابن خزیمه (۳۳۹)

۶۱۰۔ حسن سنن الدارمی کتاب الصلاۃ باب کراهية تاخير المغرب (۱/ ۲۷۵ ح ۱۲۱۳)، ابن ماجه (۶۸۹)

۶۱۱۔ اسنادہ صحیح ترمذی کتاب الصلاۃ باب تاخیر العشاء (۱۶۷)، ابن ماجه کتاب الصلاۃ باب وقت صلاۃ العشاء (۶۹۱)

۶۱۲۔ اسنادہ صحیح ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب وقت العشاء الاخرۃ (۴۲۱)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ، فَاِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰى سَآئِرِ الْاُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا اُمَّةٌ قَبْلَكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

نے فرمایا: تم اس نماز عشاء کو تاخیر کر کے پڑھا کرو۔ کیونکہ پہلی تمام امتوں میں سے تم کو عشاء کی نماز کی فضیلت دی گئی ہے۔ تم سے پہلے کسی امت نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی ہے۔ (ابوداوٗد)

٦١٣۔ (٢٧) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ: اَنَا اَعْلَمُ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهَا لِسَقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِيُّ

۶۱۳۔ (۲۷) حضرت نعمان بن بشیر ؓ کہتے ہیں کہ میں عشاء کی نماز کا وقت خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تیسری تاریخ کے چاند کے غروب ہونے کے وقت اس نماز کو پڑھتے تھے۔ (ابوداوٗد، دارمی)

٦١٤۔ (٢٨) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ، فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِيُّ وَلَيْسَ عِنْدَ النَّسَآئِيِّ: ((فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ))۔

۶۱۴۔ (۲۸) حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز اسفار میں پڑھا کرو۔ کیونکہ اسفار میں پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔ (ترمذی، ابوداوٗد، دارمی) اور نسائی میں اعظم للاجر کا لفظ نہیں۔

توضیح: ......اسفار کے معنی روشن کرنے کے ہیں یعنی صبح کی نماز روشنی میں پڑھا کرو۔ یعنی صبح صادق میں پڑھو۔ اس صبح کے ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ صبح کی نماز اخیر وقت (یعنی جب خوب روشنی ہو جائے) میں پڑھنا مستحب ہے۔ مگر یہ استدلال آنحضرت ﷺ کے دائمی فعل سے غلط ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ تاریکی میں صبح کی نماز پڑھا کرتے اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ اور یہ امر محال معلوم ہوتا ہے کہ جس میں زیادہ ثواب ہو اس کو آپ ہمیشہ ترک کریں۔ نہایہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جب صحابہ ؓ کو صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنے کا حکم دیا تو بعض لوگ غلطی سے صبح کاذب ہی کے وقت پڑھنے لگے۔ اس لیے فرمایا کہ صبح کو روشن کرو یعنی جب صبح صادق ہو جائے اس وقت پڑھو اور اس کی دلیل دوسری حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صبح کی روشنی ہونے دو یہاں تک کہ لوگ اپنے تیر گرنے کے مقام کو دیکھ سکیں۔ بعض لوگوں نے کہا یہ حکم خاص ہے چاندنی راتوں سے کیونکہ ان راتوں میں صبح صادق کی پہچان تم پر مشکل ہوتی ہے اس لیے احتیاطاً خوب روشنی ہو جانے پر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ مجمع البحار میں ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب صبح صادق نمودار ہو جائے اس وقت فجر کی نماز پڑھو۔ تو اسفار سے صبح صادق کا نمودار ہونا مراد ہے۔ اس صورت میں احادیث میں باہمی تعارض نہ رہے گا۔ ورنہ قول اور فعل کی مخالفت لازم آئے گی۔ طیبی نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز میں طول کرو۔ لمبی لمبی سورتیں پڑھو۔ یہاں تک کہ نماز اس وقت ختم ہو جب خوب روشنی ہو جائے۔ اس میں زیادہ ثواب ہے اور امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں کہ غلس میں (یعنی تاریکی میں) نماز شروع کی جائے اور لمبی قراۃ کی جائے کہ ختم اسفار (یعنی روشنی) میں ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٦١٣۔ اسناده صحيح ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فى وقت العشاء الاخرة (٤١٩)، الترمذى كتاب باب (١٦٥)، النسائى كتاب باب (٥٣٠)

٦١٤۔ اسناده حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فى وقت الصبح (٤٢٤)، الترمذى كتاب الصلاة باب الاسفار بالفجر (١٥٤)، النسائى كتاب مواقيت باب الاسفار (٥٤٩)، ابن ماجه (٦٧٢)، دارمى كتاب الصلاة باب الاسفار بالفجر (١/ ٣٠٠، ٣٠١ ح ١٢١٧)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نمازِ عصر کا وقت

٦١٥ـ (٢٩) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷛ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجُزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ تُطْبَخُ، فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۱۵۔ (۲۹) حضرت رافع بن خدیج ﷛ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے۔ پھر عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کیا جاتا اور دس حصوں میں اسے تقسیم کیا جاتا۔ پھر گوشت کو پکایا جاتا۔ پھر ہم لوگ پکا ہوا گوشت کھا لیتے آفتاب غروب ہونے سے پہلے۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز جلدی ایک مثل پر پڑھ لینا چاہیے۔

نمازِ عشاء میں بہت زیادہ تاخیر

٦١٦ـ (٣٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷠، قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ۔ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهٗ، فَلَا نَدْرِيْ: اَشَيْءٌ شَغَلَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ: ((اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلَاةً مَا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ، وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ))۔ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلّٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۶۔ (۳۰) حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک رات عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ ایک تہائی رات گذرے یا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہمیں نہیں معلوم کہ گھر میں کسی کام نے آپ کو روک لیا تھا یا اور کوئی خاص ضرورت پیش آ گئی تھی آپ نے ہمارے پاس پہنچ کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسی نماز کا انتظار کرتے رہے کہ تمہارے سوا کسی اور دین والے نے اس نماز کا انتظار نہیں کیا۔ اگر میں آپ پر دشوار نہ سمجھتا تو عشاء کی نماز اسی وقت پڑھتا یعنی اس وقت پڑھنے کا حکم دیتا۔ پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا اس نے اذان دی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

توضیح:...... عشاء کی نماز اگر سب لوگ جمع ہو جائیں تو سویرے (جلدی) پڑھ لینا مستحب ہے اور اگر دیر کر کے آئیں تو دیر میں پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

٦١٧ـ (٣١) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِّنْ صَلَاتِكُمْ، وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَاتِكُمْ شَيْئًا، وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۷۔ (۳۱) حضرت جابر بن سمرہ ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری نمازوں کے قریب قریب نماز پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں تمہاری نمازوں کے اعتبار سے کچھ دیر کرتے تھے اور آپ ہلکی نماز پڑھاتے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔

توضیح:...... تمہاری نمازوں کے قریب قریب نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے اوقات کی رعایت کرتے تھے اور

٦١٥ـ صحيح بخاري كتاب الشركة باب الشركة فى الطعام (٢٤٨٥)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب التكبير بالعصر (٦٢٥[١٤١٥])

٦١٦ـ صحيح مسلم كتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخيرها (٦٣٩[١٤٤٦])

٦١٧ـ صحيح مسلم كتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخيرها (٦٤٣[١٤٥٤])

انہیں پنج گانہ وقتوں میں نماز ادا فرماتے تھے۔ اور عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھتے تھے۔ اور نمازوں میں قرأت ہلکی کرتے تھے۔ یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے۔

نماز کے انتظار میں بیٹھنا گویا نماز میں ہونا ہے

٦١٨ - (٣٢) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ، فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ، فَقَالَ: ((خُذُوْا مَقَاعِدَ کُمْ)) فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا، فَقَالَ: ((اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ، وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ، لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ۔

٦١٨ - (٣٢) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے (ایک روز عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے ہم لوگ مسجد میں آئے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے انتظار میں بیٹھے رہے) آپ ﷺ گھر سے باہر نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ رات آدھی کے قریب گزر گئی (پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور ہم نمازیوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ چنانچہ ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے علاوہ اور لوگ نماز پڑھ چکے اور اپنے بستروں پر چلے گئے اور تم لوگ ابھی تک نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو لہٰذا تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم جب تک کہ نماز کے انتظار میں بیٹھے رہے گویا تم نماز ہی میں رہے۔ اگر کمزوروں کی کمزوری کا اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو عشاء کی نماز کو میں آدھی رات تک مؤخر کرتا۔ (ابوداوٗد، نسائی)

٦١٩ - (٣٣) وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشَدَّ تَعْجِیْلًا لِّلظُّهْرِ مِنْکُمْ، وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِیْلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

٦١٩ - (٣٣) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز بہت جلدی پڑھتے تھے تم لوگوں سے اور تم لوگ عصر کی نماز جلدی پڑھتے ہو آپ کی عصر کی نماز سے۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد ترمذی نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ سنت کے خلاف کرتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔

٦٢٠ - (٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ۔

٦٢٠ - (٣٤) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سخت گرمیوں کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھتے (یعنی کچھ دیر کر کے پڑھتے تھے) اور سردی کے زمانے میں جلدی پڑھتے۔ (نسائی)

جب امام نمازیں تاخیر سے ادا کریں گے

٦٢١ - (٣٥) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ

٦٢١ - (٣٥) حضرت عبادۃ بن صامت ت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

٦١٨ - اسناده صحیح ابوداوٗد کتاب الصلاة باب فی وقت العشاء الاخرة (٤٢٢)، النسائی کتاب المواقیت باب آخر وقت العشاء (٥٣٩)، ابن ماجه (٦٩٣)

٦١٩ - صحیح ترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی تاخیر صلاة العصر (١٦١)، مسند احمد (٦/ ٢٨٩)

٦٢٠ - اسناده صحیح نسائی کتاب المواقیت باب تعجیل الظهر فی البرد (٥٠٠)، بخاری کتاب (٩٠٦)

قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّھَا سَتَکُوْنُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ اُمَرَآءُ یَشْغَلُھُمْ اَشْیَآءُ عَنِ الصَّلَاۃِ لِوَقْتِھَا حَتّٰی یَذْھَبَ وَقْتُھَا، فَصَلُّوْا الصَّلَاۃَ لِوَقْتِھَا))۔ فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! اُصَلِّیْ مَعَھُمْ؛ قَالَ: ((نَعَمْ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امام اور سردار ہوں گے کہ ان کو دنیوی مشاغل نماز کے اول وقت ادا کرنے سے منع کریں گے (یعنی اول وقت میں نماز نہیں پڑھ سکیں گے) یہاں تک کہ وہ وقت جاتا رہے گا۔ اگر تم ایسے زمانے میں موجود ہو تو تم اپنی نماز اصلی وقت میں ادا کر لینا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان کے ساتھ پھر نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (نفل کی نیت سے ان کے ساتھ نماز پڑھ لو۔) (ابوداؤد)

۶۲۲۔ (۳۶) وَعَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِیْ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاۃَ، فَھِیَ لَکُمْ، وَھِیَ عَلَیْھِمْ؛ فَصَلُّوْا مَعَھُمْ مَاصَلَّوْا الْقِبْلَۃَ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

۶۲۲۔ (۳۶) قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے ایسے امام اور سردار ہوں گے جو دیر کر کے نماز پڑھیں گے۔ وہ نماز تمہارے لیے مفید ہوگی اور ان کے حق میں وبالِ جان بنے گی تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہنا جب تک وہ قبلے کی طرف نماز پڑھتے رہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... وہ امام دنیاوی کاروبار میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز میں سستی کرنے کی وجہ سے دیر کر کے نماز پڑھیں گے۔ ایسی حالت میں تم اول وقت میں تنہا فرض نماز ادا کر لو۔ بعد میں پھر ان کے ساتھ شریک ہو کے نفل کی نیت سے دوبارہ پڑھ لو تمہیں فرض اور نفل دونوں کا ثواب ملے گا جو تمہارے حق میں مفید ہے اور چونکہ وہ سردار اور امام بلاوجہ دیر کر کے پڑھیں گے۔ اس لیے وہ نماز مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اور ایسے اماموں کے ساتھ تم نماز پڑھتے رہنا جب تک وہ قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ایک عظیم پہلو

۶۲۳۔ (۳۷) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَدِیِ بْنِ الْخِیَارِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی عُثْمَانَ وَھُوَ مَحْصُوْرٌ، فَقَالَ: اِنَّکَ اِمَامُ عَامَّۃٍ، وَنَزَلَ بِکَ مَا تَرٰی، وَیُصَلِّیْ، لَنَا اِمَامُ فِتْنَۃٍ، وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ: الصَّلَاۃُ اَحْسَنُ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ، فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَھُمْ، وَاِذَا اَسَآءُ وْا فَاجْتَنِبْ اِسَآءَ تَھُمْ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۲۳۔ (۳۷) عبید اللہ بن عدی بن خیار اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ گھرے ہوئے تھے۔ (یعنی اپنے مکان میں گھرے ہوئے تھے۔ کہ بلوائی مارنے پر اور شہید کرنے پر تلے ہوئے تھے اور ان دنوں میں باغی امام نماز پڑھاتا تھا۔) تو میں نے عرض کیا کہ آپ سب لوگوں کے پیشوا ہیں اور آپ پر وہ مصیبت اتری ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہم کو فتنے کا امام اور باغی نماز پڑھا رہا ہے۔ اور ہم ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ بلکہ گناہ سمجھتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز انسان کے تمام کاموں میں سے افضل ترین کام ہے۔ جب لوگ نیک اور اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو (یعنی جب وہ نماز پڑھیں تو تم بھی نماز پڑھو) اور جب وہ برا کام کریں اور کسی کو بلاوجہ مارنے پر تیار ہو جائیں تو تم ان کی برائی سے علیحدہ رہو۔ (بخاری)

۶۲۱۔ اسنادہ صحیح ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب اذا اخرا الامام الصلاۃ عن الوقت (۴۳۳)، ابن ماجہ (۱۲۵۷)

۶۲۲۔ حسن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت (۴۳۴)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۶۲۳۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب امامۃ المفتون والمبتدع۔ (۹۶۵)

(۳) بَابُ فَضِیْلَةِ الصَّلٰوات

فضائلِ نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز فجر اور نماز عصر کے فضائل

٦٢٤ - (١) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

۶۲۴- (۱) عمارہ بن رویبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو فجر اور عصر کی نماز پڑھتا رہا وہ کبھی دوزخ میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم)

توضیح:...... صبح کے وقت آرام کا وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تجارت اور دیگر کاروبار کی مشغولیت کا تو جو شخص خصوصیت سے ان دونوں وقتوں کی نماز ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ ادا کرتا رہا تو دیگر اوقات کی نماز بھی جس میں زیادہ مصروفیت نہیں ہوتی بدرجہ اولیٰ پڑھتا رہا ہو گا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ نماز کی ادائیگی سے یقیناً وہ جنت میں داخل ہو گا اور جہنم میں ہرگز نہیں جائے گا۔ کیونکہ نماز بری باتوں اور بری جگہ سے روکتی ہے۔

٦٢٥ - (٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))- مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ-

۶۲۵- (۲) حضرت ابوموسیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دو نمازیں ٹھنڈے وقت میں پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... ٹھنڈی نماز صبح اور عصر ہے یا صبح اور عشاء ہے کیونکہ یہ نمازیں ٹھنڈے وقت میں ادا کی جاتی ہیں صبح کا وقت آرام کرنے اور عشاء کا وقت بھی سونے کا ہے جو آرام اور سونے کو چھوڑ کر نماز پڑھے گا تو بظاہر اور وقتوں میں بھی پڑھے گا اور یہی پابندی سے نماز ادا کرنا دخول جنت کا سبب ہے۔

٦٢٦ - (٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَآئِکَةٌ

۶۲۶- (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات دن کے فرشتے آگے پیچھے تمہارے پاس اعمال صالحہ

٦٢٤- صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصبح والعصر (٦٣٤[١٤٣٦])

٦٢٥- صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاة باب فضل صلاة الفجر (٥٧٤)، مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصبح والعصر (٦٣٥[١٤٣٨])

٦٢٦- صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاة باب فضل صلاة العصر (٥٥٥)، مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصح والعصر (٦٣٢[١٤٣٢])

بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ۔ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَاَتَيْنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

لینے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں جو فرشتے تمہارے پاس رہے وہ نیکیوں کو لے کر آسمان پر چڑھ کر خدا کے سامنے جاتے ہیں اور خدا ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٦٢٧۔ (٤) وَعَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ؛ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبُهٗ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكُهٗ ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ ((الْمَصَابِيْحِ)): الْقُشَيْرِيِّ بَدَلَ الْقَسْرِيِّ۔

٦٢٧۔ (٤) جندب قسری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھ لی۔ وہ خدا کے ذمہ (یعنی اس کے عہد و امان) میں آ گیا۔ (یعنی پڑھنے والا خدا کی پناہ میں اور اس کے امن میں آ گیا) ہے۔ لہٰذا اس کو نہ مارو نہ پیٹو نہ اس کا مال چھینو نہ اس کی غیبت و چغلی کرو اور نہ اس کی بے عزتی کرو کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا اور نہ اپنے حق کا مطالبہ کرے گا اور اگر تم اس کی حق تلفی کرو گے۔ تو وہ اپنے حق کا تم سے مطالبہ کرے گا اور اپنے حق کو وصول کرے گا۔ اور جب پورا حق نہیں ملے گا تو اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ (مسلم)

توضیح:...... صبح کی نماز کی بڑی اہمیت ہے اس کو پڑھتے رہنا چاہیے اور پڑھنے سے خدا کی پناہ میں آ جاتا ہے۔ اور نہ پڑھنے سے خدا کی عہد شکنی ہوتی ہے اور عہد شکنی کرنے والے کا مواخذہ ہوگا۔

مختلف نمازوں کے فضائل

٦٢٨۔ (٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ، لَاسْتَهَمُوْا؛ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ، لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ؛ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٢٨۔ (٥) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب معلوم کر لیں (کہ اتنا اتنا ثواب ہے تو ہر شخص اذان دینے کے لیے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کے لیے آمادہ ہوگا) پھر ہر ایک نہ اذان دینے کا موقع پائے گا اور نہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی جگہ پائے گا۔ تو قرعہ اندازی کی ضرورت پیش آ جائے گی۔ قرعہ اندازی کے بعد جس کا نام اذان دینے میں آئے گا وہ اذان دے گا۔ اور جس کا نام پہلی صف میں کھڑا ہونے کا آئے گا پہلی صف میں کھڑا ہوگا

٦٢٧۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاة العشاء والصبح فى الجماعة (٦٥٧[١٤٩٣])

٦٢٨۔ صحيح البخارى كتاب الاذان باب الاستهام فى الاذان (٦١٥)، مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف واقامتها (٤٣٧[٩٨١])

اور اگر ظہر کی نماز سویرے اور اول وقت پڑھنے کے ثواب کو لوگ معلوم کر لیں تو دوڑے بھاگے چلے آئیں۔ اور اگر عشاء کی نماز اور صبح کی نماز کے ثواب کو معلوم کر لیں تو ضرور شریک ہوں گے اور اگر ان نمازوں میں شریک ہونے کی طاقت نہ ہو اور پاؤں سے چلنے کی ہمت نہ ہو تو سروں کے بل چل کر آئیں گے اور شریک ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان دینے کی اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے اور ظہر کی نماز سویرے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔ اور عشاء اور صبح کی بڑی فضیلت ہے۔

٦٢٩۔ (٦) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا، لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٢٩۔ (٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقین پر صبح کی اور عشاء کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری اور مشکل نہیں ہے۔ یعنی منافقوں پر یہ دو نمازیں سب سے زیادہ گراں ہیں اور ان کی فضیلت ان کو معلوم ہو جائے تو گھٹنے کے بل یا سرین کے بل چل کر آئیں۔

٦٣٠۔ (٧) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ؛ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ؛ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٣٠۔ (٧) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ (یعنی آدھی رات تک نماز پڑھنے کا ثواب پائے گا۔) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات کا قیام کیا۔ (یعنی پوری رات کی عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کا ثواب پائے گا۔) (مسلم)

٦٣١۔ (٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلَى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبَ)) قَالَ: ((وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ: هِيَ الْعِشَآءُ))

٦٣١۔ (٨) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گنوار اور دیہاتی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام پر کہیں غالب نہ آجائیں۔ راوی نے بیان کیا گنوار لوگ مغرب کی نماز کو عشاء بولتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیہاتی تمہاری نماز عشاء کے نام پر غالب نہ آجائیں۔

٦٣٢۔ (٩) وَقَالَ: ((لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلَى اِسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَآءَ، فَاِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَآءُ فَاِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٣٢۔ (٩) اور آپ ﷺ نے فرمایا: گنوار اور دیہاتی لوگ تمہاری عشاء کی نماز کے نام کہیں غالب نہ آجائیں اس نماز کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عشاء ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں من بعد صلوٰۃ العشآء آیا ہے) دیہاتی اونٹنیوں کا دودھ دوہنے کی وجہ سے اس میں تاخیر کرتے تھے۔ (مسلم)

٦٢٩۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب فضل العشاء فی جماعة (٦٥٧)، مسلم كتاب المساجد باب فضل الصلاة الجماعة (٦٥١[١٤٨٢])

٦٣٠۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاة العشاء الصبح فی جماعة (٦٥٦[١٤٩١])

٦٣١۔ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب من كر ان يقال للمغرب العشاء (٥٦٣)

٦٣٢۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخيرها (٦٤٤[١٤٥٦])

٦٣٣ـ (١٠) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى: صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٦٣٣ـ (١٠) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ ان کافروں نے ہم کو درمیانی نماز' نماز عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں میں اور قبروں میں آگ بھر دے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... جنگ خندق ۴ھ یا ۵ھ میں ایک مشہور جنگ ہوئی تھی یہودیوں کی سازش سے مشرکین مکہ نے دس ہزار فوج لے کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ کھلے میدان میں مقابلہ کرنا اس وقت خلاف ہے ایک محفوظ مقام میں لشکر جمع کیا جائے اور اس کے گرد خندق کھودی جائے' تمام لوگوں نے اس کو پسند کیا اور خندق کھودنے کی تیاری شروع ہوگئی مدینہ منورہ میں تین جانب مکانات اور باغات کا سلسلہ تھا جو شہر پناہ کا کام دیتا تھا شامی رخ کھلا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شہر کے باہر تشریف لا کر اس جگہ خندق کھودنا شروع کرایا۔ دس دس آدمیوں میں دس دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق (گہرائی) پانچ گز رکھا' بیس دن میں تین ہزار نے خندق تیار کی' جاڑے کا زمانہ تھا حد سے زیادہ تنگ دستی اور فاقہ کشی تھی پیٹ پر پتھر باندھ باندھ کر خندق کھودتے تھے۔ ایک مہینے کے قریب اسی سختی سے محاصرہ قائم رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر تین تین فاقے گزر گئے۔ ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بے تاب ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے شکم کھول کر دکھائے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکم مبارک کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر تھے۔ محاصرہ اس قدر شدید اور پر خطر ہو گیا تھا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے؟ تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے لیکن صرف زبیر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کی صدا نہیں آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقعہ پر انہیں حواری کا لقب دیا۔ (بخاری)

محاصرین خندق عبور نہیں کر سکتے تھے اس لیے دور دور سے تیر اور پتھر برساتے تھے۔ اس طریقے سے انہیں جب کامیابی نہیں ہوئی تو خندق کے عبور کرنے کا خیال ہوا عرب کے مشہور بہادروں یعنی ضرار' جبیرہ نوفل عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑوں کو مہمیز کیا تو اس پار تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدود کا مقابلہ کر کے مار ہی ڈالا دوسرے لوگوں نے بھی حملہ کیا مگر شیر خدا کے مقابلہ میں کوئی ٹھہر نہیں سکا یہ حملہ کا بہت سخت دن تھا تمام دن لڑائی جاری رہی کفار کی طرف سے تیر اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی اور ایک دم کے لیے یہ بارش تھمنے نہ پائی تھی اسی دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نمازیں قضا ہو گئیں جس سے آپ کو بڑا صدمہ ہوا جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم نارا کہ خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں میں آگ بھر دے۔ یہ بددعا قبول ہوئی وہ دنیا و آخرت کے عذابوں میں گرفتار ہو گئے۔ خندق سے شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے مسلمانوں کی عظیم الشان فتح ہوئی قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں مفصل واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا صلوۃ وسطی سے عصر کی نماز مراد ہے جو ﴿حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی﴾ میں ہے۔ یعنی سب نمازوں کی حفاظت کرو اور صلوۃ وسطی یعنی عصر کی نماز کی خصوصیت کے ساتھ زیادہ حفاظت کرو۔

٦٣٣ـ صحیح بخاری کتاب التفسیر القرآن باب حافظوا علی الصلوات (٤٥٣٣)' مسلم کتاب المساجد باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی (٦٢٧[١٤٢٥])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

صلوۃ الوسطیٰ

٦٣٤۔ (١١) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۳۴۔ (۱۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے (ترمذی)

٦٣٥۔ (١٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا......﴾ قَالَ: ((تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۳۵۔ (۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیت ان قران الفجر کان مشھودا کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ فجر کی نماز میں رات دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٦٣٦۔(١٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَا: اَلصَّلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الظُّهْرِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ، وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْهُمَا تَعْلِيْقًا۔

۶۳۶۔ (۱۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ درمیانی نماز سے مراد ظہر کی نماز ہے (مالک، ترمذی) لیکن حدیث مرفوع ارجح ہے۔

٦٣٧۔ (١٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ صَلَاةً اَشَدَّ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهَا۔ فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ وَقَالَ اِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ

۶۳۷۔ (۱۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز بہت سویرے (جلدی) پڑھتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظہر کی نماز سب نمازوں سے زیادہ گراں اور سخت تھی تو حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطے نازل ہوئی یعنی سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی سب سے زیادہ حفاظت کرو اور زید کا بیان ہے کہ "صلوۃ وسطیٰ" سے پہلے دو نماز ہیں اور اس کے بعد دو نمازیں۔ (احمد ابوداود)

٦٣٨۔ (١٥) وَعَنْ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَانَا يَقُوْلَانِ: اَلصَّلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا

۶۳۸۔ (۱۵) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک درمیانی نماز سے صبح کی نماز مراد ہے۔ (موطا، ترمذی)

٦٣٤۔ صحيح الترمذی كتاب الصلاة باب ماجاء فی صلاة الوسطى [٨]، مسلم [٦٢٨]

٦٣٥۔ صحيح ترمذی تفسير القرآن باب من سورة بنی اسرائيل (٣١٣٥)، ابن ماجه (٦٧٠)

٦٣٦۔ اسناده حسن ترمذی كتاب الصلاة باب ماجاء فی صلاة الوسطى انها العصر (١٨٢)، موطاء امام مالك الصلاة باب الصلاة الوسطى (١/ ١٣٩ ح ٣١٣)

٦٣٧۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب فی وقت صلاة العصر (٤١١)، مسند احمد (٥/ ١٨٣)،

٦٣٨۔ معضل (ضعيف) موطا امام مالك صلاة الجماعة باب الصلاة الوسطى (١/ ١٣٩ ح ٢١٤)، یہ روایت امام مالک کے بلاغات میں سے ہے یعنی بے سند ہے۔

توضیح:...... درمیانی نماز کے بارے میں یہ سب اقوال ہیں صحیح وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز مراد ہے۔

۶۳۹۔ (۱۶) وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ تَعْلِيْقًا۔

۶۳۹۔ (۱۶) نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے معلق روایت کیا ہے۔

۶٤٠۔ (۱۷) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ غَدَا اِلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيْمَانِ، وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۶۴۰۔ (۱۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص صبح سویرے صبح کی نماز کے لیے جاتا ہے تو اپنے ساتھ ایمان کا جھنڈا لے جاتا ہے اور جو شخص صبح بازار میں جاتا ہے وہ شیطان کا جھنڈا لے جاتا ہے (ابن ماجہ)

توضیح:...... یعنی جو شخص صبح کو مسجد میں فجر کی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے تو وہ ایمان کا جھنڈا اپنے ساتھ لے جاتا ہے سارے نمازی گویا خدا کی فوج ہیں اور شیطان کی فوج پر حملہ آور ہوں گے اور اس کی شان وشوکت کو دبائیں گے او جو شخص صبح بغیر نماز پڑھے بازار میں جاتا ہے تو وہ شیطان کا جھنڈا ساتھ لے جاتا ہے جس سے شیطان کے لشکر کی نمائش اور شوکت ہوتی ہے یہ بے نمازیوں کے لیے ہے۔ اگر کوئی صبح کی نماز اور قرآن مجید اور وظیفہ پڑھ کر حلال روزی کمانے کے لیے بازار میں جاتا ہے وہ اس حکم میں نہیں ہے۔

❁❁❁❁

۶۳۹۔ صحیح ترمذی کتاب الصلاة باب ماجاء فی صلاة الوسطی انها العصر (۱۸۲)، السنن الکبری للبهقی (۱/ ٤٦١، ٤٦٢)، نیز دیکھئے حدیث (۶۳۴) وغیرہ۔

٦٤٠۔ اسناده ضعیف جداً ابن ماجه کتاب التجارات باب الاسواق (۲۲۳٤)، عیسیٰ بن میمون راوی منکر الحدیث اور بالاتفاق ضعیف ہے۔

(۴) بَابُ الْاَذَانِ

اذان کا بیان

اذان کے معنی اعلان، اطلاع اور خبر دینے کے ہیں اور شرعی محاورہ میں نماز پڑھنے کے لیے مخصوص لفظوں سے مخصوص وقتوں میں خبر دینے کے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو نومولود بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ نماز کے لیے اذان سنت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ پانچوں وقت اور جمعہ کی اذان مسنون ہے۔

اذان کی مشروعیت

آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کچھ ایسی پر پیچ مشکلات میں گھری ہوئی گزری تھی کہ نماز کے علاوہ اور کوئی شے مسلمانوں پر فرض نہیں ہوسکتی تھی مدینہ آ کر جب کسی قدر امن وسکون میسر ہوا تو فرائض کی حد بندی اور احکامات میں اضافہ شروع ہوا چنانچہ زکوٰۃ اور روزے فرض ہوئے حدود مقرر کی گئیں اور حلال وحرام کی تشریح کی گئی اس وقت آنحضرت ﷺ نے نماز کے لیے جو جماعت قائم کی تھی اس کی صرف یہ صورت ہوتی تھی کہ لوگ نماز کے اوقات میں جمع ہو جاتے تھے اور نماز ہو جاتی تھی لیکن اس کی اطلاع کا مسلمانوں کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا اس کے لیے آنحضرت ﷺ نے یہ تجویز فرمائی کہ نماز کے وقت یہود کی طرح بوق بجایا جائے۔ پھر ناقوس کا خیال ہوا۔ اسی اثناء میں انصار کے ایک شخص حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا اور اس میں اذان کے کلمات دیکھے۔ بیدار ہو کر آنحضرت ﷺ سے بیان کیا ارشاد ہوا کہ تمہارا خواب سچا ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھانے کا حکم دیا وہ اذان دے ہی رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا خواب آ کر بیان کیا اور کہا کہ میں نے بھی یہی کلمات خواب میں سنے ہیں، آنحضرت ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دو مسلمانوں کے اتفاق پر خدا کا شکر ادا کیا۔ (ابن هشام ص ۲۸۳ ج ۱ و جامع ترمذی ص ۳۷)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

خواب میں اذان

۶۴۱۔ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرُوْا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ، فَذَكَرُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، فَأُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ، وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ: فَذَكَرْتُهٗ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ: اِلَّا الْاِقَامَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۱۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (نماز کے وقت معلوم کرنے کے سلسلے میں) لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا پھر وہ کہنے لگے کہ یہود و نصاریٰ بھی ایسا ہی کرتے ہیں (پھر بغیر فیصلے کے مجلس برخواست ہوگئی۔ رات کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان کے کلمات کو سن کر رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا بلال کو سکھا دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ کو دو دفعہ اذان اور ایک دفعہ اقامت دینے کا حکم دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

۶۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب بدء الاذان (۶۰۳)

توضیح:...... شفع کے معنی جوڑے کے ہیں اور وتر کے معنی طاق کے ہیں یعنی اذان کے کلمات میں لفظ اللہ اکبر دو دو دفعہ یعنی چار مرتبہ کہنے چاہئیں اور باقی کلمات دو دو دفعہ۔ اور اقامت اکہری کہی جائے لیکن لفظ قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ۔ اور ناقوس کہتے ہیں ایک بڑی لکڑی کو چھوٹی لکڑی سے ماریں تا کہ آواز پیدا ہو نصاریٰ لوگ نماز کے وقت لکڑی کو لکڑی پر مار کر نماز کی اطلاع کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت اکہری کہی جائے اذان دوہری اس کی توضیح وتشریح آگے آ رہی ہے۔

٦٤٢ - (٢) وَعَنْ اَبِی مَحْذُوْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلتَّاذِیْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ۔ فَقَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ، حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر دوبار اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مسلم)

٦٤٢ - (٢) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی اور مجھ سے فرمایا کہ تم کہو **اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر** اللہ بہت بڑا ہے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ. اشھد ان لا الہ الا اللہ.** ''میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں'' **اشھد ان محمدا رسول اللہ' اشھد ان محمد ا رسول اللہ** ''گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں'' پھر فرمایا دوبارہ کہو وہی جملے جو پہلے کہے تھے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ' اشھد ان لا الہ الا اللہ. اشھد ان محمدا رسول اللہ' اشھد ان محمدا رسول اللہ. حیی علی الصلوٰۃ. حیی علی الصلوٰۃ** . (آؤ نماز کی طرف) **حیی علی الفلاح** (آؤ تم فلاح کی طرف) **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ** (مسلم)

توضیح:...... حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے بعد اذان دیتے تھے اور مکہ مکرمہ میں مؤذن تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ترجیع کے ساتھ اذان دیتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے اور دوبار آہستہ کہا جائے پھر اس کے بعد دوبار زور زور سے کہا جائے ترجیع کے ساتھ اذان دینا سنت ہے اور بغیر ترجیع کے بھی۔ جس کا جی چاہے ترجیع کے ساتھ دے اور جس کا جی چاہے بغیر ترجیع کے دے۔ دونوں طرح مسنون ہے۔

---

٦٤٢ - صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب صفة الاذان (٣٧٩[٨٤٢])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

اذان اور اقامت کے مسائل

٦٤٣۔ (٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ:کَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارَمِیُّ

۶۴۳۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات تھے دو، دو اور اقامت کے ایک مگر قد قامت الصلوٰۃ کو دو بار کہا جاتا تھا۔ (ابوداوٗد، نسائی، دارمی)

٦٤٤۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً، وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارَمِیُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۶۴۴۔ (۴) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان کے انیس کلمے سکھائے اور اقامت کے سترہ (احمد، ترمذی، ابوداوٗد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

توضیح:...... اذان کے دراصل پندرہ کلمے ہیں ترجیع کے ساتھ شہادتین کو شامل کر کے انیس کلمے ہوتے ہیں اس حدیث سے بھی ترجیع کا ثبوت ملتا ہے۔

٦٤٥۔ (٥) وَعَنْهُ، قَالَ:قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! عَلِّمْنِی سُنَّةَ الْاَذَانِ، قَالَ:فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ۔ قَالَ: ((تَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ۔ ثُمَّ تَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَیَّ

۶۴۵۔ (۵) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے (راوی نے کہا کہ آپ نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر بلند آواز سے کہو پھر آپ نے فرمایا کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حیی علی الصلوٰۃ حیی علی الصلوٰۃ حیی علی الفلاح حیی علی الفلاح اگر صبح کی نماز ہو تو الصلوٰۃ خیر من النوم دوبار کہو ”یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔“ پھر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہو۔ (ابوداوٗد)

٦٤٣۔ اسناده حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فی الاقامة (٥١٠)، النسائی كتاب الاذان باب كيف الاقامة (٦٢٩، ٦٦٩)

٦٤٤۔ حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب كيف الاذان (٥٠٢)، ترمذی كتاب الصلاة باب الترجيح فی الاذان كتاب (١٩٢)، النسائی الاذان باب كم الاذان من كلمة (٦٣١)، ابن ماجه كتاب الاذان باب الترجيع فی الاذان (٧٠٩)

٦٤٥۔ حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب كيف الاذان (٥٠٠، ٥٠٤)، النسائی (٦٣١)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ، قُلْتَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

٦٤٦۔ (٦) وَعَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُثَوِّبَنَّ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ اِلَّا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ الرَّاوِيْ لَيْسَ هُوَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

۶۴۶۔ (۶) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نماز فجر کے علاوہ تثویب نہ کرو۔ (ترمذی، یہ حدیث اہل حدیث کے نزدیک قوی نہیں ہے)

توضیح:...... تثویب کے معنی اعلان بعد اعلان کے یعنی آگاہ کرنے کے بعد پھر آگاہ کرنا یہاں الصلوٰۃ خیر من النوم مراد ہے۔ یعنی فجر کی نماز میں صرف الصلوٰۃ خیر من النوم کہو...... اور کسی نماز کی اذان میں نہ کہو۔

٦٤٧۔ (٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِبِلَالٍ: ((اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ، وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْذُرْ، وَاجْعَلْ مَابَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ، وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ، وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ، وَهُوَ اِسْنَادٌ مَجْهُوْلٌ۔

۶۴۷۔ (۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو ٹھہر ٹھہر کر اذان دو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور تکبیر و اذان کے درمیان میں اتنا فاصلہ رکھو کہ کھانے والا کھانے سے اور پینے والا پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے اور اس وقت تک نماز کے لیے نہ کھڑے ہو جب تک تم مجھے آتا ہوا نہ دیکھ لو (ترمذی) اس حدیث میں عبدالمنعم راوی مجہول ہے۔

٦٤٨۔ (٨) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنْ اُذِّنْ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ)) فَاَذَّنْتُ۔ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُّقِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ، وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۶۴۸۔ (۸) زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم فجر کی اذان دو چنانچہ میں نے فجر کی اذان دی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صدائی بھائی نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

٦٤٦۔ اسناده ضعيف ترمذی كتاب الصلاة باب التثويب فی الفجر (١٩٨)، ابن ماجه كتاب الاذان باب السنة فی الاذان (٧١٥)، اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔ ابواسرائیل ضعیف راوی ہے اور سند بھی منقطع ہے۔

٦٤٧۔ ضعيف ترمذی كتاب الصلاة باب الترسيل فی الاذان (١٩٥، ١٩٦)، عبدالمنعم منکر الحدیث ہے۔

٦٤٨۔ اسناده ضعيف ابوداؤد كتاب الصلاة باب فی الرجل يؤذن ويقيم آخر (٥١٤)، ترمذی كتاب الصلاة باب من اذن فهو يقيم (١٩٩)، ابن ماجه كتاب الاذان باب السنة فی الاذان (٧١٧)، عبدالرحمٰن بن زیاد الافریقی ضعیف راوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

٦٤٩۔ (٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ:كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلَاةِ، وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ۔ فَقَالَ عُمَرُ: اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۴۹۔ (۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو جمع ہو کر نماز کے وقت کا اندازہ کرتے اور ایک وقت معین کر دیتے کوئی اعلان کرنے والا نہ تھا ایک دن لوگوں نے اس کے بارے میں مشورہ کیا۔ تو کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس لے لینا چاہیے اور کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح سینگ لے لینا چاہیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ کسی آدمی کو بھیج دو۔ جو لوگوں کو نماز کی خبر کر دے (بغیر کسی قطعی فیصلہ کے سب لوگ چلے گئے رات کے وقت بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اذان کو خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا سچا خواب ہے) آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کھڑے ہو کر اذان دو چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اذان دی۔ (مسلم)

٦٥٠۔ (١٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ رضی اللہ عنہ قَالَ:لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ، فَقُلْتُ: يَاعَبْدَاللّٰهِ! اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ؟ قُلْتُ: نَدْعُوْ بِهٖ اِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَخَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ: بَلٰى قَالَ: فَقَالَ: تَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اِلٰى آخِرِهٖ، وَكَذَا الْاِقَامَةُ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ، اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْت فَقَالَ: ((اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَارَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ، فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ))۔ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ، فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ،

۶۵۰۔ (۱۰) حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بجانے کا حکم دیا کہ نماز کے وقت لوگوں کو جمع کرنے کے لیے بجایا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ناقوس ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا تو اس ناقوس کو بیچے گا؟ تو اس نے کہا کہ تم یہ ناقوس کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے اس نے کہا کہ میں تم کو اس سے اچھی بات بتاؤں؟ میں نے کہا کہ ہاں بتاؤ۔ تو اس نے اذان اور اقامت کے پورے پورے کلمات بتا دیے صبح کے وقت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوا تو میں نے آپ کے سامنے یہ خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے تم کھڑے ہو کر بلال کو سکھا دو کیونکہ وہ تم سے بلند آواز والے ہیں چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ کو بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر چادر گھسیٹتے ہوئے جلدی جلدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے

٦٤٩۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب بدء الاذان (٦٠٤)، صحيح مسلم كتاب الصلاة باب بدء الاذان (٣٧٧ [٨٣٧])

٦٥٠۔ اسناد حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب كيف الاذان (٤٩٩)، الترمذی كتاب الصلاة باب ماجاء فی بدء الاذان (١٨٩)، ابن ماجه كتاب الاذان باب بدء الاذان (٧٠٦)

وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ، فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْاِقَامَةَ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لٰكِنَّهٗ لَمْ يُصَرِّحْ قِصَّةَ النَّاقُوْسِ۔

خواب میں یہی دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فللہ الحمد۔ (ابوداوٗد' دارمی' ابن ماجہ' ترمذی)

٦٥١۔ (١١) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، اَوْحَرَّكَهٗ بِرِجْلِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٦٥١۔ (١١) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا آپ ﷺ راستے میں جس شخص سے ملتے آپ اس کو نماز کے لیے بلاتے اور خبر کر دیتے یا (کوئی سوتا ہوتا) تو اپنے پاؤں مبارک سے اس کے پیر کو ہلا دیتے (تاکہ وہ جاگ جائے اور نماز میں شریک ہو جائے)۔ ابوداوٗد۔

٦٥٢۔ (١٢) وَعَنْ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بَلَغَهٗ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ يُؤَذِّنُهٗ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهٗ نَائِمًا. فَقَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِيْ نِدَاءِ الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا

٦٥٢۔ (١٢) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ صبح کی نماز کی خبر دینے کے لیے مؤذن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا ایک دن مؤذن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبح کو سوتا ہوا پایا تو جگانے کے لیے اس نے کہا۔ الصلوٰۃ خیر من النوم "یعنی نماز سونے سے بہتر ہے۔" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو صبح کی اذان میں شامل کرلو۔ (موطا مالک)

توضیح:...... صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رائج تھا آپ ﷺ کے بعد بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ رواج موقوف ہو گیا تھا۔ تو جب مؤذن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جگانے کے لیے الصلوٰۃ خیر من النوم کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کرو اور جگانے کے لیے الصلوٰۃ خیر من النوم مت کہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٦٥٣۔ (١٣) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ، وَقَالَ: ((اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

٦٥٣۔ (١٣) عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کہا کہ میرے والد سعد نے مجھ سے بیان فرمایا انہوں نے اپنے والد عمار سے عمار نے اپنے والد سعد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں داخل کرلیں اور فرمایا کہ اس سے تمہاری آواز بہت اونچی ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

تنبیہ:......سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا اذان کہتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے: سنن الترمذی (١٩٧)

٦٥١۔ اسناده ضعيف ابوداوٗد التطوع باب الاضطجاع بعدها (١٢٦٤)' ابوالفضل انصاری مجہول راوی ہے۔

٦٥٢۔ اسناده ضعيف موطا امام مالك كتاب الصلاة باب ماجاء فى النداء الصلاة (١/ ٧٢ح ١٥١)' یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ کے بلاغات میں سے ہے اور معضل و مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٦٥٣۔ اسناده ضعيف سنن ابن ماجه كتاب الاذان باب السنة فى الاذان (٧١٠)' عمار سعد اور عبدالرحمٰن تینوں راوی ضعیف ہیں۔

(۵) بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان اور اذان کا جواب دینے کی فضیلت

اذان اور اذان دینے والے کی قرآن و حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (حم السجدہ)

''اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ جو خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود بھی نیکی کرے اسلام قبول کرے اس سے زیادہ اچھی بات اور کس کی ہوگی۔ یہ آیت عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ سب سے اولیٰ طور پر اس کے مصداق ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے مصداق اذان دینے والے ہیں۔ جو نیک کار بھی ہوں۔ صحیح مسلم میں ہے ''قیامت کے دن مؤذن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے''۔ سنن میں ہے کہ ''امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے اللہ تعالیٰ اماموں کو راہِ راست دکھائے اور مؤذن کو بخشے''۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کا حصہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثلِ جہاد کرنے والوں کے حصے کے ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان اس کی وہ حالت ہے جیسے کوئی جہاد میں راہِ خدا میں اپنے خون میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو پھر مجھے حج و عمرے اور جہاد کی اتنی زیادہ پرواہ نہ رہتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو میری آرزو پوری ہو جاتی اور میں رات کے نفلی قیام کی اور دن کے نفلی روزوں کی اس قدر تگ و دو نہ کرتا۔ میں نے سنا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار مؤذنوں کی بخشش کی دعا مانگی۔ اس پر میں نے کہا حضور ﷺ آپ نے اپنی دعاء میں ہمیں یاد نہ فرمایا حالانکہ ہم اذان کہنے پر تلواریں تان لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن اے عمر رضی اللہ عنہ ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ مؤذنی غریب مسکین لوگوں تک رہ جائے گی۔ سنو عمر رضی اللہ عنہ جن لوگوں کا گوشت پوست جہنم پر حرام ہے ان میں مؤذن بھی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت میں بھی مؤذنوں کی تعریف ہے۔ اس کا حیی علی الصلوٰۃ کہنا خدا کی طرف بلانا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بھی مؤذنوں کے بارے میں اتری ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ عمل صالح کرتا ہے اس سے مراد اذان و تکبیر کے درمیان دو رکعت پڑھنا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ جس کا جی چاہے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ ''اذان و اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی'' صحیح بات یہ ہے کہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے مؤذن غیر مؤذن ہر اس شخص کو شامل ہے جو خدا کی طرف دعوت دے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس آیت کو پڑھ کر فرماتے ہیں یہی لوگ حبیب اللہ ہیں یہی سب سے زیادہ خدا کے پسندیدہ ہیں یہی سب سے زیادہ خدا کے محبوب ہیں کہ انہی نے خدا کی باتیں مان لیں پھر دوسروں سے منوانے لگے اور اپنے ماننے میں نیکیاں کرتے رہے یہی خدا کے خلیفہ ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٦٥٤- (١) عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۵۴۔ (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اذان دینے والے قیامت کے روز لمبی گردن والے ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح:...... لمبی گردن سے مراد یہ ہے مؤذن لوگ قیامت کے دن سردار ہوں گے۔ (۱) یا مقربان الٰہی ہوں گے (۳) یا بہت ثواب کے مصداق ہوں گے (۴) یا اونچے مرتبے والے ہوں گے۔

اذان کے وقت شیطان کا بھاگنا

٦٥٥- (٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ، اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ، فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ، حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ، حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ، اَقْبَلَ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ، يَقُوْلُ: اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ: كَمْ صَلّٰى؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۵۔ (۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اذان نہ سنائی دے اور جونہی اذان پوری ہوئی۔ واپس آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کے لیے اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ فلاں کام یاد کر، وہ وہ چیزیں اس کو یاد دلاتا ہے جو اس کو یاد نہیں رہتی ہیں یہاں تک کہ نمازی کو یہ خیال نہیں کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... آگے حدیث شریف میں آ رہا ہے کہ اذان کی شہادت قیامت کے دن ہر چیز دے گی۔ تو شیطان اذان سن کر اس لیے بھاگتا ہے تاکہ قیامت کے دن اسے نماز کی اذان کی شہادت نہ دینی پڑے۔ کیونکہ شیطان بھی کھاتا پیتا ہے اور اذان کے کلمات اس پر بہت گراں گزرتے ہیں جس کے بوجھ سے بھاگتے وقت اس کی ہوا خارج ہوتی ہے۔ جس طرح گھوڑے گدھے پر بوجھ لاد دیا جائے تو اس کو چلاتے وقت بوجھ کی گرانی کی وجہ سے ہوا خارج ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

٦٥٦- (٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلَا اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۵۶۔ (۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی انتہائی آواز جو جن و انسان اور کوئی دوسری چیز سنے تو قیامت کے دن اذان کی گواہی دیں گے۔ یعنی جس کے کان میں بھی اذان کی آواز کی بھنک پڑی ہے تو یقیناً وہ قیامت کے دن مؤذن کے لیے گواہی دیں گے۔ (بخاری)

اس حدیث سے مؤذنوں کی فضیلت ثابت ہوئی کہ قیامت کے دن ان کے بہت سے گواہ ہوں گے۔

٦٥٤۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب فضل الاذان (٣٨٧[٧٥٢])
٦٥٥۔صحيح بخاری كتاب الاذان باب فضل التاذين (٦٠٨)، مسلم الصلاة كتاب باب فضل الاذان (٣٨٩[٨٥٩])
٦٥٦۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب رفع الصوت بالنداء (٦٠٩)

اذان کا جواب اور دعائے وسیلہ

٦٥٧۔ (٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوْ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ؛ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ؛ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٥٧۔ (٤) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن کی اذان کو سنو تو اسی طرح سے تم بھی کہو۔ یعنی انہیں لفظوں کو تم بھی دہراؤ۔ پھر اذان کے بعد میرے اوپر درود بھیجو۔ جو شخص میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ میرے لیے اللہ سے حصول وسیلہ کی دعا کرو۔ کیونکہ یہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کے لیے ہے اور میں اس کا امیدوار ہوں۔ تو جو شخص میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کی درخواست کرے گا۔ تو اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ یعنی میری شفاعت اس کے لیے ضروری ہو جائے گی۔ یعنی ان شاء اللہ اس کے لیے ضرور سفارش کروں گا۔ (مسلم)

٦٥٨۔ (٥) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ؛ فَقَالَ اَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ثُمَّ قَالَ:اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؛ قَالَ:اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ثُمَّ قَالَ:اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؛ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ:حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ؛ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؛ قَالَ:لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ثُمَّ قَالَ:اَللّٰهُ اَكْبَرُ، قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؛ قَالَ:لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ، دَخَلَ الْجَنَّةَ))رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٥٨۔ (٥) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن **اللہ اکبر اللہ اکبر** کہے۔ تمہارا سننے والا بھی **اللہ اکبر اللہ اکبر** کہے۔ جب مؤذن **اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہے تو سننے والا **اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہے۔ جب مؤذن **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کہے تو سننے والا بھی **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کہے۔ جب مؤذن **حیی علی الصلوٰۃ** کہے تو سننے والا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کہے۔ جب مؤذن **حیی علی الفلاح** کہے تو سننے والا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کہے۔ پھر جب وہ اللہ اکبر کہے تو سننے والا اللہ اکبر کہے اور جب وہ لا الہ الا اللہ کہے تو سننے والا لا الہ الا اللہ کہے۔ جو سچے دل سے اس کو کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

٦٥٩۔ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا نِالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا

٦٥٩۔ (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن کر اس دعا کو پڑھتا رہے گا تو میری سفارش اس کے حق میں واجب ہو جائے گی۔ وہ دعا یہ ہے۔ **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمدان الوسیلۃ والفضیلۃ**

٦٥٧۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن (٣٨٤[٨٤٩])

٦٥٨۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن (٣٨٥[٨٥٠])

٦٥٩۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء (٦١٤)

مَّحْمُوْدًا نِالَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ؛ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته. "اے اللہ! اس پوری پکار (اذان) اور جاری ہونے والی نماز کے پروردگار! تو محمد (ﷺ) کو وسیلہ و بزرگی اور جس مقام محمود کا وعدہ فرمایا ہے وہ مرحمت فرما۔" (بخاری)

توضیح: ...... مقام محمود کا تذکرہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (سورہ بنی اسرائیل) "نماز کو قائم رکھو آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔ یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرو یہ زیادتی تمہارے لیے ہے عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔ یہ وسیلہ جنت میں بہت اونچا درجہ ہے جو صرف ہمارے نبی ﷺ کو ملے گا۔ اور مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقام محمود وہ مقام ہے جس میں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

اذان اہل ایمان کی علامت

٦٦٠ ـ (٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ، فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ، وَ اِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَى الْفِطْرَةِ))۔ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ)) فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٦٦٠ ـ (٧) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے جب تشریف لے جاتے اور مخالفین سے مدافعۃً اور مقابلہ کا وقت آتا آپ صبح تک انتظار کرتے اور اذان کان لگا کر سنتے اگر کسی بستی میں سے اذان کو سن لیتے تو آپ جنگ سے رک جاتے ورنہ آپ ان پر حملہ کرتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے مؤذن سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص دین فطرت اور اسلام پر ہے پھر اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو دوزخ سے نکل آیا (یعنی اے اذان دینے والے شہادتین کی شہادت سے تو دوزخ سے نکلنے کا مستحق ہو گیا اور جنت میں داخل ہونے کے لائق ہو گیا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ (مسلم)

توضیح: ...... رسول اللہ ﷺ جہاد کرنے کے لیے جب کسی شہر یا بستی میں تشریف لے جاتے تو اس کا خیال فرماتے کہ یہاں کوئی مسلمان آباد ہے یا نہیں۔ اگر معلوم ہوتا کہ اس بستی میں مسلمان ہیں تو جنگ سے آپ ﷺ رک جاتے۔ کیونکہ مخلوط آبادی میں اگر جنگ کرتے تو مسلمانوں کے قتل ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ وہاں جنگ نہیں کرتے تھے اور بستی میں کسی مسلمان کا ہونا یا نہ ہونا اذان سے معلوم کر لیتے تھے یعنی اگر بستی میں سے اذان کی آواز آتی تو آپ سمجھ لیتے کہ یہاں مسلمان ہیں۔ تو جنگ سے باز رہتے اور اگر اذان کی آواز نہیں سننے میں آتی تو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے حملہ کر دیتے۔ اسی لیے علمائے کرام نے فرمایا کہ اذان شعار اسلام میں سے ہے۔

---

٦٦٠ ـ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الامساك عن الاغارة (٣٨٢[٨٤٧])

گناہ معاف کرانے والا ذکر

٦٦١۔ (٨) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا، وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٦١۔ (٨) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مؤذن کی آواز **اشهد ان لا اله الا الله** سن کر اس دعا کو پڑھے گا اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ وہ دعا یہ ہے: **اشهد ان لااله الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضيت بالله ربا و بمحمد رسولا و بالاسلام دينا.** ”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے سے میں راضی ہوں۔ (مسلم)

اذان اور اقامت کے درمیان نفل کی ترغیب

٦٦٢۔ (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ))، ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَآءَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٦٦٢۔ (٩) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا کہ ہر دو اذانوں کے درمیان میں نماز ہے۔ تیسری دفعہ میں فرمایا کہ جس کا جی چاہے پڑھے۔ (مسلم، بخاری)

توضیح:...... دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے یعنی اذان ہونے کے بعد تکبیر کہنے سے پہلے نفلی نماز اور سنت پڑھنے کا وقت ہے۔ یعنی ہر اذان اور اقامت کے درمیان سنتیں پڑھ لیا کرو۔ خواہ کوئی سا وقت ہو فجر کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت سنت ہے۔ اور ظہر کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان چار رکعت یا دو رکعت ہے اور عصر کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو یا چار رکعت مستحب ہے اور مغرب کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت مستحب ہے اور عشاء کے وقت بھی اذان اور اقامت کے درمیان چار رکعت یا دو رکعت سنت ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صلوا قبل صلوة المغرب ركعتين صلوا قبل صلوة المغرب ركعتين قال فى الثالثة لمن شاء كراهية ان يتخذها الناس سنة.)) ”مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھ لیا کرو۔ تیسری دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا جی چاہے۔“ اسی لیے صحابہ کرام کثرت سے پڑھتے کہ آنے والا سمجھتا کہ فرض نماز پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((كان المؤذن اذا اذن قام الناس من اصحاب النبى ﷺ يبتدرون السوارى حتى يخرج النبى ﷺ و هم كذالك يصلون ركعتين قبل المغرب.)) (بخاری جلد اول) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب مؤذن اذان دے چکتا تو صحابہ مسجد کے ستونوں کے طرف لپک کر مغرب سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھتے یہاں تک کہ نبی ﷺ تشریف لاتے اور وہ سنتیں پڑھتے ہوتے۔“ موجودہ زمانے میں لوگوں نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ ضرورت ہے اس پر عمل کر کے سو شہیدوں کا ثواب حاصل کیا جائے۔

٦٦١۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب استحباب القول مثل قول المؤذن (٣٨٦[٨٥١])

٦٦٢۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء (٦٢٧)، مسلم صلاة المسافرين باب بين كل اذانين صلاة (٨٣٨[١٩٤٠])

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

امام اور موذن کے لیے دعائے نبوی ﷺ

٦٦٣-(١٠) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَالشَّافِعِیُّ، وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ؛ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ.

۶۶۳۔(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ذمہ دار ہے اور مؤذن امانت دار ہے۔ اے اللہ! تو اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، شافعی)

توضیح:...... ضامن سے مطلب یہ ہے کہ امام مقتدیوں کے قیام، رکوع وسجود اور تعداد رکعت اور دیگر افعال صلوٰۃ کا ذمہ دار ہے۔ اسے ذمہ داری کا احساس کر کے نہایت اطمینان سے نماز پڑھانا چاہیے۔ اسی لیے آپ نے ان کے علم وعمل اور اصلاح کی دعاء فرمائی ہے اور مؤذن امانت دار ہے کہ لوگوں کے نماز، روزہ افطار اس کی اذان کے اوپر موقوف ہے۔ اس لیے اسے اپنی امانت داری کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

٦٦٤- (١١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا؛ كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ:

۶۶۴۔(۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ثواب کی نیت سے سات سال تک اذان دی اس کے لیے جہنم سے برأت لکھی جاتی ہے۔ یعنی جہنم سے نجات اس کے لیے لکھی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد)

تنہا نماز سے قبل بھی اذان دینا بہتر ہے

٦٦٥- (١٢) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِیَّةٍ لِلْجَبَلِ یُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَیُصَلِّیْ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ هٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلَاةَ، یَخَافُ مِنِّیْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِیُّ.

۶۶۵۔ (۱۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بکری کے چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹیوں پر بکریاں چراتا ہے اور اذان دے کر نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو جو اذان دیتا اور نماز پڑھتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور جنت میں اس کو داخل کروں گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی تنہا نماز پڑھے تو اس کے لیے بھی یہی مستحب ہے کہ اذان اقامت کہہ کر نماز پڑھے۔

٦٦٣۔ صحیح ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب مایجب علی المودن من تعاهد (٥١٧، ٥١٨)، ترمذی کتاب الصلاۃ باب الامام ضامن والموذن مومن مؤتمن (٢٠٧)، مسند احمد (٢/ ٤٦١)

٦٦٤۔ اسناده ضعیف جدا سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب فضل کتاب الاذان (٢٠٦)، ابن ماجه الاول باب فضل الاذان وثواب الموذنین (٧٢٧)، جابر بن یزید الجعفی ضعیف جداً راوی ہے۔

٦٦٥۔ اسناده صحیح ابی داوٗد کتاب صلاۃ السفر باب الاذان فی السفر (١٢٠٣)، النسائی کتاب الاذان باب الاذان لمن یصلی وحده (٦٦٧)

امام اور موذن کے لیے خوش خبری

٦٦٦۔ (١٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ [تَعَالٰى] وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ، وَرَجُلٌ يُّنَادِيْ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

٦٦٦۔ (١٣) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص قیامت کے دن مشک کے ٹیلے پر ہوں گے (١) غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کیا (٢) جس نے قوم کی امامت کی اور سب مقتدی اس سے خوش رہے۔ (٣) جو روزانہ رات دن میں پانچ وقت کی اذان دیتا ہے۔ (ترمذی)

٦٦٧۔ (١٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰى صَوْتِهٖ، وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ۔ وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَةَ۔ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ: ((كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ))، وَقَالَ: ((وَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى))

٦٦٧۔ (١٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موذن کی بخشش کی جاتی ہے اس کی آواز کی انتہا تک۔ اور ہر تر اور ہر خشک اور نماز میں حاضر ہونے والے اس کے لیے شہادت دیں گے اور پچیس نمازوں کا ثواب اس کے حق میں لکھا جاتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان میں کیے ہوئے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

توضیح: ......اس کی آواز کی انتہا تک کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک موذن کی اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک اس کی بخششوں سے اور اس کے ثوابوں سے بھر دی جاتی ہے یا اتنی دور تک اگر اس کے گناہوں سے بھرا ہوا ہو تو سب معاف کر دیا جاتا ہے۔ ہر درخت، پتھر اور خشک، تر اور انسان و جن نماز پڑھنے والے قیامت کے دن اس کے گواہ بنیں گے۔ اور پچیس نمازوں کا ثواب اس کے حق میں لکھا جاتا ہے۔ اس حدیث سے موذن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

موذن بلا اجرت ہونا چاہیے

٦٦٨۔ (١٥) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اِجْعَلْنِيْ اِمَامَ قَوْمِيْ۔ قَالَ: ((اَنْتَ اِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِاَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَاْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

٦٦٨۔ (١٥) عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے میری قوم کا امام مقرر فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی قوم کے امام ہو یعنی میں نے تم کو ان کا امام بنا دیا۔ تم کمزوروں کا خیال رکھنا اور ایسا موذن لینا جو اذان دینے پر کوئی اجرت نہ طلب کرے۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

٦٦٦۔ اسناده ضعيف الترمذى كتاب البر و الصلة باب ماجاء فى فضل المملوك الصالح (١٩٨٦)، ابو الیقظان ضعیف اور سفیان ثوری مدلس راوی ہے۔

٦٦٧۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الصلاة باب رفع الصوت بالاذان (٥١٥)، النسائى كتاب الاذان باب فع الصوت بالاذان (٦٤٦)، ابن ماجه كتاب الاذان باب فضل الاذان وثواب الموذنين (٧٢٤)

٦٦٨۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب اخذ الاجر على التاذنين (٥٣١)، النسائى كتاب الاذان باب اتخاذ الموذن الذى لا ياخذ (٦٧٣)، ابن ماجه (٩٨٧)

توضیح:...... اذان دے کر اور امامت کر کے اجرت نہ لینا مستحب ہے۔ اور اگر کوئی مجبور آدمی لے لے تو جواز کا درجہ ہے۔

٦٦٩۔ (١٦) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ: ((اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِكَ، وَاِدْبَارُ نَھَارِكَ، وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ؛ فَاغْفِرْلِیْ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالْبَیْھَقِیُّ فِی ((الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ))۔

٦٦٩۔ (١٦) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا بتائی ہے کہ مغرب کی اذان کے وقت اس دعا کو پڑھوں۔ دعا یہ ہے: ((اللھم ھذا اقبال لیلك و ابار نھارك و اصوات دعاتك فاغفرلی۔)) ”اے خدا یہ تیری رات کے آنے کا وقت ہے اور دن کے جانے کا وقت ہے اور تیرے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں میرے گناہوں کو معاف کر دے۔“ (ابوداوٗد، بیہقی)

٦٧٠۔ (١٧) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَوْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِی الْاِقَامَةِ، فَلَمَّا اَنْ قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا)) وَقَالَ فِیْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ: کَنَحْوِ حَدِیْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

٦٧٠۔ (١٧) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ یا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنی شروع کی۔ تو جب قد قامت الصلوٰۃ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں اقامها اللہ و ادامها فرمایا۔ یعنی اے اللہ تو اس نماز کو ہمیشہ قائم رکھ۔“ اور باقی اقامت میں وہی فرمایا جس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آ چکا ہے۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

٦٧١۔ (١٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

٦٧١۔ (١٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ یعنی ضرور پوری ہوتی ہے۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

اذان کے وقت دعا

٦٧٢۔ (٩) وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ۔ اَوْقَلَّمَا تُرَدَّانِ۔ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یُلْحِمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا)) وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((وَتَحْتَ الْمَطَرِ))، رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِیُّ؛ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ: ((وَتَحْتَ الْمَطَرِ))

٦٧٢۔ (٩) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو وقت کی دعا رد نہیں ہوتی یا بہت کم رد کی جاتی ہے۔ ایک اذان کے وقت کی دعا دوسرے جہاد کے وقت کی دعا جب کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو۔ اور ایک روایت میں ہے بارش کے نیچے۔ (ابوداوٗد، دارمی) دارمی کی روایت میں ”تحت المطر“ کا لفظ نہیں ہے۔

٦٦٩۔ ضعیف ابو داوٗد کتاب الصلاۃ باب ما یقول عند اذان المغرب (٥٣٠)، الترمذی (٣٥٨٩) ابوکثیر راوی مجہول ہے۔

٦٧٠۔ اسنادہ ضعیف ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب ما یقول اذا سمع الاقامۃ (٥٢٨)، محمد بن ثابت العبدی ضعیف راوی ہے جبکہ رجل من اہل الشام مجہول ہے۔

٦٧١۔ صحیح ترمذی کتاب الصلاۃ باب الدعا لایرد بین الاذان والاقامۃ (٢١٢)، ابوداوٗد و الصلاۃ باب ماجاء فی الدعا بین الاذان والاقامۃ (٥٢١)، ابن خزیمہ کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الدعاء بین الاذان والاقامۃ (٤١٩)

٦٧٢۔ صحیح ابوداوٗد کتاب الجھاد باب الدعا عند اللقاء (٢٥٤٠)، علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تحت المطر غیر ثابت الفاظ ہیں۔

٦٧٣۔ (٢٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمَا يَقُوْلُوْنَ، فَاِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

٦٧٣۔ (٢٠) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اذان دینے والے ہم لوگوں سے آگے بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم بھی ویسے ہی کرو جیسے کہ وہ کرتے ہیں یعنی اذان کے الفاظ کے جوابات دیتے جاؤ۔ اور جب اذان سے فارغ ہو جاؤ تو خدا سے جو چاہو مانگو تم دیے جاؤ گے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

اذان کے وقت شیطان کا بھاگنا

٦٧٤۔ (٢١) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ)) قَالَ الرَّاوِيُ: وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ: عَلٰى سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ مِيْلًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٧٤۔ (٢١) حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نماز کی اذان شیطان سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ روحاء مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ مقامِ روحہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ (مسلم)

٦٧٥۔ (٢٢) وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: اِنِّيْ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ۔ حَتّٰى اِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ؛ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، فَلَمَّا قَالَ: حَتّٰى عَلَى الْفَلَاحِ؛ قَالَ لَا حَوْلَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

٦٧٥۔ (٢٢) حضرت علقمہ بن وقاص ؓ انہی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان دی۔ حضرت معاویہ ؓ نے بھی انہی لفظوں کو ادا کیا جن لفظوں کو مؤذن نے ادا کیا تھا۔ جب مؤذن نے **حیی علی الصلوٰۃ** کہا تو حضرت معاویہ ؓ نے اس کے جواب میں **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** کہا۔ اس کے بعد جو مؤذن نے کہا انہی لفظوں کو معاویہ ؓ نے کہا۔ پھر حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا کہ اسی طرح سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ (احمد)

اذان کا جواب جنت میں داخلہ

٦٧٦۔ (٢٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ بِلَالٌ يُنَادِيْ، فَلَمَّا

٦٧٦۔ (٢٣) حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ تھے کہ حضرت بلال ؓ کھڑے ہو کر اذان دینے

٦٧٣۔ حسن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول اذا سمع المؤذن (٥٢٤)

٦٧٤۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب فضل الاذان الاذان (٣٨٨[٨٥٤])

٦٧٥۔ صحیح مسند احمد ٤/ ٩١، ٩٢)، نسائی (٦٧٨) اس روایت میں العلحا العلظیم کی زیادت منکر ہے یعنی غیر ثابت ہے نیز دیکھئے حدیث ٦٥٨۔

٦٧٦۔ اسنادہ حسن نسائی کتاب الاذان باب ثواب ذلک (٦٧٥)

سَکَتَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا يَقِيْنًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

لگے جب وہ اذان دے کر خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان کے جواب میں یقین اور سچے دل سے اذان کی طرح سے کہے گا تو جنت میں داخل ہو گا۔ (نسائی)

٦٧٧۔ (٢٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ: ((وَاَنَا وَاَنَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٦٧٧۔ (٢٤) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن سے شہادتین سنتے تو اس کے جواب میں وَ اَنَا وَ اَنَا فرماتے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ......یعنی جب مؤذن اشهد ان لا اله الله اور اشهد ان محمد الرسول الله کہتا۔ تو آپ بھی و انا اشهد ان لا اله الا الله و انا اشهد ان محمد الرسول الله فرماتے۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔ وانا وانا بطور تخفیف کے ہے۔

بارہ برس تک موذن رہنے والے کے لیے جنت واجب ہونا

٦٧٨۔ (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهٗ بِتَاذِيْنِهٖ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

٦٧٨۔ (٢٥) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بارہ برس تک اذان دی تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور اس کے اذان کے بدلے میں ہر دن میں ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر تکبیر کے بدلے میں تیس تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

(کیونکہ اذان میں دہرے کلمات ہیں اور اقامت میں اکہرے اس وجہ سے اذان میں ساٹھ نیکی اور اقامت میں تیس نیکی) واللہ اعلم بالصواب

٦٧٩۔ (٢٦) وَعَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَآءِ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ: ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

٦٧٩۔ (٢٦) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم کو مغرب کی اذان کے وقت دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔

اس روایت میں ضعف درج ذیل ہے:

۱۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی ضعیف جدا ہے۔

۲۔ ابومعاویہ مدلس ہے اور احمد بن عبدالجبار بھی ضعیف ہے۔

(جیسے کہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے کہ مغرب کی اذان کے وقت میں اللهم هذا اقبال ليلك ......الخ)

❀❀❀❀

٦٧٧۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب ما يقول اذا سمع المؤذن (٥٢٦)

٦٧٨۔ حسن ابن ماجه كتاب الاذان والسنة فيها باب فضل الاذان (٧٢٨)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٦٧٩۔ اسناده ضعيف جدا الدعوات الكبير للبيهقي (٢/ ٩٨ ح ٣٣٥)

(٦) بَابُ تَأْخِيرُ الْاَذَانِ

اذان کو موخر کرنا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

٦٨٠ ـ (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ بِلَالًا يُنَادِىْ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِىَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى، لَا يُنَادِىْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ: اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٨٠ ـ (١) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں تو رمضان میں سحری کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ ام مکتوم نابینا آدمی ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آدمی تھے یہ اس وقت اذان دیتے تھے جب کہ ان سے کہا جاتا تھا کہ تم صبح میں داخل ہو گئے۔

توضیح:...... نبی ﷺ کے زمانے میں دو مؤذن تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے تھے۔ وہ سحری کی اذان ہوتی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم کھاؤ پیو اور دوسرا صبح ہونے کے بعد اذان دیتا تھا کہ جس کے بعد صبح کی نماز پڑھی جاتی تھی۔

٦٨١ ـ (٢) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ، وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ، وَلٰكِنَّ الْفَجْرَ الْمُسْتَطِيْرَ فِى الْاُفُقِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَلَفْظُهٗ لِلتِّرْمِذِىِّ

٦٨١ ـ (٢) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال کی اذان سحری کھانے سے تم کو نہ روکے اور نہ لمبی فجر (یعنی صبح کاذب) لیکن آسمان کے کنارے پھیلی ہوئی فجر ظاہر ہو جائے یعنی صبح صادق ہو جائے تو کھانا پینا چھوڑ دو۔ (ترمذی، مسلم)

سفر میں اذان اور اقامت

٦٨٢ ـ (٣) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِىْ، فَقَالَ: ((اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

٦٨٢ ـ (٣) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور کچھ دنوں تک آپ کے پاس ہم لوگ مقیم رہے جب ہم نے جانے کا ارادہ کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم دونوں سفر میں جاؤ تو تم میں سے ایک اذان دے اور اقامت کہے اور تم میں سے بڑا امامت کرائے۔ (بخاری شریف)

---

٦٨٠ ـ صحيح بخارى كتاب الاذان باب اذان الاعمى (٦١٧)، مسلم كتاب الصيام باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل (١٠٩٢[٢٥٣٦، ٢٥٣٨])

٦٨١ ـ صحيح مسلم كتاب الصيام باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل (١٠٩٤[٢٥٤٦])

٦٨٢ ـ صحيح بخارى كتاب الاذان باب من قال ليوذن فى السفر موذن واحد (٦٢٨)، مسلم كتاب المساجد باب من احق بالامامة (٦٧٤[١٥٣٨])

٦٨٣۔ (٤) وَعَنْه رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ؛ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيُؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٨٣۔ (۴) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی نماز پڑھو اور نماز کا وقت جب ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو امامت کرائے۔ (بخاری ومسلم)

جب حضور ﷺ سوئے رہ گئے اور نماز فجر قضا ہوگئی

٦٨٤۔ (٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، سَارَ لَيْلَةً، حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ۔ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ۔ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ، اِسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا بِلَالٌ، وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَيْ بِلَالُ!))۔ فَقَالَ بِلَالٌ: أَخَذَ بِنَفْسِيَ الَّذِيْ أَخَذَ بِنَفْسِكَ۔ قَالَ: ((اِقْتَادُوْا)) فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ۔ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا؛ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ﴾))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٨۴۔ (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو رات کو چلتے چلتے آخر رات کو نیند آنے لگی تو آرام لینے کے لیے آخر رات میں ایک جگہ اتر پڑے (اور آپ کے ساتھ کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اتر پڑے) آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہماری حفاظت کرنا یعنی جب صبح صادق ہو جائے تو نماز کے لیے ہم لوگوں کو جگا دینا (آپ ﷺ اور سب لوگ سو گئے) اور بلال رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں مصروف ہو گئے (تا کہ نیند نہ آئے) جتنی نماز ممکن تھی پڑھتے رہے جب صبح صادق کا وقت بالکل قریب آ گیا تو بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کا سہارا لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے دیکھتے رہے کہ جب صبح صادق ہو جائے گی تو آنحضرت ﷺ اور سب لوگوں کو جگا دوں گا۔ مگر بلال رضی اللہ عنہ کو نیند آ گئی اور وہ سواری سے سہارا لگائے سو گئے نہ رسول اللہ ﷺ کی نیند کھلی اور نہ بلال رضی اللہ عنہ کی اور نہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی (تھکان کی وجہ سے سب ہی سوئے رہے) یہاں تک کہ صبح صادق بھی ہو گئی اور سورج بھی نکل آیا اور دھوپ کی کرنیں سب پر پڑیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی نیند کھلی تو نماز قضا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ گھبرا گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال تم کو کیا ہو گیا تم نے ہم کو نماز کے لیے کیوں نہیں جگایا۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح آپ پر نیند غالب آ گئی اسی طرح مجھ پر نیند غالب آ گئی اور سو گیا اس لیے آپ کو نہ جگا سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی سواریوں کو یہاں سے کھینچ لے جاؤ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو اذان اور اقامت کا حکم دیا پھر آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد لوگوں سے فرمایا: جو نماز بھول جائے یا سو جائے تو جس وقت یاد آ جائے یا جاگ جائے اس وقت اس کو نماز پڑھ لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (مسلم)

٦٨٣۔ صحيح بخاری کتاب الاذان باب الاذان للمسافر (٦٣١)، مسلم (٦٧٤[١٥٣٥])مختصراً

٦٨٤۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب قضاء صلاة الفائتة (٦٨٠[١٥٦٠])

امام کو دیکھنے سے پہلے نماز کے لیے کھڑے ہونا

٦٨٥۔ (٦) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ قَدْ خَرَجْتُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٦٨٥۔ (٦) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے تکبیر اور اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ گھر سے مجھے نکلتا ہوا دیکھ لو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... آنحضرت ﷺ کا مکان مسجد سے ملا ہوا تھا بعض دفعہ اقامت کے وقت آپ مسجد میں تشریف فرما نہ ہوتے۔ اقامت ہوتے وقت لوگ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ کھڑے کھڑے انتظار کرنے میں نمازیوں کو تکلیف تھی آپ ﷺ نے منع فرمایا پہلے مت کھڑے ہو جب تم مجھے دیکھ لو کہ میں نماز پڑھانے کے لیے گھر سے باہر آ گیا ہوں اور مصلے پر پہنچ گیا ہوں تب کھڑے ہو۔

نماز کے لیے سکون اور وقار سے آنا

٦٨٦۔ (٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ، وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ۔ فَمَاۤ اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِیْ صَلَاةٍ))

٦٨٦۔ (٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تکبیر کہی جائے تو نماز پڑھنے کے لیے دوڑ کر مت آؤ بلکہ طمانیت کے ساتھ چل کر آؤ۔ جس قدر مل جائے پڑھ لو اور جتنی چھوٹ جائے اور فوت ہو جائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو پوری کر لو۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھنے کے ارادہ سے چلتا ہے تو گویا وہ نماز میں ہوتا ہے۔

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ

(نوٹ) یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نبی کریم ﷺ پر نیند کا غلبہ...... نماز فجر قضا ہوگئی

٦٨٧۔ (٨) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، وَوَكَّلَ بِلَالًا اَنْ يُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ، فَرَقَدَ بِلَالٌ وَّرَقَدُوْا حَتّٰى

٦٨٧۔ (٨) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں آخر رات میں آرام کرنے کے لیے اتر پڑے (تا کہ سب ساتھی تھوڑی دیر کے لیے آرام کریں اور آپ بھی

٦٨٥۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب متی یقوم الناس اذا راؤالدمام؟ (٦٣٧)، مسلم کتاب المساجد باب متی یقوم الناس للصلاۃ (٦٠٤[١٣٦٥])

٦٨٦۔ صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب المشی الی الجمعہ (٩٠٨)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب اتیان الصلاۃ بوقار (٦٠٢[١٣٥٩])

٦٨٧۔ صحیح موطا امام مالک کتاب وقت الصلاۃ باب النوم عن الصلاۃ (١/ ١٤، ١٥ح ٢٥)، اس روایت کی سند ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن کثیر شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔' دیکھئے صحیح مسلم (٦٨٠) وغیرہ

اسْتَيْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ، وَقَدْ فَزِعُوْا، فَامَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ، وَقَالَ۔ ((اِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهٖ شَيْطَانٌ))۔ فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ، ثُمَّ اَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنْزِلُوْا، وَاَنْ يَّتَوَضَّؤُا، وَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ لِلصَّلَاةِ۔ اَوْ يُقِيْمَ۔، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزَعِهِمْ، فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا، وَلَوْشَآءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا؛ فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا، فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا)) ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِلٰى اَبِيْ بَكْرِنِالصَّدِيْقِ، فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ اَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَضْجَعَهٗ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُهْدِئُهٗ كَمَا يُهْدَأُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ))۔ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا، فَاَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

آرام فرمائیں لیکن نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خدمت سپرد فرمائی کہ صبح کی نماز کے لیے ہم سب کو جگا دیں (سب مطمئن ہو کر سو گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ جاگتے رہے مگر تھکان کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد) بلال رضی اللہ عنہ سو گئے اور سب ہی لوگ سوئے رہے اور آفتاب نکل آنے کے بعد جاگے (فجر کی نماز قضا ہو گئی) اس لیے سب گھبرا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس میدان سے سوار ہو کر سب نکل جائیں کیونکہ اس میدان میں شیطانوں کا غلبہ ہے (جس سے سب کی نماز قضا ہو گئی) چنانچہ سب لوگ اس میدان سے نکل کر دوسرے میدان میں جا پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے سب کو اتر کر وضو کرنے کا حکم دیا سب لوگ اتر پڑے۔ نماز کے لیے وضو کرنے لگے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان اور اقامت کا حکم دیا اذان اقامت ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نماز کی قضا ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشان اور گھبرایا ہوا دیکھ کر تسلی کے طور پر فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا (یعنی سلا دیا) اگر وہ چاہتا تو ہماری روحوں کو دوسرے وقتوں میں واپس کرتا۔ جب تم میں سے کوئی سو جائے یا بھول کر غافل ہو جائے پھر غفلت اور نسیان اور سو جانے سے گھبرا جائے تو اس کی اس نماز کو اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح اس کو اس کے وقت میں پڑھتا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطان ان کے پاس آیا سو جانے کی رغبت دلائی چنانچہ وہ لیٹ گئے۔ شیطان بہت دیر تک ان کو تھپکتا رہا جس طرح بچوں کو تھپکا جاتا ہے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ غافل ہو کر سو گئے پھر (اس کے بعد...... اس واقعہ کی تحقیق کے لیے) آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلوایا وہ آئے آپ نے صورت حال دریافت کی۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے وہی صورت و کیفیت بیان کی جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ اے نبی ﷺ کہ آپ یقیناً خدا کے سچے رسول ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس روایت کو مرسل طریقے سے روایت کیا ہے۔

موذن کی ذمہ داری کی اہمیت

٦٨٨۔ (٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِيْ

٦٨٨۔ (٩) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤذنوں کی گردنوں میں مسلمانوں کی دو چیزیں لٹکی

٦٨٨۔ اسناده ضعيف جدا ابن ماجه كتاب الاذان باب السنة فى الاذان (٧١٢)، مروان بن سالم منکر الحدیث متروک ہے۔

اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: صِيَامُهُمْ وَصَلاتُهُمْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

ہوئی ہیں (یعنی مؤذن کے ذمہ میں یہ دونوں چیزیں ہیں اور ان دونوں کی ذمہ داری مؤذنوں پر ہے) (۱) مسلمانوں کا روزہ (۲) اور ان کی نمازیں۔ (اگر وہ صحیح وقت پر اذان دیں گے تو سب نماز بھی صحیح وقت پر پڑھیں گے اور روزہ بھی صحیح وقت پر افطار کریں گے اور اگر غیر وقت میں اذان دیں گے تو نماز و روزہ میں خرابی پیدا ہوگی جس کی ذمہ داری مؤذنوں پر ہے۔ وہ مجرم اور گنہگار ہوں گے۔ اس لیے مؤذنوں کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے صحیح وقت میں اذان دیا کریں۔) (ابن ماجہ)

❁❁❁❁

(۷) بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مسجدوں کا اور نماز کے مقامات کا تذکرہ

مسجد کے معنی سجدہ کرنے کی جگہ ہیں اور اس گھر کو بھی کہتے ہیں جو نماز پڑھنے اور خدا کی عبادت کے لیے بنایا گیا ہو۔ ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے لیکن سات جگہوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ اصطلاحی مسجدوں کی بڑی فضیلت ہے وہ سب جگہوں سے بہتر ہے۔ بخاری شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب جگہوں سے محبوب ترین جگہ مسجدیں ہیں اور سب جگہوں میں سے بری جگہ بازار ہے۔ جو اللہ کے واسطے مسجد تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (بخاری) سب سے پہلے دنیا میں جو مسجد بنائی گئی ہے وہ بیت اللہ شریف ہے جو مکہ میں ہے اور اس کے چالیس سال کے بعد بیت المقدس کی مسجد تیار کی گئی۔ جو نماز محلّہ کی مسجد میں جماعت سے پڑھی جاتی ہے وہ گھر کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ ثواب والی ہوتی ہے اور بیت اللہ میں ایک رکعت ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے اور بیت المقدس میں پچاس ہزار کے برابر ہے جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں جا کر نماز پڑھے تو ایک قدم رکھنے سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اٹھانے سے اس کے درجے بلند ہوتے ہیں جس کا دل ہر وقت خدا سے لگا رہے وہ عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا جو جتنا ہی زیادہ دور سے آئے گا اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت اللهم افتح لی ابواب رحمتك پڑھنا چاہیے۔ اور نکلتے وقت اللهم انی اسئلك من فضلك پڑھنا چاہیے۔ مسجد کا صاف ستھرا رکھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مسجد میں جانے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا ثواب کا باعث ہے۔ لہسن پیاز، بیڑی، سگریٹ، حقہ اور دیگر چیز کھا پی کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے۔ کیونکہ وہ خدا کی مسجد میں آتا ہے، خدا کے گھر میں آتا ہے اور خدا سے ملاقات اور ہم کلام ہوتا ہے اور اس کے منہ سے بدبو آتی ہے خدا اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ مسجدوں کے بہت سے آداب ہیں۔ جن کا بیان اسلامی تعلیم کے پہلے دوسرے اور تیسرے حصے میں آ چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نبی ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا

۶۸۹۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ، دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ، وَقَالَ: ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۸۹۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کے تمام گوشوں میں آپ نے دعا فرمائی اور بغیر نماز پڑھے باہر تشریف لے آئے اور پھر باہر آ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی نماز کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کعبہ قبلہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۸۹۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب قول الله شواتخذوا من مقام ابراهیم مصلی (۳۹۸)

۶۹۰۔ (۲) وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْهُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

۶۹۰۔ (۲) نیز مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۶۹۱۔ (۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ، وَبِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ، فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، وَمَكَثَ فِيْهَا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ: مَاذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَآءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلّٰى۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۱۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ عنہ اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے بلال رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ (تاکہ زیادہ ہجوم نہ ہو اور اندر ہی اندر کچھ دیر تک ٹھہرے رہے) راوی حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے تو میں نے بلال سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کے ایک ستون کو اپنی داہنی جانب کیا اور دو ستونوں کو بائیں جانب رکھا اور تین ستونوں کو پیچھے کیا بیت اللہ شریف اس وقت چھ ستونوں پر تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے درمیان نماز پڑھی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... پہلی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے بیت اللہ کے اندر نماز نہیں پڑھی ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اندر نماز پڑھی ہے تو ان دونوں میں تطبیق کی کئی صورتیں بیان کی جاتی ہے (۱) نفی اور اثبات میں جب تعارض ہوتا ہے تو بقاعدہ محدثین اثبات کو ترجیح ہوتی ہے۔ (۲) جب آپ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر کے دعا اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے تو اس کو دیکھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اسامہ رضی اللہ عنہ بھی کعبہ کے دوسرے گوشہ میں دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے گوشہ میں نماز پڑھی جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے اندھیرے اور دوسرے گوشتے اور دعا میں مصروف رہنے کی وجہ سے نہیں دیکھا جب ان سے دریافت کیا گیا ہے تو اپنے علم کے بنا پر نفی میں جواب دیا اور بلال رضی اللہ عنہ چونکہ قریب تھے۔ حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو اثبات میں جواب دیا۔ (۳) ممکن ہے اسامہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی ضرورت سے اندر سے باہر بھیج دیا ہو اور ان کی عدم موجودگی میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی جس کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو اپنے علم کی بنا پر نفی میں جواب دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

مسجد نبوی کی فضیلت

۶۹۲۔ (٤) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا

۶۹۲۔ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد (نبوی) میں ایک نماز بہتر ہے دوسری مسجدوں کی

۶۹۰۔ صحیح مسلم الحج باب استحباب دخول الکعبۃ للحاج وغیرہ (۱۳۳۰[۳۲۳۷])

۶۹۱۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ بین السواری فی غیر جماعۃ (۵۰۵)، مسلم کتاب الحج باب استحباب دخول الکعبۃ (۱۳۲۹[۳۲۳۰])

۶۹۲۔ صحیح بخاری کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ (۱۱۹۰)، مسلم کتاب الحج باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکہ المدینہ (۱۳۹۴[۳۳۷٤])

خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ہزار نمازوں سے سوائے مسجد الحرام کے۔ (بخاری و مسلم) (مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے)

تین مساجد کے علاوہ مساجد کی طرف اہتمام کی ممانعت

۶۹۳۔ (۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی، وَمَسْجِدِیْ هٰذَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۹۳۔ (۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کجاووں کو نہ باندھو مگر ان تین مسجدوں کی طرف (۱) مسجد حرام کی جانب (جو مکہ میں ہے) (۲) مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) (۳) میری یہ مسجد نبوی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... کجاوہ نہ باندھنے کا اشارہ ہے سفر کی طرف۔ یعنی حصول ثواب اور تبرک اور زیارت سمجھ کر ان مسجدوں کی طرف سفر کر کے جانا ثواب ہے۔ اور کسی قبر وغیرہ کی طرف ثواب سمجھ کر زیارت کو جانا درست نہیں ہے۔ حصولِ علم یا تجارت و سیاحت کے لیے جانا منع نہیں ہے۔

ریاض الجنہ

۶۹۴۔ (۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۶۹۴۔ (۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان عبادت کرنے سے جنت کا باغیچہ ملے گا یعنی اس جگہ عبادت کرنے والا جنت کے باغ میں داخل ہوگا۔ (۲) ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ اتنی جگہ منتقل ہو کر جنت میں جائے گی وہاں ہمیشہ باقی رہے گی بہر حال اس حصہ کی بڑی فضیلت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قبا تشریف لے جانا

۶۹۵۔ (۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَأْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَّاشِیًا وَّرَاكِبًا فَیُصَلِّیْ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۹۵۔ (۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں پیدل اور کبھی سواری پر سوار ہو کر تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... قبا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے وہیں پندرہ روز تک قیام فرمایا اور ایک مسجد تعمیر کرائی جس کا بیان قرآن مجید میں بھی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی

۶۹۳۔ صحیح بخاری فضل الصلاۃ فی مسجد مکه والمدینه باب مسجد بیت المقدس (۱۱۸۹)، مسلم کتاب الحج (۱۳۹۷[۳۳۸۴])

۶۹۴۔ صحیح بخاری کتاب فضل الصلاۃ مسجد مکه والمدینه باب فضل مابین القبر والمنبر (۱۱۹۶)، مسلم کتاب الحج باب ما بین القبر والمنبر روضة من ریاض الجنة (۱۳۹۱[۳۳۷۰])

۶۹۵۔ صحیح بخاری کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکه والمدینه باب من اتی مسجد قباء کل (۱۱۹۳، ۱۱۹۴)، مسلم کتاب الحج باب فضل مسجد قباء (۱۳۹۹[۳۳۹۰، ۳۳۹۶])

کے نام آیا ہے۔ آپ اس کے بانی و متولی تھے۔ ہفتہ بھر میں ایک دن وہاں تشریف لے جاتے اور نگرانی فرماتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے اور فرمایا کہ قبا میں نماز پڑھنے سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

سب سے اچھی اور سب سے بری جگہ

٦٩٦۔ (٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٦٩٦۔ (٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام جگہوں سے محبوب ترین جگہ مسجدیں ہیں اور تمام جگہوں سے بدترین جگہ بازار ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... مسجد ذکر اور عبادتِ الٰہی کے لیے بنائی جاتی ہے۔ اس لیے مسجد کو اور مسجد میں آنے جانے والا عابدوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور بازاروں میں جھوٹ مکر و فریب، خیانت اور بہت سی خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں، شیطان کا زیادہ غلبہ اور تسلط رہتا ہے اس لیے وہ جگہ خدا کو پسند نہیں۔

مسجد بنانے والے کے لیے انعام

٦٩٧۔ (٩) وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا، بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

٦٩٧۔ (٩) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بنائی اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں محل تیار کرے گا۔ (مسلم، بخاری)

مساجد آباد کرنے والے

٦٩٨۔ (١٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

٦٩٨۔ (١٠) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن کے اول حصہ (صبح) اور دن کے آخر حصہ (شام) کو مسجد میں آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں خصوصی طور پر مہمانی کا سامان تیار کرتا ہے۔ جب وہ صبح یا شام کے وقت جائے۔ (بخاری، مسلم)

مسجد خدا کا گھر ہے جو مسجد میں جاتا ہے وہ خدا کے گھر میں جاتا ہے، تو خدا اس کی ضیافت فرماتا ہے۔

دُور سے مسجد میں آنے کی فضیلت

٦٩٩۔ (١١) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا

٦٩٩۔ (١١) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے۔ جو مسجد سے بہت

٦٩٦۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح (٦٧١[١٥٢٨])

٦٩٧۔ صحیح البخاری الصلاۃ باب من ھی بنی مسجدا (٤٥٠)، مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد (٥٣٣[١١٨٩])

٦٩٨۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المساجد ومن راح (٦٦٢)، مسلم کتاب المساجد باب الصلوٰۃ المشی اس تُمْحَی بہ الخطایا (٦٦٩[١٥٢٤])

٦٩٩۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ (٦٥١)، مسلم کتاب المساجد باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد (٦٦٢[١٥١٣])

فِیْ الصَّلَاۃِ اَبْعَدُھُمْ فَاَبْعَدُھُمْ مَمْشًی، وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلَاۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

دور سے چل کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آتا ہے اور جو نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز پڑھ کر جاتا ہے اس کا ثواب اس نمازی سے زیادہ ہے جو تنہا نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۷۰۰۔ (۱۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَاَرَادَ بَنُوْ سَلَمَۃَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ لَھُمْ: ((بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ)) قَالُوْا: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ: ((یَا بَنِیْ سَلَمَۃَ! دِیَارَكُمْ، تُكْتَبُ آثَارُكُمْ، دِیَارَكُمْ، تُكْتَبُ آثَارُكُمْ))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۰۰۔ (۱۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مکانات خالی ہو گئے (چونکہ بنو سلمہ قبیلہ والے مسجد سے بہت دور رہتے تھے مسجد کے پاس مکان خالی دیکھ کر) مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب آ جانے کا ارادہ کرتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔ آپ نے فرمایا: جس محلّہ میں تم رہتے ہو اسی محلّہ میں رہو اور مسجد کے قریب آنے کا بالکل خیال نہ کرو کیونکہ مسجد کی طرف آنے میں تمہارے نقشِ قدم کے حساب سے ثواب لکھے جاتے ہیں یعنی جتنا دور سے چل کر آؤ گے اور قدم اٹھاؤ اور رکھو گے اتنا ہی تم کو ثواب ملے گا۔ (مسلم)

عرشِ الٰہی کا سایہ پانے والے

۷۰۱۔ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَاَفِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ، وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ، وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَۃٌ ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ، مَاتُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۷۰۱۔ (۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات قسم کے ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں سایہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔ (یعنی قیامت کے دن ان کو اپنی رحمت کے سایہ میں سایہ دے گا جب کہ اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔) ان میں سے ایک منصف بادشاہ (۲) وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کیا ہے۔ (۳) جس کا دل ہر وقت مسجد میں لٹکا۔ (یعنی لگا) رہتا ہے جب کہ نماز پڑھ کر باہر آ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں واپس چلا جائے۔ (یعنی جب تک نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہیں پہنچ جاتا ہے تب تک وہ بیقرار اور بے چین رہتا ہے۔) (۴) وہ دو آدمی جو آپس میں محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے واسطے، جمع ہوئے تو خدا کی محبت کے لیے الگ ہو گئے تو خدا کی محبت کی خاطر۔ (یعنی ان کا ملنا جلنا دوستی کرنا سب کچھ اللہ ہی کے واسطے تھا۔ ذاتی غرض نہیں تھی) (۵) وہ جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے رویا اور اس کی آنکھوں سے

۷۰۰۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد (٦٦٥[١٥١٩])

۷۰۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ (٦٦٠)، مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ (١٠٣١[٢٣٨٠])

خدا کے خوف سے آنسو بہہ پڑے۔ (۶) جس کو ایک شریف النسب حسین اور خوبصورت عورت نے برے کام کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں خدا سے ڈرتا ہوں (اس برے کام کو نہیں کرتا) (۷) جس نے اس طرح پوشیدہ صدقہ و خیرات کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہیں چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری و مسلم)

فرشتوں کا دعا کرنا

۷۰۲۔ (۱۴) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ ضِعْفًا؛ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ؛ فَاِذَا صَلّٰی، لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ وَلَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ۔ قَالَ: ((اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ))۔ وَزَادَ فِیْ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ۔ مَالَمْ یُؤْذِ فِیْهِ، مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۰۲۔ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ پچیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اس نماز سے جو تنہا گھر میں یا بازار (دوکان) میں پڑھے اور یہ اس لیے کہ اس نے جب وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر وہ مسجد کی طرف نکلا صرف نماز ہی نے اسے گھر سے نکالا (یعنی نماز ہی کی نیت سے گھر سے نکلا) اور دنیاوی کسی غرض سے نہیں چلا' تو جو قدم مسجد کی طرف اٹھاتا ہے تو اس قدم سے اس کے درجے بلند کیے جاتے ہیں اور اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو جب تک نماز میں مشغول رہتا ہے اس کے لیے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللھم صل علیہ اللھم ارحمہ ''اے اللہ تو اس نمازی پر رحم فرما اور اس کے گناہوں کو معاف فرما دے'' اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ گویا نماز ہی میں رہتا ہے۔ (یعنی وہ نمازیوں میں شمار ہوتا ہے۔) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب کوئی مسجد میں جاتا ہے نماز اس کو روکے رہتی ہے۔ (یعنی جماعت نہیں ہوتی ہے جماعت کے انتظار میں ٹھہرنا پڑتا ہے تو وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے) اور فرشتوں کی دعا میں یہ الفاظ ہیں کہ اللھم اغفرلہ اللھم تب علیہ ''اے اللہ تو اسے بخش دے اور اس کی توبہ قبول فرما: اور تو اپنی خاص توجہ اس پر مبذول فرما۔ (یہ ثواب اور درجہ اس کو اس وقت ملے گا جب کہ مسجد میں کسی کو ایذا و تکلیف نہ دے یعنی نہ زبان سے نہ ہاتھ وغیرہ سے کسی کو ستائے۔ اور جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ (بخاری و مسلم)

مسجد میں آنے جانے کی دعائیں

۷۰۳۔ (۱۵) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ

۷۰۳۔ (۱۵) حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو داخل ہوتے وقت اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ **اللھم افتح ابواب رحمتك**. ''خدایا تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول

۷۰۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ (۶۴۷)' مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاۃ الجماعۃ وانتظارھا (۶۴۹[۱۵۰۶])

۷۰۳۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین باب ما یقول اذا دخل المسجد (۷۱۳[۱۶۵۲])

فَضْلِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دے۔'' اور جب مسجد سے باہر نکلے تو نکلتے وقت اس دعا کو پڑھ کر نکلنا چاہیے اللهم انی اسئلك من فضلك ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔'' (مسلم)

تحیۃ المسجد کا حکم

۷۰۴۔ (۱۶) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۰۴۔ (۱۶) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے (تحیۃ المسجد کی) دو رکعت نماز پڑھ لے۔ (بخاری و مسلم)

۷۰۵۔ (۱۷) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی، فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ، فَصَلّٰی فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۵۔ (۱۷) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ جب کبھی سفر سے تشریف لاتے تو دن کو چاشت کے وقت عموماً تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھ کر تھوڑی دیر مسجد میں تشریف فرما رہتے۔ (بخاری و مسلم) (تاکہ سب لوگوں سے ملاقات ہو جائے اور سب کی خیر و عافیت معلوم ہو جائے)۔ (مسلم و بخاری)۔

مسجد کے آداب

۷۰۶۔ (۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ؛ فَلْيَقُلْ:لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۰۶۔ (۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ سنے کہ مسجد میں کوئی گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہے کہ خدا اس چیز کو تجھے نہ واپس کرے کیونکہ مسجد اس لیے نہیں بنائی گئی۔ (مسلم)

یعنی بازار یا جنگل میں کوئی چیز گم ہو جائے تو مسجد میں اعلان نہیں کرنا چاہیے بلکہ مسجد کے باہر اعلان کرے اور اگر کوئی باہر کی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کرے تو بددعا دینا چاہیے کہ خدا کرے وہ چیز تجھے نہ ملے۔ مسجد گم شدہ کے تلاش کرنے اور اعلان کرنے کے لیے نہیں بنائی گئی ہے۔ اسی لیے مسجد میں بیچنا خریدنا منع ہے۔

۷۰۷۔ (۱۹) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ؛

۷۰۷۔ (۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھا لیا ہے تو ہماری

۷۰۴۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین باب استحباب تحیه المسجد کعتین (۷۱٤[۱٦٥٤]) بخاری کتاب الصلوة باب اذا دخل المسجد فلیر کع رکعتین (٤٤٤)

۷۰۵۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الصلاة اذا قدم من سفر (۳۰۸۸)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب استحباب الرکعتین فی المسجد (۷۱٦[۱٦٥۹])

۷۰٦۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد (٥٦۸[۱۲٦۰])

۷۰۷۔ صحیخ بخاری کتاب الاذان باب ماجاء فی الثوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والبصل والکراث (۸٤٤، ۸٥۳، ۸٥٥)، مسلم کتاب المساجد باب نهی من اکل ثوما اوبصلا اوکراثا (٥٦٤[۱۲٥۲])

فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ یعنی لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بدبو پیدا ہوتی ہے) فرشتے ایذا اور تکلیف پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان اذیت اور تکلیف پاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) یعنی جس طرح بدبودار چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح سے بدبودار چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور پیاز و لہسن کھانے سے بدبو آتی ہے لہٰذا ایسی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے اسی طرح سے حقہ، سگریٹ، بیڑی اور دیگر بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی لیے بعض علماء نے کہا کہ مٹی کا تیل مسجد میں نہیں جلانا چاہیے کیونکہ اس میں بدبو ہوتی ہے۔

۷۰۸۔ (۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۰۸۔ (۲۰) حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن کر دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یعنی مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے لیکن اگر خاص مجبوری کی وجہ سے تھوک دے تو اگر کچی مٹی ہے تو مٹی کھود کر اس تھوک کو دفن کر دے تاکہ تھوک زمین میں دب جائے کسی کو برا نہ معلوم ہو اور اگر پکی زمین ہو تو وہاں سے زائل اور صاف کر دینا چاہیے اور سب سے بہتر یہی ہے کہ مجبوری کی حالت میں اپنے کپڑے میں تھوک لے بعد میں اس کو دھو کر صاف کر لے۔

۷۰۹۔ (۲۱) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ، وَوَجَدْتُ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۰۹۔ (۲۱) حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے اچھے اور برے کام میرے سامنے پیش کیے گئے (یعنی ان دونوں کو دیکھا) تو نیک کاموں میں سے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دینا پایا اور برے کاموں میں سے مسجد میں تھوکنا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو۔ (مسلم)

دوران نماز تھوکنا

۷۱۰۔ (۲۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهُ، فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ، فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكًا وَّلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا))

۷۱۰۔ (۲۲) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو (اگر تھوکنے کی ضرورت پڑ جائے) تو اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ جب تک اپنی نماز کی جگہ نماز پڑھتا ہے تب تک وہ اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرتا ہے (اگر آگے تھوکے گا تو گویا خدا کے سامنے تھوکے گا ایسی صورت میں بڑی بے ادبی ہوگی)

۷۰۸۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب كفارة البزاق فى المسجد (٤١٥)، مسلم كتاب المساجد باب النهى من البصاق فى المسجد ٥٥٢(١٢٣١)

۷۰۹۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب النهى عن البصاق فى المسجد (٥٥٣[١٢٣٣])

۷۱۰۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب دفن النخامة فى المسجد (٤١٦)، مسلم المساجد باب النهى عن البصاق فى المسجد (٥٥١[١٢٣٠])

٧١١۔ (٢٣) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ: ((تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰی))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۱۱۔ (۲۳) ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یا تو بائیں جانب تھوکے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک کر نماز کے بعد دفن کر دے۔ (مسلم و بخاری)

قبروں کے پاس نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا ایک خطرناک گناہ

٧١٢۔ (٢٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ يَقُمْ مِّنْهُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی: اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۱۲۔ (۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے وقت فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (یعنی سجدہ کی جگہ) بنا لیا۔ (بخاری و مسلم)

٧١٣۔ (٢٥) وَعَنْ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ۔ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، اِنِّیْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۱۳۔ (۲۵) حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں، رسولوں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، ہوشیار اور خبردار ہو تم اپنے نبیوں کی قبروں کو نہ مسجد بنانا اور نہ ان کو سجدہ کی جگہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

توضیح:...... یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں پر مسجدیں بنالی تھیں وہاں نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے اور قبروں کا سجدہ کرتے یا قبروں کی طرف سجدہ کرتے تھے حالانکہ یہ سب حرام ہے کیونکہ بت اور قبر پرستی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوا کہ کہیں میرے مرنے کے بعد میری امت بھی نہ ایسا کرنے لگے اس لیے یہ فرمایا۔

٧١٤۔ (٢٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِجْعَلُوْا فِیْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۱۴۔ (۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں (نفلی) نمازیں پڑھتے رہنا (فرض نمازوں کو مسجد میں ادا کرنا اور سنتوں، نفلوں کو گھر میں پڑھنا تاکہ برکت ہو) اور گھروں کو قبرستان نہ بنانا (بخاری و مسلم)

توضیح:...... علمائے کرام نے اس حدیث کے متعدد مطلب بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ گھروں میں قبریں نہ بنائیں بلکہ گھروں سے باہر قبرستان میں قبریں بنائیں۔ دوسرے قبروں کو گھروں کی طرح نہ بنائیں کہ جس طرح ضرورت اور حاجت روائی کے لیے کسی کے گھر جایا جاتا ہے اسی طرح سے قبر کے پاس اپنی ضرورت اور حاجت روائی کے لیے جائے۔ اس سے منع فرمایا ہے قبروں

٧١١۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب حك المخاط بالحصی من المسجد (٤٠٨، ٤٠٩)، کتاب مسلم المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد (٥٤٨[١٢٢٥])

٧١٢۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته (٤٣٥، ٤٣٦)، مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المساجد علی القبور (٥٣١[١١٨٧])

٧١٣۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المساجد علی القبور (٥٣٢[١١٨٨])

٧١٤۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب کراهیة للصلاۃ فی المقابر (٤٣٢)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاب النافلة (٧٧٧[١٨٢٠])

یعنی قبر والوں سے حاجت اور مشکل کشائی مت کرو کیونکہ یہ نہ سنتے ہیں اور نہ حاجت روائی کر سکتے ہیں بلکہ وہ ہر طرح سے محتاج ہیں تیسرے یہ کہ جس طرح سے قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح سے گھروں میں نماز نہ پڑھو ایسا نہ کرو بلکہ گھروں میں نفلی نمازیں پڑھا کرو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٧١٥۔ (٢٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٧١٥۔ (٢٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ (ترمذی)

توضیح:...... یہ حکم ہر ملک کے واسطے نہیں ہے بلکہ مدینہ منورہ والوں کے لیے اور جو لوگ اس سمت میں ہیں چونکہ ان لوگوں کا قبلہ جنوبی جانب ہے تو ان کا قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اگر غیر مسلم اسلام قبول کر لیں تو ان کی عبادت گاہ کا حکم

٧١٦۔ (٢٨) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا وَفْدًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَایَعْنَاهُ، وَصَلَّیْنَا مَعَهُ، وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِیْعَةً لَّنَا، فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طُهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ، فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَبَّهٗ لَنَا فِیْ اِدَاوَةٍ، وَاَمَرَنَا، فَقَالَ: ((اُخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَیْتُمْ اَرْضَكُمْ، فَاكْسِرُوْا بِیْعَتَكُمْ، وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَآءِ، وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا)) قُلْنَا: اِنَّ الْبَلَدَ بَعِیْدٌ، وَالْحَرُّ شَدِیْدٌ، وَالْمَآءُ یُنْشَفُ۔ فَقَالَ: ((مُدُّوْهُ مِنَ الْمَآءِ، فَاِنَّهٗ لَا یَزِیْدُهٗ اِلَّا طِیْبًا))۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ۔

٧١٦۔ (٢٨) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کی حیثیت سے حاضر ہوئے آپ کے دست مبارک پر ہم لوگ بیعت ہوئے۔ (یعنی اسلام کی اور نماز و روزہ کی پابندی پر جدید طریقہ سے عہد و اقرار کیا۔) آپ کے ساتھ ہم لوگوں نے نماز بھی پڑھی اور ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہمارے یہاں گرجا گھر ہے (عیسائیت کے زمانے میں ہم لوگ اسی جگہ عبادت کرتے تھے چونکہ ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اب اس گرجا گھر کو کیا کریں یعنی توڑ دیں یا باقی رکھیں ہمارا خیال ہے کہ اس جگہ کو توڑ کر نماز کی جگہ بنائیں اور پانی چھڑک کر پاک و صاف کر لیں۔ تو چلتے وقت) ہم نے آپ سے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی مانگا تو آپ ﷺ نے وضو کرنے کے لیے پانی منگوایا آپ ﷺ نے وضو کیا اور کلی کی (یعنی وضو کے بچے ہوئے پانی کو منہ میں لے کر کلی کی) اور اس کلی کے پانی کو ہمارے چھاگل میں ڈال دیا اور ہمیں حکم دیا کہ اس پانی کو لے جاؤ اور جب تم اپنے ملک میں پہنچو تو اپنے گرجا گھر کو توڑ ڈالو اور اس جگہ اس پانی کو چھڑک دو اور اس جگہ مسجد بنا لو۔ ہم نے عرض کیا ہمارا شہر یہاں سے دور ہے اور گرمی سخت ہے یہ تو تھوڑا سا پانی لے جاتے خشک ہو جائے گا یعنی چمڑے کے چھاگل میں پانی خشک ہو جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں اور پانی ڈال کر بڑھا لو کیونکہ پانی ڈالنے سے زیادہ پانی بڑھ جائے گا اور برکت بھی ہو گی۔ اس حدیث کو نسائی نے بیان کیا ہے۔

توضیح:...... اگر کسی جگہ کے سارے کے سارے عیسائی یا غیر مسلم مسلمان ہو جائیں اور ان کا گرجا گھر عبادت خانہ اور بت

٧١٥۔ حسن ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء ان ما بین المشرق والمغرب (٣٤٤)، حاکم (١/ ٢٠٥)

٧١٦۔ اسنادہ حسن نسائی کتاب المساجد، باب اتخاذ البیع مساجد (٧٠٢)

خانہ مسلمان ہونے کی وجہ سے بیکار ہو جائے اور اس کے توڑ پھوڑ کرنے سے کوئی فساد اور جھگڑا نہ ہو تو اس بت خانہ کو توڑ کر مسجد بنا لی جائے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور تبرک کے طور پر متبرک پانی آب زمزم کا لے جانا درست ہے اور اگر اس پانی کے خشک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اور پانی ملایا جا سکتا ہے۔

مساجد کی آرائش میں تکلف

٧١٧۔ (٢٩) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: ((اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فِي الدَّوْرِ، وَاَنْ يَّنْظِفَ وَيُطَيَّبَ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۱۷۔(۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو محلوں میں مسجد بنانے اور اس کو پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔(ابن ماجہ' ترمذی' ابوداوٗد)

٧١٨۔ (٣٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَآ اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۷۱۸۔(۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسجدوں کو بلند کرنے اور مزین و آراستہ و پیراستہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آئندہ تم مسجدوں کو اس طرح مزین اور خوشنما بناؤ گے جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے گرجا گھروں کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔(ابوداوٗد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا مسجدوں کو منقش اور حد شرع سے تجاوز کر کے اور اسراف وفضول خرچی کر کے خوب سجانا اور مزین کرنا جس سے نماز میں خلل پیدا ہونا جائز ہے۔ سادہ اور صاف ستھرا رکھنا مستحب ہے۔

٧١٩۔ (٣١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۱۹۔(۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں فخر کریں گے۔(ابوداوٗد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ)

توضیح:...... یعنی فخر اور ریا نمود کے طور پر اونچی اونچی خوب صورت مزیّن' منقش کر کے آئندہ مسجدوں کو بنائیں گے تاکہ لوگ ان مسجدوں کے بنانے والوں کی تعریف کریں۔ جس پر بنانے والے فخر کریں گے۔ ایسا کرنا قیامت کی نشانی ہے یعنی جب لوگ ایسا کریں گے تو قیامت ہوگی۔

٧٢٠۔ (٣٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةِ

۷۲۰۔(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے نیک کاموں کا ثواب میرے سامنے ظاہر کر کے

٧١٧۔ اسناده صحيح ابوداوٗد كتاب الصلاة باب اتخاذ المساجد فى الدور (٤٥٥)، الترمذى كتاب الجمعه باب ما ذكر فى تطبيب المساجد (٥٩٤)، ابن ماجه كتاب المساجد باب تطهير المساجد و تطييبها (٧٥٨)

٧١٨۔ صحيح ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فى بناء المسجد (٤٤٨)

٧١٩۔ صحيح ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فى بناء المسجد (٤٤٩)، النسائى كتاب المساجد باب المباهاة فى المسجد (٦٩٠)، ابن ماجه كتاب المساجد باب تشييد المساجد (٧٣٩)

٧٢٠۔ اسناده ضعيف ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فى كنس المسجد(٤٦١)، الترمذى فضائل القرآن (١٧) (٢٩١٦)، ابن جریج مدلس ہے دوسرا یہ کہ ابن جریج نے المطلب سے کچھ نہیں سنا اور نہ المطلب ہی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

يَخْرُجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ. وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ.

پیش کیا گیا یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا جس کو کوئی جھاڑو دے کر باہر نکالے اور مسجد کو صاف ستھرا رکھے (یعنی مسجد کے جھاڑو دینے اور صفائی کرنے کا ثواب بھی دیکھا گیا۔) اور میری امت کے برے عملوں کا گناہ بھی میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ دیکھا کہ قرآن مجید پڑھ کر بھلا دیا ہے (یعنی پورا قرآن مجید یا کوئی آیت وسورت یاد کرے غفلت اور بے توجہی اور بے عملی سے اور ناقدری وناشکری سے بھلا دیا) (ترمذی)

اندھیرے میں مساجد کی طرف جانے والوں کے لیے خوش خبری

۷۲۱۔ (۳۳) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ.

۷۲۱۔ (۳۳) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو خوشخبری پہنچا دو۔ جو اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں کہ قیامت کے روز اس کے سبب سے پوری پوری روشنی ملے گی (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد)

توضیح:...... ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے قیامت کے روز روشنی حاصل ہو گی۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿نور هم يسعى بين ايديهم وبايمانهم يقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انك على كل شئى قدير﴾ (سورئہ تحریم) ''ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا نور کامل کر دے اور ہمیں بخش دے تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

۷۲۲۔ (۳۴) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسٍ.

۷۲۲۔ (۳۴) نیز ابن ماجہ نے اس حدیث کو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے۔

مساجد کو آباد کرنے والے

۷۲۳۔ (۳۵) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ، فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ)

۷۲۳۔ (۳۵) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو کسی مسجد کی خبر گیری کرتے ہو کسی کو دیکھو تو اس کے ایمان دار ہونے کی تم گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **انما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الاخر** ''مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۷۲۱۔ صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب ماجاء فى المشى الى الصلاة فى الظلام (۵۶۱)، الترمذى كتاب الصلاة باب فضل العشاء والفجر فى الجماعة (۲۲۳)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۷۲۲۔ حسن ابن ماجه كتاب المساجد باب المشى الى الصلاة (۷۸۰)

۷۲۳۔ اسناده ضعيف ترمذى كتاب الايمان باب ماجاء فى حرمة الصلاة (۲۶۱۷)، ابن ماجه كتاب المساجد باب لزوم المساجد وانتظار الصلاة (۸۰۲)، دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

٧٢٤۔ (٣٦) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِئْذَنْ لَّنَا فِيْ الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى، اِنَّ خَصَاءَ اُمَّتِيَ الصِّيَامُ))۔ فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ۔ فَقَالَ: ((اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔ فَقَالَ: اِئْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ۔ فَقَالَ: ((اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِيَ الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ))۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۷۲۴۔ (۳۶) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ہم میں سے یعنی ہمارے طریقہ پر وہ نہیں ہے جو کسی کو خصی کرے یا وہ خود بھی خصی ہو جائے۔ میری امت کے لیے خصی ہونا روزہ رکھنا ہے۔ پھر عثمان نے عرض کیا کہ سیر و سیاحت کی اجازت ہمیں عنایت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا رہبانیت کی رخصت دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجدوں میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا میری امت کے حق میں رہبانیت ہے۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

توضیح:...... خصی کے معنی فوطے کو نکال کر یا کچل کر نامرد بنا دینا ہے مرد کو نامرد ہونا ناجائز ہے۔ بلکہ حرام ہے جیسا کہ اسی حدیث میں فرمایا: ((ليس منا من خصى ولا اختصى)) خصی ہونے یا خصی کرنے والا ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے: ((فاختص على ذالك اوذره)) بات تو یہ ہے کہ ہر ایک کام اللہ کی تقدیر سے ہوتا ہے اب اس پر تجھ کو اختیار ہے خصی بن جا یا رہنے دے۔ ایک روایت میں فاختصر ہے یعنی سکوت اور تسلیم اختیار لو اذن له لاختصنا اگر آپ اس کی اجازت دیتے تو ہم خصی بن جاتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خصیے نکلوا ڈالتے کیونکہ یہ حرام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوا کھا کر اپنی شہوت اڑا دیتے یا عورت سے بالکل الگ رہتے۔

حیوانوں کا خصی کرنا بھی حرام ہے تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ہے: ((قال البغوى و كذا يحرم خصاء حيوان لا يؤكل و اما الماكول فيجوز خصاؤه فى صغره و يحرم فى كبره انتهى قلت يدل على عدم جواز خصاء البهائم مطلقا صغيرة كانت اوكبيرة ما كولة كانت اوغيرماكولة ما اخرجه البزار قال الشوكانى فى النيل باسناد صحيح من حديث ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن صبرالروح و عن اخصاء البهائم نهيا شديدا و اخرجه ايضا البيهقى فى سننه الكبرى و يؤيد هذا الحديث ما رواه احمد والطحاوى باسناد ضعيف عن ابن عمر قال نهى صلى الله عليه وسلم عن اخصاء الخيل و البهائم ثم ابن عمر فيها نماء الخلق قال الشوكانى و قد استدل فى النيل تحت هذا الحديث فيه دليل على تحريم خصى الحيوانات و قول ابن عمر فيها نماء الخلق اى زيادته اشارة الى ان الخصى تنموبه الحيوانات ولكن ليس كل ماكان جالبا لنفع يكون حلالا بل لابد من عدم المانع و ايلام الحيوان ههنا مانع لانه ايلام لم ياذن به الشارع بل نهى عنه انتهى كلام الشوكانى و قد استدل بعض الصحابة والتابعين على عدم جواز اخصاء البهائم بقوله تعالىٰ و لأ ضلنهم ولأ منينهم ولأ مرنهم فليبتكن أذان الانعام ولاٰ

٧٢٤۔ اسناده ضعيف شرح السنه (٢/ ٣٧٠ح ٤٨٤ كتاب الصلاة باب فضل القعود رشدین بن سعد اور ابن انعم الافریقی دونوں ضعیف راوی ہیں۔ تنبيه ان سیامة امتی الجهاد فی سبیل الله سندا صحیح ثابت ہیں۔ دیکھئے: ابوداؤد (٢٤٨٦)

مرنهم فليغيرن خلق الله قال الحافظ ابن كثير فى تفسيره ولا نهم فليغيرن خلق الله قال ابن عباس يعنى بذلك خصى الدواب و كذا روى عن ابن عمرو انس و سعيد بن المسيب و عكرمة و ابى عياض و قتاده و الى صالح والثورى و قد ورد فى حديث النهى عن ذالك ......انتهى .)) ''علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غیر ماکول اللحم جانوروں کا خصی کرنا بالکل حرام ہے۔ ماکول اللحم کا بچپن میں جائز ہے اور بڑے ہونے کے بعد ناجائز ہے۔ بزار کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم ہر قسم کے جانوروں کا خصی کرنا مطلق حرام ہے خواہ صغرسنی میں ہو' یا کبرسنی کے زمانے میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور دیگر جانوروں کے خصی کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس سے جانوروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی آیت فلیغیرن خلق اللہ سے بھی معلوم ہوتا ہے جانور کا خصی کرنا حرام ہے۔ جب جانوروں کے بارے میں خصی کرنا حرام ہے تو انسانوں کا خصی کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

اس حدیث میں جو فرمایا روزہ رکھنا خصی ہے یعنی روزہ رکھنے سے خواہش نفسانی ٹوٹ جاتی ہے گویا وہ نامرد بن جاتا ہے لہوولعب اور بیکار سیر وتفریح کرنا' وقت عزیز کو ضائع کرنا ہے عبرت اور جہاد کے لیے سیر وسیاحت کرنا عبادت ہے۔ ترھب کے معنی۔ فقیری و درویشی اور ترکِ دنیا کے ہیں۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا رهبانية فى الاسلام يا لا رهبانية فى الاسلام .))''اسلام میں ایسی درویشی نہیں ہے جو نصاریٰ نے اختیار کی تھی (کہ تمام دنیا کے مشاغل اور لذات کو چھوڑ کر ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جانا اور سخت سخت ریاضتیں کرنا۔ مثلاً اپنے تئیں خصی کر ڈالنا' یا گلے میں زنجیر ڈالنا سارے بدن پر بھبوت ملنا' راکھ لگانا ایک حالت پر کھڑے یا بیٹھے رہنا' الٹے لٹکنا وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی درویشی نصاریٰ نے ہندوستان کے جوگیوں اور فقیروں سے سیکھی تھی۔ ہمارے نبی ﷺ نے فرمادیا کہ اسلام میں یہ درویشی نہیں ہے اور اگر یہ لوگ خوب فکر کرتے تو سمجھ لیتے کہ ایسی درویشی سے کوئی فائدہ نہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب نعمتیں اور لذتیں ہمارے لیے پیدا کی ہیں۔ ہم باوجود قدرت کے اعتدال کے ساتھ اس سے مزہ نہ اٹھائیں تو ہم بے نصیب اور بدبخت ہیں۔ البتہ اس قدر صحیح ہے کہ شرع اور عقل سلیم کی پابندی ضرور ہے اور اصل درویشی یہ ہے کہ جس حال میں مالک رکھے اس پر راضی اور خوش اور شکر گزار رہے۔ اگر بریانی اور پلاؤ اور شیر برنج اور حلوے اور مربے کھلائے' باریک اور قیمتی کپڑے پہنائے تو مزے سے کھائے اور پہنے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اگر سوکھی روکھی' موٹا جھوٹا پہنائے تو اس میں مگن اور خوش رہے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں کچھ حکمت ہے اور اسی میں ہماری بھلائی ہے جو ہم کو عمدہ عمدہ غذائیں اور نفیس قیمتی لباس نہیں دیے۔

قرآن مجید میں ہے: ﴿ورهبانية ابتدعوها ما كتبنها عليهم﴾ (حدید) ناجائز درویشی کو ان لوگوں نے اپنے ذمہ کرلیا ہے۔ ہم نے واجب نہیں کیا۔'' حدیث میں ہے: ((عليكم بالجهاد فانه رهبانية امتى .)) تم اپنے اوپر (کافروں سے) جہاد کرنے کو لازم کرلو میری امت کی درویشی یہی ہے۔ جہاد درویشی سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ درویش دنیا کی لذتیں چھوڑ دیتا ہے اور جہاد کرنے والا اپنی جان کو پروردگار کے حکم پر نثار کرتا ہے۔ تو نصاریٰ کے نزدیک جیسے کوئی عمل درویشی سے افضل نہیں ہے اسی طرح مسلمانوں کے نزدیک جہاد سے بڑھ کر ثواب کا کوئی کام نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں ہے اسلام کی کوہان' چوٹی جہاد ہے: ((رهب امتى الجلوس فى المساجد انتظار الصلوة .))
''میری امت کی درویشی یہ ہے مسجدوں میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا۔''

نبی کریم ﷺ کا خواب میں اللہ رب العزت کو دیکھنا

۷۲۵۔ (۳۷) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَآئِشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْٓ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ۔ قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى؟ قَالَتْ: اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ: ((فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ، فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَتَلَا: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا، وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ عَنْهُ۔

۷۲۵۔ (۳۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو اچھی صورت میں دیکھا تو خدا نے مجھ سے فرمایا مقربین فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا خدایا تو ہی خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک کو میرے شانے اور مونڈھے کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور زمین آسمان کی چیزوں کو میں نے جان لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیۃ کریمہ کی تلاوت فرمائی **وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض ولیکون من المؤقنین.** ''اور اسی طرح سے زمین وآسمان کے ملکوت کو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دکھایا تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ دارمی، ترمذی نے اس حدیث کو مرسل طریقے سے روایت کیا ہے

۷۲۶۔ (۳۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ وَزَادَ فِيْهِ: ((قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَا الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فِي الْكَفَّارَاتِ)) وَالْكَفَّارَاتُ: الْمَكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَاِبْلَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَّمَاتَ بِخَيْرٍ، وَّكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْٓ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ))۔ قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: اِفْشَآءُ السَّلَامِ، وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَلَفْظُ هٰذَا

۷۲۶۔ (۳۸) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! کیا تم جانتے ہو مقرب فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کرتے ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ کفارات کے متعلق مباحثہ کرتے ہیں۔ یعنی گناہوں کے کفارے میں گفتگو کرتے ہیں جن سے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ وہ نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھ کر دوسری نماز کے لیے انتظار کرنا اور جماعت کے لیے پیدل جانا اور تکلیف اور ناگوار حالت میں کامل اور پورا پورا وضو کرنا جس نے ایسا ہی کیا تو بھلائی میں زندہ رہا اور بھلائی میں مر گیا اور گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے گویا آج اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو نماز کے بعد اس دعا کو پڑھ لیا کرو۔ **اللھم انی اسئلک فعل الخیرات و ترک المنکرات و حب المساکین فاذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون.** ''خدایا میں تجھ سے اعمال

۷۲۵۔ اسنادہ حسن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب مومن سورۃ ص (۳۲۳۵)، الدارمی کتاب الرویا باب فی رویۃ الرب تعالی فی النوم (۲/ ۱۲۶ح ۲۱۵۵)، شرح السنۃ، کتاب الصلوۃ باب التحریض علی قیام اللیل (۹۲۴)

۷۲۶۔ شرح السنۃ، کتاب الصلاۃ باب التحریض؟ علی قیام اللیل (۴/ ۳۵، ۳۷ ح ۹۲۴)

صالحہ کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں اور برے کاموں کے چھوڑنے کا سوال کرتا ہوں اور مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو فتنہ سے پہلے میری روح قبض فرما لے۔'' اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا درجے بلند کرنے والی یہ چیزیں ہیں۔(۱) سلام کے رواج کو پھیلانا' کھانا کھلانا اور رات میں نماز پڑھنا جب کہ سب سو رہے ہوں۔

الْحَدِيْثِ كَمَا فِيْ ((الْمَصَابِيْحِ)) لَمْ اَجِدْهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِلَّا فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))۔

اس حدیث کے الفاظ جیسا کہ مصابیح میں ہیں عبدالرحمٰن سے مجھے نہیں ملے البتہ شرح السنۃ میں ہیں۔

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور بظاہر خواب میں دیکھا ہے اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بیداری میں دیکھا ہے بہرحال دونوں حالتوں میں دیکھنا ممکن ہے جس کی کوئی خاص کیفیت نہیں بیان کی جاسکتی ہے اور قیامت کے روز تمام مسلمان دیکھیں گے۔ ﴿الی ربها ناظرة﴾ اور صورت کے معنی صفت کے بھی ہیں۔ اور اصل صورت کی کیفیت خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ ((معناه معلوم و كيفيته مجهول والسوال عنه بدعته.)) اسی طرح سے اس کے دیگر اسماء وصفات کا حال ہے جیسے ید' وجہ' سمع و بصر وغیرہ' کس چیز میں بحث کرتے ہیں یعنی کس عمل کے بارے میں مباحثہ کرتے ہیں اس کے لے جانے یا فضیلت کے بارے میں خدا کے ہاتھ رکھنے سے کشف ہو گیا اور اشیاء کا علم حاصل ہو گیا یہ فیضانِ الٰہی سے ہوا۔ اس کی تائید میں قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی۔ ﴿وكذالك نرى ابراهيم ...... الخ﴾ تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس طرح ابراہیم کو آسمان وزمین کے ملکوت پیش نظر کر دیتے ہیں اور اس کی نظیر یہ دلیل قائم کر دیتے ہیں کہ کس طرح وحدانیتِ خدائے عزوجل پر زمین و آسمان کے خلق کی بنیاد ہے جس سے یہ دلیل لی جاسکتی ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور رب نہیں ہے۔ ایسی ہی دلالت فی النظر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی حاصل رہی جیسا کہ فرمایا: ﴿اولم ينظروا في ملكوت السموات والارض﴾ اور دوسری جگہ ہے: ﴿افلم يروا الى مابين ايديهم وما خلفهم من السماء والارض ...... الخ﴾ یعنی لوگوں کو آسمان و زمین کی مخلوق پر عبرت کی نظر کرنی چاہیے انہیں اپنے آگے پیچھے زمین و آسمان کو دیکھنا چاہیے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں اور چاہیں تو آسمان سے ٹکڑا ان پر گرا دیں۔ رغبت اور رجوع ہے کہ ابراہیم کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور ابراہیم آسمان کی سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچی اور ساتوں زمین ان کے لیے کھل گئیں اور وہ زمین کے اندر کی چیزیں دیکھنے لگے۔

بعض نے اس مضمون کا بھی اضافہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کی معاصی کو بھی دیکھنے لگے تھے اور ان گنہگاروں پر بددعا کرنے لگے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں اے ابراہیم میں تم سے زیادہ اپنے بندوں پر کریم ہوں کیا عجب کہ بعد کو وہ توبہ کر لیں اور رجوع کر لیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنی قدرت سے آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی اور علانیہ ساری چیزیں دکھلا دیں ان سے کچھ بھی چھپا نہ رہا اور جب وہ اصحاب گناہ پر لعن کر رہے تھے تو فرمایا ایسا نہیں اور ان کی بددعا کو روک دیا پھر وہ حسب سابق ہو گئے۔ اس لیے احتمال ہے کہ ان کی نگاہوں پر سے وہ پردہ ہٹ گیا اور جہاں ان کے لیے عیاں ہو گیا ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ہو چنانچہ خدا کی حکمت باہرہ اور دلالت قاطعہ کو معلوم کر لیا ہو جیسا کہ امام احمد اور ترمذی سے مروی ہے کہ عالم خواب میں خدا ایک بہترین شکل میں میرے پاس آیا اور فرمانے لگا اے محمد ﷺ ملاء اعلی میں کیا بحث ہو رہی ہے میں نے کہا یا رب میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک میں اپنے سینہ میں پانے لگا اب ہر چیز مجھ پر کھل گئی اور میں سب کچھ دیکھنے لگا۔

اللہ تعالیٰ کے ذمے!

۷۲۷۔ (۳۹) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ، فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْغَنِيْمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْيَرُدَّهُ، بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَّغَنِيْمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۷۲۷۔ (۳۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے ایسے لوگ ہیں جن کی ذمہ داری خدا نے اپنے ذمہ لی ہے (۱) مجاہد جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے کے لیے اپنے گھر سے نکلا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے کہ اگر وہ شہید ہو گیا تو اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اگر وہ زندہ رہا تو اجر اور غنیمت دے کر واپس لائے گا۔ (۲) وہ جو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لیے گیا۔ (۳) وہ جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا۔ خدا کی ذمہ داری میں ہے۔ (ابوداوٗد)

گھر سے وضو کر کے نماز کے آنے کا ثواب

۷۲۸۔ (۴۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا اِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ؛ فَاَجْرُهُ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلَى تَسْبِيْحِ الضُّحٰى لَا يُنْصِبُهُ اِلَّا اِيَّاهُ فَاَجْرُهُ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلَاةٌ عَلَى اَثَرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

۷۲۸۔ (۴۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے اپنے گھر سے نکلے اور فرض نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کو ملتا ہے۔ اور جو صرف چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے گھر سے نکلا تو اتنا ثواب اس کو ملے گا کہ جتنا عمرہ ادا کرنے والے کو ملتا ہے۔ اور نماز کے بعد دوسری نماز کے لیے انتظار کرنا اور ان دونوں نمازوں کے درمیان بیہودہ کلام نہ کرنا ایسا نیک عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (احمد، ابوداوٗد)

توضیح:...... علیین ساتواں آسمان یا فرشتوں کا دفتر جہاں نیک لوگوں کے اعمال چڑھ کر جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (المطففین) ''یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے تمہیں کیا معلوم کہ علیین کیا چیز ہے وہ کتاب میں لکھا جا چکا ہے اس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں''۔

مسجدیں...... جنت کے باغیچے

۷۲۹۔ (۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ

۷۲۹۔ (۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم جنت کے باغیچوں میں جاؤ تو وہاں اس کا میوہ کھا لیا

۷۲۷۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الجهاد باب فضل الغزو فی البحر (۲۴۹۴)

۷۲۸۔ حسن، صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب ما جاء فی فضل المشی الی الصلاة (۵۵۸) احمد (۵/ ۲۶۸)

۷۲۹۔ ضعیف ترمذی کتاب الدعوات باب (۸۳ [۳۵۰۹])، حمید المکی مجهول ہے۔

فَارْتَعُوْا))۔ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ:((اَلْمَسَاجِدُ)) قِيْلَ: وَمَا الرَّتْعُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جنت کا باغیچہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مسجدیں ہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ وہاں میوہ خوری کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کہنا (ترمذی)

توضیح:...... مسجدوں کو جنت کا باغیچہ اس لیے فرمایا کہ اس میں عبادت الٰہی ادا کرنے سے جنت میں باغ ملے گا اور مسجدوں میں میوہ خوری سے مراد ذکر الٰہی ہے کہ مومن کو مسجد میں ذکر الٰہی سے اس طرح لطف ومزہ آتا ہے جس طرح باغ میں جانے والے سے اس کے پھلوں کے کھانے سے آتا ہے۔

مسجد کے کچھ آداب

٧٣٠۔ (٤٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ، فَهُوَ حَظُّهُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

٧٣٠۔ (۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں جس غرض سے آئے گا وہی اس کا حصہ ونصیبہ ہے۔ (ابوداود) (یعنی اگر عبادت کے لیے آئے گا ثواب پائے گا۔ یا کسی دنیاوی کاروبار کے لیے، تو وہی اس کا نصیبہ ہے سچ ہے۔ انما الاعمال بالنیات ہر کام کا دارومدار نیتوں پر ہے۔)

٧٣١۔ (٤٣) وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَاَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا، قَالَتْ: اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَكَذَا اِذَا خَرَجَ، قَالَ:((بِسْمِ اللّٰهِ، وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) بَدَلَ: صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہا لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى رضی اللہ عنہا

٧٣١۔ (۴۳) حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنی دادی فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہوتے وقت محمد ﷺ پر درود سلام بھیجتے یعنی یوں فرماتے: **اللھم صل علی محمد وسلم** اور پھر یہ دعا کرتے **رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك** اے میرے رب! میرے گناہوں کو معاف فرما دے اور اپنی رحمت کے دروازے کو میرے لیے کھول دے (ترمذی، احمد، ابن ماجہ) اور احمد اور ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ مسجد میں جاتے یا باہر تشریف لاتے تو **بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ** کہتے یعنی **صل علی محمد وسلم** کی جگہ **بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ** فرماتے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا کی ملاقات فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے نہیں ہوئی ہے ان دونوں کے درمیان کوئی راوی ہے جو چھوٹ گیا ہے۔ یہ روایت مرسل ہے۔

٧٣٠۔ اسنادہ حسن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فضل القعود فی المسجد (٤٧٢)

٧٣١۔ اسنادہ ضعیف ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما یقول عند دخول المسجد (٣١٤) 'لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

۷۳۲۔ (٤٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ، وَاَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۷۳۲۔ (۴۴) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (جھوٹے) اشعار پڑھنے اور اشیاء کے خریدنے اور بیچنے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۷۳۳۔ (٤٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُوْلُوْا: لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ۔ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا: لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَالدَّارِمِيُّ۔

۷۳۳۔ (۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو اس سے کہو خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کی تلاش کرتے ہوئے دیکھو تو کہو خدا وہ چیز تجھ کو نہ دلائے (ترمذی، دارمی)

مسجد میں خرید و فروخت ناجائز ہے اور جو چیز جنگل یا کسی دوسری جگہ گم ہوگئی ہو تو اس کو مسجد میں نہیں تلاش کرنا چاہیے کیونکہ مسجد اس کام کے لیے نہیں بنائی گئی۔

۷۳٤۔ (٤٦) وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُّنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ، وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ ((سُنَنِهٖ))، وَصَاحِبُ ((جَامِعِ الْاُصُوْلِ)) فِيْهِ عَنْ حَكِيْمٍ۔

۷۳۴۔ (۴۶) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قصاص لینے اور (خلاف شرع) اشعار پڑھنے اور حدود قائم کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد)

۷۳٥ (٤٧) وَفِيْ ((الْمَصَابِيْحِ)) عَنْ جَابِرٍ۔

۷۳۵ (۴۷) نیز جامع الاصول میں حکیم بن حزام سے اور مصابیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے۔

۷۳٦۔ (٤٨) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ۔ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ۔ وَقَالَ: ((مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا))۔ وَقَالَ: ((اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيْهِمَا؛ فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۳۶۔ (۴۸) حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان درختوں یعنی کچا لہسن اور پیاز کھانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو کچا لہسن و پیاز کھائے وہ کھا کر ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو پکا کر اس کی بدبو کو مار کر کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

۷۳۲۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الصلاة باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة (۱۰۷۹)، ترمذی كتاب الصلاة باب كراهيه البيع والشراء (۳۲۲)، ابن ماجه (۷٤۹)

۷۳۳۔ صحيح ترمذی كتاب البيوع باب النهى عن البيع فى المسجد (۳۲۱)

۷۳٤۔ حسن ابوداؤد كتاب الحدود باب اقامة الحد فى المسجد (٤٤۹۰)

۷۳٥۔ حسن مصابيح السنة (۱/ ۲۹۷ ح ٥۲۰)

۷۳٦۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الاطعمة باب فى اكل الثوم (۳۸۲۷)، احمد ٤/ ۱۹ ح

۷۳۷۔ (٤٩) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالدَّرِمِيُّ۔

۷۳۷۔ (۴۹) حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام روئے زمین مسجد ہے (یعنی سب جگہ نماز درست ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

۷۳۸۔ (٥٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّصَلّٰى فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: فِی الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، وَفِی الْحَمَّامِ، وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۳۸۔ (۵۰) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے سات جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ وہ سات جگہیں یہ ہیں۔ (۱) نجاست ڈالنے کی جگہ (۲) جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ (۳) مقبرہ یعنی قبرستان (۴) راستہ کے بیچ میں (۵) حمام و غسل خانہ (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) خانہ کعبہ شریف کی چھت پر (ترمذی، ابن ماجہ)

توضیح:...... پہلی دوسری جگہ نجاست کی وجہ سے نماز درست نہیں ہوتی اور تیسری جگہ بت پرستوں اور قبر پرستوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ چوتھی جگہ گذرگاہ ہونے کی وجہ سے پانچویں جگہ میں نجاست کا احتمال ہے۔ چھٹی جگہ خوف اور بے اطمینانی کی وجہ سے ساتویں جگہ بیت اللہ شریف کی بے ادبی کی وجہ سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۳۹۔ (٥١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِیْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۷۳۹۔ (۵۱) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز پڑھ سکتے ہو اور اونٹوں کے باندھنے کی جگہ نماز مت پڑھو۔ (ترمذی)

توضیح:...... بکری مسکین کمزور جانور ہے۔ اس کے باڑے میں نماز جائز ہے کیونکہ اس سے کسی قسم کا اندیشہ ہے نہ خوف، اور اونٹوں سے دانت کاٹنے، لات مارنے کا خوف ہے وہاں سکون نہیں رہے گا۔ اسی لیے نماز میں خلل کا احتمال ہے۔

۷٤٠۔ (٥٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ، وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۷۴۰۔ (۵۲) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجد بنانے والیوں پر اور قبروں پر چراغ جلانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداوٗد، ترمذی شریف، نسائی)

۷۳۷۔ اسناده صحيح ابوداوٗد كتاب الصلاة باب فی المواضع التی لا تجوز (٤٩٢)، الترمذی كتاب الصلاة باب الارض كلها مسجد الا المقبرة (٣١٧)، ابن ماجه (٧٤٥)، الدارمی كتاب الصلاة باب الارض كلها ماخلا (١٢٩٠)

۷۳۸۔ اسناده ضعيف جدا ترمذی كتاب الصلاة باب كراهية ما يعلى اليه وفيه (٣٤٦)، ابن ماجه كتاب المساجد باب مواضع التی تكره فيها الصلاة (٧٤٦)، زید بن جبرۃ متروک ہے اور بعض میں ابوصالح کاتب اللیث ضعیف ہے۔

۷۳۹۔ حسن ترمذی كتاب الصلاة باب الصلاة فی مرابض الغنم واعطان (٣٤٨)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۷٤٠۔ اسناده ضعيف ابوداوٗد كتاب الجنائز باب فی زيارة النساء القبور (٣٢٣٦)، الترمذی كتاب الصلاة باب كراهية فی يتخذ علی القبر مسجداً (٣٢٠)، النسائی كتاب الجنائز باب التغليظ فی اتخاذ السرج علی القبور (٢٠٤٥)، ابوصالح باذام مولی ام معانی ضعیف و مدلس راوی ہے۔

۷۴۱۔ (۵۳) وَعَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْیَهُوْدِ سَاَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم: اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ: ((اَسْكُتُ حَتّٰی یَجِیْءَ جِبْرِیْلُ))، فَسَكَتَ، وَجَاءَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَسَاَلَ فَقَالَ: مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ؛ وَلٰكِنَّ اَسْاَلُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ: یَا مُحَمَّدُ! اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ: ((وَكَیْفَ كَانَ یَا جِبْرِیْلُ؟)) قَالَ:كَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ، فَقَالَ:شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا، وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا۔ رَوَاهُ بَیَاضٌ۔

۷۴۱۔ (۵۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب جگہوں میں سے کون سی جگہ سب سے اچھی اور بہتر ہے (چونکہ اس کا جواب خدا کی طرف سے نہیں معلوم تھا) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور دل ہی دل میں ارادہ کیا کہ جب تک حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آ جائیں گے تب تک میں خاموش رہوں گا (جب وہ تشریف لے آئیں گے تو دریافت کر کے جواب دوں گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نہیں جانتا ہوں (یعنی جس طرح آپ نہیں جانتے میں بھی نہیں جانتا) لیکن میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کر کے جواب دے سکوں گا۔ (جبرئیل علیہ السلام خدا کے پاس گئے اور دریافت کر کے واپس آ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حضرت آج خدا کے اس قدر نزدیک ہو گیا کہ اس سے زیادہ قریب کبھی نہیں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس طرح کس قدر قریب ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس قدر قریب ہو گیا کہ میرے اور خدا کے درمیان صرف نور کے ستر ہزار پردے رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب جگہوں سے بدترین جگہ بازار ہے اور سب جگہوں سے بہترین جگہ مسجد ہے۔ (ابن حبان)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدا کا حکم نہیں پاتے تھے کچھ جواب نہیں دیتے تھے اسی لیے آپ کا فرمان دراصل خدا کا فرمان ہوتا ہے سچ ہے: ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (النجم) ''اور نہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔'' اس کے بارے میں ''انوار المصابیح'' کے مقدمہ میں پوری تفصیل گذر چکی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۷۴۲۔ (۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ یَاْتِ اِلَّا لِخَیْرٍ یَتَعَلَّمُهٗ اَوْ یُعَلِّمُهٗ؛ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَآءَ لِغَیْرِ ذٰلِكَ؛ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیْرِهٖ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ

۷۴۲۔ (۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص میری اس مسجد (نبوی) میں اس غرض کے لیے آئے کہ کوئی نیکی سیکھے یا سکھائے یا کوئی بھلائی کرے یا کرائے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جو اس غرض کے سوا اور کسی مطلب کے لیے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو حسرت سے دوسرے کے سامان کو دیکھتا ہے۔ (بیہقی) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد

۷۴۱۔ لا اصل له مسند احمد (۴/ ۸۱)

۷۴۲۔ صحیح ابن ماجه المقدمة باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم (۲۲۷)، شعب الایمان باب فی العلم (۱۶۹۸)

((شُعَبِ الْاِیْمَانِ))۔

نبوی ﷺ اور دیگر مساجد میں نیک ارادہ سے آنا چاہیے برے ارادے سے جانے والے کو افسوس ہے۔

٧٤٣۔ (٥٥) وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ مُرْسَلاً قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَأْتِی عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاهُمْ۔ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ؛ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((شُعَبِ الْاِیْمَانِ))

۷۴۳۔ (۵۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ مرسل طریقے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں میں کیا کریں گے جب تم ایسے زمانے کو پالو تو ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو کیونکہ ایسے لوگوں کی خدا کو ضرورت نہیں ہے۔ (یعنی ایسے لوگوں سے خدا ناراض اور بیزار ہے۔)

مسجد نبوی ﷺ میں شور کرنے والے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ڈانٹنا

٧٤٤۔ (٥٦) وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنْتُ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ، فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ، فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ فَقَالَ: اِذْهَبْ فَاْتِنِیْ بِهٰذَیْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا۔ فَقَالَ: مِمَّنْ اَنْتُمَا۔ اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا۔؟ قَالَ: مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ۔ قَالَ: لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَاَوْجَعْتُکُمَا؛ تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۴۴۔ (۵۶) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سو رہا تھا کہ ایک شخص نے (بلانے کے لیے) کنکری پھینکی تو میں نے دیکھا کنکری مارنے والے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا ان دونوں آدمیوں کو بلا لاؤ جو مسجد میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں میں گیا اور انھیں بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے (تو مسجد میں باتیں کرنے کی وجہ سے) تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی اس مسجد میں زور زور سے باتیں کرتے ہو۔ (بخاری)

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیاوی باتیں مسجد میں نہیں کرنا چاہیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں زور زور سے نہیں بولنا چاہیے۔ یہ مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔

٧٤٥۔ (٥٧) وَعَنْ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَنٰی عُمَرُ رَحْبَةً فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّی الْبُطَیْحَآءَ، وَقَالَ: مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّلْغَطَ، اَوْ یُنْشِدَ شِعْرًا، اَوْیَرْفَعَ صَوْتَهٗ؛ فَلْیَخْرُجْ اِلٰی هٰذِهِ الرَّحْبَةِ۔ رَوَاهُ فِی الْمُؤَطَّا۔

۷۴۵۔ (۵۷) حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک کونے میں ایک چبوترا بنوا دیا تھا جس کا بطیحہ نام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا جو شور و غل کرنا چاہے اور بے کار باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے۔ یا زور زور بولنا چاہے تو وہ اس چبوترے پر آ کر بیٹھ کر اپنا مقصد حاصل کر لے۔ (مؤطا)

٧٤٣۔ ضعيف مستدرك حاكم (٤/ ٣٢٣)، یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہے بعض روایتوں میں بزیع ابو خلیل ضعیف راوی ہے اور کسی میں سفیان اور اعمش مدلس راوی ہیں اور روایت عن سے ہے۔

٧٤٤۔ صحيح بخاری کتاب الصلاة باب رفع الصوت فی المسجد (٤٧٠)

٧٤٥۔ ضعيف موطا امام مالك كتاب قصر الصلاة فی السفر باب جامع الصلاة (١/ ١٧٥ ح ٤٢٤)، یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ کے بلاغات میں سے بے سند ہے۔

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی تھی کہ مسجد کے کنارے چبوترا بنوا دیا تھا جہاں بیٹھ کر لوگ دنیاوی باتیں کر سکیں موجودہ زمانہ میں بھی لوگ اگر ایسا ہی کرتے تو مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی۔

مسجد میں قبلہ رخ تھوکنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی

٧٤٦۔ (٥٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ، وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ، اَوْتَحْتَ قَدَمِهٖ))۔ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: ((اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۴۶۔ (۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب رینٹھ (سوکھی ہوئی بلغم) پڑا ہوا دیکھا جس سے آپ پر یہ گراں گزرا اور بہت ناگوار معلوم ہوا یہاں تک کہ چہرہ مبارک پر ناراضی کا اثر ظاہر ہونے لگا آپ کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے ہاتھ مبارک سے کھرچ کر صاف کر ڈالا۔ پھر فرمایا جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے اس وقت اس کا رب اس نمازی اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا قبلہ کی طرف کوئی شخص نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب قدم کے نیچے تھوک دے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کے کنارے کو پکڑ لیا اور اس میں تھوک دیا۔ پھر اس کو مل دیا پھر فرمایا یا اس طرح کر ڈالے (یعنی کپڑے میں تھوکے اور نہ داہنے جانب تھوکے اور اگر کوئی بائیں طرف نہیں ہے تو بائیں طرف تھوک دے یا قدم کے نیچے تھوک دے اور بعد میں صاف کر ڈالے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور مل لے۔

٧٤٧۔ (٥٩) وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ خَلَّادٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ۔ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا، فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ: ((لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ))۔ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيْ لَهُمْ، فَمَنَعُوْهُ، فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: نَعَمْ، وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّكَ قَدْ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۴۷۔ (۵۹) سائب بن خلاد صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص قوم کی امامت کرا رہا تھا اور نماز میں قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تھوکتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس کے فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم اور مقتدیوں سے کہا کہ یہ امام آئندہ سے نماز نہ پڑھائے اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اس کے مقتدیوں نے نماز پڑھانے سے روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتائی اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اس واقعہ کو آپ سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں میں نے تجھے نماز پڑھانے سے روک دیا ہے کیونکہ نماز میں قبلہ کی طرف تھوک کر خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے ایذاء پہنچائی ہے۔ (ابوداؤد)

مقرب فرشتوں کا آپس میں مباحثہ کرنا

٧٤٨۔ (٦٠) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۷۴۸۔ (۶۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح

٧٤٦۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب حك البزاق بالید من المسجد (٤٠٥)

٧٤٧۔ اسنادہ حسن ابو داوٗد کتاب الصلاۃ باب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد (٤٨١)

٧٤٨۔ اسنادہ حسن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ ص (٣٢٣٥)، مسند احمد (٥/ ٢٤٣)

اِحْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَآءٰ عَيْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِيْعًا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ۔ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ، فَقَالَ لَنَا ((عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ))، ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَآ اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ: اِنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَلِيْ، فَنَعَسْتُ فِيْ صَلَاتِيْ حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ، فَاِذَآ اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ! قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ: لَا اَدْرِيْ قَالَهَا ثَلَاثًا)) قَالَ: ((فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ! قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ۔ قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشْيُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ۔ قَالَ: ثُمَّ فِيْمَ؟ قَالَتْ: فِي الدَّرَجَاتِ۔ قَالَ: وَمَا هُنَّ؟ قُلْتُ: اِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِيْنُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ ثُمَّ قَالَ۔ سَلْ، قُلِ: اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، وَّاَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ))۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ

کی نماز میں رسول اللہ ﷺ دیر میں تشریف لائے اور قریب تھا کہ سورج دیکھ لیں آپ ﷺ بہت جلد تشریف لائے۔ نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور آپ نے نماز پڑھائی اور نہایت ہلکی اور تخفیف کے ساتھ نماز پڑھائی یعنی قرأت اور نماز کے ارکان میں ذرا تخفیف فرمائی۔ سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز میں فرمایا تم جہاں صف میں بیٹھے ہو اسی جگہ بیٹھے رہو اس کے بعد ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں عنقریب تم سے بیان کروں گا کہ آج صبح کی نماز میں کیوں دیر کر کے آیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج رات کو تہجد کی نماز کے لیے اٹھا وضو کیا اور جتنی نماز مقدر تھی اتنی نماز میں نے پڑھ لی اور نماز ہی میں مجھے اونگھ آ گئی یہاں تک کہ اونگھ بھاری ہو گئی اور گہری نیند میں سو گیا اس گہری نیند میں میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت اور صفت میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے خواب ہی میں مجھ سے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا' میں حاضر ہوں اے میرے رب' اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مقربین فرشتے کس چیز کے بارے میں گفتگو اور مباحثہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا' خدایا مجھے نہیں معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ یہی فرمایا اور میں یہی جواب دیتا رہا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ کو میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا۔ اس کی انگلیوں کی سردی کو میں نے اپنے سینے میں پایا تو ہر چیز مجھ پر ظاہر ہو گئی اور ہر چیز کو میں نے پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! میں نے عرض کیا اے پروردگار میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا اب تم بتاؤ مقربین فرشتے کس بارے میں مباحثہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کفارات کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کفارات کیا ہیں؟ یعنی کن چیزوں سے گناہ معاف ہوں گے۔ تو میں نے عرض کیا۔ پیدل جماعت کی طرف جانا' اور مسجدوں میں نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا۔ اور تکلیف و ناگواری کی حالت میں پورا پورا وضو کرنا' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ مقربین فرشتے کس چیز کے معاملے میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا درجات کے معاملے میں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا وہ درجات کیا ہیں؟ تو میں نے عرض کیا۔ کھانا کھلانا' اور نرم گفتگو کرنا' اور نماز پڑھنا جب کہ رات کو سب لوگ سو رہے ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اب مانگو جو کچھ مانگنا ہے تو

حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَّسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ: هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ.

میں نے عرض کیا۔ **اللهم انی اسئلك فعل الخيرات و ترك المنكرات و حب المساكين و ان تغفرلي و ترحمني واذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی غير مفتون و اسئلك حبك و حب من يحبك و حب عمل يقربني الى حبك** ''یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اچھے کام کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور برے کاموں کے چھوڑنے کی بھی اور مساکین کے ساتھ محبت رکھنے کی اور یہ کہ تو مجھے معاف کر دے اور تو میرے اوپر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو فتنہ میں مبتلا کرنے سے پہلے تو مجھے مار دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبین کی محبت اور ایسے کام کی محبت کہ جو تیری محبت کے قریب کر دے مانگتا ہوں۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے اس دعا کو تم لوگ یاد کرلو اور دوسرے لوگوں کو سکھاؤ۔ (احمد ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حدیث صحیح ہے۔

مسجد میں داخلے کی ایک دعا

٧٤٩۔ (٦١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ: ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)). قَالَ: ((فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ، قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّىْ سَائِرَ الْيَوْمِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

٧٤٩۔ (٦١) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ **اعوذ بالله العظيم و بوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم.** ''یعنی میں پناہ چاہتا ہوں اللہ عظیم کے ساتھ اور اس کے بزرگ وجہ کے ساتھ اور اس کی قدیم سلطنت کے ساتھ مردود شیطان سے۔'' آپ نے فرمایا جب کوئی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہ شخص مجھ سے تمام دن میری برائی سے بچا لیا گیا۔ (ابوداؤد)

٧٥٠۔ (٦٢) وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِىْ وَثَنًا يُّعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا.

٧٥٠۔ (٦٢) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اللهم لا تجعل قبری و ثنا يعبد** یعنی اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ اس کی پوجا کی جائے۔'' ان لوگوں پر خدا کا سخت غصہ نازل ہوتا ہے جو نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا ہے۔

٧٥١۔ (٦٣) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِى الْحِيْطَانِ)) قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهٖ يَعْنِى الْبَسَاتِيْنَ:۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا

٧٥١۔ (٦٣) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باغوں میں نماز پڑھنے کو مستحب جانتے تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ حسن بن ابی جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرنے والا ہے جس کو یحیٰی بن سعید وغیرہ نے ضعیف بتایا ہے۔

٧٤٩۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد (٤٦٦)

٧٥٠۔ صحيح موطا امام مالك كتاب قصرا الصلاة فی السفر باب جامع الصلاة (١/ ١٧٢ ح ٤١٥)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٧٥١۔ اسناده ضعيف ترمذی كتاب الصلاة باب ماجاء فی الصلاة فی الحيطان (٣٣٤)، الحسن بن ابی جعفر ضعیف راوی ہے۔

نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ، [وَالْحَسَنِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ] قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُهُ.

۷۵۲۔ (٦٤) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَيْتِهٖ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَآئِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ)). رَوَاهُ ابن مَاجَةَ.

۷۵۲۔ (۶۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر ہے یعنی ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے اور قبیلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر (یعنی محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔) اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے پانچ سو نماز کے برابر اور بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کے برابر اور میری مسجد میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کے برابر ثواب ملتا ہے (ابن ماجہ)

سب سے پہلی مسجد

۷۵۳۔ (٦٥) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلَ؟ قَالَ:((اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی)) قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ عَامًا؛ ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ، فَحَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۵۳۔ (۶۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد حرام۔ (بیت اللہ شریف) میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ تو آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ بنائی گئی۔ میں نے عرض کیا ان دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان میں کتنا فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس سال اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تمام روئے زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں بھی نماز کا وقت ہو وہاں نماز پڑھ لیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں مسجدوں کے درمیان میں چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ اور دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ شریف کے بنانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور مسجد اقصیٰ کے بنانے والے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں ان دونوں کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہے تو چالیس سال کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ بنائے اول کے اعتبار سے ہے۔ یعنی سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو بنایا پھر آدمؑ کے بعد ان کے بیٹوں نے بیت اللہ شریف کے بنانے کے چالیس سال کے بعد مسجد اقصیٰ بنایا اس لحاظ سے یہ ارشاد گرامی بالکل صحیح ہے۔

۷۵۲۔ اسناده ضعيف ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد (١٤١٣)، ابوالخطاب الدمشقی مجہول ہے۔
۷۵۳۔ صحيح بخاری كتاب الانبياء باب ١٠ (٣٣٦٦)، مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة (٥٢٠ [١١٦٢])

(۸) بَابُ السَّتْرِ

ستر پوشی کا بیان

یعنی شرمگاہ کا چھپانا بہت ضروری ہے انسان اور حیوان میں منجملہ دوسرے فرق کے ایک فرق یہ بھی ہے کہ حیوان ستر پوشی اور شرمگاہ کو نہیں چھپاتا اور انسان اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہے۔ لباس انسانی ستر پوشی ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے قرآن مجید میں ہے: ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾ (الاعراف) ''اے انسانو! ہم نے لباس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تم اس سے شرم گاہوں کو چھپاؤ اور تمہارے لیے زینت ہو۔''

عبادت کے وقت تو یہ بہت ہی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ہر نماز کے وقت لباس پہن لیا کرو'' بلاوجہ برہنہ نماز پڑھو گے تو نماز نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لاتقبل صلوٰة حائض الا بخمار .)) (الحاکم) ''بالغہ عورت کی نماز بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں ہوتی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ((لا يطوف بالبيت عريان .)) (بخاری) ''برہنہ کوئی بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔'' اسی طرح نماز میں بھی کوئی برہنہ نہ ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((اياكم والتعرى فان معكم من لايفار قكم الا عندالغائط و حين يفضى الرجل الى اهله .)) (ترمذی) ''تم کبھی برہنہ نہ ہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے سوائے قضائے حاجت اور مباشرت کے وقت۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ایک کپڑے میں نماز کا طریقہ

٧٥٤۔ (١) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلًا بِهٖ، فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۵۴۔(۱) حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امّ سلمہ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ کپڑے کو جسم پر اس طرح لپیٹے ہوئے تھے کہ آپ اس کپڑے کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... لفظ مشتمل اشتمال شمل سے مشتق ہے جس کے معنی ڈھانکنے اور لپیٹنے کے ہیں۔ یعنی کپڑے کو بدن میں لپیٹ لینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک اشتمال صماء یعنی اس طرح کپڑا اوڑھا جائے کہ سارا جسم کپڑے میں لپٹ جائے کہ ہاتھ ادھر ادھر نہ نکل سکے اور اگر ہاتھ اٹھایا جائے تو ستر کھل جائے اس طرح کپڑا پہننے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور اگر اوڑھ لیا گیا جس سے

٧٥٤۔ صحيح بخاری كتاب الصلاة باب الصلاة فى الثوب الواحد ملتحفا به (٣٥٥)، مسلم كتاب الصلاة باب الصلاة فى ثوب واحد وصفة بسه (٥١٧[١١٥٢])

بے پردگی کا اندیشہ نہیں ہے تو وہ جائز ہے اس حدیث میں ہے کہ اشتمال کر کے آپ نے نماز پڑھی جس سے اشتمال کی اجازت ثابت ہوتی ہے اور ایک حدیث میں آپ نے اشتمال صماء سے منع فرمایا ہے یعنی کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ کسی طرف نہ نکل سکے آپ ﷺ نے ((لا یضر احد کم اذا صلی فی بیته شملا .)) اگر اپنے گھر میں ایک ہی کپڑا لپیٹ کر اس میں نماز پڑھے تو کچھ نقصان نہیں بشرطیکہ اشتمال صماء نہ کرے بلکہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو اس کے دونوں جانب الٹ لے تاکہ ہاتھ باہر رہیں اور اگر تنگ ہو تو صرف تہبند کر لے۔ یہودیوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ اشتمال کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

٧٥٥۔ (٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْءٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۵۵۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے دونوں مونڈھوں پر کچھ نہ ہو (یعنی دونوں شانوں کو کھول کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔) (بخاری ومسلم)

یعنی اگر ایک کپڑا لنگی وغیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو کندھے پر رومال وغیرہ رکھ لینا چاہیے پیٹھ اور شانوں کو کھول کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر سوائے لنگی کے اور کوئی کپڑا نہیں ہے تو مجبوری کی حالت میں بلا کندھوں کے ڈھکے بھی نماز ہو جائے گی۔

نقش ونگار والی چادر نے نبی کریم ﷺ کی نماز میں خلل ڈال دیا

٧٥٦۔ (٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْیُخَالِفْ بَیْنَ طَرَفَیْهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۵۶۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص صرف ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ کپڑے کے دونوں کناروں کو بدل دے اس طرح سے کہ دائیں طرف کا بائیں طرف اور بائیں طرف کا دائیں جانب ہو جائے۔ (بخاری)

٧٥٧۔ (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ خَمِیْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ، فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ هٰذِهِ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ، وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ؛ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ: ((كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِهَا وَاَنَا فِیْ الصَّلَاةِ، فَاَخَافُ اَنْ یَّفْتِنَنِیْ))

۷۵۷۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نقش و نگار اور پھول بوٹے والی چادر میں نماز پڑھی نماز کی حالت میں چادر کے نقش پر نظر پڑی جس سے خشوع وخضوع اور حضور قلب میں فرق محسوس ہوا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا اس دھاری دار اور نقش و نگار والی چادر کو ابوجہم سوداگر کے پاس لے جاؤ (جس نے اس چادر کو ہدیۃً دیا تھا) اور اس کے بدلے میں ان بیجانیہ (سادی چادر بے نقش اور بے دھاری کے) لے آؤ اس منقش چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔ بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک اور

٧٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب ١٠ واصلی فی ثوبٍ وّاحد (٣٥٩)، مسلم کتاب الصلاة باب الصلاة فی ثوب واحد (٥١٧[١١٥١])

٧٥٦۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة اذا صلی فی الثوب الواحد (٣٦٠)

٧٥٧۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب اذا صلی فی الثوب له اعلام (٣٧٣)، مسلم کتاب المساجد باب کراهیة الصلاة فی ثوب له اعلام (٥٥٦[١٢٣٩])

روایت میں ہے کہ نماز میں میں نے اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا جس سے نماز میں خلل ہونے کا میں نے اندیشہ کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں بے پھول بوٹے اور بے دھاری دار بے نقش و نگار کے کپڑے پہننا چاہیے۔

۷۵۸۔ (۵) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا، فَإِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۵۸۔(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردہ سے گھر کے ایک کونے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پردہ ہٹا دو، کیونکہ اس کی تصاویر نماز میں ہمیشہ میرے سامنے آتی ہیں۔ (بخاری)

۷۵۹۔ (٦) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ، فَلَبِسَهٗ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ، ثُمَّ قَالَ:((لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۵۹۔(٦) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی چوغہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیب تن فرما لیا اور اس میں نماز پڑھ لی۔ نماز کے بعد نہایت سختی سے اتار ڈالا۔ گویا کہ آپ کو اس سے نفرت ہو گئی تھی، پھر فرمایا یہ ریشمی لباس پرہیز گاروں کے مناسب نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... فروج اس قباء کو کہتے ہیں جس کے پیچھے چھٹا ہوا ہوتا ہے یہ سوتی ریشمی کپڑے کا ہوتا ہے۔ اکیدر بادشاہ نے تحفہ کے طور پر آپ کے پاس بھیجا تھا آپ ہدیہ قبول فرماتے تھے اس ہدیہ شدہ قباء کو پہن کر نماز ادا فرمائی۔ لیکن ریشم ہونے کی وجہ سے آپ کو کراہت آ گئی اور نماز کے بعد اتار کر فرمایا یہ ریشمی لباس نیکوں کے لیے مناسب نہیں ہے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام نہیں کیا گیا تھا پھر بعد میں مردوں پر ریشم حرام کر دیا گیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

نماز میں لباس کے احکام و مسائل

۷٦۰۔ (۷) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّيْ رَجُلٌ اَصِيْدُ، اَفَاُصَلِّيْ فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ:((نَعَمْ، وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ.

۷٦۰۔(۷) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شکاری آدمی ہوں کیا میں ایک کرتہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں (اگر لمبا کرتہ ہے جس سے ستر ڈھکا ہوا ہے تو ایک کرتہ میں نماز پڑھ سکتے ہو) اور کرتہ میں گھنڈی اور بٹن لگا لیا کرو اگرچہ کانٹا ہی کے ساتھ ہو (یعنی کرتے کے گریبان میں بٹن لگا لو اگر کچھ نہ ملے تو کانٹا ہی سے ٹانک لو تاکہ رکوع سجدہ میں جاتے وقت گریبان کھلا رہنے کی وجہ سے شرمگاہ نہ نظر آئے۔ (ابوداؤد نسائی)

۷۵۸۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب ان صلیٰ فی ثوب مصلب (۳۷٤)

۷۵۹۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب من صلی فی فروج حریر ثم نزعه (۳۷۵)، مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب الفضة (۲۰۷۵[۵٤۲۷])

۷٦۰۔ اسناده حسن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الرجل یصلی فی قمیص واحد (٦۳۲)، النسائی کتاب القبلة باب الصلاۃ فی قمیص واحد (۷٦٦)

۷۶۱۔ (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَیْنَمَا رَجُلٌ یُصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ، قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ))، فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ؟ قَالَ: ((اِنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَهٗ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۷۶۱۔ (۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ٹخنے کے نیچے لنگی کو لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تو جا کر وضو کر آ۔ وہ وضو کر آیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسے آپ نے وضو کرنے کا کیوں حکم دیا آپ نے فرمایا یہ ٹخنے کے نیچے لنگی لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ٹخنے کے نیچے لنگی لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹخنے کے نیچے پائجامہ اور لنگی لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے اور ایسے شخص کو حکم دیا جائے گا کہ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

۷۶۲۔ (۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَآئِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۷۶۲۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالغہ اور حائضہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی اوڑھے قبول نہیں ہوتی ہے۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

توضیح:...... یعنی بالغہ عورت کے لیے سر کا ڈھانکنا بھی ضروری ہے اگر سر کھول کر نماز پڑھے گی تو نماز نہیں ہوگی جو عورتیں باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں جس سے سر کے بال ظاہر ہوتے ہیں وہ برہنہ کے حکم میں ہیں۔

۷۶۳۔ (۱۰) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَتُصَلِّی الْمَرْاَةُ فِیْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَیْسَ عَلَیْهَا اِزَارٌ؟ قَالَ: ((اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا یُغَطِّیْ ظُهُوْرَ قَدَمَیْهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَذَكَرَ جَمَاعَةً وَقَفُوْهُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا۔

۷۶۳۔ (۱۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عورت ایک کرتہ اور دوپٹہ میں بغیر تہبند کے نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کرتہ اتنا لمبا ہو کہ دونوں قدموں کی پشت کو ڈھانک دے تو ایک کرتہ میں نماز درست ہے (کیونکہ لمبا کرتہ جب کہ قدموں کی پشت تک ہو وہی لنگی کے قائم مقام ہو جائے گا) بدن کا ڈھانکنا مقصود ہے کپڑے کی تعداد مقصود نہیں ہے۔ (ابوداوٗد)

۷۶۴۔ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ان رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاةِ، وَاَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۷۶۴۔ (۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سدل کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ آدمی نماز پڑھے منہ ڈھانپ کر (یعنی منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا منع فرمایا۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

۷۶۱۔ اسنادہ ضعیف ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب الاسبال فی الصلاۃ (۶۳۸)، ابوجعفر مجہول راوی ہے۔

۷۶۲۔ اسنادہ صحیح ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب المراۃ تصلی بغیر خمار (۶۴۱)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب لا تقبل صلاۃ المراۃ الابخمار (۳۷۷)

۷۶۳۔ اسنادہ ضعیف ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب فی کم تصلی المراۃ (۶۴۰)، ام محمد بن زید مجہولہ ہے۔

۷۶۴۔ اسنادہ ضعیف ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی السدل فی الصلاۃ (۶۴۳)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب کراهیۃ السدل فی الصلاۃ (۳۷۸)، اس روایت کی ایک سند میں الحسن بن ذکوان مدلس ہے اور عن سے بیان ہے جبکہ دوسری سند میں عسل بن سفیان ضعیف ہے۔

توضیح:...... سدل کے معنی کپڑا لٹکانے کے ہیں اور نماز میں سدل سے یہ مراد ہے کہ چادر کرتہ وغیرہ سر پر ڈال کر دائیں بائیں طرف لٹکا لیا جائے۔ یا ایک کندھے کے درمیان میں ڈال کر نیچے لٹکا لیا جائے کہ مونڈھے بھی کھلے ہوں پیٹھ اور پیٹ اور دونوں ہاتھ بھی کھلے ہوں اس طرح کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ یہودیوں کا شعار ہے اور یہودیوں کے شعار سے بچنا ضروری ہے اور نماز میں کمبل اور چادر سے منہ ڈھانکنا یعنی بکل مار کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ اس سے منہ چھپ جاتا ہے اور اچھی طرح آدمی قرآن مجید بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ عموماً اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ کسی چیز سے نفرت ظاہر کرنی ہوتی ہے نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو گویا کہ خدا کے سامنے ہوتا ہے' تو خدا کے سامنے اس طرح کر کے کھڑا ہونا درست نہیں ہے۔

جوتوں میں نماز کی ادائیگی

٧٦٥۔ (١٢) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ، فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۶۵۔ (۱۲) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہود کے خلاف کرو کیونکہ یہودی جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے یعنی تم پاک صاف جوتوں اور موزوں کو پہن کر نماز پڑھو۔ (ابوداؤد)

صحابہ کا جذبہ اطاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

٧٦٦۔ (١٣) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّىْ بِاَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَّسَارِهٖ، فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ، اَلْقَوْا نِعَالَهُمْ۔ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَاتَهٗ، قَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ؟)) قَالُوْا: رَأَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ، فَاَلْقَيْنَا نِعَالَنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِىْ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَنْظُرْ، فَاِنْ رَاٰى فِىْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا، فَلْيَمْسَحْهُ، وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالدَّارِمِىُّ۔

۷۶۶۔ (۱۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (جوتا پہن کر) نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں کو اتار کر علیحدہ رکھ دیا جب صحابہ کرام نے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے بھی اپنی جوتیوں کو اتار کر بائیں جانب رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ چونکہ ہم نے آپ کو اپنی جوتی نکالتے ہوئے دیکھا تو آپ کی پیروی میں ہم نے بھی اپنی جوتیاں نکال کر رکھ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس نماز میں جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھے بتایا کہ تمہاری جوتیوں میں ناپاکی لگی ہوئی ہے (تم اپنی جوتی نکال دو) اس لیے میں نے ناپاک جوتیوں کو اتار کر رکھ دیا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تو جوتیوں کو دیکھ لے اگر ان میں ناپاکی لگی ہوئی ہے تو پونچھ کر صاف کر ڈالے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔ (ابوداؤد' دارمی)

٧٦٥۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب الصلاة فى النعل (٦٥٢)

٧٦٦۔ الدارمى كتاب الصلاة باب الصلاة فى النعلين (١/ ٣٢٠ ح ١٣٨٥)' اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب الصلاة فى النعل (٦٥٠)

نماز میں جوتے کہاں رکھے؟

٧٦٧۔ (١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ، فَلَا يَضَعُ نَعْلَيْهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَلَا عَنْ يَّسَارِهٖ، فَتَكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِ غَيْرِهٖ، اِلَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ عَنْ يَسَارِهٖ اَحَدٌ، وَّلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((اَوْلِيُصَلِّ فِيْهِمَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَه مَعْنَاهُ۔

٧٦٧۔ (١٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تو اپنی جوتیوں کو اپنے دائیں جانب نہ رکھے اور نہ اپنی بائیں جانب رکھے۔ البتہ اگر بائیں جانب کوئی نہیں تو بائیں جانب رکھ سکتا ہے اور اگر بائیں جانب کوئی ہے تو جوتیوں کو دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے اور ایک روایت میں ہے یا یہ کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا

٧٦٨۔ (١٥) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّیْ عَلٰى حَصِيْرٍ يَّسْجُدُ عَلَيْهِ۔ قَالَ: وَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٧٦٨۔ (١٥) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو چٹائی پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سجدہ کرتے ہیں اور ایک کپڑے میں میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو آپ کے جسم مبارک پر لپٹا ہوا تھا۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چٹائی، وردی، ٹاٹ وغیرہ پر نماز پڑھنا درست ہے۔

٧٦٩۔ (١٦) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّیْ حَافِيًا وَّمُنْتَعِلًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٧٦٩۔ (١٦) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ننگے پاؤں اور کبھی جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ یعنی کبھی بغیر جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے اور کبھی جوتے پہن کر نماز پڑھتے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ (ابوداؤد)

ننگے سر نماز پڑھنا

٧٧٠۔ (١٧) وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى جَابِرٌ فِیْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ مَّوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ:

٧٧٠۔ (١٧) محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لنگی میں نماز پڑھی جس کو انھوں نے گدی کی طرف گانتی کے طور پر باندھ رکھا تھا اور ان کے اور کپڑے لکڑی پر رکھے ہوئے تھے کسی کہنے

٧٦٧۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الصلاة باب المصلى اذا خلع نعليه (٦٥٤)، ابن ماجه اقامة الصلاة باب ماجاء فى اين توضع النعل اذا خلعت (١٤٣٢)

٧٦٨۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب الصلاة فى ثوب واحد (٥١٩[١١٥٩])

٧٦٩۔ اسناده حسن ابوداؤد كتاب الصلاة باب الصلاة فى النعل (٦٥٣)

٧٧٠۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب عقد الازار على القفافى الصلاة (٣٥٢)

تُصَلِّیْ فِیْ اِزَارٍ وَّاحِدٍ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِیْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ، وَاَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

والے نے کہا کہ آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم جیسے ناواقفوں کو دکھانے کے لیے پڑھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کس کے پاس دو دو کپڑے ہوتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: ...... معلوم ہوا کہ ایک کپڑے میں بھی نماز درست ہے۔ جیسا کہ تمام مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے' کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ بالغہ عورت کے لیے سر کا ڈھانکنا فرض ہے مرد کے لیے ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

مکمل لباس میں نماز پڑھنا مستحب

٧٧١۔ (١٨) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهٗ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اِذْ كَانَ فِی الثِّيَابِ قِلَّةٌ؛ فَاَمَّآ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ، فَالصَّلَاةُ فِی الثَّوْبَيْنِ اَزْكٰی۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

٧٧١۔ (١٨) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاتا تھا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت تھا جب کہ کپڑے میں کمی تھی' لیکن جب خدا نے کشادگی بخشی تو دو کپڑے میں نماز بہتر سمجھی گئی (احمد)

❁❁❁❁

٧٧١۔ صحیح زوائد احمد (٥/ ١٤١)

(۹) بَابُ السُّتْرَةِ

سترے کا بیان

سترہ کے معنی آڑ اور پردہ کے ہیں یہاں سترہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہے ہوں جہاں اندیشہ ہے کہ کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزر جائے گا ایسی صورت میں یہ حکم ہے کہ تم اپنے آگے کوئی لکڑی' لاٹھی' یا چھڑی کھڑی کرلو' تا کہ آگے سے جانے والا گنہگار نہ ہو اور نہ تمہاری نماز میں کوئی خرابی ونقصان ہو۔ اگر تم اپنے آگے کچھ نہیں رکھو گے اور کوئی گزر جائے گا تو نماز میں نقصان ہو جائے گا اور جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے جانے والا اتنا سخت گنہگار ہو گا کہ اگر وہ اس گناہ کو جان لے تو سو برس تک اس کو رکا رہنا اچھا معلوم ہو۔ نماز میں اگر کوئی شخص تمہارے آگے سے گزرے تو ایک مرتبہ اس کو اشارہ سے منع کر دو اور اگر وہ نہ مانے تو سختی سے روکو کیونکہ وہ بڑا ہی سرکش ہے۔ اگر تمہارے سامنے کوئی درخت' دیوار وغیرہ ہو تو وہی سترہ ہے اور سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو وہی سب مقتدیوں کے لیے کافی ہے ہر ایک مقتدی کے لیے الگ الگ سترہ کی ضرورت نہیں ہے امام کے سامنے سترہ ہوتے ہوئے کوئی مقتدی نمازی کے آگے سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ امام کا سترہ تمام مقتدیوں کے لیے کافی ہے اب اس سلسلے کی مندرجہ ذیل حدیثوں کو پڑھو۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

کھلی جگہ سترے کا اہتمام

۷۷۲۔ (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ، وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّی اِلَيْهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۷۲۔ (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دن کے اول حصے میں جب عیدگاہ میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے اور نیزہ لے جایا جاتا اور عیدگاہ میں آپ کے سامنے کھڑا کر دیا جاتا تو آپ اس نیزہ کی طرف نماز پڑھتے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ عید کی نماز کھلے میدانوں میں ہوتی تھی کوئی دیوار وغیرہ نہ ہوتی تو آپ ﷺ کے خدام نیزہ بردار آپ کے حکم کے بنا پر نیزہ لے جاتے اور عیدگاہ میں آپ کے مصلے کے قریب سترہ کے طور پر نیزہ گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف نماز پڑھتے۔ اور بھی اس نیزہ سے بہت سے فائدے تھے سانپ' بچھو کے مارنے کے کام دینا اور ڈھیلا وغیرہ کھودنے کا کام بھی دینا۔

۷۷۳۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ

۷۷۳۔ (۲) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں دیکھا کہ آپ ﷺ مقام ابطح میں چمڑے کے سرخ

۷۷۲۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب حمل العنزة اوالحربہ بین یدی الامام یوم العیر (۹۷۳)' مسلم (۵۰۱[۱۱۱۵])

۷۷۳۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر (۳۷۶)' صحیح بخاری کتاب الصلاۃ فی الثوب الاحمر (۶۳۳)' مسلم(۵۰۳[۱۱۱۹])

حَمْرَآءَ مِنْ آدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوُضُوْءَ، فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا۔ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

خیمہ میں تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے وضوء کا پانی لیے کھڑا ہے۔ آپ ﷺ وضوء فرما رہے ہیں جبکہ لوگ اس بچے ہوئے پانی کو لینے کے لیے دوڑ رہے ہیں اور چھینا جھپٹی کر رہے ہیں جس کو وہ پانی مل جاتا وہ تبرکاً اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا اور جس کو یہ پانی نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری کو پوچھ لیتا۔ پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک برچھے کو لے کر گاڑ دیا پھر رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا زیب تن فرما کر دامن اٹھائے ہوئے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں اور جانوروں کو میں نے دیکھا کہ نیزے کے آگے سے آتے جاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... مکہ کے قریب ابطح ایک نالے کا نام ہے جو منیٰ کے راستے میں پڑتا ہے۔ جس کو محسب اور بطحا بھی کہتے ہیں۔ اس نالے کو ابطح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں سنگریزے پڑے ہوئے ہوتے ہیں، حلہ دو کپڑے کے جوڑوں کو کہتے ہیں جیسے لنگی اور چادر یا کرتہ پائجامہ جس کا ایک ہی رنگ ہو یعنی دونوں سرخ ہوں یا دونوں سفید ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے بھی سرخ کپڑا پہننا جائز ہے چنانچہ محدثین کا یہی مسلک ہے اور بعض روایتوں میں مردوں کے لیے سرخ کپڑے کے پہننے کی ممانعت آئی ہے یا تو یہ منسوخ ہے اور حدیث اول اس کی ناسخ ہے یا اس سے سرخ دھاریاں مراد ہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سترہ آگے ہو تو جانوروں اور انسانوں کو آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٧٧٤۔ (٣) وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرُضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ، قُلْتُ: اَفَرَأَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ فَيُصَلِّيْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ۔

۷۷۴۔ (۳) حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ کی سواری کو سامنے بٹھا کر سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے۔ (بخاری، مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ نافع نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ اگر یہ اونٹ چرنے اور پانی پینے کے لیے چلے جاتے تو آپ کس چیز کا سترہ بناتے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایسی صورت میں کجاوہ درست کر کے رکھ لیتے اور اس کا سترہ بنا کر نماز پڑھتے۔

٧٧٥۔ (٤) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۵۔ (۴) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے کجاوہ کے پچھلی لکڑی کی طرح کوئی اونچی چیز رکھ لے اور اس کا سترہ بنا کر نماز پڑھے تو سامنے سے گزرنے والے کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ یعنی نہ نمازی گنہگار ہوگا اور نہ گزرنے والا گنہگار ہوگا۔ (مسلم)

٧٧٤۔ صحيح بخاری كتاب الصلاة باب الصلاة الى الراحلة (٥٠٧)، مسلم كتاب الصلاة باب سترة المصلى (٥٠٢[١١١٧])
٧٧٥۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب سترة المصلى (٤٩٩[١١١١])

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

۷۷۶۔ (۵) وَعَنْ اَبِیْ جُهَیْمٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ یَعْلَمُ الْمَآرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ، لَكَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ))۔ قَالَ اَبُو النَّضْرِ: لَآ اَدْرِیْ قَالَ: ((اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا، اَوْشَهْرًا، اَوْسَنَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۷۶۔ (۵) حضرت ابوجہیم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اس گناہ کو معلوم کر لے جو سامنے سے گزرنے سے ہوتا ہے تو چالیس تک ٹھہرنا اور نہ گزرنا بہتر ہوگا اس کے حق میں نمازی کے آگے سے گزرنے سے۔ ابونضر ؓ کا بیان ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس چالیس سے کیا مراد ہے چالیس دن ہے یا چالیس مہینے ہے یا چالیس برس ہے۔ (بخاری ومسلم) یہ تینوں احتمال نمازی کے مختلف حالات کی بنا پر ممکن ہے۔

۷۷۷۔ (۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ، فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَلْیَدْفَعْهُ، فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ، فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ))۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ، وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ۔

۷۷۷۔ (۶) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے جو لوگوں سے پردہ کرے یعنی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اس کے باوجود اس کے سامنے سے کوئی گزرنا چاہے تو نماز پڑھنے والا اس گزرنے والے کو ہٹائے اور روکے اس پر بھی اگر گزرنے سے باز نہ آئے تو سختی سے اسے ہٹائے کیونکہ یہ گزرنے والا سرکش اور شیطان ہے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث میں جو لفظ فلیقاتله ہے اس سے حقیقتاً قتل کرنا مراد نہیں ہے بلکہ سختی سے دفع کرنا اور ہٹانا مراد ہے اور شیطان سے حقیقی شیطان مراد نہیں ہے بلکہ شریر آدمی مراد ہے اور ہوسکتا ہے کہ حقیقی شیطان ہو انسانی شکل میں ہو کر گزرتا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

۷۷۸۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَیَقِیْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۷۸۔ (۷) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازی کے آگے سے عورت اور گدھے اور کتے کا گزرنا نماز کو کاٹ دیتا ہے (یعنی اس کے خشوع وخضوع کو باطل کر دیتا ہے) اور کجاوے کے پچھلے حصہ کی طرح آگے سترے کے طور پر رکھ لینا قطع صلوٰۃ سے بچاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... نمازی اگر اپنی نماز کے سامنے کوئی سترہ نہ رکھے تو ان تینوں چیزوں کے گزرنے سے نماز میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ عورت کا گزرنا تو کال ہے ہی اور گدھے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور کتا ناپاک ہوتا ہے اور قطع صلوٰۃ سے حقیقتاً نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ خشوع وخضوع جاتا رہتا ہے۔

۷۷۶۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب اثم المار بین یدی المصلی (۵۱۰)، مسلم کتاب الصلاة باب منع لمار بین یدی المصلی (۵۰۷[۱۱۳۲])

۷۷۷۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب برد المصلی من مربین یدیه (۵۰۹)، مسلم کتاب الصلاة باب منع المداربین یدی المصلی (۵۰۵[۱۱۲۹])

۷۷۸۔ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب قدر ما یستر المصلی (۵۱۱[۱۱۳۹])

نمازی کے سامنے لیٹنا

۷۷۹۔ (۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاِعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۷۹۔(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے درمیان اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی رہتی جس طرح جنازہ سامنے رکھا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اپنی بیوی سامنے لیٹی، بیٹھی رہے تو نماز میں خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ اصل خرابی ہوتی ہے گزرنے سے یہاں تو شکل ہی اور ہے۔

۷۸۰۔ (۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ، وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْتُ، وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ، وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلٰى اَحَدٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۸۰۔(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ گدھی کے اوپر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے غیر دیوار کی طرف (یعنی دیوار وغیرہ کا سترہ نہیں تھا) میں نمازیوں کی بعض صف کے سامنے سے گزرا اور گدھی سے اتر پڑا اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں صف میں داخل ہو گیا اس طرح کرنے پر مجھ پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔(بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرور ببعض الصّف جائز ہے کیونکہ امام سب کا سترہ ہے۔ یعنی بعض صف سے گزر جانا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

سترے کی ترغیب

۷۸۱۔ (۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا۔ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ؛ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ عَصًى؛ فَلْيَخْطُطْ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۷۸۱۔(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر کوئی چیز نہیں پاتا تو اپنی لاٹھی کھڑی کر لے اگر اس کے ساتھ لاٹھی نہیں ہے تو خط یعنی لکیر کھینچ لے پھر اگر کوئی سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوگی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۷۷۹۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب الصلاة على الفراش (۳۸۳، ۳۸٤)، مسلم كتاب الصلاة باب الاعتراض بين يدى المصلى (۵۱۲[۱۱٤۰])

۷۸۰۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب سترة الامام سترة من خلفه (٤۹۳)، مسلم كتاب الصلاة باب سترة المصلى (۵۰٤[۱۱۲٤])

۷۸۱۔ اسناده ضعيف ابوداؤد كتاب الصلاة باب الخط اذا لم يجد عصا (۶۸۹)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما يستر المصلى (۹٤۳)، اس روایت کی سند میں سخت اضطراب ہے اور ابوعمر بن محمد بن حریث اور اس کا دادا دونوں مجہول راوی ہیں۔

۷۸۲۔ (۱۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ، فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهٗ))۔ رَوَاهُ ابو داؤد

۷۸۲۔ (۱۱) حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص سترے کی طرف نماز پڑھے تو سترے کے قریب کھڑا ہو، تو شیطان اور شریر آدمی اس کی نماز کو خراب نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد)

۷۸۳۔ (۱۲) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّىْ اِلٰى عُوْدٍ، وَّلَا عَمُوْدٍ، وَّلَا شَجَرَةٍ اِلَّا جَعَلَهٗ عَلٰى حَاجِبِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ، وَلَا يَصْمُدُ لَهٗ صَمْدًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۷۸۳۔ (۱۲) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لکڑی اور ستون اور درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے داہنے یا بائیں طرف کر لیتے اور بالکل سیدھا اس لکڑی، ستون، درخت کا ارادہ نہیں فرماتے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ......مطلب یہ ہے کہ آپ جب کسی لکڑی یا نیزے وغیرہ کا سترہ بنا کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو سترے کو بالکل پیشانی کے سامنے سیدھا نہیں کرتے بلکہ دائیں یا بائیں طرف کر لیتے تاکہ بت پرستوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

۷۸٤۔ (۱۲) وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ فِىْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى فِىْ صَحْرَآءِ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُد

۷۸٤۔ (۱۲) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اسی جنگل میں نماز پڑھی آپ کے سامنے سترہ نہیں تھا اور ہماری گدھی اور کتیاں آپ کے سامنے کھیلتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خیال نہیں کیا۔ (ابوداؤد، نسائی)

توضیح: ......عرب میں یہ دستور تھا کہ اچھے موسم میں تفریح اور آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے چند روز کسی پر فضا میدان میں خیمہ نصب کر کے مقیم ہو جاتے وہاں ان کے دوست احباب بھی ملنے کے لیے پہنچ جاتے اسی دستور کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر کے لوگ میدان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملنے کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت آیا نماز پڑھی اور سترہ سامنے نہیں رکھا کیونکہ عام لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی میدان میں نماز پڑھے اور عام گزرگاہ نہ ہو تو سترے کا رکھنا ضروری نہیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکا جائے

۷۸۵۔ (۱٤) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ،

۷۸۵۔ (۱۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی، جو نمازی کے آگے

۷۸۲۔ صحیح ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب الدنو من السترۃ (٦٩٥)، النسائی (٧٤٩)

۷۸۳۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب اذا صلی الی او نحوھا (٦٩٣)، اس روایت کی سند و متن مضطرب ہے اور اس کے علاوہ درج ذیل علتیں ہیں: ۱۔ ضباعہ بنت مقداد غیر معروف ہے۔ ۲۔ مھلب مجہول اور ولید بن کامل لین الحدیث ہے۔

۷۸٤۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من قال الکلب لا یقطع الصلاۃ (٧١٨)، النسائی کتاب القبلۃ باب مایقطع الصلاۃ ومالا یقطع (٧٥٤)، عباس بن عبیداللہ نے فضل بن عباس کو نہیں پایا لہٰذا سند منقطع ہے۔

۷۸۵۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من قال لا یقطع الصلاۃ شیء (٧١٩)، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

وَادْرَؤُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

سے گزر جائے البتہ جہاں تک ہو سکے آگے سے گزرنے سے روکو کیونکہ گزرنے والا بڑا سرکش اور شیطان ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی نمازی کے آگے سے گزرنے سے فی نفسہ نماز تو باطل نہیں ہوتی البتہ خشوع وخضوع میں ضرور فرق آ جائے گا اس لیے جہاں تک ہو سکے گزرنے والے کو گزرنے سے روکے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

دوران نماز معمولی حرکت کی جا سکتی ہے

۷۸۶۔ (۱۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرِجْلَاىَ فِيْ قِبْلَتِهٖ۔ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۶۔ (۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی کہ تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے جب آپ کھڑے ہوتے تو میرا پاؤں آپ کے سامنے ہوتا جب آپ سجدہ کرتے تو آپ میرے پاؤں کو دبا دیتے جس سے میں اپنے پاؤں کو سمیٹ لیتی اور آپ سجدہ کر لیتے جب سجدہ کر کے آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پھر اپنے پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس وقت گھر میں چراغ نہیں تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... گھر کی تنگی کی وجہ سے آپ اپنے بستر ہی پر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں لیٹی رہتی تھیں جب سجدہ کرتے تو ان کے پاؤں کو ٹھوکر لگا کر اشارہ کرتے کہ میرے سجدہ کرنے کے لیے تم اپنے پاؤں سمیٹ لو۔ وہ پاؤں سمیٹ لیتیں اور آپ سجدہ کر لیتے۔ چونکہ آپ کا لمبا قیام ہوتا تھا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر پاؤں پھیلا لیتی تھیں اور یہ عذر بیان کرتی ہیں کہ گھر میں چراغ نہیں تھا۔

۷۸۷۔ (۱۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَّالَهٗ فِيْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ اَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِي الصَّلَاةِ، كَانَ لَاَنْ يُّقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِيْ خَطَا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

۷۸۷۔ (۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مسلمان بھائی نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو تمہیں معلوم ہو جائے کہ کتنا گناہ ہے تو سو برس تک ٹھہرا رہنا بہتر ہے اس کے حق میں نمازی کے آگے سے گزرنے سے۔ (ابن ماجہ)

۷۸۸۔ (۱۷) وَعَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ؛ لَكَانَ

۷۸۸۔ (۱۷) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کتنا گناہ ہے۔ تو اس کا زمین

۷۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب التطوع خلف المراۃ (۵۱۳)، مسلم کتاب الصلاۃ باب الاعتراض بین یدی المصلی (۵۱۲)

۷۸۷۔ اسنادہ ضعیف ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب المرور بین یدی المصلی (۹۴۶)، عبیداللہ بن عبدالرحمن راوی لیس مابقوی ہے۔

۷۸۸۔ اسنادہ صحیح موطا امام مالک کتاب قصر الصلاۃ فی السفر باب التشدید فی ان یمر (۱/ ۱۵۵ ح ۳۶۳)

اَنْ يُّخْسَفَ بِهٖ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ: اَهْوَنَ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

میں دھنس جانا زیادہ بہتر یا زیادہ آسان ہوگا بہ نسبت اس کے کہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ (مالک)

۷۸۹۔ (۱۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی غَيْرِ السُّتْرَةِ، فَاِنَّهٗ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ، وَالْخِنْزِيْرُ، وَالْيَهُوْدِیُّ، وَالْمَجُوْسِیُّ، وَالْمَرْأَةُ۔ وَتُجْزِئُ عَنْهُ اِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰی قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۸۹۔ (۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے غیر سترے کی طرف نماز پڑھے تو اگر اس کے سامنے سے گدھا، سور، یہودی، مجوسی، عورت گزر جائے تو اس کی نماز کا خشوع جاتا رہتا ہے اور اگر یہ ایک پتھر کے پھینکنے کی مسافت کی دوری سے گزرے تو نماز میں کوئی خرابی نہ ہوگی۔ نماز ہو جائے گی۔ (ابوداود)

توضیح:...... قذفة بحجر کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے آگے کھڑے ہو کر کوئی پتھر پھینکے تو جتنی مسافت پر پتھر گرا ہے۔ اس کے آگے سے گزرنا درست ہے۔ اور اس درمیان سے گزرنا درست نہیں۔

❀❀❀❀

۷۸۹۔ اسناده ضعيف ابوداوٗد كتاب الصلاة باب ما يقطع الصلاة (۷۰٤)، اس روایت کی سند معلل ہے کیونکہ راوی کو اتصال میں شک ہے۔

(۱۰) بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

نماز کی ترکیب کا بیان

نماز کی ادائیگی کے لیے نماز کے شرائط اور ارکان اور آداب کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ نماز کے لیے سات شرطیں ہیں بغیر ان کے نماز نہیں ہو سکتی ہے، وہ سات شرطیں یہ ہیں:

(۱) تمام بدن کا پاک ہونا (۲) نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا

(۳) نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر چھپانا

(۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ رخ ہونا

(۷) نماز کی نیت کرنا۔

ان سب کی پوری تفصیل اسلامی تعلیم میں بیان کر دی گئی ہے نماز کے دس ارکان ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت سورہ فاتحہ اور قرأت قرآن مجید

(۴) رکوع (۵) دو سجدے (۶) تعدیل ارکان

(۷) ترتیب (۸) قعدہ (۹) تشہد

(۱۰) تسلیم اور ۳۱ سنتیں ہیں تمام شرائط، ارکان اور سنت کے مطابق نماز ادا کرنا ضروری ہے نماز کی مختصر ترکیب حسب ذیل ہے اور یہ سب ان احادیث سے ثابت ہیں جن کا بیان آگے آ رہا ہے نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔

جب کسی نماز کا وقت ہو جائے اور تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے بدن کو حدث اکبر اور حدث اصغر اور ظاہری ناپاکی سے پاک کر لو یعنی اگر غسل کی ضرورت ہے تو غسل کر لو اور اگر وضو کی ضرورت ہے تو وضو کر لو اور پاک صاف کپڑے پہن لو۔ مسجد یا کسی پاک جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے اس طرح باادب کھڑے ہو جاؤ کہ دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت یا اس کے قریب فاصلہ رہے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور اپنے دل سے تمام دنیا کی باتیں نکال دو۔ پھر جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت دل سے کرو اگر فرض نماز پڑھنی ہے تو فرض کی نیت کرو اور اگر نفل نماز ہے تو نفل نماز کی نیت کرو اور جس وقت کی نماز ہو اس وقت کی نیت کرو۔ یعنی اگر فجر کی پڑھنی چاہتے ہو تو اپنے دل میں نیت (ارادہ) کر لو کہ فجر کی دو رکعت نماز فرض اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں۔ اسی طرح ہر ایک وقت نیت کر لیا کرو۔ پھر رفع یدین کرو، یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کانوں کی لو تک اٹھاؤ۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ رہیں اور انگلیاں کھلی رہیں۔ اس وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ سینہ پر باندھ لو۔ اس طرح کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے نیچے کا حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے پشت اور کلائی و پہونچے پر رہے اور اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ رکھو اور ادھر ادھر نہ دیکھو۔ پھر آہستہ آہستہ اس دعاء اللّٰھم باعد بینی وبین خطایای کو آخر تک پڑھو پھر آہستہ سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھو اگر جہر (آواز والی) نماز ہے تو آواز سے پڑھو اور اگر سری (آہستہ والی نماز ہے تو آہستہ پڑھو۔

جب تم سورۂ فاتحہ ختم کر چکو تو آمین کہو۔ اگر جہری نماز ہے تو زور سے آمین کہو اور اگر سری نماز ہے تو آہستہ آمین کہو۔ اس کے بعد ذرا سا ٹھہر جاؤ پھر کوئی بڑی یا چھوٹی سورت بسم اللہ کے ساتھ پڑھو۔ اس دوسری سورت کو ختم کر کے رفع یدین کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ۔ رکوع میں پیٹھ کو خوب سیدھی رکھو اور دونوں ہتھیلیوں سے خوب مضبوطی کے ساتھ دونوں گھٹنوں کو پکڑ لو اور انگلیوں کو کشادہ رکھو اور دونوں کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھ کر تانت کی طرح اس شکل میں تان لو کہ کہنیاں ٹیڑھی نہ رہیں۔ اور رکوع کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ جمائے رکھو اور رکوع میں دعا تین مرتبہ سے دس مرتبہ تک پڑھو۔ مگر تین بار سے کم نہ پڑھو۔ اب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرو اور ہاتھ لٹکا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قومہ میں ایک بار سے دعاء کو پڑھو ربنا لك الحمد حمد اکثیرا طیبا مبارکا فیه یعنی اے ہمارے رب صرف تیرے لیے ہی بہت پاکیزہ بابرکت خوبیاں ہیں۔

اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جاؤ اس طرح سے کہ زمین پر پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھو پھر دونوں گھٹنوں کو پھر پیشانی اور ناک کو رکھو اور دونوں ہاتھوں کو کانوں یا کندھوں کے برابر انگلیاں ملا کر رکھو اور ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پیر کی انگلیوں کو مضبوطی کے ساتھ زمین پر جمائے رکھو اور پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ کی طرف رکھو اور دونوں ٹخنوں کو ملا کر رکھو۔ اور کہنیوں کو پسلیوں اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھو اور کہنیوں کو زمین پر بچھاؤ اور سجدہ کی دعاء کو تین مرتبہ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ دس مرتبہ پڑھو دعاء یہ ہے۔

((سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی۔ سبوح قدوس رب الملئكة والروح .))

''اے اللہ تو ہمارا رب ہے ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش دے تو پاک ذات والا پاک صفتوں والا اور فرشتوں وروح کا رب ہے۔''

اس دعاء کو پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سر پھر ایک ساتھ دونوں ہاتھوں کو زمین سے اٹھا کر اس طرح سیدھے بیٹھ جاؤ کہ بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھو اور دائیں پیر کو اس طرح کھڑا رکھو کہ اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف مڑی ہوئی ہوں اور داہنے ہاتھ کو داہنے زانو پر بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھو اور خوب اطمینان سے بیٹھ کر اس دعاء کو ایک بار پڑھو دعاء یہ ہے:

((اللهم اغفرلی وارحمنی واهدنی وعافنی وارزقنی .))

''اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو ہدایت کر مجھے عافیت دے اور مجھ کو روزی دے۔''

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جاؤ اور پہلے سجدہ کی طرح اس دوسرے سجدے کو بھی پورا کرو اور پہلے سجدہ والی دعا اس دوسرے سجدے میں بھی تین بار یا زیادہ پڑھو۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے اٹھ کر جلسہ استراحت کر کے دوسری رکعت کے لیے اس طرح کھڑے ہو کر اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک لگا کر پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر پہلے کی طرح دونوں ہاتھ باندھ لو اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پہلی رکعت کی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اگر امام کے پیچھے ہو تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھو اور اگر تنہا ہو تو سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت کے مطابق رکوع' قومہ' سجدہ جلسہ اور دوسرا سجدہ کرو اور پہلی رکعت کی طرح رکوع' قومہ' سددہ اور جلسہ والی دعاؤں کو اسی قاعدے سے پڑھو اور دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد قعدہ کرو۔ یعنی اس طرح سیدھے بیٹھ جاؤ کہ داہنا پیر کھڑا رکھو اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاؤ اور دائیں پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف رکھو اور داہنے ہاتھ کو داہنے زانو پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھو اور داہنے ہاتھ کو پچھلی دونوں انگلیاں موڑ کر بیچ کی انگلی کا سرا انگوٹھے کی جڑ میں لگا کر حلقہ کی طرح بنا لو اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرو۔ اس وقت اس شہادت کی انگلی پر نظر رکھو اور دونوں کہنیوں کو زانو سے الگ رکھو اور تشہد (التحیات) پڑھو۔ تشہد ختم کر کے اگر دو رکعت

والی نماز ہے تو درود شریف پڑھو۔

درود شریف کے بعد بہت سی دعائیں ہیں جو آگے آ رہی ہیں پڑھو۔ ان دعاؤں کو پڑھ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیر دو یعنی یوں کہو ''السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'' داہنی طرف سلام پھیرتے وقت داہنی طرف منہ پھیرو اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف منہ پھیرو۔ داہنی طرف سلام میں داہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرو کہ تم فرشتوں اور نمازیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور بائیں طرف فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرو اور جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کے اوپر بھی سلام کی نیت کرو اور امام دونوں سلاموں میں فرشتوں اور تمام مقتدیوں کی نیت کرے۔ اور اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور رفع یدین کر کے سینے پر ہاتھ باندھ لو اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھو اور کوئی دوسری سورت پہلی دو رکعتوں کی طرح ملا کر مت پڑھو۔ امام و مقتدی دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور ان پچھلی دونوں رکعتوں میں رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرو اور قومہ، سجدہ اور جلسہ کی وہی دعائیں پڑھو جو پہلے لکھی جا چکی ہیں اور آخری قعدہ میں ''تورک'' کر کے بیٹھ جاؤ اور تشہد و درود وغیرہ پڑھ کر بدستور سابق سلام پھیر دو۔ اگر سنت نفل کی چار رکعت پڑھتے ہو تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری کوئی سورۃ ضرور پڑھو۔ اور اگر فرض کی تین رکعت نماز فرض پڑھ رہے ہو تو دو رکعت پڑھ کر قعدہ کرو اور تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور رفع یدین کر کے ہاتھ سینے پر باندھ لو اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع و سجدہ کر کے بیٹھ جاؤ اور تشہد و دعا پڑھ کر سلام پھیر دو۔ اور اگر وتر کی تین رکعت پڑھنی چاہتے ہو تو تینوں رکعتیں مسلسل ایک دم پڑھتے چلے جاؤ دو رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھو نہیں بلکہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور تیسری رکعت کے رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھو۔ وہ دعا یہ ہے:

((اللهم اهدني فيمن هديت، و عافني في من عافيت، و تولني فيمن توليت، و بارك لي فيما اعطيت، و قني شر ما قضيت، فانك تقضي ولا يقضى عليك، انه لا يذل من واليت، ولا يعزمن عاديت، تباركت ربنا و تعاليت، نستغفرك ونتوب اليك، وصلى الله على النبي .))

''اے اللہ! تو مجھ کو ہدایت دے ان لوگوں کی طرح جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی ہے اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں کہ تو نے کارسازی کی اور برکت دے اس چیز میں جو تو نے عطا کی ہے اور اس برائی سے مجھ کو بچا جو تو نے فیصلہ کر رکھا ہے بیشک تو حکم کرتا ہے اور تیرے حکم اوپر حکم نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا تو والی ہو گا وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پا سکتا۔ اے ہمارے رب! تو صاحب برکت اور بلند مرتبہ والا ہے۔''

اور وتر کے سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ سبحان الملك القدوس کہو۔ تیسری بار آواز بلند کر کے کہو اور فرض نمازوں کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے ایک بار بلند آواز سے اللہ اکبر کہو پھر تین مرتبہ استغفر اللہ کہو اس کے بعد بہت سی دعائیں ہیں جو آگے بیان ہوں گی ان کو پڑھو۔ ان سب کی دلیلیں مندرجہ ذیل احادیث ہیں ان کو غور سے پڑھو یہ نبی ﷺ کی نماز ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز سکون اور اطمینان سے ادا کی جائے

۷۹۰۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ

۷۹۰۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ، فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ۔ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَعَلَیْكَ السَّلَامُ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))۔ فَرَجَعَ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَآءَ، فَسَلَّمَ۔ فَقَالَ: ((وَعَلَیْكَ السَّلَامُ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))۔ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ۔ اَوْفِی الَّتِیْ بَعْدَهَا۔: عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ((اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِیَ قَآئِمًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا))۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِیْ قَآئِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

مسجد کے گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور نماز پڑھی، نماز ختم کر کے آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا کہ تیرے اوپر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دوبارہ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ وہ لوٹ آیا اور دوبارہ پھر نماز لوٹائی۔ اس نے پھر آپ کی خدمت میں آ کر سلام کیا آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب وعلیکم السلام دے کر فرمایا پھر لوٹ کر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے اسی طرح سے اس نے تین چار مرتبہ نماز پڑھی پھر تیسری یا چوتھی بار اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجیے کہ میں کس طرح نماز پڑھوں، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو سب سے پہلے پورا وضو کر لو اور پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو، پھر قرآن مجید میں سے جو تمہیں آسان ہو اور یاد ہو پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر دوسری رکعت کے لیے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اسی طرح سے ہر رکعت میں اور ہر نماز میں کرو۔ (مسلم و بخاری)

توضیح:...... اس حدیث سے تعدیل ارکان کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ یعنی نماز کے ہر رکن کو اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہیے اگر کوئی جلدی جلدی رکوع سجدہ کرتا ہے اور اطمینان سے قومہ، قیام، جلسہ، تشہد نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

۷۹۱۔ (۲) وَعَنْ عَآئِشَةَ ﷞ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِیْرِ، وَالْقِرَآءَ ةِ۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)۔ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ یُشْخِصْ رَأْسَهٗ، وَلَمْ یُصَوِّبْهُ ؛ وَلٰكِنْ بَیْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ یَسْجُدْ حَتّٰى یَسْتَوِیَ قَآئِماً۔ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ یَسْجُدْ حَتّٰى یَسْتَوِیَ جَالِسًا۔ وَكَانَ یَقُوْلُ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَیْنِ

۷۹۱۔ (۲) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر سے شروع کرتے یعنی تکبیر تحریمہ کر کے نماز میں داخل ہوتے اور قرأت کو الحمدللہ سے شروع کرتے یعنی قرآن مجید کی اور سورتوں کو پڑھنے سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھتے اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا رکھتے بلکہ دونوں کے بیچ و بیچ میں رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ اطمینان سے سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت میں التحیات پڑھتے اور تشہد میں

۷۹۰۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراء ۃ للامام والماموم (۷۵۷)، مسلم کتاب الصلاۃ باب وجوب قراء ۃ الفاتحہ فی کل رکعة (۳۹۷[۸۸۵])

۷۹۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب ما یجمع صفة الصلاۃ (۴۹۸[۱۱۱۰])

التَّحِيَّةَ۔ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ، وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ۔ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بیٹھتے وقت بائیں پیر کو بچھا لیتے اور دائیں کو کھڑا رکھتے اور عقبۃ الشیطان سے منع کرتے اور دونوں ہاتھوں کو سجدے کی حالت میں زمین پر بچھانے سے منع فرماتے جس طرح درندے جانور بچھا دیتے ہیں اور نماز کو سلام پر ختم کرتے۔ (مسلم)

توضیح:...... عقبۃ الشیطان کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں دونوں سرینوں کو دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر رکھنے سے منع فرماتے اس کو اقعاء بھی کہتے ہیں اور یہ بھی اس کا مطلب ہے کہ سجدے کی حالت میں دونوں سرینوں کو زمین پر رکھنے اور دونوں پیروں کو کھڑا کرنے۔ اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنے سے منع فرمایا ہے جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔

۷۹۲۔ (۳) وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِ نِالسَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا أَحْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: رَأَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ حَصَرَ ظَهْرَهٗ، فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ، فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى، وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۹۲۔ (۳) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں تھا کہ آپ کی نماز کا تذکرہ ہوا میں نے عرض کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ خوب جانتا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر تحریمہ کہتے تو رفع الیدین کرتے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں شانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے پھر اپنی جگہ پر آ جاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو زمین پر اس طرح رکھتے کہ کہنیوں کو نہ تو زمین پر بچھاتے اور نہ پہلو کی جانب سمیٹتے اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھتے جب دو رکعت پڑھ کر بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا رکھتے اور جب آخری قعدہ میں بیٹھتے تو بائیں پیر کو داہنے پیر کے آگے نکال لیتے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے اور سرین پر بیٹھتے۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قعدہ اخیرہ میں تورک کر کے بیٹھنا سنت ہے۔ یعنی بائیں پیر کو داہنے پیر کی طرف نکال لے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھے اور سرین کو زمین پر بچھا دے۔

رفع الیدین سنت نبوی ﷺ

۷۹۳۔ (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ، وَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

۷۹۳۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کرتے تھے یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں تک اٹھاتے تھے اور رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے اور رکوع

۷۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد (۸۲۸)

۷۹۳۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب رفع الیدین فی التکبیره الاولی (۷۳۵)، مسلم کتاب الصلاة باب استحباب رفع الیدین حذوالمنکبین (۳۹۰[۸۶۱])

حَمِدَهٗ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))۔ وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمد ربنالك الحمد فرماتے اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۷۹۴۔ (۵) وَعَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۹۴۔ (۵) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں داخل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کر کے رفع الیدین کرتے اور رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے وقت بھی رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو بھی رفع الیدین کرتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو رسول اللہ ﷺ سے مرفوع کیا ہے۔ (بخاری)

۷۹۵۔ (٦) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ: حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۹۵۔ (٦) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شروع تکبیر کے وقت دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی لو تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی لو تک اٹھاتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... ان احادیث اور دیگر احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین کرنا سنت ہے اور جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، کا یہی مسلک ہے صحیح بخاری شریف میں واذا قام من الركعتين رفع يديه یعنی جب آپ دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو بھی کھڑے ہو کر رفع الیدین کیا کرتے تھے بلکہ بیہقی میں حدیث ہے: ((فما زالت تلك صلوٰته حتى لقى الله تعالىٰ .)) (تلخیص الحبیر ص ۸۱) یعنی رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے رہے۔ انتقال فرمانے کے وقت تک، ابوداؤد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں حدیث ہے جس کی اصل صحیحین یعنی بخاری، مسلم میں یہی ہے۔ جسے امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے حسن صحیح کہا ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوحمید صحابی رضی اللہ عنہ کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں آنحضرت ﷺ کی نماز کا بیان کرتے ہیں جس میں فرماتے ہیں: ((اذا قام الى الصلوٰة رفع يديه ثم يكبر و يرفع يديه ثم يركع ثم يرفع راسه فيقول سمع الله لمن حمده ثم يرفع يديه ثم اذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه .)) یعنی آپ پہلی تکبیر کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کیا کرتے تھے وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ((صدقت هكذا كان يصلى)) بیشک آپ سچے ہیں، آنحضرت ﷺ ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے (مشکوٰۃ میں یہ حدیث آگے آ رہی ہے۔ ان بہت سی اور بالکل صحیح حدیثوں کے مطابق ان چاروں جگہ یعنی پہلی تکبیر کے وقت اور رکوع میں جانے کے وقت اور رکوع سے سر اٹھا کر اور دو رکعت کے بعد تیسری کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا چاہیے۔

۷۹۴۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین (۷۳۹)

۷۹۵۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا کبر (۷۳۷)، مسلم کتاب الصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین (۳۹۱[۸٦۵])

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ (مصری جلد دوم ص ۸) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ((فاذا اراد ان یرکع رفع یدیه حذومنکبیه اواذنیه و کذلك اذا رفع راسه من الرکوع والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر و اثبت)) یعنی جب رکوع کرنا چاہے تو رفع الیدین کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے تب بھی رفع یدین کرے رفع یدین کرنے والوں کو میں نہ کرنے والوں سے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور بہت صحیح ہیں۔ تعلیق الممجد حاشیہ مؤطا محمد (ص ۷۱ مطبوعہ یوسفی) میں مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ((ان ثبوته عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اکثر و ارجح واما دعوی نسخه فلیست بمبرھن علیھا بما یشفی العلیل و یردی الغلیل .)) یعنی نبی ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے ان کا قول بے دلیل ہے۔ امام ابوالحسن سندی مدنی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ ابن ماجہ (مصری جلد اول ص ۱۴۶) میں لکھتے ہیں: ((واما قول من قال ان ذالك الحدیث ناسخ الرفع غیر تکبیرۃ الافتتاح فھو بلا دلیل (الی ان قال) والرفع اقوی و اکثر .)) یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا منسوخ ہو گیا۔ ان کا قول غلط ہے۔ رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں اور بہت قوی ہیں۔

درمختار (مصری جلد اول ص ۴۶۲) میں ہے: ((فلا تفسد برفع یدیه فی تکبیرات الزوائد علی المذھب وما روی من الفساد فشاذ .)) یعنی جس نے کہا کہ رفع الیدین کرنے سے نماز میں کچھ نقصان آتا ہے۔ اس کا قول مردود ہے اور رکوع میں جانے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ رفع الیدین لا تفسد الصلوٰۃ۔ رفع الیدین کرنے سے نماز میں کچھ فساد نہیں پڑتا (کذا فی الذخیرہ)۔ تعلقات فوائد بہیہ میں لکھتے ہیں: ((ماقبح کلامه وما اضعفه اتفسد الصلوٰۃ بما تواتر فعله عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واصحابه .)) یعنی اتقانی کا یہ کلام کہ رفع الیدین سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کتنا برا اور کس قدر ضعیف ہے کیا اس کام کے کرنے سے نماز خراب ہو جائے گی جس کا کرنا خدا کے رسول ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور جس فعل کو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی برابر کرتے رہے ہیں۔ فی الحقیقت مولانا عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ رفع الیدین کرنا نبی عربی فداہ امی و ابی سے تواتراً ثابت ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ازھار المتناثرہ میں لکھتے ہیں کہ منجملہ اور متواتر حدیثوں کے رفع الیدین کرنے کی حدیث بھی متواتر ہے (تعلیق المجد ص ۷۱) تینوں مذہبوں میں تینوں اماموں کے نزدیک رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تینوں رفع الیدین کے قائل ہیں۔ پھر جو شخص چاروں مذہبوں کو برحق مانتا ہو وہ رفع الیدین سے کیسے انکار کر سکتا ہے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء رفع الیدین میں لکھتے ہیں کہ حسن اور حمید اپنی روایت سے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کیا کرتے تھے کسی ایک کو خارج نہیں کرتے تو یہ مسئلہ ایسا ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔

مجد الدین فیروز آبادی نے سفر السعادۃ میں لکھا ہے: "کثرۃ ایں معنی بہ تواتر ماندہ است وچہار صد اثر وخبر دریں باب صحیح شدہ و عشرہ مبشرہ روایت کردہ اندلایزال بریں کیفیت بود تا ازیں جہاں رحلت کردہ وغیر ازیں چیزے ثابت نشدہ۔" یعنی یہ حدیث متواتر ہے اور چار سو روایتیں رفع الیدین کرنے کے ثبوت میں آئی ہیں۔ (اور علاوہ اور بزرگ صحابیوں کے) عشرہ مبشرہ جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں جنتی فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی اس حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

عدم رفع یدین کے بارے میں جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ لیس ھو بصحیح یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت براء کی روایت بھی ضعیف ہے۔ ملا علی قاری اپنی موضوعات ص۱۰۱ میں منها احادیث المنع عن رفع الیدین فی الصلوٰۃ عندالرکوع و الرفع منه کلها باطلة لا یصح منها شیئی لحدیث ابن مسعود یعنی جن حدیثوں میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین نہ کرنا مروی ہے وہ سب کی سب جھوٹی ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔ بلکہ جزرفع الیدین میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: ((کان اذا رای رجلا لا یرفع یدیه اذا کبر و اذا رفع رماه بالحصا.)) یعنی آپ رضی اللہ عنہ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکر مارتے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((اتفق علی روایة هذه السنة العشرة الشحود ولهم بالجنة فمن بعدهم اکابر الصحابة.)) یعنی اس سنت کی روایت پر عشرہ مبشرہ متفق ہیں یعنی وہ دس صحابی جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان کے سوا اور بزرگ صحابہ سے مروی ہے اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((لا یعلم سنن اتفق علی روایتها العشرة فمن بعدها من اکابر الصحابة علی تفرقهم فی الاقطار الشاشعة غیر هذه السنة.)) یعنی ایسی کوئی سنت نہیں جس کی روایت پر عشرہ مبشرہ اور دوسرے بزرگ صحابہ کا اتفاق ہو باوجود یہ کہ وہ دور دراز ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ سوائے اس سنت رفع الیدین کے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا وہ قول بھی یاد کر لیجیے کہ تمام صحابہ اس پر متفق ہیں۔

۷۹۶۔ (۷) وَعَنْهُ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ، فَإِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۹۶۔ (۷) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب طاق رکعت یعنی پہلی یا تیسری رکعت میں ہوتے تو سجدہ سے نہیں اٹھتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔ (پھر کھڑے ہوتے) اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

۷۹۷۔ (۸) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ، فَلَمَّا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ، سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۹۷۔ (۸) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع الیدین کہہ کر اللہ اکبر کہتے (اگر سردی کا زمانہ ہوتا تو اپنے ہاتھوں کو کپڑوں میں ڈھانک لیتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے) پھر قرأت سے فارغ ہو کر رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکال لیتے پھر رفع الیدین کرتے اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کرتے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوئیں (۱) نماز شروع کرتے وقت یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا

۷۹۶۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب من استوی قاعدا فی وتر (۸۲۳)

۷۹۷۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وضع یده الیمنیٰ علی الیسری (۴۰۱[۸۹۶])

سنت ہے۔(۲)اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا بھی سنت ہے۔ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ کہاں ہاتھ رکھنا چاہیے محققین محدثین کا یہ مسلک ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں صاف طور پر اس کا بیان آیا ہے۔ یہی وائل بن حجر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(۱)...... ((صليت مع رسول الله ﷺ فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره.)) (ابن خزيمه) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر رکھا۔

(۲)...... ((عن طاؤس قال كان النبى صلى الله عليه يضع يده اليمنى على يده اليسرى ثم يشد هما على صدره وهو فى الصلوة.)) (ابو داؤد فى المراسيل)(حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیتے تھے۔

(۳)......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے پہنچے کے بیچ میں رکھ کر دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فصل لربك وانحر﴾ کی یہ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ ((ضع يديك اليمنى على الشمال عند النحر.))(تفسير خازن) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھو۔(۳)رکوع میں جاتے وقت بھی رفع الیدین کرنا سنت ہے۔(۴)رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرنا سنت ہے۔

۷۹۸۔ (۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلَاةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۹۸۔(۹) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا تھا کہ لوگ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھیں۔(بخاری)

۷۹۹۔ (۱۰) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْلُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۹۹۔(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے پھر رکوع میں جاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے یعنی جس وقت رکوع سے اپنی پیٹھ کو اٹھاتے پھر کھڑے ہو کر ربنا لك الحمد کہتے پھر پہلے سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے پھر دوسرے سجدہ میں جاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے اسی طرح پوری نماز میں کرتے پھر دو رکعت پوری کر کے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

۸۰۰۔ (۱۱) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

۸۰۰۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

۷۹۸۔ صحیح البخاری کتاب الاذان باب وضع الیمنی علی الیسری (۷۴۰)

۷۹۹۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب التکبیر اذا قام من السجود (۷۸۹)، مسلم کتاب الصلاۃ باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی (۳۹۲[۸۶۸])

۸۰۰۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین باب افضل الصلاۃ طول القنوت (۷۵۶[۱۷۶۸])

اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا: طول قیام والی نماز سب نمازوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

نماز نبوی ﷺ

۸۰۱۔ (۱۲) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِالسَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالُوْا: فَاعْرِضْ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يُصَبِّيْ رَأْسَهٗ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَيَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) ثُمَّ يَهْوِيْ اِلَى الْاَرْضِ سَاجِدًا، فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ))۔ وَيَرْفَعُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ، ثُمَّ يَنْهَضُ ثُمَّ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِيْ بَقِيَّةِ صَلَاتِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ

۸۰۱۔(۱۲) حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابیوں سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں (یہ سن کر ان سب نے) کہا کہ آپ نبی ﷺ کی نماز کی پوری ترکیب بیان کیجیے تو میں نے کہا سنیے رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں تک اٹھاتے یعنی رفع الیدین کرتے پھر اللہ اکبر کہتے پھر اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ قرأت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں شانوں تک اٹھاتے یعنی رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرتے پھر رکوع کرتے اور رکوع کی حالت میں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور کمر کو سیدھی رکھتے نہ سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا۔ پھر رکوع سے سر اٹھاتے۔ اور سمع الله لمن حمده کہتے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں تک اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ کرتے اس طرح سے کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے الگ رکھتے اور پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ کی طرف رکھتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو موڑ کر یعنی بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے اطمینان سے سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ کی طرف لوٹ آتی یعنی جلسہ استراحت کرتے۔ پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے۔ دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ پہلی میں کیا تھا پھر دو رکعت پڑھ کر جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں شانوں تک اٹھاتے جیسا کہ نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہا تھا پھر اسی طرح سے باقی نماز میں کرتے یہاں

۸۰۱۔ اسناده صحيح ابوداؤد كتاب الصلاة باب افتتاح الصلاة (۷۳۰)، الترمذی كتاب الصلوة باب وصف الصلاة (۳۰۴، ۳۰۵)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب اتمام الصلاة (۱۰۶۱)

الَّتِیْ فِیْهَا التَّسْلِیْمُ أَخْرَجَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰی شِقِّهِ الْأَیْسَرِ، ثُمَّ سَلَّمَ۔ قَالُوْا: صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ یُصَلِّیْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِأَبِیْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حُمَیْدٍ: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَیْهِمَا، وَوَتَرَ یَدَیْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَیْهِ، وَقَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَأَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ الْأَرْضَ وَنَحّٰی یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ، وَوَضَعَ كَفَّیْهِ حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ، وَفَرَّجَ بَیْنَ فَخِذَیْهِ غَیْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَخِذَیْهِ حَتّٰی فَرَغَ، ثُمَّ جَلَسَ، فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی، وَأَقْبَلَ بِصَدْرِالْیُمْنٰی عَلٰی قِبْلَتِهٖ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْیُمْنٰی عَلٰی رُكْبَتِهِ الْیُمْنٰی، وَكَفَّهُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُكْبَتِهِ الْیُسْرٰی، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهٖ۔ یَعْنِی السَّبَّابَةَ۔ وَفِیْ أُخْرٰی لَهٗ: وَاِذَا قَعَدَ فِی الرَّكْعَتَیْنِ قَعَدَ عَلٰی بَطْنِ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی، وَنَصَبَ الْیُمْنٰی۔ وَاِذَا كَانَ فِی الرَّابِعَةِ أَفْضٰی بِوَرِكِهِ الْیُسْرٰی إِلَی الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَیْهِ مِنْ نَاحِیَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

تک کہ وہ سجدہ کرتے جس کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے تو سجدہ کر کے بائیں پاؤں کو باہر نکال لیتے اور بائیں جانب کے کولہے پر بیٹھ جاتے (التحیات درود پڑھ کر) پھر سلام پھیر دیتے یہ سن کر ان دس صحابیوں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے (ابوداؤد' دارمی' ترمذی' ابن ماجہ) اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوحمید والی حدیث ابوداؤد میں بھی ہے اس کے کچھ الفاظ یہ ہیں کہ پھر آپ نے رکوع کیا اور رکوع کی حالت میں دونوں گھٹنوں پر اس طرح ہاتھ رکھا گویا مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور کمان کے چلے کی طرح دونوں ہاتھوں کو کھینچے ہوئے ہیں' دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے دور رکھا اور دونوں ہتھیلیوں کو دونوں کندھوں کے برابر رکھا اور دونوں زانوں کے درمیان کشادگی رکھی کہ پیٹ کو دونوں زانوں سے الگ رکھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے پھر قعدہ کیا اس طرح سے کہ بائیں پاؤں کو باہر نکال کر بچھا لیا اور دائیں پاؤں کے اگلے حصے کو قبلہ کی طرف رکھا اور داہنے ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر رکھا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ دو رکعت پڑھ کر جب آپ بیٹھتے تو بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور جب چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو تورک کر کے بیٹھتے یعنی بائیں کولہے پر بیٹھتے اور دونوں پاؤں کو ایک جانب یعنی داہنے جانب نکال لیتے۔

توضیح:...... حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے اور دس صحابیوں نے اس کی تائید اور تصدیق کی ہے اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوئی ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا (۲) اور تعدیل ارکان سے نماز پڑھنا (۳) اور آخر قعدے میں تورک کرنا جس کی تفصیل ترجمہ میں گزر چکی ہے (۴) جلسہ استراحت

۸۰۲۔ (۱۳) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ أَبْصَرَ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ قَامَ إِلَی الصَّلَاةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی كَانَتَا بِحِیَالِ مَنْكِبَیْهِ، وَحَاذٰی

۸۰۲۔ (۱۳) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں

۸۰۲۔ اسنادہ ضعیف ابوداوٗد کتاب الصلاۃ باب رفع الیدین فی الصلاۃ (۷۲۴)' عبدالجبار وائل نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا پس سند منقطع ہے۔

إِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ۔

کندھوں تک اٹھاتے اور ہاتھ کے انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کر لیتے پھر اللہ اکبر کہتے (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

٨٠٣۔ (١٤) وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۰۳۔ (۱۴) حضرت قبیصہ بن وہب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے تھام لیتے یعنی قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر امامت کراتے اور نماز پڑھاتے (ترمذی، ابن ماجہ)

تعدیل ارکان کا اہتمام

٨٠٤۔ (١٥) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم. ((أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ: عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أُصَلِّيْ؟ قَالَ: ((اِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ وَمَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ فَمَاذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ۔ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ، وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلَى مَفَاصِلِهَا۔ فَإِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔ ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ)) هٰذَا لَفْظُ ((الْمَصَابِيْحِ)) وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ، قَالَ: ((اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ

۸۰۴۔ (۱۵) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ (اور اس نے) نماز ادا کی۔ پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے سلام کے جواب دینے کے بعد) فرمایا تم اپنی نماز دوبارہ پڑھو (کیونکہ جلدی جلدی تم نے جو نماز پڑھی ہے وہ نماز نہیں ہوئی گویا) تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ بتا دیجیے کہ میں کس طرح نماز پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم قبلہ رخ ہو تو اللہ اکبر کہو (تکبیر تحریمہ و ثناء وغیرہ کے بعد) سورۂ فاتحہ یعنی الحمد للہ پوری سورت (اس کے بعد) جو کچھ اللہ چاہے یعنی کوئی دوسری سورت پڑھو۔ پھر رکوع میں جاؤ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھو اور رکوع میں اطمینان سے کھڑے رہو اور پیٹھ کو خوب تان لو اور اچھی طرح سے برابر کر لو پھر جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو اپنی پیٹھ کو سیدھی کر لو اور سر کو اٹھا لو یعنی خوب اچھی طرح سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ کمر کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں پھر جب سجدہ کرو تو اطمینان سے سجدہ کرو جب سجدہ سے سر اٹھاؤ تو تم اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔ اسی طرح سے تم ہر رکوع اور سجدہ میں کرو یہاں تک کہ ارکان کو اطمینان سے کرو۔ یہ مصابیح کے

٨٠٣۔ اسناد حسن ترمذی کتاب الصلاة باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة (٢٥٢)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة ٨٠٩ احمد (٥/ ٢٢٦)

٨٠٤۔ اسناده صحیح ابوداوٗد کتاب الصلاة باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود (٨٥٩)، ترمذی کتاب الصلاة باب فی وصف الصلاة (٣٠٢)، النسائی کتاب التطبیق باب الرخصة فی ترك الذکر فی الرکوع (١٠٥٤)

بِهٖ، ثُمَّ تَشَهَّدْ، فَأَقِمْ فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ، وَهَلِّلْهُ، ثُمَّ ارْكَعْ))۔

الفاظ ہیں ابوداؤد نے کچھ فرق سے اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی ونسائی نے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔اور ترمذی کے ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کے ارادہ سے کھڑے ہو تو سب سے پہلے وضو کرو جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر کلمہ شہادت پڑھو۔یعنی وضو کے بعد دعا پڑھو جس میں کلمہ شہادت ہے یا کلمہ شہادت سے اذان مراد ہے یعنی وضو کرنے کے بعد اذان دو۔ پھر اطمینان سے نماز پڑھو اور اگر تمہیں قرآن مجید یاد ہو تو قرآن پڑھو اور اگر قرآن مجید یاد نہیں ہے تو الحمدللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہہ لیا کرو پھر رکوع کرو۔

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جلدی جلدی بغیر تعدیل ارکان کے نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی ہے یہ تعدیل ارکان ضروری ہے (۲) نماز میں قرآن مجید اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھی ضروری ہے اگر کسی کو قرآن مجید کچھ بھی یاد نہیں ہے تو اس کے بدلے میں تحمید تکبیر تہلیل ہی کافی ہو جائے گا لیکن حتی الامکان قرآن یاد کرنے کی کوشش ضروری ہے۔

۸۰۵۔ (۱۶) وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى، تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ: تَرْفَعُهُمَا۔ اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ، وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ! يَارَبِّ! وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَهُوَ خِدَاجٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۸۰۵۔ (۱۶) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت میں تشہد یعنی التحیات ہے اور نماز میں خشوع اور خاکساری اور اظہار مسکینی ہے۔ پھر نماز ختم کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اس طرح سے اٹھاؤ کہ دونوں ہتھیلیاں منہ کی طرف یعنی سامنے ہوں۔اور خدا سے یوں دعا مانگو کہ اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو معاف فرما دے اور مجھے بخش دے اور جو مناسب دعا ہو مانگو۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کی نماز ناقص رہے گی۔ (ترمذی)

توضیح:...... شروع شروع میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی تھی پھر بعد میں دو رکعت کا چار رکعت والی میں اور ایک رکعت تین رکعت والی میں اضافہ ہو۔اور صبح کی نماز میں دو ہی رکعت باقی رہیں۔ یا دو دو رکعت سے نفلی نماز مراد ہے یعنی نفلی نماز دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے کیونکہ تشہد وغیرہ زیادہ ہے اور چار بھی مسنون ہے اور نماز میں خشوع ضروری ہے بغیر خشوع کے پوری نماز نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

امام نماز میں تکبیر زور سے کہے

۸۰۶۔ (۱۷) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى لَنَا أَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ، فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ، وَحِيْنَ سَجَدَ، وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ

۸۰۶۔ (۱۷) حضرت سعید بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی تو جس وقت سجدہ سے سر اٹھایا تو زور سے اللہ اکبر کہا اور سجدہ میں جاتے ہوئے بھی زور سے اللہ اکبر کہا اور جب دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو زور

۸۰۵۔ اسنادہ ضعیف ترمذی کتاب الصلاۃ باب التخشع فی الصلاۃ (۳۸۵)، عبداللہ بن نافع بن العمیا مجہول ہے۔
۸۰۶۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب یکبر وھو ینھض من السجدتین (۸۲۵)

الرَّکْعَتَیْنِ۔ وَقَالَ: هٰکَذَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

سے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا (بخاری) یعنی امام کو چاہیے کہ تکبیرات انتقال کو زور سے کہے تو کہ مقتدی کو معلوم ہو جائے کہ ایک رکن سے دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے۔ خواہ جہری نماز ہو یا سری نماز ہو۔

۸۰۷۔ (۱۸) وَعَنْ عِکْرِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ شَیْخٍ بِمَکَّةَ، فَکَبَّرَ ثِنْتَیْنِ وَعِشْرِیْنَ تَکْبِیْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّهٗ اَحْمَقُ فَقَالَ: ثَکِلَتْكَ أُمُّكَ، سُنَّةُ اَبِی الْقَاسِمِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۸۰۷۔ (۱۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ شریف میں ایک بزرگ کے پیچھے میں نے نماز پڑھی تو انہوں نے (چار رکعت میں) بائیس تکبیریں کہیں تو میں نے اپنے استاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا یہ صاحب نادان اور نماز پڑھانے سے ناواقف ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے رسول اللہ ﷺ کا یہی طریقہ ہے۔ (بخاری)

توضیح:...... بعض لوگوں نے تکبیروں کو زور سے کہنے کو چھوڑ دیا تھا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں معلوم تھا کہ تکبیروں کو زور سے کہنا چاہیے اس لیے اس شیخ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زور زور سے تکبیر کہنے پر تعجب کیا اور ان کو احمق بنایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ امام کو زور زور سے تکبیروں کو کہنا چاہیے رسول اللہ ﷺ کی سنت یہی ہے۔

۸۰۸۔ (۱۹) وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہ مُرْسَلًا، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُکَبِّرُ فِی الصَّلَاةِ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاتُهٗ ﷺ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی۔ رَوَاهُ مَالِكٌ .

۸۰۸۔ (۱۹) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مرسل طریقے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک نماز میں تکبیر کہتے یعنی جب آپ جھکتے یعنی رکوع اور سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اٹھتے یعنی قومہ جلسہ و قیام کرتے تو اللہ اکبر کہتے' آپ کی یہ نماز آپ کی وفات تک اسی طرح سے رہی (مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

رفع الیدین نہ کرنے کی ضعیف روایت

۸۰۹۔ (۲۰) وَعَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ: اَلَا أُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَصَلّٰی، وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَکْبِیْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَأَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: لَیْسَ هُوَ بِصَحِیْحٍ عَلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی

۸۰۹۔ (۲۰) علقمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کیا۔ اس کو ترمذی ابوداؤد' نسائی نے روایت کیا ہے اور امام ابوداؤد نے کہا یہ حدیث اس معنی میں صحیح نہیں ہے۔ (رفع الیدین کے بارہ میں پہلے بیان گزر چکا ہے)

۸۰۷۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب التکبیر اذا قام من السجود (۷۸۸)

۸۰۸۔ صحیح مؤطا امام مالك کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ (۱/ ۷۶ ح ۱۶۱)' شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

۸۰۹۔ اسنادہ ضعیف ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع (۷۴۸)' ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء ان النبی ﷺ لم یرفع الا فی اول مرۃ (۲۵۷)' النسائی کتاب التطبیق باب الرخصۃ فی ترك ذلك (۱۰۵۹)' اس روایت کی سند میں سفیان ثوری مدلس ہے اور روایت عن سے ہے اس کے علاوہ امام شافعی اور ابن مبارک وغیرہ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۸۱۰۔ (۲۱) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِالسَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ:کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاۃِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ، وَرَفَعَ یَدَیْہِ، وَقَالَ: ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ)) رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہْ۔

۸۱۰۔(۲۱) ابوحمید الساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔(ابن ماجہ)

۸۱۱۔ (۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلظُّهْرَ، وَفِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ، فَأَسَاءَ الصَّلَاۃَ، فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((یَا فُلَانُ! اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ؟! اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ؟ ! اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ، وَاللّٰہُ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا أَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۸۱۱۔(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی پچھلی صف میں ایک آدمی تھا جسے نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم نہیں تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے آواز دے کر اسے بلا کر فرمایا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ تو کس طرح سے نماز پڑھتا ہے۔ غالباً تم لوگ یہ سمجھتے ہو گے کہ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ رہتا ہے۔ خدا کی قسم جس طرح سے آگے دیکھتا ہوں اسی طرح سے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(احمد)

توضیح:......یعنی اللہ تعالیٰ معجزہ کے طور پر مجھے دِکھا دیتا ہے اور یہ کشف گاہے بگاہے ہوتا ہے۔

❁❁❁❁

۸۱۰۔ اسنادہ صحیح ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ (۸۰۳)، دیکھئے: حدیث(۸۰۱)
۸۱۱۔ صحیح مسند احمد (۲/ ۴۴۹)

(۱۱) بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ

تکبیر تحریمہ کے بعد جو چیز پڑھی جاتی ہے اس کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

نماز کی مسنون دعائیں

۸۱۲۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْکُتُ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآءَ ةِ إِسْکَاتَةً فَقُلْتُ: بِأَبِیْ اَنْتَ وَأُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِسْکَاتُكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآءَ ةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: ((أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۱۲۔ (۱) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان بالکل خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان خاموشی کی حالت میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تکبیر تحریمہ کے بعد میں یہ دعاء پڑھتا ہوں۔ ''خدایا تو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق اور مغرب جیسی دوری ڈال دے اور مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور میری خطاؤں کو پانی' برف اور اولے سے دھو دے۔'' (بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

توضیح:...... تکبیر تحریمہ کے بعد بہت سی دعائیں ہیں جس کا بیان آگے آ رہا ہے نمازی کو اختیار ہے ان میں سے جس کو پسند کر کے پڑھے۔*

۸۱۳۔ (۲) وَعَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ: کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ۔ کَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

۸۱۳۔ (۲) حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد اس دعاء کو پڑھتے: ''میں نے اپنے چہرے کو اس خدا کی طرف متوجہ کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں ایک خدا کا ماننے والا ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں' یقیناً میری نماز' میری قربانی اور میرا جینا و مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں

۸۱۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب ما یقول بعد التکبیر (۷۴۴)' مسلم کتاب المساجد باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة (۵۹۸[۱۳۵۴])

۸۱۳۔ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الدعا فی صلاة اللیل قیامة (۷۷۱[۱۸۱۲])

الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ، سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَابِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ)) وَإِذَا رَكَعَ قَالَ:((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَمُخِّيْ، وَعَظْمِيْ، وَعَصَبِيْ))۔ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَالَ:((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَّا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ: ((وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، لَا مُنْجٰى مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ [وَتَعَالَيْتَ]))

مسلمانوں سے ہوں۔ الٰہی تو ہی حقیقی بادشاہ و معبود ہے تو ہی میرا رب ہے میں تیرا غلام ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ لہٰذا تو میرے سب گناہوں کو معاف فرما دے صرف تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے اچھے اخلاق کی میری رہنمائی فرما، اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھ سے میری برائیوں کو دور کر دے برائیوں سے پھیرنے والا صرف تو ہی ہے میں تیری خدمت میں حاضر ہوں سب بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے۔ میں تیرے ساتھ تیری طرفیں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرنے والا ہوں۔ الٰہی میں تیرے سامنے جھک گیا اور تیرے اوپر ایمان لے آیا اور تیرا فرماں بردار بن گیا میرا کان، میری آنکھ، اور میرا گودن اور میری ہڈی اور میرے پٹھے سب تیرے سامنے سرنگوں ہیں۔ خدایا تیرے لیے زمین و آسمان بھر کے تعریف ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے برابر تعریف ہے اور اس کے بعد تو چاہے۔ الٰہی میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تیرے اوپر ایمان لے آیا، اور تیرا فرمانبراد ہو گیا۔ میرے چہرے نے اس ذات کا سجدہ کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کی آنکھ اور کان کو کھولا برکت والا اللہ جو سب پیدا کرنے والوں سے اچھا ہے۔ اے اللہ تو میرے اگلے پچھلے، باطنی، ظاہری گناہوں اور میرے ظلم و زیادتی اور جو کچھ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب کو معاف فرما دے۔ تو ہی آگے اور پیچھے کرنے والا ہے، تو ہی سچا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (مسلم) برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے، جس کو تو نے ہدایت ہے وہی ہدایت یافتہ ہے میں تیرے سہارے قائم ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں نجات اور پناہ صرف تیری ذات سے ہو سکتی ہے، تو برکت والا ہے۔

٨١٤۔ (٣) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ، وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔

۸۱۴۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور صف میں داخل ہو گیا (غالباً) جلدی دوڑ کر آنے کی وجہ سے) اس کا سانس چڑھا ہوا تھا اور دم پھول رہا تھا اسی حالت میں یہ کلمات اس کی زبان

٨١٤۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب مايقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة (٦٠٠[١٣٥٧])

فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهٗ قَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ؟)) فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. فَقَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ؟)) فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا؟ فَإِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا)). فَقَالَ رَجُلٌ: جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِى النَّفْسُ فَقُلْتُهَا. فَقَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَىْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا، أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے نکل آئے **اللّٰہ اکبر الحمد للّٰہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ** (اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کی بہت بہت پاکیزہ مبارک تعریف ہے) رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوگئے تو نمازیوں سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا (مذکورہ بالا) دعا کس نے پڑھی ہے؟ سب لوگ خاموش ہوگئے کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مگر کسی نے جواب نہیں دیا اسی طرح سے تین دفعہ فرمایا۔ اور فرمایا اس میں ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ اس نے کوئی غلط بات نہیں کہی ہے۔ تو اب ایک شخص بول پڑا کہ میں نے کہا ہے میں مسجد میں داخل ہوا جب کہ میرا دم چڑھا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ان کلمات کے لے جانے میں جلدی کرتے تھے کہ خدا کے پاس کون جلدی لے جائے۔ (مسلم) تو یہ کلمہ خدا کے نزدیک مقبول ہوگیا۔ اس کا پڑھنا مستحب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ ......دوسری فصل

٨١٥۔ (٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ. كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ، وَأَبُوْ دَاوُدَ.

٨١٥۔ (٤) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ **سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك.** یعنی اے اللہ! تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے لیے ہے اور تیرا نام بابرکت ہے تیری بزرگی بہت بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

٨١٦۔ (٥) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ حَارِثَةَ، وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ.

٨١٦۔ (٥) نیز ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کو ہم صرف حارثہ (راوی) سے پہچانتے ہیں اور یہ راوی حافظہ کے لحاظ سے متکلم فیہ ہے۔

٨١٧۔ (٦) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ صَلَاةً قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا،

٨١٧۔ (٦) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد اس دعا کو بھی پڑھتے تھے۔ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کے لیے بہت تعریف ہے، اللہ کے لیے بہت تعریف ہے،

٨١٥۔ حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك (٧٧٦)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما يقول عند افتتاح الصلاة (٢٤٣)، ابن ماجه (٨٠٦)

٨١٦۔ حسن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب افتتاح الصلاة (٨٠٤)

٨١٧۔ حسن ابوداوٗد كتاب الصلاة باب ما يستفتح به الصلاة من الدعا (٧٦٤)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب الاستعاذة فى الصلاة (٨٠٧)، عاصم العنزی کی روایت کی تصحیح درج ذیل محدثین نے کی ہے۔ (١) ابن خزیمہ (٢) ابن الجارود (٣) حاکم (٤) ابن حبان (٥) ذہبی رحمہ اللہ لہٰذا عاصم کی جہالت کا اعتراض ختم ہوا۔

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا)) ثَلَاثًا' ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ' مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ' وَابْنُ مَاجَةَ؛ إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ: ((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا))' وَذَكَرَ فِيْ آخِرِهٖ: ((مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))۔ وَقَالَ [عَمْرٌو] رضی اللہ عنہ' نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ' وَهَمْزُهُ الْمُوْتَةُ۔

اللہ کے لیے بہت تعریف ہے۔ اور اللہ کے لیے صبح و شام میں پاکی بیان کرتا ہوں اور اللہ کے لیے صبح و شام پاکی بیان کرتا ہوں۔ اور میں پناہ چاہتا ہوں خدا کے ذریعہ شیطان سے اس کے تکبر اس کے شعر اور اس کے وسوسوں سے۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ لکھتے ہیں کہ اس میں (الحمد للّٰہ کثیرا) کا ذکر نہیں ہے اور آخر میں (اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم) کا ذکر ہے۔

٨١٨۔ (٧) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ' أَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ' وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَصَدَّقَهٗ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ' وَابْنُ مَاجَةَ' وَالدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ

٨١٨۔ (٧) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد رکھے ہیں ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ سورۂ فاتحہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے ختم کے بعد۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح:...... سکتہ سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ خاموش رہنا زور زور سے نہ پڑھنا۔ تو تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سورت سے پہلے تھوڑی سکوت اختیار کرتے جس میں دعا ثناء اور اللھم باعدبینی...... الخ وغیرہ پڑھتے تھے اور دوسرا سکتہ سورۂ فاتحہ کے ختم کے بعد اور دوسری سورت شروع کرنے سے پہلے تاکہ امام دم لے لے اور مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے اور بعض کے نزدیک تیسرا سکتہ بھی ہے کہ دوسری سورت ختم کرنے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے۔ اس حدیث میں اس کا بیان نہیں ہے۔

٨١٩۔ (٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَةَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ وَلَمْ يَسْكُتْ۔ هٰكَذَا فِيْ ((صَحِيْحِ مُسْلِمٍ)) وَذَكَرَهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ أَفْرَادِهٖ وَكَذَا صَاحِبُ ((الْجَامِعِ)) عَنْ مُسْلِمٍ وَحْدَهٗ.

٨١٩۔ (٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھتے تو اس تیسری رکعت کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ شروع کرتے۔ یہاں سکتہ نہیں کرتے۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)

٨١٨۔ ضعیف ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب السکتۃ عند الافتتاح (٧٧٩)' ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی السکتتین فی الصلاۃ (٢٥١)' ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب فی سکتتی الامام (٨٤٤)' قتادہ راوی مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

٨١٩۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب ما یقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ (٥٩٩[١٣٥٦])

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٨٢٠۔ (٩) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ۔ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَقِنِيْ سَيِّءَ الْأَعْمَالِ، وَسَيِّءَ الْأَخْلَاقِ، لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

٨٢٠۔ (٩) حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے۔ تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعاء پڑھتے۔ **ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک له و بذالك امرت وانا اول المسلمین اللھم اھدنی لا حسن الاعمال و احسن الاخلاق لا یھدی لاحسنھا الا انت وقنی سیٔ اعمال و سیٔ الاخلاق لا یقی سیئھا الا انت۔**

یعنی تحقیق میری نماز' اور میری عبادت وقربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے۔ جو سارے جہاں کا رب ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اور اے اللہ تو مجھے نیک اعمال اور نیک عادتوں کی راہ بتا (کیونکہ) نیک عادتوں کی طرف تیرے سوا کوئی راستہ بتانے والا نہیں ہے اور تو مجھ سے بری عادتوں اور برے کاموں کو دور کردے ان بری عادتوں کا پھیرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ (نسائی)

٨٢١۔ (١٠) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ﷺ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ))۔ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ مِثْلُ حَدِيْثِ جَابِرٍ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ))۔ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ))۔ ثُمَّ يَقْرَأُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

٨٢١۔ (١٠) حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نفلی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو کہتے۔ **اللہ اکبر وجھت وجھی للذی فطرالسموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔** یعنی اللہ بہت بڑا ہے۔ میں اپنے منہ کو اس ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' یک طرفہ ہوکر اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔'' اس کے بعد حضرت جابر ﷺ کی حدیث کی طرح بیان کیا لیکن محمد بن مسلمہ نے ''انا اول المسلمین'' کی جگہ وانا من المسلمین کہا اس کے بعد کہا یعنی اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے' تیرے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں' تو ہی پاک ہے اور تو ہی قابل تعریف ہے۔ پھر قرأت فرماتے۔ (نسائی)

❀❀❀❀

٨٢٠۔ اسنادہ صحیح النسائی کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الدعا (٨٩٧)

٨٢١۔ صحیح سنن النسائی کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الذکرو الدعا (٨٩٩)

(۱۲) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الصَّلَاةِ

نماز میں قرأت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں

۸۲۲۔ (۱) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: ((لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا))

۸۲۲۔ (۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ بغیر سورۂ فاتحہ اور اس سے زیادہ پڑھے کوئی نماز نہیں ہوگی۔

سورۂ فاتحہ کی عظمت

۸۲۳۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ۔ ثَلَاثًا۔ غَيْرُ تَمَامٍ))۔ فَقِيْلَ لِأَبِیْ هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْإِمَامِ۔ قَالَ: اِقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ؛ فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ۔ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَإِذَا قَالَ: ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ، وَإِذَا قَالَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾، قَالَ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ۔ وَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔ قَالَ: هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ

۸۲۳۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی نماز میں ام القرآن (الحمد) کو نہیں پڑھا تو اس کی نماز ناقص ہے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا کہ وہ نماز ناتمام ہے کامل نہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (کیا ایسی حالت میں ہم الحمد پڑھ لیا کریں) تو فرمایا کہ اپنے دل میں الحمد یعنی سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو (کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اس لیے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو آدھا آدھا اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اور میرا بندہ مجھ سے جو کچھ مانگے وہ اس کے لیے ہے۔ پس جب بندہ یہ کہتا ہے **الحمد للہ رب العالمین** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب یہ کہتا ہے۔ **الرحمن الرحیم**۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا اور خوبی بیان کی۔ اور جب **مالک یوم الدین** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے

۸۲۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب القرائۃ (۷۵۶)، مسلم کتاب الصلاۃ باب وجوب القرائۃ الفاتحہ ۳۹۴ (۸۷۴)
۸۲۳۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب وجوب القراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ ۳۹۵ (۸۷۸)

عَبْدِيْ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. فَإِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بندے نے میری عظمت بیان کی۔ اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے اس بندے کے درمیان ہے جو مجھ سے مانگے اور طلب کرے اور جب اھد نا الصراط سے آخر سورہ تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے سائلین بندوں کے درمیان ہے۔ (مسلم شریف)

توضیح:...... بغیر سورہ فاتحہ کے نماز خداج ہے یعنی بے کار اور بے فائدہ ہے۔ خداج کے لغوی معنی نقصان کے ہیں خواہ نقصان ذاتی ہو یا وصفی ہو مطلب یہ ہے جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ اس کی نماز ناقص اور باطل اور غیر صحیح ہوگی خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو جیسا کہ باب کی پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے: ((لاصلوٰۃ لمن لایقرا بفاتحۃ الکتاب)) (بخاری ومسلم) جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ استذکار میں فرماتے ہیں:

((فی حدیث ابی ھریرۃ ھذا من الفقه ایجاب القرأۃ بالفاتحة فی کل صلوٰۃ و ان الصلوٰۃ اذالم یقرأ فیھا بفاتحة الکتاب فھی خداج والخداج النقصان والفساد من ذالك قولھم اخدجت الناقة اذا ولدت قبل تمام وقتھا و قبل تمام الخلقة و ذالك نتاج فاسد و قال الاخفش خدجت الناقة اذا القت ولدھا غیر تمام و اخدجت اذا قذفت به قبل و قت الولادۃ و ان کان تام الخلق و قدزعم من لم یوجب قرأۃ الفاتحة فی الصلوٰۃ ان قوله خداج یدل علی جواز الصلوٰۃ لانه النقصان والصلوٰۃ الناقصة جائزۃ وھذا تحکم فاسد والنظر یوجب فی النقصان ان لا تجوزمعه الصلوٰۃ لانھا صلوٰۃ لم تتم و من خرج من صلوٰته قبل ان یتمھا فعلیه اعادتھا تامة کما امرو من ادعی انھا تجوز مع اقرارہ بنقصھا فعلیه الدلیل ولا سبیل له الیه من وجه یلزم...... انتھی کذا فی امام الکلام، ص ١٨٥ .))

’’حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر نماز میں قرأت فاتحہ واجب ہے اور جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے گی تو وہ خداج ہوگی اور خداج کے معنی نقصان وفساد کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اونٹنی اپنے بچے کو قبل اس کے کہ ولادت کے دن پورے ہوں اور قبل اس کے کہ اس کی خلقت پوری ہو گرا دے تو عرب لوگ کہتے ہیں: اخدجت الناقة۔ اور یہ نتاج فاسد ہوتا ہے۔ اور اخفش نے کہا کہ خدجت الناقة عرب اس وقت کہتے ہیں جب اونٹنی اپنے بچے کو اس کے بغیر پورے ہوئے گرا دے اور خدجت اس وقت کہتے ہیں جب قبل وقت ولادت کے بچے کو گرا دے اگرچہ اس کی خلقت پوری ہو چکی ہو۔ اور جو لوگ قرأۃ فاتحہ کو نماز میں واجب نہیں کہتے ان کا زعم وخیال یہ ہے کہ لفظ خداج جواز نماز پر دلالت کرتا ہے کیونکہ خداج کے معنی نقصان کے ہیں اور نماز ناقص جائز ہوتی ہے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ زعم تحکم فاسد ہے۔ اور نظر اس بات کو واجب اور ضروری بتاتی ہے کہ نماز ناقص جائز نہیں کیونکہ نماز ناقص ایسی نماز ہے جو پوری نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنی نماز کو پوری کرنے سے پہلے ہی باہر جائے تو اس کو پھر پورے طور پر جیسا کہ اس کو حکم ہے نماز دوہرانا ضروری ہے۔ اور جس کو اس بات کا دعویٰ ہو کہ نماز ناقص جائز ہوتی ہے اس کو دلیل لانا چاہیے۔ اور اس کے دلیل لانے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔‘‘

اور خطابی نے معالم السنن میں فھی خداج کی شرح میں لکھا ہے۔ یعنی ناقصة نقص فساد وبطلان تقول العرب اخدجت الناقة اذا القت ولدها وهو دم لم يستبن خلقة فهي مخدج والخداج اسم مبنى منه انتهى۔
"حاصل اس کا یہ ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ فاسد اور باطل ہے عرب لوگ اخدجت الناقة اسوقت بولتے ہیں جب اونٹنی اپنے بچے کو اس حالت میں گرا دے کہ وہ خون ہو اور اس کی خلقت نہ ظاہر ہوئی ہو اور اسی سے لفظ خداج لیا گیا ہے۔"

اور علامہ علقمی شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں:

((استدل الجمهور بهذا الحديث وغيره على وجوب قراة الفاتحة فى الصلوٰة وانها متعينة لايجزى غيرها ولايقوم مقامها ترجمتها بغير العربية ولا قرأة غيرها فى القران و يستوى فى تعينها جميع الصلوات فرضها ونفلها وجهرها۔ وسرها والرجل والمرأة والمسافر والصبى والقائم والقاعد والمضطجع و فى حال شدة الخوف وغيرها وسواء فى تعينها الامام والماموم و هذا مذهب مالك والشافعى وجمهور العلماء من الصحابة والتابعين فمن بعدهم انتهى .))

"یعنی اس حدیث سے اور اس کے سوا اور حدیثوں سے جمہور نے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور وہی متعین ہے نہ اس کا ترجمہ کسی غیر زبان عربی میں اس کا قائم مقام ہوسکتا ہے اور سورہ فاتحہ کے متعین ہونے میں تمام نمازیں برابر ہیں فرض ہوں یا نفل۔ جہری ہوں یا سری۔ اور نماز پڑھنے والا مرد ہو یا عورت یا مسافر یا لڑکا اور کھڑا ہو یا بیٹھا یا لیٹا۔ اور حالت شدت خوف میں ہو یا غیر حالت خوف میں۔ اور اس سورہ کے متعین ہونے میں امام اور مقتدی دونوں برابر ہیں اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ' شافعی رحمہ اللہ' اور جمہور علماء صحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین اور بعد کے لوگوں کا۔" اور علامہ زرقانی شرح مؤطا ج ا ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں۔ فھو حجۃ قریۃ علی وجوب قراءتھا فی کل صلوٰۃ انتھی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خداج والی حدیث دلیل قوی ہے اس بات پر کہ ہر نماز میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اور علامہ عبدالرؤف مناوی شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں۔ وھی خداج ای ذات خداج بکسر الخاء مصدر خدجت الناقۃ اذا القت ولدھا ناقصا فلاتصح فاستعیر للناقص ای فصلاتہ ذات نقصان او خدیجۃ ای ناقصۃ نقص فساد و بطلان ...... انتھی۔"

اور علامہ عزیزی شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں:

((فهى ذات خداج بكسر المعجمة اى فصلوٰته ذات نقصان نقص فساد و بطلان فلا تصح الصلوة بدونها ولو لمقتد عندالشافعى و جمهور العلماء...... انتهى .))

"یعنی خداج سے مراد نقص فساد و بطلان ہے بس بدون سورۂ فاتحہ کے کوئی نماز صحیح نہیں ہوتی اگر چہ نماز مقتدی کی ہو۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا۔"

الحاصل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور دلیل بین ہے اس امر پر کہ ہر مصلی کو مقتدی ہو یا غیر مقتدی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا نہایت ضروری ہے اور بغیر سورہ فاتحہ پڑھے کسی مصلی کی نماز صحیح نہیں ہوتی بلکہ فاسد و باطل ہوتی ہے اور ان عبارات منقولہ سے یہی ظاہر ہوا کہ خداج نقصان ذاتی کو کہتے ہیں۔

((فقيل لابى هريرة انا نكون وراء الامام فقال اقراء بها فى نفسك .)) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو کیا امام کے پیچھے مقتدی پڑھیں؟) تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم آہستہ پڑھ لیا کرو۔ اقراء

بھا فی نفسك سے مراد آہستہ آہستہ پڑھنا ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ((قول ابی هريرة رضی اللہ عنہ اقراء بھا فی نفسك معناه اقراء ها سرا بحيث تسمع نفسك واما ما حمله عليه بعض المالكية وغير هم ان المراد تدبر ذلك و تذكره فلا يقبل .)) "یعنی آہستہ پڑھو کہ اپنے نفس کو سناؤ اور تذکر اور تدبر مراد لینا غیر قابل قبول ہے کیونکہ فی النفس سے سر مراد لینا اکثر شائع ہے۔ قرآن مجید میں اذکر ربك فی نفسك سے مراد ہے جیسا کہ جلالین میں ہے۔ اس کی تائید صاحب ہدایہ کے قول سے ہوتی ہے: الا ان يقرأ الخطيب قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا صلو اعليه الاية فيصلي السامع فی نفسه كفاية شرح ہدایہ میں ہے قوله فيصلى السامع فى نفسه اى يصلى بلسانه خفيا اور شرح وقایہ میں بجائے فی نفسه سراهي کا لفظ واقع ہے۔

اور علامہ عینی نے شرح کنز میں فی نفسہ کے بعد بطور تفسیر کے سرا زیادہ کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ((لكن اذا قرأ الخطيب يا ايهاالذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما يصلى السامع ويسلم فی نفسه سرا ائتمارا اللام .)) ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ((اقرا بھا ای بام القران فی نفسك سرا غير جهر .)) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ((اقرأ بھا فی نفسك .)) "بخوانی فاتحہ راپس امام نیز آہستہ بشنوائی خودرا" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے بغیر اس کے نماز ناقص رہتی ہے' آگے چل کر اس کی پوری تفصیل ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے اس فتوے کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے صلوٰۃ کو اپنے اور بندوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اس جگہ صلوٰۃ سے سورہ فاتحہ مراد ہے کیونکہ یہ نماز کا رکن ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔ تو کل صلوٰۃ بول کر جز سورۂ فاتحہ مراد لیا گیا ہے۔ اس سورۃ کا آدھا حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور بزرگی کے متعلق ہے اور آدھا حصہ طلب دعاء اور بندوں کی درخواست کے بارے میں ہے' جیسا کہ ترجمہ اور مطلب سے واضح ہوتا ہے لہٰذا اس سورت کو امام اور مقتدی دونوں کو پڑھنا چاہیے۔

٨٢٤۔(٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما، كَانُوْ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۲۴۔(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کو الحمد للہ کے ساتھ شروع کرتے تھے۔ (مسلم)

توضیح:...... الحمد للہ سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی نماز میں قرأت قرآن سورہ فاتحہ سب سے پہلے پڑھتے تھے اور اس کے ساتھ اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھی' جیسا کہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

بلند آواز سے آمین کہنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

٨٢٥۔(٣) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِنُوْا فَاِنَّهُ مَنْ

۸۲۵۔(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام امین کہے تو تم بھی آمین کہو' کیونکہ جس کی آمین

٨٢٤۔ صحيح بخاری (٧٤٣)' مسلم كتاب الصلاة باب حجة من قال لا يجهر بالسملة ٣٩٩ (٨٩٢)

٨٢٥۔ صحيح البخاری كتاب الاذان باب جهر الامام بالتامين (٧٨٠)' مسلم كتاب الصلاة باب التسميع والتحميد والتامين ٤١٠ (٩١٥'٩٢٠)

وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: ((آمِيْنَ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ وَفِيْ أُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ، قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِيْ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے۔ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ جب امام **غیرالمغضوب علیھم ولغُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ لضالین** پڑھے تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے گی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے (بخاری و مسلم) اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب قرآن مجید پڑھنے والا یعنی امام آمین کہے تو تم آمین کہو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

توضیح:...... اس حدیث میں آمین کہنے کی بہت فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ آمین کہنے میں سب کا اتفاق ہے لیکن آہستہ کہی جائے یا بلند آواز سے اس میں اختلاف ہے۔ دلائل کی رو سے بلند آواز یعنی زور سے کہنا زیادہ قوی ہے۔ ذیل میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

((عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول ﷺ قرأ غير المغضوب عليهم ولاالضالين۔ فقال امين مدبها صوته۔ رواه الترمذی ابوداؤد دوالدارمی .))

''وائل بن حجر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ ﷺ نے **غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین** کو پڑھا تو آمین کے ساتھ اپنی آواز کو دراز کیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن اور امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور ابوداؤد **ورفع بھا صوتہ**۔ یعنی بلند آواز سے آپ نے آمین کہی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے و نیز امام دارقطنی محدث نے اس روایت میں لفظ رفع جس کے معنی بلند آواز کے ہیں فیصلہ کر دیا کہ جہر سے آمین کہنا جو بالمد بھی ہو یعنی لفظ آمین کو کھینچ کر زور سے کہنا مسنون طریقہ ہے۔ اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آمین چھوڑ دی، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آمین جہر کی وجہ سے مسجد گونج جاتی تھی، امام دارقطنی محدث رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ و حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ہدایہ میں جہر کی تعریف یہ ہے کہ اس کا غیر سن لے اور یہی تعریف ابوجعفر الہند دانی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے، ابن سکن اور ابن فظان رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((سيكون فی امتی رجال يدعون الناس الی اقوال احبارهم ور هبانهم ويعملون بها يحسدون المسلمين علی التامين خلف الامام كما حسد تكم اليهود۔ .))

'' میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے کہ جو لوگوں کو علماء اور درویشوں کی طرف بلائیں گے اور ان کے اقوال پر عمل کریں گے اور مسلمانوں سے آمین خلف الامام پر حسد کریں گے جیسے یہود حسد کرتے ہیں۔''

منتقی قسطلانی شرح صحیح البخاری فتح الباری و ابن حبان جامع صغیر در منثور معجم اوسط طبرانی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ((ان النبی ﷺ قال ان اليهود قوم حسد ولم يحسدوا المسلمين علی افضل من ثلاث رد السلام واقامة الصفوف وقولهم خلف امامهم فی المكتوبة امين .)) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہود بڑی حاسد

قوم ہے اور وہ مسلمانوں سے تین باتوں میں حسد کرتے ہیں: (۱) سلام کے جواب میں (۲) صفوں کے سیدھا کرنے میں۔ (۳) امام کے پیچھے فرض نماز میں آمین کہنے سے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حضرت عطاء استاد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں: ((ادرکت مائتین من الصحابة اذا قال الامام ولا الضالین رفعوا اصواتهم بامین- بیهقی و ابن حبان فی صحیحه.)) میں نے دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ امام کے پیچھے ولا الضالین کہنے پر بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ ابن شاہین فی کتاب السنۃ میزان کبریٰ ص ۱۹۶' شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے آمین جہر کا کرنا منقول ہے۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں درمیانی آواز کو آمین کے ساتھ پسند کیا ہے۔

ارکان اربعہ میں مولوی عبدالحیٔ صاحب مرحوم حنفی لکھنوی نے آہستہ آمین کہنے کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آمین بالجہر کو ترجیح دی ہے۔ پیران پیر محبوب سجانی شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں جہر سے آمین کے قائل ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آمین جہری کے قائل ہیں' شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام کی اقتدا ضروری ہے

۸۲۶۔ (۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْن؛ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ. فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ، فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ، وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)). فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ)) قَالَ: ((وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۲۶۔ (۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو' پھر ایک شخص تم میں سے امام ہو جب وہ تکبیر تحریمہ کے لیے اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو' اور جب امام **غیر المغضوب علیهم ولا الضالین** پڑھے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے گا' پھر جب امام اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور سر اٹھاتا ہے (اور تم امام کے پیچھے رکوع کرتے اور سر اٹھاتے ہو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ اس کے بدلے میں ہے یعنی امام مقتدی کا رکوع وقومہ برابر ہو جائے کیونکہ امام تم سے پہلے کرے گا اور تم اس کے پیچھے کرو گے تو دونوں کی مقدار رکوع وغیرہ برابر ہو جائے گا۔ اور جب امام **سمع الله لمن حمده.** کہے تو تم **ربنا لك الحمد** کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تعریف کرنا سنتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: ......جماعت میں صف بندی اور سیدھی صف کرنا بہت ضروری ہے اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اور امام سے مسابقت نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہر رکن امام کے رکن کے پیچھے ہونا چاہیے۔ اور امام و مقتدی دونوں کو سمع اللہ کے بعد ربنا لک الحمد کہنا چاہیے اور جب امام قرأت کرے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر چپ رہے' سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھے۔ واذا قرأ فانصتوا. کی زیادتی حفاظ محدثین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر محفوظ ہے۔ تحقیق الکلام حصہ دوم ملاحظہ فرمائے۔

۸۲۶۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب التشهد فی الصلاۃ ٤٠٤ (٩٠٤)

۸۲۷۔ (۶) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، وَقَتَادَۃَ: ((وَاِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا))

۸۲۷۔(۶) ایک روایت میں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

نماز ظہر کی قراءت

۸۲۸۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ، وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ، وَیُسْمِعُنَا الآیَۃَ أَحْیَانًا، وَیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْأُوْلٰی مَالَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ، وَھٰکَذَا فِی الْعَصْرِ، وَھٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۲۸۔(۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں اور پڑھتے تھے اور پچھلی دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی کبھار کوئی آیت زور سے پڑھ کر سنا دیتے' اور پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے لمبی کرتے۔ اسی طرح سے عصر کی نماز میں بھی کرتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی اسی طرح سے کرتے تھے۔ (مسلم و بخاری)

آپ ﷺ کی رکعات کی طوالت

۸۲۹۔ (۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا نَحْزُرُ قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ، فَحَزَرْنَا قِیَامَہٗ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ قَدْرَ قِرَآءَ ۃِ: ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ...... السَّجْدَۃِ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔ : فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ قَدْرَ ثَلَاثِیْنَ آیَۃً، وَحَزَرْنَا قِیَامَہٗ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِکَ، وَحَزَرْنَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰی قَدْرِ قِیَامِہٖ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ، وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۲۹۔(۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے قیام و قرأت کا اندازہ کرتے تھے تو ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا بقدر الم تنزیل سجدہ پڑھنے کا اندازہ کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر رکعت میں تیس تیس آیتیں پڑھنے کے بقدر قیام کرتے اور ظہر کی پچھلی دونوں رکعتوں کا اندازہ پہلی دونوں رکعتوں کے نصف کا اندازہ کیا۔ اور اندازہ کیا ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی پچھلی دونوں رکعتوں کا اور آخری دو رکعتوں کا ظہر کی آخری دونوں رکعتوں کے نصف کا۔ (مسلم)

۸۳۰۔ (۹) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ ﴿وَاللَّیْلِ إِذَا یَغْشٰی﴾۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی﴾، وَفِی الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِکَ، وَفِی الصُّبْحِ أَطْوَلُ مِنْ ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

۸۳۰۔(۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) ظہر کی نماز میں **والليل اذا يغشى**. (اور کبھی) **سبح اسم ربك الاعلى**. پڑھتے تھے اور عصر میں بھی اسی طرح کرتے تھے اور صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے تھے (مسلم)

۸۲۷۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب التشھد فی الصلاۃ ٤٠٤ (٩٠٥)

۸۲۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب یقرأ فی الاخریین بفاتحۃ الکتاب (٧٧٦)، مسلم کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی الظھر والعصر ٤٥١ (١٠١٢)

۸۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القرائۃ ضی الظھر والعصر ٤٥٢ (١٠١٤)

۸۳۰۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی الصبح ٤٥٩ (١٠٢٩)

۸۳۱۔ (۱۰) وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ ﴿الطُّوْرِ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۳۱۔ (۱۰) حضرت جبیر بن مطعم ﷛ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۲۔ (۱۱) وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ ﷝ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِ﴿الْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۳۲۔ (۱۱) حضرت ام الفضل بنت حارث ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے مغرب کی نماز میں سورہ والمرسلات پڑھتے ہوئے سنا۔ (بخاری، مسلم)

امام نماز میں مختصر قراءت کرے

۸۳۳۔ (۱۲) وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ: کَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَأْتِی فَیَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلّٰی لَیْلَةً مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعِشَآءَ، ثُمَّ أَتٰی قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ، فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلّٰی وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ، فَقَالُوْا لَهُ: أَنَافَقْتَ یَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، وَلَآتِیَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ، نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَكَ الْعِشَآءَ، ثُمَّ أَتٰی قَوْمَهُ، فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ۔ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی مُعَاذٍ، فَقَالَ: ((یَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اِقْرَأْ: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ ﴿وَالضُّحٰی﴾ ﴿وَاللَّیْلِ إِذَا یَغْشٰی﴾ وَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۳۳۔ (۱۲) حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل ﷛ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر اپنی قوم کی مسجد میں جا کر ان کی امامت کرتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنی قوم میں جا کر عشاء کی نماز پڑھانی شروع کر دی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کی (اتنی لمبی سورت سن کر) ایک شخص سلام پھیر کر الگ ہو گیا اور اپنی تنہا الگ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ بعد میں لوگوں نے اس سے کہا کہ اے فلاں شخص تو منافق ہو گیا؟ اس نے کہا میں منافق نہیں ہوں۔ خدا کی قسم! اب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کروں گا، چنانچہ وہ آیا اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں عشاء کی نماز میں شریک ہو گیا تو معاذ ﷛ نے سورہ بقرۃ جیسی لمبی سورۃ پڑھنی شروع کی میں تھکا ہوا تھا دیر تک قیام نہیں کر سکتا تھا، اس لیے نیت توڑ کر اپنی الگ نماز پڑھ لی) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ معاذ ﷛ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذ ﷛ کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے، تم عشاء کی نماز میں سورۂ **والشمس وضحاها** اور سورۂ **واللیل اذا یغشی** اور سورہ **سبح اسم ربك الاعلی** پڑھا کرو۔ (بخاری، مسلم)

یعنی اس قسم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا کرو، بڑی بڑی سورتیں مت پڑھو (جس سے نمازی گھبرا جائیں ان کی رعایت کرو اور ہلکی قرأت اور مختصر نماز پڑھایا کرو۔

۸۳۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الجهر فی المغرب (۷۶۵)، مسلم کتاب الصلاة باب القراءة فی الصبح ٤٦٣ (۱۰۳۵)

۸۳۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب القراءة فی المغرب (۷۶۳)، مسلم کتاب الصلاة باب القرائة فی الصبح ٤٦٢ (۱۰۳۳)

۸۳۳۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب من شك امامة اذا طول، (۷۰۵)، مسلم کتاب الصلاة باب القراءة فی العشاء ٤٦٥ (۱۰٤۰)

توضیح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کمزور مقتدی طول قیام وغیرہ کی وجہ سے امام سے الگ ہو کر اپنی الگ نماز پڑھ لیں تو جائز ہے۔

۲۔ امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہیے' زیادہ لمبی سورۃ نہیں پڑھنی چاہیے کہ جس سے مقتدی گھبرا جائیں۔

۳۔ نفل پڑھنے والے کے پیچھے اگر کوئی اپنی فرض نماز پڑھے تو جائز ہے کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض پڑھ کر آتے اور قوم کو پڑھاتے جوان کی نفل نماز ہوتی اور قوم کی نماز فرض ہوتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے

٨٣٤۔ (١٣) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ: ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ ' وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۳۴۔ (۱۳) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے میں نے سنا اور آپ کی خوش الحانی کی طرح کسی کی خوش آواز نہیں سنی۔(بخاری و مسلم)

یعنی آپ بہت خوش آواز تھے عشاء کی ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون اور دوسری رکعت میں دوسری کوئی سورۃ پڑھتے تھے۔

نماز فجر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لمبی قراءت کرتے تھے

٨٣٥۔ (١٤) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَنَحْوِهَا' وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۳۵۔ (۱۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ ق اور اسی طرح کی کوئی دوسری سورۃ پڑھتے تھے۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہلکی ہوتی تھی' مسلم شریف نے اس کو روایت کیا ہے۔یعنی فجر کی نماز میں لمبی قرأت کرتے اور ظہر عصر وغیرہ میں ہلکی قرأت کرتے۔

٨٣٦۔ (١٥) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ﴾. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۳۶۔ (۱۵) عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں اذا الشمس کورت پڑھتے ہوئے سنا۔(مسلم)

٨٣٧۔ (١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّبْحَ بِمَكَّةَ' فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ ﴿الْمُؤْمِنِيْنَ﴾' حَتّٰى جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ أَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى . أَخَذَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سُعْلَةٌ فَرَكَعَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۳۷۔ (۱۶) عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور سورۂ مومنون پڑھنی شروع کی۔ پڑھتے پڑھتے جب موسیٰ اور ہارون' یا عیسیٰ کا بیان آیا تو آپ کو کھانسی آ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت چھوڑ دی اور رکوع میں چلے گئے۔(مسلم)

یعنی سورۃ کا کافی حصہ پڑھ چکے تھے' کھانسی آنے کی وجہ سے باقی حصہ پڑھنا ضروری نہیں سمجھا۔

٨٣٤۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب الجهر فی العشاء (٧٦٧)' مسلم كتاب الصلاة باب القراءة فی العشاء ٤٦٤ (١٠٣٩)

٨٣٥۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب القراءة فی الصبح ٤٥٨ (١٠٢٧)

٨٣٦۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب القراءة فی الصبح ٤٥٦ (١٠٢٣)

٨٣٧۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب القراءة فی الصبح ٤٥٥ (١٠٢٢)

جمعہ کے دن نماز فجر کی مسنون قراءت

۸۳۸۔ (۱۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ: بِ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ﴾ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی، وَفِی الثَّانِیَةِ: ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ﴾ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸۳۸۔(۱۷) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ الم تنزیل سجدہ اور دوسری رکعت میں **ھل اتی علی الانسان** (الدھر) پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

نماز جمعہ اور عیدین کی مسنون قراءت

۸۳۹۔ (۱۸) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ ؓ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَلَی الْمَدِیْنَةِ، وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّةَ، فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْجُمُعَةَ، فَقَرَأَ سُوْرَةَ (الْجُمُعَةِ) فِی السَّجْدَةِ الْاُوْلٰی، وَفِی الْاٰخِرَةِ: ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ بِهِمَا الْجُمُعَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۹۔(۱۸) حضرت عبیداللہ بن ابی رافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ مروان بادشاہ نے حضرت ابوہریرہ ؓ صحابی کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا اور مروان مکہ مکرمہ چلا گیا اور حضرت ابوہریرہ ؓ نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد **اذا جاءک المنافقون** پڑھی پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن کی نماز میں ان دونوں سورتوں کو پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے۔(مسلم)

۸۴۰۔ (۱۹) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ، وَفِی الْجُمُعَةِ: بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾۔ قَالَ: وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَةُ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِی الصَّلَاتَیْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۰۔ (۱۹) حضرت نعمان بن بشیر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں **سبح اسم ربك الاعلی**. اور **ھَل اَتٰك حدیث الغاشیة**. پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت نعمان نے یہ بھی بیان کیا کہ عید اور جمعہ جب دونوں ایک ہی دن جمع ہو جاتے تب بھی ان دونوں سورتوں کو ان دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

۸۴۱۔ (۲۰) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ؓ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّیْثِیَّ ؓ: مَاکَانَ یَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ: کَانَ یَقْرَأُ فِیْهِمَا: بِ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ وَ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۱۔ (۲۰) حضرت عبیداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ بن الخطاب نے واقد لیثی ؓ صحابی سے یہ دریافت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں عیدوں میں کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ تو واقد لیثی ؓ نے فرمایا کہ سورہ قٓ اور اقتربت الساعۃ۔ یعنی سورۂ قمر پڑھا کرتے تھے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۸۳۸۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب ما یقراء فی صلاة الفجر یوم الجمعة (۸۹۱)، مسلم کتاب الجمعة باب ما یقراء فی یوم الجمعة ۸۸۰ (۲۰۳۴، ۲۰۳۵)

۸۳۹۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب ما یقراء فی صلاة الجمعة ۸۷۷ (۲۰۲۶)

۸۴۰۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب ما یقرا فی صلاة الجمعة ۸۷۸ (۲۰۲۸)

۸۴۱۔ صحیح مسلم کتاب صلاة العیدین باب ما یقراء به فی صلاة العیدین ۸۹۱ (۲۰۵۹)

٨٤٢- (٢١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِیْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۲۔ (۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں یعنی ایک رکعت میں قل یا ایها الکافرون اور دوسری رکعت میں قل هوالله احد پڑھ لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

یعنی صبح کی نماز میں لمبی سورۃ پڑھنی چاہیے' لیکن کبھی بوقت ضرورت چھوٹی سورۃ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

٨٤٣- (٢٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِیْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ ' وَالَّتِیْ فِیْ (آلِ عِمْرَانَ): ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۳۔ (۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دونوں رکعتوں میں قولوا امنا بالله وما انزل الینا الایة. اور جو آل عمران میں ہے یعنی قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الایة. پڑھتے تھے۔ (یعنی کبھی کبھی ایسا بھی کر لیا کرتے تھے۔) (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

قراءت کا آغاز بسم اللہ سے

٨٤٤- (٣٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهٗ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِذَاكَ۔

۸۴۴۔ (۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کو بسم الله الرحمن الرحیم. سے شروع کیا کرتے تھے (ترمذی) اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند ٹھیک نہیں ہے۔

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے' بعض روایتوں میں جو یوں آیا ہے کہ آپ الحمدللہ کے ساتھ نماز شروع کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صلوٰۃ جہریہ میں بسم اللہ آہستہ پڑھتے اور قرأت زور سے پڑھتے اور صلوٰۃ سریہ میں دونوں آہستہ پڑھتے۔

٨٤٥- (٢٤) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقَالَ: آمِيْنَ' مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ' وَاَبُوْدَاوُدَ' وَالدَّارِمِیُّ' وَابْنُ مَاجَهْ۔

۸۴۵۔ (۲۴) حضرت وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے میں نے سنا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی' ابن ماجہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کے ختم کے بعد زور سے آمین کہنا سنت ہے۔ اور آہستہ کہنے کی روایت ضعیف ہے۔

٨٤٢- صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتى سنة الفجر ٧٢٦ (١٦٩٠)

٨٤٣- صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتى سنة الفجر ٧٢٧ (١٦٩٢)

٨٤٤- اسناده حسن' سنن الترمذى كتاب الصلاة باب من رأى الجهر به بسم الله- (٢٤٥)

٨٤٥- اسناده صحيح' سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب التامين وراء الامام (٩٣٢)' الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى التامين (٢٤٨)' ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب الجهر بأمين (٨٥٥)' الدارمى كتاب الصلاة باب الجهر بالتامين (١٢٤٧)

٨٤٦۔ (٢٥) وَعَنْ اَبِىْ زُهَيْرِ النُّمَيْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِى الْمَسْاَلَةِ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ ((أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَّخْتِمُ؟ قَالَ ((بِآمِينَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٨٤٦۔ (٢٥) حضرت ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات باہر نکلے تو ایسے شخص کے پاس پہنچے جو دعا اور سوال کرنے میں مبالغہ سے کام لیتا تھا یعنی نہایت تضرع و انکساری و خاکساری اور آہ و زاری سے دعا کر رہا تھا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ مہر لگا لے تو جنت کو واجب کر لے گا' ایک شخص نے لوگوں میں سے دریافت کیا کہ کس چیز کے ساتھ مہر لگائے' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لفظ آمین کے ساتھ (ابوداؤد) (یعنی دعا کے ختم پر آمین کہنا چاہیے اور یہی دعاء پر مہر لگانا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا کہ رب العالمین کی مہر آمین ہے' اس سے مصیبتیں' بلائیں دور ہو جاتی ہیں اور دعا محفوظ ہو جاتی جیسا کہ خط پر مہر لگانے سے خط محفوظ ہو جاتا ہے۔)

خلاف معمول نماز مغرب میں طویل قراءت

٨٤٧۔ (٢٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِىْ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِىُّ۔

٨٤٧۔ (٢٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مغرب کی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے سورۂ اعراف کو پڑھا اور دونوں رکعتوں میں اس کو تقسیم کر دیا۔ (نسائی)

توضیح:...... مغرب کی نماز میں ہلکی اور مختصر قرأت ہونی چاہیے جیسا کہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے' لیکن اگر کبھی سورہ اعراف جیسی لمبی سورۃ پڑھ لی تو جائز ہے کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت بھی لمبا ہوتا ہے' غروب آفتاب سے غروب شفق تک رہتا ہے اور کافی گنجائش رہتی اور پڑھنے والا آسانی سے اتنے وقت میں پڑھ سکتا ہے۔

دو بہترین سورتیں

٨٤٨۔ (٢٧) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَقُوْدُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاقَتَهٗ فِى السَّفَرِ فَقَالَ لِىْ: ((يَا عُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا؟)) فَعَلَّمَنِىْ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ' قَالَ فَلَمْ يَرَنِىْ سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا' فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ۔ فَلَمَّا فَرَغَ' اِلْتَفَتَ إِلَيَّ' فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ؟)) رَوَاهُ اَحْمَدُ' وَاَبُوْدَاوٗدَ' وَالنَّسَآئِىُّ

٨٤٨۔ (٢٧) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے کھینچتا لے جا رہا تھا آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ رضی اللہ عنہ کیا میں تمہیں وہ بہترین سورتیں نہ بتا دوں جو پڑھی جاتی ہیں۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے مجھ سے قل اعوذ برب الفلق۔ اور قل اعوذ برب الناس۔ بتائیں (لیکن مجھ کو اس سے زیادہ خوشی نہیں ہوئی) لیکن آپ ﷺ نے مجھے زیادہ خوش نہیں پایا جب صبح کی نماز کے لیے منزل پر اترے اور صبح کی نماز پڑھائی تو ان دونوں سورتوں کو فرض کی دونوں رکعتوں میں پڑھا۔ نماز سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا عقبہ بتاؤ کیا دیکھا تم نے۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی)

٨٤٦۔ اسناده ضعيف' سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب التامين وراء الامام (٩٣٨)' صبیح بن محرز مجہول ہے۔

٨٤٧۔ اسناده صحيح' سنن النسائى كتاب الافتتاح باب القراءة فى المغرب (٩٩٢)

٨٤٨۔ حسن' سنن ابى داؤد كتاب الوتر باب فى المعوذتين' النسائى كتاب الافتتاح باب الفضل فى القرائة المعوذتين ٩٥٣' ٩٥٤' اس روایت کے کئی شواہد ہیں۔

توضیح:...... تعوذ اور پناہ مانگنے کے سلسلے میں دونوں سورتیں بہترین سورتیں ہیں' لیکن عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو معمولی سمجھا پس خوش نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کی اہمیت اور فضیلت بتانے کے لیے صبح کی نماز میں پڑھا اور عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہو کیا دیکھا کہ ان دونوں سورتوں کی کتنی بڑی فضیلت ہے کہ بڑی بڑی سورتوں کے قائم مقام ہوسکتی ہیں۔

٨٤٩۔ (٢٨) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

٨٤٩۔ (٢٨) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مغرب کی نماز میں قل یا ایھا الکافرون۔ اور قل ھو اللہ احد۔ پڑھا کرتے تھے

٨٥٠۔ (٢٩) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ((لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ))۔

٨٥٠۔ (٢٩) (شرح السنہ ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن شب جمعہ کا ذکر نہیں کیا۔

نماز مغرب اور فجر کی سنتوں میں قراءت

٨٥١۔ (٣٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا أُحْصِيْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: بِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٨٥١۔ (٣٠) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گن ہی نہیں سکتا کہ کتنی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے مغرب کی بعد کی سنتوں میں اور فجر کی سنتوں میں سورۃ قل یا ایھا الکافرون. اور سورہ قل ھو اللہ احد. کو پڑھتے ہوئے سنا ہے (ابن ماجہ' ترمذی)

یعنی دونوں نمازوں کی سنتوں میں کثرت سے ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے کہ اس کثرت سے کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔

٨٥٢۔ (٣١) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: ((بَعْدَ الْمَغْرِبِ))۔

٨٥٢۔ (٣١) نیز ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا البتہ مغرب کے بعد (کے الفاظ) کا ذکر نہیں کیا۔

٨٥٣۔ (٣٢) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ فُلَانٍ۔ قَالَ سُلَيْمَانُ: صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ

٨٥٣۔ (٣٢) حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ اور ملتی جلتی ہو۔ سوائے فلاں شخص کے کہ ان کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ ہوتی تھی' سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان صاحب کے پیچھے نماز

٨٤٩۔ ضعیف' شرح السنۃ للبغوی ٣/ ٨١ ٦٠٥' السنن الکبری للبیھقی ٢/ ٣٩١' سعید بن سماک ضعیف اور ابوقلابہ الرقاشی مختلط ہے۔

٨٥٠۔ اسنادہ ضعیف' سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب القراء ۃ فی صلاۃ المغرب (٨٣٣)' احمد بن بدیل راوی' حفص بن غیاث سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا اور یہ بھی انہی میں سے ہے۔ علاوہ ازیں ابوزرعہ الرازی وغیرہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

٨٥١۔ حسن' سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الرکعتین بعد المغرب (٤٣١)

٨٥٢۔ اسنادہ صحیح' سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما یقراء فی الرکعتین بعد المغرب (١١٤٨)

٨٥٣۔ اسنادہ حسن' سنن النسائی کتاب الافتتاح باب تخفیف القیام والقراء ۃ (٩٨٣)' ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب القراء ۃ فی الظھر والعصر (٨٢٧)

وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ، وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ إِلَى وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ۔

پڑھی ہے تو وہ اس طرح نماز پڑھتے کہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں لمبی قراءت کرتے تھے' اور پچھلی دونوں رکعتوں میں ہلکی قرأت کرتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی قرأت میں تخفیف کرتے اور مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے اور عشاء کی نماز میں درمیانی سورتیں پڑھتے اور فجر کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

٨٥٤۔ (٣٣) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَآءَةُ۔ فَلَمَّا فَرَغَ۔ قَالَ:((لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:((لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؛ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْبِهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَلِلنَّسَآئِيِّ مَعْنَاهُ، وَفِي رِوَايَةٍ لِّأَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ((وَأَنَا أَقُوْلُ: مَالِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ؟ فَلَا تَقْرَؤُا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ))

٨٥٤۔ (٣٣) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنا دشوار اور بھاری ہو گیا نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو' ہم نے عرض کیا ہاں حضرت ہم پڑھتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو اور اس کے علاوہ اور کچھ مت پڑھو کیونکہ جس شخص نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں (ابوداؤد' ترمذی' نسائی) اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں اتنے الفاظ زائد ہیں کہ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا بات ہے' قرآن مجھ سے نزاع کرتا ہے یعنی قرآن پڑھنا مجھ پر دشوار ہو گیا کہ منازعت کی وجہ سے آسانی سے قرآن نہیں پڑھا گیا' لہٰذا جب میں زور سے پڑھوں تو سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ مت پڑھو۔

توضیح:......اس حدیث سے صراحتہً معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص مقتدیوں کو خطاب کر کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے کسی کی نماز ہی نہیں ہوتی' پس یہ حدیث نص صریح ہے' اس امر پر کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے بغیر پڑھے ہوئے اس کی نماز نہیں ہوگی' اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ نے معالم السنن شرح ابوداؤد میں لکھا ہے: ((هذا الحديث صريح بان قرأة الفاتحة على من خلف الامام سواء جهرالامام بالقرأة وخافت بهاو اسناده جيد لا طعن فيه...... انتهى.)) یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صریح ہے اس امر میں کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے امام جہر سے قرأۃ کرے یا آہستہ سے اور اسناد اس حدیث کی جید ہے اس میں کچھ طعن نہیں ہے۔ اور علامہ عبدالحیٔ صاحب لکھنوی حنفی نے سعایہ (صفحہ نمبر ٣٠٣) میں لکھا ہے: ((وقد ثبت بحديث عبادة وهو حديث صحيح قوى السند امره صلے الله عليه وسلم بقراء ة الفاتحة للمقتدى انتهى.)) یعنی بیشک حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم کیا ہے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح اور قوی السند ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحٰق واقع

٨٥٤۔ صحيح سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب من ترك القراء ة (٨٢٣)' الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى القرائة خلف الامام (٣١١) النسائى كتاب الافتتاح باب قرائة ام القرآن خلف الامام (٩٢١)

ہیں اور وہ متکلم فیہ ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ محمد بن اسحٰق پر جس قدر جرحیں کی گئی ہیں وہ سب اصول حدیث سے مدفوع اور مرفوع ہیں اور حق یہ ہے کہ محمد بن اسحٰق ثقہ ہیں علامہ ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے: ((وھو توثیق محمد بن اسحٰق الحق الأ بلج وما نقل عن مالك فيه لا يثبت ولوصح لم يقبله اهل العلم كيف قد قال شعبة فيه هوا ميرالمومنين فی الحديث وردی عنه مثل الثوری و ابن ادريس وحماد بن زيد و يزيد بن زريع وابن عليه وعبدالوارث وابن المبارك واحتمله احمد وابن معين وعامة اهل الحديث غفرالله وقدلهم وقد اطال البخاری فی توثيقه فی كتاب القرائة خلف الامام له و ذكره ابن حبان فی الثقات وان مالكا رجع عن الكلام فی ابن اسحٰق واصطلح معه وبعث اليه هدية ......انتهى .)) علامہ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح مؤطا میں لکھا ہے: ((محمد ابن اسحٰق ثقة علے ماهوا لحق ......انتهى .)) شرح منیہ میں ہے: ((والحق ابن اسحٰق هوالتوثيق انتهى .)) اوراس کے علاوہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی بہت سی حدیثیں ہیں ذیل میں نمونہ کے طور پر چند حدیثیں لکھی جارہی ہیں تاکہ یہ مسئلہ نہایت مدلل ہو جائے۔

(۱)...... ((عن زيد بن واقد عن حزام بن حكيم و مكحول عن نافع بن محمود بن الربيع كذا قال انه سمع عبادة بن الصامت يقرأ بام القران وابونعيم يجهر بالقرأة فقلت رايتك صنعت فی صلاتك شيئا قال وما ذاك قال سمعتك تقرأ بام القران وابونعيم يجهربالقرأة قال نعم صلے بنا رسول الله صلے اللهعليه وسلم بعض الصلوت التی يجهر فيها بالقرأة فلما انصرف قال منكم من احد يقرأ شيئا من القران اذا جهرت بالقرأة قلنا نعم يا رسول الله فقال رسول الله صلے الله عليه وسلم وانا اقول مالی انازع القران فلايقرأ احد منكم شيئا من القران اذا جهرت بالقرأة الابام القران روا ه الدار قطنی وقال هذا اسناد حسن ورجاله ثقات كلهم يعنی .))

نافع بن محمود سے روایت ہے کہ انھوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھتے تھے حالانکہ ابونعیم جہر سے قرأت پڑھ رہے تھے۔ پس کہا کہ میں نے آپ کو نماز میں ایک شے کرتے دیکھا ہے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شے کیا ہے؟ کہا کہ آپ کو میں نے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ ابونعیم جہر سے قرأت کرتے تھے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہاہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ بعض وہ نماز پڑھی جس میں جہر سے قرأت کرتا ہوں ہم جب لوگوں نے کہاہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمایا کیا ہے مجھ کو کہ میں منازعت اور کشا کشی کیا جاتا ہوں قرآن میں۔ پس ہرگز نہ پڑھے تم میں سے کوئی کچھ قرآن جب کہ میں جہر سے قرأت کروں مگر سورۂ فاتحہ۔ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور کہا کہ یہ اسناد حسن ہے اور اس کے کل راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث سے بھی صراحۃً معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے۔

(۲)......((عن محمد بن ابی عائشة عن رجل من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لعلكم تقرؤن والامام يقرأ قالوا انا لنفعل قال الا ان يقرأ احد كم بفاتحة الكتاب۔ رواه احمد والبيهقی والبخاری فی جزئه و فی رواية البخاری الا ان يقرأ احد كم بفاتحة الكتاب فی نفسه و نحوه فی رواية البيهقی و قال هذا اسناد صحيح واصحاب النبی صلی الله عليه وسلم كلهم ثقة فترك ذكر اسمائهم فی الاسناد لا يضر اذا لم يعارضه ماهواصح منه و قال الحافظ فی التلخيص اسناده حسن .))

حاصل ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ محمد بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تم لوگ پڑھتے ہو جب کہ امام پڑھتا ہے؟ لوگوں نے کہا بے شک ہم لوگ پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر سورہ فاتحہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد نے اور بخاری نے جزء القرءۃ میں اور بیہقی نے اور بیہقی نے کہا یہ اسناد صحیح اور کہا حافظ ابن حجر نے تلخیص الجبیر میں اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے۔

(۳)...... ((عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیه وسلم صلی باصحابه فلما قضی صلوته اقبل علیهم بوجهه فقال اتقرؤن فی صلوٰتکم والامام یقرأ فسکتوا فقالها ثلاث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تعفلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة الکتاب فی نفسه رواه البخاری فی جزئه و ابن حبان فی صحیحه و ابویعلی والطبرانی فی الاوسط و قال الهیثمی فی مجمع الزوائد رجاله ثقات .))

اس حدیث کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم لوگ اپنی نماز میں پڑھتے ہو جب کہ امام پڑھتا ہے؟ پس صحابہ رضی اللہ عنہم چپ رہے آپ ﷺ نے اس بات کو تین بار فرمایا پس ایک شخص یا کئی شخصوں نے کہا بیشک ہم لوگ کرتے ہیں (یعنی جب امام پڑھتا ہے تو ہم بھی پڑھتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اور سورہ فاتحہ کو آہستہ پڑھو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے جزء القرءۃ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، اور ابویعلی نے اور طبرانی نے اوسط میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا کہ سب راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں۔ اس حدیث سے قرأۃ سورۂ فاتحہ خلف الامام کا وجوب بصراحت ثابت ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں قرأۃ فاتحہ خلف الامام کا حکم امر کے صیغہ سے کیا گیا ہے۔

(٤)...... ((حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا شجاع بن الولید قال ثنا النضر قال ثنا عکرمة قال حدثنی عمر بن سعد عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تقرؤن خلفی قالوانعم انا لنفصل هذا قال فلا تفعلوا الا بام القران۔ رواه البخاری فی جزء القرأة ص ٨ .))

حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ پڑھو۔ مگر سورۂ فاتحہ۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے جزء القرءۃ میں۔"

(٥)...... ((عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام۔ اخرجه البیهقی فی کتاب القرأة و قال اسناده صحیح والزیادة التی فیه صحیحة مشهورة من اوجه کثیرة کذا فی کنزالاعمال ص ٢٠٨ ج ٤ .))

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نماز ہے اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے کتاب القرءۃ میں اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے اور اس میں جو زیادتی ہے وہ کئی وجہوں سے صحیح ہے۔ یہ حدیث نص صریح ہے اس امر پر کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے اور جو شخص امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(٦)...... ((عن عبادة بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحة الکتاب رواه الطبرانی فی کذا فی کنزالاعمال ص ٤٥٩٦ وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد رجاله

موثقون و فی الجامع الصغیر للسیوطی من صلی خلف امام فلیقرأ بفاتحة الکتاب عن عبادة بن الصامت و قال العلامة العلقمی فی شرحه بجانبه علامة الحسن انتهی .))

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور امام ہیثمی نے کہا کہ اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہیں حدیث سے بھی قرأت فاتحہ امام کا وجوب بصراحت ثابت ہے۔

(۷) ...... عن عائشة رضی اللہ عنہا قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من صلی صلوة لم یقرأ فیها بام القران فهی خداج۔ رواه احمد و ابن ماجة والطحاوی .))

یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے جو شخص ایسی نماز پڑھے کہ اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور طحاوی نے روایت کیا۔ اس حدیث سے بصراحت ثابت ہے کہ جو شخص (مقتدی ہو یا غیر مقتدی) نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھے گا' اس کی نماز فاسد ہوگی ((وقد مربیانه بالبسط والتفصیل .)) اور یہ حدیث حسن ہے۔ علامہ عزیزی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ((ای فصلوته ذات نقصان نقص فساد و بطلان فلا تصح الصلوٰة بدونها ولولمقتد عند الشافعی وجمهور العلماء .)) پھر اس کے بعد لکھتے ہیں: ((قال الشیخ حدیث حسن انتهی .)) ملخص تحقیق الکلام۔ یہ دس حدیثیں جو یہاں تک لکھی گئی ہیں ان سے قرأت فاتحہ خلف امام کا وجود آفتاب کی طرح ظاہر ہے ان احادیث صحیحہ کے سوا اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں لیکن جس قدر لکھی گئی ہیں وہ اہل انصاف کے لیے کافی ووافی ہیں۔

۸۵۵۔ (۳۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَآئَةِ' فَقَالَ:((هَلْ قَرَأَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ آنِفًا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ' یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنِّیْ اَقُوْلُ: مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْآنَ؟!)) قَالَ: فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ بِالْقِرَاءَ ةِ مِنَ الصَّلٰوَاتِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمَالِكٌ' وَاَبُوْدَاوُدَ' وَالتِّرْمِذِیُّ' وَالنَّسَآئِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَهْ نَحْوَهٗ۔

۸۵۵۔ (۳۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے جہر سے قرأت کی تھی پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں سے کسی نے میرے ساتھ ابھی قرأت کی؟ تو ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے قرأت کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کہتا ہوں کیا ہے مجھ کو میں منازعت کیے جاتا ہوں قرآن میں۔ پس جب لوگوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی تو باز آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرأت کرنے سے ان نمازوں میں جن میں آپ ﷺ جہر سے قرأت کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو مالک اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔

توضیح: ......اس حدیث سے بعض لوگوں نے قرأت خلف الامام کی ممانعت پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں مالی انا زع القران تک حدیث مرفوع ہے۔ یعنی تابعی کا قول ہے۔ زہری کی عادت تھی کہ اپنا قول حدیث مرفوع سے ملا دیا کرتے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ((انه (رای الزهری) کان یخلط کلامه بالحدیث ولذلك قال

۸۵۵۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب من کره القراء ة بفاتحة الکتاب اذ جهر (۸۲۶)' الترمذی کتاب الصلاة (۳۱۲)' النسائی کتاب الافتتاح باب ترك القراء ة خلف الامام (۹۲۰)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب اذا قراء الامام فانصتوا (۸۴۸)' الامام مالك موطا کتاب الصلاة باب ترك القراء ة خلف الامام ۱/ ۸۶ح ۴۴)

له موسیٰ بن عقبة افصل كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم من كلامك كذا فى المعتصر .)) (ص ۱۵۲) یعنی زہری اپنے کلام کو حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے اسی وجہ سے موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے کہا کہ آپ اپنے کلام کو رسول اللہ ﷺ کے کلام سے جدا اور الگ کیا کریں۔

زہری نے اپنی عادت کے مطابق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں بھی اپنے کلام کو حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ ملا دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ جزء القراءۃ ص۱۳ میں لکھتے ہیں: ((و قوله فانتهى الناس من كلام الزهرى و قد بينه لى الحسن بن الصباح قال ثنا مبشر عن الاوزاعى قال الزهرى فاتعظ المسلمين بذالك فلم يكونوا يقرؤن فيما جهر و قال مالك قال ربيعة اذا حدثت فَبَيِّنْ كلامك من كلام النبى صلى الله عليه وسلم انتهى)) بیہقی معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں: ((قوله فانتهى الناس من القرأة من قول الزهرى قاله محمد بن يحى الذهلى صاحب الهريات و محمد بن اسمعيل البخارى و ابوداؤد واستدلوا على ذالك برواية الاوزاعى حين ميزه من الحديث وجعله من قول الزهرى و كيف يصح ذالك .))

وعن ابى هريرة و انه كان يأمر بالقرأة خلف الامام فيما جهربه و فيما خافت انتهى كتاب القرأة میں لکھتے ہیں: ((رواية ابن عيينة عن معمر دالة على كونه من قول الزهرى و كذالك انتهاء الليث بن سعد و هو من الحفاظ الاثبات الفقهاء مع ابن جريح برواية الحديث من الزهرى الى قوله مالى انازع القران دليل على ان مابعده ليس فى الحديث و انه من قوله الزهرى نفصل كلام الزهرى من الحديث بفصل ظاهر انتهى حافظ ابن حجر تلخيص الجبير .))(ص ۸۷) میں لکھتے ہیں:((وقوله فانتهى الناس الى اخره مدرج فى الخبر من كلام الزهرى بينه الخطيب و اتفق عليه البخارى فى التاريخ وابوداؤد و يعقوب بن سفيان والذهلى والخطابى و غيرهم انتهى .)) ملا علی قاری جملہ ((قال فانتهى الناس)) کی شرح میں لکھتے ہیں: ((اى ابوهريرة قاله ابن مالك لكن نقل ميرك عن ابن الملقن ان قوله فانتهى الناس هو من كلام الزهرى قاله البخارى والذهلى و ابن فارس و ابوداؤد و ابن حبان والخطابى و غيرهم انتهى .)) نیموی مرحوم اثار السنن کی تعلیق میں لکھتے ہیں: ((قلت ان جمعا من الحفاظ قد اتفقوا على ان هذا الزيادة مدرجة من كلام الزهرى قاله البخارى فى جزء ه و قوله فانتهى الناس من كلام الزهرى و قال ابوداؤد سمعت محمد بن يحى بن فارس قال قوله فانتهى من كلام الزهرى و قال الترمذى وروى بعض اصحاب الزهرى و ذكروا هذا الحرف قال قال الزهرى فانتهى الناس عن القرأ حين سمعواذ لك من رسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى .)) ان تمام عبارات کا حاصل یہ ہے کہ حفاظ حدیث امام بخاری اور امام ذہلی اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور خطیب اور یعقوب بن سفیان اور خطابی اور بیہقی وغیرہم نے تصریح کی ہے کہ جملہ فانتهى الناس مدرج ہے اور یہ زہری کا قول ہے۔ زہری نے اپنے قول کو حدیث مرفوع کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ان حفاظ نے اس جملہ کے مدرج و قول زہری ہونے پر اوزاعی کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ اس واسطے کہ اوزاعی نے اپنی روایت میں اس جملہ کو حدیث مرفوع سے علیحدہ کر کے روایت کیا ہے اور اس جملہ کو زہری کا قول ٹھہرایا ہے یعنی اوزاعی نے اپنی روایت میں مَالى انازع القران کے بعد یوں کہا ہے: ((قال الزهرى فانتهى الناس .)) جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جملہ زہری کا قول ہے نیز زہری کے بعض حفاظ تلامذہ لیث

بن سعد اور ابن جریج وغیرہما نے اس حدیث کو زہری سے مالی انازع القران۔ ہی تک روایت کیا ہے اور جملہ فانتھی الناس کو ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جملہ مدرج ہے اور زہری کا قول ہے۔ اور زیادہ تحقیق تحقیق الکلام حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

دل لگا کر نماز پڑھی جائے

۸۵۶۔ (۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَالْبَيَاضِيِّ رضی اللہ عنہم قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيْهِ بِهٖ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۸۵۶۔ (۳۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور بیاضی رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازی نماز میں اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے تو اسے دیکھنا چاہیے کہ کس چیز کے ساتھ سرگوشی اور بات کر رہا ہے۔ یعنی حضور قلب اور خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر پڑھے کہ خدا سے ہم کلام ہوں اور خدا میری بات کو سنتا ہے۔ اور بعض تمہارا بعض پر قرآن مجید کو بلند آواز سے نہ پڑھے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

جب امام قراءت کرے تو مقتدی کے لیے کیا حکم ہے؟

۸۵۷۔ (۳۶) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

۸۵۷۔ (۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے جب اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......اس حدیث سے بعض لوگوں نے قرأت خلف الامام کو منع کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور سورت کے پڑھنے سے خاموش رہنا چاہیے یا یہ کہ جہر سے قرأت نہ کی جائے آہستہ قرأت کی جائے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ امام کے پیچھے کیا کریں تو فرمایا **اقراء بھا فی نفسك.** تم امام کے پیچھے آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ معلوم ہوا کہ جہر کی نفی ہے آہستہ پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے اس کی تائید میں ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سات اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خداج میں اس فتوے کو بایں لفظ روایت کیا ہے: ((فقلت لابی هريرة فانی اسمع قرأة الامام فغمزنی بيده فقال اقرأ يا فارسی اوابن الفارسی فی نفسك .)) یعنی ابوالسائب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں امام کی قرأت سنتا ہوں (تو اس حالت میں بھی سورہ فاتحہ پڑھوں) پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے مجھے دبایا اور فرمایا کہ اے فارسی سورۂ فاتحہ کو آہستہ سے پڑھ۔

۲۔ حافظ حمیدی نے اپنی روایت میں اس فتوے کو بایں لفظ روایت کیا ہے: ((قلت يا اباهريرة انی اسمع قرأة الامام فقال يا فارسی او ابن الفارسی اقراءها فی نفسك .)) یعنی ابوالسائب نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں امام کی

۸۵۶۔ صحیح موطا امام مالك ۱/ ۸۰ ح ۱۷۴، مسند احمد ۲/ ۶۷

۸۵۷۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب الامام يصلی من قعود (۶۰۴)، النسائی كتاب الافتتاح باب تاويل قوله عزوجل واذا قرئ القرآن (۹۲۳)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب اذا قراء الامام فانصتوا (۸۴۶)

قرأت سنتا ہوں، پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فارسی سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھ۔

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء القرأت (ص ۱۱) میں ایک روایت میں اس فتوے کو بایں لفظ روایت کیا ہے: ((قلت یا ابا ھریرۃ کیف اصنع اذا کنت مع الامام و ھو یجھر القرأۃ قال ویلك یا فارسی اقرأ بھا فی نفسك.)) یعنی میں نے کہا اے ابو ہریرہ! کیونکر کروں جب کہ میں امام کے ساتھ ہوں اور وہ جہر قرأت کر رہا ہو؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فارسی سورۂ فاتحہ کو آہستہ سے پڑھ۔

۴۔ امام بیہقی نے کتاب القرءۃ (ص ۱۸) میں ایک روایت میں اس فتوے کو بایں لفظ روایت کیا ہے: ((قلت انی لا استطیع ان اقرأ مع الامام قال اقرأ فی نفسك.)) یعنی ابو السائب نے کہا کہ میں امام کے ساتھ قرأت نہیں کر سکتا ہوں (یعنی اس کی قرأت بالجہر کی وجہ سے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھ۔

۵۔ امام بیہقی نے اسی کتاب میں ص ۲۲ میں ایک اور روایت میں اس فتوے کو بایں الفاظ روایت کیا ہے: ((فقلت یا اباھریرۃ انی اکون احیانا خلف الامام و انا اسمع قراتہ فقال یا ابن الفارسی اقرأفی نفسك.))

۶۔ امام ممدوح اسی کتاب (ص ۱۹) میں ایک روایت میں اس فتوے کو بایں الفاظ روایت کیا ہے: ((قلت یا اباھریرۃ فکیف اصنع اذا جھر الامام قال اقرأ فی نفسك.)) یعنی میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب امام جہر سے قرأت کرے تو میں کیا کروں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھ۔

۷۔ جزء القرءۃ (ص ۲۶) میں ہے: ((عن ابی ھریرۃ قال اذا قرأ الامام بام القران فاقرأ بھاوا سبقہ فانہ اذا قال و لا الضالین قالت الملائکۃ امین.)) یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام جب سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی اس کو پڑھو اور اس سے سبقت کرو۔ اس واسطے کہ جب وہ ولا الضالین کہتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔

ان سات روایتوں میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا جو فتویٰ مروی ہے وہ نص صریح ہے کہ آپ نماز جہر میں بھی بحالت قرأت امام سورہ فاتحہ پڑھنے کا فتویٰ دیتے تھے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ واذا قرأ فانصتوا۔ کی تصحیح و تضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے جمہور محدثین رحمہم اللہ اس لفظ واذا اقرأ فانصتوا کو غیر محفوظ بتاتے ہیں حافظ زیلعی تخریج ہدایہ (ص ۲۳۳ جلد ۱) میں لکھتے ہیں: ((قال البیھقی فی المعرفۃ بعد ان روی حدیث ابی ھریرۃ و ابی موسیٰ و قد اجمع الحفاظ علی لخطاء ھذہ اللفظۃ فی الحدیث ابوداؤد ابو حاتم و ابو معین والحاکم و الدارقطنی و قالوا انھا لیست بمحفوظۃ انتھی.))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں: ((قولہ اذا قرأ فانصتوا مما اختلف الحفاظ فی صحتہ فروی البیھقی فے السنن الکبیر عن ابی داؤد السجستانی ان ھذہ اللفظۃ لیست بمحفوظۃ و کذالك رواہ عن یحی بن معین و ابی حاتم الرازی والدارقطنی والحافظ ابی علی النیسابوری شیخ الحاکم ابی عبداللہ قال الیھقی قال ابوعلی الحافظ ھذہ اللفظۃ غیر محفوظۃ قد خالف سلیمان التیمی فیھا جمیع اصحاب قتادۃ واجتماع ھؤلاء الحفاظ علی تضعیفھا مقدم علی تصحیح مسلم لا سیما ولم یروھا مسندۃ فی صحیحہ انتھی.))

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ واذا قرأ فانصتوا کے ضعیف ہونے کی وجہ ابوداؤد نے یہ لکھی ہے کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہے اور سلیمان تیمی کا یہ وہم ہے چنانچہ اپنی سنن میں لکھتے ہیں: ((قوله وانصتوا ليس بمحفوظ لم يجيئى به الا سليمان التيمى فى هذا الحديث انتهى.)) اور دارقطنی نے بھی یہی لکھا ہے۔ تخریج زیلعی (ص۲۳۳ جلد نمبر۱) میں ہے: ((قال الدارقطنى و قدرواه اصحاب قتادة الحفاظ عنه منهم هشام الدستوائى و سعيد و شعبة و همام و ابوعوانة و ابان وعدى بن عمارة فلم يقل احد منهم و اذا قرأف انصتوا واجماعهم يدل على انه و هم.)) حافظ علی نیشا پوری نے بھی یہی لکھا ہے۔ كتاب القرأة ص۸۹ میں ہے: ((واخبرنا ابوعبدالله الحافظ قال سمعت ابا على الحسين بن على الحافظ يقول خالف سليمان التيمى اصحاب قتادة كلهم فى هذا الحديث و هو عندى و هم منه والمحفوظ عن قتادة حديث هشام و سعيد و همام و ابوعوانة و ابان بن يزيد و عبيدة عن قتادة و لم يذكروا اذا قرأ فانصتوا انتهى.)) حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ موسیٰ اشعری کی حدیث کو قتادہ کے تلامذہ حفاظ' ہشام' دستوائی' سعید' شعبہ' ہمام' ابوعوانہ' ابان' عدی بن عمار' معمر' حجاج بن حجاج' عبیدہ وغیرہم نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اور ان تلامذہ حفاظ میں سے کسی نے اس حدیث میں لفظ واذا قرأ فانصتوا۔ کو زیادہ نہیں کیا ہے' قتادہ کے صرف ایک تلمیذ سلیمان تیمی نے اس کو زیادہ کیا ہے۔ پس قتادہ کے تلامذہ حفاظ کا اس لفظ کے زیادہ نہ کرنے پر اجماع واتفاق کرنا بتاتا ہے کہ یہ سلیمان بن تیمی کا وہم ہے اور یہ لفظ غیر محفوظ ہے۔ بس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس لفظ کے ضعیف ہونے کی دو وجہیں ہیں:

۱۔ ایک یہ لفظ غیر محفوظ ہے اور سلیمان تیمی کا یہ وہم ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ اس لفظ کے روایت کرنے میں نہ سلیمان تیمی نے قتادہ سے سماع بیان کیا ہے اور نہ قتادہ نے یونس بن جبیر سے اور سلیمان تیمی اور قتادہ یہ دونوں صاحب مدلس ہیں۔ قتادہ کا مدلس ہونا تو پہلے جواب میں معلوم ہو چکا ہے اور سلیمان تیمی کی نسبت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ طبقات المدلسین میں لکھتے ہیں: ((سليمان بن طرخان التيمى تابعى مشهور من صغار تابعى اهل البصرة و كان فاضلا و صفه النسائى بالتدليس انتهى حافظ ذهبى ميزان۔ الاعتدال۔ ميں لكهتے هيں سليمان بن طرخان التيمى البصرى القيسى مولاهم الامام احد الاثبات قيل انه كان يدلس عن الحسن وغيره مالم يسمعه انتهى.)) علامہ حلبی نے بھی سلیمان تیمی کے مدلس ہونے کی تصریح کتاب التبیین فی اسماء المدلسین میں کی ہے۔ (دیکھو ظفر الامانی ،صفحہ ۲۱۹)

ملخص تحقیق الکلام حصہ دوم۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ واذا قرأ فانصتوا کے ضعیف ہونے کی وجہ ابوحاتم نے یہ لکھی ہے کہ لفظ ابن عجلان کی تخالیط سے ہے امام بیہقی کتاب القرءۃ ص۹۰ میں لکھتے ہیں: ((اخبرنا ابو بكر بن الحارث انا ابو محمد بن حبان انا ابن ابى حاتم قال سمعا ابى و ذكر حديث ابى خالد الاحمر عن ابن عجلان فقال ابى ليست هذه الكلمة بمحفو ظة هى من تخاليط ابن عجلان.)) اور ابوداؤد نے اس لفظ کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ابوخالد کا وہم ہے چنانچہ اپنی سنن میں لکھتے ہیں: ((هذه الزيادة و اذا قرأ فانصتوا ليست بمحفوظة الوهم عندنا من ابى خالد انتهىٰ.)) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی جزء القرءۃ میں ابوخالد ہی کا وہم بتایا ہے زیادہ تحقیق۔ تحقیق الکلام حصہ دوم میں دیکھیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اگر کسی کو قرآن کی کوئی سورت یاد نہ ہو؟

۸۵۸۔ (۳۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ أَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ:جَآءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّیْ لَا أَسْتَطِیْعُ أَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْئًا فَعَلِّمْنِیْ مَا یُجْزِئُنِیْ قَالَ:((قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))۔ قَالَ: یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! هٰذَا لِلّٰهِ؛ فَمَاذَا لِیْ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ)) فَقَالَ هٰكَذَا بِیَدَیْهِ وَقَبَضَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا هٰذَا فَقَدْ مَلَأَ یَدَیْهِ مِنَ الْخَیْرِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ وَانْتَهَتْ رِوَایَةُ النِّسَائِیِّ عِنْدَ قَوْلِهٖ: ((إِلَّا بِاللّٰهِ))

۸۵۸۔ (۳۷) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں قرآن مجید میں سے کچھ نہیں پڑھ سکتا' کیونکہ قرآن مجید ابھی مجھے یاد نہیں ہے تو ایسی چیز سکھا دیجیے جو میرے لیے کافی ہو اور نماز میں پڑھتا رہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ پڑھ لیا کر' **سبحان الله والحمدلله. ولااله الا الله' والله اکبر' ولا حول ولا قوة الا بالله.** اس نے عرض کیا یہ تو خدا کے لیے ہے میرے لیے کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہا کرو۔ **اللهم ارحمني وعافني واهدني وارزقني.** اے اللہ مجھ پر رحم کر اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے روزی دے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور بند کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے ہاتھوں کو نیکیوں سے بھر لیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

توضیح:...... اگر کسی کو قرآن یا سورہ فاتحہ نہ یاد ہو تو وہ اسی طرح کرے لیکن جلدی قرآن مجید سیکھ لے۔ اور دونوں ہاتھوں کے بند کرنے سے کنایہ ہے قبول کرنے سے یعنی میں نے اس کو قبول کیا۔

مختلف آیات کے جواب

۸۵۹۔ (۳۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾؛ قَالَ: ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلَی))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۵۹۔ (۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب **سبح اسم ربك الاعلی.** پڑھتے تو اس کے جواب میں **سبحان ربی الاعلیٰ.** کہتے' (ابوداؤد) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے اعلیٰ پروردگار کی تسبیح پڑھو اس کے جواب میں **سبحان ربی الاعلیٰ.** کہنا چاہیے۔ یعنی میرا پروردگار تمام عیبوں سے پاک صاف ہے۔

۸۶۰۔ (۳۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِ﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ﴾ ، فَانْتَهٰی إِلٰی أَلَیْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِیْنَ؛ فَلْیَقُلْ: بَلٰی، وَأَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ۔ وَمَنْ قَرَأَ: ﴿لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾

۸۶۰۔ (۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص **والتين والزيتون.** پڑھتا ہوا آخر سورۃ **الیس الله باحکم الحاکمین** پر پہنچے تو اس کے جواب میں **بلی وانا علی ذالك من الشاهدین** کہے۔ یعنی ہاں اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔ اور جو شخص سورہ **لا اقسم بیوم القیامة.** پڑھتا ہوا الیس

۸۵۸۔ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب ما یجزی الامی (۸۳۲)' النسائی کتاب الافتتاح باب یجزئ من القرائة لمن لا (۹۲۵)

۸۵۹۔ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الدعاء فی الصلاة (۸۸۳)' مستدرك حاکم' ۱/ ۲۶۳' مسند احمد ۱/ ۲۳۲

۸۶۰۔ اسناده ضعیف' سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب مقدار الرکوع والسجود (۸۸۷)' الترمذی کتاب التفسیر القرآن باب ومن سورة التین (۳۳۴۷)' اس روایت کی سند میں "رجل أعرابی" مجہول ہے' اس کا نام تک معلوم نہیں ہے۔

فَانْتَهٰى إِلٰى: ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾؛ فَلْيَقُلْ: بَلٰى وَمَنْ قَرَأَ (وَالْمُرْسَلَاتِ) فَبَلَغَ: ﴿فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾؛ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللّٰهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ إِلٰى قَوْلِهٖ: ((وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ))

ذالك بقدر علی ان یحی الموتی تک پہنچے تو اس کے جواب میں "بلی" کہے یعنی ہاں اللہ اس پر قادر ہے۔ اور جو شخص سورۂ والمرسلات پڑھتا ہوا **فبای حدیث بعده یؤمنون.** پر پہنچے تو اس کے جواب میں **امنا باللہ.** کہے۔ یعنی ہم اس پر ایمان لائے (ابوداؤد)

٨٦١۔ (٤٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى أَصْحَابِهٖ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ (الرَّحْمٰنِ) مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا، فَسَكَتُوْا۔ فَقَالَ: ((لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ، فَكَانُوْا أَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾، قَالُوْا: لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ، فَلَكَ الْحَمْدُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

٨٦١۔ (٤٠) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف لائے۔ اور ان کے سامنے سورۂ الرحمٰن کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہو کے سنتے رہے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری سورۂ الرحمٰن ختم کر چکے۔ تو فرمایا اس سورۃ کو میں نے جن والی رات میں جنوں کے سامنے پڑھا تھی۔ (اس رات بہت سے جن ایمان لے آئے) اور تم سے بہت اچھا جواب دیا۔ جب میں آیت **فبای الاء ربکما تکذبان** پڑھتا۔ یعنی خدا کی کن کن نعمتوں کو تم جھٹلاتے ہو۔ تو جنوں نے اس کے جواب میں کہا **لا بشیء من نعمك ربنا تكذب فلك الحمد.** یعنی خدایا تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا **فبای الاء ربکما تکذبان** کے جواب میں **لا بشیء من نعمك ربنا تكذب فلك الحمد** کہنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ایک ہی سورت دو رکعات میں پڑھنا

٨٦٢۔ (٤١) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ فِي الصُّبْحِ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ﴾ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَلَا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ قَرَأَ ذٰلِكَ عَمْدًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٨٦٢۔ (٤١) حضرت معاذ بن عبداللہ جهنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کے ایک شخص نے مجھے یہ بتایا کہ اس نے صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ **اذا زلزلت الارض.** کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ بھول گئے تھے یا قصدا آپ نے پڑھا۔ (ابوداؤد)

بہرحال خواہ قصداً پڑھا ہو یا بھول کر پڑھا ہو ہمارے لیے باعثِ حجت ہے۔ کہ ایک ہی سورۃ دونوں رکعتوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

٨٦١۔ حسن، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الرحمن (٣٢٩١)، وصححه الحاكم ووافقه الذهبی (٢/ ٤٧٣)

٨٦٢۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الرجل یعید سورة واحدة فی الركعتين (٨١٦)

٨٦٣۔ (٤٢) وَعَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ رضی اللہ عنہ صَلَّى الصُّبْحَ، فَقَرَأَ فِيهِمَا بِ(سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ) فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

٨٦٣۔ (٤٢) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھی اوردونوں رکعتوں میں سورۃ بقرہ پڑھی (امام مالک) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ بقرہ کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھا ہے۔لہٰذا اس طرح کرنا بھی درست ہے۔

٨٦٤۔ (٤٣) وَعَنِ الْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا أَخَذْتُ سُوْرَةَ (يُوْسُفَ) إِلَّا مِنْ قِرَائَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔

٨٦٤۔ (٤٣) فرافصہ بن عمیر حنفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ یوسف کو میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں کثرت سے پڑھتے ہوئے سن کر یاد کرلیا۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف کو کثرت سے پڑھتے تھے جس کو سن کر میں نے یاد کرلیا۔) (رواہ مالک)

٨٦٥۔ (٤٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ، فَقَرَأَ فِيهَا بِسُوْرَةِ (يُوْسُفَ) وَسُوْرَةِ (الْحَجِّ) قِرَاءَةً بَطِيئَةً، قِيلَ لَهُ: إِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُوْمُ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ۔ قَالَ: أَجَلْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

٨٦٥۔ (٤٤) عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے دونوں رکعتوں میں سورۂ یوسف اور سورۂ حج کو اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا' عامر سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز اول وقت پڑھتے ہوں گے؟ تو جواب دیا ہاں۔ (مالک)

٨٦٦۔ (٤٥) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ إِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

٨٦٦۔ (٤٥) عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مفصل سورتوں میں سے کوئی چھوٹی بڑی سورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز میں نہیں چھوڑی' کہ جس کو میں نے نہ سنا ہو۔اس کو مالک نے روایت کیا ہے۔

مفصل، قرآن مجید کے اس منزل تک کو کہتے ہیں جو قرآن مجید کے سورۃ حجرات سے لے کر آخر تک ہے اور مفصل کی تین قسمیں ہیں' طول مفصل' وسط مفصل' قصار مفصل۔

٨٦٧۔ (٤٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِ﴿حٰمٓ الدُّخَانِ﴾۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مُرْسَلًا۔

٨٦٧۔ (٤٦) حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روات کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حٰمٓ دخان پڑھی۔ (نسائی)

٨٦٣۔ اسناده ضعيف' موطا امام مالك كتاب الصلاة باب القراءة فى الصبح ١/ ٨٢ ح ١٧٩' انقطاع کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے' کیونکہ عروہ نے سیدنا ابوبکر صدیق کو نہیں پایا۔

٨٦٤۔ اسناده صحيح' مؤطا امام مالك كتاب الصلاة باب القراءة فى الصبح ١/ ٨٢ ح ١٨١

٨٦٥۔ اسناده صحيح' موطا امام مالك كتاب الصلاة باب القراءة فى الصبح ١/ ٨٢ ح ١٨٠

٨٦٦۔ اسناده ضعيف' سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب من راى التحفيف فيها (٨١٤) محمد بن اسحاق بن یسار مدلس ہیں اور عن سے بیان کرتے ہیں۔

٨٦٧۔ اسناده صحيح' سنن النسائى كتاب الافتتاح باب القراءة فى المغرب (٩٨٩)

(۱۳) بَابُ الرُّکُوْعِ

رکوع کا بیان

نماز کے رکنوں میں سے رکوع بھی ایک رکن ہے۔ جس کو پوری تفصیل ذیل کے حدیثوں میں آ رہی ہے۔ رکوع کے لغوی معنی جھکنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ اتنا جھکا جائے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر ہوں اور پیٹھ خوب اچھی طرح مڑی ہوئی ہو کو پچھلا اور اگلا حصہ برابر ہو جیسا کہ نیچے کی حدیثوں سے معلوم ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

رکوع اور سجدہ اطمینان سے کیا جائے

۸۶۸۔ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَقِيْمُوْا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۸۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رکوع اور سجدہ کو سیدھا کیا کرو۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر رکوع سجدہ کرنے میں جلدی مت کرو، خدا کی قسم میں تم کو معجزہ کے طور پر اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع وسجود کی طوالت

۸۶۹۔ (۲) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رُكُوْعُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَسُجُوْدُهٗ۔ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ مَاخَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ؛ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۶۹۔ (۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپ کا سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور رکوع سے اٹھنے کے بعد کا قومہ سوائے قیام اور قعود کے یہ چاروں چیزیں مقدار میں برابر ہوتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... قیام لمبا ہوتا تھا کہ کیونکہ اس میں لمبی قرأت ہوتی تھی اور قعود بھی دراز ہوتا تھا کیونکہ اس میں التحیات پڑھتے تھے اور باقی ارکان رکوع اور رکوع کے بعد کا اٹھنا یعنی قومہ اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ مقدار میں قریب قریب برابر ہوتے تھے۔

۸۷۰۔ (۳) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم،

۸۷۰۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

۸۶۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلاۃ (۷۴۲)، مسلم کتاب الصلاۃ باب الامر بتحسین الصلاۃ ۴۲۵ (۹۵۹)

۸۶۹۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد اتمام الرکوع ۷۹۲، مسلم کتاب الصلاۃ باب اعتدال ارکان الصلاۃ ۴۷۱ (۱۰۵۷)

۸۷۰۔ صحیح بخاری (۸۲۱)، مسلم کتاب الصلاۃ باب اعتدال ارکان الصلاۃ ۴۷۳ (۱۰۶۱)

إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ أَوْهَمَ، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ أَوْهَمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہوتے تو اتنی دیر تک قیام فرماتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ غالباً آپ کو وہم ہو گیا یعنی یہ خیال ہوتا کہ شاید آپ نے یہ رکعت چھوڑ دی۔ پھر آپ سجدہ کرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ ہم کہتے کہ آپ کو شبہ ہو گیا (یعنی یہ خیال کرتے کہ آپ نے سجدہ کو چھوڑ دیا۔) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... یعنی رکوع کرنے کے بعد اتنی دیر تک قیام کرتے کہ ہم خیال کرتے یہ رکعت جس کا آپ نے رکوع کیا ہے چھوڑ دیا ہے اب نئے سرے سے قیام کیا ہے اسی طرح ایک سجدہ کرنے کے بعد جب بیٹھتے (دو سجدے کے درمیان میں) تو اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ یہ خیال ہوتا کہ پہلا سجدہ کیا ہوا چھوڑ دیا' مطلب یہ ہے کہ قومہ وجلسہ کبھی کبھی لمبا بھی کر دیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں کیا پڑھتے؟

٨٧١۔ (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ))، يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۱۔(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں اس دعا کو کثرت سے پڑھتے تھے۔ **سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی** یعنی اے اللہ! تو پاک ہے اے ہمارے رب! ہم تیری تعریف کرتے ہیں تو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ اور یہ کام قرآن مجید کے موافق کرتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... قرآن مجید پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی اے نبی! آپ اپنے رب کے ساتھ پاکی بیان کیجیے اور اس سے بخشش مانگیے تو آپ ﷺ نے اس حکم پر عمل کیا کہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے جو اوپر لکھی گئی ہے۔

٨٧٢۔ (٥) وَعَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷۲۔(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں **سبوح قدوس رب الملئكة والروح** پڑھا کرتے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ یعنی اللہ پاک صاف ہے فرشتوں اور روح کا رب ہے۔

رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

٨٧٣۔ (٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْسَاجِدًا؛ فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا

۸۷۳۔(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم آگاہ ہو جاؤ مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے' لہذا رکوع اور سجدے میں قرآن مجید مت

٨٧١۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب التسبيح والدعاء فى السجود (٨١٧)، مسلم كتاب الصلاة باب ما يقال فى الركوع والسجود ٤٨٤ (١٠٨٥)

٨٧٢۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب ما يقال فى الركوع ٤٨٧ (١٠٩١)

٨٧٣۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب النهى عن قراءة القرآن فى الركوع ٤٧٩ (١٠٧٤)

فِيْهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَآءِ؛ فَقِمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پڑھا کرو۔ رکوع میں خدا کی تعظیم اور بڑائی بیان کرنا اور سجدے میں دعا مانگنے کی کوشش کرو لائق اور مناسب ہے کہ سجدے کی مانگی ہوئی دعاء قبول ہو۔ (مسلم)

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کی شان وعظمت

۸۷۴۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ؛ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؛ فَإِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَلَهٗ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۷۴۔ (۷) حضرت ابوہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا۔ اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو اس دعاء کو پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے: "اللہ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے زمین آسمان بھر کی تعریف ہے اور بقدر بھرنے اس چیز کے جسے تو اس کے بعد چاہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور ربنا لک الحمد بھی کہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔

رکوع کے بعد کی دعائیں

۸۷۵۔ (۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ أَوْفٰی ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۷۵۔ (۸) عبداللہ بن ابی اوفی ﷛ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی کمر اٹھاتے **سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد مل ء السموات وملء الارض ومل ما شئت من شيء بعد**" کے کلمات کہتے (جس کا ترجمہ ہے) اللہ نے اس شخص کی بات کو سن لیا جس نے اس کی حمد وثنا کی، اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے لیے آسمانوں اور زمین اور اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے بھرنے کے (بقدر) حمد وثنا ہے۔" (مسلم)

۸۷۶۔ (۹) وَعَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ: اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَ

۸۷۶۔ (۹) حضرت ابوسعید خدری ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اس دعاء کو پڑھتے تھے۔ **اللهم لك الحمد ملأ السموات وملأ الارض وملأ ماشئت من شئی بعد اهل الثناء والمجد احق ما قال العبد وكلنا لك عبد اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذالا الجد منك الجد** اے ہمارے پرودگار! تیرے لیے تعریف ہے زمین وآسمان

۸۷۴۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل اللهم ربنا لك الحمد (۷۹۶)، مسلم کتاب الصلاة باب التسمیع والتامین ۴۰۹ (۹۱۳)

۸۷۵۔ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما یقول اذا رفع رأسه ۴۷۶ (۱۰۶۷)

۸۷۶۔ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما یقول اذا رفع رأسه ۴۷۷ (۱۰۷۱)

أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بھر کے اور بقدر بھرنے اس چیز کے جس کو تو چاہے اس کے بعد تو ہی تعریف اور بزرگی کے لائق ہے جو کچھ تیرے بندے نے کہا وہ حق ہے ہم سب تیرے بندے ہیں۔ جسے تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا' مالدار کو اس کی مالداری تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی (مسلم)

۸۷۷۔ (۱۰) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟)). قَالَ: أَنَا قَالَ: ((رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۷۷۔ (۱۰) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ہم لوگ نماز پڑھتے تھے آپ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد **سمع اللہ لمن حمدہ** کہا کرتے تھے۔ (ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ) رکوع کے بعد آپ نے **سمع اللہ لمن حمدہ** فرمایا تو ایک مقتدی صحابی رضی اللہ عنہ نے **ربنا لك الحمد حمد كثيرا طيبا مباركا فيه** کہا ''خدایا! تیرے لیے بہت پاکیزہ مبارک تعریف ہے۔'' نماز کے بعد آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس دعاء کو کس نے پڑھا ہے۔ ایک صحابی نے کہا کہ اے حضور میں نے کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (کہ یہ کلمہ اتنا مقبول ہوا) کہ میں نے دیکھا تیس سے زیادہ فرشتے اس کے ثواب کے لے جانے اور لکھنے میں جلدی کرتے ہیں کہ کون سب سے پہلے اس کو لکھے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

۸۷۸۔ (۱۱) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ نِالْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُجْزِيءُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۸۷۸۔ (۱۱) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر اور پیٹھ کو سیدھی رکھے (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی' دارمی اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے)

توضیح:...... پیٹھ کے سیدھا کرنے سے تعدیل ارکان مراد ہے کہ رکوع اور سجدہ میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ جسم کے سب اعضاء کے جوڑ اپنے اپنے ٹھکانے پر آ جائیں۔ قومہ اور جلسہ میں تعدیل ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۸۷۷۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب ۷۹۹

۸۷۸۔ اسنادہ صحیح' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ (۸۵۵)' الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فیمن لا یقیم صلبہ (۲۶۵)' النسائی کتاب التطبیق باب اقامۃ الصلب فی الرکوع (۱۰۲۸)' ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب الرکوع فی الصلاۃ (۸۷۰)' الدارمی کتاب الصلاۃ باب فی الذی لا یتم الرکوع والسجود (۱۳۲۷)

رکوع کی کچھ مسنون دعائیں

٨٧٩۔ (١٢) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ)). فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ. وَالدَّارِمِيُّ.

٨٧٩۔ (١٢) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب **فسبح باسم ربك العظيم** نازل ہوئی (یعنی ''اپنے بڑے پروردگار کے نام کی پاکی بیان کرو'') تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مضمون کو رکوع میں کہا کرو۔ (یعنی رکوع میں **سبحان ربی العظیم** پڑھو) اور جب **سبح اسم ربك الاعلی**۔ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو سجدہ میں کہا کرو (یعنی **سبحان ربی الاعلی** سجدے میں پڑھا کرو۔) (ابوداوٗد' ابن ماجہ' دارمی)

٨٨٠۔ (١٣) وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ. فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهُ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ. وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهُ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، لِأَنَّ عَوْنًا لَمْ يَلْقَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ.

٨٨٠۔ (١٣) عون بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے اور رکوع میں اس نے تین مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کہہ لیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ تین دفعہ کہنا ادنی درجہ ہے اور جب سجدہ کیا اور سجدے میں اس نے تین دفعہ **سبحان ربی الاعلی** کہا تو اس کا سجدہ پورا ادا ہو گیا۔ اور یہ تین دفعہ کہنا ادنیٰ درجہ ہے۔ (ترمذی' ابوداوٗد' ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ روایت مرسل ہے۔

٨٨١۔ (١٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) وَفِيْ سُجُوْدِهِ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)). وَمَا أَتٰى عَلٰى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ، وَمَا أَتٰى عَلٰى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ

٨٨١۔ (١٤) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں **سبحان ربی العظیم** پڑھتے تھے اور سجدے میں **سبحان ربی الاعلی** اور جب آپ رحمت کی آیت پڑھتے تو ٹھہر کر رحمتِ خداوندی کا سوال کر لیتے اور پڑھتے پڑھتے جب عذاب کی آیت پر

٨٧٩۔ حسن' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل فی ارکوعه (٨٦٩)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب التسبیح فی الرکوع والسجود (٨٨٧)' ابن خزیمه ٦٠٠' ٦٠١' الدارمی کتاب الصلاۃ باب ما یقال فی الرکوع ١٣٠٥۔

٨٨٠۔ اسناده ضعیف' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب مقدار الرکوع (٨٨٦)' الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما یقال فی التسبیح فی الرکوع (٢٦١)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب التسبیح فی الرکوع (٨٩٠)' اس روایت کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ عون بن عبداللہ بن عقبہ کی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے نیز اسحاق بن یزید مجہول ہے۔

٨٨١۔ صحیح مسلم (٧٧٢)' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل فی الرکوع (٨٧١)' الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی التسبیح فی الرکوع (٢٦٢)' النسائی کتاب التطبیق باب الذکر فی الرکوع (١٠٤٧)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب التسبیح فی الرکوع (٨٨٨)' الدارمی کتاب الصلاۃ باب ما یقال فی الرکوع (١٣٠٦)

وَتَعَوَّذَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ((الْأَعْلٰى)) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

آتے تو ٹھہر کر عذاب خداوندی سے پناہ مانگ لیتے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نبی کریم ﷺ کا طویل رکوع

۸۸۲۔ (١٥) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ ((الْبَقَرَةِ))، وَيَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ: ((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

۸۸۲۔ (۱۵) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو رکوع میں بقدر سورۂ بقرہ پڑھنے کے ٹھہرے اور رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ **سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمة**. یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکی ہے۔ جو غلبہ والا' بادشاہت والا' عظمت والا ہے۔ نسائی نے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپ کا رکوع بڑا لمبا ہوتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے رکوع وسجدے کی عمومی طوالت

۸۸۳۔ (١٦) وَعَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، يَقُوْلُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ. قَالَ: فَحَزَرْنَا رُكُوْعَهٗ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ، وَسُجُوْدَهٗ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

۸۸۳۔ (۱۶) ابن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہو مگر اس نوجوان عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے۔ انس بن مالک نے کہا ہم نے اس نماز کے رکوع کا اندازہ کیا تو دس مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا اندازہ کیا اور سجدے کا بھی اتنا ہی اندازہ کیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

۸۸٤۔ (١٧) وَعَنْ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ: مَا صَلَّيْتَ، قَالَ: وَأَحْسَبُهٗ قَالَ وَلَوْمُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۸۴۔ (۱۷) شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' جس نے اطمینان سے رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا جب اس نے نماز ختم کر لی تو اس کو بلا کر فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گیا تو اس طریقے

۸۸۲۔ صحیح سنن النسائی کتاب التطبیق باب نوع آخر من الذکر فی الرکوع (١٠٥٠)' ابوداؤد (٨٧٣)' الترمذی فی الشمائل (٣١٢)

۸۸۳۔ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب مقدار الرکوع والسجود (٨٨٨)' النسائی کتاب التطبیق باب عدد التسبیح فی السجود (١١٣٦)' وہب بن مانوس کو امام ذہبی اور حافظ ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا اسے مجہول کہنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

۸۸٤۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا لم یتم الرکوع (٣٨٩'٨٠٨)

کے خلاف مرے گا' جس پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ یعنی اسلامی طریقے کے خلاف مرے گا۔ (بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے۔

۸۸۵۔ (۱۸) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْوَا النَّاسِ سِرْقَةً الَّذِیْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ))۔ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ؟ قَالَ: ((لَايُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۸۸۵۔ (۱۸) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ برا وہ چور ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) نماز کی چوری کس طرح کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو رکوع وسجدہ کو پورے اطمینان سے نہیں ادا کرتا ہے وہ نماز کا چور ہے۔ (احمد)

سب سے برا چور؟

۸۸۶۔ (۱۹) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَوْنَ فِیْ الشَّارِبِ وَالزَّانِیْ، وَالسَّارِقِ؟))۔ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ فِيْهِمُ الْحُدُوْدُ۔ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيْهِنَّ عُقُوْبَةٌ، وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِیْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ))۔ قَالُوْا: وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَرَوَى الدَّارِمِیُّ نَحْوَهٗ

۸۸۶۔ (۱۹) حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا شراب پینے والے' زنا کرنے والے اور چوری کرنے والے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ (اور یہ حدود کے اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں' آپ ﷺ نے یہ فرمایا یہ سب برے کام ہیں اور ان کی سزائیں ہیں' لیکن سب سے زیادہ برا وہ چور ہے جو نماز سے چراتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نماز سے کیسے کوئی چوری کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو پورا رکوع اور سجدہ نہیں ادا کرتا ہے۔ وہ نماز سے چراتا ہے۔ (مالک ودارمی)

❀❀❀❀

۸۸۵۔ صحیح مسند احمد ۵/ ۳۱۰' مستدرك حاكم ۱/ ۲۲۹

۸۸۶۔ موطا امام مالك كتاب قصر الصلاة فی السفر باب العمل فی جامع الصلاة ۱/ ۱۶۷ ح ۴۰۲' مسند أحمد ۳/ ۵۶' الدارمی كتاب الصلاة فی الذی لا يتم الركوع والسجود ۱/ ۳۰۴' ۳۰۵ ح ۱۳۳۴ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

(۱۴) بَابُ السُّجُوْدِ وَفَضْلِهٖ

سجدہ کی کیفیت وفضیلت

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

سجدہ سات ہڈیوں پر

۸۸۷۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۸۷۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے پنجوں پر اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں نہ تو ہم کپڑوں کو سمیٹیں اور نہ بالوں کو سنواریں۔ (بخاری ومسلم)

سجدے میں اعتدال

۸۸۸۔ (۲) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ، وَلَا يَبْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۸۸۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سجدہ میں اعتدال کرو یعنی اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

سجدہ کیسے کیا جائے؟

۸۸۹۔ (۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ، وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یہ حکم مردوں اور عورتوں سب ہی کے لیے ہے۔

۸۸۹۔ (۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور دونوں کہنیوں کو اوپر اٹھائے رکھو۔ (مسلم)

۸۸۷۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب السجود علی الانف (۸۱۲)، مسلم کتاب الصلاۃ باب اعضاء السجود والنھی عن کف الشعر ٤٩٠ (١٠٩٨)

۸۸۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود (۸۲۲)، مسلم کتاب الصلاۃ باب الاعتدال فی السجود ٤٩٣ (١١٠٢)

۸۸۹۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الاعتدال فی السجود ٤٩٤ (١١٠٤)

٨٩٠۔ (٤) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتّٰى لَوْ أَنَّ بُهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ. هٰذَا لَفْظُ اَبِىْ دَاوٗدَ، كَمَا صَرَّحَ فِىْ: ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) بِإِسْنَادِهٖ۔ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَجَدَ لَوْ شَآءَ تْ بُهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ۔

٨٩٠۔ (٤) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو اتنا دور رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے گذرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ (ابوداؤد) اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ جب سجدہ کرتے تو ہاتھ اور پیٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے ایک طرف سے دوسری طرف جانا چاہتا تو چلا جاتا۔ (ابوداؤد، مسلم)

٨٩١۔ (٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٨٩١۔ (٥) حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کے درمیان اتنی کشادگی رکھتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔ (بخاری ومسلم)

٨٩٢۔ (٦) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فِىْ سُجُوْدِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٩٢۔ (٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اس دعا کو پڑھتے تھے۔ **اللهم اغفرلی ذنبی كله دقه وجله و اوله واخره وعلانيته و سره** (خدایا تو میرے سب چھوٹے بڑے اور اگلے پچھلے اور ظاہر و باطن گناہوں کو بخش دے۔ (مسلم)

٨٩٣۔ (٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهٗ، فَوَقَعَتْ يَدِىْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٩٣۔ (٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہیں پایا تو آپ کو تلاش کرنا شروع کیا (گھر میں روشنی نہیں تھی اندھیرے میں آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے کہ تلاش کرتے کرتے) میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر گیا۔ اس وقت آپ سجدہ کی حالت میں تھے اور دونوں پاؤں کی ایڑیاں کھڑی تھیں آپ سجدہ میں اس دعا کو پڑھ رہے تھے۔ **اللهم اعوذ برضاك من سخطك و بمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك**. (الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا مندی کے ذریعہ تیری ناراضگی سے اور تیری عافیت کے ذریعہ تیرے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ذریعہ تیرے غصہ سے میں تیری تعریفوں کو شمار ہی نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی آپ تعریف فرمائی ہے) (مسلم)

٨٩٠۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب ما يجمع صفة الصلاة (٤٩٦)، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب صفة السجود (٨٩٨)، شرح السنة كتاب الصلاة باب هيئة السجود ٣/ ١٤٥، ١٤٦

٨٩١۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب يبدى ضبعيه (٣٩٠)، مسلم كتاب الصلاة باب ما يجمع صفة الصلاة ٤٩٥ (١١٠٥)

٨٩٢۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب ما يقال فى الركوع ٤٨٣ (١٠٨٤)

٨٩٣۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب ما يقال فى الركوع ٤٨٦ (١٠٩٠)

سجدے کی فضیلت

٨٩٤۔ (٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٨٩٤۔ (٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ سجدے کی حالت میں خدا سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ اس لیے سجدے میں زیادہ دعا مانگا کرو۔ (مسلم)

٨٩٥۔ (٩) وَعَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ، فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ، يَقُوْلُ: يَا وَيْلَتَنِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ، فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَأَبَيْتُ: فَلِيَ النَّارُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٨٩٥۔(٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان سجدے کی آیت کو پڑھ کر سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدے کا حکم دیا گیا ہے تو اس نے سجدہ کرلیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے انکار کر دیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔ (مسلم)

٨٩٦۔ (١٠) وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَتَيْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ، فَقَالَ لِيْ: ((سَلْ)). فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟)) قُلْتُ هُوَ ذَاكَ. قَالَ: ((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٨٩٦۔ (١٠) حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا' تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ جنت میں رہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ' میں نے عرض کیا یہی میری درخواست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میری امداد کرو اپنی ذات سے زیادہ سجدہ کر کے (مسلم) (یعنی زیادہ نماز پڑھتے رہو تا کہ مجھے سفارش کا موقع مل سکے۔)

٨٩٧۔ (١١) وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ أَعْمَلُهٗ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ، فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهٗ، فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً، إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)) قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ

٨٩٧۔ (١١) حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ان سے میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوسکوں۔ تو وہ خاموش ہو گئے پھر میں نے یہی سوال کیا۔ وہ پھر چپ ہو گئے۔ پھر میں نے سہ بار سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہی سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زیادہ سے زیادہ سجدہ کیا کرو اور نماز پڑھا کرو' کیونکہ جب تم ایک سجدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں

٨٩٤۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب ما يقال فى الركوع ٤٨٢ (١٠٨٣)

٨٩٥۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة ٨١ (٢٤٤)

٨٩٦۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب فضل السجود ٤٨٩ (١٠٩٤)

٨٩٧۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب فضل السجود ٤٨٨ (١٠٩٣)

لَقِيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تمہارے درجہ کو بلند کرے گا اور گناہ معاف فرمائے گا' معدان نے کہا اس کے بعد ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

۸۹۸۔ (۱۲) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۹۸۔ (۱۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھتے تھے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

(ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ترمذی' دارمی)

۸۹۹۔ (۱۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ۔ وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ۔ قَالَ أَبُوْ سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ: حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا۔ وَقِيْلَ: هٰذَا مَنْسُوْخٌ۔

۸۹۹۔ (۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھے۔ (ابوداؤد' نسائی' دارمی) امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ ثابت ہے اس حدیث سے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

توضیح:...... اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے ہاتھ رکھنا رکھنے چاہئیں یا پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دونوح گھٹنوں کو رکھنا چاہیے اور اس دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھنا چاہیے تو ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو محدثین کرام رحمہم اللہ نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ سند کے لحاظ سے وائل بن حجر کی حدیث زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ یا یہ کہ وہ ناسخ ہے اور یہ منسوخ ہے۔ جیسا کہ صاحبِ مشکوٰۃ نے فرمایا ہے۔

۹۰۰۔ (۱٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

۹۰۰۔ (۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان اس دعاء کو پڑھتے تھے۔ **اللھم اغفرلی**

۸۹۸۔ اسنادہ ضعیف' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب کیف یضع رکبتیہ (۸۳۸)' الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی وضع الرکبتین (۲٦۸)' النسائی کتاب التطبیق باب رفع الیدین للسجود (۱۰۹۰)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب السجود (۸۸۲)' شریک القاضی راوی مدلس ہے اور سماع کی تصریح بھی نہیں ہے۔ الدارمی کتاب الصلاۃ باب اول ما یقع من الانسان علی الارض (۱۳۲)

۸۹۹۔ اسنادہ صحیح' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب کیف یضع رکبتیہ (۸٤۰)' النسائی کتاب التطبیق باب اول ما یصل الی الارض من الانسان (۱۰۹۲)' الدارمی کتاب الصلاۃ باب ما تضع الانسان علی الارض (۱۳۲۱)

۹۰۰۔ حسن' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب الدعاء بین السجدتین (۸۵۰)' الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما یقول بین السجدتین (۲۸٤)' ابن ماجه (۸۹۸)' یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن ہے دیکھیے: صحیح مسلم (۲٦۹۷)

وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ۔

واحمنی واهدنی و عافنی وارزقنی. "الٰہی تو مجھے بخش دے اور میرے حال پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور عافیت عطا فرما اور روزی عنایت کر۔" (ترمذی)

٩٠١۔ (١٥) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ))۔ رَوَاهُ النسائی، وَالدَّارِمِیُّ۔

٩٠١۔ (١٥) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان اس دعاء کو بھی پڑھا کرتے تھے۔ رب اغفرلی. خدایا تو میری مغفرت فرما دے۔ (نسائی، دارمی) ابن ماجہ میں ہے کہ اس کو تین بار کہتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

سجدے کی کیفیت

٩٠٢۔ (١٦) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ نُقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُّوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِی الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ۔

٩٠٢۔ (١٦) حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے (سجدے میں) کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے (یعنی جلدی سے سر اٹھانے سے جس طرح کوا زمین سے جلدی دانہ اٹھا لیتا ہے۔) اور سجدے میں درندوں کی طرح ہاتھ بچھانے سے اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ آدمی مسجد میں نماز کے لیے کوئی خاص جگہ بنا لے جس طرح اونٹ بیٹھنے کے لیے جگہ بنا لیتا ہے۔ (ابوداوٗد)

٩٠٣۔ (١٧) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا عَلِیُّ! إِنِّیْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِیْ، وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِیْ، لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

٩٠٣۔ (١٧) حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جو چیزیں اپنے لیے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لیے پسند کرتا ہوں اور جو اپنے لیے برا سمجھتا ہوں وہی تمہارے لیے بھی برا خیال کرتا ہوں، تم دونوں سجدوں کے درمیان اقصاء کر کے نہ بیٹھو۔ (ترمذی)

توضیح:...... اقصاء کتے کی طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ کتا دونوں سرینوں پر بیٹھتا ہے اور پاؤں کی پنڈلیوں کو کھڑا رکھتا ہے اور ہاتھوں کو زمین پر بچھا لیتا ہے۔ تو نماز میں اس طرح نہیں بیٹھنا چاہیے اور بعض لوگوں کے نزدیک ایڑیوں پر بیٹھنے کو بھی کہتے ہیں تکلیف کے وقت یہ دوسری صورت جائز ہے۔

٩٠١۔ صحیح سنن النسائی کتاب التطبیق باب الدعاء بین السجدتین ١١٤٦، ابن ماجه (٨٩٧)، ابوداوٗد ٨٧٤ مطولاً، الدارمی کتاب الصلاة باب القول بین السجدتین (١٣٢٤)

٩٠٢۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود (٨٦٢)، النسائی کتاب التطبیق باب النهی عن نقرة الغراب (١١٣)، شواهد کی بنا پر حسن هے۔ الدارمی کتاب الصلاة باب النهی عن الافتراش ونقر الغراب (١٣٢٣)

٩٠٣۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی کراهیة الاقصاء فی السجود (٢٨٢)، ابن ماجه (٨٩٤)، حارث الاعور راوی ضعیف ہے۔

۹۰۴-(۱۸)وَعَن طلق بن عَلِيّ الْحَنَفِيّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَنْظُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيمُ فِيهَا صُلْبَهُ بَيْنَ ركوعها وسجودها» . رَوَاهُ أَحْمد

۹۰۴-(۱۸) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنی نماز کے رکوع اور سجدہ میں پیٹھ کو سیدھی نہ رکھے۔ (یعنی اس کی نماز قبول نہیں فرماتا) ہے اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۹۰۵-(۱۹)وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ. رَوَاهُ مَالك

۹۰۵-(۱۹) حضرت نافع کا بیان ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی پیشانی زمین پر رکھے (یعنی سجدہ کرے) تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو بھی اسی چیز پر رکھے جس پر پیشانی رکھی تھی (یعنی سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے) کیونکہ جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے اسی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ (موطأ امام مالک)

۹۰۴-صحيح مسند أحمد ۴/۲۲

۹۰۵-صحيح موطأ امام مالك كتاب قصر الصلاة فى السفر باب وضع اليدين على ما يوضع عليه الوجه فى السجود ۱/۱۶۳ ح ۳۹۰

(۱۰) بَابُ التَّشَهُّدِ

تشہد (التحیات) کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔۔۔۔ پہلی فصل

تشہد میں بیٹھنے کے مسنون طریقے

۹۰۶-(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَخَمسين وَأَشَارَ بالسبابة

۹۰۶-(۱) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور داہنے ہاتھ کو داہنے گھٹنے پر رکھتے اور ۵۳ کے عدد پر ہاتھ ہو بند کرتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

توضیح :۔۔۔ تشہد میں بیٹھنے کی یہ کیفیت ہے اور ترپین (53) کی گرہ کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے حساب دان اپنے مخصوص طریقے سے شمار کرتے کہ اکائیوں کا اشارہ کچھ اور دھائیوں کا اشارہ کچھ۔ حدیث کے راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ترپین (53) کا اشارہ کیا جس کی یہ صورت ہے کہ خنصر یعنی چھنگلی بنصر اس کے پاس والی وسطی بیچ والی انگلی کو مٹھی جیسا بند کر دیتے اور سبابہ شہادت والی انگلی کو کھلا رکھتے اور ابہامہ (انگوٹھے) کے سر کو وسطی بیچ والی انگلی کے سر پر رکھ کر حلقہ بنا لیتے اور شہادت کی انگلی کو اٹھائے رکھتے اور لفظ اشھد ان لا الہ پر شہادت والی انگلی کو اٹھاتے اور الا اللہ پر نیچے کی طرف جھکا دیتے اسی طرح اوپر نیچے کی طرف اٹھانے کو اشارہ اور دعا کہتے ہیں ہر وقت بار بار اوپر نیچے اٹھا اٹھا کر اشارہ کرنا اور بار بار حرکت دینا درست نہیں۔

۹۰۷-(۲) وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ يَدْعُو بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسلم

۹۰۷-(۲) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنے داہنے ہاتھ کی انگلی جو انگوٹھے سے متصل ہے اٹھاتے اور اس سے اشارہ کرتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر کھلا رکھتے۔ (مسلم)

٩٠٨-(٣)وَعَن عبد الله بن الزبير قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ

٩٠٨-(٣)سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو دہنی ران پر اور

٩٠٦-صحيح مسلم كتاب المساجد باب صفة الجلوس ٥٨٠(١٣١٠)

٩٠٧-صحيح مسلم كتاب المساجد باب صفة الجلوس ٥٨٠(١٣٠٩)

٩٠٨-صحيح مسلم كتاب المساجد باب صفة الجلوس ٥٨٠(١٣٠٧)

الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے ملا کر حلقہ بناتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔ (مسلم)

تشہد میں کیا پڑھا جائے؟

۹۰۹۔ (٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، قَالَ: ((لَا تَقُوْلُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ اَلسَّلَامُ۔ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَيَدْعُوْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۹۔ (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو تشہد میں یہ پڑھتے **السلام علی اللہ قبل عبادہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان** اللہ پر سلام ہے بندوں سے پہلے اور جبرئیل اور میکائیل اور فلاں فلاں پر سلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا **السلام علی اللہ** مت کہو کیونکہ اللہ تو خود ہی سلام ہے بلکہ نماز میں جب تشہد کے لیے بیٹھو تو یہ دعا اس طرح پڑھو **التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔** ''سب قولی عبادتیں اور سب بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں اور اے نبی ﷺ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور ہم سب پر اور دیگر اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔'' ان کلمات کے کہنے سے سب زمین و آسمان میں اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو جائے گی پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔** ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے بعد جو اچھی دعا سمجھ میں آئے مانگے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۱۰۔ (٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ

۹۱۰۔ (۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں تشہد اس طرح سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی کسی سورہ کی تعلیم دیتے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ **التحیات المبارکات الصلوات الطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ**

۹۰۹۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب السلام اسم من اسماء اللہ ٦٢٣٠، مسلم کتاب الصلاۃ باب التشہد فی الصلاۃ ٤٠٢

۹۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب التشہد فی الصلاۃ ٤٠٣ ( )، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی التشہد (٢٩٠)

لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلَمْ أَجِدْ فِيْ ((الصَّحِيْحَيْنِ))، وَلَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ: ((سَلَامٌ عَلَيْكَ)) وَ ((سَلَامٌ عَلَيْنَا)) بِغَيْرِ أَلْفٍ وَلَامٍ، وَلٰكِنْ رَوَاهُ صَاحِبُ ((الْجَامِعِ)) عَنِ التِّرْمِذِيِّ.

وبرکاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله. ”یعنی قولی برکت والی عبادتیں اور بدنی عمدہ پاکیزہ اور مالی عبادتیں سب اللہ ہی کے لیے ہیں اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی اترے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (مسلم) **صحیحین** اور **جمع بین الصحیحین** میں یہ روایت مجھے نہیں ملی اور **سلام علیك** اور **سلام علینا** بغیر الف و لام کے اس روایت میں ہے۔ لیکن صاحب الجامع نے اس کو ترمذی سے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

٩١١۔ (٦) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ، فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالدَّارَمِيُّ.

٩١١۔ (٦) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے (نماز کا تذکرہ کرنے کے بعد) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پھر نماز میں بیٹھے بایاں پیر بچھا لیا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور اپنے داہنے ہاتھ کی کہنی کو پہلو سے الگ رکھ کر اس کو داہنی ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو یعنی چھوٹی اور اس کے پاس والی کو بند رکھا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیا پھر شہادت والی انگلی کو اٹھایا میں نے اس انگلی کو دیکھا کہ آپ اس کو حرکت دے رہے ہیں اور اس سے اشارہ کر رہے ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح:......اس حرکت سے یا اشارہ مراد ہے یا ایک مرتبہ صرف حرکت کر کے اشارہ کیا۔ پھر حرکت نہیں کیا جیسا کہ نیچے والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ دائمی اشارہ نہیں تھا۔

تشہد میں نظر کہاں ہو؟

٩١٢۔ (٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا، وَلَا يُحَرِّكُهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ. وَزَادَ

٩١٢۔ (٧) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کرتے تھے اور اس کو ہر وقت نہیں ہلاتے تھے اور آپ کی نظر آپ کے اشارہ سے آگے نہیں تجاوز

٩١١۔ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب كيف الجلوس فى التشهد ٩١٢، ٩٥٧، النسائى، ١٢٦٩، ابن ماجه، ٩٦٧، دارمى كتاب الصلاة باب صفة صلاة رسول الله (١٣٥٧)

٩١٢۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب الاشاره فى التشهد ٩٨٩، ٩٩٠، النسائى كتاب السهو باب بسط اليسرى على الركبة ١٢٧١، محمد بن عجلان مدلس ہیں اور سماع کی صراحت بھی نہیں ہے۔

وَزَادَ أَبُو دَاوُد وَلَا يُجَاوِز بَصَره إِشَارَته

کرتی۔(یعنی اشارہ کرتے وقت نظر انگلی پر رکھتے آگے نہیں دیکھتے تھے۔)
(ابوداؤد ونسائی)

تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ

۹۱۳-(۸) وَعَن أَبِي هُرَيْرَة قَالَ: إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَحِّدْ أَحِّدْ» . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ

۹۱۳-(۸) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نماز میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا ایک انگلی سے اشارہ کرو(دو سے مت کرو) ایک انگلی سے اشارہ ایک اللہ کی طرف ہے۔اس حدیث کو ترمذی، احمد، ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۹۱۴-(۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. رَوَاهُ أَحْمد وَأَبُو دَاوُد وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذا نَهَضَ فِي الصَّلَاة

۹۱۴-(۹) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں ہاتھوں کا سہارا لگا کر بیٹھے۔اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ سجدہ سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو ٹیک لگا کر کے اٹھے۔(احمد، ابوداؤد)

توضیح:--- نماز میں تشہد کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ تشہد اور قعدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کا سہارا لگائے بیٹھ رہنا چاہیے بلکہ تشہد میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے رہنا چاہیے اور نہ سجدے سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لگا کر اٹھنا چاہیے بلکہ صرف دو قدمین پر اٹھنا چاہیے لیکن یہ روایت شاذ اور ضعیف ہے۔بخاری شریف میں ہے « واذا رفع راسه عن السجدة الثانية جلس اعتمد على الارض ثم قام » جب دوسرا سجدہ کرکے پہلی یا تیسری رکعت میں سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے یعنی جلسہ استراحت کرتے پھر زمین پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے۔محدثین کرام نے اس بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

۹۱۵-(۱۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ حَتَّى يَقُومَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۹۱۵-(۱۰) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں کے قعدے میں اس قدر تھوڑی دیر بیٹھتے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہو جاے۔ ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے (یعنی قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر جلدی کھڑے ہو جاتے۔ بظاہر التحیات کے علاہ اور دیگر دعائیں قعدہ اولیٰ میں نہیں پڑھتے تھے۔ لیک اگر کوئی اس قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

۹۱۳-إسنادہ حسن، سنن الرمذی کتاب الدعوات باب ۱۰۵ (۳۵۵۷)، النسائی کتاب السھو باب النَّهْيِ عَنِ الإِشَارَةِ بِأُصْبُعَيْنِ وَبِأَيِّ أُصْبُعٍ يُشِيرُ (۱۲۷۳)

۹۱۴-إسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب كَرَاهِيَةِ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ (۹۹۲)، مسند أحمد ۲/۱۴۷ "نھی أن یعتمد الرجل علی یدیه إذا نھض فی الصلاۃ" کے الفاظ ضعیف و منکر ھیں۔ کیونکہ اس میں محمد بن عبد الملك الغزال راوی ھے جس کے بارے میں یہ واضح نہیں کہ اس نے امام عبد الرزاق سے اختلاط سے پہلے سنا ھے یا بعد میں! دوسرا یہ روایت شاذ ھے دیکھئے: صحیح بخاری (۸۲۴)۔

۹۱۵-إسنادہ ضعیف، سنن ابی داود کتاب الصلاۃ فی تخفیف القعود (۹۹۵)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی مقدار القعود (۳۶۶)، النسائی کتاب التطبیق باب التحفیف فی التشھد الاول (۱۱۷۷)، ابو عبیدہ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا، لھذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔۔۔۔ تیسری فصل

۹۱۶-(۱۱)عَن جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ من الْقُرْآن: «بِسم الله وَبِاللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ». رَوَاهُ النَّسَائِيّ

۹۱۶-(۱۱)سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو التحیات اور تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کوئی سورۃ یعنی قرآن مجید کی طرح تشہد کی بھی آپ ﷺ اہتمام سے تعلیم دیتے تھے اور وہ تشہد یہ ہے۔«بسم الله وبالله التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أسأل الله الجنة وأعوذ بالله من النار» یعنی "میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ کی توفیق ہی سے نفلی فرض سب عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو سلامتی ہمارے اوپر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں" ۔اس کو نسائی نے روایت کیا ہے۔

☆یہ حدیث متفرد اور شاذ اور منقطع ہے اس لیے پہلا تشہد زیادہ صحیح ہے اور اس پر جمہور کا عمل بھی ہے۔

شہادت کی انگلی سے اشارہ سنت ہے

۹۱۷-(۱۲) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ وَأَتْبَعَهَا بَصَرَهُ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ» . يَعْنِي السبابة. رَوَاهُ أَحْمد

۹۱۷-(۱۲) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نظر کو انگلی پر یا اشارے پر رکھتے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا (اللہ کی وحدانیت کی طرف) شیطان پر زیادہ سخت ہے لوہے اور (نیزے اور تلوار وغیرہ کے مارنے) سے۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔

۹۱۸-(۱۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: مِنَ السُّنَّةِ إِخْفَاءُ التَّشَهُّدِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۹۱۸-(۱۳) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تشہد آہستہ آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی) یعنی التحیات اور درود شریف کو آہستہ سے پڑھنا چاہیئے زور سے نہیں پڑھنا چاہیئے ۔

۹۱۶-إسناده ضعيف سنن النسائی کتاب التطبیق باب نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (۱۱۷۶) ابو زبیر راوی مدلس ھے اور سماع کی صراحت بھی نہیں ھے ۔

۹۱۷-حسن مسند أحمد ۲/۱۱۹

۹۱۸-صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب اخفاء التشھد (۹۸۶) الترمذی کتاب الصلاۃ باب مَا جَاءَ أَنَّهُ يُخْفِي التَّشَهُّدَ (۲۹۱) باب الصلواۃ علی النبی و صعنھا / الفصل الأول

(۱۶) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا

رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا بیان اور درود شریف کی فضیلت

صلوۃ کے معنی نماز' دعا اور رحمت اور درود شریف کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ پر درود صلوۃ و سلام بھیجنا فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ یعنی ''اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ کی عظمت و بزرگی بیان کرتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اپنے نبی ﷺ پر درود سلام بھیجو۔'' آنحضرت ﷺ پر درود شریف کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں جن میں بعض احادیث کا بیان آگے آ رہا ہے۔ اسلامی وظائف میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

درود شریف کا پڑھنا خیر و برکت کا ذریعہ اور سعادت دارین کا وسیلہ ہے اور کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ خصوصیت کے ساتھ ان مندرجہ ذیل ۲۵ مقامات میں پڑھنے کی زیادہ تاکید آئی ہے (۱) نماز کے تشہد اولیٰ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور تشہد اخیرہ میں سب کے نزدیک (۲) قنوت کے آخر میں (۳) نماز جنازہ کی دوسری تکبیر کے بعد (۴) خطبہ میں (۵) مؤذن کی اذان کے جواب کے بعد اور اقامت کے وقت (۶) دعاء کرتے وقت اوّل' درمیان اور آخر میں (۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اس سے باہر نکلتے وقت (۸) صفا و مروہ پر (۹) مجلس (۱۰) رسول اللہ ﷺ کے مبارک نام سننے کے وقت (۱۱) لبیک سے فارغ ہونے کے بعد (۱۲) حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت (۱۳) بازار میں جانے کے وقت اور واپسی کے وقت (۱۴) رات کو ڈر کے کھڑے ہونے کے وقت (۱۵) قرآن مجید کے ختم کرنے کے بعد (۱۶) رنج و غم کے وقت (۱۷) جمعہ کے دن (۱۸) مسجد کے پاس گذرتے اور اس کے دیکھنے کے وقت (۱۹) رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک لکھتے وقت۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((من صلی علی فی کتاب لم تزل الملئکة یستغفرون له مادام اسمی فی ذلك الکتاب و فی روایة لم تزل الصلوٰة جاریة له مادام اسمی فی ذالك الکتاب.)) (نزل الابرار) ''یعنی جو کتاب لکھنے میں میرے اوپر درود بھیجے گا تو فرشتے ہمیشہ اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا'' (ﷺ دائماً) سبحان اللہ کیا شان عظمیٰ اور نعمت کبریٰ ہے۔ جبکہ موجودہ زمانے میں مؤلفین اور مصنفین رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کے بعد صرف (صلعم) لکھ کر اکتفا کرتے ہیں۔ خاکسار محرر سطور کے نزدیک یہ کفایت شعاری مستحسن نہیں ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس کفایت شعاری کو پسند نہیں فرمایا بلکہ ہر جگہ نام مبارک پر ﷺ کا لفظ تحریر فرمایا اور ان کی اس وجہ سے مغفرت ہوئی (دیکھئے نزل الابرار صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳) (۲۰) صبح و شام کے وقت (۲۱) گناہ سے توبہ کرتے وقت (۲۲) محتاجی کے وقت (۲۳) منگنی اور نکاح کے وقت (۲۴) وضو کے بعد (۲۵) نمازوں کے بعد (۲۶) ہر کام کے شروع کرتے وقت۔ ان سب کی تفصیل اسلامی وظائف میں ملاحظہ فرمائیے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

درود شریف کے مسنون الفاظ

۹۱۹۔ (۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی ‘ قَالَ: لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ‘ فَقَالَ: أَلَا أُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ: بَلٰی‘ فَأَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ الصَّلَاۃُ عَلَیْکُمْ أَھْلَ الْبَیْتِ؟ فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ۔ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ إِلَّا أَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ: ((عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ)) فِی الْمُوْضِعَیْنِ۔ ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ))

۹۱۹۔ (۱) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور فرمایا کہ کیا میں وہ ہدیہ اور تحفہ (یعنی وہ کلام جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔) آپ کو نہ سناؤں؟ اور میں نے عرض کیا کہ کلام کا ہدیہ مجھے عنایت فرمایئے اور رسول ﷺ کا دیا ہوا تحفہ (یعنی کلام) ضرور سنایئے تو انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اور آپ کے اہل وعیال پر کس طرح درود بھیجیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ ہم کو بتا دیا ہے تو آپ نے فرمایا تم ہم پر اس طرح درود بھیجا کرو۔ ”الٰہی تو رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور خاندانِ محمد ﷺ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ خدایا تو برکت نازل فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر یقیناً تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۹۲۰۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ نِالسَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ‘ قَالَ: قَالُوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ‘ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِہٖ

۹۲۰۔ (۲) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس طرح کہا کرو:
اللھم صلی علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی ابراھیم و بارك علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما

۹۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ۱۰/ ۳۳۷۰ مسلم کتاب الصلوۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ بعد التشھد ۴۰۶ (۹۰۸)
۹۲۰۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ھل علی غیر النبی ﷺ (۶۳۶۰)‘ مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشھد ۴۰۷ (۹۱۱)

وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مجيد"

بارکت علی ابرھیم انك حمد مجید۔ اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر جس طرح رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر جس طرح برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر تحقیق تو تعریف کیا ہو ابزرگ ہے۔(بخاری و مسلم)

درود شریف کی فضیلت

۹۲۱(۳)وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عشرا» . رَوَاهُ مُسل

۹۲۱(۳)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا(مسلم)(کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک نیکی کرنے کا دس کرنے کے برابر ثواب ملتاہے۔جیسا کہ فرمایا- من جاء بالحسنة فله مثل عشا مثالها)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔۔۔۔دوسري فصل

۹۲۲-(۴)عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ» . رَوَاهُ النَّسَائِيّ

۹۲۲-(۴)سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے۔(نسائی)

۹۲۳-(۵)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم: «أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً» . رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ

۹۲۳-(۵)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔(ترمذی)

۹۲۴-(۶)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ» . رَوَاهُ النَّسَائِيّ والدارمي

۹۲۴-(۶)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے روئے زمین پر گشت کرتے پھرتے ہیں جو میری امت کے درود وسلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (نسائی، دارمی)

---

۹۲۱ صحیح ، مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشھد ۴۰۸(۹۱۲)

۹۲۲ صحیح ، سنن النسائی کتاب السھو باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی ﷺ ۱۲۹۸ ، ابن حبان (۲۳۹۰) حاکم ۱/۵۵۰

۹۲۳ حسن ، سنن الترمذی کتاب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ ۴۸۴ ، عبداللہ بن کیسان راوی کو امام بغوی اور حافظ ابن حبان نے ثقہ کہا ہے لہٰذا یہ راوی حسن الحدیث ہے ۔ دیکھئے شرح السنۃ ۳/۱۹۶ ، ۱۹۷ ح ۶۸۶ ، ابن حبان ۲۳۸۹

۹۲۴ إسنادہ صحیح ، سنن الترمذی کتاب السھو باب السلام علی النبی ﷺ (۱۲۸۳) ، ابن حبان ۲۲۹۲ ، حاکم ۲/۴۲۱ ، دارمی کتاب الرقاق باب مصل الصلاۃ علی النبی ﷺ ۲۷۷۴

۹۲۵-(۷)وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ» . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ

۹۲۵-(۷)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ہے تم میں کوئی ایسا کہ جو شخص میرے اوپر سلام اور درود بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں (ابوداؤد، بیہقی)

توضیح: ۔۔۔۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جو شخص سلام وصلواۃ بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وقت آپ ﷺ کی روح مقدس کو واپس کر دیتا ہے اور آپ ﷺ اس کے سلام کا جواب عنایت فرمادیتے ہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں زندہ ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں دنیاوی حیات سے تو انتقال فرما چکے ہیں۔جیسا کہ آیت «انك ميت» اور حدیث **«فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ»** (بخاری) سے معلوم ہوتا ہے اور ورح کے واپس آنے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی توجہ کو سلام کے جواب کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب (نسائی)۔

قبر نبوی ﷺ پر عرس میلے کی ممانعت

۹۲۶-(۸)وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تبلغني حَيْثُ كُنْتُم» . رَوَاهُ النَّسَائِيّ

۹۲۶-(۸)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنے گھروں کو قبر مت بناؤ اور نہ میری قبر پر عید اور میلا لگاؤ، تم مجھ پر درود بھیجتے رہو کیونکہ جہاں کہیں تم ہو تمہارا بھیجا ہوا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔(نسائی)

توضیح: ----گھروں کو قبر نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ گھروں کو قبر کی طرح نہ بناؤ جس طرح مردے قبروں میں پڑے ہوئے ہیں نماز وغیرہ نہیں پڑھتے کہ تم بھی گھروں میں نماز نہ پڑھو بلکہ اپنے گھروں میں نفلی نمازیں پڑھتے رہو تاکہ گھروں میں برکت ورحمت ہو۔البتہ فرض نمازوں کو مسجدوں میں ادا کرنا چاہیئے ۔اور میر قبر پر میلہ نہ لگانے کا یہ مطلب ہے کہ نہ عرس کرو نہ خالص اجتماع کرو جو لہو ولعب کا سبب بنے۔

جس نے نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھا؟

٩٢٧-(٩) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الكبر أو أحدهما فلم يدخلاه الْجَنَّةَ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ

٩٢٧-(٩) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس کے سامنے میں ذکر کیا جاؤں وہ میرے اوپر درود و سلام نہ بھیجے۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس کے اوپر رمضان شریف کا مہینہ ایا پھر گزر گیا لیکن اس نے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہی نہ اس کی مغفرت کی گئی۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ اس کے ماں باپ نے اس کے سامنے اپنے آپ کو بوڑھا پایا اور ماں باپ نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

٩٢٥-إسناده حسن، سنن ابی داؤد، کتاب المناسك باب زيارة القبور ٢٠٤١

٩٢٦-إسناده حسن، سنن ابی داؤد، کتاب المناسك باب زيارة القبور ٢٠٤٢

٩٢٧-إسناده حسن، سنن الترمذی، کتاب الدعوات باب قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ (٣٥٤٥)

توضیح:......خاک آلود ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ ذلیل وخوار ہو کہ جس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا نام نامی آیا اور اس نے آپ ﷺ پر درود وسلام نہ بھیجا اور وہ شخص بھی رسوا اور ذلیل ہوا کہ جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا نیکی کر کے گناہوں کی مغفرت نہیں حاصل کی اور وہ بھی ذلیل ورسوا ہو کہ جس نے ماں باپ کی خدمت نہیں کی جس کے نتیجہ میں وہ جنت سے محروم رہا۔

٩٢٨۔ (١٠) وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ:((إِنَّهٗ جَآئَنِیْ جِبْرَئِيْلُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ: أَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ! أَنْ لَّا يُصَلِّیْ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا))۔ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ۔

٩٢٨۔(١٠) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔(یعنی نہایت خوش وخرم تھے) آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی تشریف لائے تھے اور یہ خوش خبری سنائی ہے کہ آپ ﷺ کے رب نے فرمایا ہے کہ اے محمد ﷺ کیا آپ اس بات سے خوش نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے میں دس بار اس پر سلام بھیجوں گا۔(دارمی، نسائی)

پریشانیوں اور غم سے نجات؟

٩٢٩۔ (١١) وَعَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّیْ أَكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِیْ؟ فَقَالَ: ((مَاشِئْتَ))۔ قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ:((مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))۔ قُلْتُ: النِّصْفُ۔ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))۔ قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ:((مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))۔ قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِیْ كُلَّهَا؟ قَالَ: ((إِذًا يُكْفٰى هَمُّكَ، وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٩٢٩۔ (١١) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر اپنے خیال میں زیادہ سے زیادہ درود بھیجتا ہوں تو آپ مجھے یہ ارشاد فرمائیے کہ میں اپنی دعا اور وظیفے کے متعین وقتوں میں کتنا وقت صرف آپ پر درود بھیجنے کا مقرر کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس قدر تم چاہو اور جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا کہ چوتھائی حصہ مقرر کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جتنی تمہاری مرضی ہو مقرر کرو اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت دعاؤں کا صرف آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا مقرر کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس قدر چاہو کرو لیکن اگر اس سے بھی زیادہ کرو گے تو تمہارے حق میں اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنی دعاؤں کا سارا وقت آپ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کرلوں اور سوائے درود شریف کے اور کوئی دعا نہ کروں؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو دنیا وآخرت کے تمہارے کام سدھر جائیں گے اور دونوں جہان کی پریشانیوں سے بچا لیے جاؤ گے اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔(ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے کہ اگر دعاؤں کے وقت میں سارا وقت درود شریف کے پڑھنے میں گزار دیا جائے تو سب سے بہتر ہے۔

٩٢٨۔ حسن، سنن النسائی کتاب السهو باب فضل التسليم على النبی ﷺ (١٢٩٦)، الدارمی کتاب الرقاق باب فی فضل الصلاة على النبی ﷺ (٢٧٧٢)

٩٢٩۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٢٣، (٢٤٥٧)، عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف اور سفیان ثوری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

دعا سے پہلے درود شریف

٩٣٠۔ (١٢) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَّ، فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ، ثُمَّ ادْعُهُ))۔ قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ! أُدْعُ تُجَبْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَرَوَى أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

٩٣٠۔ (١٢) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پاس نماز پڑھی اور اس نے یہ دعا مانگی: اللھم اغفرلی وارحمنی. ''اے اللہ تو مجھ کو معاف کر اور مجھ پر رحم فرما''، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے نماز پڑھنے والے! تم نے جلدی کی، جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو اللہ کی تعریف کرو جو اس کے لائق ہو اور مجھ پر درود بھیجو پھر خدا سے دعا مانگو جو چاہو۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد ایک دوسرا شخص آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے نمازی اب تم دعاء کرو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ (ترمذی، نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کے بعد جب خدا سے دعاء مانگنا ہو تو دعاء سے پہلے اللہ کی تعریف کرو اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو، حمد وصلوٰۃ پر دعاء ختم کرو، اس ترکیب کے ساتھ دعاء مانگی جائے گی تو ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

٩٣١۔ (١٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٩٣١۔ (١٣) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نماز پڑھ کر جب میں بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی پہلے تعریف کی پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا پھر اپنے لیے دعاء کی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مانگو دیے جاؤ گے۔ یعنی خدا سے سوال کرو تمہاری دعاء قبول ہوگی۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٩٣٢۔ (١٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفٰى إِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ؛ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ،

٩٣٢۔ (١٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو یہ اچھا لگے کہ اس کو پورا پور پیمانہ بھر کے ثواب ملے تو اس کو چاہیے کہ جب اہل بیت پر درود وسلام بھیجے تو یوں کہیں: اللھم صل علے محمد انلنبی الامی وازواجه امهات المؤمنين

٩٣٠۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعاء (١٤٨١)، الترمذی کتاب الدعوات باب ٦٥ (٣٤٧٦)، النسائی کتاب السھو باب التمجید والصلاۃ علی النبی ﷺ فی الصلاۃ (١٢٨٥)

٩٣١۔ اسنادہ حسن، سنن الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما ذکر فی الثناء علی النبی ﷺ قبل الدعاء (٥٩٣)

٩٣٢۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشھد (٩٨٢)، حبان بن یسار الکلامی ضعیف راوی ہے۔

وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد

وذريته وأهل بيته كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد۔ اے اللہ! محمد نبی اُمی پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اہل بیت پر درود و سلام بھیج جس طرح تو نے آل ابراہیم پر بھیجا تھا، تحقیق تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

توضیح:-- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لقب اُمّی بھی ہے جیسا کہ تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ لغت میں بے پڑھے لکھے شخص کو اُمّی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کسی انسان سے نہ پڑھنا سیکھا اور نہ لکھنا سیکھا اس واسطے آپ ﷺ کا لقب اُمّی پڑا اور بعضوں نے کہا ام قریٰ کی طرف منسوب ہے جو مکہ کا نام ہے۔ واللہ اعلم۔

جو درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے

٩٣٣-(١٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْبَخِيلُ الَّذِي ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

٩٣٣-(١٥) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور احمد نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

٩٣٤-(١٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شعب الْإِيمَان

٩٣٤-(١٦) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آ کے درود شریف پڑھے تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے میرے اوپر درود بھیجے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ بیہقی نے روایت کیا ہے۔

توضیح:--- مطلب یہ کہ جو روضۂ مقدسہ کے پاس جا کر درود و سلام پڑھتا ہے تو بلا کسی واسطے کے حضور ﷺ خود سن لیتے ہیں اور اس کا جواب دے دیتے ہیں اور جو دور سے درود و سلام بھیجتا ہے تو فرشتے آپ ﷺ کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے سلاموں کا جواب دے دیتے ہیں۔

۹۳۵-(۱۷)وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً. رَوَاهُ أَحْمد

۹۳۵-(۱۷)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جو شخص نبی ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس اوپر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔(احمد)

توضیح:--- بعض روایتوں میں دس مرتبہ اور بعض روایتوں میں ستر مرتبہ آیا ہے تو اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ کسی وقتوں میں دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور کسی وقت ستر مخصوص وقتوں میں۔

۹۳۳-إسنادہ حسن، سنن الترمذی کتاب الدعوات باب قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ (۳۵۴۶)، ابن حبان (۲۳۸۸) حاکم (۱/۵۴۹) أحمد ۱/۲۰۱

۹۳۴-إسنادہ ضعیف جداً شعب الایمان باب فی تعظیم النبی ﷺ واجلالہ و توقیرہ (۱۵۸۳) یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ھے۔ محمد بن مروان السدی کذاب ھے اور بعض میں عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج مجھول اور سلیمان و أعمش مدلس ھیں۔

۹۳۵-إسنادہ ضعیف، مسند أحمد (۲/۱۸۷) عبداللہ بن لھیعۃ مدلس و مختلط راوی ھے۔

٩٣٦-(١٨)وَعَن رويفع أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي". رَوَاهُ أَحْمد

٩٣٦-(١٨)سیدنا رویفع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجے اور پھر یوں کہے «اللهم أنزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة وجبت له شفاعتي» یعنی" اے اللہ! تو قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر اونچا مرتبہ عطا فرما" اس دعاء کے پڑھنے کی وجہ سے اس شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (احمد)

٩٣٧-(١٩)وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ تَعَالَى قَدْ تَوَفَّاهُ. قَالَ: فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا لَكَ؟» فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ. قَالَ: فَقَالَ: "إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ لِي: أَلَا أُبَشِّرُكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سلمت عَلَيْهِ". رَوَاهُ أَحْمد

٩٣٧-(١٩)سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں نماز پڑھی اور بڑا لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے ڈر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو وفات دے دی۔ میں قریب آیا کہ دیکھوں تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سر اٹھایا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے خوف پیدا ہو گیا کہ خدانخواستہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس تحقیق کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ایک خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے فرما رہا ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے میں بھی اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سلام بھیجے میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔ (احمد)

٩٣٨-(٢٠)وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نبيك. رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ

٩٣٨-(٢٠)سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کے درمیان دعا ٹھہرے رہتی ہے۔ آسمان پر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ تم اپنے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجو۔ (ترمذی)

توضیح:---یعنی دعا قبول نہیں ہوتی ہے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن دوسری روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

٩٣٦-إسنادہ ضعیف، مسند أحمد ٤/١٠٨، عبد اللہ بن لہیعۃ مختلط وفاء الحضرمی مجہول راوی ہے۔

٩٣٧-حسن، مسند أحمد ١/١٩١

٩٣٨-إسنادہ ضعیف سنن الترمذی کتاب الوتر باب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ (٤٨٦) أبو قرۃ الاسدی مجہول راوی ہے۔

(۱۷) بَابُ الدُّعَاءِ فِی التَّشَهُّدِ

تشہد میں دعاء پڑھنے کا بیان

یعنی التحیات اور درود شریف کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے چند مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں جن کا بیان نیچے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

تشہد کی دعائیں

۹۳۹۔ (۱) عَنِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوْ فِیْ الصَّلَاةِ، يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ مِنَ الْمَغْرَمِ))۔ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَمَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ! ! فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ: حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۳۹۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد اس دعاء کو پڑھا کرتے تھے۔ الٰہی میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں خدایا میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی جب قرض دار ہو جاتا ہے تو جب بات کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۹۴۰۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۰۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو ان چار چیزوں سے پناہ مانگے جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کی برائی سے۔ (مسلم)

۹۴۱۔ (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ

۹۴۱۔ (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعاء کو اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت

۹۳۹۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام (۸۳۲)، مسلم کتاب المساجد...... باب ما یستعاذ منه الصلاۃ ۵۸۸ [۱۳۲۶]

۹۴۰۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب ما یستعاذ منه فی الصلاۃ ۵۸۹ (۱۳۲۵)

۹۴۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب ما یستعاذ منه فی الصلاۃ ۵۹۰ (۱۳۳۳)

مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُوْلُ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سکھاتے تھے اور فرماتے کہ اس طرح پڑھو۔ **اللھم انی اعوذبك من عذاب جھنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسیح الدجال واعوذبك من فتنة المحیا والممات** ''یعنی اے اللہ! جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں''۔(مسلم)

٩٤٢۔ (٤) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ نِالصِّدِّيْقِ، رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْبِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۴۲۔ (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی دعاء سکھا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو: **اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیراولا یغفرالذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفورالرحیم** ''یعنی اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں تو اپنی خاص بخشش سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما تو بخشنے والا مہربان ہے۔(بخاری، مسلم)

نماز کے آخر میں سلام پھیرنا

٩٤٣۔ (٥) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۴۳۔ (۵) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دائیں بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو دیکھ لیتا۔ یعنی آپ سلام پھیرتے وقت چہرہ مبارک کو اتنا پھیر لیتے کہ دائیں بائیں طرف کے لوگ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ لیتے۔(مسلم)

٩٤٤۔ (٦) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۴۴۔ (۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو ہم مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے۔(بخاری)

٩٤٥۔ (٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۵۔ (۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ لینے کے بعد داہنی طرف پھرتے۔(مسلم)

٩٤٢۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام (٨٣٤)، مسلم الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب استحباب حفض الصبوت بالذکر ٢٧٠٥ (٦٨٦٩)

٩٤٣۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب السلام للتعلیل من الصلاة عند ٥٨٢ (١٣١٥)

٩٤٤۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب یستقبل الامام الناس اذا سلم (٨٤٥)

٩٤٥۔ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب جواز الانصراف من الصلاة ٧٠٨ (١٦٤١)

٩٤٦ـ (٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ! لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۴۶۔ (۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص تم میں سے اپنی نماز میں شیطان کے لیے کوئی حصہ مقرر نہ کرے کہ وہ اپنے ذمہ یہ لازم خیال کر لے کہ سلام پھیرنے کے بعد اپنے مصلے سے صرف داہنی طرف مڑے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے زیادہ تر بائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھا ہے (بخاری، مسلم) ۔

توضیح:...... سلام پھیرنے کے بعد مصلے سے کبھی آپ دائیں طرف سے پھر کر مقتدیوں کی طرف بیٹھتے اور کبھی بائیں طرف سے مڑ کر مقتدیوں کے سامنے بیٹھتے یعنی اگر آپ کو دائیں طرف جانے کی ضرورت ہوتی تو داہنی جانب پھرتے اور اگر بائیں طرف جانے کی ضرورت ہوتی تو بائیں جانب مڑتے، ہمیشہ ایک ہی طرف نہیں پھرتے تھے اگر کوئی شخص صرف ہمیشہ داہنی طرف پھرنے کو اپنے ذمہ لازم کر لے تو اس نے سنت کے خلاف کیا اور شیطان کی موافقت کی۔

٩٤٧ـ (٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ. يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. قَالَ: فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ. أَوْ تَجْمَعُ. عِبَادَكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۴۷۔ (۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہماری یہ دلی خواہش ہوتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے داہنی جانب رہیں تاکہ نماز کے بعد ہماری طرف رخ مبارک رکھیں۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعاء کرتے ہوئے سنا۔ **رب قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك** ''پروردگار! مجھے اس دن کے عذاب سے بچانا جس دن تو سب بندوں کو اکٹھا کرے گا اور اٹھائے گا۔ (مسلم)

٩٤٨ـ (١٠) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: إِنَّ النِّسَآءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ، وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَاشَآءَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِيْ بَابِ الضِّحْكِ، إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۹۴۸۔ (۱۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتیں تو سلام پھیر کر اپنے مصلے سے فوراً اٹھ کر گھر چلی جاتی اور رسول اللہ ﷺ اور دیگر نمازی جب تک چاہتے بیٹھے رہتے جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے۔ (بخاری)

٩٤٦ـ صحيح بخاری كتاب الاذان باب الانفتال والانصراف عن اليمين وعن اشمال (٨٥٢)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب جواز الانصراف من الصلاة ٧٠٧ (٦٣٨)

٩٤٧ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب يمين الامام ٧٠٩ (١٦٤٢)

٩٤٨ـ صحيح بخاری كتاب الاذان باب انتظار الناس قيام الامام (٨٦٦)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

نماز کے بعد ایک اہم دعا

٩٤٩۔ (١١) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّیْ لَأُحِبُّكَ يَامُعَاذُ!)) فَقُلْتُ: وَأَنَا أُحِبُّكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُوْلَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَآئِیُّ؛ إِلَّا اَنَّ اَبَا دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرْ: قَالَ مُعَاذٌ: وَاَنَا اُحِبُّكَ۔

۹۴۹۔ (۱۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اے معاذ! میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم اس دعا کو نماز کے بعد ہمیشہ پڑھا کرو۔ کبھی نہ چھوڑو۔ **رب اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك.** ''اے میرے رب تو میری امداد کر اپنے ذکر کرنے اور تیرے شکر کرنے اور تیری اچھی عبادت کرنے پر۔'' یعنی تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں اور تیری شکر گزاری اور تیری اچھی عبادت بجالاتا رہوں۔'' (احمد، ابوداؤد، نسائی) مگر ابوداؤد نے یہ الفاظ نہیں ذکر کیے کہ کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے **وانا احبك.**

سلام پھیرتے وقت چہرہ اچھی طرح دائیں بائیں کیا جائے

٩٥٠۔ (١٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)) حَتّٰی يُرٰی بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ يَسَارِهٖ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)) حَتّٰی يُرٰی بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ، وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِیُّ: حَتّٰی يُرٰی بَيَاضُ خَدِّهٖ۔

۹۵۰۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں جانب ''السلام علیکم و رحمۃ اللہ'' کہتے اور چہرے کو دائیں طرف اس قدر پھیر لیتے کہ آپ ﷺ کے چہرے کی سفیدی نظر آ جاتی اور بائیں طرف ''السلام علیکم و رحمۃ اللہ'' کہتے تو سر اتنا پھیر لیتے کہ بائیں طرف والوں کو چہرے کی سفیدی نظر آ جاتی۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی میں ''حتی یری بیاض خدہ'' کا لفظ نہیں ہے

٩٥١۔ (١٣) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

۹۵۱۔ (۱۳) ابن ماجہ نے اس حدیث کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٩٥٢۔ (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ

۹۵۲۔ (۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٩٤٩۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب فی الاستغفار (١٥٢٢)، النسائی كتاب السهو باب نوع آخر من الدعا (١٣٠٤)، احمد ٥/ ٢٤٤، ٢٤٥

٩٥٠۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب السلام (٩٩٦)، الترمذی كتاب الدعوات باب ٧٩ (١٣٢٣)، ابن ماجه (٩١٤)، النسائی كتاب السهو باب كيف السلام علی الشمال (١٣٢١)

٩٥١۔ اسناده صحيح، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب التسليم (٩١٦)

٩٥٢۔ حسن، مسند أحمد ١/ ٤٥٩، شرح السنة ٣/ ٢١١ ح ٧٠٢

قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ اِنْصِرَافِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ صَلَاتِهٖ إِلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ إِلٰى حُجْرَتِهٖ۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))۔

اللہ ﷺ نماز کے بعد بائیں جانب اکثر پھرتے تھے۔ کیونکہ آپ کا حجرہ شریف بائیں جانب تھا۔ (شرح السنہ)

٩٥٣۔ (١٥) وَعَنْ عَطَاءِ نِالْخُرَاسَانِيِّ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَقَالَ: عَطَاءُ نِالْخُرَاسَانِيْ لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيْرَةَ۔

٩٥٣۔ (١٥) حضرت عطا خراسانی حضرت مغیرہ ؓ سے سن کر یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس جگہ نماز نہ پڑھے جہاں ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے دائیں بائیں آگے پیچھے منتقل ہو جائے۔ (ابوداؤد) اور ابوداؤد نے کہا کہ عطا خراسانی کی ملاقات مغیرہ سے نہیں ہے۔

توضیح:......مطلب یہ ہے کہ جس جگہ فرض نماز ادا کی گئی ہے۔ اسی جگہ اس وقت کی سنت ادا کی جائے بلکہ کچھ فاصلے سے ہٹ کر سنت پڑھی جائے تا کہ فرض، سنت میں فصل مکانی ہو جائے اور یہ دونوں جگہیں قیامت کے روز نمازی کے لیے گواہ بن جائیں۔ ایسا کرنا مستحب ہے فرض نہیں۔

٩٥٤۔ (١٦) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ، وَنَهَاهُمْ أَنْ يَّنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلَاةِ۔ رَوَاهُ ابو داوٗد۔

٩٥٤۔ (١٦) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو نماز پڑھنے کے لیے رغبت دلاتے تھے اور اس بات سے منع فرماتے تھے کہ امام کے پھرنے سے پہلے پھر جائیں۔ (ابوداؤد)

توضیح:......یعنی صحابہ کرام کو نماز کے لیے بڑی تاکید فرماتے تھے کہ جماعت سے نماز پڑھا کرو اور امام کے اٹھنے سے پہلے اٹھ کر نہ جایا کریں تا کہ راستہ میں مرد و عورت کا اختلاط نہ ہو جائے۔ جیسے کہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے یا یہ مطلب ہے کہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیر کے چلے نہ جائیں کیونکہ امام کی پیروی ضروری ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

تشہد کی دعائیں

٩٥٥۔ (١٧) عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا، وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ

٩٥٥۔ (١٧) حضرت شداد بن اوس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ ''اے اللہ میں دین کے کاموں میں ثابت قدمی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور سیدھی راہ پر مضبوطی کا خواہش مند ہوں اور تیری شکر گزاری کی توفیق تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری عمدہ عبادت کرنے کی امداد چاہتا ہوں اور قلب سلیم اور سچی زبان چاہتا ہوں اور اس بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جس کو تو جانتا ہے اور اس برائی اور گناہ

٩٥٣۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب الامام یتطوع فی مکانۃ (٦١٦)، ابن ماجہ (١٤٢٨)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔
٩٥٤۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فیمن ینصرف قبل الامام (٦٢٤)، مسند احمد (٣/ ٢٤٠)
٩٥٥۔ حسن، سنن النسائی کتاب السھو باب نوع آخر من الدعاء (١٣٠٥)، احمد ٤/ ١٢٣ شواہد کی بنا پر حسن ہے دیکھیے: الصحیحہ (٣٢٢٨)

شَرِّمَا تَعْلَمُ، وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ))۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔ وَرَوَى اَحْمَدُ نَحْوَهُ

سے پناہ اور بخشش چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔ (نسائی، احمد)

٩٥٦۔ (١٨) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: ((أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ))۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

٩٥٦۔ (١٨) حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں التحیات کے بعد کہا کرتے تھے۔ سب سے اچھا کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ (نسائی)

٩٥٧۔ (١٩) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيْمَةً تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَمِيْلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

٩٥٧۔ (١٩) حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے چہرے مبارک کے سامنے ایک سلام پھیرتے تھے پھر دائیں جانب ذرا سا جھک جاتے۔ (ترمذی)

توضیح:...... جمہور علماء کے نزدیک دونوں جانب سلام پھیرنا سنت ہے اور یہ حدیث ابتدائے اسلام پر محمول ہے یعنی شروع اسلام میں ایک ہی سلام تھا بعد میں یہ منسوخ ہو گیا جیسا کہ پہلی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دونوں طرف سلام پھیرتے تھے۔ اور اس قدر پھر جاتے کہ آپ کے چہرے کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

مقتدی بھی سلام کے الفاظ دہرائے

٩٥٨۔ (٢٠) وَعَنْ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ، وَنَتَحَابَّ، وَأَنْ يُّسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٩٥٨۔ (٢٠) حضرت سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم امام کے سلام کا جواب دیا کریں۔ یعنی جب امام "**السلام علیکم ورحمة الله**" کہے تو ہم بھی اس کے جواب میں "**السلام علیکم و رحمة الله**" کہیں اور دل میں امام کے سلام کے جواب کی نیت رکھیں یعنی ہماری طرف سے امام اور دائیں بائیں سے مقتدیوں نمازیوں کو سلام ہو۔ اور آپ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور "ملاقات کے وقت بھی" ایک دوسرے کو سلام کریں۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

٩٥٦۔ اسناده صحيح، سنن النسائی كتاب السهو باب نوع آخر من الذكر بعد التشهد (١٣١٢)

٩٥٧۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الصلاة باب ١٠٦ (٢٩٦)، زہیر بن محمد کی اہل شام سے روایات منکر ہوتی ہیں۔

٩٥٨۔ ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب الرد على الامام (١٠٠١)، ابن ماجه، (٩٢١)، قتادہ راوی مدلس ہیں اور عن سے روایات کر رہے ہیں۔

(۱۸) بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد ذکر الٰہی اور دعا کرنے کا بیان

سلام پھیرنے کے بعد اس ترتیب سے ان دعاؤں کو پڑھنا سنت ہے۔ ایک مرتبہ ”الله اکبر“ اور تین بار ”استغفر اللّٰہ“ اور ۳۳ بار الحمدللہ ۳۳ بار سبحان اللّٰہ ۳۳ بار الله اکبر اور ایک مرتبہ لا اله الا اللّٰہ وحده لا شريك له الملك وله الحمد و هو على كل شئ قدير۔ پھر قل هو اللّٰہ احد، قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ پوری سورتیں پڑھیں۔ جیسا کہ آگے چل کر اس کا بیان مفصل آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز کے بعد اللہ اکبر کہنا

٩٥٩۔ (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالتَّكْبِيْرِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۹۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کو میں اللہ اکبر سے پہچان لیتا تھا۔ یعنی سلام پھیرنے کے بعد آپ زور سے ”اللہ اکبر“ کہتے اور دوسرے مقتدی بھی تو میں سمجھ جاتا کہ نماز ختم ہو چکی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد ذکر الٰہی جہر سے کرنا سنت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمانا کہ میں تکبیروں سے نماز کے ختم کے وقت کو پہچان لیتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے نماز میں نہ شریک ہو پاتے اور گھر میں موجود ہوتے جب نماز کے بعد زور سے تکبیروں کی آواز سنتے تو سمجھ لیتے کہ نماز ختم ہو چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے کچھ لمحے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ فرماتے

٩٦٠۔ (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۰۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی مقدار تک مصلے پر بیٹھے رہتے (پھر اس کے بعد مقتدیوں کی طرف پھر جاتے۔ اور دیگر دعائیں پڑھتے) **اللهم انت السلام و منك السلام تبارك يا ذالجلال والاكرام۔**
”اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے۔ تو برکت والا ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے۔“ (مسلم)

٩٥٩۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب الذكر بعد الصلاة (٨٤٢)، مسلم كتاب المساجد باب الذكر بعد الصلوة ٥٨٣ (١٣١٦)

٩٦٠۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة بيان ٥٩١ (١٣٣٤)

سلام پھیرنے کے بعد مسنون دعائیں اور اذکار

۹۶۱۔ (۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۱۔ (۳) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار استغفراللہ کہہ کر اس دعا کو پڑھتے: **اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذاالجلال والاكرام**. ''اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے، تو برکت والا ہے، اے بزرگ اور عزت والے۔'' اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۶۲۔ (۴) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۲۔ (۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا کرتے تھے: **لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد و هو على كل شئ قدير. اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذاالجد منك الجد.** ''نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے ملک اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کو روکنے والا کوئی نہیں اور جو تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور مالدار کو اس کی مالداری تیرے عذاب سے نفع نہیں پہنچا سکتی۔'' اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹۶۳۔ (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْأَعْلٰى: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۳۔ (۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے اس دعاء کو پڑھتے تھے: **لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير لا حول ولاقوة الابالله لااله الا الله ولا نعبدالا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكفرون** ترجمہ: ''نہیں کوئی معبود مگر وہ اکیلا اللہ جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ہے ملک اور تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں ہے گناہوں سے پھرنے کی طاقت اور عبادت کرنے پر قوت مگر اللہ ہی کی امداد سے، کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کے لیے نعمت وفضل اور اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ہم اسی کے لیے خالص عبادت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر برا مانیں۔'' (مسلم)

۹۶۱۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان ۵۹۲ (۱۳۳۵)

۹۶۲۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب الذكر بعد الصلاة (۸۴۴)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان ۵۹۳ (۱۳۳۸)

۹۶۳۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۵۹۴ (۱۳۴۳) تنبيه: "بصوته الأعلى" کے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں البتہ مصابیح السنۃ للبغوی میں یہ الفاظ موجود ہیں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب المصابیح کا وہم ہے۔

٩٦٤۔ (٦) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، وَيَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٩٦٤۔ (٦) حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد اس دعاء کو پڑھ کر ان برائیوں سے پناہ مانگتے تھے جن کا ذکر اس دعاء میں ہے۔ **اللھم انی اعوذبك من الجبن و اعوذبك من البخل واعوذبك من ارذل العمر واعوذبك من فتنة الدنیا و عذاب القبر.** ترجمہ ''اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیری بزدلی اور نامردی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔ (بخاری شریف)

آسان لیکن نہایت عمدہ وظیفہ

٩٦٥۔ (٧) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ۔ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ مبَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ، إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تُسَبِّحُوْنَ، وَتُكَبِّرُوْنَ، وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ مَرَّةً)) قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِي صَالِحٍ إِلٰى آخِرِهٖ إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: ((تُسَبِّحُوْنَ

٩٦٥۔ (٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین نے آ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجوں اور مرتبوں کو اور جنت کی نعمتوں کو حاصل کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسے؟ ان لوگوں نے کہا جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی روزہ رکھتے ہیں لیکن وہ مالدار ہونے کی وجہ سے صدقہ خیرات کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہم اپنی غریبی کی وجہ سے صدقہ خیرات نہیں کر سکتے۔ وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں ہم آزاد نہیں کر سکتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں ایسی بات بتائے دیتے ہیں کہ اگر تم اس کو کرنے لگو گے تو ان لوگوں سے آگے نکل جاؤ گے جو تم سے پہلے آئے ہیں اور ان لوگوں سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے بعد آنے والے ہیں اور تم سے بہتر کوئی نہیں ہوگا مگر وہ شخص جو تمہاری طرح عمل کرے۔ ان لوگوں نے عہد کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمایئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ **سبحان الله** اور تینتیس مرتبہ **الله اکبر** اور تینتیس مرتبہ **الحمدلله** کہہ لیا کرو۔ ابوصالح راوی نے بیان کیا کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے اس دعاء کو سنا جو آپ ﷺ نے ہمیں عمل کرنے کے لیے بتائی تھی وہ بھی اس کو پڑھنے لگے ہیں تو ہم اور

٩٦٤۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ما یتعوذ من الجبن (٢٨٢٢)

٩٦٥۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب الذکر بعد الصلاة (٨٤٣)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة ٥٩٥ (١٣٤٧)

فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا' وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا' وَتُکَبِّرُوْنَ عَشْرًا)) بَدْلَ۔ ((ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ))۔

وہ اس پڑھنے میں برابر ہو گئے اور صدقہ و خیرات کی وجہ سے آگے بڑھے رہیں گے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ (بخاری' مسلم) اور بعض روایتوں میں تینتیس تینتیس مرتبہ کے بدلے میں دس دس مرتبہ بھی آیا ہے۔

٩٦٦۔ (٨) وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُهُنَّ۔ أَوْفَاعِلُهُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلَاةٍ مَکْتُوْبَةٍ: ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِیْحَةً' وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَحْمِیْدَةً' وَّأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَکْبِیْرَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٩٦٦۔ (٨) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چند کلمات ہیں جنہیں نماز کے بعد کہنے والے کو ثواب ہی ثواب ملے گا۔ محرومی نہیں ہو گی' تینتیس مرتبہ **سبحان اللہ**' تینتیس مرتبہ **الحمدللہ** اور چونتیس مرتبہ **اللہ اکبر**۔ (مسلم)

ہاتھوں پر تسبیحات افضل ہیں

٩٦٧۔ (٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ' وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ' وَکَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ' فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ' وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ' وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ؛ غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَإِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٦٧۔ (٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ **سبحان اللہ** اور تینتیس مرتبہ **الحمد للہ** اور تینتیس مرتبہ **اللہ اکبر** کہے (یہ تینوں تینتیس ملا کے ننانوے ہوئے) اور سو کی تعداد پورا کرنے کے لیے یہ کہے۔ **لا الہ الا اللہ وحد لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شیء قدیر**. تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

توضیح: ......ان تعداد کی حکمت و مصلحت خدا اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے ہمیں حکم بجالانا ہے کہ ان کلمات کو گنتی کے مطابق پڑھتے رہیں افضل اور بہتر یہی ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کریں لیکن بغیر ریا ونمود کے اخلاص نیت کے ساتھ مروجہ تسبیح کے دانوں پر بھی شمار کرنا درست اور جائز ہے' بدعت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((رأیت رسول اللہ ﷺ یعقد التسبیح بیده.)) (ترمذی) رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ اور خود انگلیوں پر پڑھنے کی بھی تعلیم دی ہے۔ حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((قال لنا رسول اللہ ﷺ علیکن بالتسبیح والتهلیل والتقدیس واعقدن بالا نامل فانهن مسؤلات متنطقات ولا تغفلن فتنسین الرحمة.)) (ترمذی' ابوداؤد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتو تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ سبحان الملك القدوس پڑھنے کو لازم کرو اور ان کا وظیفہ پڑھا کرو اور ان کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر شمار کرتی رہو۔ قیامت کے دن انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور ان کو جواب دینے کے لیے زبان دی جائے گی۔ یہ بولیں گی۔ ان کے پڑھنے سے غفلت مت کرنا۔ ورنہ اللہ کی رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔

٩٦٦۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ٥٩٦ (١٣٤٩)

٩٦٧۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ٥٩٧ (١٣٥٢)

ان دونوں قولی اور فعلی روایتوں سے معلوم ہوا کہ انگلیوں کے پوروں پر شمار کرنا درست ہے اور یہی طریقہ افضل ہے لیکن اگر سہولت اور آسانی کی وجہ سے تسبیح کے دانوں اور کھجوروں کی گٹھلیوں یا سنگریزے پر پڑھ لیا جائے تو بھی جائز ہے۔ کیونکہ بعض صحابیہ عورتوں کو اس طرح پڑھتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدی اربعة الاف نواة اسبح بها قال لقد سبحت فقلت بهذه الا اعلمك باكثر مما سبحت فقلت بلی علمنی قال قولی سبحان اللہ عدد خلقه.)) (ترمذی) میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں جن پر تسبیح پڑھ رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس سے بہتر چیز تم کو نہ بتا دوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتایئے آپ نے فرمایا کہ تم سبحان اللہ عدد خلقہ پڑھا کرو۔ یعنی آخری دعا تک۔

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے: کہ ((انه دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امراة و بین یدیها نواة اوقال حصاة تسبح بها فقال الا اخبرك بما هو ایسر علیك من هذا اوافضل سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء و سبحان اللہ عدد ما خلق...... الخ))(ترمذی) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ بی بی کے پاس گیا۔ جن کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر اور آسان اور افضل بات نہ بتا دوں کہ سبحان اللہ عدد ما خلق پڑھا کرو۔ (ترمذی شریف)

علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

((هذا الحدیثان یدلان علی جواز عد التسبیح بالنوی والحصی و كذا بالسبحة لعدم الفارقة لتقریره صلی اللہ علیہ وسلم للمرأتین ذالك و عدم انكاره و الارشاد الی ما هو افضل لا ینافی الجواز و قد وردت بذالك اثار ففی جزء هلال الجفار من طریق معتمر بن سلیمان عن ابی صفیة مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه كان یوضع له نطع و یجاء بزنبیل فیه حصی فیسبح به الی نصف النهار ثم یرفع فاذا صلی اتی به فیسبح حتی یمسح و اخرجه الامام احمد فی الزهد۔ واخرج ابن سعد عن حكیم بن الدیلمی ان سعد بن ابی وقاص كان یسبح بالحصی و قال ابن سعد فی الطبقات اخبرنا عبداللہ بن موسی اخبرنا اسماعیل عن جابر عن امرأة خدمته عن فاطمة بنت الحسین بن علی بن ابی طالب انها كانت تسبح بخیط معقود فیها و اخرج عبداللہ بن الامام احمد فی الزوائد فی الزهد عن ابی هریرة انه كان له خیط فیه الفاعقدة فلا ینام حتی یسبح و اخرج احمد فی الزهد عن القاسم بن عبدالرحمن قال كان لابی الدرداء نوی من العجوة فی كیس فكان اذا صلی الغداة اخرجه واحدة و احدة یسبح بهذا حتی ینفدهن واخرج ابن سعد عن ابی هریرة انه كان یسبح بالنوی المجموع و اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس من طرق زینب بنت سلیمان بن علی عن امام الحسن بنت جعفر عن ابیها عن جدها عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً نعم المذكر السبحة و قد ساق السیوطی اثارا فی الجزء الذی سماه المنح فی السبحة و هو من جملة كتاب المجموع فی الفتاویٰ و قال فی اخره و لم ینقل عن احد من السلف و لا من الخلف المنع جواز عدم الذكر بالسبحة بل كان اكثرهم یعدونه بها ولا یرون ذالك مكروها انتهی.))

''ان دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ گٹھلی اور کنکری اور مروجہ تسبیح پر تسبیح کا پڑھنا درست ہے اور جائز ہے' کیونکہ شمار کرنے کے اعتبار سے انگلی اور کنکری دونوں برابر ہیں' کچھ فرق نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے ان دونوں عورتوں کو گٹھلی اور کنکری پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہیں فرمایا۔ اور منع نہ فرمانا جواز کی دلیل ہے اور افضل کا بتا دینا جواز کے خلاف نہیں ہے اور گٹھلی اور تسبیح پر پڑھنے کے بارے میں بہت سے صحابہ کرام کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ امام احمد کتاب الزھد میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو صفیہ رضی اللہ عنہما (جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے) کے لیے نطعہ یعنی چمڑے کا بستر بچھا دیا جاتا اور ایک زنبیل لائی جاتی جس میں کنکریاں ہوتیں دوپہر تک ان کنکریوں پر تسبیح پڑھتے پھر اسے اٹھا دیا جاتا ظہر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد پھر ان کنکریوں پر شام تک تسبیح پڑھتے۔ اور دیلمی میں ہے کہ سعد بن ابی وقاص کنکریوں پر تسبیح پڑھتے تھے۔ اور طبقات بن سعد میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی گرہ لگے ہوئے دھاگے پر تسبیح پڑھتی تھیں۔ اور عبداللہ بن احمد زوائد الزھد میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں تھیں ان پر تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔ اور امام احمد نے زہد میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس تھیلی تھی جس میں عجوہ کھجور کی گٹھلی بھری تھی صبح کی نماز کے بعد ان گٹھلیوں پر تسبیح پڑھتے۔ یعنی ہر ایک گٹھلی پر تسبیح پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سب ختم ہو جاتیں۔ اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بہت سی گٹھلیاں جمع تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھتے تھے۔ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تسبیح بہترین مذکر ہے۔ علامہ سیوطی نے اپنے فتاویٰ میں اس قسم کے بہت سے آثار جمع کیے ہیں اور آخر میں یہ کہا ہے کہ سب سلف وخلف میں سے کسی نے مروجہ تسبیح کے دانوں پر تسبیح پڑھنے کو منع نہیں کیا ہے بلکہ اکثر اسی پر شمار کرتے تھے اور کچھ مکروہ نہیں جانتے تھے۔'' واللہ اعلم بالصواب

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٩٦٨۔ (١٠) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، وَدُبُرُ الصَّلٰوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٩٦٨۔ (١٠) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ کس وقت دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے درمیانی حصے میں جو آخری رات سے متصل ہو اور فرض نمازوں کے بعد۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنا

٩٦٩۔ (١١) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ))

٩٦٩۔ (١١) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں یعنی ہر وہ سورتیں جن کے شروع میں اعوذ ہے۔ جیسے **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** اور **قل ھو اللہ** بھی اسی میں داخل ہے۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی)

٩٦٨۔ اسنادہ ضعیف' سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ٧٨ (٣٤٩٩)' عبدالرحمٰن بن سابط نے ابو امامہ سے نہیں سنا' نیز ابن جریج راوی مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

٩٦٩۔ اسنادہ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار (١٥٢٣)' الترمذی (٢٩٠٣)' النسائی کتاب السھو باب الاستغفار بعد التسلیم (١٣٣٧)' احمد ٤/ ١٥٥

٩٧٠ـ (١٢) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ أُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ؛ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۹۷۰۔ (۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک میرا ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہنا جو ذکر الٰہی میں مصروف ہوں میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے چار اسماعیلی غلام آزاد کرنے سے۔ اور عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک میرا ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہنا جو ذکر الٰہی میں مشغول ہوں زیادہ بہتر ہے چار عربی اور اسماعیلی غلام کے آزاد کرنے سے۔ (ترمذی)

اس حدیث سے ان دونوں وقتوں میں جماعت کے ساتھ شریک ہو کر ذکر الٰہی کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

٩٧١ـ (١٣) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ؛ كَانَتْ لَهٗ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ))۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَامَّةٍ، تَامَّةٍ، تَامَّةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۷۱۔ (۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی پھر آفتاب نکلنے تک بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا پھر سورج نکلنے کے بعد دو رکعت (اشراق) کی پڑھی تو اسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ راوی نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پورے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث سے نماز اشراق کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جو آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور جو زوال آفتاب سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اسے چاشت کہتے ہیں اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

٩٧٢ـ (١٤) عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا إِمَامٌ لَنَا يُكَنّٰى أَبَا رِمْثَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ، أَوْ مِثْلَ هٰذِهِ الصَّلَاةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَمِيْنِهٖ، وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ، حَتّٰى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ، ثُمَّ انْفَتَلَ اَبِيْ رِمْثَةَ۔ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ۔

۹۷۲۔ (۱۴) ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب نے جن کی کنیت ابو رمثہ تھی ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد یہ فرمایا کہ یہ نماز یا اس نماز کی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اس نماز میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے جو پہلی صف میں آپ کے دائیں جانب کھڑے تھے اور ایک شخص جو تکبیر اولیٰ سے اس نماز میں حاضر رہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھا کر داہنے بائیں جانب سلام پھیرا یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لی پھر آپ ﷺ پھرے جیسے ابو رمثہ یعنی میں تو وہ شخص جو تکبیر اولیٰ

۹۷۰۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب العلم باب فی القصص (۳۶۶۷)، قتادہ مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت بھی نہیں ہے۔

۹۷۱۔ حسن، سنن الترمذی الجمعة باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد (۵۸۶)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۹۷۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب فی الرجل یتطوع فی مکانه (۱۰۰۷)، منہال بن خلیفہ اور اشعث بن شعبہ ضعیف راوی ہیں۔

فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِیْ اَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِیْرَةَ فَإِنَّهُ لَمْ یَهْلُكْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ یَكُنْ بَیْنَ صَلَاتِهِمْ فَصْلٌ۔ فَرَفَعَ النَّبِیُّ ﷺ بَصَرَهُ، فَقَالَ: ((أَصَابَ اللّٰهُ بِكَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ!)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

سے آخر نماز تک حاضر رہا سلام کے بعد دو رکعت سنت پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اس آدمی کے دونوں شانوں کو پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جا۔ اہل کتاب اسی لیے ہلاک ہو گئے کہ وہ فرض اور نفل نمازوں کے درمیان فرق نہیں کرتے تھے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھا کر فرمایا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے صحیح بات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد جس جگہ فرض نماز پڑھی ہے اسی جگہ فوراً کھڑے ہو کر نفلی نماز کا ادا کرنا بہتر نہیں ہے بلکہ فاصلہ کرنا چاہیے' خواہ فاصلہ زمانی ہو یعنی کچھ دیر وظیفہ وغیرہ پڑھ کر پھر نفلی نماز پڑھے یا فاصلہ مکانی ہو۔ یعنی فرض نماز کی جگہ بدل دے یعنی آگے پیچھے' دائیں یا بائیں طرف کھڑا ہو جائے' یا کلام کر کے فاصلہ کر دے۔

نماز کے بعد کے بعض اذکار

٩٧٣۔ (١٥) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُمِرْنَا اَنْ نُسَبِّحَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَنَحْمِدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ، فَاَتٰی رَجُلٌ فِی الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقِیْلَ لَهُ: اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُسَبِّحُوْا فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ الْأَنْصَارِیُّ فِیْ مَنَامِهِ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ، خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ، وَاجْعَلُوْا فِیْهَا التَّهْلِیْلَ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَافْعَلُوْا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ۔

٩٧٣۔ (١٥) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ **سبحان الله** اور تینتیس بار **الحمدلله** اور چونتیس بار **الله اکبر** کہا کریں (ہم اسی طرح کیا کرتے تھے) کہ ایک انصاری نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ نمازوں کے بعد تم اتنی تسبیح پڑھا کرو۔ انصاری نے خواب ہی میں جواب دیا کہ ہاں تو اس شخص نے کہا کہ تم بجائے تینتیس بار کے پچیس پچیس مرتبہ کہا کرو اور اس کے ساتھ **لا اله الاالله** کو پچیس مرتبہ زیادہ شامل کر لیا کرو۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری سویرے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس خواب کو بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر عمل کرو۔ (احمد' نسائی' دارمی)

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں فرشتے نے بتایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید فرمائی۔ لہٰذا اس طرح بھی کرنا سنت ہے۔

٩٧٤۔ (١٦) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَعْوَادِ هٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: ((مَنْ قَرَأَ آیَةَ الْكُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ، وَمَنْ قَرَأَهَا حِیْنَ یَأْخُذُ مَضْجِعَهُ، اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی دَارِهٖ وَدَارِ۔

٩٧٤۔ (١٦) حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو اس ممبر کی لکڑی پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اس کو موت کے علاوہ کوئی چیز جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی (یعنی مرنے کے بعد ہی وہ جنت میں داخل ہو گا) اور جو شخص سوتے وقت اس آیۃ الکرسی کو پڑھا کرے گا بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف کہا ہے۔

٩٧٣۔ اسناده صحیح' سنن النسائی کتاب السهو باب نوع آخر من عدد التسبیح (١٣٥١)' مسند أحمد ٥/ ١٨٤' الدارمی کتاب الصلاة باب التسبیح فی دبر الصلاة (١٣٥٤)

٩٧٤۔ اسناده موضوع' شعب الایمان للبیهقی ٢٣٩٥' نہشل بن سعید کذاب راوی ہے وضاحت: نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا اور مذکورہ فضیلت صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے السنن الکبریٰ للنسائی (٩٩٢٨)' عمل الیوم واللیلة (١٠٠)

٩٧٥۔ (١٧) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّنْصَرِفَ وَيُثْنِى رِجْلَيْهِ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِى وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ، عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَتْ لَهُ، حِرْزًا مِّنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ، وَحِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَلَمْ يَحِلَّ لِذَنْبٍ أَنْ يُّدْرِكَهُ، إِلَّا الشِّرْكَ، وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا، إِلَّا رَجُلًا يُفَضِّلَهُ، يَقُوْلُ أَفْضَلُ مِمَّا قَالَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

٩٧٥۔ (١٧) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جوشخص نماز کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اورمغرب اور صبح کی نماز کے بعد پاؤں موڑنے سے پہلے اس دعاء کو دس مرتبہ پڑھے گا تو ہر دفعہ کے عوض اسے دس نیکیاں دی جاتی ہیں، دس برائیاں معاف کی جاتی ہیں اور دس درجہ بلند کیے جاتے ہیں اور یہ کلمات ہر برائی سے اور شیطان رجیم کے وسوسے سے محافظ بن جاتے ہیں۔ اور کوئی گناہ شرک کے علاوہ اس کو ہلاک نہیں کرسکتا اور اس سے بڑھ کر عمل والا کوئی نہیں ہوگا مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ کہے۔ وہ دعاء یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِى وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ.

٩٧٦۔ (١٨) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ إِلٰى قَوْلِهٖ: ((إِلَّا الشِّرْكَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((صَلَاةُ الْمَغْرِبِ)) وَلَا ((بِيَدِهِ الْخَيْرُ))، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

٩٧٦۔ (١٨) اس کی روایت کی احمد نے اور اس کے مانند ہی ابوذر رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے روایت کیا ہے ان کے قول الا الشرك تک اور ذکر نہیں کیا مغرب کی نماز کا اور نہ لفظ بيده الخير کا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

٩٧٧۔ (١٩) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً، وَأَسْرَعُوْا الرَّجْعَةَ۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا لَمْ يَخْرُجْ: مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً وَلَا غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَفْضَلِ غَنِيْمَةً وَأَفْضَلِ رَجْعَةً؟ قَوْمًا شَهِدُوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ؛ فَأُوْلٰئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً، وَأَفْضَلُ غَنِيْمَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَحَمَّادُ بْنُ أَبِىْ حُمَيْدٍ نِالرَّاوِىْ هُوَ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ۔

٩٧٧۔ (١٩) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب ایک فوج جہاد کرنے کے لیے بھیجی۔ اس فوج نے جہاد میں بہت غنیمت حاصل کی اور بہت جلد واپس آ گئے۔ ایک شخص نے ہم میں سے جو اس فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا کہا میں نے کوئی ایسی فوج نہیں دیکھی جو بہت جلد واپس آئی ہو اور اس قدر مال غنیمت لائی ہو اس فوج نے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی قوم جو زیادہ غنیمت حاصل کرنے والی اور جلد واپس ہونے والی ہو وہ تو وہ قوم ہے جو صبح کی نماز میں حاضر ہو پھر بیٹھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی کرتی ہے۔ یہی لوگ جلد واپس ہونے والے اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والے ہیں۔ یعنی ان کو اخروی فائدہ زیادہ ملا جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور غریب بتایا ہے۔

٩٧٥۔ حسن، مسند أحمد ٤/ ٢٢٧، شہر بن حوشب حسن الحدیث اور جمہور کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔

٩٧٦۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ٦٢ (٣٤٧٤)

٩٧٧۔ ضعیف، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب ١٠٨ (٣٥٦١)، حماد بن ابی حمید ضعیف راوی ہے۔

(۱۹) بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

نماز میں جائز و ناجائز کاموں کا بیان

جائز کاموں کو مباحات صلوٰۃ کہتے ہیں جن کے کرنے سے نماز ہو جاتی ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اور ناجائز کاموں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یعنی ٹوٹ جاتی ہے ان کو مفسداتِ صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ کام ہیں جن کا نماز میں کرنا منع ہے لیکن اگر کوئی کرے تو نماز ہو جائے گی مگر پورا ثواب نہیں ملے گا۔ اور کرنے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے کاموں کو ممنوعات صلوٰۃ کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے مفسدات اور ممنوعات صلوٰۃ کو نیچے لکھ رہے ہیں۔

مفسدات صلوٰۃ :...... نو کے قریب ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) نماز میں قصداً لوگوں سے بات چیت کرنا۔ اگر ناواقفی میں، یا بھول کر سہواً کلام کرے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

(۲) قصداً کھانا پینا۔

(۳) بلا عذر قبلہ سے منہ اور سینہ دوسری طرف پھیر لینا۔

(۴) ناپاک جگہ نماز پڑھنا و سجدہ کرنا۔

(۵) بلا عذر ننگے بدن نماز پڑھنا۔

(۶) زبان سے سلام کا جواب دینا۔

(۷) قہقہہ سے ہنسنا۔

(۸) ہوا کے اخراج اور نکسیر کی وجہ سے اگر وضو ٹوٹ جائے تو نیا وضو کر کے از سر نو نماز پڑھنا۔

ممنوعات صلوٰۃ:...... اکیس کے قریب ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) فرض نمازوں میں ادھر ادھر گردن پھیر کر دیکھنا منع ہے۔ نفل نمازوں میں ضرورت کے وقت دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲) جمائی لینا، اگر نماز میں جمائی آ جائے تو جہاں تک ہو سکے منہ نہ کھولے۔ اس کے روکنے کی کوشش کرے اگر نہ رک سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے اور لفظ ''ہا'' نہ کہے۔

(۳) نماز میں سجدہ کی جگہ ہر دفعہ پھونکنا۔

(۴) کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لیے ہاتھ سے روکنا یا سمیٹنا۔

(۵) سدل یعنی کپڑے کا لٹکانا مثلاً چادر وغیرہ کو سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے اوڑھنا نہیں بلکہ لٹکا دینا۔

(۶) مونڈھوں کو کھول کر نماز پڑھنا۔

(۷) اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا۔

(۸) بالوں کو سر پر جمع کر کے چٹلا باندھنا۔

(۹) کنکریوں کو سجدہ کی جگہ سے ہٹانا لیکن اگر سجدہ کرنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰) انگلیاں چٹخانا اور ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔

(۱۱) کمر یا کولہے پر ہاتھ رکھنا۔

(۱۲) اقعا یعنی کتے کی طرح نماز میں بیٹھنا۔ یعنی رانیں کھڑی کر کے بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملا لینا اور ہاتھ کو زمین پر رکھ لینا۔

(۱۳) سجدے میں دونوں کلائیوں کو زمین پر بچھا لینا۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں منع ہے۔

(۱۴) بلا عذر چارزانو یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا۔

(۱۵) کسی جان دار کی تصویر والے کپڑے پہن کر یا بچھا کر نماز پڑھنا۔

(۱۶) صماء یعنی چادر یا اور کوئی کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جلدی سے ہاتھ نہ نکل سکیں۔

(۱۷) نماز میں انگڑائی لینا۔

(۱۸) صف کے پیچھے بلا وجہ اکیلے کھڑا ہونا۔ بعض کے نزدیک ایسی نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی۔

(۱۹) دعا کے وقت نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا۔

(۲۰) پیشاب و پائخانہ کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا۔

(۲۱) ٹخنوں کے نیچے لنگی، چادر، پائجامہ لٹکا کر مردوں کے لیے منع ہے۔ عورتوں کے لیے جائز ہے۔ اب ان سب کی دلیلیں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

نماز میں گفتگو کی ممانعت

۹۷۸۔ (۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ۔ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ! مَاشَاْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ، لٰكِنِّيْ سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ۔ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا كَهَرَنِيْ، وَلَا ضَرَبَنِيْ، وَلَا شَتَمَنِيْ، قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ

۹۷۸۔ (۱) حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک نمازیوں میں سے ایک شخص کو چھینک آ گئی میں نے اس کی چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ لوگوں نے یہ سن کر اپنی آنکھوں سے مجھے تیر مارنا شروع کیا۔ (یعنی تیز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے بطور تعجب کے کہ نماز میں چھینک کا جواب دے رہا ہے)۔ میں نے کہا تمہاری مائیں تم کو گم پائیں یعنی تم مر جاؤ تم مجھے کیوں گھور کر دیکھ رہے ہو۔ ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنا شروع کیا کہ (نماز میں کیوں بول رہا ہے) جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے۔ میرے ماں، باپ آپ پر فدا اور قربان ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے

۹۷۸۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب تحريم الكلام فى الصلاة ۵۳۷ ( )

النَّاسِ، إِنَّمَا هِیَ التَّسْبِیحُ، وَالتَّکْبِیرُ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ))۔ أَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَآءَ نَا اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ۔ قَالَ:((فَلَا تَأْتِهِمْ))۔ قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ۔ قَالَ:((ذَاكَ شَیْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِیْ صُدُوْرِهِمْ، فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ))۔ قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَّخُطُّوْنَ قَالَ:((كَانَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، قَوْلُهٗ: لٰكِنِّیْ سَكَتُّ، هٰكَذَا وَجَدْتُّ فِیْ ((صَحِيْحِ مُسْلِمٍ))، وَكِتَابِ ((الْحَمِيْدِیِّ))، وَصَحَّحَ فِیْ ((جَامِعِ الْاُصُوْلِ)) بِلَفْظَةِ: كَذَا۔ فَوْقَ: لٰكِنِّیْ۔

بہتر کسی کو معلم نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اس غلطی پر آپ نے نہ مجھ کو ڈانٹا' نہ جھڑکا' نہ مارا' نہ برا بھلا کہا۔ صرف اتنا فرمایا کہ یہ نماز ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جو لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔ یہ نماز تسبیح و تکبیر اور قرآن مجید پڑھنے کا نام ہے۔ یا اس طرح اور آپ نے فرمایا۔ پھر میں نے یہ عرض کیا یا رسول اللہ میں نومسلم ہوں میرا زمانہ کفر و جاہلیت کے بالکل قریب ہے۔ میں اسلامی مسائل سے ناواقف ہوں' اللہ تعالیٰ نے اب ہم کو دینِ اسلام عطا فرمایا ہے اور ہم مسلمان ہو گئے ہیں (میں چند باتیں آپ سے اور دریافت کرتا ہوں آپ مجھے اس کا کافی و شافی جواب دیں) (۱) ہم لوگوں میں کچھ لوگ کاہنوں کے پاس آتے جاتے ہیں اور ان سے غیب کی باتیں دریافت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کاہنوں کے پاس مت جاؤ اور نہ ان کی باتوں کو تسلیم کرو (۲) میں نے عرض کیا کچھ لوگ پرندوں کو اڑاتے ہیں یعنی شگون بد لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ شگون لینا درست نہیں ہے لوگ ایک چیز اپنے دلوں میں پاتے ہیں یعنی شک و شبہ' نفع و نقصان میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ یہ وہم اور شگون ان کو کسی کام سے نہ روکے یعنی ان چیزوں کا خیال اپنے دلوں میں نہ لاؤ جو کرنا ہو کر لو نفع نقصان کا مالک تمہارا خدا ہے۔ (۳) اور میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں (یعنی لکیریں کھینچ کر رمل کرتے یا فال لیتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی خط کشیدگی کرتے تھے جس کا خط ان کے خط کے موافق ہو وہ کر سکتا ہے (لیکن وہ نبیوں کا خط کسی کو معلوم نہیں ہے لہٰذا یہ خط کشیدہ کاری اور رمل کرنا جائز نہیں ہے) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلطی سے اگر کوئی شخص بات چیت کر لے۔ یا سلام یا چھینک کا جواب دے دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ لیکن قصداً نہیں کرنا چاہیے۔

۹۷۹۔ (۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ فِی الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدَ النَّجَاشِیِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا۔ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِی الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا۔ فَقَالَ:((إِنَّ فِی الصَّلَاةِ لَشُغْلًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۷۹۔ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ نماز پڑھتے ہوتے تو سلام کرتے تھے اور آپ ہمارے سلاموں کا جواب دے دیتے تھے۔ لیکن جب ہم ہجرت کر کے حبشہ میں نجاشی بادشاہ کے پاس گئے اور وہاں سے واپس آ گئے تو ہم نے آپ کو نماز میں سلام کیا آپ نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا۔ ہم نے عرض کیا پہلے ہم آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے تو آپ جواب دے دیتے تھے اور اب ہم نے سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا (اب نماز میں سلام و کلام کرنا منع ہو گیا ہے اور اس سے نماز میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا) لہٰذا پہلا حکم منسوخ ہے اور دوسرا اس کے لیے ناسخ ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ زبان سے جواب دینا ناجائز ہے لیکن ہاتھ کے اشارے سے جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۷۹۔ صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاۃ باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ (۱۱۹۹)، مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ۵۳۸.

سجدے کی جگہ ایک بار صاف کی جاسکتی ہے بار بار نہیں

۹۸۰۔ (۳) وَعَنْ مُعَيْقِيبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ؟ قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۰۔(۳) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جو نماز میں سجدے کی جگہ مٹی سیدھی کرتا تھا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کی جگہ سے مٹی ہٹا سکتے ہو یا کنکر پتھر ہٹا سکتے ہو اور نماز پڑھنے کے لیے زمین ہموار کر سکتے ہو۔ بار بار نہیں کرنا چاہیے۔(بخاری ومسلم)

۹۸۱۔ (٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْخَصْرِ۔ فِي الصَّلَاةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۱۔(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری ومسلم) کیونکہ اس سے دوسری قوموں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔

نماز میں نظروں کی حفاظت

۹۸۲۔ (٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ۔ فَقَالَ: ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۲۔(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچک لینا ہے۔کہ شیطان بندے کو نماز سے اچک لیتا ہے۔ بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔یعنی نماز کے خشوع کو چھین لیتا ہے اگر قبلہ سے منہ پھیر لیا اور سینہ بھی تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ نماز میں استقبال شرط ہے اور اگر گوشہ چشم سے دیکھا ہے تو نماز مکروہ ہو گی مگر فاسد نہیں ہو گی۔نفلی نمازوں میں گوشہ چشم سے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۹۸۳۔ (٦) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ اَوْلَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۳۔(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ نماز کی حالت میں دعا کرتے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز رہیں یا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔(مسلم)

یعنی نماز میں دعا کے وقت آسمان کی جانب نظر اٹھا اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ سر جھکائے سجدہ کی جگہ دیکھنا چاہیے اگر نظر اٹھانے سے باز نہیں آئیں گے تو ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھنا نہیں چاہیے اور غیر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھنے کی مخالفت نہیں۔

۹۸۰۔ صحيح بخاری كتاب العمل فی الصلاة باب مسح الحصى فی الصلاة (۱۲۰۷)، مسلم كتاب المساجد باب كراهة مس الحصى ٥٤٦ .

۹۸۱۔ صحيح بخاری كتاب العمل فی الصلاة باب الخصر فی الصلاة (۱۲۲۰)، مسلم كتاب المساجد باب كراهة الاختصار فی الصلاة ٥٤٥ .

۹۸۲۔ صحيح بخاری كتاب الاذان باب الالتفات فی الصلاة (۷٥۱)

۹۸۳۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب النهی عن رفع البصر الی السماء ٤٢٩ .

بچے کو اٹھانا

۹۸۴۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ أَعَادَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۴۔ (۷) حضرت ابوقتادہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امامت کرتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ امامہ بنت ابی العاص ﷺ (آپ کی نواسی) آپ کے دوش مبارک پر ہوتیں تھیں جب آپ رکوع کرتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب آپ سجدہ کر کے اٹھتے تو اس کو مونڈھے پر بٹھا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... حضرت ابوالعاص ﷺ آپ کے داماد تھے۔ حضرت زینب ﷺ کی شادی ان سے آپ نے کر دی تھی۔ امامہ ﷺ آپ کی نواسی تھیں۔ آپ ان سے شفقت و محبت کرتے تھے گود میں اٹھا لیتے تھے۔ وہ بھی آپ سے چمٹ جاتی تھیں جب آپ نماز پڑھتے اور امامہ ﷺ پاس ہوتیں تو ان کے رونے کے خوف سے آپ اٹھا کر اپنے دوش مبارک پر بٹھا لیتے پھر رکوع میں جاتے وقت اتار دیتے۔ سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر مونڈھے پر بٹھا لیتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی پاک صاف بچے کو گود میں لے کر یا پیٹھ پر سوار کرا کے نماز پڑھے تو درست ہے اس کی نماز ہو جائے گی۔

نماز میں جمائی روکنا

۹۸۵۔ (۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۵۔ (۸) حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز میں کسی کو جمائی آ جائے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... جمائی عموماً سستی کی وجہ سے آتی ہے اور عبادت میں سستی پیدا کرنا شیطان ہی کا کام ہے اور جمائی لیتے وقت منہ پورا کھل جاتا ہے جس سے منہ میں مکھی وغیرہ کے داخل ہونے کا امکان ہے منہ کے کھلا رہنے سے اگر مکھی داخل ہو جائے تو نمازی قرأت وغیرہ نہیں کر سکے گا یہ بھی نماز کے خراب ہونے کا ذریعہ ہے۔ بہرحال جو چیز نماز کے خراب ہونے کا ذریعہ بنتی ہے وہ شیطان کی طرف منسوب ہوتی ہے اس لیے کہا گیا ہے کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جمائی آتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے۔

۹۸۶۔ (۹) وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ، وَلَا يَقُلْ: هَا؛ فَإِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَضْحَكُ مِنْهُ))۔

۹۸۶۔ (۹) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ نماز میں جب کسی کو جمائی آ جائے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے اور ''ہا'' نہ کہے۔ کیونکہ یہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ اس سے ہنستا ہے۔

۹۸۴۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب اذا حمل جاریة صغیرۃ علی عنقة فی الصلاۃ (۵۱۶)، مسلم کتاب المساجد باب جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ ۵۴۳ .

۹۸۵۔ صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب تشمیت العاطس وکراھة ۲۹۹۵ .

۹۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا تثائب فلیصع یدہ علی فیه (۶۲۲۶)

٩٨٧۔ (١٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِيْ، فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ، فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ عَلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ مبَعْدِيْ﴾ فَرَدَدْتُّهٗ خَاسِئًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٨٧۔ (١٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنوں میں سے ایک سرکش جن گذشتہ رات کو چھوٹ کر میرے پاس آیا۔ تا کہ میری نماز کو کاٹ دے۔ یعنی خراب کر دے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت بخشی۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون پر باندھنے کا ارادہ کیا کہ میں ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ صبح کو دیکھو تو میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا کو یاد کیا جنہوں نے خدا سے یہ دعا مانگی تھی۔ **رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی.** یعنی ”خدایا تو مجھے ایسی شہنشاہت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔“ تو اس دعا کا لحاظ کر کے اس سرکش جن کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے نبی تھے۔ اللہ کے حکم سے جنوں اور شیطانوں کو مسخر کر لیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ﴾

”اور سلیمان علیہ السلام پیغمبر کے لیے ہم نے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا وہ صبح کو ایک مہینہ کی راہ لے جاتی اور شام کو ایک مہینہ کی راہ لے جاتی اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا ایک چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے بھی کئی جن اس کے سامنے کام کرتے تھے۔ اس کے مالک کے حکم سے اور ہم نے کہہ دیا تھا کہ جو کوئی جن ہمارے حکم سے پھرے گا ہم اس کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ جنات ان کے لیے عالیشان عمارتیں بناتے تھے (یا مسجدیں) اور مورتیں اور حوض کی طرح بڑے بڑے پیالے اور جمی ہوئی دیگیں۔“ ”سلیمان علیہ السلام نے کہا اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔ یقیناً تو بڑا داتا ہے۔ ہم نے سلیمان کی اس دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ ہوا کو ان کے لیے مسخر کر دیا۔ وہ جہاں چاہتے تھے۔ ہوا ان کے حکم سے آہستہ آہستہ چلتی تھی اور شیطانوں کو بھی ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا تھا۔ جو معماری کا کاروبار کرتے وغوطہ لگاتے تھے اور دوسرے شیطانوں کو بھی طوق اور زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔“

ان قرآنی آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ تسخیر مرحمت فرمائی تھی کہ جن اور شیاطین بھی ان کی تابعداری میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرکش شیطان کو ستون میں باندھنے کا ارادہ کیا۔ فوراً

٩٨٧۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الاسیر او القریم یربط فی المسجد (٤٦١)، مسلم کتاب المساجد باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ ٥٤١.

آپ کا خیال ان آیتوں کی طرف آیا۔ اور باندھنا مناسب نہیں سمجھا۔ تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے خلاف نہ ہو۔ اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جنوں کو مسخر کرنا درست نہیں ہے اور اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نمازی نماز میں کسی چیز کو پکڑ لے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

امام کی غلطی پر اسے متنبہ کرنا

۹۸۸۔ (۱۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَّابَهٗ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِهٖ، فَلْیُسَبِّحْ، فَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ: قَالَ: ((اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۹۸۸۔ (۱۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو نماز میں کوئی، حادثہ پیش آ جائے (یعنی اسے کوئی بلائے یا کچھ مانگے یا کچھ بھول جائے، یعنی قعدہ کرنا تھا کہ کھڑے ہونے لگا تو سبحان اللہ کہہ دینا چاہیے۔ اور اگر عورت ہے تو دستک دے دے۔ (یعنی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے) اور ایک روایت میں ہے کہ مردوں کا کہنا سبحان اللہ ہے اور عورتوں کا دستک دینا۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

۹۸۹۔ (۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ اَرْضَ الْحَبَشَةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ، اَتَيْتُهٗ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهٖ مَا يَشَآءُ، وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَنْ لَا تَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ)) فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ۔

۹۸۹۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حبشہ جانے سے پہلے ہم مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کیا کرتے تھے اور آپ ہمارے سلاموں کا جواب دیا کرتے تھے۔ جب ہم ہجرت کر کے ملک حبشہ چلے گئے اور ایک عرصہ کے بعد واپس آئے تو میں آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا میں نے سابق دستور کے مطابق سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنا نیا حکم ظاہر فرماتا ہے اب اللہ تعالیٰ نے یہ نیا حکم ظاہر فرمایا ہے کہ نماز میں بات چیت اور سلام کلام مت کرو۔ اس ارشاد کے فرمانے کے بعد آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

توضیح:...... اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں کلام کرنا جائز تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ قوموا للہ قانتین. "خدا کے سامنے نہایت خشوع اور سکوت سے کھڑے ہو جاؤ" لہٰذا اب اگر کوئی

۹۸۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب من دخل لیؤم الناس مجاء ٦٨٤، ١٢٠٣، مسلم کتاب الصلاۃ باب تسبیح الرجال ٤٢١۔

۹۸۹۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد، کتاب الصلاۃ باب رد السلام فی الصلاۃ ٩٢٤

نماز میں سلام کرے تو زبان سے جواب نہیں دینا چاہیے اگر ہاتھ کے اشارے سے دے تو دے سکتا ہے ورنہ نماز کے بعد جواب دے۔

٩٩٠۔ (١٣) وَقَالَ ((إِنَّمَا الصَّلَاةُ لِقِرَآءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ، فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذٰلِكَ شَأْنُكَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

٩٩٠۔ (١٣) اور یہ فرمایا نماز قرآن مجید پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے کا نام ہے جب نماز میں ہو تو تمہاری یہی حالت ہونی چاہیے۔ (ابوداؤد)

دورانِ نماز اشارے سے سلام کا جواب دینا

٩٩١۔ (١٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَفِي رِوَايَةِ النَّسَآئِيِّ نَحْوَهُ، وَعِوَضُ: بِلَالٍ، صُهَيْبٌ۔

٩٩١۔ (١٤) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں سلام کا کس طرح جواب دیتے تھے جب لوگ آپ کو سلام کرتے اور آپ نماز میں ہوتے؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے تھے۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

دورانِ نماز چھینک آنے پر دعا

٩٩٢۔ (١٥) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ، كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْصَرَفَ فَقَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟))۔ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ، فَقَالَ رِفَاعَةُ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، لَقَدِ ابْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَكًا، اَيُّهُمْ يَصْعَدُ بِهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِيُّ

٩٩٢۔ (١٥) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز ہی میں مجھے چھینک آ گئی تو میں نے چھینک کی یہ دعا پڑھی **الحمدلله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه مباركا عليه كما يحب ربنا و يرضى** ''اللہ ہی کے لیے بہت پاکیزہ بابرکت تعریف ہے جس طرح ہمارے رب کو پسندیدہ ہے اور وہ اس سے خوش ہے۔'' جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو مقتدیوں کی طرف مڑ کر فرمایا ابھی نماز میں کس نے یہ کلام کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں کسی نے کچھ جواب نہیں دیا اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دریافت فرمایا سب خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ کے بعد رفاعہ نے خود ہی کہا کہ یارسول اللہ! میں نے کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیس سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو لے جانے میں جلدی کر رہے تھے۔ کہ کون ان کو پہلے لے جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

توضیح:...... یہ دعائیہ کلمہ قبول ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر نماز میں چھینک آ جائے اس دعا کے پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

٩٩٠۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب تشميت العاطس فى الصلاة ٩٣١، السنن الكبرىٰ للبيهقى (٢/ ٣٥٦)

٩٩١۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى الاشارة فى الصلاة (٣٦٨)، النسائى (١١٨٨)

٩٩٢۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب، يستفتح به الصلاة من الدعاء (٧٧٣)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى الرجل بعض فى الصلاة (٤٠٤)، النسائى كتاب الافتتاح باب قول الماموم اذا عطس خلف الامام (٩٣٢)

٩٩٣ـ (١٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلَاةِ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ وَلِابْنِ مَاجَةَ: ((فَلْیَضَعْ یَدَهٗ عَلٰی فِیْهِ))

۹۹۳۔ (۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے جب نماز میں تم میں سے کسی کو جمائی آنے لگے تو حتیٰ الامکان اسے روکنے کی کوشش کرے اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ (ترمذی اور ابن ماجہ)

٩٩٤ـ (١٧) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یُشَبِّكَنَّ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ، فَاِنَّهٗ فِی الصَّلَاةِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ۔

۹۹۴۔ (۱۷) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر نماز پڑھنے کے خیال سے مسجد کی طرف چلا تو انگلیوں کے درمیان میں انگلیاں ڈال کر نہ چلے کیونکہ وہ گویا نماز میں ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

توضیح:.......اچھا وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ وضو کے آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر وضو کیا راستہ میں تشبیک انگلیوں کو انگلیوں کے درمیان میں ملا کر اور پنجہ بنا کر نہ چلے۔ کیونکہ وہ حکماً نماز میں ہے اور نماز میں تشبیک کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ لہو ولعب ہے۔

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت

٩٩٥ـ (١٨) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَزَالُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَی الْعَبْدِ وَهُوَ فِیْ صَلَاتِهٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ، فَاِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَآئِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۹۹۵۔ (۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نمازی بندے کی طرف خاص طور پر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھتا اور جب بندہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے تو خدا اپنی توجہ و رحمت کو ہٹا لیتا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی، دارمی)

٩٩٦ـ(١٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ((یَا اَنَسُ! اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَیْثُ تَسْجُدُ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ

۹۹۶۔(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! تو نماز میں اپنی نظر سجدہ کی جگہ رکھ۔ اس حدیث کو بیہقی

٩٩٣ـ اسناده صحیح، سنن الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی کراهیة التثاؤب فی الصلاة (٣٧٠)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ما یکره فی الصلاة (٩٦٨)

٩٩٤ـ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب ما جاء فی الهدی فی المشی الی الصلاة (٥٦٢)، الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی کراهیة التشبیك بین الاصابع (٣٨٦)۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ الدارمی کتاب الصلاة باب النهی عن الاشباك اذا خرج إلى المسجد (١٤٠٤)

٩٩٥ـ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب الالتفات فی الصلاة (٩٠٩)، النسائی کتاب السهو باب التشدید فی الالتفات فی الصلاة (١١٩٦)، ابو الأحوص حسن الحدیث راوی ہے کیونکہ اس کی روایت کو ابن خزیمه (٤٨١، ٤٨٢) حاکم (١/ ٢٣٦) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ الدارمی کتاب الصلاة باب کراهیة الالتفات فی الصلاة

٩٩٦ـ اسناده ضعیف جداً السنن الکبری للبیهقی ٢/ ٢٨٤، علیله بن بدر متروک راوی ہے۔ تنبیہ: دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ نظر سجدہ والی جگہ پر رکھی جائے۔

فِیْ ((سُنَنِهِ الْكَبِيْرِ))، مِنْ طَرِيْقِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ يَرْفَعُهُ۔

نے روایت کیا ہے۔

۹۹۷۔ (۲۰) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بُنَیَّ! اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاةِ، فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ۔ فَاِنْ كَانَ لَابُدَّ، فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِيْضَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۹۷۔ (۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے میرے پیارے بچے تم نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، اس لیے کہ نماز میں ادھر ادھر تادیکھنا ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کسی وجہ سے دیکھنا ضروری ہو تو نفل نماز میں کوئی مضائقہ نہیں فرض نمازوں میں نہیں ہونا چاہیے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۹۹۸۔ (۲۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْحَظُ فِی الصَّلَاةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، وَلَا يَلْوِیْ عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ۔

۹۹۸۔ (۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار نماز میں بوقت ضرورت گوشہ چشم سے دائیں بائیں جانب دیکھ لیتے تھے لیکن گردن کو پیٹھ کی جانب نہیں موڑتے تھے یعنی گردن اور سینہ نہیں پھیرتے تھے۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

۹۹۹۔ (۲۲) وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، رَفَعَهُ، قَالَ: ((اَلْعُطَاسُ، وَالنُّعَاسُ، وَالتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلَاةِ، وَالْحَيْضُ، وَالْقَیْءُ، وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۹۹۔ (۲۲) حضرت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ مرفوعا روایت کرتے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھینک اونگھ اور جمائی اور حیض اور نکسیر اور قے کا نماز میں آ جانا شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی) ان چیزوں سے شیطان خوش ہوتا ہے اور نماز گڑبڑ ہو جاتی ہے اس لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

رسول رحمت ﷺ کا خشیت الٰہی سے دوران نماز رونا

۱۰۰۰۔ (۳۳) وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ رضی اللہ عنہ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّیْ وَلِجَوْفِهِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ، يَعْنِیْ: يَبْكِیْ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِهِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُكَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَرَوَى النَّسَائِیُّ الرِّوَايَةَ

۱۰۰۰۔ (۳۳) حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ کے اندرونی جسم مبارک سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہانڈی کے پکنے اور جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے۔ یعنی آپ خوف خدا سے رو رہے تھے کہ رونے کی آواز ہانڈی کے جوش کرنے کی سی آواز تھی۔ ایک اور روایت

۹۹۷۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذ کتاب الجمعه باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلاۃ ۵۸۹، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

۹۹۸۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما ذکر فی التفات فی الصلاۃ (۵۸۷)، النسائی کتاب السهو باب الرخصة من الالتفات فی الصلاۃ (۱۲۰۲)

۹۹۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء ان العطاس فی الصلاۃ من الشیطان (۲۷۴۸)، ابن ماجه (۹۶۹)، ابوالیقظان عثمان بن عمیر ضعیف اور ثابت مجهول راوی ہے۔

۱۰۰۰۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی البکاء فی الصلاۃ (۹۰۴)، النسائی کتاب السهو باب البکاء فی الصلاۃ (۱۲۱۵)، احمد (۴/ ۲۵)

الْاُوْلٰی، وَاَبُوْدَاوٗدَ الثَّانِیَةَ۔

میں یوں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے سینے مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آ رہی تھی کہ جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔ (احمد، نسائی، ابوداوٗد)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خدا کے خوف سے نماز میں رو پڑے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہو گی۔

دوران نماز لغو حرکات سے گریز

۱۰۰۱۔ (۲۴) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى، فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۰۱۔ (۲۴) حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو کنکریوں کو ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ ہٹائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابوداوٗد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۰۰۲۔ (۲۵) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ: رَاٰی النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهٗ: اَفْلَحُ، اِذَا سَجَدَ نَفَخَ۔ فَقَالَ ﷺ ((يَا اَفْلَحُ! تَرِّبْ وَجْهَكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۰۲۔ (۲۵) حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ایک غلام افلح نامی کو دیکھا کہ سجدہ میں جاتے وقت سجدہ کی جگہ پھونک کر سجدہ کرتا ہے تا کہ سجدہ کی جگہ گرد و غبار اور مٹی اڑ کر صاف ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے افلح! تو اپنے چہرے کو خاک آلود کر (یعنی پھونک نہ مارو تا کہ پیشانی اور ناک میں مٹی اور گرد و غبار لگ جائے۔ جو خاکساری کی نشانی ہے۔) (ترمذی)

۱۰۰۳۔ (۲۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاِخْتِصَارُ فِي الصَّلَاةِ رَاحَةُ اَهْلِ النَّارِ))۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۱۰۰۳۔ (۲۶) حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں پہلو اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا دوزخیوں کی راحت ہے (شرح السنہ) (یعنی دوزخی دوزخ میں ہمیشہ تکلیفوں میں گرفتار رہیں گے کبھی کبھار آرام لینے کے لیے پہلو اور کوکھ پر ہاتھ رکھ لیں گے اس لیے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت ہے تا کہ دوزخیوں کی مشابہت نہ پیدا ہو۔)

۱۰۰۴۔ (۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ

۱۰۰۴۔ (۲۷) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۱۰۰۱۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب فی مسح العصا فی الصلاۃ (۹۴۵)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی کراهیة مسح الحصا فی الصلاۃ (۳۷۹)، النسائی کتاب السهو باب النهی عن الحصا فی الصلاۃ (۱۱۹۲)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب مسح الحصا فی الصلاۃ (۱۰۲۷)، نیز دیکھیے: حدیث ۹۹۵، احمد (۵/ ۱۵۰)

۱۰۰۲۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی کراهیة النفخ فی الصلاۃ (۳۸۱)، میمون الأعور ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت میں روایات موجود ہیں۔ دیکھیے: مستدرك حاکم ۱/ ۲۷۱

۱۰۰۳۔ ضعیف، شرح السنة ۳/ ۲۴۸ ح ۷۳۰ بدون سند، ابن خزیمه ۹۰۹، السنن الکبری للبیهقی، ۲/ ۲۸۷، ۲۸۸، ہشام بن حسان مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۱۰۰۴۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب العمل فی الصلاۃ (۹۲۱)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی قتل الحیة والعقرب فی الصلاۃ (۳۹۰)، النسائی کتاب السهو باب قتل الحیة والعقرب فی الصلاۃ (۱۲۰۳، ۱۲۰۴)، احمد ۲/ ۲۳۲، ۲۴۸، ۲۵۵، ۴۷۲، ۴۹۰۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِی الصَّلَاةِ: اَلْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَلِلنَّسَآئِیِّ مَعْنَاهُ۔

نے فرمایا کہ اگر نماز کی حالت میں سامنے سانپ بچھو ظاہر ہو جائیں جس سے خطرہ ہے تو ان کو نماز ہی میں مار ڈالو (تا کہ خطرہ دور ہو جائے۔) (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

١٠٠٥۔ (٢٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ، فَمَشٰى فَفَتَحَ لِیْ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مُصَلَّاهُ۔ وَذَكَرَتْ اَنَّ الْبَابَ كَانَ فِی الْقِبْلَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَرَوَى النَّسَائِیُّ نَحْوَهُ۔

۱۰۰۵۔ (۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفلی نماز پڑھتے تھے دروازہ اندر سے بند ہوتا تھا۔ میں باہر سے آ کر دروازہ کھلواتی تو آپ ﷺ دروازہ کے پاس چل کر آتے اور دروازہ کھول کر اپنی نماز پڑھنے کی جگہ واپس آ جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دروازہ قبلہ کی جانب تھا۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی دروازہ کھولنے کے لیے دو چار قدم چلے تو نماز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ استقبال قبلہ باقی رہے آپ دروازہ کھولنے کے لیے آتے اور کھول کر الٹے پاؤں نماز کی جگہ واپس آ جاتے قبلہ سے منہ اور سینہ نہیں پھیرتے تھے۔

جب کسی کا وضو ٹوٹ جائے؟

١٠٠٦۔ (٢٩) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِی الصَّلَاةِ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ مَعَ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ۔

۱۰۰۶۔ (۲۹) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں جب کسی کے ہوا نکل جائے تو نماز سے پھر کر جا کر وضو کر آئے اور نماز کو دوبارہ لوٹائے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: ......ہوا کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب نماز میں ہوا خارج ہوتی ہے تو جا کر وضو کر آئے اگر اس نے کسی سے بات چیت کر لی ہے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر بات چیت نہیں کی ہے باقی نماز پڑھ لے۔

١٠٠٧۔ (٣٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ، فَلْيَاْخُذْ بِاَنْفِهٖ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۰۷۔ (۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ کے جا کر وضو کر آئے۔ (ابوداؤد)

١٠٠٥۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب العمل فی الصلاة (٩٢٢)، الترمذی كتاب الجمعة باب ما يجوز من المشی والعمل فی صلاة (٦٠١)، النسائی كتاب السهو باب المشی امام القبلة خطى يسيرة (١٢٠٧)

١٠٠٦۔ حسن، سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب من يحدث فی الصلاة (٢٠٥، ١٠٠٥)، الترمذی كتاب الرضاع باب ما جاء فی كراهية ايتان النساء (١١٦٤)

١٠٠٧۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب (١١١٤)، ابن ماجه (١٢٢٢)

توضیح:......ناک پکڑنے سے فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ سمجھیں گے کہ نکسیر پھوٹی ہے معذور جانیں گے اور صف میں سے جانے کی جگہ دے دیں گے۔

۱۰۰۸۔ (۳۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِيْ آخِرِ صَلَاتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ، فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَقَدِ اضْطَرَبُوْا فِيْ اِسْنَادِهٖ۔

۱۰۰۸۔ (۳۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز میں ہوا کے نکلنے سے کسی کا وضوٹوٹ گیا ہو اور وہ اس حال میں ہو کہ سلام پھیرنے سے پہلے نماز کے آخر میں بیٹھ گیا ہوتو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس حدیث کو سند قوی نہیں اور اس کی سند میں اضطراب ہے۔ (یعنی یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نماز میں وضوٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھنا چاہیے۔)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کرنا بھول گئے

۱۰۰۹۔ (۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا كَبَّرَ اِنْصَرَفَ: وَاَوْمَا اِلَيْهِمْ اَنْ كَمَا كُنْتُمْ۔ ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ جَآءَ وَرَأْسُهٗ يُقْطِرُ، فَصَلّٰى بِهِمْ۔ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ:((اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا، فَنَسِيْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۰۹۔ (۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے جب نماز پڑھانے کے لیے تکبیر تحریمہ کا ارادہ کیا (تو آپ کو یاد آیا غسل جنابت نہیں کیا ہے) مقتدیوں کی طرف اشارہ کیا جس طرح تم ہو اسی طرح رہو۔ یہ فرما کر باہر تشریف لے گئے غسل کر کے واپس تشریف لائے اور سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا آپ نے سب کو نماز پڑھائی نماز کے بعد فرمایا میں جنبی تھا غسل کرنا بھول گیا تھا (نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت یاد آیا اس لیے غسل کرنے کے لیے چلا گیا تھا) امام احمد نے اس حدیث کو روایت کیا

۱۰۱۰۔ (۳۳) وَرَوٰى مَالِكٌ، عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔

۱۰۱۰۔ (۳۳) اور امام مالک رحمہ اللہ نے عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

۱۰۱۱۔ (۳٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاٰخُذُ قَبْضَةً مِّنَ الْحَصٰى لِتَبْرُدَ فِيْ كَفِّيْ، اَضَعُهَا الْجَبْهَتِيْ،

۱۰۱۱۔ (۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھتا تھا (سخت گرمی کی وجہ سے سنگریزی زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا تھا) تو ایک مٹھی کنکری ہاتھ میں لے لیتا تاکہ وہ

۱۰۰۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الرجل بحث فی التشهد (٤٠٨)، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم ضعیف راوی ہے۔

۱۰۰۹۔ اسنادہ حسن، سنن ابن ماجه (١٢٢٠)، مسند احمد (٢/ ٤٤٨)

۱۰۱۰۔ حسن، موطا امام مالك كتاب الطهارة باب اعادة الجنب الصلاة ١/ ٤٨ ح ١٠٨، شواہد کی بنا پر حسن ہے دیکھیے حدیث ۱۰۰۹

۱۰۱۱۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب فی وقت صلاۃ الظهر (٣٩٩)، النسائی کتاب التطبیق باب تبرید الحطى للسجود عليه (١٠٨٢)

اَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَرَوَى النَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ۔

میرے ہاتھ میں ٹھنڈی ہو جائے' سخت گرمی سے بچنے کے لیے ان کنکریوں کو پیشانی کی جگہ رکھ کر سجدہ کرتا تھا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اورنسائی نے روایت کیا ہے۔

شیطان سے بچنے کے لیے نماز میں کوئی کلمات کہنا

۱۰۱۲۔ (۳۵) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ، فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ: ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ))، ثُمَّ قَالَ: ((اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ)) ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَرَاَيْنَاكَ بَسَطْتَّ يَدَكَ۔ قَالَ:((اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَآءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهٗ فِيْ وَجْهِيْ، فَقُلْتُ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ ثُمَّ قُلْتُ: اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ، فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ آخُذَهٗ، وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يَّلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۲۔ (۳۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانی شروع کردی تو نماز کی حالت میں آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا **اعوذ باللہ منك** میں خدا کے ذریعہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اس کے بعد فرمایا **العنك بلعنة اللہ** ''تجھ پر خدا کی لعنت بھیجتا ہوں'' یہ تین مرتبہ فرمایا پھر آپ ﷺ نے دست مبارک آگے بڑھا دیا گویا کسی چیز کو پکڑنا چاہتے ہیں جب نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج نماز کی حالت میں آپ ﷺ سے ایسی بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنی تھی اور ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو پکڑنا چاہا جو کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب نماز کے لیے کھڑا ہوا تو اسی وقت) خدا کا دشمن شیطان آگ کا انگارہ لے کر میرے سامنے ظاہر ہوا اور میرے چہرے پر ڈالنا چاہا تو اس برائی سے بچنے کے لیے تین دفعہ **اعوذ باللہ** کہا اور پھر تین مرتبہ **العنك بلعنة اللہ** کہا مگر پیچھے نہیں ہٹا تو میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا کہ پکڑ کر کسی ستون میں باندھ دوں' خدا کی قسم اگر حضرت سلمان علیہ السلام کی دعا کا لحاظ نہ کرتا تو اس کو باندھ دیتا تو صبح تک بندھا رہتا مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔ (مسلم) اس سے معلوم ہوا کہ اگر شیطان کے شر سے بچنے کے لیے نماز میں **اعوذ باللہ** اور **العنك بلعنة اللہ** کہے تو جائز ہے۔

۱۰۱۳۔ (۳۶) وَعَنْ نَافِعٍ، قَالَ: اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا، فَرَجَعَ اِلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَالَ لَهٗ: اِذَا سَلَّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَا يَتَكَلَّمْ، وَلْيُشِرْ بِيَدِهٖ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ .

۱۰۱۳۔ (۳۶) حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک نمازی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس نمازی کو سلام کیا اس نے نماز ہی کی حالت میں زبان سے سلام کا جواب دیا (یہ سن کر) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر فرمایا کہ جب کسی نمازی کو نماز کی حالت میں سلام کیا جائے تو وہ نمازی نماز کی حالت میں زبان سے سلام کا جواب نہ دے بلکہ ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دے دے۔ (مؤطا امام مالک)

۱۰۱۲۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب جواز لمن الشیطان فی اثناء الصلاۃ ٥٤٢ (١٢١١)

۱۰۱۳۔ اسنادہ صحیح، موطا امام مالک کتاب قصر الصلاۃ باب العمل فی جامع الصلاۃ ١/١٦٨ ح ٤٠٦

(۲۰) بَابُ السَّهْوِ

سجدہ سہو کا بیان

سہو کے معنی بھول چوک کے ہیں بعض نسیان کی وجہ سے نماز میں بھول ہو جاتی ہے کہ مثلاً دو رکعت ہوئی ہے یا تین یا کبھی تقدیم تاخیر ہو جاتی ہے یا کچھ حصہ نماز کا بھول کر چھوٹ جاتا ہے جس سے نماز میں نقصان آ جاتا ہے اس کمی بیشی کی خرابی کے دور کرنے کے لیے زائد سجدے کیے جاتے ہیں ان زائد سجدوں کو سجدہ سہو کہتے ہیں' بھول کر کسی واجب کو چھوڑ جانے یا کسی فرض میں حد سے زیادہ تاخیر وتقدیم کر دینے یا کسی فرض کو مکرر کر دینے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ ان سب کی تفصیل و دلیل ذیل کی حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

سجدہ سہو کی بعض صورتیں

١٠١٤۔ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّیْ جَآءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى؟ فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۴۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی' نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس کی نماز میں شک وشبہ ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں' جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت پیش آ جائے تو وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے۔ (بخاری' مسلم)

توضیح:...... نماز میں عموماً شیطان ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول کر دیتا ہے جس سے سہو ہو جاتا ہے' اور شبہ میں پڑ جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں کبھی زیادتی اور کبھی کمی میں شک ہو جاتا ہے بعض دفعہ ارکان کے چھوٹ جانے کا بھی شبہ ہو جاتا ہے اس شبہ کو دور کر کے یقین پر بنا کر کے آخر میں سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں' یعنی کسی کو اگر ایک دو میں شک ہو جائے کہ ایک پڑھی ہے یا دو تو اسے ایک ہی سمجھنا چاہیے اور دو تین میں شک ہو تو دو ہی سمجھنا چاہیے تین چار میں شک ہو تو تین ہی سمجھنا چاہیے اور ایک رکعت شک والی پڑھ کر آخر میں دو سجدے کرے۔ اگر کوئی چار رکعت والی کو دو ہی رکعت پڑھ کر چار رکعت سمجھ کر سلام پھیر دے تو یاد آنے کے بعد اسے مزید دو رکعت پڑھ کر سجدہ کر کے سلام پھیر دینا چاہیے اور اگر کسی نے بجائے چار کے پانچ رکعت پڑھی ہے تو اسے بھی آخر میں دو سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔ ان دونوں سجدوں کی ایک رکعت بن کر چھ رکعات ہو جائیں گی' چار فرض دو نفل اور اگر اس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے' جیسا کہ احادیث میں آ رہا ہے۔

١٠١٤۔ صحيح بخاری كتاب السهو باب السهو فی الفرض والتطوع (١٢٣٢)، مسلم كتاب المساجد باب السهو فی الصلاة ولسجود له ٥٦٩ (١٢٦٥)

سجدہ سہو شیطان کے لیے ذلت کا نشان

۱۰۱۵۔ (۲) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى؟ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا، فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ۔ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلَاتَهٗ۔ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِّاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطَانِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مُّرْسَلًا۔ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ: ((شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ))۔

۱۰۱۵۔ (۲) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے اسے نہیں معلوم کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تین رکعت یا چار رکعت تو شک کو دور کر کے یقین پر بنا کرے (یعنی کمتر پر جیسے تین یا چار میں شبہ ہے تو تین ہی پر یقین کر کے تین ہی سمجھے) اور اس پر ایک رکعت اور پڑھے پھر التحیات، درود پڑھ کر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کے کرے۔ اور اگر پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دونوں سہو کے سجدے اس کو جفت یعنی چھ بنا دیں گے، چار رکعت فرض دو رکعت نفل کے حکم میں ہو جائیں گے اور اگر پوری چار رکعت پڑھی ہیں تو یہ دونوں سہو کے سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔ (مسلم، مؤطا، امام مالک)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں بھی انسان ہوں اور بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو

۱۰۱۶۔ (۳) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ: اَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ خَمْسًا۔ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا سَلَّمَ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ۔ قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ، وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۶۔ (۳) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی سہواً پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ نماز میں کچھ زیادتی کر دی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آج آپ نے پانچ رکعت پڑھائی ہیں۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے معذرت کے طور پر فرمایا میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں تمہاری طرح میں بھی بھول جاتا ہوں جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو صواب اور درست بات کی جستجو کرے۔ یعنی صحیح رائے قائم کرے کہ ایک یا دو رکعت پڑھی ہے، ایک پر تو یقین ہے دوسری میں شبہ ہے تو اس شبہ والی کو ساقط کر کے یقین پر بنا کر کے نماز کو پوری کر کے سلام پھیر دے پھر دو سجدے کرے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سہو ہو گیا تھا مگر شک نہیں تھا گو سہو اور شک کا ایک ہی حکم ہے۔ (۲) اگر پانچ رکعت کوئی بھول کر پڑھ لے تو آخر میں اسے دو سجدہ سہو کر لینے چاہئیں یہ دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ابوسعید کی حدیث سے معلوم ہوا (۳) شک کی صورت میں تحری اور صحیح رائے قائم کر کے صحیح رائے پر بنا کرنا چاہیے یعنی یقینی امر پر بنا کرنا چاہیے۔ (۴) سجدہ سہو سلام کے بعد بھی ہے اس میں علمائے کرام کے دس اقوال ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل السلام اور بعد السلام دونوں طرح ثابت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۰۱۵۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب السحو فى الصلاة والسجود ۵۷۱ (۱۲۷۲)

۱۰۱۶۔ صحيح بخارى كتاب الصلاة باب التوجه نحو القبلة حيث كان (۴۰۱)، مسلم كتاب المساجد باب السهو فى الصلاة والسجود له ۵۷۳ (۱۲۷۴)

جب حضور ﷺ نے چار کے بجائے دو رکعت بعد سلام پھیر دیا

١٠١٧۔(٤)وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدٰى صَلَاتَیِ الْعَشِیِّ۔ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْهُرَيْرَةَ، وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا۔ قَالَ: فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ اِلٰى خَشْبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ، وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى، وَخَرَجَتْ سَرَعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالُوْا: اَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، رضی اللہ عنہما فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ، وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ يَدَيْهِ طُوْلٌ، يُّقَالُ لَهٗ: ذُوْ الْيَدَيْنِ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَسِيْتَ اَمْ قَصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ اَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرْ))۔ فَقَالَ: ((اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوْ الْيَدَيْنِ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ، فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَيَقُوْلُ: نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ، وَفِیْ اُخْرٰى لَهُمَا: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدْلَ ((لَمْ اَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرْ)): ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

١٠١٧۔(٤) ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی نمازوں میں یعنی ظہر یا عصر کی نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی (ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام بتا دیا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں) تو آنحضرت ﷺ نے اس چار رکعت والی کو دو ہی رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا' پھر نماز کی جگہ سے کھڑے ہو کر کچھ دور مسجد کے صحن میں تشریف لے گئے اور اس لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو مسجد کے عرض میں رکھی ہوئی تھی اور اس پر سہارا لگا لیا اس حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ غصے میں ہیں اور آپ نے اپنے داہنے دستِ مبارک کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا یعنی پنجہ کو پنجہ میں ملا لیا اور داہنے رخسار مبارک بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لیا۔ یعنی اس حالت میں کھڑے ہو گئے نماز کے بعد جو جلدی جانے والے تھے وہ مسجد کے دروازے سے جلدی نکل گئے اور باہر جا کر کہنے لگے نماز کم کر دی گئی یعنی بجائے چار کے دو کر دی گئی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے دو ہی رکعت پڑھائی تھی اور اس وقت کے نمازیوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان دونوں بزرگوں کو آنحضرت ﷺ سے بات چیت کرنے میں خوف معلوم ہوا اور گفتگو کی ہمت نہیں پڑی۔ صحابہ کرام میں ایک لمبے ہاتھ والے صحابی تھے۔ ان کو لمبے ہاتھ ہونے کی وجہ سے ذوالیدین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے ہمت کر کے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ بھول گئے ہیں یا نماز ہی کم کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز ہی کم ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسا کہ ذوالیدین کہہ رہے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں حضرت ایسا ہی ہے جیسا کہ ذوالیدین نے کہا ہے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور بقیہ نماز چھوٹی ہوئی دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر اللہ اکبر کہا اور نماز کے سجدہ کی طرح سجدہ کیا بلکہ اس سے بھی کسی قدر لمبا کیا پھر اس سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر دوسرے سجدہ کے لیے اللہ اکبر کہا اور دوسرا

(١٠١٧) صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من ذکر الناس نحو قولهم (٦٠٥١)، مسلم کتاب المساجد باب السهو فی الصلاة والسجود له ٥٧٣ (١٢٨٨)

سجدہ کیا جیسے نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی کسی قدر دراز کیا پھر اس سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے ابن سیرین سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اس کے بعد سلام پھیرا؟ محمد بن سیرین نے جواب میں کہا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں آپ نے لفظ **لم انس ولم تقصر** کے بدلے میں لفظ **کل ذالك لم یكن** فرمایا یعنی اس میں سے کچھ نہیں ہوا۔ مطلب وہی ہے کہ میں نہ بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ اس پر ذوالیدین نے کہا یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کچھ تو ہوا ہے یا تو آپ بھولے ہیں یا نماز ہی کم ہو گئی ہے۔

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بھول کر بجائے چار رکعت کے صرف دو ہی رکعت پڑھ لی ہیں تو یاد دہانی کے بعد باقی دو رکعتوں کا پڑھنا ضروری ہے (۲) اور اگر سہو اور بھول کر نماز میں بات چیت کر لے تو نماز ہو جائے گی۔ (۳) اور ایسی حالت میں سہو کے دو سجدے بھی ضروری ہیں۔ واللہ اعلم۔

سجدۂ سہو کی کچھ اور صورتیں

۱۰۱۸۔ (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی بِهِمُ الظُّهْرَ، فَقَامَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتّٰی اِذَا قَضَی الصَّلَاةَ، وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ، كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۱۸۔ (۵) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پہلی دو رکعتوں میں کھڑے ہو گئے یعنی بغیر قعدہ کیے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب نماز ختم کر چکے اور سلام پھیرنے کا وقت آ گیا اور لوگ سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے۔ تو آپ کو یاد آیا کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا ہے تو بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

۱۰۱۹۔ (۶) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۱۰۱۹۔ (۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز میں بھول گئے تو دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا پھر سلام پھیرا۔ (ترمذی شریف)

۱۰۲۰۔ (۷) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِی

۱۰۲۰۔ (۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام پہلی دو رکعتوں میں کھڑا ہو گیا قعدہ نہیں کیا تو اگر پورا

۱۰۱۸۔ صحیح بخاری کتاب السهو باب ما جاء فی السهو اذا قام من ركعتی الفريضة (۱۲۲۴)، مسلم كتاب المساجد باب السهو فی الصلاة والسجود له ۵۷۰ (۱۲۷۰)

۱۰۱۹۔ شاذ، سنن ابی داوٗد (۱۰۳۹)، الترمذی كتاب الصلاة باب ما جاء فی التشهد فی سجدة السهو (۳۹۵)، "ثم تشهد" کے الفاظ نقل کرنے میں اشعث راوی کی کسی نے مطابقت نہیں کی۔

۱۰۲۰۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب من نهیس أن يتشهد وهو جالس (۱۰۳۶)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی من قام من اثنتين (۱۲۰۸) جابر الجعفی سخت ضعیف راوی ہے۔

الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَّسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، وَإِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ

کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ گیا کہ قعدہ نہیں کیا ہے تو بیٹھ جائے اور قعدہ کرے اور سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ بیٹھے اور باقی دو رکعتیں پڑھ لے پھر التحیات و درود پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھر دے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

۱۰۲۱۔ (۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكْعَاتٍ، ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ، وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ، فَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((أَصَدَقَ هٰذَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۱۔ (۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے بھول کر عصر کی تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا اور گھر میں تشریف لے گئے ایک صحابی خرباق نامی نے کھڑے ہو کر عرض کیا (ان کے ہاتھوں میں لمبائی تھی) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے آج ایسا کیا ہے یعنی تین رکعت نماز پڑھائی۔ آپ غصے کی حالت میں چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لا کر فرمایا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یہ سن کر آپ نے ایک باقی رکعت پڑھائی اور سلام پھیرا دو سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا۔ (مسلم شریف)

توضیح:......ذوالیدین اور ذوالشمالین دو صحابی الگ الگ ہیں۔ ذوالیدین کا نام خرباق ہے جو بنی سلیم قبیلے کے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرما جانے کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے زمانے میں وفات پائی جیسا کہ روض الانف اور مرعاۃ میں ہے۔ اور ذوالشمالین کا نام عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ خزاعی حلیف بنی زہرہ ہے یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے (فتح الباری) ابوہریرہ کی حدیث میں دو رکعت ہے اور یہاں تین رکعت ہے۔ بظاہر یہ دو واقعات ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۰۲۲۔ (۹) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً يَّشُكُّ فِي النُّقْصَانِ، فَلْيُصَلِّ حَتّٰى يَشُكَّ فِي الزِّيَادَةِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۰۲۲۔ (۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں اس کو شک و شبہ ہو گیا ہے کہ نماز کم پڑھی ہے تو وہ اور پڑھے یہاں تک زیادتی میں شک ہو رہے۔ (احمد)

❀❀❀❀

۱۰۲۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب السھو فی الصلاۃ والسجود لہ ۵۷۴ (۱۲۹۳)

۱۰۲۲۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد ۱/ ۱۹۵، اسماعیل بن مسلم البصری ضعیف راوی ہے۔

(۲۱) بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ
سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جن کے پڑھنے یا کسی کو پڑھتے ہوئے سننے سے سجدہ کرنا چاہیے' اسی کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں اس کے لیے بھی وہی ضروری ہے جو نماز کے لیے ہے یعنی بدن اور کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا' ستر ڈھکنا' قبلہ کی طرف منہ کرنا اور باوضوء ہونا۔ لیکن غیر نماز میں سجدہ تلاوت اگر کوئی بغیر وضو کے کر لے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ مگر وضو کے ساتھ کرنا بہتر ہے۔ سجدہ تلاوت کے ادا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ پڑھتے پڑھتے جس وقت سجدہ کی آیت پڑھ چکے یا کسی سے سن لے تو اسے سجدہ کرنا چاہیے۔ اگر نماز میں ہے تو آگے پڑھنا چھوڑ دے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کر لے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور جو کچھ نماز کا حصہ باقی ہے اسے پورا کر لے اور اگر نماز کے باہر ہے اور کھڑا ہوا ہے تو اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کر لے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو' اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہے تو سجدۂ تلاوت کے لیے اٹھنا ضروری نہیں ہے بلکہ بیٹھے ہی بیٹھے اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کر لے' اور اگر ایک ہی مجلس میں کوئی سجدہ کی آیت کئی بار پڑھے تو ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا' اور اگر کوئی سواری پر ہو تو سواری پر سجدہ تلاوت کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں پندرہ مقامات ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے وہ پندرہ مقامات یہ ہیں۔

(۱) سورۃ اعراف کے آخر میں
(۲) رعد کے لفظ "آصال" کے بعد
(۳) نحل میں "یومرون" کے بعد
(۴) سورۃ بنی اسرائیل میں "خشوعا" کے بعد
(۵) مریم میں "بکیا" کے بعد
(۶) حج میں اول سجدہ "یشاء" کے بعد
(۷) حج میں دوسرا "تفلحون" کے بعد
(۸) فرقان میں "نفوزا" کے بعد
(۹) نمل میں "العظیم" کے بعد
(۱۰) الم تنزیل میں "یستکبرون" کے بعد
(۱۱) ص میں "مآب" کے بعد
(۱۲) فصلت میں "لایسمون" کے بعد اور بعض کے نزدیک تعبدون کے بعد
(۱۳) والنجم کی آخری آیت کے بعد
(۱۴) اذا السماء انشقت میں "لایسجدون" کے بعد
(۱۵) علق میں آخری آیت کے بعد

اب ان کی دلیلیں نیچے حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نبی ﷺ اور دیگر کا سورۃ النجم میں سجدہ

۱۰۲۳۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَجَدَ

۱۰۲۳۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۱۰۲۳۔ صحیح بخاری کتاب سجود القرآن باب سجود المسلمین مع المشرکین ۱۰۷۱

النَّبِیُّ ﷺ (بِالنَّجْمِ)، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ، وَالْمُشْرِكُوْنَ، وَالْجِنُّ، وَالْاِنْسُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

نے سورۂ نجم میں سجدۂ تلاوت کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے' مشرکوں نے' اور جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔ (بخاری)

توضیح: ......سورۂ نجم میں سجدہ تلاوت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مکہ میں مجمع کے سامنے اس سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی اور سجدہ تلاوت کیا۔ تو آپ کی تابعداری میں اس مجمع میں جتنے لوگ شریک تھے۔ سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ یعنی تمام انسانوں نے اور جنوں نے بھی اور کافر مشرکوں نے بھی اور مسلمانوں نے بھی سجدہ تلاوت کیا۔ بعض لوگوں نے یہ وجہ بتائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت ﴿افرایتم الات والعزیٰ .....الخ﴾ کی تلاوت فرمائی تو شیطان نے اپنی آواز آنحضرت ﷺ کی آواز کے مشابہ بنا کر اس جملہ کو پڑھ دیا۔ شعر......

تلک الغرا ینق العلی
و ان شفا عتھن الترتجی

یعنی یہ بت بلند مرغابیاں ہیں یقیناً ان کی شفاعت کی امید کی جا سکتی ہے۔ تو مشرکین نے یہ سن کر خیال کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمارے بتوں یعنی لات' عزیٰ' منات کو مان لیا ہے تو اس خوشی میں آپ ﷺ کے ساتھ انہوں نے بھی سجدہ کرنے میں ساتھ دیا۔ واللہ اعلم۔

سورۃ الانشقاق میں سجدہ

١٠٢٤۔ (٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٢٤۔ (٢) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سورۃ ''اذا السماء انشقت'' اور سورۃ ''اقرا باسم ربک'' میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (مسلم)

سجدہ تلاوت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوق

١٠٢٥۔ (٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ (السَّجْدَةَ) وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ، وَنَسْجُدُ مَعَهٗ، فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٢٥۔ (٣) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کی آیت تلاوت فرماتے اور ہم صحابہ آپ کے ساتھ ہوتے تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے اور اتنا ازدہام ہو جاتا کہ ہم میں سے کوئی سجدہ کی جگہ نہ پاتا۔ (بخاری و مسلم)

سجدہ تلاوت کے استحباب کا بیان

١٠٢٦۔ (٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (وَالنَّجْمِ)، فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٢٦۔ (٤) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں نے سورۂ نجم کی تلاوت کی تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

١٠٢٤۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوۃ ٥٧٨ (١٣٠١)

١٠٢٥۔ صحیح بخاری کتاب سجود القرآن باب اذ دحام الناس اذا قراء الامام السجدۃ (١٠٧٦)' مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوۃ ٥٧٥ (١٢٩٦)

١٠٢٦۔ صحیح بخاری کتاب سجود القرآن باب من قرا السجدۃ ولم یسجد ١٠٧٢' مسلم کتاب المساجد باب سجودہ تلاوۃ ٥٧٧ (١٢٩٨)

١٠٢٧ - (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَجْدَةُ (صٓ) لَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْجُدُ فِيْهَا

١٠٢٧۔ (٥) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، سورہ ص کا سجدہ ضروری اور تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورۃ میں سجدہ تلاوت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

توضیح:...... سورہ ص میں سجدہ تلاوت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی جس کے شکریہ میں انہوں نے سجدہ کیا تھا تو ان کی پیروی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا۔ تو ہم کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سجدہ کرنا چاہیے گو یہ سجدہ ضروری نہیں ہے۔

١٠٢٨ - (٦) وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ مُجَاهِدٌ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَأَسْجُدُ فِيْ (صٓ)؟ فَقَرَأَ: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ حَتّٰى اَتٰى ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾، فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم مِمَّ: أُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٠٢٨۔ (٦) اور مجاہد راوی نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ کیا میں سورہ ص میں سجدہ کروں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ومن ذریته داؤد وسلمین پھر اس آیت فبهدا هم اقتداه. تک پہنچنے تو تلاوت کے بعد فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کی پیروی کریں۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

سجدہ تلاوت کا مزید بیان

١٠٢٩ - (٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقْرَأَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِيْ سُوْرَةِ (الْحَجِّ) سَجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

١٠٢٩۔ (٧) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو قرآن مجید میں پندرہ سجدے والی آیتوں کو پڑھایا۔ جس میں سے تین مفصل سورتوں میں ہیں اور دو سورہ حج میں۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... مفصل سورتوں میں تین سجدے ہیں ایک سورہ نجم میں اور ایک "اذا السماء انشقت" میں اور ایک "اقراء" میں اور سورہ حج میں بھی دو سجدے ہیں۔ ایک لفظ یشاء کے بعد دوسرا تفلحون کے بعد۔ باقی دس سجدوں کا بیان اوپر آ چکا ہے۔

سورۃ الحج کی فضیلت

١٠٣٠ - (٨) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فُضِّلَتْ سُوْرَةُ (الْحَجِّ) بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَمَنْ لَّمْ

١٠٣٠۔ (٨) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سورہ حج کو فضیلت اس لیے دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اور

١٠٢٧۔ صحیح بخاری کتاب سجود القرآن ١٠٦٩۔

١٠٢٨۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب واذکر عبدنا داؤد (٣٤٢١)

١٠٢٩۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب سجود القرآن باب تفریح ابواب السجود وکم سجدة فی القرآن ١٤٠١، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب عدد سجود القرآن (١٠٥٧)، حارث بن سعید مجہول راوی ہے۔

١٠٣٠۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب سجود القرآن باب تفریح ابواب السجود ١٤٠٢، الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی السجدة فی الحج (٥٧٨)

يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ۔ وَفِيْ ((الْمَصَابِيْحِ)): ((فَلَا يَقْرَأْهَا))، كَمَا فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))۔

فرمایا جوشخص ان دونوں سجدوں کو نہ کرے تو ان آیتوں کی تلاوت بھی نہ کرے۔ (ابوداوٗد، ترمذی) ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور مصابیح کے ایک نسخے میں بجائے ھما کے ھا ہے جیسا کہ شرح سنہ میں ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ حج میں دو سجدے ہیں اور ان کی اتنی اہمیت بیان فرمائی کہ جو سجدہ نہ کرے وہ ان دونوں آیتوں کی تلاوت بھی نہ کرے۔ یہ لفظ ڈانٹ کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ سجدے کی آیتوں کی تلاوت بھی کرنا چاہیے اور سجدہ بھی کر لینا چاہیے۔

نماز ظہر میں سجدہ تلاوت

١٠٣١۔ (٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَجَدَ فِيْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ، فَرَأَوْا أَنَّهُ قَرَأَ (تَنْزِيْلَ، السَّجْدَةِ) رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

١٠٣١۔ (٩) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہو گئے اور پھر رکوع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الم تنزیل سجدہ پڑھی ہے۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سری نمازوں میں سجدے والی سورت اور آیت پڑھے تو سجدۂ تلاوت کر لینا چاہئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد آگے بڑھنا ضروری نہیں ہے۔ کھڑا ہو کر رکوع کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔

سجدہ کے لیے تکبیر کی جائے

١٠٣٢۔ (١٠) وَعَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ، فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ، كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

١٠٣٢۔ (١٠) انہی (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صحابہ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ جب سجدہ والی آیت تلاوت فرماتے تو اللہ اکبر کہہ کے سجدہ تلاوت کرتے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ تلاوت کرتے۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت کرنے والا اور سننے والے دونوں سجدۂ تلاوت کریں اور سجدہ تلاوت کرتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

سواری پہ سجدہ کا بیان

١٠٣٣۔ (١١) وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً، فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ،

١٠٣٣۔ (١١) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سجدہ کی کوئی آیت تلاوت فرمائی

١٠٣١۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب قدر القرائۃ فی صلاۃ الظہر والعصر (٨٠٧)، سلیمان التیمی نے ابو مجلز سے نہیں سنا جبکہ امیہ سے سنا ہے اور امیہ راوی مجہول ہے۔

١٠٣٢۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب سجود القرآن باب فی الرجل یسمع السجدۃ (١٤١٣)، تنبیہ: عبداللہ العمری اگر نافع سے روایت کرے تو حسن الحدیث ہے ورنہ ضعیف ہے۔

١٠٣٣۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب سجود القرآن باب فی الرجل یسمع السجدۃ وھو راکب (١٤١١)، مصعب بن ثابت ضعیف راوی ہے۔

مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ عَلَى الْاَرْضِ؛ حَتّٰى اَنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلٰى يَدِهٖ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

تو آپ کے سجدے کے ساتھ ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ جو سواریوں پر سوار تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا اور بعض نے زمین پر سجدہ کیا اور یہاں تک سواروں نے اپنے ہاتھ پر سجدہ کیا۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... سواروں کے ہاتھ پر سجدہ کرنے کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ وہ زمین پر نہیں اترے اور زین پر ہاتھ رکھ کر سجدہ کر لیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر بھی سجدہ تلاوت جائز ہے۔ زمین پر اترنا ضروری نہیں ہے۔

١٠٣٤ـ (١٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَسْجُدْ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

١٠٣٤ـ (١٢) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تب سے مفصل سورتوں میں سے کسی سورت میں سجدہ نہیں کیا۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مفصل میں سجدہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے اور ممکن ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مفصل سورتوں میں سجدہ کرنے کا نہ اتفاق ہوا ہو۔ مفصل ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کو کہتے ہیں جو سورہ حجرات سے آخر تک ہے۔

سجدۂ تلاوت میں کون سی دعا پڑھی جائے

١٠٣٥ـ (١٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: ((سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ. وَالتِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. سجد وجهي للذى خلقه و شق سمعه وبصره بحوله و قوته.

١٠٣٥ـ (١٣) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ یعنی میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے کان کو بنایا اور آنکھیں پیدا کیں اپنی قوت اور طاقت سے۔ (ابوداوٗد' نسائی) ترمذی نے اس حدیث کو صحیح حسن بتایا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث میں رات کی قید اتفاق ہے مطلب یہ ہے کہ سجدہ تلاوت میں اس دعا کا پڑھنا مسنون ہے خواہ سجدہ تلاوت رات کو کرے یا دن کو۔ اس کے علاوہ اور بھی دعائیں ہیں جن کو ہم نے اسلامی وظائف میں بیان کیا ہے۔

١٠٣٦ـ (١٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! رَاَيْتُنِیَ اللَّيْلَةَ وَاَنَا نَائِمٌ كَاَنِّیْ اُصَلِّیْ،

١٠٣٦ـ (١٤) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں تو

١٠٣٤ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد کتاب سجود القرآن باب من لم یر السجود فی المفصل (١٤٠٣)، ابوقدامہ حارث بن عبید ضعیف راوی ہے۔

١٠٣٥ـ صحیح سنن ابوداوٗد کتاب سجود القرآن باب ما یقول اذا سجد (١٤١٤)، الترمذی کتاب الجمعه باب ما یقول فی سجود القرآن (٥٨٠)، النسائی کتاب التطبیق باب نوع آخر من الدعاء فی السجود (١١٣٠)

١٠٣٦ـ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما یقول فی سجود القرآن (٥٧٩، ٣٤٢٤)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب سجود القرآن (١٠٥٣)

خَلْفَ شَجَرَةٍ، فَسَجَدْتُّ، فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِيْ، فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ، فَسَمِعْتُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ: وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ. وَقَالَ: التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

جب میں نے سجدہ کیا (یعنی سجدہ تلاوت کیا) تو اس درخت نے بھی میرے ساتھ سجدہ کیا۔ تو میں نے اس درخت کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ ''یعنی اے اللہ میرے لیے اس سجدہ کے سبب اپنے پاس اجر لکھ دے اور اس کے سبب میرے بوجھ کو یعنی گناہ کو ختم کر دے' اور اس سجدہ کو اپنے پاس ذخیرہ کر کے رکھ اور میری طرف سے یہ نذرانہ قبول فرما جیسا کہ تو نے اپنے بندے داوٗد سے قبول کیا تھا۔'' حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کی آیت تلاوت فرمائی تو آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا تو آپ ﷺ نے اس سجدہ تلاوت میں یہی دعا پڑھی جو اس آدمی نے درخت کی دعا بتائی تھی۔ (ترمذی ابن ماجہ) ترمذی نے اس حدیث کو غریب بتایا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

١٠٣٧ـ (١٥) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (وَالنَّجْمِ) فَسَجَدَ فِيْهَا، وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ، غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا مِنْ قُرَيْشٍ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى. اَوْ تُرَابٍ. فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ، وَقَالَ: يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَعْدَ قُتِلَ كَافِرًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَزَادَ الْبُخَارِيُّ، فِيْ رِوَايَةٍ: وَهُوَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ.

١٠٣٧ـ (١٥) حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی اور اس میں سجدہ کیا تو آپ ﷺ کے سجدے کے ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ سوائے ایک قریشی بڈھے کے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ کنکریوں کی مٹھی بھر لی اور ان کو پیشانی تک اٹھا لیا اور یہ کہا کہ مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے اس شخص کو دیکھا کہ (جنگ بدر میں) کفر ہی کی حالت میں مارا گیا۔ بخاری کی ایک روایت ہے کہ وہ بڈھا امیہ بن خلف ہے۔ جس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

سورۂ صٓ میں سجدہ تلاوت کا بیان

١٠٣٨ـ (١٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِيْ (صٓ)، وَقَالَ: ((سَجَدَهَا دَاوٗدَ تَوْبَةً، وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا)). رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ.

١٠٣٨ـ (١٦) حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ صٓ میں سجدہ کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت داوٗد علیہ السلام نے سورۂ جن کا سجدہ توبہ کی قبولیت کی وجہ سے کیا تھا اور ہم شکر گزاری کے طور پر کرتے ہیں۔ (نسائی)

❀❀❀❀

١٠٣٧ـ صحيح بخاري كتاب سجود القرآن باب سجدة النجم (١٠٧٠)، مسلم كتاب المساجد باب سجود التلاوة (٥٧٠٦)
١٠٣٨ـ اسناده صحيح، سنن النسائي كتاب الافتتاح باب سجود القرآن فى ص (٩٥٨)

(۲۲) بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْيِ

ان وقتوں کا بیان جن میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے

ان تین وقتوں میں قصداً بلا ضرورت نماز پڑھنا حرام ہے (۱) طلوع آفتاب کے وقت (۲) غروب آفتاب کے وقت (۳) ٹھیک دوپہر کے وقت۔ اور بلا ضرورت عصر اور فجر کی نماز کے بعد بھی جائز نہیں ہے البتہ اگر ضرورت یا کوئی سبب پیدا ہو جائے تو جائز ہے۔ ان سب کی دلیلیں نیچے آ رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز کے ممنوعہ اوقات کا بیان

۱۰۳۹ ـ (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: ((اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوْا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ۔ فَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوْا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا، فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۳۹۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے عین آفتاب نکلنے کے وقت اور ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔ اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ جب آفتاب کا کنارہ نکل آئے تو نماز پڑھنا چھوڑ دو یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے اور جب آفتاب کا کنارہ غائب ہو جائے تو نماز چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ وہ اچھی طرح سے غروب ہو جائے۔ اور تم طلوع آفتاب کے وقت میں اور غروب آفتاب کے وقت میں نماز پڑھنے کا قصداً ارادہ نہ کرو کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں نکلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......سورج کے شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلنے اور غروب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ شیطان آفتاب نکلتے وقت اور غروب ہوتے وقت اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا سر اس کے مقابلے میں کر دیتا ہے۔ آفتاب پرست جو آفتاب کو پوجتے ہیں تو شیطان سمجھتا ہے کہ میری پوجا ہو رہی ہے جس سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اس لیے آفتاب پرستوں کی مشابہت سے بچنے کے لیے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

۱۰۴۰ ـ (۲) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا اَنْ

۱۰۴۰۔ (۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے اور مردوں

۱۰۳۹ـ صحيح بخارى كتاب مواقيت الصلاة باب الصلاة بعد الفجر (۵۸۳، ۳۲۷۲)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب الاوقات النبى نهى عن الصلاة ۸۲۹ [۱۹۲۶]

۱۰۴۰ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب الاوقات النبى نهى عن الصلاة ۸۳۱ [۱۹۲۹]

نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حِينَ تَغْرُبُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کو قبر میں رکھنے سے بھی منع کرتے تھے (۱) آفتاب نکلتے وقت یہاں تک کہ آفتاب خوب اچھی طرح سے نکل کر بلند ہو جائے (۲) ٹھیک دوپہر کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے (۳) اور غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ اچھی طرح سے غروب ہو جائے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۰۴۱۔ (۳) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۱۔ (۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ جب تک کہ آفتاب اچھی طرح سے نکل کر بلند نہ ہو جائے۔ اسی طرح سے عصر کے بعد کوئی نماز درست نہیں ہے یہاں تک کہ اچھی طرح سے آفتاب غروب نہ ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... ان دونوں وقتوں میں نفلی نماز بغیر کسی سبب کے پڑھنا درست نہیں ہے۔ لیکن فوت شدہ فرض نمازوں کی ادائیگی درست ہے اسی طرح سے فوت شدہ سنتوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔ تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء اور طواف کی دو رکعت سنتوں کا پڑھنا جائز ہے۔ اس کی دلیل نیچے آ رہی ہے۔

۱۰۴۲۔ (٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ. ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ. فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ؛ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ؛ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا

۱۰۴۲۔ (۴) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں بھی حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے نماز کے اوقات بتلا دیجئے کہ کس وقت نماز پڑھوں اور کس وقت نہ پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبح کی نماز پڑھو پھر جب سورج نکلنے لگے تو نماز پڑھنے سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج نکل کر اونچا ہو جائے۔ کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ پھر آفتاب نکلنے کے بعد نماز پڑھو کیونکہ نماز کے وقت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور قیامت کے دن نمازی کی شہادت دیں گے۔ یعنی طلوع آفتاب کے بعد سے دوپہر تک نماز پڑھنے کا وقت ہے۔ فرض اور نفل نمازوں کا پڑھنا درست ہے۔ یہاں تک کہ آفتاب کا سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ یعنی ٹھیک دوپہر کا وقت ہو جائے تو اس وقت نماز پڑھنے سے رک جاؤ اور نماز مت پڑھو کیونکہ ٹھیک دوپہر کے وقت

۱۰۴۱۔ صحیح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب لا تيجرى الصلاة قبل غروب الشمس ٥٨٦، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب الاوقات النبى نهى عن الصلاة ٨٢٧، [١٩٢٣]

۱۰۴۲۔ صحيح كتاب مسلم صلاة المسافرين باب إسلام عمرو بن عبسة ٨٣٢ [١٩٣٠]

الْكُفَّارُ))۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ۔ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وُضُوْءَهُ، فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جہنم جھونکی جاتی ہے۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ خدا کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں۔تو زوال آفتاب کے بعد سے عصر تک نماز پڑھنا درست ہے۔ جب عصر کی نماز پڑھ چکوتو غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے رک جاؤ کیونکہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور کفار اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وضو کی بابت بھی آپ فرمایئے یعنی وضو کی کیا فضیلت ہے اور کتنا ثواب ملتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جوشخص تم میں سے وضو کا پانی لے کر اپنے پاس رکھتا ہے اور اسی سے پانی لے کر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈال کر ناک کو جھاڑتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ پورا چہرہ دھوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے چہرے کے دھونے کا حکم دیا ہے تو چہرے کے سارے گناہ داڑھی کے پانی کے ساتھ نیچے جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیتا ہے تو ان دونوں ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھو لیتا ہے تو پیروں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی، وہ اہل ہے اور پوری توجہ اور دل لگا کر نماز پڑھتا ہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ جس طرح اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ یعنی گناہوں سے بالکل معصوم ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے بیان کیا ہے۔

١٠٤٣۔ (٥) وَعَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ الْأَزْهَرِ رضی اللہ عنہم أَرْسَلُوْهُ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالُوْا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ۔ فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا۔ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ، فَرَدُّوْنِيْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا۔ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُمَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا، ثُمَّ دَخَلَ، فَأَرْسَلْتُ

١٠٤٣۔ (٥) حضرت کریب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم نے کریب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ جا کر ان کو ہم لوگوں کا سلام کہو اور عصر کے بعد دو رکعت سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں دریافت کرو۔ ان کا بیان ہے کہ ان بزرگوں کے کہنے کے مطابق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور جس کام کے لیے مجھے بھیجا تھا وہ پیغام میں نے انہیں پہنچا دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرو۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے واپس آ کر ان تینوں کے پاس پہنچا اور ان کا پیغام پہنچایا تو ان لوگوں نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

١٠٤٣۔ صحيح بخاري كتاب السهو باب اذا كلم وهو يصلي فاشار بيده (١٢٣٣)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليها ٨٣٤ (١٩٣٣)

اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ، فَقُلْتُ: قُوْلِی لَهٗ: تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ، وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا؟ قَالَ: ((يَا ابْنَةَ اَبِی أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَاِنَّهٗ اَتَانِیْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُوْنِیْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ عصر کے بعد دو رکعت سنتوں کا پڑھنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عصر کے بعد ان سنتوں کے پڑھنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو عصر کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھا آپ گھر میں تشریف لائے میں نے خادمہ کو بھیجا اور کہا کہ تم آنحضرت ﷺ سے جا کر یہ پوچھو کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد ان دو رکعت سنتوں کے پڑھنے سے آپ کو منع فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ عصر کے بعد یہ دو رکعت سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوامیہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد ان دو رکعت سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں جو دریافت کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے پاس حاضر ہوئے اور میں ان کی باتوں میں لگا رہا تو ظہر کے بعد دو رکعت سنتیں جو پڑھی جاتی ہیں مجھے پڑھنے کا موقع نہیں ملا اور وہ رہ گئیں تھیں تو میں نے ان سنتوں کو عصر کے بعد ادا کیا ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ سنتوں کا عصر کے بعد ادا کرنا درست ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کا عصر کے بعد ہمیشہ ادا کرنا آپ کی خصوصیات سے ہے۔ ہر ایک کے لیے ہمیشہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

صبح کی سنتیں رہ جائیں تو کیا کریں

۱۰۴۴۔ (٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ رضی اللہ عنہ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّیْ، بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ))۔ فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ۔ وَقَالَ: اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ؛ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو۔ وَفِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) وَنُسَخِ ((الْمَصَابِيْحِ))

۱۰۴۴۔ (٦) محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ صبح کی نماز تو صرف دو ہی رکعت ہے (اب یہ بعد میں دو رکعت کیا پڑھا؟) تو اس شخص نے عرض کیا کہ صبح کی فرضوں سے پہلے جو دو رکعتیں سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ میری رہ گئی تھیں اسے نہ پڑھ سکا تھا۔ اب فرضوں کے بعد ان دو رکعت سنتوں کو میں نے پڑھا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور منع نہیں فرمایا، (ابوداؤد۔ ترمذی) لیکن اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم کا سماع قیس بن عمرو سے نہیں ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں قیس بن فہد ہے لیکن اور روایتوں سے اس کی تقویت ہوتی ہے۔ مرعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اس حدیث کے بہت سے متصل طرق ہیں جن کو

۱۰۴۴۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب فاتته متی یقضها (۱۲٦۷)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فیمن تفوته الرکعتان قبل الفجر (۴۲۲)

عَنْ قَيْسِ ابْنِ فَهْدٍ نَحْوَهٗ۔

ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے صحیح بتایا ہے۔ اس کی پوری تفصیل اعلام اہل العصر میں دیکھئے۔

بیت اللہ میں کسی بھی وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے

١٠٤٥۔ (٧) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ، وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ اَوْ نَهَارٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ

١٠٤٥۔ (٧) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبدمناف کے بیٹو! تم کسی کو اس گھر (بیت اللہ شریف) کا طواف کرنے سے نہ روکو۔ اور رات دن میں نماز پڑھنے سے کسی وقت میں ہو نہ روکو یعنی بیت اللہ شریف کا ہر وقت طواف کرنا درست ہے کسی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے اور ہر وقت نماز پڑھنا درست ہے۔ خواہ عصر کے بعد ہو یا فجر کے بعد ہو خواہ دوپہر کا وقت ہو، خواہ طلوع آفتاب کا وقت ہو یا غروب کا وقت ہو۔ (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

آفتاب ڈھلنے سے پہلے نماز نہ پڑھنے کا بیان

١٠٤٦۔ (٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

١٠٤٦۔ (٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے مگر جمعہ کے دن دوپہر کے وقت بھی نماز پڑھنا درست ہے، شافعی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

١٠٤٧۔ (٩) وَعَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ، عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: ((اِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَقَالَ: اَبُو الْخَلِيْلِ لَمْ يَلْقَ اَبَا قَتَادَةَ۔

١٠٤٧۔ (٩) ابوالخلیل ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کو برا جانتے تھے یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے لیکن جمعہ کے روز، اور فرمایا کہ دوزخ روزانہ جھونکی جاتی ہے یعنی ہر روز دوپہر کے وقت جھونکی جاتی ہے لیکن جمعہ کے دن نہیں جھونکی جاتی۔ ابوداوٗد نے کہا کہ ابوالخلیل کی ملاقات ابوقتادہ سے نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث متصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

عین سورج کے طلوع کے پاس نماز کی ممانعت کا بیان

١٠٤٨۔ (١٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ رضی اللہ عنہ

١٠٤٨۔ (١٠) حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٠٤٥۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب المناسك باب الطواف بعد العصر (١٨٩٤)، الترمذی كتاب الحج باب ما جاء فی الصلاة بعد العصر وبعد الصبح لمن يطوف (٨٦٨)، النسائی كتاب المواقيت باب اباحة الصلاة فی الساعات كلها (٥٨٦)، ابن ماجه (١٢٥٤)

١٠٤٦۔ اسناده ضعيف جداً، كتاب الأم للشافعی ١/ ١٩٧، مسند الشافعی ص ٦٣ ح ٢٦٩، اسحاق بن عبداللہ اور ابراہیم الأسلمی متروک متہم ہیں۔

١٠٤٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب الصلاة يوم الجمعة قبل الزوال (١٠٨٣)، لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہیں۔

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا، فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا))۔ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَاَحْمَدُ، وَالنَّسَائِيُّ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آفتاب نکلتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ بھی ہوتا ہے جب وہ اونچا ہو جاتا ہے تو شیطان اپنے سینگ کو جدا کر لیتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت بھی شیطان اپنے سینگ کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ جب آفتاب ڈھل جاتا ہے تو اس سینگ کو علیحدہ کر لیتا ہے اور غروب ہونے کے وقت بھی شیطان اپنے سینگ کو اس کے ساتھ ملا لیتا ہے اور غروب ہو جانے کے بعد جدا کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مالک، احمد، نسائی)

عصر کے بعد نماز کی کراہت کا بیان

۱۰۴۹ـ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ ﷜ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُخَمَّصِ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: ((اِنَّ هٰذِهٖ صَلَاةٌ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ))۔ وَالشَّاهِدُ: النَّجْمُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۹ـ (۱۱) ابوبصرہ غفاری ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مخمص مقام میں ہم کو عصر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ عصر کی نماز پہلی امتوں پر بھی پیش کی گئی تھی (یعنی ان پر بھی فرض کر دی گئی تھی)، لیکن انہوں نے اس کو ضائع کر دیا، حفاظت نہیں کی، تو جو شخص اس (عصر کی) نماز پر محافظت کرے گا اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ (ایک پڑھنے کی وجہ سے اور دوسرے محافظت کی وجہ سے) اور عصر کے بعد کوئی نفلی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ شاہد نکل آئے (اور شاہد سے مراد ستارہ ہے یعنی آفتاب غروب ہو جائے۔) (مسلم)

۱۰۵۰ـ (۱۲) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ ﷜ قَالَ: اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً، لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا، وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا۔ يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۰ـ (۱۲) حضرت معاویہ ﷜ فرماتے ہیں کہ تم نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ چکے ہیں لیکن عصر کے بعد آپ کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

توضیح:...... پہلی حدیث میں آیا ہے کہ آپ عصر کے بعد ہمیشہ دو رکعت گھر میں پڑھتے رہے۔ حضرت معاویہ ﷜ نے آپ کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ آپ باہر نہیں پڑھتے تھے اور یہ آپ کے لیے مخصوص ہے عام لوگوں کے لیے عصر کے بعد بلاضرورت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں

۱۰۵۱ـ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷜، قَالَ: وَقَدْ

۱۰۵۱ـ (۱۳) حضرت ابوذر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کعبہ کے

۱۰۴۸ـ صحیح موطا امام مالک کتاب القرآن باب النهی عن الصلاة بعد الصبح وبعد العصر (۱/ ۲۱۹ ح ۵۱۳)، النسائی کتاب المواقیت باب الساعات التی نهی عن الصلاة فیها (۵۶۰)

۱۰۴۹ـ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فیها ۸۳۰ [ ]

۱۰۵۰ـ صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاة باب لا یتحری الصلاة قبل غروب الشمس (۵۸۷)

۱۰۵۱ـ اسناده ضعیف، مسند أحمد ۵/ ۱۶۵، ۱۶۶، عبداللہ بن موصل ضعیف ہے جبکہ مجاہد عن ابی ذر منقطع ہے۔

صَعِدَ عَلٰی دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ۔ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ، وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِیْ فَاَنَا جُنْدُبٌ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ۔ اِلَّا بِمَكَّةَ، اِلَّا بِمَكَّةَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَزِيْنٌ۔

زینے پر چڑھ کر یہ فرمایا کہ جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا تو وہ اب پہچان لے میں جندب ہوں (میری کنیت ابوذر ہے۔) رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا ہے کہ صبح کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور نہ عصر کے بعد کوئی نماز ہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں (احمد رزین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں ہر وقت نماز پڑھ سکتے ہیں یہاں تک کہ ان تین وقتوں میں بھی۔

❀❀❀❀

(۳۳) بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت اور اس کی فضیلت کا بیان

اکٹھے اور مل کر نماز پڑھنے کو جماعت کہتے ہیں۔ یہ واجب ہے' اس کا چھوڑنے والا مجرم و گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وارکعوا مع الراکعین نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر (یعنی جماعت سے) نماز پڑھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھنے آتے تو میں نے ان کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہے (بخاری)

اور فرمایا کہ جس جگہ تین آدمی بھی ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے فعليك بالجماعة (احمد) ''تو جماعت کو لازم پکڑو۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ خدا کے دیدار' ملاقات کے مشتاق ہو تو ان پانچوں نمازوں کا ہمیشہ اسی جگہ خیال رکھو جہاں اذان ہوتی ہے۔ یعنی ہمیشہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں اور نماز باجماعت بھی انہی ہدایت کے طریقوں میں سے ایک ہے اگر تم ان نمازوں کو تنہا گھروں میں پڑھو گے جیسا کہ تارکین جماعت کرتے ہیں تو تم اپنے نبی کے جاری کیے ہوئے طریقوں کو چھوڑ دو گے؟ اور اگر تم اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جب اچھا وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آؤ گے تو ہر ہر قدم پر نیکی ملے گی اور گناہ معاف ہوگا۔ اور معذورین کے سوا جماعت چھوڑنے والا منافق ہے۔ (مسلم)

ان سب کا مدلل بیان نیچے کی حدیثوں میں پڑھیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

باجماعت نماز کی فضیلت

۱۰۵۲۔ (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۰۵۲۔ (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت والی نماز تنہا نماز پڑھنے میں ستائیس درجہ ثواب میں زیادہ ہے۔ (بخاری مسلم)

بعض روایتوں میں پچیس درجہ آیا ہے تو اس کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلے پچیس کی وحی آئی ہوگی پھر ستائیس کی یا یوں ہے کہ زیادہ بڑی جماعت ہوگی تو ستائیس درجہ کا ثواب ملے گا اور اگر چھوٹی جماعت ہے تو پچیس درجہ کا۔

۱۰۵۳۔ (۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۰۵۳۔ (۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۰۵۲۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ (٦٤٥)' مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاۃ الجماعۃ ٦٥٠ [١٤٧٧]

۱۰۵۳۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلاۃ الجماعۃ (٦٤٤)' مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاۃ الجماعۃ ٦٥١ [١٤٨١]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَتُبَ، ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَیُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ؛ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عِرْقًا سَمِیْنًا، اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ

فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے پختہ ارادہ کر رکھا ہے کہ میں لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں۔ جب وہ سب جمع ہو جائیں تو میں نماز پڑھنے کا حکم دوں اور نماز کی اذان دی جائے پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اور میں ان لوگوں کے گھروں میں جا کے دیکھوں جو جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے نہیں آئے ہیں تو میں ان بے نمازیوں کے گھروں کو جلا دوں۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ مسجد میں آنے سے چکنی اور فربہ ہڈی یا بکری کی دو اچھی کھری (بکری کے پائے) پالیں گے تو عشاء کی نماز میں وہ حاضر ہو جائیں گے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی دنیاوی کوئی کھانے پینے کی چیز مسجد میں مل جائے تو یہ چیز لینے کے لیے آ جائیں گے۔ لیکن نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دینے کا ارادہ کر رکھا ہے کہ جلا دوں۔ لیکن چونکہ گھروں میں بچے بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں ان پر جماعت سے نماز فرض نہیں ہے اس لیے ان کی رعایت کر کے اس ارادہ کو ترک کر رہا ہوں۔

باجماعت نماز کا اہتمام کس قدر ضروری

۱۰۵۴۔ (۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِهٖ، فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ، فَقَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلَاةِ؟)) قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَاَجِبْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۴۔ (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی (عبداللہ بن ام مکتوم) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے مسجد میں لانے کے لیے کوئی ہاتھ پکڑ کر کھینچنے والا نہیں مل رہا ہے جو مجھے مسجد تک پہنچا دے تو کیا میرے لیے یہ رخصت ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھوں اور مسجد میں نہ آؤں، تو آپ نے ان کی مجبوری کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ جب وہ جانے لگے تو ان کو آپ نے دوبارہ بلوایا اور دریافت کیا کہ کیا تم نماز کی اذان سن لیتے ہو؟ تو انھوں نے کہا ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آؤ۔ (مسلم)

توضیح:...... بخاری میں آیا ہے کہ حضرت عتبان بن مالک نے بھی یہی عذر پیش کیا تھا تو آپ نے انھیں اجازت دے دی تھی۔ تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں نابینا آدمی کے لیے بھی ترک جماعت کی اجازت نہیں تھی پھر بعد میں آپ نے اجازت دے دی تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں رہا۔

بارش اور موسم کی خرابی میں نماز کا بیان

۱۰۵۵۔ (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ اَذَّنَ

۱۰۵۵۔ (۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سرد اور

۱۰۵٤۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب یجب اتیان المسجد علی من السمع النداء (٦٥٣)، [١٤٨٦]

۱۰۵۵۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذان للمسافرین (٦٣٢)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الصلاة فی الرحال فی المطر (٦٩٧)، [١٦٠٠]

بِالصَّلَاةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ مَطَرٍ يَقُوْلُ: ((أَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آندھی والی رات میں اذان دی۔ پھر اذان کے درمیان بجائے حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح کے الاصلوا فی الرحال کہا (یعنی تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔) یہ کہہ کر، کہا کہ رسول اللہ ﷺ موذن کو حکم دیتے تھے کہ جب سخت سردی اور بارش والی رات ہو تو الا صلوا فی الرحال کہا کرو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......یعنی جب سخت سردی ہو اور بارش ہوتی ہو۔ راستے میں آنے جانے کی تکلیف ہو تو موذن کو چاہیے کہ "حی علی الصلوٰۃ" یعنی "نماز کی طرف آؤ" نہ کہے بلکہ تم گھروں میں نماز پڑھ لو کہے۔ معلوم ہوا کہ اگر مجبوری کی وجہ سے یعنی اگر کوئی بیمار ہے، نابینا ہے، یا سخت بارش اور سردی ہے یا کسی دشمن کا خطرہ ہے تو ایسی حالت میں اگر گھر میں نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔

بوقت نماز شام کا کھانا حاضر ہو تو ......

١٠٥٦ ـ (٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَأُوْا بِالْعَشَاءِ، وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ، تُقَامُ الصَّلَاةُ، فَلَا يَأْتِيْهَا حِيْنَ يَفْرُغَ مِنْهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٥٦۔ (٥) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھا جائے اور ادھر نماز کی اقامت کہی گئی تو پہلے وہ کھانا اطمینان سے کھا لے اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ فارغ ہو جائے، اسی لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور ادھر نماز کھڑی ہو جاتی تو وہ نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے یہاں تک کہ کھانا کھا کر فارغ ہو جاتے، حالانکہ وہ امام کے پڑھنے کی آواز کو سنتے رہتے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زیادہ بھوک لگی ہو اور کھانا بھی تیار ہو ادھر جماعت بھی تیار ہو تو کھانا کھا کر نماز پڑھے، کیونکہ بھوک کی حالت میں نماز اطمینان سے نہیں ادا ہو گی۔ اسی طرح سے اگر ایسے وقت میں پیشاب، پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت پالے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٠٥٧ ـ (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)) (٢) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٥٧۔ (٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کھانا سامنے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہے۔ یعنی جب بھوکے آدمی کے سامنے کھانا موجود ہو تو اس وقت نماز نہ پڑھے، اگر پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور نہ اس حالت میں نماز درست ہے جب کہ دو ناپاک چیزیں اسے دباؤ ڈال رہی ہیں۔ (یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت میں، اگر ایسی حالت میں نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ اطمینان نہیں ہے۔) (مسلم)

١٠٥٦ ـ صحيح بخارى كتاب الاذان باب اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة (٦٧٣)، مسلم كتاب المساجد باب كراهية الصلاة بحضره الطعام (٥٥٩)، [١٢٤٤]

١٠٥٧ ـ صحيح مسلم كتاب المساجد باب كراهية الصلاة بحضره الطعام (٥٦٠)، [١٢٤٦]

اقامت کے بعد نفلی نماز نہ پڑھی جائے

۱۰۵۸ ـ (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۵۸۔ (۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کھڑی ہو جائے یعنی نماز کے لیے اقامت اور تکبیر کہی جائے تو اس کے بعد سوائے فریضہ نماز کے اور کوئی نماز نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... یعنی اقامت ہونے کے بعد نفل اور سنت کا پڑھنا درست نہیں ہے، جس فرض نماز کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔ وہی نماز اس وقت ادا کرنا ضروری ہے۔ اقامت کے بعد فجر کی دو رکعت سنتوں کا پڑھنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ **لا صلوٰۃ** عام ہے سب کو شامل ہے اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اقامت کے بعد فجر کی دو رکعت سنتیں بھی نہ پڑھیں آپ نے فرمایا ہاں نہ پڑھو۔ (بیہقی)

عورت کے لیے مسجد میں آنے کا بیان

۱۰۵۹ ـ (۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا یَمْنَعْهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

۱۰۵۹۔ (۸) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کی بیوی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تم سے اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینا چاہئے، منع نہیں کرنا چاہئے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... عورت کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندرونی حصے میں نماز پڑھے۔ لیکن اگر مسجد میں جماعت سے پڑھنا چاہتی ہے تو وہ اپنے خاوند سے اجازت طلب کرلے، اور اسے بھی اجازت دے دینی چاہیے روکنا نہیں چاہئے، مگر جب جانا سادگی اور پردے کے ساتھ ہو۔

عورتیں مسجد میں خوشبو لگا کر نہ آئیں

۱۰۶۰ ـ (۹) وَعَنْ زَیْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ، فَلَا تَمَسَّ طِیْبًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۶۰۔ (۹) حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم عورتوں سے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے (مسلم)

۱۰۶۱ ـ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَیُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا، فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۶۱۔ (۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے خوشبو لگا رکھی ہے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے میں حاضر نہ ہو۔ (مسلم)

۱۰۵۸ ـ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب کراهیة الشروع فی نافلة شروع المؤذن (۷۱۰)، [۱٦٤٤]

۱۰۵۹ ـ صحیح بخاری کتاب النکاح باب استئذان المرأة زوجها (۵۲۳۸)، مسلم کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المساجد (٤٤٢)، [۹۸۸]

۱۰۶۰ ـ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المسجد (٤٤٣)، [۹۹۷]

۱۰۶۱ ـ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المسجد (٤٤٤)، [۹۹۸]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

١٠٦٢ ـ (١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۶۲۔ (۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو اور ان کا گھر ان کے لیے بہتر ہے۔ (ابوداوٗد)

عورت کی افضل نماز کون سی ہے؟

١٠٦٣ ـ (١٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِیْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَيْتِهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۶۳۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کا اپنے گھر میں یعنی دالان میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، بہ نسبت گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اندر کی کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت گھر کے دالان میں نماز پڑھنے سے۔ (ابواوٗد) مطلب یہ ہے کہ جتنا پردہ اور پوشیدگی سے نماز پڑھے گی اتنا ہی اس کے حق میں بہتر ہے۔

١٠٦٤ ـ (١٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ حِبِّیْ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ امْرَاةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَرَوَى اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۶۴۔ (۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس عورت کی نماز نہیں قبول کی جاتی جو مسجد میں خوشبو لگا کر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جنابت کے غسل کی طرح دھو ڈالے۔ (ابوداوٗد، احمد، نسائی)

مطلب یہ ہے کہ عورت کا مسجد میں خوشبو لگا کر نماز کے لیے جانا درست نہیں ہے، سادے کپڑوں میں بغیر خوشبو لگائے خاوند کی اجازت سے جاسکتی ہے۔

١٠٦٥ ـ (١٤) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَاِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِیَ كَذَا وَكَذَا)) يَعْنِیْ زَانِيَةٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَلِاَبِیْ دَاوُدَ وَالنَّسَآئِیُّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۶۵۔ (۱۴) حضرت ابواشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آنکھ غیر عورت اور غیر مرد کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھے وہ زنا کرنے والی آنکھ ہے اور عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس سے گزرے وہ بھی زانیہ ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابوداوٗد)

١٠٦٢ ـ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب ما جاء فی خروج النساء الی المساجد (٥٦٧)، ابن خزيمه (١٦٨٤)، مستدرك الحاكم ١/ ٢٠٩

١٠٦٣ ـ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب التشديد فی خروج النساء الی المساجد (٥٧٠) ابن خزيمه (١٦٨٩)

١٠٦٤ ـ حسن، سنن ابی داوٗد كتاب الترجل باب ما جاء فی المراة تنطيب للخروج (٤١٧٤)، ابن ماجه (٤٠٠٢)، النسائی كتاب الزينة باب اغتسال المرأة من الطيب (٥١٣٠)، شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھیے السنن الكبرى للبيهقی ٣/ ١٣٣

١٠٦٥ ـ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد كتاب الترجل باب ما جاء فی المرأة تنطيب للخروج (٤١٧٣)، الترمذی كتاب الأدب باب ما جاء فی كراهية خروج المرأة متعطرة (٢٧٨٦)، النسائی كتاب الزينة باب ما يكره للنساء من الطيب (٥١٢٩)

فجر اور عشاء کی نماز کی فضیلت

١٠٦٦۔ (١٥) وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا الصُّبْحَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((اَشَاھِدٌ فُلَانٌ؟)) قَالُوْا: لَا۔ قَالَ: ((اَشَاھِدٌ فُلَانٌ؟)) قَالُوْا لَا۔ قَالَ: ((اِنَّ ھَاتَیْنِ الصَّلَاتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوٰتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَا تَیْتُمُوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الرُّکَبِ، وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِکَۃِ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِیْلَتُہٗ لَابْتَدَرْتُمُوْہُ، وَاِنَّ صَلَاۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلَاتِہٖ وَحْدَہٗ وَصَلَاتُہٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلَاتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا کَثُرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

١٠٦٦۔ (١٥) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز ہم لوگوں کو پڑھائی جب سلام پھیر کر آپ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا فلاں شخص حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں' پھر فرمایا کیا فلاں شخص حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں نمازیں' یعنی فجر وعشاء کی منافقوں پر سب نمازوں سے زیادہ دشوار اور گراں ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ ان نمازوں کے ثواب کو معلوم کر لیتے تو گھٹنوں کے بل چل کر آتے' اور نماز کی پہلی صف فرشتوں کی پہلی صف کے برابر ہے۔ اگر پہلی صف کی فضیلت لوگوں کو معلوم ہو جائے تو دوڑے چلے آئیں۔ اور آدمی کی نماز آدمی کے ساتھ یعنی دو آدمیوں کا مل کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے تنہا نماز پڑھنے سے' اور تین آدمیوں کا مل کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جتنے ہی زیادہ نماز میں آدمی ہوں گے اتنا ہی زیادہ خدا کو مرغوب اور پسندیدہ ہے۔ (ابوداؤد' نسائی)

نماز کے لیے جماعت کا اہتمام کرنا ضروری ہے

١٠٦٧۔ (١٦) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَا مِنْ ثَلَاثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَّا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلَاۃُ، اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ۔ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ، فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ۔

١٠٦٧۔ (١٦) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بستی اور جس گاؤں میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت سے نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو ان پر شیطان غالب ہو جاتا ہے لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو اور جماعت سے نماز پڑھا کرو' کیونکہ تنہا دور رہ جانے والی بھیڑ' بکری کو بھیڑیا کھا لیتا ہے۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی)

بیماری اور عذر کی بنا پر باجماعت نماز سے رخصت کا بیان

١٠٦٨۔ (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ

١٠٦٨۔ (١٧) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤذن کی اذان سن لی اور کوئی عذر مؤذن کی

١٠٦٦۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی فضل صلاۃ الجماعۃ (٥٥٤)' النسائی کتاب الامامۃ باب الجماعۃ اذا کانوا ثنین (٨٤٤)' ابن ماجہ (٧٩٠)

١٠٦٧۔ اسنادہ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ (٥٤٧)' النسائی کتاب الاماحۃ باب التشدید فی ترک الجماعۃ (٨٤٨)

١٠٦٨۔ اسنادہ ضعیف' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ (٥٥١)' ابوخباب یحیٰی بن ابی دحیہ الکلبی ضعیف و مدلس راوی ہے۔ الدار قطنی کتاب الصلاۃ باب الحث لجار المسجد علی الصلاۃ فیہ الامن عذر (٦)

يَـمْـنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ))۔ فَقَالُوْا: وَمَا الْعُذْرُ؟ قَـالَ:((خَـوْفٌ اَوْمَرَضٌ؛ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلّٰى))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ۔

تابعداری سے مانع نہیں ہوا (یعنی مؤذن نے اذان میں نماز کی طرف بلایا۔لیکن اس کے باوجود بغیر کسی عذر کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں آیا اور جماعت سے نماز نہیں پڑھی) تو جو نماز تنہا اس نے پڑھ لی ہے وہ مقبول نہیں ہوگی۔لوگوں نے دریافت کیا کہ عذر کیا چیز ہے؟ تو فرمایا کہ جان کا خوف یا آبرو اور مال کا خوف یا کوئی ایسی بیماری ہو جس سے چلا پھرا نہ جائے۔(یعنی بغیر ان عذروں کے جس نے تنہا نماز پڑھ لی ہے' اس کی نماز نہیں ہوگی۔) (ابوداوٗد' دارقطنی)

اس حدیث سے جماعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے' اور اسی حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ جماعت واجب ہے۔

۱۰۶۹۔ (۱۸) وَعَـنْ عَبْـدِاللّٰـهِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِذَا اُقِيْـمَتِ الصَّلَاةُ، وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِـالْـخَلَاءِ))۔ رَوَاهُ التِّـرْمِذِيُّ، وَرَوَى مَـالِكٌ وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۶۹۔ (۱۸) حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت پڑ جائے تو سب سے پہلے پیشاب' پاخانہ سے فارغ ہو جائے (پھر اس کے بعد نماز پڑھے' اگر جماعت مل گئی تو فبہا ورنہ جماعت کا ثواب مل جائے گا)۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی)

نماز کے لیے امام کیسا ہو؟

۱۰۷۰۔ (۱۹) وَعَـنْ ثَـوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ثَلَاثٌ لَا يَـحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّـفْـعَـلَهُنَّ: لَا يَؤُمَّنَّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهٗ بِـالـدُّعَـآءِ دُوْنَهُمْ، فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔ وَلَا يَـنْـظُـرُ فِـيْ قَعْرِبَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَأْذِنَ، فَاِنْ فَـعَـلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔ وَلَا يُصَلِّ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰـى يَتَـخَـفَّفَ))۔ رَوَاهُ اَبُـوْدَاوُدَ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۷۰۔ (۱۹) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن کا کسی کے لیے کرنا حلال نہیں ہے (۱) یہ ہے کہ کوئی کسی قوم کی امامت نہ کرے کہ وہ دعا اپنی ذات کے لیے خاص کر لے اور قوم کو چھوڑ دے' یعنی جو امام اپنے ہی لیے دعا کرتا ہے مقتدیوں کے لیے نہیں کرتا اس کے لیے یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ مقتدیوں کے لیے بھی ضرور دعا کرے' اگر ایسا ہی کرے گا (یعنی اپنے لیے دعا کرتا ہے مقتدیوں کے لیے دعا نہیں کرتا) تو اس نے ان کی خیانت کی' کیونکہ مقتدیوں نے اسی لیے امام بنایا تھا کہ مقتدیوں کے لیے بھی دعا کرے (۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ بغیر اجازت کے کسی کے گھر کے اندر تاکنا درست نہیں ہے اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے ان کی خیانت کی' (۳) اور تیسری بات یہ ہے کہ پیشاب' پاخانہ کی حالت میں نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو کر ہلکا ہو جائے۔ (ابوداوٗد' ترمذی)

۱۰۶۹۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب ايصلی الرجل وهو حاقن (۸۸)' الترمذی كتاب الطهارة باب ماجاء اذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء (۱۴۲)' النسائی كتاب الامامة باب العذر فی ترك الجماعة (۸۵۳)' ابن ماجه (۶۱۶)

۱۰۷۰۔ ضعيف' سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب يخص الرجل وهو حاقن (۹۰)' الترمذی كتاب الصلاة باب ما جاء فی كراهية ان يخص الامام نفسه بالدعاء (۳۵۷)' ابن ماجه (۹۲۳)' علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اس سند میں اضطراب ہے'' بہر صورت اول الذکر کو چھوڑ کر بقیہ حدیث شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

کھانے کی وجہ سے نماز میں تاخیر کی کراہت کا بیان

١٠٧١ ـ (٢٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُؤَخِّرُوْا الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَّلَا لِغَيْرِهٖ)). رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۱۰۷۱۔ (۲۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے وغیرہ کی وجہ سے نماز میں تاخیر مت کرو۔ (شرح السنہ)

توضیح:...... اس سے پہلی حدیثوں میں گذر چکا ہے کہ اگر بھوک لگی ہو اور کھانا موجود ہو تو پہلے کھانا کھا لینا چاہئے' بعد میں نماز پڑھے' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے کی وجہ سے نماز میں تاخیر کر سکتا ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے وغیرہ کی وجہ سے تاخیر نہ کرے' تو بظاہر ان دونوں روایتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے' تو ان دونوں روایتوں میں یوں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ اگر نماز کے وقت میں وسعت ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھی جائے تو وقت ہی میں پڑھی جائے گی اور کھانا بھی سامنے موجود ہے' بھوک بھی لگی ہوئی ہے تو ایسی صورت میں پہلے کھانا کھائے' بعد میں اطمینان سے نماز پڑھے اور اگر وقت میں تنگی ہے کہ کھانا کھانے میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے گا تو پہلے نماز پڑھے بعد میں کھانا کھائے کیونکہ اس صورت میں اگر پہلے کھایا جائے تو نماز فوت ہو جائے گی حالانکہ نماز تمام چیزوں پر مقدم ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث بہ نسبت پہلی حدیث کے متکلم فیہ ہے اس لیے مسلم والی روایت مقدم ہوگی۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

باجماعت نماز کی مزید تاکید اور بیان

١٠٧٢ ـ (٢١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ، أَوْ مَرِيْضٌ؛ إِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُسْلِمًا؛ فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ

۱۰۷۲۔ (۲۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نماز باجماعت سے پیچھے رہتے کسی کو نہیں دیکھا مگر اس منافق کو جس کا نفاق ظاہر ہوتا' یا بیمار کو۔ اگر کوئی بیمار دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد تک آ جاتا تو نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتا' یہ کہہ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کے طریقے کو بتایا اور سکھایا' اور ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز پڑھنا ہے جس مسجد میں اذان دی جاتی ہے' اور ایک روایت میں یوں فرمایا کہ جس کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ آئندہ اللہ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے تو ان پنج وقتہ نمازوں کی اسے محافظت کرنی چاہیے' جس جگہ اذان دی جاتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے طریقوں کو شروع کیا ہے' اور یہ نمازیں بھی انہی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں' اگر تم ان نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو گے جیسا کہ پیچھے

١٠٧١ ـ اسناده ضعیف' سنن ابی داؤد (٣٧٥٨)' محمد بن میمون الزعفرانی ضعیف راوی ہے۔

١٠٧٢ ـ صحيح مسلم كتاب المساجد باب صلاة الجماعة من سنن الهدى (٦٥٤) [١٤٨٨'١٤٨٧]

بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ، ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ؛ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً، وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رہنے والا اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو اپنے نبی ﷺ کے طریقے کو چھوڑ بیٹھو گے، اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص تم میں سے پاکی حاصل کر کے اچھی طرح وضو کر کے ان مسجدوں میں جانے کا ارادہ کرے جن میں جماعت سے نماز ہوتی ہے تو ہر ہر قدم پر اللہ نیکی لکھے گا، اور گناہ معاف کرے گا، اور اس کے درجے کو بلند کرے گا، ہم نے دیکھا کہ نماز سے پیچھے رہنے والا وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق لوگوں کو معلوم ہوتا اور کمزور آدمی دو آدمیوں کے سہارے سے صف میں لا کر کھڑا کیا جاتا تھا اور نماز پڑھتا تھا۔ (مسلم)

اس حدیث سے جماعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے اور بغیر عذر شدید کے چھوڑنے والا منافق ہے۔

۱۰۷۳۔ (۲۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا مَافِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالذُّرِّيَّةِ، اَقَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَآءِ، وَاَمَرْتُ فِتْيَانِيْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۷۳۔ (۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر گھروں میں عورتیں، بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز پڑھاتا اور اپنے نوجوان غلاموں کو حکم دیتا کہ وہ ان گھروں کو جلا دیں جن میں سے مرد نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔ (احمد)

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت

۱۰۷۴۔ (۲۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۷۴۔ (۲۳) انہی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب تک تم مسجد میں رہو اور نماز کی اذان دی جائے تو بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر نہ جاؤ (احمد) البتہ اگر کسی جگہ کا امام ہو یا موذن ہے تو اس کے جانے کی رخصت ہے یا پیشاب، پاخانہ کی ضرورت ہے تو پیشاب، پاخانہ سے فارغ ہو آئے۔

۱۰۷۵۔ (۲۴) وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَآءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا اُذِّنَ فِيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۵۔ (۲۴) حضرت ابو الشعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے ایک شخص باہر نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اذان کے بعد جو مسجد میں ٹھہرا رہا اور جماعت سے نماز پڑھی اس نے نبی کی اطاعت کی) اور اس شخص نے جو بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر نکل گیا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی (مسلم)

۱۰۷۳۔ اسناده ضعيف، مسند أحمد ۲/ ۳۶۷، ابو معشر ضعیف راوی ہے۔

۱۰۷۴۔ اسناده حسن، مسند احمد ۲/ ۵۳۷

۱۰۷۵۔ صحيح مسلم كتاب المساجد باب النهى عن الخروج من المسجد اذا اذن الموذن (۶۵۵) [۱۴۸۹]

۱۰۷۶۔ (۲۵) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ، وَّهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ؛ فَهُوَ مُنَافِقٌ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهَ

۱۰۷۶۔ (۲۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو مسجد میں اذان مل جائے یعنی مسجد میں اس کی موجودگی میں اذان ہوئی پھر وہ مسجد سے باہر چلا گیا بغیر کسی ضرورت کے اور نہ واپس آنے کا ارادہ ہی رکھتا ہے تو وہ منافق ہے (کیونکہ جماعت کا تارک منافق ہوتا ہے) (ابن ماجہ)

۱۰۷۷۔ (۲۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْهُ؛ فَلَا صَلَاةَ لَهُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ))۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيْ۔

۱۰۷۷۔ (۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنی اور اس کا جواب نہیں دیا (یعنی نہ زبان سے مؤذن کے کلمات کا جواب دیا اور نہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آیا کیونکہ مؤذن نے کہا تھا کہ نماز پڑھنے کے لیے آؤ اس کا جواب یہی تھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آنا چاہیے تھا لیکن وہ نماز پڑھنے کے لیے نہیں آیا تو اذان کا جواب اس نے نہیں دیا) تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ یعنی اگر گھر میں تنہا پڑھے اور مسجد میں نہ آئے تو اس کی یہ نماز نہیں ہوگی اور نہ مقبول ہوگی مگر کسی عذر کی وجہ سے' (یعنی بیماری وغیرہ کے عذر سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہ آسکا بلکہ گھر میں پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی۔)

جو اذان سنے وہ نماز کے لیے حاضر ہو

۱۰۷۸۔ (۲۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ، وَاَنَا ضَرِيْرُ الْبَصَرِ، فَهَلْ تَجِدُ لِيْ مِنْ رُّخْصَةٍ؟ قَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَحَيَّهَلًا)) وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۰۷۸۔ (۲۷) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مدینے میں بہت کیڑے مکوڑے اور موذی جانور اور درندے ہیں اور میں نابینا آدمی ہوں تو اگر میں اس عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہ آسکوں تو کیا آپ میرے لیے رخصت پاتے ہیں اور مجھے گھر میں نماز پڑھنے کے لیے اجازت دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز ''حی علی الصلوٰۃ'' نماز کی طرف آؤ ''حی علی الفلاح'' فلاح کے لیے آؤ کو سنتے ہو؟ عرض کیا ہاں' تو آپ نے فرمایا نماز پڑھنے کے لیے آؤ' ان کو ترک جماعت کی رخصت نہیں دی۔ (ابوداؤد' نسائی)

توضیح: ...... یہ حکم ابتدائے اسلام کا تھا' بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور نابینا آدمیوں کے لیے گھر میں نماز' پڑھنے کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان کے نابینا ہونے کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی اور ترک

۱۰۷۶۔ حسن' سنن ابن ماجه كتاب الاذان باب اذا اذن وأنت في المسجد فلا تخرج (۷۳۴)' علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے ایسے شواہد ملے ہیں جو اس حدیث کو تقویت دیتے ہیں۔ دیکھیے: السلسله الصحيحه (۲۵۱۸)

۱۰۷۷۔ اسناده صحيح' سنن ابن ماجه كتاب الاذان باب اذا اذن وانت في المسجد فلا تخرج (۷۹۳)' یہ حدیث سابقہ روایت ۱۰۶۸ سے مستثنیٰ ہے کیونکہ سابقہ روایت ابوخباب کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس حدیث کو ایک جماعت نے صحیح کہا ہے۔

۱۰۷۸۔ اسناده صحيح' سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب في التشديد في ترك الجماعة (۵۵۳)' النسائى الامامة باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى هن (۸۵۲)

جماعت کی بھی رخصت دے دی اور آنحضرت ﷺ خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی جیسا کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو امام بن کر نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اندھا ہو گیا اور کوئی آدمی ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچانے والا بھی نہیں تھا۔ اندھیری رات ہوئی' برسات کے زمانے میں برساتی پانی گلی کوچوں میں جمع رہتا' تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہت ہے میں اندھا آدمی ہوں مسجد میں آنے سے معذور ہوں اور جماعت سے نماز پڑھانے سے مجبور ہوں آپ میرے گھر تشریف لے آیئے اور گھر میں نماز پڑھیے تاکہ میں آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ کو اپنے لیے جائے نماز بنالوں' اور اسی جگہ نماز پڑھتا رہوں۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور ان کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا کہاں نماز پڑھنا چاہتے ہو؟ تو میں نے گھر کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی' زیادہ تفصیل بخاری شریف میں ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نابینا آدمی کے لیے ترک جماعت کی رخصت ہے اور ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بھی رخصت دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ((انا ضریر البصر فهل تجدلی من رخصة .)) تو معلوم ہوا عدم رخصت کا حکم پہلے تھا' بعد میں آپ نے رخصت مرحمت فرما دی۔ واللہ اعلم۔

زمانۂ نبوی ﷺ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا نماز کے لیے ذوق وشوق

۱۰۷۹ ـ (۲۸) وَعَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ رضي الله عنها قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ، فَقُلْتُ: مَا أَغْضَبَكَ؟ قَالَ: وَاللهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۰۷۹۔ (۲۸) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند ابودرداء غضبناک حالت میں میرے پاس آئے۔ میں نے کہا کس نے آپ کو غصہ میں ڈال دیا ہے؟ انھوں نے کہا خدا کی قسم میں امت محمدیہ کے کسی کام کو نہیں پہچانتا مگر اسی قدر کہ وہ نماز جماعت سے پڑھ لیتے ہیں۔ (بخاری)

توضیح: ...... رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو شوق و ذوق اور پابندی سے نیکی کا کام کرتے تھے' آپ کے رحلت فرمانے کے بعد وہ کیفیت نہ رہی تو ان حالات کو دیکھ کر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بڑا صدمہ ہوا اور غضب آلود ہو گئے' بیوی کے دریافت کرنے پر فرمایا' سب کام میں لوگوں نے گڑ بڑ کر رکھی ہے اب صرف جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں' لیکن جماعت بھی باقاعدہ نہیں کرتے اور اس کو چھوڑ بیٹھے ہیں اس لیے مجھے غصہ آ رہا ہے۔

۱۰۸۰ ـ (۲۹) وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ، قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَإِنَّ عُمَرَ غَدَا إِلَى السُّوْقِ، وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوْقِ، فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا: لَمْ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ،

۱۰۸۰۔ (۲۹) حضرت ابوبکر بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ابی حثمہ صبح کی نماز میں جماعت میں شریک نہیں ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نہیں دیکھا تو نماز کے بعد صبح بازار کی طرف گئے' سلیمان کا گھر مسجد اور بازار کے بیچ میں تھا' تو تحقیق حال کے لیے سلیمان کے گھر گئے کہ کیا وجہ ہے کہ آج سلیمان صبح کی نماز میں غیر حاضر رہے سلیمان کی ماں شفا سے دریافت فرمایا کہ آج میں نے صبح کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا تو

۱۰۷۹ ـ صحیح بخاری کتاب الاذن باب فضل صلاة الفجر فی جماعة (۶۵۰)

۱۰۸۰ ـ ضعیف' موطا امام مالك صلاة الجماعة باب ما جاء فی العتمة والصبح ۱ / ۱۳۱ ح ۲۹۲' اس روایت میں علت یہ ہے کہ راوی ابوبکر بن سلیمان نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اسے یہ روایت کس نے بیان کی ہے۔

فَقَالَتْ: اِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّيْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ. فَقَالَ عُمَرُ: لَاَنْ اَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ.

سلیمان کی ماں نے کہا کہ آج رات بھر سلیمان نے نماز پڑھی ہے اور صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی نیند آ گئی' سو گئے' اس لیے جماعت میں شریک نہ ہو سکے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا میرے نزدیک رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (مالک)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا رات بھر کی تہجد کی نماز سے بہتر ہے۔

١٠٨١ - (٣٠) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

١٠٨٢ - (٣٠) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے (ابن ماجہ)

یعنی اگر دو آدمی ہوں تو ایک مقتدی اور ایک امام بن کے نماز پڑھیں جماعت کا ثواب ان کو مل جائے گا اور اگر تین آدمی ہوں تو ایک امام ہو جائے اور دو مقتدی ہو جائیں' انھیں جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

١٠٨٢ - (٣١) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَمْنَعُوْا النِّسَاءَ حُظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ)) فَقَالَ بِلَالٌ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ: اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؛ وَتَقُوْلُ اَنْتَ: لَنَمْنَعُهُنَّ!

١٠٨٢ - (٣١) حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کریں تو ان کو مسجدوں کے حصوں کے حاصل کرنے سے مت روکو۔ (یعنی مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے جو ان کا حصہ ہے تو مسجد میں جانے سے مت منع کرو بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیا کرو۔) تو عبداللہ کے صاحبزادے بلال رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم ہم تو ضرور عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں گے تو یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو اور تو کہتا ہے میں روکوں گا۔

١٠٨٣ - (٣٢) وَفِيْ رِوَايَةِ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا مَا سَمِعْتُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَقَالَ: اُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؛ وَتَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

١٠٨٣ - (٣٢) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر بہت کچھ سخت اور برا بھلا کہا کہ ایسا برا کہنا کبھی میں نے نہیں سنا اور فرمایا میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہم ضرور منع کریں گے۔ (مسلم)

١٠٨٤ - (٣٣) وَعَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهُ اَنْ يَّأْتُوْا الْمَسَاجِدَ)). فَقَالَ ابْنٌ لِّعَبْدِ اللّٰهِ

١٠٨٤ - (٣٣) حضرت مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے گھر والوں کو یعنی اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکے اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے

١٠٨١ - اسناده ضعيف جداً' سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب الاثنان جماعة (٩٧٢)' ربیع بن بدر متروک اور اس کا باپ مجہول ہے۔

١٠٨٢ - صحيح مسلم كتاب الصلاة باب خروج النساء الى المساجد يترتب (٤٤٢) [٩٩٥]

١٠٨٣ - صحيح مسلم كتاب الصلاة باب خروج النساء الى المساجد (٤٤٢) [٩٨٩]

١٠٨٤ - صحيح مسند أحمد ٢/ ٣٦

بْنِ عُمَرَ: فَإِنَّا نَمْتَعُهُنَّ۔ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أُحِدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَتَقُوْلُ هٰذَا؟! قَالَ فَمَا كَلَّمَهُ عَبْدُاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

صاحبزادے (بلال) نے کہا کہ ہم تو ضرور عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں گے۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں کہ مت روکو اور تو کہتا ہے میں روکوں گا (تو حدیث کا مقابلہ کرتا ہے) مجاہد نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ نے اپنے بیٹے سے مرتے دم تک بات چیت نہیں کیا۔ (احمد)

توضیح:...... ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں اگر مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگیں تو دے دینا چاہیے روکنا نہیں چاہیے ورنہ حدیث کی مخالفت ہوگی اور حدیث کی مخالفت سے بچنا چاہیے اور رسول کی محبت میں آ کر اگر کوئی اپنے بیٹے سے بات چیت کرنا چھوڑ دے تو یہ جائز ہے' تا کہ سنت کی مخالفت نہ ہو۔

❀❀❀❀

(۲۴) بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صفوں کے برابر کرنے کا بیان

اس باب میں صفوں کے برابر کرنے کی بڑی تاکید بیان کی گئی کہ آپس میں مل کر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اور نہ درمیان میں بلاضرورت فاصلہ رکھیں' باب کی سب حدیثوں سے یہی چلتا ہے' بعض علماء کے نزدیک صفوں کا سیدھا کرنا اور مل کر کھڑا ہونا واجب ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے' جو صفوں کو نہیں ملاتا اور صف میں سیدھا نہیں کھڑا ہوتا اس کی نماز ناقص ہوتی ہے۔ ان سب کی دلیلیں مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

صفوں کو برابر کرنا کس قدر ضروری ہے

١٠٨٥ ـ (١) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ، حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ، فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۸۵۔ (۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو ہموار اور برابر کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان صفوں کے ساتھ تیر کو برابر کرتے ہیں (یعنی صفوں کو ایسا سیدھا اور برابر کرتے کہ گویا تیروں کو ان سے سیدھا کرتے یعنی صفوں کو بہت ہی برابر کرتے تھے۔) یہاں تک کہ آپ دیکھ لیتے کہ ہم سب جان گئے ہیں اور صفوں کو سیدھا کر لیا ہے تب آپ نماز شروع کرتے' ایک دن آپ تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہنے کا ارادہ کیا کہ اتنے میں ایک شخص کو دیکھا جو اپنے سینے کو صف سے باہر نکالے ہوئے تھا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! تم اپنی صفوں کو ضرور برابر کیا کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... چہروں میں اختلاف ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تم صفوں کو ٹیڑھی رکھو گے تو تمہارے درمیان میں اختلاف رہے گا۔ باطنی مخالفت یعنی دلوں میں کدورت پیدا ہو جائے گی اور صفوں کے سیدھا کرنے سے باطنی محبت پیدا ہو جائے گی لہٰذا صفوں کا سیدھا کرنا ضروری ہے۔

١٠٨٦ ـ (٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِوَجْهِهٖ،

۱۰۸۶۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز قائم کی گئی (یعنی اقامت ہو گئی اور جماعت کھڑی ہو گئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کی

١٠٨٥ ـ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (٤٣٦) [٩٧٩]

١٠٨٦ ـ صحيح بخاری كتاب الاذان باب اقبال الامام على الناس (٧١٩)' "اتمو الصفوف"، بخاری (٧١٨)' مسلم (٤٣٤) [٩٧٦]

فَقَالَ: ((اَقِیْمُوا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَآصُّوْا؛ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ))۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ قَالَ: ((اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ؛ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ))

طرف متوجہ ہو کر فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہو، میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں (یعنی مکاشفے کے طور پر تمہارا حال مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون آگے ہے اور کون پیچھے ہے۔) (بخاری مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث میں لفظ "تـراصوا" آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نماز کی صفوں میں خوب مل کے کھڑے ہو، ایک نمازی کا پیر اور ٹخنہ دوسرے نمازی کے ٹخنہ سے ملا ہو اور کندھے سے کندھا ملا ہو بیچ میں کوئی جگہ خالی نہ ہو، اسی لیے صحابہ کرام کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ((رائت رجلا منا یلذق کعبه بصاحب کعبه)) میں نے صف میں دیکھا کہ ہر آدمی ہم میں سے اپنے ٹخنے کو دوسرے کے ٹخنے سے ملا کر کھڑا ہوتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ((اقیموا صفو فکم فانی اراکم من وراء ظھری وکان احدنا یلزق منکبه بمنکب صاحبه وقد مه بقدمه .)) (بخاری) اپنی صفیں برابر رکھو، میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے ملا دیتا۔ اور آئندہ چل کر حدیثوں میں یہ الفاظ آ رہے ہیں کہ سدوا الخلل یعنی درمیان کی جگہ کو بند کرو اور ولا تذر زافر جاتًا للشیطان یعنی شیطان کے لیے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو۔" تو لفظ ترا صوا اور رضوا اور سدوا اور لاتزروا، یلزق کعبه بصاحب کعبه سے بخوبی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز کی صف میں خوب مل کر کھڑا ہونا چاہیے، آپ نے اس کی بڑی تاکید کی ہے مگر افسوس اس زمانے میں لوگوں نے اس سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے، اور اتنا فاصلہ دو نمازیوں کے درمیان میں رکھا جاتا ہے کہ اگر تیسرا آدمی بیچ میں کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو سکتا ہے، قصداً ایسا کرنا خلافِ سنت ہے اور نماز کے لیے نقصان دہ ہے، کیونکہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ صفوں کا برابر کرنا نماز کو قائم کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر صف سیدھی نہیں رہے گی تو نماز کامل نہیں ہو گی، جیسا کہ نیچے والی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

صفوں کو درست کرنا نماز کا حصہ ہے

۱۰۸۷۔ (۳) وَعَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ، فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلَاۃِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ؛ اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ: ((مِنْ تَمَامِ الصَّلَاۃِ))

۱۰۸۷۔ (۳) انہی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفوں کو برابر اور سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کا پورا کرنا ہے یا نماز کو سیدھا کرنا ہے۔ (بخاری ومسلم) اقامت الصلوٰۃ اور اتمام الصلوٰۃ سے تعدیل صلوٰۃ مراد ہے جو یقیمون الصلوٰۃ میں آیا ہے اسی لیے علامہ ابن حزم نے اقامت الصلوٰۃ کو فرض بتایا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ فرض نہیں ہے بلکہ حسنِ صلوٰۃ ہے۔

امام مقتدیوں کی صفیں درست کرائے

۱۰۸۸۔ (٤) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِالْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ

۱۰۸۸۔ (۴) حضرت ابومسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول

۱۰۸۷۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اقامة الصف من تمام الصلاة (۷۲۳)، مسلم کتاب الصلاة باب تسویة الصفوف (٤۳۳)[۹۷۵]

قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِيَنِّيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ))۔ قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ نماز میں ہمارے شانوں کو چھوتے۔ (یعنی ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے) سیدھے کھڑے ہو جاؤ اختلاف نہ کرو۔ (یعنی آگے پیچھے مت کھڑے ہو) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے (یعنی تمہارے دلوں میں فرق پیدا ہو جائے گا) اور ان میں سے بالغ، عاقل لوگ میرے پاس کھڑے ہوں پھر وہ لوگ ان کے قریب ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں۔ ابومسعود انصاری نے بیان کیا کہ اس زمانے میں تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سخت خلاف کرتے ہو۔ (یعنی آپ کے حکم کے مطابق عمل نہیں کرتے ہو۔) (مسلم)

توضیح:...... امام کے قریب یعنی اس کے پیچھے پہلی صف میں سمجھ دار، عقلمند، بالغ کھڑے ہوں، تا کہ نماز کے طریقے اور آداب کو سمجھ لیں اور اگر امام کا وضو وغیرہ ٹوٹ جائے، جس سے خلیفہ بنانے کی نوبت آئے تو اپنے پیچھے کسی سمجھ دار مقتدی کو امام بنا کر اپنی ضرورت کے لیے چلا جائے، اسی طرح سے درجہ بدرجہ عاقل بالغ لوگ کھڑے ہوں اور بچوں کو پیچھے کھڑا رکھنا چاہئے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بالغین مردوں کی صف آگے ہو اور بچوں کی پیچھے، عورتوں کی سب سے پیچھے ہو۔

امام کے قریب کون لوگ کھڑے ہوں

۱۰۸۹۔ (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَلِيَنِّيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) ثَلَاثًا ((وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۹۔ (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے متصل اور قریب عاقل بالغ لوگ کھڑے ہوں پھر ان کے متصل اور قریب بالغ عاقل کھڑے ہوں، پھر ان کے قریب دوسرے سمجھ دار بالغ کھڑے ہوں۔ اور تم اپنے آپ کو بازار کی طرح مسجدوں میں شور و غل کرنے سے بچاؤ (یعنی جس طرح سے بازار میں شور و غل ہوتا ہے اس طرح مسجدوں میں شور و غل نہ کرو۔) (مسلم)

۱۰۹۰۔ (۶) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَصْحَابِهٖ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: ((تَقَدَّمُوْا وَأْتَمُّوْا بِيْ، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۰۔ (۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز کی صفوں میں بہت پیچھے کھڑا ہوا دیکھا یعنی امام سے دور کھڑے تھے تو آپ نے فرمایا: آگے بڑھو اور تم میری اقتدا کرو، (یعنی جس طرح میں کر رہا ہوں اسی طرح تم بھی کرو) اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہوں گے وہ تمہاری اقتدا کریں گے، (یعنی اگر تم قریب کھڑے ہو گے اور سیدھی صف رکھو گے تو تمہارے پیچھے جو صف ہو گی وہ بھی قریب اور سیدھی کھڑی ہو گی) اور کچھ لوگ ہمیشہ پیچھے رہیں گے (یعنی اگلی صفوں سے پیچھے یا نیکی یا بھلائیوں سے پیچھے رہیں گے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے پیچھے ڈال دے گا، یا اگر وہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق بھی ہوئے تو بالکل پیچھے اور بعد میں داخل ہوں گے۔ (مسلم)

۱۰۸۸۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (۴۳۲) [۹۷۲]

۱۰۸۹۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (۴۳۲) [۹۷۴]

۱۰۹۰۔ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (۴۳۸) [۹۸۲]

فرشتے بھی صفوں کو درست کرتے ہیں

١٠٩١ـ (٧) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَآنَا حِلَقًا، فَقَالَ: ((مَا لِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ؟!)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْتَ الْأُوْلٰى، وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٩١ـ (٧) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور ہم لوگوں کو علیحدہ علیحدہ حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا (یعنی ہم لوگ الگ الگ حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے) تو آپ نے فرمایا کیا ہوا کہ میں تم کو علیحدہ علیحدہ حلقوں میں دیکھ رہا ہوں (یعنی الگ الگ نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اکٹھا جماعت کے ساتھ مل کر بیٹھنا چاہئے، پوری جماعت سے علیحدہ ہو کر بیٹھنا نفاق کی نشانی ہے) پھر اس کے بعد آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ تم ایسی صفیں کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے باندھتے ہیں، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے اپنے رب کے سامنے کس طرح صفیں باندھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلی صف کو پورا کر لیتے ہیں اور مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں (مسلم)

یعنی جب پہلی صف پوری بھر جاتی ہے تو دوسری صف بناتے ہیں اور آپس میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہے تو اس کے پیچھے دوسری صف بنانا درست نہیں ہے اور صف میں علیحدہ اس طرح کھڑا ہونا کہ دو آدمیوں کے درمیان میں جگہ خالی رہ جائے جیسا کہ موجودہ زمانے میں ہو رہا ہے، جائز نہیں ہے۔

مردوں اور عورتوں کی صف بندی کا بیان

١٠٩٢ـ (٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا. وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٩٢ـ (٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سے اگلی صف جو امام کے متصل ہے سب صفوں سے بہتر صف ہے اور ان کی صفوں میں سے سب سے بری پچھلی صف ہے جو عورتوں کی صف کے قریب ہو، اور عورتوں کی صفوں سے سب سے پچھلی صف سب سے بہتر ہے اور ان کی پہلی صف جو مردوں کی صف کے قریب ہو سب سے زیادہ بری صف ہے۔ (مسلم)

توضیح: ......مردوں کی پہلی صف سب سے زیادہ اچھی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان کو ثواب زیادہ ملے گا کیونکہ عورتوں سے زیادہ دور رہنے کی وجہ سے زیادہ خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون رہتا ہے اور پچھلی صف کے خراب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے قریب ہونے کی وجہ سے دل کا میلان عورتوں کی طرف ہو سکتا ہے، اس لیے خشوع خضوع میں فرق آئے گا ثواب کم ملے گا اسی طرح عورتوں کی صف جو مردوں کی صف کے قریب ہو گی وہ مردوں کے قریب ہونے کی وجہ سے خشوع وخضوع میں فرق آئے تو ان کو بھی کم ثواب ملے گا، اور پچھلی صف دور ہونے کی وجہ سے، خشوع، خضوع کے زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ثواب ملے گا۔

١٠٩١ـ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب الامر بالسكون فى الصلاة (٤٣٠) [٩٦٨]

١٠٩٢ـ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (٤٤٠) [٩٨٥]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ....دوسری فصل

صف میں خالی جگہ شیطان کا ٹھکانہ

١٠٩٣ ـ (٩) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا، وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ؛ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۱۰۹۳۔ (۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی صفوں میں مل کر کھڑے ہو اور ان صفوں کو قریب قریب رکھو (یعنی دوصفوں کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ نہ رکھو کہ بیچ میں ایک تیسری صف بن سکے اور شانے سے شانہ اور کندھے سے کندھا برابر رکھو۔) (یعنی کوئی زیادہ نیچے کھڑا ہو کوئی زیادہ اونچا کھڑا ہو ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ برابر کھڑا ہو' کہ ایک کا کندھا دوسرے کے کندھے کے مقابل ہو' برابر ہو) خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں صفوں کے درمیان خالی جگہوں میں شیطان کو داخل ہوتے دیکھتا ہوں' گویا وہ سیاہ بکری کا بچہ ہے (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف میں دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے' بلکہ قدم سے قدم ملا کر پر کر لینا چاہیے ورنہ شیطان بیچ میں کھڑا ہو کر دونوں نمازیوں کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر نماز خراب کر دے گا۔

پہلے پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان

١٠٩٤ ـ (١٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۱۰۹۴۔ (۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پہلی صف کو پورا کرو' پھر اس کے قریب والی (یعنی دوسری صف کو) بھرو تا کہ اگر کچھ کمی ہو تو آخری صف میں کمی ہو۔ (ابوداؤد)

١٠٩٥ ـ (١١) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاَوَّلَ، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَّمْشِيْهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۱۰۹۵۔ (۱۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت نازل کرتے ہیں جو پہلی صف کے قریب ہوں (یعنی پہلی صف کو تو فضیلت ہوئی ہے ان پر خدا کی مخصوص رحمتیں نازل ہوتی ہی ہیں وہ فرشتے ان کے لیے دعا و استغفار کرتے ہی ہیں' لیکن جو صف پہلی صف کے قریب ہو گی اس کی بھی وہی فضیلت ہے کیونکہ زیادہ صفوں کی صورت میں ہر دوسری صف پہلی صف سے قریب ہو گی تو یہ فضیلت ہر صف والوں کو حاصل ہو گی) اور آپ نے فرمایا کہ کوئی قدم اٹھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا مرغوب و پسندیدہ نہیں جتنا کہ وہ قدم جو صف کو پر کرنے یا بھرنے کے لیے اٹھایا گیا ہو۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صف میں قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے جو قدم چل کر صف میں مل جائے اور درمیان کی جگہ کو پر کر دے وہ قدم اللہ کے نزدیک سب قدموں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

١٠٩٣ ـ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب تفريح ابواب الصفوف (٦٦٧)، النسائى (٨١٦)

١٠٩٤ ـ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب تفريح ابواب الصفوف (٦٧١)، النسائى (٨١٩)

١٠٩٥ ـ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الصلاة باب فى صلاة تقام ولم يات الامام (٥٤٣)، شیخ من اہل الکوفہ مجہول راوی ہے۔

صف میں دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت

۱۰۹۶۔ (۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۹۶۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعاء و استغفار کرتے ہیں ان لوگوں پر جو صفوں کی داہنی جانب کھڑے ہوتے ہیں (ابوداؤد)

صف کی داہنی جانب سے مطلب امام کی داہنی جانب ہے اور اگر سب اس فضیلت کی وجہ سے دائیں جانب کھڑے ہوں اور بائیں جانب جگہ خالی رہ جائے تو ایسی حالت میں بائیں جانب بھی کھڑا ہونا افضل ہے جیسا کہ ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۹۷۔ (۱۳) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ، فَاِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۹۷۔ (۱۳) حضرت نعمان بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو خود برابر کرتے تھے جب کہ ہم نماز میں کھڑے ہوتے، جب ہم صفوں کو درست کر لیتے تو آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر کے نماز شروع کرتے۔ (ابوداؤد)

۱۰۹۸۔ (۱۴) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ: ((اِعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ))۔ وَعَنْ يَسَارِهٖ: ((اِعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۱۰۹۸۔ (۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے طرف والوں کو فرمایا کرتے تھے کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور صفوں کو برابر کرو، اور بائیں طرف والوں کو بھی یہی فرماتے، کہ سیدھے کھڑے ہو اور صفوں کو برابر رکھو۔ (ابوداؤد)

صف میں کندھے سے کندھا ملانا

۱۰۹۹۔ (۱۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ اَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۱۰۹۹۔ (۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو نماز میں اپنے کندھوں کو زیادہ نرم رکھتے ہیں (ابوداؤد)

توضیح:...... کندھوں کے نرم رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنا شانہ دوسرے کے شانے سے ملالے اور تکبیر نہ کرے اور خشوع وخضوع کو اور سکینت وطمانیت کو لازم پکڑے، اور نہ ادھر ادھر جھانکے، اور نہ اپنے پڑوسی نمازی کو شانے سے تکلیف پہنچائے۔ اور اگر دو آدمیوں کے درمیان کوئی جگہ خالی ہو اور جگہ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بیچ میں کھڑا ہونا چاہے تو اپنے مونڈھوں کو نرم کر دے، سختی نہ کرے اور اس کو وہاں کھڑے ہونے کا موقع دے۔

۱۰۹۶۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب من یستحب ان یلی الامام فی الصف (۶۷۶)، ابن ماجہ (۱۰۰۵)

۱۰۹۷۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الصفوف (۶۶۵)، اس روایت کی اصل بخاری (۷۱۷)، صحیح مسلم (۴۳۶) میں ہے۔

۱۰۹۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الصفوف (۶۷۰)، مصعب بن ثابت ضعیف اور محمد بن مسلم بن السائب مجہول راوی ہے۔

۱۰۹۹۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب تسویۃ الصفوف (۶۷۲)، ابن خزیمہ (۱۵۶۶)، ابن حبان (۳۹۷)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

صفیں ملانے کی ترغیب کا بیان

١١٠٠ - (١٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اَسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا؛ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، اِنِّي لَارَاكُمْ مِّنْ خَلْفِي كَمَا اَرَاكُمْ مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

١١٠٠۔ (١٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوتے تو بار بار تین دفعہ اس لفظ کو فرماتے برابر ہو، برابر کھڑے ہو، برابر ہو، (آگے پیچھے مت کھڑے ہو) خدا کی قسم جس طرح میں اپنے آگے دیکھتا ہوں میں تم کو اپنے پیچھے سے (معجزہ، مکاشفہ کے طور پر) دیکھتا ہوں (ابوداؤد)

١١٠١ - (١٧) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)). قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)). قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)). قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِيْ؟ قَالَ: ((وَعَلَى الثَّانِيْ)). وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ، وَلِيْنُوْا فِيْ اَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَسُدُّوْا الْخَلَلَ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْخَذَفِ)) يَعْنِيْ اَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

١١٠١۔ (١٧) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان لوگوں کے واسطے دعاء و استغفار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری صف پر؟ آپ نے وہی پہلی بات فرمائی، کہ اللہ پہلی صف والوں پر خصوصی رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی پہلی صف والوں کے لیے دعاء و استغفار کرتے ہیں، تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری صف پر؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت اور دعائے استغفار کرتے ہیں۔ پھر صحابہ نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دوسری صف پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری صف پر بھی (یعنی پہلی صف والوں کے بارے میں تین دفعہ فرمایا اور دوسری صف والوں کے بارے میں چوتھی دفعہ فرمایا کہ ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اس سے پہلی صف والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی صفوں کو برابر کرو اور کندھوں سے کندھا ملائے رکھو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور درمیان کے شگافوں کو بند کردو، کیونکہ شیطان بکری کے چھوٹے بچہ کی طرح درمیان میں داخل ہو جاتا ہے۔ (احمد)

صف نہ ملانے کا انجام

١١٠٢ - (١٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ

١١٠٢۔ (١٨) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

١١٠٠ - صحيح سنن ابى داوٗد كتاب (٦٦٧)، بلفظ مختلف، النسائى كتاب الامامة باب كم مرة يقول استووا (٨١٤)، مسند أحمد ٣/ ٢٦٨.

١١٠١ - اسناده ضعيف، مسند احمد ٥/ ٢٦٢، فرج بن فضالہ ضعیف راوی ہے۔

١١٠٢ - اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب تسوية الصفوف (٦٦٦)، النسائى كتاب الامامة باب من وصل صفا (٨٢٠)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَقِيْمُوْا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوْا الْخَلَلَ، وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مِنْهُ قَوْلَهُ: ((وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا)) اِلٰى آخِرِهٖ۔

فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کے درمیان میں برابری کرو اور بیچ کے شگافوں کو بند کرو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ یعنی اگر کوئی تمہارے مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر صفوں کو درست کرنا چاہے تو اس کی بات مان لو اور اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرو، اور درمیان کی جگہوں کو بھر لو اور جس نے صف ملائی (یعنی خالی جگہ کو پر کر دیا) تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ (ابوداؤد) نسائی کی روایت میں "من وصل صفا" سے حدیث کے آخر تک مروی ہے۔

امام کہاں کھڑا ہو

١١٠٣۔ (١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (تَوَسَّطُوْا الْاِمَامَ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

١١٠٣۔ (١٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام کو درمیان میں رکھو (یعنی امام صف سے آگے درمیان میں اس طرح کھڑا ہو کہ صف دائیں بائیں جانب سے برابر ہو۔) اور صف کی درمیان کی خالی جگہ کو بھر دو۔ (ابوداؤد)

١١٠٤۔ (٢٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ، حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

١١٠٤۔ (٢٠) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ ایک قوم سستی کی وجہ سے پہلی صف سے پیچھے رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں پیچھے ڈال دے گا۔ (ابوداؤد)

یعنی نماز میں سستی کرنے کی وجہ سے، منافقین کی طرح پیچھے آنے کی وجہ سے آخر انجام ان کا دوزخ میں جانا ہوگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حتیٰ الامکان پہلے آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تو اللہ تعالیٰ معاف کر لے گا۔

صف کے پیچھے تنہا

١١٠٥۔ (٢١) وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَاَمَرَهُ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلَاةَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

١١٠٥۔ (٢١) حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو تنہا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ نماز لوٹا لے۔ (احمد) ترمذی، ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

١١٠٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب صف مقام الامام من الصف الاول (٦٨١)، اُمہ الواحد مجہولہ اور یحییٰ بن بشیر مستور راوی ہے۔

١١٠٤۔ ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب صف النساء وكراهته التأخر (٦٧٩)، عکرمہ بن عمار مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت بھی نہیں ہے علاوہ ازیں عکرمہ عن یحییٰ بن کثیر کی روایت کو جمہور نے مضطرب قرار دیا ہے۔

١١٠٥۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب الرجل يصلى وحده خلف الصف (٦٨٢)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى الصلاة خلف وحده (٢٣٠)، مسند أحمد ٤/ ٢٢٨، ابن خزيمه (١٥٦٩)

توضیح:...... صف کے پیچھے تنہا اکیلے نہیں کھڑا ہونا چاہئے' صف میں اگر جگہ ہے تو مل جائے اور اگر جگہ نہیں ہے تو صف میں سے کسی نمازی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لے پھر دو آدمیوں کی صف ہو جائے گی' اگر صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہو گی' ہاں اگر عورت صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے گی تو اس کی نماز ہو جائے گی' اور پہلی صف میں جو آدمی کے نکلنے کی وجہ سے جگہ خالی ہو گئی ہے اسے آپس میں کھسک کر پر کر لینی چاہیے۔ جبکہ دور حاضر کے علماء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا وہ اکیلا آدمی صف میں سے ایک آدمی کو پیچھے کھینچے گا یا نہیں۔ ارجح مسلک ان علماء کا ہے جو نہ کھینچنے کے حق میں ہے۔ کیونکہ کھینچنے سے صف میں نقص پیدا ہو جائے گا جو صحیح نہیں ہے اور جو کھینچنے کی حدیث آتی ہے وہ ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

❀❀❀❀

(۲۵) بَابُ الْمَوْقِفِ

موقف، یعنی امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

مقتدی کہاں کھڑا ہو

۱۱۰۶۔ (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ، لِیُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ، فَاَخَذَ بِیَدِیْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِیْ کَذٰلِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَی الشِّقِّ الْاَیْمَنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۰۶۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شب اپنی خالہ میمونہ کے گھر گزاری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے، نماز پڑھنے لگے اور میں بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک کی جانب سے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر مجھے اپنے پیچھے سے اسی طرح سے پھیر کر اپنے داہنے جانب کھڑا کر لیا۔ (بخاری، مسلم)

۱۱۰۷۔ (۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِیُصَلِّیْ، فَجِئْتُ حَتّٰی قُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ، فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَدَارَنِیْ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ، ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ، فَقَامَ عَنْ یَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَاَخَذَ بِیَدَیْنَا جَمِیْعًا، فَدَفَعَنَا حَتّٰی اَقَامَنَا خَلْفَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۷۔ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، میں بھی حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھما کر اپنے داہنے جانب کھڑا کر لیا، پھر جبار بن صخر نامی صحابی آ گئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہٹا دیا اور اپنے پیچھے کر دیا۔ (مسلم)

۱۱۰۸۔ (۳) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْتُ اَنَا وَیَتِیْمٌ فِیْ بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَاُمُّ سُلَیْمٍ خَلْفَنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور یتیم نے اپنے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔ (مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تین آدمی ہوں تو امام آگے رہے، دونوں مقتدی پیچھے رہیں اور عورت سب سے پیچھے رہے اگرچہ اکیلی ہو، ام سلیم انس رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں اور یہ اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں کھڑی تھیں بلکہ علیحدہ کھڑی ہوئیں۔ معلوم ہوا

۱۱۰۶۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا لم بنو الامام ان یؤم (۶۹۹)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامة (۷۶۳) [۱۷۸۸]

۱۱۰۷۔ صحیح مسلم کتاب الزهد والرقاق باب حدیث جابر الطویل (۳۰۱۰) [۷۵۱۵]

۱۱۰۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب المرأة وحدها تکون صفًا (۳۸۰، ۷۲۷)

عورتیں مردوں کی صف میں نہ کھڑی ہوں' خواہ صف میں بیٹا بھائی کیوں نہ ہوں۔

١١٠٩ - (٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی بِهٖ وَبِـاُمِّـهٖ اَوْخَالَتِهٖ' قَالَ: فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَۃَ خَلْفَنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۹۔(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی ماں یا ان کی خالہ کو نماز پڑھائی' انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ مجھ کو اپنے داہنے جانب کھڑا کیا اور عورت کو (یعنی ان کی ماں یا خالہ کو) ہمارے پیچھے کھڑا کرلیا۔(مسلم)

صف میں ملتے ہوئے سنجیدگی کا بیان

١١١٠ - (٥) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ: اَنَّهٗ انْتَهٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ رَاكِعٌ' فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ' ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم' فَقَالَ:((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا' وَلَا تَعُدْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۱۱۰۔(۵) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے' جب آپ رکوع میں چلے گئے تھے تو صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرلیا' پھر رکوع میں صف کی طرف چلے' نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہاری حرص کو زیادہ کرے' آئندہ نہ لوٹنا۔(بخاری)

توضیح:...... مطلب یہ ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے صف کے پیچھے رکوع کرلیا اور رکوع میں چل کر صف میں ملے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا تمہاری نیکی کی حرص کو بڑھائے لیکن آئندہ ایسا مت کرنا بلکہ صف میں شریک ہوکر جس حالت میں امام کو پالو اسی حالت میں شریک ہو جاؤ' جتنا پالو پڑھ لو اور جتنا چھوٹ جائے بعد میں پڑھ لو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

١١١١ - (٦) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً اَنْ یَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۱۱۱۔(۶) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم تین آدمی ہوں تو ہم میں سے ایک آدمی آگے بڑھ جائے' (یعنی دو مقتدی ہوں اور ایک امام)(ترمذی)

١١١٢ - (٧) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ: اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ' وَقَامَ عَلٰی دُكَّانٍ یُّصَلِّیْ وَالنَّاسُ اَسْفَلُ مِنْهُ' فَتَقَدَّمَ حُذَیْفَةُ فَاَخَذَ عَلٰی یَدَیْهِ' فَاتَّبَعَهٗ عَمَّارٌ حَتّٰی اَنْزَلَهٗ حُذَیْفَةُ' فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِّنْ صَلَاتِهٖ' قَالَ لَهٗ حُذَیْفَةُ: اَلَمْ تَسْمَعْ

۱۱۱۲۔(۷) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے مدائن میں لوگوں کی امامت کرائی اور دکان پر کھڑے ہوگئے۔(یعنی اونچی جگہ چبوترے پر کھڑے ہو کے نماز پڑھانی شروع کردی) اور لوگ (یعنی مقتدی) ان کے نیچے کھڑے ہوئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی آگے بڑھ گئے اور عمار رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتار دیا' چنانچہ وہ نیچے اتر آئے اور نیچے اتر کر سب کو نماز

١١٠٩ - صحیح مسلم کتاب المساجد باب جواز الجماعة فی النافلة (٦٦٠) [١٥٠٢]

١١١٠ - صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا رکع دون الصف (٧٨٣)

١١١١ - اسناده ضعیف' سنن الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الرجل یصلی مع الرجلین (٢٣٣)' اسماعیل بن مسلم ضعیف اور حسن بصری مدلس ہیں اور عن سے بیان کررہے ہیں۔

١١١٢ - اسناده ضعیف' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب الامام یقوم مکانا ارفع من مکان القوم (٥٩٨)' ابوخالد اور رجل دونوں مجہول ہیں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِیْ مَقَامٍ اَرْفَعَ مِنْ مَّقَامِهِمْ' اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ))؟ فَقَالَ عَمَّارٌ: لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ اَخَذْتَ عَلٰى يَدَیَّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

پڑھائی' جب نماز سے فارغ ہو گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ مقتدیوں سے اونچی جگہ نہ کھڑا ہو' یا اس قسم کا کوئی لفظ فرمایا' تو عمار نے حذیفہ کو جواب دیا کہ اسی وجہ سے میں نے تمہاری تابعداری کی' (یعنی جب آپ نے مجھے ہاتھ پکڑ کر نیچے اتارنا چاہا تو میں اتر آیا اور کسی قسم کا حیلہ بہانہ نہیں کیا۔) (ابوداؤد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں ہموار زمین پر کھڑے ہوں اور امام اونچی جگہ نہ کھڑا ہو' کیونکہ ایسی صورت میں اہل کتاب کی مشابہت لازم آتی ہے' لیکن اگر نماز کی تعلیم دینے کے لیے ممبر یا کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر پڑھائے تو درست ہے' جیسا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی' یعنی قیام رکوع ممبر پر کیا اور سجدہ کرنے کے لیے نیچے اتر آئے۔ جیسا کہ نیچے والی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

امام کا نماز میں اونچی جگہ کھڑا ہونا

١١١٣۔ (٨) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ' اَنَّهٗ سُئِلَ: مِنْ اَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ؟ فَقَالَ: هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ' عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَّوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ' فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ' فَقَرَأَ وَرَكَعَ' وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهٗ' ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ' ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى' حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ' وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوُهٗ" وَقَالَ فِیْ آخِرِهٖ: فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ' فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِیْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِیْ))

١١١٣۔ (٨) حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ممبر کس لکڑی سے بنایا گیا تھا' تو انھوں نے بتایا کہ وہ منبر غابہ جنگل کے جھاؤ لکڑی کا تھا' جس کو فلاں شخص نے تیار کیا تھا جو فلاں عورت کا آزاد شدہ غلام تھا (یعنی اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جھاؤ درخت کا ممبر بنایا۔) جب یہ مسجد میں لا کر رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے' قبلے کی طرف منہ کر کے تکبیر تحریمہ فرمائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے' آپ نے ممبر پر ہی قرأت کی اور رکوع کیا' اور آپ کے پیچھے لوگوں نے بھی رکوع کیا' پھر رکوع سے آپ نے سر اٹھایا' پھر آپ پیچھے ہٹے (یعنی الٹے پاؤں زمین پر اتر آئے) اور زمین پر سجدہ کیا' پھر آپ منبر پر لوٹ آئے (یعنی اوپر چڑھ گئے) پھر منبر ہی پر قرآن مجید پڑھا' پھر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا' پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور زمین پر اتر کر سجدہ کیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لوگو! یہ کام میں نے اس لیے کیا ہے' تاکہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سے خبردار ہو جاؤ۔ (بخاری مسلم)

١١١٤۔ (٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حُجْرَتِهٖ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهٖ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجْرَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

١١١٤۔ (٩) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے میں نماز پڑھی اور لوگوں نے حجرے کے باہر آپ کی اقتدا کر کے نماز پڑھی جیسا کہ رمضان میں تراویح وغیرہ کے موقع پر کیا۔ (ابوداؤد)

١١١٣۔ صحيح بخاری كتاب الجمعة باب الخطبة على المنبر (٩١٧)' مسلم (٥٤٤)

١١١٤۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب الرجل ياتم بالامام وبينهما جدار (١١٢٦)' بخاری (٧٢٩)' مسلم (٧٦١) مطولاً

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

جب مرد اور عورتیں جمع ہوں تو صف بندی کی ترتیب کیسی ہو

١١١٥ ـ (١٠) عَنْ اَبِیْ مَالِکِنِ الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: اَلا اُحَدِّثُکُمْ بِصَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: اَقَامَ الصَّلَاۃَ، وَصَفَّ الرِّجَالُ، وَصَفَّ خَلْفَھُمُ الْغِلْمَانَ، ثُمَّ صَلّٰی بِھِمْ، فَذَکَرَ صَلَاتَہٗ، ثُمَّ قَالَ: ((ھٰکَذَا صَلَاۃُ)). قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی: لَا اَحْسِبُہٗ اِلَّا قَالَ: ((اُمَّتِیْ)). رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۱۱۱۵۔ (۱۰) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت سے آگاہ نہ کروں؟ (یعنی تم لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی نماز کی کیفیت کو بیان کرتا ہوں) آپ نے نماز قائم کی، اپنے پیچھے پہلے مردوں کی صف بنائی پھر ان مردوں کی صف کے بعد لڑکوں کی صف بنائی، صف بندی ہو جانے کے بعد نماز پڑھائی، اسی طرح سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا، اس کے بعد انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی نماز اسی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

صف بندی کی ترتیب کا مزید بیان

١١١٦ ـ (١١) وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَیْنَا اَنَا فِی الْمَسْجِدِ، فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَجَبَذَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِیْ جَبْذَۃً فَنَحَّانِیْ، وَقَامَ مَقَامِیْ، فَوَاللّٰہِ مَا عَقَلْتُ صَلَاتِیْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ، اِذَا ھُوَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ. فَقَالَ: یَافَتٰی! لَا یَسُوْءُکَ اللّٰہُ، اِنَّ ھٰذَا عَھْدٌ مِّنَ النَّبِیِّ ﷺ اِلَیْنَا اَنْ نَلِیَہٗ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ، فَقَالَ: ھَلَکَ اَھْلُ الْعَقْدِ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ، ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰہِ مَا عَلَیْھِمْ آسٰی؛ وَلٰکِنْ آسٰی عَلٰی مَنْ اَضَلُّوْا. قُلْتُ: یَا اَبَا یَعْقُوْبَ! مَا تَعْنِیْ بِاَھْلِ الْعَقْدِ؟ قَالَ: اَلْاُمَرَاءُ. رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

۱۱۱۶۔ (۱۱) حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں سب سے اگلی صف میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے پیچھے کھینچ لیا اور اس جگہ سے مجھے ہٹا کر میری جگہ اگلی صف میں کھڑا ہو گیا اور مجھے پچھلی صف میں کھڑا کر دیا خدا کی قسم اس حرکت کی وجہ سے مجھے غصہ آ گیا، اور غصہ کی وجہ سے مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو دیکھا وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تھے، انھوں نے مجھ سے فرمایا، صاحبزادے، ہمیں رسول اللہ ﷺ یہ وصیت فرمائی ہے کہ ہم عاقل، بالغ آپ کے (یعنی امام کے) قریب کھڑے ہوں (اور بچے پچھلی صف میں کھڑے ہوں) اس کے بعد انھوں نے قبلہ کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم سردار لوگ برباد ہو گئے، اسی طرح سے تین بار فرمایا، پھر کہا، خدا کی قسم میں ان سرداروں پر رنج و غم نہیں کرتا، بلکہ مجھے ان پر رنج ہے جن کو یہ لوگ گمراہ کرتے ہیں، انہی ابی بن کعب سے میں نے دریافت کیا جن کی کنیت ابو یعقوب تھی) کہ اہل عقد سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ تو فرمایا امراء اور سردار لوگ مراد ہیں۔ (نسائی)

❁❁❁❁

١١١٥ ـ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب مقام البیان من الصف (٦٧٧)، شہر بن حوشب حسن الحدیث راوی ہے۔

١١١٦ ـ اسنادہ صحیح، سنن النسائی کتاب الامامۃ باب من یلی الامام ثم الذی یلیہ (٨٠٩)، ابن خزیمہ (١٥٧٣)، ابن حبان (٣٩٨)

(۲۶) بَابُ الْاِمَامَةِ

امامت کا بیان

امام سردار و حاکم کو کہتے ہیں' یہاں امام سے وہ شخص مراد ہے جو نمازیوں کو نماز پڑھائے۔ اور سب نمازی اس کے مقتدی اور تابعدار کہلاتے ہیں' امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو عالم باعمل ہو' یعنی شرعی مسائل کا جاننے والا ہو (قرآن وحدیث سے واقف ہو) اور قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو' قرآن وحدیث پر عامل اور متقی و پرہیز گار خوش خلق' وشریف اور زیادہ عمر والا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((اجعلوا ائمتکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم .)) (دار قطنی)

''اپنے بہترین آدمیوں کو امام بنایا کرو' کیونکہ وہ تمہارے اور خدا کے درمیان وکیل ہے اور تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔''

((ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤ مکم .)) (طبرانی)

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو بہترین' پرہیز گار آدمیوں کو امام بناؤ۔''

اور آپ نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو ایک امام بن جائے' اور امامت کے زیادہ قابل وہ ہے جو قرآن مجید کو سب سے زیادہ اچھا پڑھتا ہو۔'' (مسلم) اور فرمایا امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد ہو' اور اگر قرآن مجید کے پڑھنے میں سب برابر ہوں' تو وہ شخص زیادہ حق دار ہے جو سنت سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو' اور اگر کتاب وسنت میں سب برابر ہوں تو وہ زیادہ مستحق ہے جو سب سے پہلے ہجرت کر کے آیا ہو' اور اگر ان سب باتوں میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ عمر والا امام ہو۔ (مسلم شریف)

ان سب کی دلیلیں مندرجہ ذیل احادیث میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز میں امامت کا حق دار کون؟

۱۱۱۷۔ (۱) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ؛ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ؛ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً؛ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا۔ وَلَا یُؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ۔

۱۱۱۷۔ (۱) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو سب سے زیادہ اچھا قرآن مجید کا پڑھنے والا ہو' اگر پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا زیادہ جاننے والا ہو' اگر سنت کے جاننے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سب سے پہلے ہجرت کر کے آیا' اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ بڑی عمر والا امامت کرائے اور کوئی

۱۱۱۷۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب من أحق بالامامة (۶۷۳) [۱۵۳۲]

وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: ((وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهٖ))۔

شخص کسی شخص کی سلطنت وحکومت میں امامت نہ کرائے اور نہ کوئی شخص کسی شخص کے گھر اس کے مسند پر بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کے گھر میں اس کی امامت نہ کرائے۔ (مسلم)

توضیح:...... سنت سے مراد حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو حدیث جانتا تھا وہ قرآن بھی جانتا تھا، یعنی قرآن وحدیث دونوں کا عالم ہوتا تھا، لہٰذا قرآن وحدیث کے عالم کو امام بنانا چاہیے۔ اگر سبھی قرآن وحدیث کے جاننے والے ہوں، تو حافظ عالم کو ترجیح دی جائے گی، اسی حدیث میں جو درجہ بدرجہ آیا ہے اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ اور دوسرے کی حکومت وسلطنت میں امامت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر حقیقتاً حاکم و بادشاہ ہو اور وہ نماز پڑھاتا ہو، تو اس کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے کوئی دوسرا امامت نہ کرائے، کیونکہ اس صورت میں اس کی خیانت ہوگی، اور اگر کوئی کسی جگہ کا امام مقرر ہے اور منتخب ہے تو بغیر اس کی مرضی اور اجازت کے دوسرے کو امامت کرنے کا حق نہیں ہے، ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح سے جب کسی کے گھر جائے تو بغیر اس کی اجازت کے اس کی مسند اور اس کی مخصوص جگہ پر نہ بیٹھے، ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اپنی مسند چھوڑ دے اور احتراماً اس کو بٹھانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو کسی سے ملنے کے لیے کسی کے گھر جائے تو گھر کا مالک ہی امامت کرائے ملنے والا خود بخود امام نہ بنے، ہاں البتہ اگر گھر کا مالک اپنی خوشی سے نماز پڑھانے کے لیے کہے تو اس کی اجازت سے امام بن سکتا ہے، اور اگر گھر والے جاہل اور کتاب وسنت سے ناواقف ہوں اور آنے والا عالم باعمل متقی پرہیز گار ہو تو ان کو تعلیم دینے کے لیے امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے۔

جب تین افراد ہوں تو نماز باجماعت کا اہتمام کریں

۱۱۱۸۔ (۲) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ، وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَأُهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ فِيْ بَابٍ بَعْدَ بَابِ فَضْلِ الْاَذَانِ۔

۱۱۱۸۔ (۲) حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امام ہو جائے، اور جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہے وہی امامت کا مستحق ہے۔ (مسلم) حضرت مالک بن حویرث کی حدیث باب فضل اذان کے بعد کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۱۱۱۹۔ (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّائُكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۱۹۔ (۳) حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے اچھا ہو وہ اذان دے اور جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو وہ امام بنے۔ (ابوداود)

۱۱۱۸۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب من أحق بالإمامة ٦٧٢ [١٥٢٩]

۱۱۱۹۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب من أحق بالامامة (٥٩٠)، ابن ماجه (٧٢٦)، حسین بن عیسیٰ الحنفی ضعیف راوی ہے امام بخاری نے فرمایا ''یہ حدیث منکر ہے''

مقررہ امام ہی امامت کا زیادہ حق دار ہے

١١٢٠ - (٤) وَعَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ الْعُقَيْلِيِّ، قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ يَأْتِيْنَا اِلٰى مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا، قَالَ اَبُوْ عَطِيَّةَ: فَقُلْنَا لَهٗ: تَقَدَّمْ فَصَلِّهِ قَالَ لَنَا: قَدِّمُوْا رَجُلًا مِّنْكُمْ يُصَلِّىْ بِكُمْ، وَسَاُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا اُصَلِّىْ بِكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ، وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ. اِلَّا اَنَّهُ اقْتَصَرَ عَلٰى لَفْظِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

١١٢٠- (۴) حضرت ابوعطیہ عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ملاقات کے لیے ہماری مسجد میں تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنانے لگے' اسی اثناء میں نماز کا وقت ہو گیا' ابوعطیہ نے کہا ہم لوگوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے' انھوں نے ہم سے فرمایا' کہ تم اپنے میں سے کسی آدمی کو آگے بڑھا دو' وہ تمہیں نماز پڑھائے اور میں تم کو بتاؤں گا کہ میں تم کو نماز کیوں نہیں پڑھاتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی قوم سے ملنے کے لیے جائے' تو وہ ان کی امامت نہ کرائے' بلکہ انہی میں سے کوئی آدمی ان کی امامت کرائے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

اس چیز کا بیان کہ امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

١١٢١ - (٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِبْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ اَعْمٰى. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

١١٢١- (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے امام بنا دیا۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... یعنی کسی غزوہ میں آپ تشریف لے جانے لگے تو اپنا قائم مقام نماز پڑھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا' حالانکہ وہ نابینا تھے' اس سے پتہ چلتا ہے کہ نابینا آدمی جب کہ اس میں امامت کی صلاحیت ہو اور طہارت وغیرہ کا خیال رکھتا ہو' وہ نماز پڑھا سکتا ہے۔

ان تین افراد کا بیان جن کی نماز قبول نہیں

١١٢٢ - (٦) وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ: اَلْعَبْدُ الْآبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ، وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

١١٢٢- (۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں' جن کی نماز ان کے کان سے اوپر نہیں ہوتی' (یعنی ان کی نماز قبول نہیں ہوتی) (۱) اول بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے (۲) دوسری وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا خاوند اس سے ناراض رہا (۳) تیسرا وہ امام جس سے مقتدی (اس کے فسق و فجور کی وجہ سے) ناخوش ہوں۔

١١٢٣ - (٧) وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

١١٢٣- (۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١١٢٠ـ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب امامة الزائر (٥٩٦)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فيمن زار قومًا لا يصلى بهم (٣٥٦)، النسائى كتاب الامامة باب إمامة الزائر (٧٨٨)

١١٢١ـ صحيح سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب إمامة الاعمى (٥٩٥)، ابن حبان (٣٧٠)

١١٢٢ـ اسناده حسن، سنن الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فيمن ام قومًا وهم له كارهون (٣٦٠)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ: مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا۔ وَالدِّبَارُ: أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوْتَهُ۔ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

نے فرمایا: تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، ایک وہ امام جو لوگوں کی امامت کراتا ہو اور لوگ (اس کی بد چلنی کی وجہ سے) اس سے ناخوش ہوں، اور دوسرا وہ جو نماز کو وقت سے پیچھے ڈال دے (یعنی نماز بلا عذر قضا کر کے پڑھے) اور تیسرا وہ جو کسی آزاد کو غلام بنائے۔ (ابوداوٗد)

١١٢٤۔ (٨) وَعَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ ؓ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ إِمَامًا يُصَلِّيْ بِهِمْ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ.

١١٢۴۔ (٨) حضرت سلامہ بنت حر ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مسجد والے امامت کو ایک دوسرے کے اوپر ڈالیں گے (یعنی اپنے کو اہل نہ سمجھ کر امامت سے گریز کریں گے) اور کوئی نماز پڑھانے والے (امام کو نہیں پائیں گے۔ (احمد، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

١١٢٥۔ (٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيْرٍ، بَرًّا كَانَ أَوْفَاجِرًا، وَّإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ، بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَّإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، بَرًّا كَانَ أَوْفَاجِرًا، وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

١١٢۵۔ (٩) حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر جہاد کرنا واجب ہے۔ ہر امیر کے ساتھ خواہ اچھا ہو، خواہ برا، اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو۔ اور نماز واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ نیک ہو یا بد اگرچہ وگناہ کبیرہ کرتا ہو۔ اور نماز (یعنی جنازے کی نماز) ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا برا، اگرچہ اس نے گناہ کبیرہ کیا ہو۔ (ابوداوٗد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

بچے کو امام بنانا کیسا ہے

١١٢٦۔ (١٠) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ ؓ قَالَ: كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرِّ النَّاسِ، يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ نَسْأَلُهُمْ: مَا لِلنَّاسِ مَالِلنَّاسِ؟ مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ:

١١٢٦۔ (١٠) حضرت عمرو بن سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک پانی کے کنارے رہتے تھے جو لوگوں کی گزرگاہ تھی قافلے ادھر سے ادھر آتے جاتے وقت اس پانی کے پاس ٹھہرتے، ہم ان گذرنے والوں سے پوچھتے

١١٢٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون (٥٩٣)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب من أم قوما وهم له كارهون (٩٧٠)، عبدالرحمٰن بن زیادہ الأفریقی ضعیف اور عمران المعافری مجہول راوی ہے۔

١١٢٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب فی كراهية التنافع على الامة (٥٨١)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما يجب على الامام (٩٨٢)، امام غراب اور عقیلہ دونوں مجہولہ ہیں۔

١١٢٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الجهاد باب فی الغزو مع ائمة الجور (٥٩٤)، (٢٥٣٣) یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ مکحول کی سیدنا ابوہریرہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

١١٢٦۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب ٥٢ (٤٣٠٣)

يَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهُ، اَوْحٰى اِلَيْهِ، اَوْحٰى اِلَيْهِ كَذَا. فَكُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ، فَكَاَنَّمَا يُغْرٰى فِىْ صَدْرِىْ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ. فَيَقُوْلُوْنَ: اُتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ، فَاِنَّهُ اِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِىٌّ صَادِقٌ. فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ، بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ، وَبَدَرَ اَبِىْ قَوْمِىْ بِاِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِىِّ حَقًّا، فَقَالَ: ((صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِىْ حِيْنِ كَذَا، وَصَلَاةَ كَذَا فِىْ حِيْنِ كَذَا، فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا)) فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرَ قُرْآنًا مِّنِّىْ لَمَّا كُنْتُ اَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ. فَقَدَّمُوْنِىْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ، وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْسَبْعِ سِنِيْنَ، وَكَانَتْ عَلَىَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ اِذَا سَجَدْتُّ تَقَلَّصَتْ عَنِّىْ فَقَالَتْ امْرَاَةٌ مِّنَ الْحَيِّ: اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ؟! فَاشْتَرَوْا، فَقَطَعُوْا لِىْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَىْءٍ فَرَحِىْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ. رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

رہتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یعنی ایک (اسلام) مذہب مکہ سے چالو ہوا ہے' لوگ مسلمان ہو رہے ہیں یا نہیں اور وہ آدمی جو اسلام پیش کر رہا ہے اس کا کیا حال ہے اور اس کی نسبت لوگ کیا کہتے ہیں؟) تو وہ قافلے والے کہتے تھے کہ وہ اسلام پیش کرنے والا یہ کہتا ہے کہ خدا نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر وحی اتارتا ہے (اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں) اسی طرح وہ لوگ وحی اور قرآن مجید پڑھ پڑھ کر سناتے تھے' اور میں اس وحی اور قرآن کو زبانی یاد کر لیتا تھا' گویا میرے سینے میں قرآن چمٹ جاتا تھا (یعنی سن سن کر قرآن مجید مجھے خوب یاد ہو جاتا تھا) اور عرب کے لوگ اس وقت اسلام لانے کے لیے فتح مکہ کا انتظار کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس نبی کو اور اس کی قوم کو ابھی چھوڑ دو اگر یہ سب پر غالب ہو گیا تو سچا نبی ہے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی' میرے باپ نے بھی اپنی قوم پر اسلام لانے کی پیش قدمی کی' (یعنی میرا باپ مسلمان ہو کر مکے سے اپنے وطن آیا) تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نبی کے پاس سے تمہارے لیے حق لے کر آیا ہوں' تو اس نے کہا کہ آپ نے حکم دیا ہے کہ فلاں وقت میں اتنی نمازیں پڑھو' فلاں وقت میں اتنی نمازیں پڑھو' جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک آدمی اذان دے اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو وہ تمہاری امامت کرائے' تو اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ مجھ سے زیادہ قرآن مجید پڑھا ہوا کوئی نہیں ملا' (کیونکہ میں پہلے ہی سے آنے جانے والے مسافروں سے سن سن کر قرآن مجید زیادہ یاد کر چکا تھا) چنانچہ ان لوگوں نے مجھے آگے بڑھا دیا' تو اس وقت میری چھ سات برس کی عمر تھی' اس وقت میرے جسم پر ایک چادر تھی' جب میں سجدہ کرتا تو وہ چادر سمٹ جاتی اور میرے ستر کا کچھ حصہ کھل جاتا' یہ کیفیت دیکھ کر محلے کی ایک خاتون نے کہا کہ تم اپنے امام کے ستر کو ہم سے کیوں نہیں چھپا دیتے؟ تو اس وقت لوگوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے کرتا تیار کیا جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ (بخاری)

توضیح:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی جگہ بالغ لوگوں میں سے کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے اور نہ امامت کے قابل ہے' اور وہاں پر کوئی نابالغ بچہ حافظ قرآن اور نماز کے مسئلوں سے واقف ہے تو وہ بڑوں کی امامت کرا سکتا ہے اور اس کے پیچھے فرض' نفل نماز پڑھنا درست ہے۔

۱۱۲۷۔ (۱۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ، كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ، وَفِيْهِمْ عُمَرُ،

۱۱۲۷۔ (۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ شروع شروع میں آئے تھے تو ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور اس وقت مقتدیوں میں عمر رضی اللہ عنہ

۱۱۲۷۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب امامة العبد والمولی (۶۹۲)

وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالْأَسَدِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آزاد شدہ غلام (بشرط اہلیت) امامت کرا سکتا ہے۔

۱۱۲۸۔ (۱۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَّا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوْسِهِمْ شِبْرًا: رَّجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ، وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۲۸۔ (۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سر کے ایک بالشت اوپر نہیں چڑھتی (یعنی ان کی نماز قبول نہیں ہوتی) ایک وہ امام جس سے لوگ ناخوش ہوں اور دوسری وہ عورت جو رات گزارے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور تیسرے وہ دونوں بھائی جو آپس کی ناراضگی کی وجہ سے سلام و کلام بند کیے ہوں۔ (ابن ماجہ)

۱۱۲۸۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب من ام قومًا وهم له كارهون (۹۷۱)، عبیدہ بن اسود مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

(۲۷) بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام پر کیا لازم ہے؟

یعنی امام کے ذمے کیا کیا باتیں ضروری ہیں کہ وہ لوگوں کی رعایت رکھے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز کی تخفیف کا بیان

۱۱۲۹۔ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قُطُّ اَخَفَّ صَلَاةً وَّلَا اَتَمَّ صَلَاةً مِّنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۹۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی ایسی ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی، جیسی ہلکی اور کامل نماز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو آپ ہلکی نماز کر دیتے، اس خوف سے کہ اس کی ماں تشویش میں اور پریشانی میں نہ پڑے۔ (بخاری مسلم) یعنی نماز میں عورتیں بھی شریک ہوتیں، ان کے ساتھ ان کے بچے بھی ہوتے، وہ بعض دفعہ رونے لگتے تو ماں کی رعایت کر کے نماز ہلکی کر دیتے تھے، زیادہ لمبی نہیں کرتے تھے تا کہ بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں پریشان نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مقتدیوں کی خاص رعایت رکھے۔

۱۱۳۰۔ (۲) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ، مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۳۰۔ (۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نماز میں داخل ہو جاتا ہوں اور لمبی نماز پڑھانا چاہتا ہوں، تو میں بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے کی وجہ سے ماں بہت پریشان ہو جائے گی (اور اس کی نماز کا خشوع وخضوع جاتا رہے گا۔) (بخاری)

۱۱۳۱۔ (۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ

۱۱۳۱۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی اور مختصر نماز پڑھائے، کیونکہ مقتدیوں میں کوئی بیمار ہو گا اور کوئی کمزور ہو گا اور کوئی بوڑھا، اور

۱۱۲۹۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبی (۷۰۸)، مسلم کتاب الصلاة باب امر الائمة بتخفیف الصلاة ٤٦٩ [۱۰۵٤]

۱۱۳۰۔ صحیح بخاری کتاب الاذان من أخف الصلاة (۷۰۹)، مسلم (٤۷۰) [۱۰۵٦]

۱۱۳۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء (۷۰۳)، مسلم کتاب الصلاة باب امر الائمة بتخفیف الصلاة (٤٦۷) [۱۰٤٦]

وَالْكَبِيْرَ۔ وَإِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر ممکن ہو لمبی کر کے پڑھے۔ (بخاری، مسلم)

١١٣٢۔ (٤) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُوْمَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا، فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ؛ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ؛ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ، وَالْكَبِيْرَ، وَذَاالْحَاجَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١١٣٢۔ (٤) حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی کہ ایک شخص نے کہا، خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص کی وجہ سے میں صبح کی نماز میں دیر کر دیتا ہوں اس لیے کہ وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جس میں ایسی لمبی نماز پڑھانے والوں پر بہت سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ اس قدر ناراضگی میں نے کبھی نہیں دیکھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ لمبی نماز پڑھا کر نفرت دلانے والے ہیں، جو لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ لوگوں میں کوئی کمزور، کوئی بوڑھا، کوئی حاجت مند ہوگا۔ (بخاری مسلم)

امام نماز کی درستگی میں ذمہ دار ہے

١١٣٣۔ (٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ، وَاِنْ اَخْطَأُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١١٣٣۔ (٥) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے امام تم کو نماز پڑھائیں گے اگر وہ ٹھیک نماز پڑھائیں گے تو اس کا فائدہ تمہارے لیے بھی ہے اور ان کے لیے بھی، اور اگر انھوں نے خطا کر کے نماز پڑھائی (یعنی بے قاعدگی سے پڑھائی) تو تمہاری نماز ہو جائے گی اور ان پر وبال ہوگا۔ (بخاری) اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نماز کی تخفیف کا مزید بیان

١١٣٤۔ (٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: آخِرُ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَرِوَايَةٍ لَهٗ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: لَهٗ:

١١٣٤۔ (٦) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آخری وصیت فرمائی ہے کہ جب تم کسی قوم کو نماز پڑھاؤ تو ہلکی نماز پڑھاؤ (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی العاص سے فرمایا کہ اپنی

١١٣٢۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب تخفیف الامام فی القیام (٧٠٢)، مسلم کتاب الصلاة باب أمر الائمة بتخفیف الصلاة (٤٦٦) [١٠٤٤]

١١٣٣۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا لم یتم الامام واتم من خلفه (٦٩٤)

١١٣٤۔ صحیح مسلم کتاب الصلاة باب امر الائمة بتخفیف الصلاة (٤٦٨)، (١٠٥١)

((أُمَّ قَـوْمَكَ))۔ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَجِـدُ فِـیْ نَـفْسِـیْ شَيْـئًـا۔ قَـالَ: ((ادْنُـهْ))، فَاَجْلَسَنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِیْ صَدْرِیْ بَيْـنَ ثَـدْيَـیَّ، ثُمَّ قَالَ: ((تَحَوَّلْ))، فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَيْنَ كَتِفَیَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أُمَّ قَوْمَكَ، فَمَنْ اَمَّ قَـوْمًـا فَـلْيُـخَفِّفْ، فَاِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيْرَ، وَاِنَّ فِيهِمُ الْـمَـرِيْضَ۔ وَاِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيْفَ، وَاِنَّ فِيهِمْ ذَا الْـحَـاجَةِ، فَـاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَاحِدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ))۔

قوم کا امام بن کر نماز پڑھایا کرو۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں' یعنی میں امامت کے حق ادا کرنے سے عاجز اور قاصر ہوں' یا مجھے گھمنڈ اور تکبر پیدا ہو جائے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ' آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا' اور آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا' میری طرف پیٹھ پھیرو تو آپ ﷺ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا' پھر فرمایا تم اپنی قوم کی امامت کراؤ' جو شخص کسی قوم کا امام بنے تو اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہئے' کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے' بیمار' کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں' جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے پڑھے۔

١١٣٥۔ (٧) وَعَـنِ ابْـنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَـالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيْفِ، وَيَؤُمُّنَا بِ (الصَّآفَّاتِ)۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ۔

۱۱۳۵۔ (۷) حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز ہلکی کرنے کا حکم دیتے تھے اور آپ ﷺ سورہ صافات کے ساتھ ہماری امامت کرتے تھے۔ (نسائی)

توضیح:...... ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے' کیونکہ تخفیف اور صافات پڑھنے میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ آپ ﷺ قرآن مجید کے حافظ تھے اور ماہر تھے' لمبی صورت بھی پڑھنے میں چھوٹی سی ہو جاتی تھی' معجزے کے طور پر۔

❁❁❁❁

١١٣٥۔ اسناده صحيح' سنن النسائى كتاب الامامة باب الرخصة بلامام فى التطويل (٨٢٧)' ابن خزيمه (١٦٠٦)' ابن حبان (١٨١٤)

(۲۸) بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوْقِ

مقتدی کے ذمے کیا ضروری ہے اور مسبوق کا کیا حکم ہے؟

اقتدا کے معنی پیروی و تابعداری کرنے کے ہیں اور امام کی تابعداری میں نماز پڑھنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔ اور مقتدی کی تین قسمیں ہیں (۱) مدرک (۲) مسبوق (۳) لاحق۔ جسے امام کے ساتھ شروع سے آخر تک پوری نماز ملے اور کوئی رکعت نہ چھوٹے اسے مدرک کہتے ہیں۔ اور جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد ایک یا کئی رکعتیں اس طرح جاتی رہی ہوں جسے امام کے ساتھ شروع سے شریک تو ہے لیکن قعدہ وغیرہ میں اتنی دیر تک سوتا رہے کہ امام کے ساتھ ایک دو رکعتیں اور بھی پڑھ لے اس کو لاحق کہتے ہیں' مسبوق اور لاحق کا حکم یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرے' مقتدی امام کے ہر رکن کی پیروی کرے' اور ہر رکن کو امام کے پیچھے پیچھے ادا کرے' کوئی رکن امام سے پہلے یا اس کے ساتھ ہرگز ادا نہ کرے' امام کے رکوع میں چلے جانے کے بعد رکوع میں جائے' سجدے میں پہنچنے کے بعد سجدے میں جائے' ان سب کی دلیلیں ذیل کی احادیث میں پڑھیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

امام کی اقتدا ضروری ہے

١١٣٦ـ (١) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْاَرْضِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۶۔ (۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے جب آپ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ کو نہیں جھکاتا یہاں تک کہ نبی ﷺ اپنی پیشانی مبارک کو زمین پر رکھ دیتے (بخاری مسلم) یعنی سجدے میں جب آپ پہنچ جاتے' تب ہم لوگ سجدہ کرنے کے لیے جھکتے۔

١١٣٧ـ (٢) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ' فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّىْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ' وَلَا بِالسُّجُوْدِ' وَلَا بِالْقِيَامِ' وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ؛ فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ

۱۱۳۷۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی' جب نماز سے آپ فارغ ہو گئے تو ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کہ لوگو! میں تمہارا امام ہوں' تم مجھ سے پہلے رکوع میں نہ جاؤ' مجھ سے پہلے سجدے میں نہ جاؤ' نہ مجھ سے پہلے کھڑے ہو' نہ مجھ سے پہلے فارغ ہو' میں تم کو اپنے آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (مسلم)

١١٣٦ـ صحيح بخارى كتاب الاذان باب السجود على سبعة اعظم (٨١١)' مسلم كتاب الصلاة باب متابعة الامام (٤٧٤)[١٠٦٢]

١١٣٧ـ صحيح مسلم كتاب الصلاة باب تحريم سبق الامام بركوع أو سجود (٤٢٦)[٩٦١]

اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِی))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۸۔ (۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُبَادِرُوْا الْاِمَامَ: اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَاِذَا قَالَ:﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ، وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ: ((وَاِذَا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾))۔

۱۱۳۸۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم امام سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔ جب ''امام اللہ اکبر'' کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو' جب وہ ولا الضالین پڑھے تو آمین کہو' جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو' جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''ربنا لك الحمد'' پڑھو۔ (بخاری' مسلم) لیکن بخاری میں ''اذا قال و لا الضالین'' نہیں ہے۔

امام بنانے کا اصل مقصد اس کی اقتدا ہے

۱۱۳۹۔ (٤) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا، فَصُرِعَ عَنْهُ، فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ، فَصَلّٰى صَلَاةً مِّنَ الصَّلَوٰتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ:((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، فَقُوْلُوْا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ))۔ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَوْلُهٗ: ((اِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا)) هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرُهُمْ بِالْقُعُوْدِ، وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ اِلٰى ((اَجْمَعُوْنَ))۔ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ۔ ((فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ۔ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا))۔

۱۱۳۹۔ (۴) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے کے اوپر سوار ہو گئے پس اس پر سے گر پڑے جس سے آپ کا داہنا پہلو زخمی ہو گیا تو آپ ﷺ نے کئی نمازیں بیٹھ کر پڑھائیں اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نمازیں ادا کیں' نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتدا کی جائے' جب وہ کھڑا ہو کر پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو' جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ' اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو جب وہ نماز بیٹھ کر پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔ یہ پہلی بیماری میں ارشاد فرمایا' اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے رہے' آپ نے انھیں بیٹھنے کا حکم نہیں دیا' تو آپ کا یہ آخری فعل لیا جائے گا (بخاری) مسلم میں یہ روایت ''صلوا جلوسا اجمعون تک'' اور ایک ہے اور ایک یعنی پہلا حکم منسوخ ہے اور یہ ناسخ۔ (بخاری' مسلم) روایت میں ہے فلا تختلفوا علیه و اذا سجدا فاسجدوا۔

۱۱۳۸۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل اللهم ربنا لك الحمد (۷۹۶) مختصرًا' مسلم کتاب الصلاة باب النهی عن بادرة الامام (٤١٥) [۹۳۲]

۱۱۳۹۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم به (٦٨٩)' مسلم کتاب الصلاة باب ائتمام الماموم بالامام (٤١١) [۹۲۱]

امام کا بیٹھ کر امامت کروانا

۱۱۴۰۔ (۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ: ((مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ))، فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ. ثُمَّ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ، حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهٗ، ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ، فَاَوْمَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ، وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ قَائِمًا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ قَاعِدًا، يَقْتَدِيْ اَبُوْ بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلَاةِ اَبِيْ بَكْرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا: يُسْمِعُ اَبُوْبَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ.

۱۱۴۰۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار پر گئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں نماز کی خبر دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لیے میری طرف سے حکم دے دو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان بیماری کے دنوں میں کئی نمازیں پڑھائیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں کچھ کمی محسوس فرمائی (یعنی سخت تکلیف جاتی رہی) اپنی طبیعت میں کچھ تخفیف پائی تو دو آدمیوں کے سہارے سے آپ کو مسجد کی طرف لے جایا گیا، اور کمزوری کی وجہ سے آپ کے پاؤں زمین میں خط کھینچتے چل رہے تھے۔ بہر حال آپ مسجد میں داخل ہو گئے، آپ کے پہنچنے کی آہٹ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سن لی، پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ ان کی جگہ کھڑے ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں، آپ تشریف لائے، ابوبکر کے بائیں جانب بیٹھ گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے کھڑے نماز پڑھتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے تھے، اور دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا کرتے رہے (بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر لوگوں کو تکبیر سناتے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور بیماری کی وجہ سے آواز کمزور تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکبر تھے یعنی اللہ اکبر زور زور سے کہتے تھے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اپنی بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے اور اگر امام کی آواز دور تک نہیں پہنچتی تو کوئی سمجھدار مقتدی انتقالات کی تکبیروں کو زور زور سے کہے تاکہ مقتدیوں کو ارکان کے انتقالات کی خبر ہو جائے۔

امام سے پہلے سر اٹھانے کا بیان

۱۱۴۱۔ (۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۴۱۔ (۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ شخص نہیں ڈرتا جو اپنے امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے۔ اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... یعنی امام سے پہلے نہ رکوع کرنا چاہیے اور نہ اس سے پہلے سر اٹھانا چاہیے، اگر کوئی امام سے پہلے سر اٹھائے گا تو اس نافرمانی کی وجہ سے ممکن ہے اللہ اس کی شکل وصورت کو گدھے کی شکل وصورت بنا دے۔ لہٰذا امام سے پہلے سر اٹھانے سے ڈرنا

۱۱۴۰۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم به (۶۸۷)، مسلم کتاب الصلاة باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر (۴۱۸)، [۹۳۶]

۱۱۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع راسه قبل الامام (۶۹۱)، مسلم کتاب الصلاة باب تحریم سبق الامام (۴۲۷) [۹۶۳]

چاہیے، جیسا کہ ایک مشہور محدث کا اس قسم کا واقعہ ہے کہ انھوں نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تھا تو ان کا چہرہ گدھے کے چہرے جیسا ہو گیا" اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مخالفت اور نافرمانی سے بچاتا رہے۔ (آمین)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

١١٤٢ ـ (٧) عَنْ عَلِيٍّ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا اَتَى اَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَالْاِمَامُ عَلَى حَالٍ، فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۱۴۲۔ (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے آئے تو جس حالت میں امام کو پائے اسی حالت میں شریک ہو جائے اور امام جو کرتا ہے وہی وہ بھی کرے۔ (ترمذی) یعنی اگر امام کو رکوع میں پایا تو رکوع میں شریک ہو جائے اگر سجدہ میں پایا تو سجدہ میں شریک ہو جائے اور جو امام کر رہا ہے وہی وہ بھی کرنے لگ جائے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

١١٤٣ ـ (٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ، فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهُ شَيْئًا، وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۴۳۔ (۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ میں شریک ہو جاؤ اور سجدہ کر لو اور اس سجدہ کو کچھ شمار نہ کرو (یعنی اس سجدے کے پانے کی وجہ سے کوئی مستقل رکعت نہ شمار کرو) اور جس نے جماعت کے ساتھ ایک رکعت پائی تو اس نے پوری نماز کا ثواب پالیا۔ (ابوداؤد)

یعنی ایک رکعت جماعت سے پانے کی وجہ سے پوری نماز کا ثواب مل جائے گا، لیکن باقی اور رکعتوں کا پڑھنا ضروری ہے۔

تکبیر تحریمہ پانے کی فضیلت کا بیان

١١٤٤ ـ (٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكَ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى، كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۴۴۔ (۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے چالیس دن جماعت کے ساتھ صرف اللہ ہی کے لیے نماز پڑھی اس طرح سے کہ تکبیر اولیٰ کو پاتا رہا، یعنی تکبیر تحریمہ سے آخری نماز تک شریک رہا اور چالیس دن لگاتار تکبیر اولیٰ میں شریک ہو کر نماز پڑھتا رہا تو اس کے لیے دو برائتیں لکھی جاتی ہیں، ایک جہنم سے، دوسری نفاق سے (یعنی جہنم سے نجات پا جائے گا اور نفاق سے بچ جائے گا۔)

١١٤٢ ـ حسن، سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما ذکر فی الرجل یدرك الامام وهو ساجد (٥٩١)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔
١١٤٣ ـ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب فی الرجل یتر الامام ساجدا (٨٩٣)، یحیٰی بن سلیمان ضعیف راوی ہے۔
١١٤٤ ـ حسن، سنن الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی فضل التکبیرة الاولی (٢٤١)، شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھیے: الصحیحه (١٩٧٩)

نماز کے لیے جلدی نکلنے کی ترغیب اور اس کا بیان

۱۱۴۵۔ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ، ثُمَّ رَاحَ، فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا؛ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَآئِيُّ۔

۱۱۴۵۔ (۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اچھا وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں پہنچا تو لوگوں کو پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی ثواب دے گا جتنا ان نماز پڑھنے والوں کو اور جماعت میں حاضر ہونے والوں کو دیا ہے اور ان کے ثوابوں میں سے کچھ ثواب نہیں کم کرے گا۔ (ابوداؤد، نسائی) یعنی حسن نیت اور اخلاص سے بعد میں پہنچنے کی وجہ سے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت کا اہتمام

۱۱۴۶۔ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((اَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيْ مَعَهٗ؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۴۶۔ (۱۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے یعنی جماعت ہو چکی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے اوپر صدقہ کرے؟ یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس بعد میں آنے والے شخص کو ستائیس درجہ جماعت کے ثواب کا صدقہ کرے گا۔ تو ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت کرنا جائز، بلکہ سنت ہے کیونکہ اس حدیث میں آپ نے ترغیب دلائی ہے۔ اگر تنہا پڑھتا تو ایک نماز کا ثواب پاتا، اور ایک آدمی کو اس کے ساتھ شریک کر کے جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا جس سے اس کو ستائیس نمازوں کے ادا کرنے کا ثواب ملا اور طبرانی میں ہے کہ ((ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ رای رجلا یصلی وحدہ فقال الا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ فقام رجل فصلی معہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھذان جماعۃ .)) (طبرانی) ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کہ تنہا نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ کوئی شخص اس پر صدقہ کر دے، اس کے ساتھ نماز پڑھے (تا کہ اس کو بھی جماعت کا ثواب مل جائے) ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھ لی، آپ نے فرمایا، ان دونوں کی یہ جماعت ہے۔'' ان حدیثوں سے دوسری جماعت کرنے کا ثبوت ملتا ہے، لیکن اس دوسری جماعت جائز یا سنت ہونے کے خیال میں پہلی جماعت میں شرکت سے ہرگز غفلت اور سستی نہ کرے، اور نہ دوسری جماعت کی عادت ڈالے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

امام کے انتظار کا بیان

۱۱۴۷۔ (۱۲) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ

۱۱۴۷۔ (۱۲) حضرت عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

۱۱۴۵۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب فیمن خرج یرید الصلاۃ فسبق بہا ۵۶۴، النسائی کتاب الإمامۃ باب حد ادراك الجماعۃ (۸۵۶)

۱۱۴۶۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب فی الجمع فی المسجد مرتین (۵۷۴)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ (۲۲۰)

قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ' فَقُلْتُ: اَلَا تُحَدِّثِيْنِىْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلٰى' ثَقُلَ النَّبِىُّ ﷺ' فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا؛ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ۔ فَقَالَ: ((ضَعُوْا لِىْ مَآءً فِى الْمِخْضَبِ)) قَالَ فَقُلْنَا' فَاغْتَسَلَ' فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ' فَأُغْمِىَ عَلَيْهِ' ثُمَّ اَفَاقَ' فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا؛ هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوْا لِىْ مَآءً فِى الْمِخْضَبِ))۔ قَالَ: فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ' فَأُغْمِىَ عَلَيْهِ' ثُمَّ اَفَاقَ' فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا' هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ضَعُوْا لِىْ مَآءً فِى الْمِخْضَبِ))۔ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ' فَأُغْمِىَ عَلَيْهِ' ثُمَّ اَفَاقَ' فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا؛ هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟۔ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِى الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِىَّ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ لِآخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِىُّ ﷺ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ: بِاَنْ يُّصَلِّىَ بِالنَّاسِ' فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ' فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّىْ بِالنَّاسِ۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ۔ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا۔ يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ۔ فَقَالَهُ عُمَرُ: اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامِ۔ ثُمَّ اِنَّ النَّبِىَّ ﷺ وَجَدَ فِىْ نَفْسِهٖ خِفَّةً' وَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ' وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ' فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ' فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِىُّ ﷺ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ. قَالَ: ((اَجْلِسَانِىْ اِلٰى جَنْبِهٖ))، فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں بتلا سکتی ہیں' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' ہاں میں بتا سکتی ہوں' اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری زیادہ سخت ہو گئی اور اس بیماری کی وجہ سے نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں نہ جا سکے' تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے غسل کے لیے لگن میں پانی رکھو' میں غسل کروں گا' ہم نے ایسا ہی کیا کہ لگن میں پانی بھر دیا' آپ ﷺ نے غسل کر لیا اور غسل کر کے جانے کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا کیا تو بے ہوش ہو گئے' پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا تو آپ نے دریافت فرمایا' کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں' ہم نے عرض کیا نہیں' وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے غسل کے لیے لگن میں پانی بھر دو' ہم نے ایسا ہی کیا' آپ نے غسل کر لیا اور کھڑے ہونے کا ارادہ تو پھر بے ہوش ہو گئے' جب ہوش آیا تو آپ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی بھرو' آپ بیٹھ گئے اور غسل کر لیا' پھر کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو پھر بے ہوش ہو گئے ہوش آنے کے بعد آپ نے دریافت کیا' کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں بلکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے نبی ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے۔ آخر جب آپ سے نہ اٹھا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں قاصد ان کے پاس آیا اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی تھے' اس لیے انھوں نے کہا اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ ہی امامت کے لیے سب سے زیادہ لائق ہیں' چنانچہ

١١٤٧ـ صحيح بخارى كتاب الاذان باب انما جعل الامام ليؤتم به (٦٨٧)' مسلم كتاب الصلاة باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر (٤١٨)' [٩٣٦]

جَنْبِ اَبِیْ بَكْرٍ، وَالنَّبِیُّ ﷺ قَاعِدٌ۔ وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ: فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ لَهٗ: اَلَا اَعْرِضُ عَلَیْكَ مَا حَدَّثَتْنِیْ بِهٖ عَآئِشَةُ مِنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِ۔ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَدِیْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَیْئًا، غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ: اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِیْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: هُوَ عَلِیٌّ [رضی اللہ عنہ]۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دنوں نماز پڑھائی' پھر نبی ﷺ کی طبیعت کچھ اچھی ہونے لگی اور بیماری کی تخفیف اور کمی آپ نے پائی تو دو آدمیوں کے درمیان نکلے' ایک طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ سہارا لگائے ہوئے تھے اور دوسری طرف دوسرے صاحب تھے ان دونوں بزرگوں کے سہارے سے آپ ظہر کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو وہ پیچھے ہٹنے لگے نبی ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں اور آپ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو' ان دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو بٹھا دیا' نبی ﷺ بیٹھ گئے (اور بیٹھ کے نماز پڑھائی' عبیداللہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عباس کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں سنایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں لاؤ سناؤ' تو میں نے اوپر والی پوری حدیث سنائی' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں سے کسی حصے کا انکار نہیں کیا' صرف اتنا کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو دوسرا آدمی تھا اس کا نام عائشہ نے کیا بتایا؟ میں نے کہا کہ اس کا نام نہیں بتایا۔ انھوں نے کہا کہ دوسرے صاحب جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری مسلم)

۱۱۴۸۔ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ: مَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ السَّجْدَةَ، وَمَنْ فَاتَتْهُ قِرَآءَةُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهٗ خَیْرٌ كَثِیْرٌ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۱۴۸۔ (۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے رکوع پالیا اس نے سجدہ بھی پالیا' (یعنی پوری رکعت پالی) اور جس سے سورۂ فاتحہ چھوٹ گئی تو بہت زیادہ بھلائی اس سے فوت ہوگئی۔ اس حدیث کو امام مالک نے روایت کیا۔

توضیح:...... اس اثر میں جو یہ فرمایا کہ جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ صحیح مسئلہ یہی ہے کہ رکوع کے پانے سے پوری رکعت نہیں ملتی کیونکہ قیام اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا چھوٹ گیا ہے اور بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھے نماز نہیں ہوتی۔ یا رکعت سے مراد پوری رکعت ہے۔

۱۱۴۹۔ (۱٤) وَعَنْهُ، اَنَّهٗ قَالَ: الَّذِیْ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَیَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ، فَاِنَّمَا نَاصِیَتُهٗ بِیَدِ الشَّیْطَانِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۱۴۹۔ (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھائے یا جھکائے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ (مالک)

❀❀❀❀

۱۱۴۸۔ اسنادہ ضعیف' موطا امام مالک کتاب وقوت الصلاۃ باب من ادرك ركعة من الصلاۃ ۱/ ۱۱ ح ۱۷' انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۱۱۴۹۔ حسن' موطا امام مالك كتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام ۱/ ۹۲ ح ۲۰۵' النسائی کتاب الامامة باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد صلاة (۸۵۸)' شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھیے: مسند الحمیدی (۹۹۵)

(۲۹) بَابُ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً مَرَّتَيْنِ

دو مرتبہ نماز پڑھنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

دو مرتبہ نماز پڑھنے کا بیان

۱۱۵۰۔ (۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ، فَيُصَلِّي بِهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۰۔ (۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم میں آ کر عشاء کی نماز پڑھاتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ...... یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی قوم کی مسجد میں آ کر پھر عشاء کی نماز پڑھاتے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو نماز پڑھی وہ فرض تھی اور جو بعد میں پڑھی وہ نفل تھی، معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والا نماز پڑھ سکتا ہے اور ایک نماز کو دو مرتبہ اس طرح پڑھ سکتا ہے کہ پہلے فرض کی نیت سے ادا کر لے اور بعد میں نفل کی نیت سے پڑھے، یہ جائز ہے۔ ہاں ایک نماز دو مرتبہ فرض کی نیت سے ادا کرنا کسی حالت میں درست نہیں ہے۔

۱۱۵۱۔ (۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَآءَ وَهِيَ لَهُ نَافِلَةٌ رَوَاهُ لِلْبُخَارِيُّ البيهقِيُّ۔

۱۱۵۱۔ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر لوٹ کر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو عشاء کی نماز پڑھاتے۔ یہ دو بارہ عشاء کی نماز ان کی نفل کے طور پر ہوتی تھی۔ (بخاری و بیہقی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۱۱۵۲۔ (۳) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ

۱۱۵۲۔ (۳) یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج میں حاضر تھا اور مسجد خیف میں صبح کی نماز آپ کے ساتھ

۱۱۵۰۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا طول الامام (۷۰۰)، مسلم کتاب الصلاة باب القراء ة فی العشاء (٤٦٥) [۱۰٤۳]

۱۱۵۱۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا طول الامام و کان الرجل حاجة فخرج فصلی (۷۰۱)، مسلم کتاب الصلاة باب القرائة بعد العشاء (٤٦٥) [ ]، اسناده صحیح السنن الکبریٰ للبیهقی ۳/ ۸٦، دار قطنی ۱/ ۲۷٤، مسند الشافعی ص ۵۷

۱۱۵۲۔ صحیح سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب فیمن صلی فی منزله ثم ادرك الجماعة (۵۷۵)، الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الرجل یصلی وحده ثم یدرك الجماعة (۲۱۹)، النسائی کتاب الامامة باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلی وحده (۸۵۹)

صَلَاةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ وَانْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ، قَالَ: ((عَلَيَّ بِهِمَا)) فَجِيْءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا. فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟)) فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا. قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلَا، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا، ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

میں نے پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ لوٹے تو دو آدمیوں کو دیکھا جو سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ، چنانچہ ان دونوں کو اس حالت میں لایا گیا کہ خوف و دہشت کی وجہ سے ان کے کندھے کانپ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے تم کو روکا، تو ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے خیمے اور قیام گاہ پر نماز پڑھ چکے تھے (اس لیے آپ کے ساتھ نماز میں نہیں شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آئندہ تم ایسا نہ کرنا۔ جب تم اپنے گھر یا قیام گاہ میں نماز پڑھ چکو، پھر جس مسجد میں نماز ہوتی ہو وہاں آ جاؤ تو اس کے ساتھ دوبارہ شریک ہو کر نماز پڑھ لو۔ یہ دوسری نماز تمہاری نفل ہو جائے گی۔ (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۱۵۳۔ (٤) وَعَنْ بُسْرِبْنِ مِحْجَنٍ، عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى، وَرَجَعَ، وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ؟)) فَقَالَ: بَلٰى، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ أَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ، وَكُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ، فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ)) رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالنَّسَائِيُّ.

۱۱۵۳۔ (۴) بسر بن محجن رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ نماز کے لیے اذان دی گئی رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور پھر لوٹے تو دیکھا کہ محجن پیچھے بیٹھا ہے تو آپ ﷺ نے کہا کہ اے محجن نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے منع کیا، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہوں لیکن میں اپنے گھر نماز پڑھ چکا تھا اس لیے دوبارہ آپ کے ساتھ یہاں نماز نہیں پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم گھر سے نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور مسجد میں نماز کی اقامت ہو گئی ہو تو لوگوں کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لو، اگرچہ پہلے نماز پڑھ چکے ہو۔ (مالک، نسائی)

۱۱۵٤۔ (٥) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسَدِبْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ: يُصَلِّيْ أَحَدُنَا فِيْ مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ،

۱۱۵۴۔ (۵) اسد بن خزیمہ رضی اللہ عنہ قبیلے کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا کہ ہم میں سے کوئی اپنے گھر نماز پڑھ کر مسجد میں آئے جہاں اقامت ہو رہی

۱۱۵۳۔ اسناده صحيح، النسائي كتاب الامامة باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد الرجل لنفسه (۸۵۸)، موطا امام مالك كتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام ۱/ ۱۳۲ ح ۲۹٤

۱۱۵٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب فيمن فی منزله ثم ادرك الجماعة يصلی معهم (۵۷۸)، موطا امام مالك كتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام ۱/ ۱۳۳ ح ۲۹۷، رجل من اسد بن خزیمہ مجہول راوی ہے۔

وَتُقَامُ الصَّلَاةُ، فَأُصَلِّي مَعَهُمْ، فَأَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ أَيُّوبُ: سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((فَذٰلِكَ لَهُ سَهْمُ جَمْعٍ)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْدَاوُدَ.

ہے تو کیا میں ان لوگوں کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہوں، کیونکہ میں اپنے دل میں شک وشبہ پاتا ہوں (اس لیے آپ سے پوچھ رہا ہوں) تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بارے میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا، یہ دوبارہ نماز پڑھنا جماعت کا حصہ ہے، یعنی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ (مالک، ابوداؤد)

١١٥٥ ـ (٦) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَآنِي جَالِسًا، فَقَالَ: ((أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيْدُ؟)) قُلْتُ: بَلٰى، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: ((وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟)) قَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي، أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ. فَقَالَ: ((إِذَا جِئْتَ الصَّلَاةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ، تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً، وَهٰذِهِ مَكْتُوبَةٌ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۱۵۵۔ (۶) یزید بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نماز پڑھ رہے تھے میں بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا، رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے مجھے بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ یزید تم مسلمان نہیں ہو نماز کیوں نہیں پڑھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے ہوں گے اس لیے میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آؤ اور لوگوں کو نماز پڑھتا ہوا پاؤ تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لو، اگرچہ تم پہلے نماز پڑھ چکے ہو، یہ نماز جو دوبارہ لوگوں کے ساتھ پڑھو گے تمہاری نفل ہو جائے گی اور جو پہلے پڑھی تھی وہ فرض ادا ہو جائے گی۔ (ابوداؤد)

١١٥٦ ـ (٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْإِمَامِ، أَفَأُصَلِّي مَعَهُ؟ قَالَ لَهُ: نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ: أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَذٰلِكَ إِلَيْكَ؟ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، يَجْعَلُ أَيَّتَهُمَا شَاءَ. رَوَاهُ مَالِكٌ.

۱۱۵۶۔ (۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں پھر مسجد میں امام کے ساتھ نماز پاتا ہوں تو اس امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لوں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں پڑھ لو۔ یہ کام تیرے ذمے نہیں ہے، یہ کام خدا کے سپرد ہے وہ جسے چاہے فرض بنائے اور جس کو چاہے نفل بنائے۔ (موطا امام مالک)

توضیح:...... پہلی حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ جو پہلے پڑھے گا وہ فرض ہوگی اور جو بعد میں پڑھے گا وہ نفل ہوگی، حضرت عبداللہ نے جو یہ فرمایا ہے یہ ان کا ذاتی خیال ہے۔

١١٥٥ ـ ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب فيمن صلى فى منزله ثم ادرك الجماعة يصلى معهم (٥٧٧)، نوح بن صعصمہ مجہول الحال راوی ہے۔

١١٥٦ ـ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام ١/ ١٣٣ ح ٢٩٥

۱۱۵۷۔ (۸) وَعَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ، وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَقُلْتُ: اَلَا تُصَلِّيْ مَعَهُمْ؟ فَقَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ، وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۱۵۷۔ (۸) حضرت میمونہ کے آزاد شدہ غلام سلیمان بیان کرتے ہیں کہ مقام بلاط میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ہم لوگ آئے، وہاں سب لوگ نماز پڑھ رہے تھے (اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز سے الگ بیٹھے تھے نماز میں شریک نہیں ہوئے) تو میں نے عرض کیا کہ آپ ان کے ساتھ کیوں نماز نہیں پڑھتے؟ تو فرمایا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں، رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ ایک نماز کو ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

توضیح:...... ایک دن میں ایک نماز کو دومرتبہ پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ دونوں فرض کی نیت سے ادا کرے۔ اور اگر ایک فرض کی نیت سے اور دوسری نفل کی نیت سے پڑھے تو ٹھیک ہے لیکن پڑھنا ضروری نہیں۔ یہ اختیاری چیز ہے یا ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جماعت سے نماز پڑھی ہو اس لیے دوبارہ پڑھنا مناسب نہیں سمجھا۔

۱۱۵۸۔ (۹) وَعَنْ نَافِعٍ، قَالَ: اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ، ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ، فَلَا يَعُدْ لَهُمَا. رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۱۵۸۔ (۹) حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس نے مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لی ہے پھر ان دونوں کو امام کے ساتھ پالے تو نہ لوٹائے۔ (مالک)

توضیح:...... یعنی فرض کی نیت سے دوبارہ نہ لوٹائے اور نہ نفل کی نیت سے دوبارہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ پہلی حدیثوں میں آ چکا ہے۔ اور دوبارہ پڑھنا نفل کی نیت سے پنج وقتہ نمازوں کے لیے جائز ہے خواہ مغرب ہو یا فجر ہو یا اور نمازیں۔

❀❀❀❀

۱۱۵۷۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب اذا صلی فی جماعۃ ثم ادرك جماعۃ أیعید (۵۷۹)، النسائی کتاب الامامۃ باب سقوط الصلاۃ عمن صلی مع الامام فی المسجد جماعۃ (۸۶۱)، مسند أحمد ۲/ ۱۹

۱۱۵۸۔ اسنادہ صحیح، موطا امام مالك کتاب صلاۃ الجماعۃ باب اعادۃ الصلاۃ مع الامام ۱/ ۱۳۳ ح ۲۹۸

(۳۰) بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

سنتوں اوران کی فضیلت کا بیان

فرض اس حکم الٰہی کو کہتے ہیں جس کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے' اور بلاعذر شرعی چھوڑنے والا فاسق ہو جاتا ہے اور واجب اس شرعی حکم کو کہتے ہیں کہ انکار کرنے سے کافر تو نہیں ہوتا ہاں چھوڑ دینے سے فاسق اور سزا کا مستحق ہو جاتا ہے' اسی کو سنت موکدہ بھی کہتے ہیں۔ اور سنت اس کام کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ ایسی سنت کو چھوڑنے سے انسان گنہگار ہوتا ہے اور نفل اس کار خیر کو کہتے ہیں جس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

پانچ نمازیں فرض ہیں اور ان کے علاوہ سنت و نفل ہیں۔ رات دن میں دس یا بارہ رکعت سنت موکدہ ہیں جن کی بڑی تاکید آئی ہے' دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے اور چار رکعت ظہر سے پہلے یا دو رکعت' اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد۔

ان سب کی دلیلیں مندرجہ ذیل احادیث میں پڑھیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ایک دن اور رات میں بارہ رکعات نماز کا بیان

١١٥٩ - (١) عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى فِىْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِثْنَتَىْ عَشَرَةَ رَكْعَةً، بُنِىَ لَهُ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ: اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّىْ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ، اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔ اَوْ اِلَّا بُنِىَ لَهُ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ۔))

١١٥٩۔ (١) حضرت ام حبیبہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات دن میں بارہ سنتیں پڑھتا رہا تو اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا' چار رکعت ظہر سے پہلے' دو رکعت ظہر کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد' دو رکعت فجر سے قبل (ترمذی) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ام حبیبہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہمیشہ بارہ رکعت سنتیں فرض کے علاوہ پڑھتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل تیار کرے گا۔

١١٥٩۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض (٧٢٨)، سنن ترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فيمن صلى فى يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة (٤١٥)

۱۱۶۰۔ (۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِيْ بَيْتِهٖ، قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ حَفْصَةُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۰۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد آپ کے گھر، اور دو رکعت عشاء کے بعد آپ کے گھر میں پڑھی ہیں اور آنحضرت ﷺ دو رکعت ہلکی سنتیں طلوع فجر کے وقت پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے سنت موکدہ دس رکعت ثابت ہوتی ہیں اور پہلی حدیث اور دوسری حدیثوں سے بارہ رکعت سنت مؤکدہ معلوم ہوتی ہیں تو دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ اکثر آپ بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی دس رکعت بھی، یا یہ کہ ظہر کی پہلی رکعت سنتیں دو سلام کے ساتھ پڑھتے رہے ہوں یا یہ کہ ظہر کی چار رکعت گھر میں پڑھ کر تشریف لاتے اور دو رکعت تحیتہ المسجد ادا فرما لیتے۔

نماز جمعہ کے بعد سنتوں کا بیان

۱۱۶۱۔ (۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۱۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز کے بعد مسجد میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے بلکہ گھر تشریف لانے کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھتے تھے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت سنت یا چار رکعت یا چھ رکعت تک جائز ہے مسجد میں پڑھنا بھی درست ہے اور گھر میں بھی پڑھنا درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی گھر میں پڑھ لیتے تھے۔

۱۱۶۲۔ (٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ

۱۱۶۲۔ (۴) حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفلی نمازوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے پھر باہر نکل کر مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر میں تشریف لا کر دو رکعت سنت پڑھتے۔ پھر مغرب کی نماز لوگوں کو پڑھاتے، پھر گھر میں آ کر دو رکعت سنتیں پڑھتے۔ عشاء کی نماز لوگوں کو پڑھاتے پھر میرے گھر میں تشریف لا کر دو رکعت سنتیں پڑھتے اور رات کو تہجد کی نماز (۹) نو رکعتیں پڑھتے جن میں وتر بھی شامل

۱۱۶۰۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب الرکعتان قبل الظهر (۱۱۸۰، ۱۱۸۱)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض (۷۲۹)، [۱۶۹۸]

۱۱۶۱۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها (۹۳۷)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب فضل السنن (۸۸۲) [۳۰۴۰]

۱۱۶۲۔ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب جواز النافلة قائما وقاعداً (۷۳۰) [۱۶۹۹]، سنن ابی داؤد کتاب التطوع باب تفریع ابواب التطوع (۱۲۵۱)

تِسْعَ رَكْعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَزَادَ أَبُوْدَاوٗدَ: ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ.

ہے اور آپ ﷺ رات کو بہت دیر تک کھڑے کھڑے اور بہت دیر تک بیٹھے بیٹھے پڑھتے تھے اور جب کھڑے کھڑے پڑھتے تو رکوع سجدہ بھی قیام کے بعد کرتے اور جب بیٹھ کر کے پڑھتے تو رکوع سجدہ بھی بیٹھے بیٹھے کرتے اور صبح صادق ہو جانے کے بعد فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھتے، پھر فجر کی نماز پڑھانے کے لیے باہر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ (مسلم، ابوداؤد)

نماز فجر کی دو سنتوں کا بیان

١١٦٣ـ (٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۳ـ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفلی نمازوں میں فجر کی دو رکعت سنتوں کی زیادہ حفاظت فرماتے اور مداومت فرماتے تھے کہ اتنی مداومت اور نفلی نمازوں کی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

١١٦٤ـ (٦) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۶۴ـ (۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت سنتیں دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کی تاکید

١١٦٥ـ (٧) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ))، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)) كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۵ـ (۷) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھ لیا کرو۔ اس فرمان کو تین دفعہ فرمایا، تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے، یہ اس خوف سے فرمایا کہ لوگ سنت مؤکدہ نہ سمجھ لیں۔ (بخاری، مسلم)

توضیح:...... مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ فرمایا کہ مغرب کے فرض سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھ لیا کرو۔ تیسری بار فرمایا کہ جس کا جی چاہے پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے یہ اس لیے فرمایا کہ لوگ سنت مؤکدہ نہ سمجھ لیں۔

جمعہ کے بعد چار رکعات کا بیان

١١٦٦ـ (٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ

۱۱۶۶ـ (۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے جمعہ کے بعد سنتیں پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعت

١١٦٣ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب تعاهد ركعتي الفجر (١١٦٩)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتي سنة الفجر (٧٢٤) [١٦٨٦]

١١٦٤ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتي سنة الفجر (٧٢٥) [١٦٨٨]

١١٦٥ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب الصلاة قبل المغرب (١١٨٣)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب بين كل اذانين صلاة (٨٣٨)

١١٦٦ـ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب الصلاة بعد الجمعة (٨٨١) [٢٠٣٨]

الْجُمُعَةِ؛ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِي أُخْرٰى لَهُ، قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا))

پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کی نماز پڑھ لی تو اسے چار رکعت سنتیں پڑھ لینی چاہئیں۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

ظہر کی سنتوں کا بیان

١١٦٧ - (٩) وَعَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا؛ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

١١٦٧۔ (٩) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت سنتوں کی محافظت کی اور ظہر کے بعد بھی چار رکعت کی محافظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

١١٦٨ - (١٠) وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيْهِنَّ تَسْلِيْمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَآءِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

١١٦٨۔ (١٠) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر سے پہلے چار رکعت سنتیں ہیں جن میں دو رکعت کے درمیان میں سلام نہیں ہے۔ یعنی چار رکعت ایک سلام سے پڑھنی چاہئیں ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (یعنی یہ چاروں رکعتیں مقبول ہو گئیں۔) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

١١٦٩ - (١١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُ السَّمَآءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١١٦٩۔ (١١) حضرت عبداللہ بن صائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوال آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت سنتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس وقت آسمان میں نیک عمل چڑھیں۔ (ترمذی)

عصر سے پہلے چار رکعات کی فضیلت کا بیان

١١٧٠ - (١٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ

١١٧٠۔ (١٢) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

١١٦٧۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب التطوع باب الاربع قبل الظهر وبعدها (١٢٦٩)، الترمذى كتاب الصلاة باب منه (٤٢٧)، النسائى كتاب قيام الليل باب الاختلاف على اسماعيل بن ابى خالد (١٨١٥)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فيمن صلى قبل الظهر أربعًا (١١٦٠)، مسند أحمد ٦/ ٢٢٦

١١٦٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب التطوع باب الاربع قبل الظهر وبعدها (١٢٧٠)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة فى الاربع الركعات قبل الظهر (١١٥٧)، عبیدہ بن معتب ضعیف راوی ہے۔

١١٦٩۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الوتر باب ما جاء فى الصلاة عند الزوال ٤٧٨ السنن الكبرىٰ النسائى (٣٣١)

١١٧٠۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد (١٢٧١)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى الاربع قبل العصر (٤٣٠)، مسند أحمد ٢/ ١١٧

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاءً ا صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔ (ترمذی' ابوداؤد' احمد)

١١٧١ ـ (١٣) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۷۱۔ (۱۳) **حضرت علی** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے' اور ان کے درمیان مقربین فرشتوں اور ان کے تابع مسلمانوں اور مومنوں پر سلام کے ساتھ فرق کرتے تھے۔ (ترمذی)

توضیح:...... یعنی سلام سے مراد ''التحیات'' ہے کہ دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے اور چار رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے جیسا کہ دستور ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تسلیم سے مراد تشہید ہے یعنی دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے کیوں کہ نفلی نمازوں میں اولیٰ یہی ہے کہ دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔

١١٧٢ ـ (١٤) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۱۷۲۔ (۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... پہلی حدیث میں چار رکعت کا بیان ہے اور اس حدیث میں دو رکعت کا' تو مطلب یہ ہے کہ کبھی چار رکعت پڑھتے تھے' کبھی دو رکعت پڑھتے تھے۔ دونوں طرح جائز ہے۔

١١٧٣ ـ (١٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ؛ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ خَثْعَمٍ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ: هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ، وَضَعَّفَهُ جِدًّا۔

۱۱۷۳۔ (۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نفلی نماز پڑھی ان کے درمیان زبان سے کوئی بری بات نہیں نکالی تو یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر کر دی جائیں گی۔ (یعنی اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔) اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے' اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے' صرف عمر بن ابی خثعم کی حدیث سے جانتے ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمر بن ابی خثعم منکر الحدیث ہیں' اور اس کو بہت ضعیف بتلایا ہے۔

١١٧٤ ـ (١٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ

۱۱۷۴۔ (۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

١١٧١ ـ حسن، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الاربع قبل العصر (٤٢٩)

١١٧٢ ـ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب التطوع باب الصلاۃ قبل العصر (١٢٧٢)

١١٧٣ ـ اسنادہ ضعیف جدًا، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل التطوع (٤٣٥)، ابن ماجہ (١١٦٧، ١٣٧٣) عمر بن ابی خثعم منکر الحدیث ہے۔

١١٧٤ ـ اسنادہ موضوع، سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل التطوع (٤٣٥)، ابن ماجہ (١٣٧٣)، یعقوب بن الولید کذاب راوی ہے۔

اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

فرمایا: جو مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھے گا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔(ترمذی)

توضیح:...... مغرب کے بعد دو رکعت سنت موکدہ کے علاوہ چھ رکعت یا بیس رکعت پڑھنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، لیکن وہ سب ضعیف ہیں۔ طبرانی میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ((رایت حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بعد المغرب ست رکعات وقال من صلی بعد المغرب ست رکعات غفرت لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر.)) ''میں نے اپنے محبوب ﷺ کو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا اور فرمایا مغرب کے بعد جو چھ رکعت پڑھا کرے گا اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' قیام الیل میں محمد بن اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت کی ہے کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی کلام کرنے سے پہلے تو پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان میں ان نفلوں کا پڑھنا مشروع ہے، اگرچہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ لیکن فضائل اعمال میں قابل عمل ہیں۔ جبکہ جمہور علماء کے نزدیک ایسا مسلک اختیار کرنا صحیح نہیں ہے۔ ضعیف احادیث خواہ جیسی بھی ہوں نا قابل عمل ہیں۔ واللہ علم بالصورہ۔

عشاء کی سنتیں گھر میں پڑھنے کا بیان

۱۱۷۵۔(۱۷) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَیَّ، اِلَّا صَلّٰی أَرْبَعَ رَکْعَاتٍ أَوْسِتَّ رَکْعَاتٍ۔ رَوَاہُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۷۵۔(۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر میرے گھر میں تشریف لاتے تو چار رکعت یا چھ رکعت سنتیں پڑھتے۔(ابوداؤد)

توضیح:...... عشاء کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں اور چار رکعت یا چھ رکعت مستحب ہیں۔

۱۱۷۶۔(۱۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ﴿اِدْبَارَ النُّجُوْمِ﴾ الرَّکْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَ ﴿اِدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾ الرَّکْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۱۷۶۔(۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ادبار النجوم" سے فجر کی دو رکعت سنتیں مراد ہیں اور "ادبار السجود" سے دو رکعت مغرب کی سنتیں مراد ہیں۔(ترمذی)

توضیح:...... قرآن مجید کی سورہ طور میں یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وسبح بحمد ربك حین تقوم ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم﴾ یعنی اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو جب کہ تم کھڑے ہو اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اس کی تسبیح کرو اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے یعنی چھپ جانے کے بعد بھی تسبیح کرو۔'' یعنی فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھو اور فرمایا: ﴿ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحه وادبار السجود﴾ یعنی اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے یعنی صبح کی نماز پڑھو اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے اور رات کے کچھ حصے میں یعنی مغرب کی نماز پڑھو اور سجود کے بعد یعنی مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنتیں پڑھو۔ حدیث مذکور ان دونوں آیتوں کی تفسیر ہے۔

۱۱۷۵۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب الصلاۃ بعد العشاء (۱۳۰۳)، مقاتل بن بشیر العجلی مجہول راوی ہے۔
۱۱۷۶۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الطور (۳۲۷۵)، رشدین بن کریب ضعیف راوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۱۷۷ـ (۱۹) عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، بَعْدَ الزَّوَالِ، تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلَاةِ السَّحَرِ- وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ تِلْكَ السَّاعَةَ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ﴾- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))-

۱۱۷۷ـ (۱۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا کہ ظہر سے پہلے زوال آفتاب کے بعد چار رکعت سنتیں ہیں جو تہجد کی نماز کے برابر شمار کی جاتی ہیں۔ یعنی زوال آفتاب کی چار رکعات سنتیں تہجد کی چار رکعت کے برابر ہیں اس وقت چیزیں خدا کی تسبیح بیان کرتی ہیں پھر آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی جو حدیث میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "ہر چیز کا سایہ دائیں بائیں طرف جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرتے ہوئے اور وہ سب خدا کے فرماں بردار ہیں۔ (بیہقی، ترمذی)

عصر کے بعد دو رکعت نماز کا بیان

۱۱۷۸ـ (۲۰) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ، قَالَتْ: وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ-

۱۱۷۸ـ (۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد میرے گھر میں دو رکعت ہمیشہ پڑھتے رہے اسے کبھی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ آپ خدا سے مل گئے۔ (بخاری)

توضیح:...... یعنی قبیلہ عبدالقیس کے آنے کے بعد سے عصر کے بعد ہمیشہ میرے گھر میں دو رکعت نفل پڑھتے رہے جسے مرتے دم تک نہیں چھوڑا۔ یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے دوسرے کے لیے بلا سبب جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

۱۱۷۹ـ (۲۱) وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ، عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ- فَقَالَ: كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْأَيْدِيَ عَلٰى صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ- وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ- فَقُلْتُ لَهُ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا

۱۱۷۹ـ (۲۱) حضرت مختار بن فلفل بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفلوں کے پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نفل پڑھنے والوں کے ہاتھوں پر درے لگایا کرتے تھے۔ (یعنی عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے) اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بھی پڑھتے تھے؟ تو فرمایا ہم کو پڑھتے

۱۱۷۷ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذي كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة النحل (۳۱۲۸)، شعب الايمان باب في الصلوات (۳۰۷۳)، علی بن عاصم اور یحییٰ بن البکاء دونوں ضعیف راوی ہیں۔

۱۱۷۸ـ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب ما يصلی بعد العصر فی الفوائت (۵۹۱)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما (۸۳۵) [۱۹۳۵]

۱۱۷۹ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب (۸۳۶) [۱۹۳۸]

فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہوئے آپ دیکھتے تھے تو نہ وجوبی حکم دیتے تھے اور نہ سختی سے منع کرتے تھے۔(مسلم)

توضیح:...... غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ بخاری کی حدیث میں پہلے گذر چکا ہے صلوا قبل صلوٰۃ المغرب یعنی مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے پڑھے‘ جس کا جی چاہے نہ پڑھے۔ یہ پڑھنے والے کی مرضی پر موقوف ہے۔ پڑھنے والا ثواب پائے گا نہ پڑھنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔

نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز کا بیان

١١٨٠۔(٢٢) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ، فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

١١٨٠۔ (٢٢) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینے میں تھے موذن جب مغرب کی اذان دے کر فارغ ہو جاتا تو لوگ مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی جلدی بھاگ کر دو رکعت سنتیں پڑھتے یہاں تک کہ پردیسی آدمی اس وقت جس مسجد میں آتا تو کثرت سے پڑھنے والوں کو دیکھ کر یہ سمجھتا کہ نماز ہو گئی (مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کثرت سے مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھتے تھے لہٰذا ان سنتوں کا ادا کرنا اب بھی مستحب ہے۔

١١٨١۔ (٢٣) وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رحمہ اللہ قَالَ: أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ، فَقُلْتُ: أَلَا أُعَجِبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ؟ فَقَالَ عُقْبَةُ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: ((فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ؟ قَالَ: الشُّغْلُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

١١٨١۔ (٢٣) حضرت مرثد بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا‘ کیا تمہیں ابوتمیم کے اس فعل سے تعجب آتا کہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھا کرتے ہیں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ صحابی نے فرمایا کہ اس میں کوئی تعجب نہیں ہے ہم لوگ نبی ﷺ کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے۔ تو میں نے کہا کہ اب کیا چیز آپ کو پڑھنے سے منع کرتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ کاروبار کی مشغولیت سے ہمیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔(بخاری)

نماز مغرب کے بعد نوافل کا بیان

١١٨٢۔ (٢٤) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتٰى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِالْأَشْهَلِ،

١١٨٢۔ (٢٤) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ایک مرتبہ تشریف لائے وہاں

١١٨٠۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب (٨٣٧) [١٩٣٩]

١١٨١۔ صحيح بخاری كتاب التهجد باب الصلاة قبل المغرب (١١٨٤)

١١٨٢۔ اسناده حسن‘ سنن ابی داؤد كتاب التطوع باب ركعتی المغرب اين تصليان (١٣٠٠)‘ الترمذی كتاب الجمعة باب ما ذكر فی الصلاة بعد المغرب أنه فی البيت (٦٠٤)‘ النسائی كتاب قيام الليل باب الحث علی الصلاة فی البيوت (١٦٠١)‘ ابن خزيمه (١٢٠١)‘ اسحاق بن کعب حسن الحدیث راوی ہے۔

فَصَلّٰی فِیْهِ الْمَغْرِبَ، فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَاٰهُمْ یُسَبِّحُوْنَ بَعْدَهَا، فَقَالَ: ((هٰذِهٖ صَلَاةُ الْبُیُوْتِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ، وَالنَّسَائِیِّ: قَامَ نَاسٌ یَتَنَفَّلُوْنَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فِی الْبُیُوْتِ))۔

مغرب کی نماز ادا فرمائی، جب لوگ مغرب کی نماز پڑھ چکے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ نماز کے بعد سنتیں وہیں مسجد میں پڑھ رہے ہیں، تو یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا، یہ نفلی نماز گھروں میں پڑھنے کی ہے لہٰذا سنتوں کو اور نفلی نمازوں کو گھروں میں پڑھا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی نمازوں کا گھروں میں پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن اگر مسجد میں پڑھ لے تب بھی جائز ہے۔

١١٨٣۔ (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُطِیْلُ الْقِرَاءَةَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، حَتّٰی یَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۸۳۔ (۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت سنتوں میں لمبی قرأت کرتے یہاں تک کہ مسجد کے سب لوگ چلے جاتے (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کی دو رکعت سنتیں مسجد میں پڑھنا درست ہے۔

١١٨٤۔ (٢٦) وَعَنْ مَکْحُوْلٍ رحمہ اللہ، یَبْلُغُ بِهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ یَتَکَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ؛ رُفِعَتْ صَلَاتُهٗ فِیْ عِلِّیِّیْنَ))۔ مُرْسَلًا۔

۱۱۸۴۔ (۲۶) مکحول رحمہ اللہ تابعی رسول اللہ ﷺ تک اس حدیث کو مرفوع کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد بات چیت کرنے سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھ لی تو اس کی نماز علیین میں پہنچا دی جاتی ہے۔ یعنی مقبول ہو جاتی ہے۔

١١٨٥۔ (٢٧) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ نَحْوَهٗ، نَحْوَهٗ، وَزَادَ: فَکَانَ یَقُوْلُ: ((عَجِّلُوا الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، فَاِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَکْتُوْبَةِ)) رَوَاهُمَا رَزِیْنٌ، وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ الزِّیَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِیْ: ((شُعَبِ الْاِیْمَانِ))

۱۱۸۵۔ (۲۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت ہے اور ان کی روایت میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنتوں کو جلدی پڑھ لیا کرو کیوں کہ وہ دونوں فرض کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں۔ (بیہقی، زرین)

توضیح:...... اس قسم کی ترغیب اور قیام الیل میں اور بھی روایتیں ہیں لیکن سب کی سندیں ضعیف ہیں۔ زیادہ تفصیل مرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں دیکھیں۔ اور اگر ان سنتوں کو گھروں میں پڑھا جائے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو فرض اور سنت کے درمیان بہت فاصلہ ہو جائے گا اور گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ بظاہر اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان سنتوں کو مغرب کے بعد پڑھ لینا چاہیے، دوسرے وقتوں میں نہیں پڑھنا چاہیے تاکہ فرض کے ساتھ اٹھائی جائیں۔ اسی طرح سے ہر وقت کے فرض کے ساتھ اس کی سنتیں اٹھائی جاتی ہیں، اور اسی سے ان کے نقصان کی تلافی ہوتی ہے۔

١١٨٣۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب رکعتی المغرب ابن تصلیان (١٣٠١)، جعفر بن ابی المغیرۃ ضعیف راوی ہے۔

١١٨٤۔ اسناده ضعیف، قیام اللیل للمروزی ص ٦٩، الترغیب والترهیب للمنذری ١/ ٤٠٥، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

١١٨٥۔ اسناده ضعیف جداً، شعب الایمان (٣٠٦٨)، قیام اللیل ص ٦٩، زید العمی ضعیف اور شیخ بقیہ مجہول ہے اور دوسرے طرق میں عبدالرحیم بن زید العمی کذاب ہے۔

فرض نماز کو نفل نماز سے ملانے کی ممانعت

۱۱۸۶ـ (۲۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: إِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ يَسْأَلُهُ، عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ، صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تُكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ أَنْ لَا نُوْصِلَ بِصَلَاةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۶ـ (۲۸) حضرت عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ ان کو نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ نے سائب کے پاس بھیج کر یہ دریافت کرایا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نماز کے متعلق دیکھا تھا تو سائب نے کہا ہاں میں نے ان کے ساتھ مقصورہ مقام میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی، جب امام نے سلام پھیر دیا تو میں فوراً اسلام کے بعد اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور جمعہ کی سنتیں پڑھیں۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے گئے تو مجھے بلا کر فرمایا، ”جو کام تم نے آج کیا ہے آئندہ ایسا مت کرنا یعنی فرض نمازوں کے بعد فورا سنت مت پڑھنا جب تم جمعہ کی نماز پڑھ چکو (یا کوئی دوسری فرض نماز پڑھ چکو) تو سنت کو فرض کے ساتھ نہ ملاؤ یہاں تک کہ بات چیت کر لو یا دوسری جگہ چلے جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں۔ یہاں تک کہ ہم بات چیت کر لیا کریں یا وہاں سے نکل جائیں۔ (مسلم)

۱۱۸۷ـ (۲۹) وَعَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِمَكَّةَ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا۔ وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ۔ فَقِيْلَ لَهُ۔ فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعًا۔

۱۱۸۷ـ (۲۹) حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکے میں جمعہ کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی جگہ سے آگے بڑھ جاتے اور دو رکعت سنتیں پڑھتے، پھر اس کے بعد دو چار قدم آگے بڑھ کر چار رکعت سنتیں پڑھتے۔ اور جب مدینے میں ہوتے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے اور گھر میں دو رکعت نماز پڑھتے مسجد میں نہیں پڑھتے، تو ان سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا، رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) اور ترمذی کی روایت میں اسی طرح سے ہے کہ عطاء نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دو رکعت پڑھتے ہوئے پھر اس کے بعد چار رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

توضیح:...... ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس جگہ فرض نماز ادا کی جائے فوراً سنتوں کا اسی جگہ پڑھنا بہتر نہیں ہے بلکہ فاصلہ زمانی اور مکانی کر لینا چاہیے، یعنی کوئی مناسب گفتگو کرے یا چار قدم آگے پیچھے بڑھ جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

❀❀❀❀

۱۱۸۶ـ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب صلاة الجمعة (۸۸۳) [۲۰۴۲]

۱۱۸۷ـ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الصلاة بعد الجمعة (۱۱۳۰)، الترمذی کتاب الجمعة باب الصلاة قبل الجمعة وبعدھا (۵۲۲)

(۳۱) بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ

رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز کا بیان

رات میں نماز کے لیے کھڑے ہونے کو قیام اللیل کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مقررہ پانچ نمازوں کے علاوہ پچھلی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز شروع اسلام میں فرض تھی' بعد میں اس کی فرضیت ختم ہوگئی' استحباب کا درجہ باقی رہ گیا لیکن آنحضرت ﷺ ہمیشہ یہ نماز پڑھتے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِّصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝﴾ (سورہ مزمل)

''اے جھرمٹ مار کر کپڑا اوڑھنے والے رات کو (تہجد کی) نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ مگر تھوڑی سی رات (یعنی آدھی رات) یا اس سے بھی کچھ کم کر کے یا اس سے کچھ بڑھا دیجئے' اور قرآن کو خوب صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے۔ ہم یقیناً آپ پر ایک بھاری بات اتارنے والے ہیں۔ بیشک رات میں کھڑا ہونا (نماز پڑھنا) طبیعت کے خوب موافق اور بات کو بہت درست کر دیتا ہے' یقیناً آپ کے لیے دن میں بہت کام ہیں' اور اپنے رب کے نام کو یاد کرتے رہیے اور تمام چیزوں سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی (ﷺ) کو حکم دیتا ہے کہ رات کے وقت کپڑا لپیٹ کر سو رہنے کو چھوڑ دیجئے اور تہجد کے قیام کو اختیار کیجئے جیسا کہ فرمایا: ﴿ومن اللیل فتهجد به﴾ رات کو تہجد پڑھا کیجئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز اور اس کی مقدار کا بیان

١١٨٨ - (١) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً' يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ' وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ' فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ

١١٨٨۔ (١) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد طلوع فجر تک کے درمیانی وقتوں میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہر دو دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے ان میں سے ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور اتنا لمبا سجدہ کرتے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لیتا' پھر جب کہ موذن فجر کی اذان سے

١١٨٨ - صحيح بخاری كتاب الوتر باب ما جاء فی الوتر (٩٩٤)' مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی (٧٣٦) [١٧١٨]

آيَة قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ، فَيَخْرُجَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فارغ ہو کر خاموش ہو جاتا اور صبح صادق خوب ظاہر ہو جاتی تو آپ کھڑے ہو کر دو رکعت ہلکی سنتیں پڑھتے، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آپ کے پاس حاضر ہر کر اقامت کی اجازت طلب کرتا، تو آپ نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لے جاتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... قیام اللیل یعنی تہجد کی کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں اور باقی وتر ہیں، وتر ایک رکعت بھی ہے، تین رکعت بھی اور پانچ رکعت بھی ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے چل کر آ رہا ہے۔ اور صبح صادق کی دو رکعت سنتوں یعنی فجر کی سنتوں کے بعد بھی تھوڑی دیر بائیں کروٹ پر لیٹ جانا مستحب ہے۔

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان

١١٨٩۔ (٢) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ؛ وَإِلَّا اضْطَجَعَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۹۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو آپ کچھ باتیں مجھ سے کر لیتے اور اگر میں سوتی ہوتی تو آپ لیٹ جاتے۔ (مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے۔

١١٩٠۔ (٣) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۰۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت جب پڑھ لیتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی دو رکعت سنتوں کے پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جانا سنت ہے اور یہ آپ کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ ہر شخص کے لیے یہی حکم ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((اذا صلى احد كم ركعتى الفجر فليضطجع على يمينه .))(ترمذی) جب فجر کی سنتیں پڑھ چکو تو دائیں کروٹ پر لیٹ جایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی کل نماز کا بیان

١١٩١۔ (٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۱۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں وتر بھی اور فجر کی دو رکعت سنتیں بھی شامل ہیں یعنی آٹھ رکعت تہجد، تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی سنت۔ (مسلم)

١١٩٢۔ (٥) وَعَنْ مَسْرُوْقٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِاللَّيْلِ.

۱۱۹۲۔ (۵) حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ کتنی

١١٨٩۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات (٧٤٣) [١٧٣٢]

١١٩٠۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب من انتظر الاقامة (١١٦٠)، (٦٢٦)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات (٧٣٦) [١٧١٨]

١١٩١۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات (٧٣٨) [١٧٢٦، ١٧٢٧]

١١٩٢۔ صحيح بخارى كتاب التهجد باب كيف صلاة النبى صلی اللہ علیہ وسلم (١١٣٩)

فَقَالَتْ: سَبْعٌ، وَّتِسْعٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سات، نو اور گیارہ رکعت فجر کی سنتوں کے علاوہ۔ (بخاری)

۱۱۹۳۔ (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۳۔ (٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھ لیتے۔ (مسلم)

۱۱۹۴۔ (٧) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلَاةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۴۔ (٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص تم میں سے تہجد کی نماز (پڑھنے) کے لیے کھڑا ہو تو پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کا مزید بیان

۱۱۹۵۔ (٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا، فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً، ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ، لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، فَقَامَ فَصَلّٰى، فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ الصَّلَاةَ، فَصَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا، وَتَحْتِي نُوْرًا، وَأَمَامِي نُوْرًا

۱۱۹۵۔ (٨) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی خالہ (حضرت) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری، اس رات کو نبی ﷺ میمونہ کے گھر میں تھے۔ تھوڑی دیر تک اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ بات چیت کرتے رہے، پھر آپ سو گئے جب آخری رات کا تہائی حصہ یا اس سے کچھ کم باقی رہ گیا تو آپ ﷺ بیدار ہو کر بیٹھ گئے، آسمان کی طرف دیکھ کر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ﴿ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لایت لاولی الالباب﴾ (آخر سورت تک) پھر آپ پانی والی مشک کی طرف کھڑے ہو گئے، اس کا منہ کھولا اور پیالے میں پانی انڈیل کر خوب اچھی طرح سے وضو کیا، نہ زیادہ پانی بہایا کہ فضول خرچی ہو جائے اور نہ اتنا کم ڈالا کہ جس سے اعضاء سوکھے رہ جائیں بلکہ ان دونوں کے بیچ کا درجہ اختیار کیا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور تہجد کی نماز شروع کی، یہ دیکھ کر میں بھی کھڑا ہو گیا اور وضو کیا اور آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے میرا کان پکڑ کر اپنے داہنے جانب گھما کر کر لیا آپ ﷺ کی تیرہ رکعتیں پوری ہو گئیں، پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کی ناک سے خراٹے کی آواز آنے لگی اور آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپ سوتے تو

۱۱۹۳۔ صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه (٧٦٧) [١٨٠٦]

۱۱۹۴۔ صحیح مسلم کتاب المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ المستوی (٧٦٨) [١٨٠٧]

۱۱۹۵۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبه من اللیل (٦٣١٦)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامه (٧٦٣) [١٧٨٨]

وَخَلْفِیْ نُوْرًا' وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا))۔ وَزَادَ بَعْضُھُمْ۔: ((وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا))۔ وَذَکَرَ۔: ((وَعَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّھُمَا۔: ((وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا' وَأَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا))۔ وَفِیْ أُخْرٰی لِمُسْلِمٍ: ((اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا))

خراٹے لیتے پھر اس کے بعد بلال نے نماز کی خبر آپ ﷺ کو دی۔ آپ ﷺ نے فجر کی دو رکعت سنتیں ادا فرمائیں اور وضو نہیں کیا' سنتوں' فرضوں کے درمیان میں یہ دعا پڑھی۔ ترجمہ:۔اے اللہ میرے دل میں روشنی پیدا کر دے' اور میری آنکھ میں نور' اور میرے کان میں نور' اور میری داہنی جانب نور اور بائیں جانب نور' اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میرے لیے نور ہی نور کر دے' اور میری زبان میں نور' میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور' اور میرے خون میں نور' اور میرے بالوں میں نور' اور میرے چمڑے میں نور' اور میری جان میں نور' اور میرے نور کو بڑا کر دے' اور مجھے نور ہی نور عطا فرما۔ (بخاری مسلم)

۱۱۹۶۔ (۹) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ' أَنَّهٗ' رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' فَاسْتَيْقَظَ' فَتَسَوَّكَ' وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ' ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ' وَالسُّجُوْدَ' ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ' ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ' كُلُّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ' ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۶۔ (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رات کو سوئے تو ان کا یہ بیان ہے کہ نبی ﷺ رات کو جاگے مسواک کی' وضو کیا' اور اس آیت کریمہ کی آخر سورت تک تلاوت فرمائی ان فی خلق السموت والارض الخ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور دو دو رکعت کر کے تہجد کی نماز ادا فرمائی' جس میں قیام اور رکوع اور سجود نسبتاً اور نمازوں کے زیادہ لمبا کیا' پھر فارغ ہو کر سو گئے اور خراٹے لینے لگے رات بھر میں اس طرح تین بار آپ ﷺ نے کیا' چھ رکعتیں پڑھیں ہر مرتبہ مسواک کرتے وضو کرتے اور مذکورہ آیتوں کی تلاوت فرماتے اور آخر میں تین رکعت وتر پڑھے۔ (مسلم)

۱۱۹۷۔ (۱۰) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ' أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ' فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ' ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ' ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا' ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا' ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا' ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا' ثُمَّ أَوْتَرَ' فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ قَوْلَهٗ:

۱۱۹۷۔ (۱۰) حضرت زید بن خالد جہنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے کہا آج رات کو رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی نماز نہایت غور سے دیکھوں گا کہ آپ کس طرح پڑھتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے دیکھا اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے دو ہلکی ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر اس کے بعد دو لمبی لمبی رکعتیں پڑھیں' پھر اس کے بعد دو رکعتیں درمیانی درجے کی پڑھیں پھر دو رکعتیں ان دونوں رکعتوں سے ہلکی پڑھیں پھر دو رکعت ان دونوں سے بھی ہلکی پڑھیں پھر وتر پڑھا سب ملا کر تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔ اور دو دو رکعت چار مرتبہ لفظ آیا ہے۔ (صحیح مسلم' موطا امام مالک' جامع الاصول)

۱۱۹۶۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل (۷۶۳) [۱۷۹۹]

۱۱۹۷۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامۃ (۷۶۵) [۱۸۰۴]' سنن ابی داوٗد (۱۳۶۶)' موطا امام مالک ۱/ ۱۲۲ ح ۲۶۵' جامع الأصول ۷/ ۵۲ ح ۴۱۰۲

ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، هٰكَذَا فِي ((صَحِيْحِ مُسْلِمٍ))، وَأَفْرَدَهُ مِنْ كِتَابِ ((الْحُمَيْدِيِّ)) وَ ((مُوَطَّإِ مَالِكٍ)) وَ ((سُنَنِ أَبِيْ دَاوٗدَ)) وَ ((جَامِعِ الْأُصُوْلِ))

١١٩٨ - (١١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهٖ جَالِسًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۸۔ (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمر میں بدن بھاری ہو گیا تھا تو آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر ہوتی تھی۔ (بخاری مسلم)

١١٩٩ - (١٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ، عَلٰى تَأْلِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ آخِرُهُنَّ (حٰمٓ الدُّخَانِ) وَ (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۹۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان سورتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں جو آپس میں ایک دوسرے کے برابر تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سورتوں کو ایک ایک رکعت میں ملا کر پڑھتے تھے۔ شروع مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا۔ جس ترتیب سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن میں لکھی ہوئی تھیں۔ ایک رکعت میں دو دو سورتیں آپ پڑھتے تھے۔ ان بیس سورتوں میں سے آخر دو سورتیں حم دخان، اور عم یتساء لون ہیں۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... نظائر کے معنی مماثلت اور برابری کے ہیں یعنی وہ سورتیں تعداد آیت اور بیان کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ تھیں۔ سورہ حجرات سے آخری قرآن مجید تک مفصل کہلاتا ہے جن کے تین درجے ہیں۔ طوال مفصل، وسط مفصل، قصار مفصل۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو موجودہ ترتیب کے خلاف لکھا تھا تو ان کے ترتیب کے مطابق بیس سورتیں نظائر والی یہ تھیں جن کو امام داؤد نے بیان فرمایا ہے۔ ایک رکعت میں سورہ رحمٰن اور نجم اور ایک رکعت میں اقتربت الساعة اور الحاقه اور ایک رکعت میں سورہ طور اور سورہ ذاریات اور ایک رکعت میں، سورہ اذا وقعة الواقعت وسورہ نون اور ایک رکعت میں سورہ سال سائل اور والنازعات اور ایک رکعت میں ویل للمطففین، اور عبس اور ایک رکعت میں سورہ مدثر اور سورہ مزمل اور ایک رکعت میں سورہ هل اتی علی الانسان اور لااقسم بیوم القیامه اور ایک رکعت میں سورہ عم یتسائلون اور سورہ مرسلات اور ایک رکعت میں سورہ دخان اور اذا الشمس کورت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر موجودہ ترتیب عثمانی کے خلاف کوئی پڑھے تو جائز ہے اس کی نماز ہو جائے گی۔

١١٩٨ - صحيح بخاری كتاب تقصير الصلاة باب اذا صلى قاعداً ثم صح (١١١٨)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ٧٣٢ [١٧١١]

١١٩٩ - صحيح بخاری كتاب فضائل القرآن باب تاليف القرآن (٤٩٩٦)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب ترتيل القرائة واجتناب (٨٢٢)، [١٩٠٨، ١٩١٠]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

۱۲۰۰۔ (۱۳) عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ، وَکَانَ یَقُوْلُ: ((اَللّٰهُ اَکْبَرُ)) ثَلَاثًا ((ذُوْ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظْمَةِ))، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَکَعَ، فَکَانَ رُکُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِیَامِهٖ، فَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ: ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ))، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، فَکَانَ قِیَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُّکُوْعِهٖ، یَقُوْلُ: ((لِرَبِّیَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ، فَکَانَ سُجُوْدُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِیَامِهٖ، فَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ:

۱۲۰۰۔ (۱۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کے وقت تین دفعہ اللہ اکبر ذوالملکوت والجبروت والکبریاء والعظمة پڑھا' پھر نماز شروع کی اور سورہ بقرہ پڑھی' اس کے بعد رکوع کرتے' آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر ہوتا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو آپ کا قومہ (یعنی رکوع کے بعد کھڑا ہونا) رکوع کے برابر ہوتا' اور آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رکوع سے سر اٹھاتے پھر آپ سجدہ کرتے اور آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر ہوتا اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے۔

سبحان ربی الاعلیٰ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور دونوں سجدوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھے رہتے جتنی دیر تک آپ ایک سجدہ میں رہے۔ اور یہ پڑھتے رب اغفرلی رب اغفرلی اس طرح سے چار رکعتیں آپ نے پڑھیں جس میں سورہ بقرہ اور ال عمران سورہ نساء یا سورہ انعام پڑھی۔ (ابوداؤد)

تہجد کی نماز میں دس آیتیں پڑھنے والا غافلین میں شمار نہیں ہوگا

۱۲۰۱۔ (۱٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آیَاتٍ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آیَةٍ کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آیَةٍ کُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِیْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۲۰۱۔ (۱۴) حضرت عبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز میں دس آیتیں پڑھ لیا کرے تو غافلوں میں وہ نہیں لکھا جائے گا اور جو نماز میں سو آیتیں پڑھے تو فرماں برداروں میں اس کا نام لکھا جائے گا' اور جو نماز میں ہزار آیتیں پڑھے تو زیادہ ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... بظاہر قیام سے قیام اللیل (تہجد) کی نماز مراد ہے یعنی جو شخص تہجد کی نماز میں دس آیتیں پڑھے تو وہ غافلین میں سے شمار نہیں ہوگا' بلکہ ذاکرین میں سے ہوگا' اسی طرح سے سو آیتوں کا پڑھنے والا فرماں برداروں میں شمار ہوگا۔

۱۲۰۲۔ (۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۱۲۰۲۔ (۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱۲۰۰۔ اسنادہ صحیح' سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده (۸۷٤)' النسائی (۱۰۷۰)' ابن ماجه (۸۹۷)

۱۲۰۱۔ حسن' سنن ابی داؤد کتاب شهر رمضان باب تحزیب القرآن (۱۳۹۸)

۱۲۰۲۔ حسن' سنن داؤد کتاب التطوع باب فی رفع الصوت بالقرائة فی صلاة اللیل (۱۳۲۸)' ابن خزیمه (۱۱۵۹)' ابن حبان' (٦٥٧)' حاکم ۱/ ۳۱۰

كَانَتَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَيَخْفِضُ طَوْرًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

رات کے وقت مختلف قرأت ہوتی تھی اگر تنہائی میں ہوتے تو زور زور سے پڑھتے اور اگر ادھر ادھر لوگ سوتے ہوتے تو آہستہ آہستہ قرآن مجید پڑھتے تھے (یعنی کبھی زور سے اور کبھی آہستہ پڑھتے تھے (ابوداوٗد)

١٢٠٣ـ (١٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۰۳ـ (۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنی آواز سے قرأت کرتے کہ اگر آپ گھر کے اندر ہوتے تو باہر صحن والے آپ کی قرأت سن لیتے۔ (ابوداوٗد)

قیام اللیل میں پست اور بلند آواز سے قراءت کا بیان

١٢٠٤ـ (١٧) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ، وَمَرَّ بِعُمَرَ وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ، قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ))۔ قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَقَالَ لِعُمَرَ: ((مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبَا بَكْرٍ! ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا))، وَقَالَ لِعُمَرَ: ((اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۲۰۴ـ (۱۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب کو باہر تشریف لے گئے تو آپ کا گزر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور قرآن شریف آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے، پھر آپ کا گزر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، وہ تہجد کی نماز میں قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہے تھے جب یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ابوبکر میں تمہارے پاس سے گزرا اور تم آہستہ آہستہ قرآن پڑھ رہے تھے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جس سے میں بات چیت کر رہا تھا اس کو سنا رہا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کو سنا رہا تھا وہ آہستہ بھی سنتا ہے اور زور سے بھی سنتا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا تو تم تہجد کی نماز میں قرآن شریف زور سے پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے کہا زور زور سے میں اس لیے پڑھ رہا تھا تا کہ سوتے ہوؤں کو جگا دوں اور شیطانوں کو بھگا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم اپنی آواز کو ذرا اونچی کر دو، عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی آواز کو کچھ پست کر دو۔ (ترمذی، ابوداوٗد)

١٢٠٥ـ (١٨) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ بِآيَةٍ، وَالْآيَةُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ

۱۲۰۵ـ (۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو صبح تک اسی ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔ (ترجمہ) اے خدا اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں

١٢٠٣ـ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب التطوع باب فى رفع الصوت بالقرائة فى صلاة الليل (١٣٢٧)

١٢٠٤ـ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب التطوع باب فى رفع الصوت بالقرائة فى صلاة الليل (١٣٢٩)، الترمذى كتاب الصلاة باب ما جاء فى قرائة الليل (٤٤٧)

١٢٠٥ـ حسن، سنن نسائى كتاب الافتتاح باب ترديد الاية (١٠١١)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى القرائة فى صلاة الليل (١٣٥٠)

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

اور اگر تو ان کو بخش دے تو، تو غالب حکمت والا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

توضیح:...... قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ دعا کریں گے رسول اللہ ﷺ نے تہجد کی نماز میں بار بار اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی جس سے اشارہ امت کی بخشش کی طرف ہے۔

فجر کی سنتوں کے بعد پہلو کے بل لیٹنے کا بیان

۱۲۰۶۔ (۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۰۶۔ (۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھ چکے تو وہ داہنی کروٹ پر لیٹ جائے (تاکہ تہجد کی تھکاوٹ دور ہو جائے۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نماز تہجد کے لیے کب اٹھا جائے

۱۲۰۷۔ (۲۰) عَنْ مَسْرُوْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ۔ قُلْتُ: فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷۔ (۲۰) حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سا کام زیادہ پسندیدہ تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، وہ کام جسے ہمیشہ کیا جائے۔ پھر میں نے عرض کیا آپ ﷺ تہجد کی نماز کے لیے کس وقت اٹھتے تھے؟ تو فرمایا جب مرغ کی آواز سن لیتے۔ (بخاری، مسلم)

۱۲۰۸۔ (۲۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاكُنَّا نَشَآءُ أَنْ نَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ، وَلَا نَشَآءُ اَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۲۰۸۔ (۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز میں دیکھنا چاہتے تو ہم آپ کو نماز کی حالت میں دیکھ لیتے اور جب ہم رات میں آپ کو سوتے دیکھنا چاہتے تو آپ کو سوتے بھی دیکھ لیتے۔ (یعنی رات میں آپ سوتے بھی تھے اور نماز تہجد کے لیے جاگتے بھی تھے۔ نہ آپ تمام رات نماز ہی پڑھتے اور نہ تمام رات سوتے ہی رہتے۔ (نسائی)

۱۲۰۹۔ (۲۲) وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ

۱۲۰۹۔ (۲۲) حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں سے ایک صحابی نے کہا، میں رسول

۱۲۰۶۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب الاضطجاع بعدها (۱۲۶۱)، الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر (۴۲۰)، ابن خزیمه (۱۱۲۰)

۱۲۰۷۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب من نام عند السحر (۱۱۳۲)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات ۷۴۱

۱۲۰۸۔ اسنادہ صحیح، سنن النسائی کتاب قیام اللیل باب ذکر صلاۃ رسول اللہ ﷺ باللیل (۱۶۲۸)، بخاری [۱۹۷۲، ۱۱۴۱]

۱۲۰۹۔ اسنادہ صحیح، سنن النسائی کتاب قیام اللیل باب بِأَيِّ شیءٍ یستفتح صلاۃ اللیل (۱۶۲۷)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَاللّٰهِ لَأَرْقُبَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ حَتّٰى أَرٰى فِعْلَهٗ، فَلَمَّا صَلّٰى صَلَاةَ الْعِشَآءِ، وَهِيَ الْعَتَمَةُ، اِضْطَجَعَ هَوِيًّا مِّنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْأُفُقِ، فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ حَتّٰى بَلَغَ إِلٰى: ﴿إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾، ثُمَّ أَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى فِرَاشِهٖ، فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا، ثُمَّ أَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِّنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَهٗ مَآءً، فَاسْتَنَّ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلّٰى، حَتّٰى قُلْتُ: قَدْ صَلّٰى قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتّٰى قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلّٰى، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ، وَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا۔ تو میں نے کہا خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے ضرور دیکھوں گا تا کہ آپ ﷺ کے فعل کو دیکھ کر میں بھی اسی طرح کرنے لگوں' چنانچہ جب آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ چکے جس کو عتمہ بھی کہا جاتا ہے تو دیر تک آپ ﷺ سوتے رہے' پھر بیدار ہوئے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے بچھونے کی طرف ہاتھ بڑھا کر مسواک نکالی اور چھاگل سے پیالے میں پانی انڈیلا' مسواک کی' وضو کیا' پھر تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور اتنی دیر تک نماز پڑھتے رہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ جتنی دیر تک آپ سوتے رہے' پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ میں نے اندازہ کیا کہ جتنی دیر تک آپ لیٹے رہے اتنی ہی دیر تک نماز پڑھی' پھر آپ ﷺ جاگ گئے' پھر آپ نے ایسا ہی کیا جیسا پہلے کیا تو رات بھر میں طلوع فجر سے پہلے تین مرتبہ اس طرح کیا۔ (نسائی)

نماز تہجد کے بعد سونے کا بیان

۱۲۱۰۔ (۲۳) وَعَنْ يَّعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَاتِهٖ؟ فَقَالَتْ: وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتَهٗ؟ كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰى، ثُمَّ يُصَلِّيْ قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰى، حَتّٰى يُصْبِحَ، ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهٗ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۲۱۰۔ (۲۳) حضرت یعلی بن مملک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی امّ سلمہ سے آپ ﷺ کی قرأت اور تہجد کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی قرأت اور نماز سے تم کو کیا حاصل ہوگا'' یعنی تم رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھ سکتے ہو اور نہ آپ جیسی قرأت کر سکتے ہو تو تمہیں دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہوگا' مگر مختصراً میں عرض کرتی ہوں' کہ آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے پھر جتنی دیر تک آپ نے نماز پڑھی ہے اتنی دیر تک آرام فرماتے' پھر نماز پڑھتے اتنی دیر تک جتنی دیر تک سوتے ہوتے' پھر آپ سو جاتے جتنی دیر تک نماز پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ صبح ہوتی۔ یعنی رات بھر اسی طرح سلسلہ جاری رہتا کہ آپ سو جاتے' پھر اتنی دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد آپ ﷺ کی قرأت کے بارے میں بیان کیا کہ آپ پڑھتے وقت ہر حرف واضح کر کے پڑھتے۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

❀❀❀❀

۱۲۱۰۔ اسنادہ صحیح' سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القرائۃ (۱۴۶۶)' الترمذی کتاب ثواب القرآن باب ما جاء کیف کان قرائۃ النبی (۲۹۲۳)' النسائی کتاب قیام اللیل باب ذکر صلاۃ رسول اللہ ﷺ باللیل (۱۶۳۰)

(۳۲) بَابُ مَایَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

تہجد کی نماز میں ﷺ کیا دعا پڑھتے تھے؟ یا جب کوئی رات کو بیدار ہو تو کیا پڑھے؟

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

نماز تہجد میں کیا پڑھا جائے

۱۲۲۱۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۱۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد اس دعا کو پڑھتے تھے۔ اے اللہ سب تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے رہنے والوں کو قائم کرنے والا ہے، اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں اور زمینوں کا اور ان میں بسنے والی چیزوں کا بادشاہ ہے، اور تیرے ہی لیے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو روشن کرنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے تعریف ہے، تو ہی ثابت ہے، اور تیرا ہی وعدہ سچا ہے، اور تیرا ہی دیدار حق ہے، اور تیری ہی بات سچی ہے، اور جنت ثابت ہے، اور دوزخ موجود ہے، اور سب انبیاء علیہم السلام برحق ہیں، اور محمد (ﷺ) سچے نبی ہیں، اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ میں تیرا ہی فرماں بردار ہو گیا، اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا، اور تیری ہی طرف رجوع کیا، اور تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں، اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں، تو میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہر اور ان گناہوں کو جن کو تو جانتا ہے معاف کر دے، تو ہی آگے اور پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہوں سے باز رہنے کی قوت تیرے سوا کسی میں نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم)

۱۲۲۱۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب التهجد بالليل (۱۱۲۰)، مسلم کتاب صلاة المسافرين باب الدعاء فی صلاة الليل (۷۶۹) [۱۸۰۷]

۱۲۱۲۔ (۲) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ فَقَالَ: (اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۱۲۔ (۲) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اس دعاء سے نماز شروع کرتے۔ (ترجمہ) اے اللہ! جبرئیل ومیکائیل اور اسرافیل کے پروردگار، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور کھلی چیزوں کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا، جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں، تو مجھے ہدایت دے اس حق میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے، تو ہی جس کو چاہے سیدھا راستہ چلاتا ہے۔ (مسلم)

۱۲۱۳۔ (۳) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) أَوْقَالَ: ((ثُمَّ دَعَا؛ اسْتُجِيْبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۱۳۔ (۳) حضرت عبادہ بن صامت ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہو کر اس دعا کو پڑھے گا اس کی دعا قبول ہو گی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز بھی قبول ہو گی (بخاری) وہ دعا یہ ہے ''نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اکیلا اللہ، جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ہے ملک اور اسی کے لیے ہے تعریف، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور اللہ ہر عیب سے پاک (معبود) ہے اور اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے۔ برائی سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔ یا اللہ! مجھ کو معاف کر دے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

۱۲۱٤۔ (٤) عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۲۱۴۔ (۴) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ) ''کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ، اے اللہ! تو ہی سچا معبود ہے تیری ذات پاک ہے، اور صرف تیرے لیے تعریف ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، اور تیری رحمت کا طلب گار ہوں الٰہی! تو میرے علم کو بڑھا دے اور ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا مت کر، اور اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے۔

۱۲۱۲۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الدعاء فی صلاۃ اللیل (۷۷۰) [۱۸۱۱]

۱۲۱۳۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب فضل من تعارمن اللیل فصل (۱۱۵٤)

۱۲۱٤۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الأدب باب من یقول الرجل اذ تعار من اللیل (۵۰٦۱)، عبداللہ بن الولید لین الحدیث ہے۔

۱۲۱۵۔ (۵) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْأَلُ اللّٰهُ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۲۱۵۔ (۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان باوضو ذکر الٰہی کرتا ہوا سو گیا پھر رات کو جاگ کر جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا' اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھلائی عطاء فرما دے گا۔(احمد' ابوداؤد)

۱۲۱۶۔ (٦) وَعَنْ شُرَيْقٍ الْهَوْزَنِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا: بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا، وَحَمِدَ اللّٰهُ عَشْرًا، وَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا))، وَقَالَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) عَشْرًا، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَشْرًا، وَهَلَّلَ اللّٰهَ عَشْرًا، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا، وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) عَشْرًا، ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۱۲۱٦۔ (٦) حضرت شریق ہوزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور یہ دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو کس دعا کو پہلے پڑھتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے ایسی بات دریافت کی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے دریافت نہیں کی' رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو دس مرتبہ "اللہ اکبر" دس مرتبہ "الحمد للہ" اور دس مرتبہ "سبحان الله وبحمده" دس مرتبہ "لا الہ الا اللہ" اور دس مرتبہ "اللهم انی اعوذبك من ضيق الدنيا وضيق يوم القيامة" کہتے۔ یعنی "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور قیامت کی تنگی سے' پھر اس کے بعد تہجد کی نماز شروع کرتے۔(ابوداؤد)

توضیح:...... ان ساتوں دعاؤں کو دس دس دفعہ پڑھا جاتا ہے' اسی لیے محدثین کرام اس کو "معشرات السبعۃ" کہتے ہیں ("اسلامی وظائف" میں ہم نے تفصیل بیان کر دیا ہے۔)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۲۱۷۔ (۷) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ))، ثُمَّ

۱۲۱۷۔ (۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رات کو رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو "الله اكبر" کہتے پھر پڑھتے (ترجمہ) "اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں' اور تیری تعریف کرتا ہوں' تیرا نام برکت والا ہے اور تیری بزرگی بلند ہے

۱۲۱۵۔ اسناده صحیح، مسند احمد ۵/ ۲٤۱، سنن ابی داوٗد کتاب الادب باب فی القوم علی طهارة (۵۰٤۲)، ابن ماجه (۳۸۸۱)

۱۲۱٦۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الأدب باب ما یعول اذا أصبح (۵۰۸۵)، شریف الھوزنی غیر معروف اور بقیہ بن الولید مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

۱۲۱۷۔ اسناده صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك (۷۷۵)، الترمذی کتاب الصلاة باب ما یقول عند افتتاح الصلاة (۲٤۲)، النسائی کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الذکر بین افتتاح الصلاة (۹۰۰)

يَـقُـوْلُ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا))، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((أَعُوْذُ بِـاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَـمْـزِهٖ وَنَـفْـخِـهٖ وَنَـفْـثِـهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُـوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ، وَزَادَ أَبُوْدَاوٗدَ بَعْدَ قَوْلِهٖ: ((غَيْرُكَ)): ثُمَّ يَقُوْلُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) ثَلَاثًا۔ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ: ثُمَّ يَقْرَأُ۔

اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اس کے بعد "اللہ اکبر کبیرہ" کہتے۔ پھر یعنی اے اللہ جو سننے جاننے والا ہے میں تیری پناہ چاہتا ہوں راندے ہوئے شیطان سے اور اس کے وسوسہ سے اور اس کے تکبر سے اور اس کے برے شر سے" (ترمذی' ابوداؤد' نسائی) اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ "لا الہ غیرك " کے بعد تین مرتبہ "لا الہ الا اللّٰہ" پڑھتے پھر قرات شروع کرتے۔

١٢١٨۔ (٨) وَعَـنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: كُـنْـتُ أَبِيْـتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكُـنْـتُ أَسْـمَـعُـهٗ إِذَا قَـامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ: ((سُبْـحَـانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سُبْـحَـانَ الـلّٰـهِ وَبِحَمْدِهٖ)) الْهَوِيَّ۔ رَوَاهُ النَّسَائِي۔ وَلِلتِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

١٢١٨۔ (٨) حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ شریف کے قریب سویا کرتا تھا جب تہجد کی نماز کے لیے آپ کھڑے ہوتے تو آپ سے دیر تک یہ سنتا تھا۔ (نسائی' ترمذی)

توضیح:...... رات میں مختلف دعائیں پڑھنے کی آئی ہیں' جس صحابی نے جس دعا کو آپ سے پڑھتے ہوئے سنا اس کو بیان کر دیا۔ کبھی آپ کوئی دعا کو پڑھتے اور کبھی آپ کوئی دعا کو۔ لہٰذا حسب حال ہر دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

❀❀❀❀

١٢١٨۔ صحيح سنن الترمذی كتاب الدعوات باب منه (٣٤١٦)، النسائی كتاب قيام الليل باب ذكر ما يستفتح به القيام (١٦١٩)

(۳۳) بَابُ التَّحْرِيضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ

رات کی عبادت (یعنی) ''تہجد کی نماز پر رغبت دلانا''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز تہجد ترک کر دینے کا بیان

۱۲۱۹ـ (۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ، كَسْلَانَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۹ـ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سونے لگتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے اور ہر گرہ پر یہ منتر پڑھتا ہے ''**علیك لیل طویل فارقد**'' یعنی لمبی رات ہے سوتا رہ۔ اگر وہ بیدار ہوا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر اس نے وضو کیا تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھنے لگ جاتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ پھر صبح کرتا ہے نہایت خوش وخرم اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو صبح کو اٹھتا ہے نہایت سست اور پلید نفس اور کاہل ہو کر۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... گرہ لگانے سے حقیقتاً گرہ لگانا مراد ہے یا اس سے دل میں وسوسہ ڈالنا مراد ہے کہ لمبی رات ہے سوتا رہ نہ نماز کے لیے اٹھتا ہے نہ ذکر الٰہی کرتا ہے۔ نہایت غمگین، پریشان حال، سست اٹھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کس قدر لمبا قیام کرتے

۱۲۲۰ـ (۲) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيْلَ لَهُ: لَمْ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَلَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۰ـ (۲) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے کہ آپ ﷺ کا پاؤں سوج جاتا تھا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی تہجد کی نماز میں اتنا لمبا قیام کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں میں ورم آ جاتا تھا۔

۱۲۱۹ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب عقد الشيطان على قافية الرأس (۱۱٤۲)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب ما روى فيمن نام الليل أجمع حتى أصبح (۷۷٦) [۱۸۱۹]

۱۲۲۰ـ صحيح بخاری كتاب التفسير باب ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك (٤۸۳٦)، مسلم كتاب صفات المنافقين باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة ۲۸۱۹ [۷۱۲٤]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جب آپ کے سارے گناہ معاف ہو چکے ہیں تو ایسا کیوں کرتے ہیں' اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شکر گزاری کے لیے ایسا کرتا ہوں۔

نماز تہجد اور فجر کی نماز کے لیے نہ اٹھنا کس قدر ناپسندیدہ ہے

١٢٢١ ـ (٣) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلٌ، فَقِيْلَ لَهُ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: ((ذٰلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهِ)) أَوْ قَالَ: ((فِيْ أُذُنَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۱۔ (۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح تک سوتا رہتا ہے اور صبح کی نماز کے لیے بھی نہیں اٹھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ اس کے دونوں کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی رات بھر سوتا رہتا ہے نہ تہجد کی نماز ہی پڑھتا ہے اور نہ صبح کی نماز ہی جماعت سے پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے جس کے ثقل سے وہ نہیں اٹھتا سست پڑا رہتا ہے' شیطان کا پیشاب کرنا یا تو حقیقتاً ہے کیونکہ وہ بھی کھاتا پیتا ہے' اور بعض لوگوں نے کہا شیطان اس کو حقیر و ذلیل بنا دیتا ہے' اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔

١٢٢٢ ـ (٤) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً فَزِعًا، يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟! وَمَا ذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟! مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ)). يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ. ((لِكَيْ يُصَلِّيْنَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۲۲۔ (۴) حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کو گھبرا کر جاگ اٹھے اور فرمانے لگے "سبحان الله" یعنی اللہ کی ذات پاک ہے۔ آج کی رات کس قدر خزانے اتارے گئے ہیں اور فتنے نازل کیے گئے ہیں۔ کوئی ہے جو حجرے والیوں کو جگا دے (اس سے آپ کی مراد ازواج مطہرات ہیں) تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والیاں لیکن آخرت میں برہنہ ہوں گی۔ (بخاری)

توضیح:...... یعنی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا جس سے آپ بے چین ہو گئے۔ اس خواب میں جنگ و جدل اور فتنے کی چیزیں دکھائی گئیں جن میں اسلامی فتح کی طرف اشارہ تھا' بہت سا مال اور خزانہ امت محمدیہ کو حاصل ہوگا۔ چنانچہ کسریٰ اور قیصر کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا' آپ کا یہ خواب سچا ثابت ہوا۔ اور اپنے گھر والوں کے متعلق فرمایا کہ ان کو جگا دو' تہجد وغیرہ کی نماز پڑھ لیں' ذکر الٰہی کر لیں اور شکر بجا لائیں' کیوں کہ بہت سی عورتیں جو خدا کی نعمتوں میں ڈھکی ہوئی ہیں' لیکن ذکر الٰہی و شکر گزاری سے غافل ہیں اور آخرت میں ثواب سے برہنہ اور خالی ہوں گی' یا اس سے مراد یہ ہے کہ بعض عورتوں کو باریک لباس نہیں پہننا چاہیے۔

رات کے آخری پہر اللہ کے آسمان دنیا پر نزول کا بیان

١٢٢٣ ـ (٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۲۲۳۔ (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١٢٢١ ـ صحيح بخاري كتاب التهجد باب اذا نام ولم يصل بال الشيطان في أذنه (١١٤٤)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب ما روى فيمن نام الليل أجمع (٧٧٤) [١٨١٧]

١٢٢٢ ـ صحيح بخاري كتاب الفتن باب لاياتي زمان إلا الذي بعده شر منه (٧٠٦٩)

١٢٢٣ ـ صحيح بخاري كتاب التهجد باب الدعاء والصلاة من آخر الليل (١١٤٥)، مسلم كتاب، صلاة المسافرين باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل (٧٥٨) [١٧٧٢، ١٧٧٥]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَـنْـزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُـلَّ لَیْـلَةٍ إِلَـى السَّـمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ الـلَّیْلِ الْآخِـرِ، یَقُوْلُ: مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَـهٗ؟ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهٗ؟ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَأَغْفِرُ لَـهٗ))۔ مُتَّـفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((ثُمَّ یَبْسُـطُ یَدَیْهِ وَیَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَلَا ظَلُوْمٍ؟ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ))۔

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا پر اترتا ہے جب کہ تہائی حصہ آخر رات کا باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں' کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے دوں' کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے میں اسے بخش دوں۔ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ کر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو ایسے کو قرضہ دے جو نہ محتاج ہے' نہ ظالم ہے۔ صبح تک اللہ تعالیٰ یہی فرماتا رہتا ہے۔

توضیح:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اترتا ہے اس کا یہ اترنا بلا کیف ہے۔ محققین نے کہا ہے کہ اس قسم کی متشابہات صفتیں بلا کیف اور بلا مثال اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور بحث و کرید کرنا مناسب نہیں۔ اور بعضوں نے یہ مطلب سمجھایا کہ اس کی رحمت خصوصی طور پر اترتی ہے' اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصے میں یہ فرماتا ہے کہ لوگ تہجد کی نماز پڑھیں اور اس وقت دعا و استغفار کریں' یہ وقبولیت کا وقت ہے' اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جو اس سے مانگے گا' وہ دے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو قرض دو جو نہ محتاج ہے اور نہ ظالم ہے' یعنی اس کے راستے میں خرچ کرو۔ لیکن وہ تمہارا احتاج نہیں ہے اور نہ وہ کھاتا پیتا ہے اور نہ وہ ظالم ہے۔ جب تم اس کے راستے میں خرچ کرو گے تو وہ تم کو پورا پورا ثواب دے گا' اور کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اس کا بدلہ دنیا میں بھی دے گا' آخرت میں بھی دے گا۔

۱۲۲۴۔ (٦) وَعَـنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: سَـمِعْتُ الـنَّبِیَّ ﷺ یَـقُـوْلُ: ((إِنَّ فِـی اللَّیْلِ لَسَاعَةً، لَا یُـوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ، یَّسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ أَمْـرِ الدُّنْیَا وَالْأٰخِرَةِ؛ إِلَّا أَعْطَاهُ إِیَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۲۴۔ (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات میں ایک مقبول گھڑی ہے۔ اس وقت جو مسلمان دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے' تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما دیتا ہے' اور یہ مقبول ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم) (مگر وہ ساعت غیر متعین ہے جس طرح سے رمضان شریف میں ایک رات ضرور ہے' لیکن وہ رات مبہم رکھی گئی ہے۔ اسی طرح سے یہ ساعت رات بھر میں کسی نہ کسی وقت ضرور ہے۔ آخری رات میں ہونے کا زیادہ قوی احتمال ہے۔)

اللہ کو محبوب ترین قیام کیسا ہے

۱۲۲۵۔ (٧) وَعَـنْ عَبْدِالـلّٰـهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَـبُّ الصَّلَاةِ إِلَـى الـلّٰهِ صَلَاةُ دَاوٗدَ، وَأَحَبُّ الصِّیَامِ إِلَى اللّٰهِ صِیَامُ دَاوٗدَ: كَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهٗ،

۱۲۲۵۔ (٧) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب روزوں سے بہترین روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ داؤد علیہ السلام نصف شب سوتے تھے اور ایک تہائی رات میں اٹھ

۱۲۲٤۔ صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین باب فی اللیل ساعة یستجاب عنها الدعاء (٧٥٧) [١٧٧٠]

۱۲۲٥۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب من نام عند السحر (١١٣١)، مسلم کتاب الصیام باب النهی عن صوم الدهر لمن تضر به (١١٥٩)[٢٧٣٩]

وَيُنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کر عبادت الٰہی کرتے، پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری مسلم)

١٢٢٦۔ (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: كَانَ تَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيُحْيِي آخِرَهُ، ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ، حَاجَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ قَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَنَامُ، فَإِنْ كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الأَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ صَلّٰى رَكَعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٢٢٦۔ (٨) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے اول حصے میں آرام فرماتے اور آخری حصے میں جاگ کر عبادت الٰہی کرتے۔ (یعنی تہجد) کی نماز ادا فرماتے، پھر اگر آپ کو بیوی سے کچھ کام ہوتا تو اس کو کر لیتے ورنہ سو جاتے، اور اگر پہلی اذان کے وقت آپ کو غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرما لیتے اور اگر غسل کی ضرورت نہ ہوتی تو وضو کر لیتے۔ پھر فجر کی دو رکعت سنتیں ادا فرما لیتے۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

اس بات کا بیان کہ قیام اللیل اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے

١٢٢٧۔ (٩) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ؛ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّئَاتِ، وَمِنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١٢٢٧۔ (٩) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیام اللیل (یعنی تہجد) کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، اور یہ خدا کی نزدیکی کا ذریعہ ہے اور گناہوں کو دور کرنے اور باز رکھنے کا سبب اور وسیلہ ہے۔ (ترمذی)

توضیح:...... یعنی پہلے زمانے کے نبیوں اور ولیوں اور دیگر خدا کے نیک بندوں کا، شب بیداری کرنے کا اور تہجد پڑھنے کا طریقہ تھا، تم کو بھی انہی کے طریقہ پر چلنا چاہیے اس سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوگی اور گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

١٢٢٨۔ (١٠) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَيْهِمُ: الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوْا فِي الصَّلَاةِ، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوْا فِيْ قِتَالِ الْعُدُوِّ))۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

١٢٢٨۔ (١٠) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان تین شخصوں سے خوش ہوتا ہے۔ (١) ایک وہ شخص جو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتا ہے۔ (٢) اور دوسرے وہ نمازی جو نمازوں کی سیدھی صف بندی کر کے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ (٣) تیسرے وہ مجاہدین جو دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے سیدھی صف بندی کر کے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ (شرح السنہ)

١٢٢٦۔ صحيح بخاری كتاب التهجد باب من نام اوّل الليل وأحي آخره (١١٤٦)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی ﷺ (٧٣٩) [١٧٢٨]

١٢٢٧۔ حسن، سنن الترمذی كتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ (٣٥٤٩)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

١٢٢٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه (٢٠٠)، شرح السنة باب التحريض على قيام الليل ٤/ ٤٢ ح ٩٢٩، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

۱۲۲۹۔ (۱۱) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ؛ فَكُنْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا۔

۱۲۲۹۔ (۱۱) حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کو پچھلے حصے میں بندہ خدا سے بہت قریب ہو جاتا ہے، تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو سکو جو اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کرتے ہیں، تو ہو جاؤ۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے لیکن سنداً غریب ہے)

قیام اللیل کے لیے میاں بیوی کا ایک دوسرے کو بیدار کرنا

۱۲۳۰۔ (۱۲) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهٗ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۲۳۰۔ (۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خدا اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو جگائے، وہ بھی نماز پڑھے، اور اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی ڈال دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر اپنی رحمت نازل فرمائے، جو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے، اور اپنے خاوند کو جگائے، وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ (ابوداؤد، نسائی)

ایسے میاں بیوی پر خدا کی خاص مہربانی نازل ہوتی ہے۔ جن کے لیے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ہے۔ اس سے تہجد کی نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۲۳۱۔ (۱۳) وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۳۱۔ (۱۳) حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ دعا کی قبولیت کا کون سا وقت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پچھلی رات کا تہائی حصہ اور ہر فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی)

قیام اللیل کی مزید تاکید کا بیان

۱۲۳۲۔ (۱٤) وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ

۱۲۳۲۔ (۱۴) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں، اور باہر کی چیزیں اندر سے دکھائی دیتی ہیں

۱۲۲۹۔ صحیح سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ۱۱۸ (۳۵۷۹)

۱۲۳۰۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب قیام اللیل (۱۳۰۸)، النسائی کتاب قیام اللیل باب الترغیب فی قیام اللیل ۱۶۱۱، ابن ماجہ، (۱۳۳۶)

۱۲۳۱۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الدعوات ۷۸، (۳۴۹۹)، عبدالرحمٰن بن سابط نے ابوامامہ سے نہیں سنا اور ابن جریج مدلس راوی ہیں دیکھیے حدیث: ۹۶۸

۱۲۳۲۔ حسن، شعب الایمان باب فی الصیام (۳۸۹۲)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ، وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))

(یعنی شیشے کی طرح وہ بہت صاف ستھرے ہیں۔) یہ بالا خانے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے واسطے تیار کیے ہیں جو نرمی سے بات چیت کرتے ہیں اور غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اور مسلسل نفلی روزے رکھتے ہیں۔ اور رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب کہ سب لوگ سوئے رہتے ہیں۔ (بیہقی، ترمذی)

۱۲۳۳۔ (۱۵) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ، فِي رِوَايَتِهِ: ((لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ))

۱۲۳۳۔ (۱۵) اور ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل بیان کیا اور اس کی روایت میں ''نرمی سے بات کرتے ہیں'' کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ''اس شخص کے لیے ہیں جو کلام اچھا کرتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

قیام اللیل کو ترک کر دینا درست نہیں

۱۲۳۴۔ (۱۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴۔ (۱۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ تو فلاں آدمی کی طرح نہ ہونا جو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتا رہا پھر اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ (بخاری مسلم)

یعنی تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھتے رہو۔ کبھی پڑھی کبھی چھوڑ دی، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہاں بیماری اور مجبوری کی حالت میں اگر کبھی ناغہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۱۲۳۵۔ (۱۷) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَانَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوْقِظُ فِيْهَا أَهْلَهُ يَقُوْلُ: يَا آلَ دَاوُدَ! قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَإِنَّ هٰذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْعَشَّارٍ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۲۳۵۔ (۱۷) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ داؤد علیہ السلام کا رات میں ایک خاص وقت مقرر تھا جس میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور فرماتے تھے ''اے داؤد کے گھرانے والو! کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو اس وقت اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ مگر جادوگر اور ظلماً چنگی وصول کرنے والوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (احمد)

فرض نماز کے بعد رات کی نماز افضل ترین عبادت ہے

۱۲۳۶۔ (۱۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۱۲۳۶۔ (۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو

۱۲۳۳۔ حسن، سنن الترمذی کتاب صفة الجنة باب ما جاء فی صفة غرف الجنة (۲۵۲۷، ۱۹۸۴)

۱۲۳۴۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب ما یکره من ترك قیام اللیل امن کان یقومه (۱۱۵۲)، مسلم کتاب الصیام باب النهی عن صوم الدهر (۱۱۵۹)

۱۲۳۵۔ اسناده ضعیف، مسند أحمد ۴/ ۲۲، علی بن زید جدعان ضعیف راوی ہے اور حسن اور ابن ابی العاص کے درمیان انقطاع بھی ہے۔

۱۲۳۶۔ صحیح مسند أحمد ۲/ ۳۴۲، مسلم (۲۰۳۹)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلَاةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ.

فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز پچھلی رات کی نماز (یعنی تہجد کی نماز) ہے۔ (احمد)

نماز تہجد برائی سے روکتی ہے

١٢٣٧۔ (١٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّيْ اللَّيْلَ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ. فَقَالَ: ((إِنَّهٗ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُوْلُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)).

١٢٣٧۔ (١٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ نماز عنقریب اس کو اس چیز سے بچائے گی جس کا تم نے تذکرہ کیا ہے۔ (احمد، بیہقی)

توضیح:...... یعنی اگر پنج وقتہ نماز پڑھتا رہے اور تہجد کی نماز پر مداومت بھی کرتا رہے تو یہ نماز اسے چوری سے روک دے گی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿ ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر ﴾ ''یعنی نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔''

نماز تہجد کا اہتمام کرنے والے میاں بیوی کی فضیلت

١٢٣٨۔ (٢٠) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّيَا أَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ.

١٢٣٨۔ (٢٠) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی رات کو اپنی بیوی کو جگائے اور دونوں نماز پڑھیں یا ہر ایک نے نماز پڑھی دو رکعت تو وہ دونوں ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جاتے ہیں۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

توضیح:...... یعنی جب کوئی شخص رات کو اٹھ کر خود بھی تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور بیوی کو بھی جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ یعنی دونوں میاں بیوی تہجد گزار ہیں تو یہ ذکر الٰہی کرنے والوں میں لکھے جاتے ہیں جن کی بڑی فضیلت ہے اور قرآن مجید میں بھی ان کا بیان آیا ہے: ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ یعنی ''اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

١٢٣٩۔ (٢١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَشْرَافُ أُمَّتِيْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ، وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)).

١٢٣٩۔ (٢١) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بزرگ ترین قرآن مجید کے اٹھانے والے (یعنی پڑھنے پڑھانے والے حفاظ) اور تہجد گزار ہیں۔ (بیہقی)

١٢٣٧۔ اسناده صحيح، مسند احمد ٢/ ٤٤٧، شعب الايمان ٣٢٦١

١٢٣٨۔ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب التطوع باب قيام الليل (١٣٠٩)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فيمن أيقظ اهله من الليل (١٣٣٥)

١٢٣٩۔ اسناده موضوع، شعب الايمان (٢٧٠٣)، نہشل کذاب اور سعید بن سعید راوی ضعیف ہے نیز ضحاک کی ابن عباس سے ملاقات ثابت نہیں۔

توضیح:...... یعنی میری امت میں سب سے زیادہ بلند مرتبے والے حفاظ کرام ہیں جو قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں اور تہجد گزار لوگ۔

۱۲۴۰۔ (۲۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ أَبَاهُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَاشَآءَ اللّٰهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِصَلَاةِ يَقُوْلُ لَهُمْ: الصَّلَاةَ، ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۴۰۔ (۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو جتنا خدا چاہتا نماز پڑھتے اور جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کے لیے جگاتے اور فرماتے۔ ''اٹھو نماز پڑھو' پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے۔ یعنی اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور اس پر جمے رہو' ہم تم سے روزی نہیں مانگتے ہیں بلکہ ہم خود تم کو روزی دیتے ہیں اور اچھا نتیجہ پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ (موطا)

۱۲۴۰۔ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب صلاة الليل باب ما جاء فى صلاة الليل ١/ ١١٩ ح ٢٥٨

(۳۴) بَابُ الْقَصْدِ فِی الْعَمَلِ

کاموں میں میانہ روی کا بیان

یعنی ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنا' افراط تفریط سے بچنا ضروری ہے۔ جو لوگ میانہ روی اختیار کر لیتے ہیں وہ اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ کھانے میں' پینے میں' سونے میں' جاگنے میں' چلنے میں' پھرنے میں' اعتدال کا حکم ہے۔ قرآن مجید میں حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں میں ہے کہ ''اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔'' قصد اور اقتصاد اعتدال کا نام ہے قصد السبیل سیدھی (مستقیم) راہ جو حق تک پہنچا دے۔ القصد القصد تبلغوا ''میانہ روی اختیار کرو تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ گے۔'' ہر ایک امر میں اعتدال یعنی بیچوں بیچ چلنا نہ افراط کرنا اور نہ تفریط کرنا یہی کمال ہے جو انسان کو اپنے مقاصد تک پہنچا دیتا ہے۔ بہت دوڑ کر چلنے والا تھک کر بیٹھ جاتا ہے۔ کھانا پینا' حرکت سکون' سونا جاگنا' کلام خاموشی' محنت ریاضت کرنا سب اعتدال کی ضرورت اور افراط تفریط دونوں مضر ہیں۔ کانت صلوٰۃ قصد و خطبۃ قصد ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز متوسط ہوتی تھی اور خطبہ بھی متوسط ہوتا'' (نہ بہت لمبا اور نہ بہت مختصر اور نماز نسبتاً لمبی ہوتی تھی۔ اب احمق اور نادان اور کم علم لوگ خطبہ تو لمبا سناتے ہیں اور نماز مختصر) علیکم ھدیا قاصدا ''تم اپنے اوپر اعتدال کا راستہ لازم کر لو۔''

الحاصل صرف و خرچ میں اسراف و تبذیر معیشت فاسدہ کی علامات ہیں۔ اس لیے اقتصاد اور میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے مثلاً عام حالات میں یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور پھر حاجت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے۔ بلکہ حتی الامکان اس کی سعی کرنی چاہیے کہ ان تمام اجتماعی حقوق کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جو غنی ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر عائد کیے ہیں۔ اپنی اور اہل و عیال کی حاجات و ضروریات کے لیے کچھ پس انداز ہو۔ نیز یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ بخل اور تقصیر کو کام میں لائے اور خود اپنے اور اہل و عیال کے لیے عطاء الٰہی کے باوجود معیشت تنگ کرے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بلکہ نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ان الھدی الصالح والسمت الصالح والا قتصاد جز؟ من خمس وعشرین جزء من النبوۃ .))

(ابوداود)

''اچھی سیرت اور اچھا طریقہ اور اعتدال نبوت کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

اس حدیث سے اعتدال اور میانہ روی کی بہت بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ ہر چیز میں اعتدال پسندیدہ ہے۔ مسند بزار میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما احسن القصد فی الغنی مااحسن القصد فی الفقر ما احسن القصد فی العبادۃ .))

(کنز العمال)

''دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے' محتاجی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے' عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔''

'غرض یہ کہ نہ اتنا دولت مند ہو کہ انسان قارون وقت بن کر حق سے غافل ہو جائے' نہ اتنا محتاج ہو کہ پریشان خاطر ہو کر حق سے محروم رہ جائے۔ لوگ دولت مند ہو کر اس قدر شان وشکوہ عز وجاہ اور عیش وتنعم کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں کہ اعتدال سے خارج ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ محتاج ہو کر اس قدر ادنی اور متبذل ہو جاتے ہیں کہ صبر اور خود داری اور تمام شریفانہ اوصاف کھو دیتے ہیں' اور یہ بھی بے اعتدالی ہے۔ ان دونوں حالتوں میں اسلام کی معتدل تعلیم یہ ہے کہ دولت مندی کی حالت میں نہ حد سے زیادہ بلند ہونا چاہئے' نہ محتاجی کی حالت میں اپنی حیثیت سے گر جانا چاہئے۔ دعا اور عبادت میں بھی اعتدال کا حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿ ولا تجهر بصلوٰتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا﴾ (بنی اسرائیل) ''اور نہ پکار اپنی دعا (یا نماز) میں اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔'' یعنی نہ چلا کر دعا کی جائے' یا نماز پڑھی جائے کہ نمائش ہو جائے یا مخالف اس کو سن کر برا بھلا کہے اور نہ بالکل چپکے چپکے کہ ساتھ والے بھی نہ سن سکیں' بلکہ بیچ کی راہ اختیار کی جائے۔

قرآن مجید میں نیک بندوں کی یہ علامت بتائی گئی ہے۔

﴿والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما﴾ (الفرقان)

''اور خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ ان کا خرچ افراط وتفریط کے درمیان (بیچ) کا ہو۔''

مندرجہ ذیل حدیثوں سے بھی اقتصاد اور میانہ روی نماز روزے وغیرہ میں بھی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کا بیان

١٢٤١ - (١) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى يَظُنَّ أَنْ لَا يَصُوْمَ مِنْهُ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَظُنَّ أَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۴۱۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں افطار کرتے تھے (یعنی نفلی روزے نہیں رکھتے) یہاں تک کہ ہم یہ خیال کرتے ہیں اس مہینے میں نفلی روزے نہیں رکھیں گے' اور کبھی کبھار نفلی روزے رکھتے جاتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ آپ افطار ہی نہیں کریں گے۔ (یعنی لگاتار روزے ہی رکھتے جائیں گے۔) اور اگر ہم رات کے وقت آپ کو نماز کی حالت میں دیکھنا چاہتے تو آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھ لیتے' اور اگر آپ کو رات میں سوتا ہوا دیکھنا چاہتے تو آپ کو سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

توضیح:...... یعنی رسول اللہ ﷺ نہ ہمیشہ نفلی روزے ہی رکھتے اور نہ ہمیشہ افطار ہی کرتے بلکہ ہر مہینے میں کچھ نفلی روزے رکھ لیتے اور کبھی نہیں رکھتے' اسی طرح سے رات میں نہ تمام رات شب بیداری کر کے نماز ہی پڑھتے اور نہ تمام رات سوتے ہی رہتے بلکہ کچھ حصے میں نماز پڑھتے اور کچھ حصے میں آرام کرتے۔ یعنی صوم وصلوٰۃ میں بھی آپ میانہ روی اختیار کرتے' افراط وتفریط سے کام نہیں لیتے۔

١٢٤٢ - (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ

۱۲۴۲۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

١٢٤١ - صحيح بخاری كتاب التهجد باب قيام النبی ﷺ من نومه (١١٤١، ١٩٧٣)

١٢٤٢ - صحيح بخاری كتاب الايمان باب احب الدين الى الله (٤٣)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب فضيلة العمل الدائم ٧٨٢ [١٨٢٧]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عملوں میں سے وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جس کو ہمیشہ ادا کیا جائے، اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری مسلم)

۱۲۴۳ـ (۳) وَعَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۳ـ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاموں میں سے وہ کام اختیار کرو جس کے کرنے کی تم کو طاقت ہو کیونکہ اللہ اجر وثواب دینے سے نہیں تنگ ہوگا یہاں تک کہ تم کام کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ یعنی چھوڑ بیٹھو گے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... یعنی اپنی طاقت کے مطابق ہمیشہ نیکی کا کام کرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکی کے ثواب دینے میں نہیں تنگ ہوگا اور نہ اس کو چھوڑے گا بلکہ تم ہی طاقت سے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے چھوڑ بیٹھو گے۔ لہٰذا میانہ روی اختیار کرو۔

۱۲۴۴ـ (۴) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ ((لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، وَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۴ـ (۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک تمہاری طبیعت چست ہو اور عبادت کرنے کی خوشی ہو تو نماز پڑھو اور جب طبیعت سست ہو جائے تو بیٹھ جاؤ۔ یعنی نماز نہ پڑھو۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی جب طبیعت چست اور حشاش بشاش اور نشاط میں ہو تو نماز پڑھو تا کہ خشوع وخشوع، اطمینان قلب سے نماز ادا ہو اور اگر طبیعت سست ہو اور نیند وغیرہ کا غلبہ ہو تو ایسی صورت میں نماز نہ پڑھو بلکہ سو جاؤ یا بیٹھ جاؤ پھر جب طبیعت اطمینان ہو جائے نماز پڑھو جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكرى﴾ ''یعنی غفلت کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

نماز کے لیے خوب اچھی طرح بیدار ہونے کا بیان

۱۲۴۵ـ (۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۵ـ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز کی خالت میں نیند آنے لگے تو اسے سو جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے۔ کیونکہ اگر نیند اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اسے کچھ نہیں معلوم ہوگا ممکن ہے بجائے استغفار کے اپنے آپ کو گالی دے بیٹھے (یعنی بجائے دعا کے بددعا کر بیٹھے۔) (بخاری مسلم)

توضیح:...... نیند کے غلبے کے وقت دماغی توازن صحیح نہیں رہتا ہے۔ زبان سے خلاف مقصد لفظ نکل جانے کا احتمال ہوتا ہے اس لیے بجائے دعا کے بددعائیہ کلمہ نکل سکتا ہے۔ جیسے ((اللھم اجرنی من النار)) ''یعنی اے خدا مجھے آگ جہنم سے بچا اور نیند کے غلبے کے وقت میں اس کے بدلے میں اللھم اجعلنی من النار کا لفظ نکل جائے۔ یعنی مجھے جہنمیوں میں سے کر دے۔ یہ

۱۲۴۳ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب ما يكره من التشديد فی العبادة (۱۱۵۱)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب أمر من نعس فی صلاته ۷۸۵ [۱۸۳۳]

۱۲۴۴ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب ما يكره من التشديد فی العبادة (۱۱۵۰)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب أمر من نعس فی صلاته ۷۸۴ [۱۸۳۱]

۱۲۴۵ـ صحيح بخاری كتاب الوضوء باب الوضوء من النوم (۲۱۲)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب أمر من نعس فی صلاته (۷۸۶) [۱۸۳۵]

بددعا ہوگئی اسی طرح سے اللھم اغفرلی ہے یعنی اے اللہ تو مجھے بخش دے۔ نیند کے غلبے کے وقت میں اللھم اغفرلی کا لفظ نکل جائے جس کے معنی یہ ہیں خدایا مجھے ذلیل کر۔ یہ بددعا ہے اسی لیے آپ نے نیند کے غلبے کے وقت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس بات کا بیان کہ دین آسان ہے

١٢٤٦ ـ (٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا، وَأَبْشِرُوْا، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۴۶۔ (۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین آسان ہے اور دین میں کوئی سختی نہیں کرتا مگر دین ہی اس پر غالب آجاتا ہے لہٰذا میانہ روی اختیار کرو اور اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق کام کرو اور اپنی کامیابی پر خوش ہو اور صبح شام رات کے کچھ آخری حصے میں اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو۔ (بخاری)

توضیح:...... دین کے آسان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دین کا ہر کام آسان ہے، کوئی کام مشکل نہیں ہے اس لیے تم دینی کاموں میں طاقت سے زیادہ سختی نہ اٹھاؤ، اگر ہمت سے زیادہ تکلیف مالا یطاق برداشت کرنے کی کوشش کرو گے تو راہبوں کی طرح ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھو گے۔ یعنی مستحبات اور نوافل کو فرض کی طرح ادا کرنے لگو گے تو تم تھک جاؤ گے اور عاجز ہو جاؤ گے تو دین غالب رہا، تم مغلوب رہے لہٰذا درمیانی رفتار اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا کام تلاش کرو اور ہمت کے مطابق کرو، انشاء اللہ تمہیں جنت ملے گی، جس سے تم خوش ہو جاؤ گے اور صبح شام عبادت کرو اور آخری شب میں بھی تہجد پڑھو اس سے تمہارا اور درجہ بلند ہوگا۔

نیک اعمال پر ہمیشگی کا بیان

١٢٤٧ ـ (٧) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۴۷۔ (۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے وظیفے سے سو جائے پھر وہ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کا وہی ثواب لکھا جاتا ہے کہ گویا اس نے اس کو رات ہی کو پڑھا۔ (مسلم)

توضیح:...... یعنی کسی کو تہجد کی نماز پڑھنے کی عادت تھی لیکن نیند کی وجہ سے نہ اٹھ سکا، یا قرآن مجید کی تلاوت کا کچھ حصہ مقرر کر رکھا تھا لیکن نیند کی وجہ سے رات کو نہ پڑھ سکا، تو ایسے لوگوں کو چاہیے فجر کی نماز کے بعد سے ظہر کی نماز سے پہلے تک یعنی ان دونوں نمازوں کے درمیان ادا کر لے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا رات کو اٹھ کر پڑھنے میں ملتا ہے۔

١٢٤٨ ـ (٨) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۴۸۔ (۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ہمت نہیں ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو پہلو پر لیٹ کر پڑھو۔ (بخاری)

١٢٤٩ ـ (٩) وَعَنْهُ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

۱۲۴۹۔ (۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے

١٢٤٦ ـ صحيح بخاري كتاب الايمان باب الدين يسر (٣٩)

١٢٤٧ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب جامع صلاة الليل (٧٤٧) [١٧٤٥]

١٢٤٨ ـ صحيح بخاري كتاب تقصير الصلاة باب اذا لم يطق قاعداً صلى على جنب (١١١٧)

١٢٤٩ ـ صحيح بخاري كتاب تقصير الصلاة باب صلاة القاعد بالإيماء (١١١٦)

صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا۔ قَالَ: إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

نبی ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیسا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ کھڑے ہو کر پڑھے تو اچھا ہے اور جو شخص بیٹھ کر پڑھے تو اسے کھڑے ہونے والے کا آدھا ثواب ملے گا' اور جو شخص لیٹ کر پڑھے گا تو اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

توضیح:...... یعنی نفلی نماز اگر کھڑے کھڑے پڑھی جائے تو پورا ثواب ملے گا' اور اگر باوجود طاقت (بغیر عذر) کے بیٹھ کر پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر آدھا ثواب ملے گا۔ اور اگر بغیر عذر کے نفلی نماز لیٹ کر پڑھے تو نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنے کے ثواب سے آدھا ثواب ملے گا۔ اس تیسرے حکم کے بارے میں علماء نے کہا کہ یہ لفظ مدرج ہے راوی نے ماقبل پر قیاس کرلیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

باوضو سونے کی فضیلت کا بیان

١٢٥٠۔ (١٠) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ آوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ طَاهِرًا، وَذَكَرَ اللّٰهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ، لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؛ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))۔ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ ((كِتَابِ الْأَذْكَارِ)) بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ۔

١٢٥٠۔(١٠) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہم نے بیان کرتے سنا ہے کہ جو شخص باوضو اپنے بستر پر آئے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ نیند آ جائے' تو رات کے وقت جس وقت بھی کروٹ بدل کر اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی کوئی بھلائی مانگے' اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے (ابن سنی) "کتاب الاذکار للنووی"

اس چیز کا بیان کہ اللہ دو بندوں سے خوش ہوتا ہے

١٢٥١۔ (١١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَّجُلَيْنِ: رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِّطَائِهِ وَلِحَافِهِ مِنْ بَيْنِ حِبِّهِ وَأَهْلِهِ إِلٰى صَلَاتِهِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ، ثَارَ عَنْ فِرَاشِهِ وَوِطَائِهِ مِنْ بَيْنِ حِبِّهِ وَأَهْلِهِ إِلٰى صَلَاتِهِ، رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ، وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِيْ، وَرَجُلٌ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمَ مَعَ أَصْحَابِهٖ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِيْ

١٢٥١۔ (١١) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا پروردگار ان دو شخصوں سے خوش ہوتا ہے۔ ایک وہ شخص جو اپنے نرم بستر اور لحاف اور اپنی محبوب چیز اور بیوی سے رات کے وقت تہجد کی نماز کے لیے الگ ہو کر نماز پڑھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ صرف نماز کی خاطر اپنے نرم بستر اور بچھونے اور محبوب چیز اور اہل وعیال سے جدا ہو کر میرے پاس کی چیز لینے کی خوشی میں اور میرے عذاب کے ڈر اور خوف کے باعث کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا

١٢٥٠۔ حسن، عمل اليوم لابن السنى (٧٢١)، الاذكار للنووى (٢٨٣)، سنن الترمذى (٣٥٢٦)

١٢٥١۔ حسن، مسند احمد ١/ ٤١٦ شرح السنة ١/ ٤٢، ٤٣ ح ٩٣٠، ابن حبان (٦٤٣)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

الْاِنْهِزَامِ وَمَالَهٗ فِي الرُّجُوْعِ، فَرَجَعَ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهٗ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ: انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ، وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِيْ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهٗ)). رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)).

ہے اور اپنے ساتھیوں سمیت دشمنوں کے مقابلے میں شکست کھا جاتا ہے پھر وہ اس گناہ کو سوچتا ہے جو بھاگنے میں ہے اور اس ثواب کا خیال کرتا ہے جو واپس جا کر لڑنے میں ہے تو یہ سوچ کر پھر واپس آ جاتا ہے اور دشمنوں سے مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو جو میرے پاس جنت حاصل کرنے کی خواہش اور میرے پاس سے دوزخ اور عذاب سے ڈرنے کی وجہ سے اپنے خون کو گرا کر شہید ہو گیا۔ (شرح سنہ) یعنی تہجد کی نماز پڑھنے والے اور شہید فی سبیل اللہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۲۵۲۔ (۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ)). قَالَ: فَأَتَيْتُهٗ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَأْسِهٖ. فَقَالَ: ((مَالَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو؟)). قُلْتُ: حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّكَ قُلْتَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلَاةِ)). وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا. قَالَ: ((اَجَلْ، وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۲۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سنائی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''باوجود طاقت اور بغیر عذر کے جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو اسے آدھی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ''ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا تو بطور تعجب کے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر رکھ دیا' آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عبداللہ بن عمرو! تم یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کی یہ حدیث سنائی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کی نماز بیٹھ کر آدھی نماز ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو' لیکن میرا عمل تمہاری طرح نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح:...... بغیر عذر کے جو شخص نفلی نماز بیٹھ کر ادا کرے گا تو اسے آدھا ثواب ملے گا لیکن رسول اللہ ﷺ کو پورا ثواب ملے گا' یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

نماز میں راحت حاصل کرنے کا بیان

۱۲۵۳۔ (۱۳) وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ: لَيْتَنِيْ صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ، فَكَاَنَّهُمْ عَابُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَقِمِ الصَّلَاةَ يَا بِلَالُ! اَرِحْنَا بِهَا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۱۲۵۳۔ (۱۳) حضرت سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا کہ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے کہا کہ کاش میں نماز پڑھوں اور آرام حاصل کروں (یعنی نماز پڑھ کر مجھے آرام حاصل ہو) تو لوگوں نے سن کر اس کی عیب جوئی کی (یعنی اس کو برا سمجھا۔) تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے بلال تم تکبیر کہو تاکہ میں نماز پڑھ کر راحت اور لذت حاصل کروں۔ کیونکہ مجھے نماز میں آرام ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

۱۲۵۲۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب جواز النافلۃ قائمًا وقاعدًا (۷۳۵) [۱۷۱۵]

۱۲۵۳۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی صلاۃ العتمۃ (۴۹۸۵)

(۳۵) بَابُ الْوِتْرِ

وتر کا بیان

وتر طاق یعنی بے جوڑ کو نماز کہتے ہیں جو رات کی تمام نمازوں کے بعد ادا کی جاتی ہے' پچھلی رات فجر سے پہلے اس کا بہتر وقت ہے مگر جو اس وقت نہ پڑھ سکے یا جاگ نہ سکے وہ عشاء کے فرض وسنتوں کے بعد پڑھ لے' اور جو رات کو نہ پڑھ سکے وہ نماز فجر سے پہلے پڑھ لے۔ اس کے پڑھنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور بلا وجہ چھوڑنا جائز نہیں ہے' اور یہ سنت موکدہ ہے۔ فرض واجب نہیں ہے۔ اور وتر کی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو رکعتیں ہیں' کبھی ایک اور کبھی تین اور کبھی پانچ اور کبھی سات پڑھے۔ تین یا پانچ رکعتیں نماز وتر کی ایک ہی سلام سے پڑھنی چاہئیں درمیان میں کہیں تشہد یعنی قعدہ نہ کرے بلکہ آخری رکعت میں بیٹھے اور اگر سات یا نو پڑھنے کا ارادہ ہو تو ایک رکعت باقی رکھ کر تشہد میں بیٹھے اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور باقی ایک رکعت ادا کر کے آخری قعدہ میں بیٹھے اور التحیات درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ ان سب صورتوں میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعاء قنوت پڑھے۔ یا رکوع جانے سے پہلے دعاء قنوت پڑھے یعنی قرأت سے فارغ ہو کر۔ یہی افضل اور سنت ہے۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ایک رکعت وتر کا بیان

١٢٥٤ ـ (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ؛ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۴۔(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب تم میں سے کوئی صبح کے ہو جانے کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھ لے' تو پہلی پڑھی ہوئی نماز کو وتر اور طاق بنا دے گی۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... رات میں نفلی نماز کو دو دو رکعت کر کے ادا کرنا مستحب ہے اور اگر ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھے تو جائز ہے۔ اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور اس ایک رکعت کے ادا کرنے سے جفت نمازیں طاق کے حکم میں ہو جائیں گی۔

١٢٥٥ ـ (٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۵۔(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں (مسلم)

١٢٥٤ ـ صحيح بخاري كتاب الوتر باب ما جاء في الوتر (٩٩٠)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل مثنى مثنى (٧٤٩) [١٧٤٨]

١٢٥٥ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل مثنى مثنى (٧٥٢) [١٧٥٧]

پانچ رکعت وتر کا بیان

١٢٥٦ ـ (٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ آخِرِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۶۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھتے تھے ان میں سے پانچ رکعت وتر کی ہوتی تھیں جن میں صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔ (بخاری مسلم)

توضیح:...... یعنی آٹھ رکعت تہجد کی نماز ہوتی تھی اور پانچ رکعت وتر کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز پانچ رکعت بھی ہے۔ اوران پانچ رکعتوں میں آخری رکعت میں قعدہ ہونا چاہئے' درمیان میں قعدہ نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

نو رکعت وتر کا بیان

١٢٥٧ ـ (٤) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هَشَّامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْبِئِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنُ۔ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ، وَيَحْمَدُهٗ، وَيَدْعُوْهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ، وَلَا يُسَلِّمُ، فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَابُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنْعِهٖ فِي الْأُوْلٰى، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ نَبِيُّ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهٗ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ

۱۲۵۷۔ (۴) حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور عرض کیا کہ یا امّ المومنین آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا حال بیان فرمایئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے میں نے عرض کیا ہاں پڑھا ہوا ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن مجید ہی تھا۔ (یعنی قرآن مجید کے اخلاق حسنہ پر آپ کا عمل تھا۔ حضور کے اخلاق کو اگر دیکھنا ہے تو قرآن مجید کے آئینے میں دیکھو۔) میں نے کہا یا ام المومنین رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے وتر کی کیفیت بیان کیجیے (یعنی کس طرح اور کتنی رکعت وتر کی نماز ادا فرماتے تھے؟) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ آپ کے لیے وضو کا پانی اور مسواک تیار کر کے آپ کے سونے کی جگہ رکھ دیتے جس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار کرنا چاہتا بیدار ہو جاتے۔ مسواک کرتے' وضو کرتے' اور نو رکعت نماز پڑھتے جن میں سے صرف آٹھویں ہی رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھتے' اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے' اس کی تعریف کرتے اور دعا کرتے پھر بغیر سلام پھیرے ہوئے نویں رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے' اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جاتے' اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے' اس کے بعد اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے تھے۔ (یعنی نہ زیادہ زور سے اور نہ بہت آہستہ سے ہم لوگ آپ کے آس پاس ہوتے اور آپ کے

١٢٥٦ ـ صحيح بخاری كتاب التهجد باب كيف صلاة النبی ﷺ (١١٤٠)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات (٧٣٧) [١٧٢٠]

١٢٥٧ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب جامع صلاة الليل (٧٤٦) [١٧٣٩]

قِيَامِ اللَّيْلِ، صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سلام کی آواز سن لیتے) پھر سلام کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تو اے میرے بیٹے یہ سب گیارہ رکعتیں ہوئیں، پھر جب رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف زیادہ ہوگئی اور بوڑھے ہو گئے اور بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعت وتر پڑھتے، اور دو رکعت بدستور سابق سلام کے بعد بیٹھ کر پڑھتے تو اے میرے بیٹے یہ نو رکعتیں ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت شریف تھی کہ جب آپ کوئی نفلی نماز پڑھتے تو اس کو ہمیشہ ادا کرنے کو پسند کرتے تھے۔ اور جب نیند کے غلبے کی وجہ سے یا کسی بیماری یا درد کی تکلیف کی وجہ سے رات کو تہجد کی نماز نہیں ادا کر پاتے تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے۔ اور میں یہ نہیں جانتی کہ کبھی ایک ہی رات میں نبی ﷺ نے سارا قرآن مجید پڑھ کے ختم کیا ہو، اور رات بھر صبح تک نماز پڑھی ہو اور نہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینے میں پورا مہینہ روزہ رکھا ہو۔ (مسلم)

توضیح:...... قیام اللیل کو بھی وتر کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں پہلے نو رکعت کا بیان ہے جن میں آٹھ رکعت مسلسل بغیر درمیان میں قعدہ کیے ہوئے آپ نے ادا فرمائی صرف آٹھویں رکعت پر آپ بیٹھے اور التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور نویں رکعت پڑھ کر قعدہ کیا اور التحیات و درود پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ آٹھ رکعت تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی کل نو رکعتیں ہو گئیں اگر کوئی اس طرح کرنا چاہے تو اس طرح بھی کر سکتا ہے، پھر آپ ﷺ نے وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر نفلی نماز ادا فرمائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کے بعد بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اور بعض روایتوں میں جو آیا ہے کہ وتر کو آخر میں پڑھو۔ تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وتر کا آخر میں پڑھنا مستحب ہے اور اگر وتر کے بعد کوئی نفل پڑھنا چاہے تو جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے اس فعل سے ثابت ہوتا ہے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر رات کو تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے تو دن کو پڑھ لینا چاہیے اور ایک رات میں قرآن مجید کا ختم کرنا خلاف سنت ہے اسی طرح سے تمام رات جاگ کر عبادت کرنا بھی سنت نہیں ہے اور رمضان شریف کے علاوہ پورا مہینہ نفلی روزے سے گزارنا درست نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ قابل عمل ہے۔

رات کی آخری نماز وتر ہے

۱۲۵۸۔ (۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۸۔ (۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نمازوں میں آخری نماز وتر کو کرو، (یعنی وتر کو بالکل آخر میں ادا کرنا چاہیے) (مسلم) (یہ امر استحباب کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں)

وتر جلد پڑھنے کا بیان

۱۲۵۹۔ (٦) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۹۔ (٦) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح ہونے سے پہلے ہی وتر پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

توضیح:...... وتر کا اصل وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے لہذا صبح ہونے سے پہلے ہی وتر کو پڑھ لینا چاہیے صبح صادق ہونے کے بعد وتر کا وقت نکل جاتا ہے جسے بعد میں قضا کی نیت سے پڑھ لینا چاہیے۔

۱۲۵۸۔ صحیح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر (۷۵۱) [۱۷۵۵]

۱۲۵۹۔ صحیح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل مثنى (۷۵۰) [۱۷۵۳]

١٢٦٠ـ (٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْلَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَ ذٰلِكَ أَفْضَلُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۰۔ (۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اس بات کا ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے کے لیے نہیں اٹھ سکے گا تو اس کو عشاء کے بعد شروع رات ہی میں وتر پڑھ لینا چاہیے اور جو آخر رات میں اٹھنے کی امید رکھتا ہو تو وہ وتر کو آخر رات میں پڑھ لے چونکہ آخر رات میں رحمت اور برکت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور یہ (یعنی وتر کا پچھلی رات میں پڑھنا) افضل ہے۔ (مسلم)

نمازِ وتر کے اوقات کا بیان

١٢٦١ـ (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطِهٖ، وَآخِرِهٖ، وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۱۔ (۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کو رات کے ہر حصے میں پڑھا ہے کبھی شروع شب میں، کبھی درمیان شب میں اور کبھی آخری شب میں وتر پڑھا ہے اور آپ کے وتر کا آخری وقت صبح صادق تک ہے۔ (بخاری مسلم) یعنی رات کے پچھلے حصے تک۔

١٢٦٢ـ (٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۲۔ (۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب (محمد ﷺ) نے ان تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔ اور دوسرے یہ کہ چاشت کی دو رکعت نماز پڑھتا رہوں اور تیسرے یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں (بخاری مسلم)

توضیح:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں پورا دن قرآن و حدیث پڑھتے اور یاد کرتے تھے آپ کو خصوصی طور پر ان تین باتوں کی وصیت فرمائی (۱) کہ ہر مہینے میں ایام بیض کے تین روزے رکھ لیا کرو۔ (۲) چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو۔ (۳) اور اول شب میں وتر پڑھ لیا کرو کیونکہ زیادہ رات تک حدیثیں یاد کرنے میں مصروف رہتے تھے، پچھلی رات میں اٹھنا دشوار تھا اس لیے ان کو فرمایا کہ تم شروع رات میں پڑھ لیا کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

١٢٦٣ـ (١٠) عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ

۱۲۶۳۔ (۱۰) حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

١٢٦٠ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب من خاف أن لا يقوم من آخر...... (٧٥٥) [١٧٦٦]

١٢٦١ـ صحيح بخاری كتاب الوتر باب ساعات الوتر (٩٩٦)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل وعدد ركعات (٧٤٥) [١٧٣٦]

١٢٦٢ـ صحيح بخاری كتاب الصوم باب صيام البيض (١٩٨١)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب صلاة الضحى (٧٢١) [١٦٧٢]

١٢٦٣ـ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الطهارة باب فی الجنب يؤخر الغسل (٢٢٦)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی القرائة فی صلاة الليل (١٣٥٤)، النسائی (٤٠٥، ٢٢٣)

قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَمْ فِيْ آخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْ آخِرِهٖ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: كَانَ يُوْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِيْ آخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ فِيْ آخِرِهٖ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَخْفِتُ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ، وَرُبَّمَا خَفَتَ. قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْفَصْلَ الْأَخِيْرَ

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنابت کا غسل کرتے ہوئے اول رات میں دیکھا ہے یا آخر رات میں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کبھی آپ اول رات میں غسل جنابت کر لیتے اور کبھی آخر رات میں میں نے کہا ''اللہ بہت بڑا ہے'' اللہ کی تعریف ہے جس نے کام میں کشادگی رکھی ہے۔ پھر میں نے کہا' کہ رسول اللہ ﷺ وتر کو آخر شب میں پڑھتے تھے یا اول شب میں؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کبھی اول شب میں اور کبھی آخر شب میں پڑھتے تھے۔ میں نے خوشی اور تعجب کے طور پر ''اللہ اکبر'' کہا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس نے دینی کاموں میں فراخی اور کشادگی رکھی ہے' پھر میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں قرآن مجید زور سے پڑھتے تھے یا آہستہ۔ تو فرمایا کبھی زور سے اور کبھی آہستہ۔ میں نے کہا ''اللہ بہت بڑا ہے'' اور اس کے لیے ہر قسم کی تعریفیں ہیں جس نے کاموں میں وسعت رکھی ہے۔ (ابوداوٗد' ابن ماجہ)

نماز وتر کی تعداد کا بیان

١٢٦٤۔ (١١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ؟ قَالَتْ: كَانَ يُوْتِرُ بِأَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ، وَّسِتٍّ وَّثَلَاثٍ، وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ، وَّعَشْرٍ وَّثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ، وَّلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۲۶۴۔ (۱۱) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ تو فرمایا چار اور تین۔ (یعنی سات رکعت) اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین۔ (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعت ہے۔) اور کبھی بھی سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ (ابوداوٗد)

توضیح:...... یہاں وتر سے قیام اللیل اور تہجد کی نماز مراد ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ چار رکعت تہجد اور تین رکعت وتر یہ سب سات رکعتیں طاق ہوگئیں اور چھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر نو رکعتیں ہوئیں یہ سب ملا کر کے وتر یعنی طاق ہوگئیں اور آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر سب ملا کر کے گیارہ رکعتیں ہوئیں' اسی طرح سے تہجد اور وتر سمیت تیرہ رکعتیں بھی ہیں۔ آپ ﷺ کی نماز اکثر یہ تھی۔ اور اس سے کمی بیشی بھی ثابت ہے۔

١٢٦٥۔ (١٢) وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

۱۲۶۵۔ (۱۲) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: وتر حق ہے (یعنی ثابت و سنت ہے) ہر مسلمان پر' پس

١٢٦٤۔ اسناده صحيح' سنن ابی داوٗد كتاب التطوع باب فی صلاة الليل (١٣٦٦)

١٢٦٥۔ اسناده صحيح' سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب كم الوتر (١٤٢٢)' النسائی كتاب قيام الليل باب ذكر اختلاف على الزهری فی حديث ابی ايوب (١٧١١)' ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب فی الوتر ثلاث (١١٩٠)

فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

جس کا جی چاہے پانچ رکعت وتر پڑھنے کا تو پانچ پڑھے اور کوئی تین رکعت پڑھنا پسند کرتا ہے تو تین رکعت پڑھے اور جو ایک رکعت پڑھنا پسند کرتا ہے وہ ایک رکعت پڑھے۔ (ابوداؤد ونسائی ابن ماجہ)

١٢٦٦۔ (١٣) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَأَوْتِرُوْا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ!)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

١٢٦٦۔ (١٣) حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ وتر ہے (یعنی ایک اور اکیلا ہے) اور یکتائی کو درست رکھتا ہے، تو اے قرآن والو وتر پڑھا کرو۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

توضیح:...... وتر کے معنی طاق اور بے جوڑ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وتر ہے یعنی بے جوڑ ہے اس کی مثل اور اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے، وہ یکتا (وحدہٗ لاشریک) ہے۔ اسی مناسبت سے وتر یعنی یکتائی کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو وتر کی نماز پڑھتے رہنا چاہیے اس لیے کہ یہ خدا کو حد سے زیادہ محبوب ہے۔ اسی حدیث سے بعض علما نے لیا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا افضل ہے۔

١٢٦٧۔ (١٤) وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ: الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

١٢٦٧۔ (١٤) حضرت خارجہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کے ذریعے تمہاری امداد فرمائی ہے جو سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے اور وہ وتر ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک کا وقت رکھا ہے۔ (ترمذی، ابوداود)

توضیح:...... وتر کی نماز سنت ہے اس کا وقت عشاء کے بعد سے فجر تک ہے۔ اس سے پہلے اگر کوئی شخص پڑھے تو وتر کی نماز ادا نہیں ہوگی۔ اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی۔ ایک نفلی نماز میں اضافہ فرمایا جو دیگر نفلی نمازوں سے افضل ہے۔ یہ وتر کی نماز فرض واجب نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ چھ وقت کی نماز فرض ہے حالانکہ پانچ وقت کل نماز فرض ہے اور لفظ اَمَدَّ کے معنی زیادہ کرنے اور بڑھانے کے ہیں اور اس زیادتی سے مراد یہی ہے کہ نفلی نمازوں میں اضافہ فرمایا جیسا کہ فجر کی دو رکعت سنتوں کے بارے میں فرمایا: ((ان اللہ زادکم صلوٰۃ الی صلوتکم هی خير لكم من حمر النعم الا وهی ركعتان قبل الفجر واخرجه البيهقی .)) ”اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کو تمہاری نماز کی طرف بڑھا دیا ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ فجر کی دو رکعت سنتیں ہیں۔“ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور فجر کی (سنت) زیادہ ہونے سے واجب نہیں ہوئی، اسی طرح سے وتر بھی زیادہ ہونے سے واجب نہیں ہوئی۔

١٢٦٦۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب استحباب الوتر (١٤١٦)، الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء أن الوتر ليس بحتم (٤٥٣)، النسائی کتاب قيام الليل باب الامر بالوتر (١٦٧٦)، ابن ماجه کتاب (١١٦٩)

١٢٦٧۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب استحباب الوتر (١٤١٨)، الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی فضل الوتر (٤٥٢)، ابن ماجه کتاب (١١٦٨)

نماز وتر صبح پڑھنے کا بیان

١٢٦٨ـ (١٥) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا۔

۱۲۶۸۔ (۱۵) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص اپنے وتر سے سو جائے تو جب صبح کو اٹھے تو پڑھ لے۔ (ترمذی) یعنی وتر کے پڑھنے کے وقت سو گیا تھا تو صبح صادق ہونے کے بعد اس کی قضا کر لے کیونکہ سنتوں کا قضا کرنا ثابت ہے۔''

نماز وتر میں کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے

١٢٦٩ـ (١٦) وَعَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: ((كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾، وَفِي الثَّانِيَةِ بِ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾، وَفِي الثَّالِثَةِ بِ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوُدَ۔

۱۲۶۹۔ (۱۶) حضرت عبدالعزیز بن جریج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں کون کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو جواب میں فرمایا ''پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ''**سبح اسم ربك الاعلى**'' اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ''**قل يا ايها الكافرون**'' اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ''**قل هو الله احد**'' اور معوذتین (یعنی ''**قل اعوذ برب الناس** اور ''**قل اعوذ برب الفلق**'') پڑھتے تھے۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی' احمد' دارمی) اور بعض روایتوں میں معوذتین کا لفظ نہیں آیا ہے۔

١٢٧٠ـ (١٧) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى۔

۱۲۷۰۔ (۱۷) امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ سے رروایت کیا ہے۔

١٢٧١ـ (١٨) وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

۱۲۷۱۔ (۱۸) امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

١٢٧٢ـ (١٩) وَالدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، وَلَمْ يَذْكُرُوْا ((وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ))۔

۱۲۷۲۔ (۱۹) امام دارمی نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انھوں نے معوذتین (سورتوں) کا ذکر نہیں کیا۔

دعائے قنوت کا بیان

١٢٧٣ـ (٢٠) وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما، قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ

۱۲۷۳۔ (۲۰) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر کی قنوت میں پڑھنے کی یہ دعا بتائی ہے:

١٢٦٨ـ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی الرجل ينام عن الوتر او ينساء (٤٦٦)' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

١٢٦٩ـ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب ما يقراء فی الوتر (١٤٢٤)' الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فيما يقرأ به الوتر (٤٦٣)' ابن ماجه (١١٧٣)

١٢٧٠ـ صحيح سنن النسائی کتاب قيام الليل باب نوع آخر من القرائة فی الوتر (١٧٣٢)۔

١٢٧١ـ صحيح مسند أحمد ٥/ ١٢٣

١٢٧٢ـ صحيح سنن الترمذی (٤٦٣)' النسائی (١٧٠٣' ١٧٠٤)' ابن ماجه' (١١٧٢)' الدارمی کتاب الصلاة باب کم الوتر (١/ ٣٧٢ ح)

فِیْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ: ((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، إِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَأَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِیُّ۔

(ترجمہ) ''اے اللہ تو مجھے راہ دکھا ان لوگوں کی جن کو تو نے راہ دکھائی ہے، اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی ہے، اور مجھے دوست بنا لے ان لوگوں میں جن کو تو نے دوست بنالیا ہے اور برکت دے مجھے اس چیز میں جو تو نے مجھے دی ہے، اور مجھے اس برائی سے بچا لے جو تو نے مقدر کر رکھی ہے۔ کیونکہ تو ہی حکم کرتا ہے اور تیرے اوپر حکم نہیں کیا جاسکتا، تیرا دوست ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور تیرا دشمن عزیز نہیں ہوسکتا۔ اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند تر ہے تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

نمازِ وتر سے فارغ ہونے والا کیا کہے

١٢٧٤۔ (٢١) وَعَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَلَّمَ فِی الْوِتْرِ قَالَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَزَادَ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یُطِیْلُ فِیْ آخِرِهِنَّ۔

١٢٧٤۔ (٢١) حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ **سبحان الملك القدوس** کہتے تھے، تیسری دفعہ میں آواز کو اونچی کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی)

١٢٧٥۔ (٢٢) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلنَّسَائِیِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰی، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ: كَانَ یَقُوْلُ إِذَا سَلَّمَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) ثَلَاثًا۔ وَیَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ۔

١٢٧٥۔ (٢٢) اور نسائی کی روایت میں عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سلام پھیرنے کے بعد ''**سبحان الملك القدوس**'' (کلمات) کہتے اور تیسری بار میں آواز بلند فرماتے۔

١٢٧٦۔ (٢٣) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ یَقُوْلُ فِیْ آخِرِ وِتْرِهٖ: ((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصٰی ثَنَاءً

١٢٧٦۔ (٢٣) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں اس دعا کو پڑھتے تھے: ((**اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك وبمعا فاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك**.))

١٢٧٣۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الوتر (٤٢٥)، الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی القنوت فی الوتر (٤٦٤)، النسائی کتاب قیام اللیل باب الدعاء فی الوتر (١٧٤٦)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ماجاء فی القنوت فی الوتر (١١٧٨)، ابن خزیمه ١٠٩٥، ١٠٩٦، الدارمی کتاب الصلاة باب الدعاء فی القنوت ١/ ٤٥٢ ح ١٥٩٣.

١٢٧٤۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب فی الدعاء بعد الوتر (١٤٣٠)، النسائی کتاب قیام اللیل باب ذکر اختلاف الفاظ الفاقلین لخبر (١٧٠٠)

١٢٧٥۔ صحیح سنن النسائی کتاب قیام اللیل باب الاختلاف علی شعبة منه (١٧٣٥)

١٢٧٦۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الوتر (١٤٢٧)، الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الوتر (٣٥٦٦)، النسائی کتاب قیام اللیل باب الدعاء فی الوتر (١٧٤٨)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی القنوت (١١٧٩)

عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

(ترجمہ) اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری خوشنودی کے ذریعہ تیرے غصہ سے، اور تیری معافی کے ذریعہ تیرے عذاب سے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب وقہر سے۔ میں تیری خوبیوں پر کوشمار نہیں کرسکتا، تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۲۷۷۔ (۲٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قِيْلَ لَهُ: هَلْ لَّكَ فِيْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيْهٌ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ، قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۷۷۔ (۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ وتر ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں وہ ٹھیک کرتے ہیں کیونکہ وہ فقیہ اور شریعت کے عالم ہیں۔ اور ایک روایت میں اس طرح آیا کہ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر ایک ہی رکعت پڑھا وہاں، پر ان کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد شدہ غلام بیٹھا ہوا تھا، جب اس نے یہ بات سنی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر خبر دی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی رکعت وتر پڑھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو اور ان پر اعتراضات مت کرو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ چکے ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وتر ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے)۔ (بخاری)

توضیح: ......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کا ایک رکعت پڑھنا بھی سنت ہے خواہ اس سے پہلے دو رکعت سنت پڑھے یا نہ پڑھے۔

وتر پڑھنے کی تاکید کا بیان

۱۲۷۸۔ (۲٥) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا. الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۲۷۸۔ (۲۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ وتر حق ہے (یعنی ثابت و سنت ہے) جو اس سنت سے اعراض کرے اور وتر نہ پڑھے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے، (یعنی مسلمانوں کے طریقے پر نہیں ہے) اس لفظ کو آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ (ابوداؤد)

۱۲۷۹۔ (۲٦) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ

۱۲۷۹۔ (۲۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وتر سے سو جائے یا بھول جائے تو جس وقت

۱۲۷۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ (۳۷٦٥، ۳۷٦٤)

۱۲۷۸۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب فیمن لم یوتر (۱٤۱۹)، عبید اللہ بن عبد اللہ العتکی ضعیف راوی ہے۔

۱۲۷۹۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الوتر باب الدعا بعد الوتر (۱٤۳۱)، الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی الرجل نیام عن الوتر (٤٦٥)، ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة باب من نام عن وتر (۱۱۸۸)

فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ أَوْ إِذَا اسْتَيْقَظَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ.

یاد آجائے پڑھ لے۔ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ)

١٢٨٠ ـ (٢٧) وَعَنْ مَالِكٍ رضي الله عنه بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ: أَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ. فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ، وَعَبْدُاللّٰهِ يَقُوْلُ: أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ. رَوَاهُ فِيْ ((الْمُوَطَّأ)).

۱۲۸۰۔ (۲۷) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا کہ وتر واجب ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کی نماز پڑھی ہے اور مسلمانوں نے وتر کی نماز پڑھی ہے۔ وہ سائل بار بار اسی لفظ کو دہراتا کہ وتر واجب ہے یا نہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر یہی جواب دیتے رہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھا ہے اور مسلمانوں نے بھی وتر پڑھا ہے۔ (موطا)

توضیح: ...... ان حدیثوں سے وتر کی بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اگر قضا بھی ہو جائے تو اسے ادا کر لینا چاہیے۔ لیکن وتر واجب و فرض نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے واجب نہیں بتایا۔

١٢٨١ ـ (٢٨) وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثَ سُوَرٍ آخِرُهُنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۲۸۱۔ (۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتیں پڑھتے جن میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے آخر میں سورۃ "قل ھو اللہ" ہوتی تھی۔ (ترمذی)

توضیح: ...... مسند احمد میں ان سورتوں کی اس طرح تفصیل آئی ہے کہ پہلی رکعت میں ''سورہ فاتحہ'' کے بعد الھاکم التکاثر اور انا انزلناہ اور اذا زلزلت الارض اور دوسری رکعت میں والعصر اور اذا جاء اور انا اعطینا اور تیسری رکعت میں قل یایھا الکفرون یا اور تبت اور قل ھو اللہ. (كذا فى المرعاة)

نماز وتر کے بعد نفلی نماز پڑھنے کا بیان

١٢٨٢ ـ (٢٩) وَعَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما بِمَكَّةَ، وَالسَّمَاءُ مُغَيِّمَةٌ، فَخَشِيَ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ.

۱۲۸۲۔ (۲۹) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکے میں تھا اس وقت آسمان ابر آلود تھا (یعنی آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صبح کے ہو جانے کا خوف ہوا تو ایک رکعت وتر پڑھ لی پھر اس کے بعد بادل چھٹ گیا تو انھوں نے دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے تو ایک رکعت اور پڑھ کر جوڑ بنا لیا پھر اس کے بعد دو رکعت پڑھتے رہے پھر آخری شب میں جب صبح ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو ایک رکعت وتر پڑھ لی۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

١٢٨٠ ـ اسناده ضعيف، موطا امام مالك كتاب صلاة الليل باب الامر بالوتر ١/ ١٢٤ ح ٢٧٠، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

١٢٨١ ـ اسناده ضعيف جداً، سنن الترمذى كتاب الوتر باب ما جاء في الوتر بثلاث (٤٦٠)، حارث الأعور ضعیف جداً ہے۔

١٢٨٢ ـ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب صلاة الليل باب الامر بالوتر ١/ ١٢٥ ح ٢٧٢

توضیح: ...... رات کو ابر کی وجہ سے وقت کا صحیح اندازہ نہ ہو سکا اس لیے صبح کے ہو جانے کے خوف سے ایک رکعت وتر پڑھ لی لیکن جب بادل چھٹ گیا اور معلوم ہوا رات باقی ہے تو پہلی ایک رکعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر جوڑا بنا لیا' یعنی وتر کو توڑ دیا۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور ان کا ذاتی اجتہاد ہے۔ وتر کے توڑنے کی ضرورت نہیں ہے اگر وقت ہے تو وتر کے بعد اور نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

١٢٨٣۔ (٣٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ قَدْرَ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً، قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳۔ (۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفلی نماز بیٹھ کر پڑھتے جس میں قرآن مجید کا زیادہ حصہ تلاوت فرماتے' جب تیس یا چالیس آیتوں کے قریب قرأت میں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے' اور ان بقیہ آیتوں کو کھڑے کھڑے پڑھ لیتے' پھر رکوع' سجدہ کرتے اسی طرح سے دوسری رکعت میں بھی کرتے۔ (مسلم)

١٢٨٤۔ (٣١) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَزَادَ ابْنُ مَاجَهْ: خَفِيْفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

۱۲۸۴۔ (۳۱) حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو ہلکی رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

١٢٨٥۔ (٣٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۸۵۔ (۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت پڑھتے تھے' اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے' جن میں قرأت بھی بیٹھ کر کرتے جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے (کبھی کبھی آپ ایسا بھی کرتے تھے ان میں کوئی منافات نہیں ہے)۔ (ابن ماجہ)

١٢٨٦۔ (٣٣) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا السَّهْرَ جُهْدٌ وَثِقَلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، وَإِلَّا كَانَتَا لَهٗ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۱۲۸۶۔ (۳۳) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کا جاگنا مشکل اور دشوار ہوتا ہے' تو جب تم میں سے کوئی وتر پڑھ لے تو وہ دو رکعتیں وتر کے بعد پڑھ لے' اگر رات میں کھڑا ہو گیا اور تہجد کی نماز پڑھ لی تو بہتر ہے ورنہ یہی دو رکعتیں اس کے تہجد کے قائم مقام بن جائیں گی اور ان سے تہجد کا ثواب مل جائے گا۔ (ترمذی' دارمی)

١٢٨٣۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا (٧٣١) [١٧٠٥]

١٢٨٤۔ صحيح سنن الترمذی كتاب الوتر باب ماجاء لاوتران فی ليلة (٤٧١)' ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی الركعتين بعد الوتر جالسًا (١١٩٥)

١٢٨٥۔ اسناده صحيح' سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی الركعتين بعد الوتر جالسًا (١١٩٦)' ابن حبان (٢٤١٣' ٢٤١٤)

١٢٨٦۔ اسناده صحيح' سنن الدارمی كتاب الصلاة باب فی الركعتين بعد الوتر ١/ ٣٧٤ ح ١٦٠٢' ابن خزيمه ١١٠٦' ابن حبان (٦٨٣)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی تہجد کی نماز کے لیے نہ اٹھ سکے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے جس سے اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا۔

۱۲۸۷ ۔ (٣٤) وَعَنْ اَبِیْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيْهِمَا ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۲۸۷۔ (۳۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے؛ جس میں سورہ "اذا زلزلت" اور "قل یا ایھا الکافرون" پڑھا کرتے تھے۔ (احمد)

❁❁❁❁

۱۲۸۷ ۔ اسنادہ حسن، مسند احمد ۵/ ۲۶۰

بَابُ الْقُنُوْتِ

قنوت کا بیان

اس لفظ کے لغت میں بہت سے معانی بیان کیے گئے ہیں۔ دعا کرنا' خاموش رہنا' فرمانبرداری کرنا' نماز میں کھڑے رہنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قوموا الله قنتين﴾ ''اللہ تعالیٰ کے سامنے خاموش ہو کر کھڑے رہو'' ﴿و کانت من القنتين﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگوں میں سے تھی'' ......((افضل الصلوٰة طول القنوت .)) ''سب سے بہتر وہ نماز ہے جس میں قیام لمبا ہو'' یہاں پر قنوت سے مخصوص دعاء مراد ہے جو وتر کی نماز میں یا فجر کی نماز میں' یا مصیبت کے وقت میں بلا کے دور کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے' اس کے لیے: ((اللهم اهدني في من هديت...... الخ)) اور اللهم ان نستعينك وغیرہ پڑھنے کا ثبوت ہے۔

دعائے قنوت کا پڑھنا واجب اور ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور یہ دعائے قنوت آخر رکعت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن رکوع کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ (قیام اللیل صفحہ ۱۳۳ اور صفحہ ۱۳۴ میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقنت بعد الركعة و ابوبكر و عمر حتى كان عثمان قنت قبل الركعة ليدرك الناس و عن العوام بن حمزة قال سالت ابا عثمان النهدى عن القنوت فى الصبح فقال بعد الركوع قلت عمن قال عن ابى بكر و عمرو عثمان و عن ابن سيرين كان ابى يقوم للناس على عهد عمر فاذا كان النصف جهر بالقنوت بعدالركعة و عن ابى عبدالرحمن ان عليا كان يقنت فى الوتر بعد الركوع و عن ابراهيم كنت امسك على الاسود و هو مريض فاذا فرغ من القرأة قبل الركوع و عن ابن مسعود انه قنت فى الوتر بعد القرأة قبل الركوع و عن عبدالله بن شداد قال صليت خلف عمر و على و ابى موسىٰ فقنتوا فى صلوٰة الصبح قبل الركوع و عن حميد سألت انسا عن القنوت قبل الركوع و بعد الركوع فقال كنا نفعل قبل و بعد و قنت الاسود فى الوتر قبل الركعة و سئل احمد عن القنوت فى الوتر قبل الركوع ام بعده و هل ترفع الايدى فى الدعاء فى الوتر فقال القنوت بعد الركوع فى العذاة و بذالك قال ابو ايوب......)) (انتهى ملخصا' قيام الليل صفحه ۱۳۳)

''رسول اللہ ﷺ' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما رکوع کے بعد قنوت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ رکعت پا لیں۔ اور عوام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابوعثمان نہدی سے صبح کی قنوت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ رکوع کے بعد ہے' میں نے کہا کس سے نقل کیا ہے' فرمایا ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے۔ اور ابن سیرین کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں

ابی رضی اللہ عنہ لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے' جب نصف رمضان ہو جاتا تو رکوع کے بعد بلند آواز سے قنوت پڑھتے۔ اور ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے۔ اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں' اسود کے لیے میں قرآن مجید تھامے رہتا' اور وہ بیمار تھے جب وتر کی تیسری رکعت سے فارغ ہوتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے۔
اسود سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے' اور ایک روایت میں ہے قرأت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ اور عبدالرحمٰن بن شداد کہتے ہیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' کے پیچھے نماز پڑھی انھوں نے صبح کی نماز میں قنوت رکوع سے پہلے پڑھی' اور حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا کہ کیا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد' تو فرمایا: ''ہم پہلے بھی پڑھتے تھے اور پیچھے بھی۔ اور اسود نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ اور امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ قنوت وتر سے پہلے ہے یا پیچھے' اور قنوت میں ہاتھ اٹھائے جائیں یا نہیں؟'' آپ نے فرمایا قنوتِ وتر رکوع کے بعد پڑھنی چاہیے' اور قنوت میں ہاتھ اٹھائے جائیں' اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے۔ آپ فجر کی نماز میں اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اور ابوایوب اور ابوخیثمہ اور ابن ابی شیبہ کا یہی مذہب ہے۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... فصل اوّل

قنوت نازلہ کا بیان

١٢٨٨۔ (١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ، أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ، فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ: اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ))، يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهِ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا، لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ اَلْآيَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٢٨٨۔ (١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنے یا دعا کرنے کا ارادہ فرماتے' تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے۔ بعض دفعہ سمع الله لمن حمده کے بعد یہ کہتے: اے اللہ! ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے' اور کافروں کے پنجے سے چھڑا دے اور خدایا تو اپنے عذاب کو مضر قبیلے والوں پر سخت کر دے' اور یوسف علیہ السلام کے زمانے کی قحط سالی کی طرح ان کے اوپر قحط سالی مسلط فرما دے۔ اس دعا کو زور زور سے پڑھتے تھے۔ اور بعض نمازوں میں اس طرح فرماتے کہ خدایا عرب کے فلاں فلاں قبیلے کے فلاں فلاں لوگوں پر لعنت بھیج' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ تمہارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ (آخری آیت تک) (بخاری مسلم)

توضیح: ...... مشرکین مکہ نے بعض مسلمانوں کو گرفتار کر رکھا تھا اور انھیں سخت سے سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ ان میں سے ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ اور تیسرے عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ حضرت ولید

١٢٨٨۔ صحيح بخاری كتاب تفسير باب ليس لك من الامر شیء (٤٥٩٠)، مسلم كتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جميع الصلاة (٦٧٥) [١٥٤٠]

بن ولید ﷜ جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے اور شکست کھا کر عبداللہ بن جحش کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ دونوں بھائی خالد بن ولید اور ہشام بن ولید چھڑانے کے لیے آئے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے چار ہزار فدیہ طلب کیا' خالد کو اتنی بڑی رقم دینے میں تردد ہوا' ہشام نے کہا کہ تم کو کیا لاگ ہوگی کہ تم تو ان کے بھائی ہو نہیں۔ اگر عبداللہ اس سے بھی زیادہ مانگیں تو بھی چھڑانا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رہائی کے معاوضہ میں نقد کے بجائے ان کے والد کی زرہ' تلوار اور خود طلب کی مجبوراً یہ قیمت بھی ادا کی' اور گلوخلاصیوں کے بعد بھائیوں کے ساتھ گھر روانہ ہو گئے' ذوالحلیفہ پہنچ کر بھاگ آئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر مشرف باسلام ہو گئے دوبارہ جب بھائی سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا' جب تم کو اسلام لانا تھا تو فدیہ کے قبل کیوں نہ مسلمان ہو گئے' خواہ مخواہ والد کی نشانیاں بھی ضائع ہوئیں' اور کوئی نتیجہ نہ نکلا' کہا اس وقت اس لیے اسلام نہیں لایا کہ میں بھی اپنے قبیلہ کے لوگوں کی طرح فدیہ دے کر آزاد ہونا چاہتا تھا' تاکہ قریش مکہ کو یہ طعنہ دینے کا موقع نہ ملے کہ ولید کے خوف سے مسلمان ہو گیا۔

اسلام لانے کے بعد مکہ لوٹ گئے' راستہ میں بھائیوں نے تو کوئی تعرض نہ کیا مگر مکہ پہنچ کر دوسرے بلاکشان اسلام کی طرح ان کو بھی' اور عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ طوق وسلاسل کی نگرانی میں دن کاٹنے لگے۔

عرصہ تک قید محض کی تکلیفیں جھیلتے رہے' ایک دن موقع پا کر نکل بھاگے اور سیدھے مدینہ پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے عیاش اور سلمہ کا حال پوچھا۔ عرض کیا ان پر سختیاں ہو رہی ہیں۔ ایک بیڑی میں دونوں کے پیر ڈال دیئے گئے ہیں۔ فرمایا تم واپس جاؤ' وہاں کا لوہار اسلام لا چکا ہے اس کے یہاں ٹھہرو اور قریش کی آنکھ بچا کر خفیہ عیاش اور سلمہ کے پاس پہنچو اور ان سے کہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرستادہ ہوں' میرے ساتھ نکل چلو' اس فرمان کے مطابق یہ مکہ پہنچے اور عیاش اور سلمہ سے مل کر ان کو آنحضرت ﷺ کا پیام سنا دیا' یہ دونوں نکل کر ساتھ ہو گئے۔ قریش کو خبر ہوئی تو خالد بن ولید نے کچھ لوگوں کو لے کر تعاقب کیا مگر ناکام رہے' اور یہ مختصر قافلہ بخیرو خوبی مدینہ پہنچ گیا۔ (ابن سعد جلد ۴ سیرت صحابہ حصہ دوم ص ۲۷۰)

حضرت سلمہ بن ہشام ﷜

دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اہل مکہ کے اسلام کی غلط خبر سن کر دوسرے مہاجرین کے ساتھ واپس گئے' اس خبر کی تردید کے بعد اور لوگ تو واپس چلے گئے۔ لیکن ان کو ابوجہل نے نہ جانے دیا' اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانا شروع کیں' اور کھانا پینا بالکل بند کر دیا' مار پیٹ بھی کرتا تھا' لیکن یہ وہ تشنہ نہ تھا جس کو تلوار کی تلخی اتار دیتی' اس لیے اس کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں' ابھی اسلام بھی اتنا قوی نہیں ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کچھ مدد فرماتے۔ لیکن نماز کے بعد سلمہ اور ان کے ساتھیوں کے لیے دعا فرماتے تھے۔ کہ خدایا ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو مشرکین کی سختیوں سے نجات دلا'' جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ (اسد الغابہ)

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ ﷜

ابوجہل جیسے کینہ پرور کے بھائی اور اس کے ہم صحبت تھے' تاہم ان کا آئینہ قلب کدورتوں سے پاک' حق قبول کرنے کے لیے آمادہ تھا۔ چنانچہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی ہی ایام میں یعنی آنحضرت ﷺ کے ارقم کے گھر میں تشریف لانے کے قبل دولتِ اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور ہجرت ثانیہ میں مع اپنی بیوی اسماء کے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ یہاں ایک صاحبزادہ عبداللہ پیدا ہوئے' پھر حبشہ سے مکہ آئے' اور مکہ سے حضرت عمر ﷜ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ کا شرف حاصل کیا۔

ابتلاء و آزمائش:

ابوجہل جو دوسروں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرتا تھا' اور اس جرم میں اپنے زیردستوں کو سخت سے سخت سزائیں دیتا تھا۔ اپنے بھائی کا اسلام کس طرح ٹھنڈے دل سے گوارا کر لیتا' چنانچہ ان کی تلاش میں مکہ سے مدینہ آ گیا اور عیاش سے کہا کہ والدہ تمہاری جدائی سے سخت بے قرار ہیں اور انھوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تم کو دوبارہ نہ دیکھ لیں گی اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالیں گی' اور نہ سایہ میں بیٹھیں گی۔ عیاش ان کی یہ حالت سن کر ان کی محبت میں ابوجہل کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔ یہاں پر پہنچ کر ابوجہل نے ان کو قید کر دیا اور وہ عرصہ تک اسی قید میں گرفتار رہے۔ آنحضرت ﷺ دوسرے مسلمان قیدیوں کے ساتھ ان کے لیے بھی دعا فرماتے تھے کہ خدایا ان کو مشرکین کے ظلم سے نجات دلا۔'' اور عیاش کے ساتھ ایک اور بزرگ ولید بھی اسی جرم میں قید تھے' اور وہ کسی طرح چھوٹ کر نکل گئے' اور آپ سے ان کی مصیبت بیان کی' آنحضرت ﷺ نے انھیں دوبارہ عیاش اور سلمہ کو چھڑانے کے لیے واپس کیا چنانچہ یہ مکہ گئے اور ان دونوں بزرگوں کو قید سے نکال لائے۔ (استیعاب ج ۲ صفحہ ۵۰۹) بہرحال رسول اللہ ﷺ کی دعا مستجاب ہوئی اور ان تینوں اور دیگر بزرگوں کی رہائی ہوئی۔

اس حدیث میں مشرکین پر بددعا کا بھی ذکر ہے کہ مشرکین کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر قحط مسلط کر دے یہ بددعا بھی قبول ہوئی اور سات سال مشرکین مکہ قحط میں مبتلا کیے گئے' بھوک کے مرنے لگے' بھوک کی وجہ سے مردار ہڈیوں کے کھانے کی نوبت آ گئی۔ ابوسفیان نے آ کے درخواست کی' سب مرجائیں گے رفع قحط کے لیے آپ ﷺ دعا کیجئے' آپ ﷺ کو رحم آ گیا آپ نے دعا کی' قحط دور ہو گیا مگر وہ فرعون کی طرح نافرمانی سے باز نہیں آئے۔

لیس لک ...... الخ رسول اللہ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں آپ کی شان مبارک کے مناسب دعا ہی ہے بددعا نہیں ہے۔ ہوگا وہی جو خدا کی مرضی ہوگی' وہ مالک' مختار کل ہے جسے چاہے اسلام کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے' جسے چاہے ایمان کی توفیق دے ورنہ کفر ہی پر جما رہے' ہدایت اور عدم ہدایت دونوں خدا کے بس میں ہیں' آپ صرف منذر اور مبلغ ہیں۔'' بر رسولاں بلاغ باشد بس.

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت پانچوں نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔

قبل از رکوع قنوت کا بیان

۱۲۸۹۔ (۲) وَعَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا، إِنَّهُ كَانَ بَعَثَ أُنَاسًا يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، سَبْعُوْنَ رَجُلًا، فَأُصِيْبُوْا، فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۹۔ (۲) حضرت عاصم احول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا رکوع کے بعد؟ تو حضرت انس نے فرمایا رکوع سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قاریوں اور حافظوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا تھا جو ستر کی تعداد میں تھے۔ دشمنوں نے انھیں شہید کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک ماہ تک ان دشمنوں پر بددعا کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۹۔ صحیح بخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده (۱۰۰۲)، مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة (۶۷۷)، [۱۵۴۹]

توضیح: ...... دعائے قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح ثابت ہے جیسا کہ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ رکوع کے بعد ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی پھر ایک ماہ کے بعد دعائے قنوت موقوف کر دی اس کی وجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کی تو آپ نے یہ فرمایا کہ اس کی اب ضرورت نہیں رہی اس سے لازم نہیں آتا کہ رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے۔ جیسا کہ اس کی بحث قیام اللیل کے حوالے سے پہلے گزر چکی ہے۔

یہ واقعہ بیر معونہ کا ہے جو ۴ھ میں صفر کے مہینے میں پیش آیا جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ابو براء بن عامر بن مالک جو حضور کی خدمت میں آیا' حضور نے اسلام کی دعوت دی' وہ نہ مسلمان ہوا اور نہ اسلام سے نفرت ظاہر کی' بلکہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اپنے اصحاب کو نجد بھیجیں اور وہ وہاں آپ کے دین کی دعوت دیں تو ہمیں امید ہے کہ وہاں کے لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے اندیشہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ ہم اپنے جوار میں لیتے ہیں' اور ذمہ قبول کرتے ہیں۔ تب حضور ﷺ نے منذر بن عمرو کو امیر بنا کر ان کے ساتھ حارث بن الصمد' حرام بن ملحان' عروہ ابن اسماء' نافع بن بدیل' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر منتخب صلحاء کو جو بڑے قاری' حافظ' قائم اللیل' صائم النہار اور آنحضرت ﷺ کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ ستر تھے' روانہ فرما دیا۔ اور ایک والا نامہ عامر بن طفیل کے نام (جو بنو عامر کا رئیس تھا) تحریر فرمایا' جس میں اسلام کی دعوت تھی' یہ حضرات مدینہ سے رخصت ہو کر بیئر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور دو ساتھی ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن امیہ دوسرے حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ سب کے اونٹوں کو لے کر چرانے کے لیے تشریف لے گئے اور حضرت حرام رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو حضرات کو ساتھیوں میں سے لے کر عامر بن طفیل کے پاس حضور کا والا نامہ دینے کے لیے تشریف لے گئے' قریب پہنچ کر حضرت حرام نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ میں آگے جاتا ہوں' اگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کیا گیا تو تم بھی چلے آنا ورنہ یہیں سے واپس ہو جانا کہ تین کے مارے جانے سے ایک کا مارا جانا بہتر ہے' عامر بن طفیل اس عامر بن مالک کا بھتیجا تھا جو ان صحابہ کو اپنے ساتھ لایا تھا' اس کو اسلام سے اور مسلمانوں سے خاص عداوت تھی' حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے والا نامہ دیا تو اس نے غصہ میں پڑھا بھی نہیں' بلکہ حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو ایک ایسا نیزہ مارا جو پار نکل گیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ ظفرت و رب الكعبة ''رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا'' کہہ کر شہید ہوئے' اس نے نہ اس کی پروا کی کہ قاصد کو مارنا کسی قوم کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے' اور نہ اس کا لحاظ کیا کہ میرا چچا ان حضرات کو اپنی پناہ میں لایا ہے۔ ان کو شہید کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس پر آمادہ کیا کہ ان مسلمانوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو' لیکن ان لوگوں نے ابوالبراء کی پناہ کی وجہ سے تردد کیا تو اس نے آس پاس کے اور لوگوں کو جمع کیا' اور بہت بڑی جمع کے ساتھ ان ستر صحابہ کا مقابلہ کیا۔ یہ حضرات آخر کہاں تک مقابلہ کرتے اور چاروں طرف سے کفار گھرے ہوئے تھے۔

بجز ایک کعب بن مالک بن زید کے جن میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اور کفار ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے' باقی سب شہید ہو گئے۔ حضرت منذر اور عمر جو اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے' انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مردار خور جانور اڑ رہے تھے دونوں حضرات یہ کہہ کر لوٹے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا' یہاں آ کر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو شہید پایا اور سواروں کو خون کی بھری ہوئی تلواریں لیے ہوئے ان کے گرد چکر لگاتے دیکھا' یہ حالت دیکھ کر دونوں حضرات ٹھٹکے اور باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ عمر بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چلو واپس چل کر حضور ﷺ کو اطلاع دیں مگر منذر نے جواب دیا کہ خبر تو ہو ہی جائے گی' میرا دل تو نہیں چاہتا کہ شہادت کو چھوڑوں اور اس جگہ سے چلا جاؤں۔ ہمارے دوست پڑے سو رہے ہیں آگے بڑھو اور ساتھیوں سے جا ملو' چنانچہ دونوں آگے

بڑھے اور میدان میں کود گئے' حضرت منذر شہید ہوئے اور حضرت ابن امیہ گرفتار ہو گے مگر چونکہ عامر کی ماں کے ذمے کسی منت کے سلسلہ میں ایک غلام کا آزاد کرنا تھا' اس لیے عامر نے ان کو اس منت میں آزاد کر دیا۔

ان حضرات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بھی تھے' ان کے قاتل جبار بن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کے برچھا مارا اور وہ شہید ہو گئے تو انھوں نے کہا فزت واللہ ''خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا'' اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی نعش آسمان کی طرف اڑتی چلی گئی میں بہت متحیر ہوا اور میں نے بعد میں لوگوں سے پوچھا کہ میں نے خود برچھا مارا وہ مرے لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں میں کامیاب ہو گیا' تو وہ کامیابی کیا تھی' لوگوں نے بتایا کہ وہ کامیابی جنت کی تھی اس پر میں مسلمان ہو گیا۔ (خمیس) یہی ہیں وہ لوگ جن پر اسلام کو بجا طور پر فخر ہے۔ بیشک موت ان کے لیے شراب سے زیادہ محبوب تھی اور کیوں نہ ہوتی جب دنیا میں کام ہی ایسے کیے تھے جن پر اللہ کے یہاں سرخروئی یقینی تھی' اسی لیے جو مرتا وہ کامیاب ہوتا تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

١٢٩٠ - (٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ: عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

١٢٩٠۔ (٣) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ مسلسل اور لگاتار پانچوں نمازوں میں "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کے بعد آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے رہے۔ بنی سلیم کے چند قبائل رعل' ذکوان' عصیہ پر بدعا کی اور پیچھے والے مقتدی اس پر آمین کہتے تھے۔ (ابوداود)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت پانچوں نمازوں میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھنا مستحب ہے۔

١٢٩١ - (٤) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهٗ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

١٢٩١۔ (٤) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی پھر موقوف کر دیا۔ (ابوداود)

١٢٩٢ - (٥) وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ: يَا أَبَتِ! إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَأَبِيْ بَكْرٍ، وَعُمَرَ. وَعُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ، أَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مُحْدَثٌ.

١٢٩٢۔ (٥) حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی' اور حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی (رضی اللہ عنہم) کے پیچھے یہاں کوفہ میں نماز پڑھی ہے پچاس سال کے قریب کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ تو میرے والد نے فرمایا کہ صاحبزادے یہ بدعت ہے۔ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

١٢٩٠۔ اسنادہ حسن' سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الصلوات (١٤٤٣)' ابن خزیمہ (٦١٨)' حاکم (١/ ٢٢٥)

١٢٩١۔ اسنادہ صحیح' سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الصلواۃ ١٤٤٥ ابن ماجہ النسائی کتاب التطبیق باترك القنوت ١٠٨٠ (١٢٤٣)

١٢٩٢۔ اسنادہ صحیح' سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی ترك القنوت (٤٠٢)' النسائی کتاب التطبیق باب ترك القنوت (١٠٨١)' ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی القنوت فی صلاۃ الفجر (١٢٤١)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

توضیح: ......اوپر کی حدیثوں سے قنوت پڑھنا ثابت ہوا' اور اس حدیث سے قنوت پڑھنا بدعت ثابت ہوتا ہے' تو ان میں تطبیق یہ ہے کہ وتر میں تو ہمیشہ پڑھنا چاہیے اور پانچوں نمازوں میں ہمیشہ پڑھنا بلاضرورت کے درست نہیں ہے البتہ آفت اور مصیبت کے وقت میں درست ہے' جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

١٢٩٣۔ (٦) عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ' أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ' جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: أَبَقَ أُبَيٌّ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

١٢٩٣۔ (٦) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جمع کیا' تو حضرت ابی بن کعب نے بیس روز تک رمضان شریف میں نماز پڑھائی' اور نصف آخر حصے میں دعا قنوت پڑھی' جب مہینے کا آخری حصہ آ جاتا تو جماعت سے تراویح پڑھنا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں تنہا نماز پڑھ لیتے۔ لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گیا۔ (ابوداوٗد)

توضیح: ......لوگ رمضان شریف میں تراویح کی نماز کو تنہا تنہا یا دو دو چار چار آدمی مل کر پڑھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر سب کو ایک امام کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا۔ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے تھے' آخر عشرہ میں گھر میں یعنی تنہائی میں پڑھتے' جماعت سے نہیں پڑھتے اور دعائے قنوت صرف رمضان میں اور آخر رمضان میں پڑھتے تھے۔ یہ ان کا اپنا مسلک تھا صحیح یہی ہے کہ رمضان وغیر رمضان ہمیشہ وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا مستحب ہے' اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح جائز ہے۔

١٢٩٤۔ (٧) وَسُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ۔ فَقَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

١٢٩٤۔ (٧) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد بھی اور اس سے پہلے بھی دعا قنوت پڑھی ہے۔ (ابن ماجہ)

❁❁❁❁

١٢٩٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الوتر باب القنوت فی الوتر (١٤٢٩)، حسن اور سیدنا عمر کے درمیان انقطاع ہے۔

١٢٩٤۔ اسناده صحيح، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی القنوت قبل الركوع (١١٨٣، ١١٨٤)، صحيح بخاری كتاب الاذان باب صلاة الليل (١٠٠١)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب صلاة النافلة فی بيتة (٦٧٧)

(۳۷) بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان شریف کی عبادت اور تراویح کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز تراویح کا بیان

۱۲۹۵۔ (۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ، فَصَلَّى فِيهَا لَيَالِيَ، حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً، وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ. فَقَالَ: ((مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ. فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۵۔ (۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں چٹائی گھیر کر حجرہ سا بنا لیا تھا جس میں کئی رات نفلی نماز ادا فرمائی یہاں تک کہ بہت سے لوگ جمع ہونے لگے' جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے چٹائی کے حجرے میں رات کی نفلی نماز پڑھنی چھوڑ دی (گھر میں پڑھی) لوگوں نے آپ کی آواز رات کو نہیں سنی اور انھوں نے یہ خیال کیا کہ آپ گھر میں سو گئے ہیں اس لیے آپ کو جگانے کے لیے بعض کھانسنے لگے' تا کہ آپ باہر تشریف لا کر نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری یہ حرکت دیکھ رہا ہوں یعنی رات کی نفلی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے شوق کو۔ تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اسی طرح سے اگر شوق سے پڑھتے رہو گے تو تمہارے اوپر فرض کر دی جائے گی' اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو اس کو نہیں نباہ سکو گے۔ اس لیے اے لوگو! اس نفلی نماز کو اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو' کیونکہ گھر میں نفلی نماز کے پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے' سوائے فرض نماز کے۔ فرض نماز کو مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ (بخاری و مسلم)

نماز تراویح کی ترغیب کا بیان

۱۲۹۶۔ (۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))۔ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى

۱۲۹۶۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں لوگوں کو عبادت کرنے کی ترغیب دلاتے تھے۔ بغیر اس کے کہ ان کو تاکیدی حکم دیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان شریف میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ رات کو نفلی نماز (تہجد و تراویح) ادا کرے تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۱۲۹۵۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب صلاۃ اللیل (۷۳۱)، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ (۷۸۱) [۱۸۲۵]

۱۲۹۶۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان (۷۵۹) [۱۷۸۰]

ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور یہی دستور رہا کہ لوگ تنہا تنہا تراویح کی نماز پڑھتے رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ابتدائے عہد خلافت فاروقی میں بھی یہی عمل رہا۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی رمضان شریف کی راتوں میں آنحضرت ﷺ بغیر تاکیدی اور وجوبی حکم کے نفلی عبادت کرنے کی بہت ترغیب دلاتے تھے کہ جو شخص سچے اعتقاد اور اخلاص سے قیام کرے گا تو اس کے سارے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اس لیے صحابہ کرام شب بیداری کرتے اور تراویح و تہجد کی نماز ادا کرتے' لیکن جماعت کا اہتمام نہیں کرتے تھے' تنہا تنہا لوگ اپنے گھروں اور خلوت خانوں میں ادا کرتے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دورِ خلافت میں یہی دستور رہا' بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''نعمت البدعۃ'' فرما کر جماعت کا حکم صادر فرمایا۔ تب سے لوگ تراویح کی نماز اکثر جماعت سے ادا کرنے لگے جیسا کہ اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کا بیان

١٢٩٧ ۔ (٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيبًا مِّنْ صَلَاتِهٖ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٢٩٧۔ (٣) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں (فرض) نماز ادا کر لے تو اس کو چاہیے کہ اپنی نماز میں سے کچھ اپنے گھر کے لیے چھوڑ دے' کیونکہ اللہ تعالیٰ گھر میں نفلی نماز پڑھنے سے (گھر میں) خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

یعنی فرض نماز مسجد میں پڑھ کر گھر میں سنتیں پڑھے تا کہ یہ نفلی نماز باعثِ خیر و برکت ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

نماز تراویح کے اہتمام کا بیان

١٢٩٨ ۔ (٤) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ۔ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا، حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ))

١٢٩٨۔ (٤) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے رمضان شریف کے روزے رکھے' آپ ﷺ نے مہینے کے اکثر حصے میں ہمیں قیام اللیل نہیں کرائی (یعنی تراویح کی نماز نہیں پڑھائی) جب مہینے کے ختم ہونے میں سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا تہائی رات تک۔ (یعنی تیئسویں رات کو تہائی رات تک تراویح کی نماز پڑھائی) پھر چوبیسویں کو قیام نہیں کیا' پھر پچیسویں شب کو آپ ﷺ نے قیام کرایا آدھی رات تک' تو ہم نے کہا یا رسول اللہ کاش کہ اس رات میں زیادہ قیام کرتے تو اچھا تھا'

١٢٩٧ ۔ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب صلاة النافلة (٧٧٨)، [١٨٢٢]

١٢٩٨ ۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب شهر رمضان باب تفريح ابواب شهر رمضان (١٣٧٥)، الترمذی كتاب الصوم باب ما جاء فی قيام شهر رمضان (٨٠٦)، النسائی كتاب السهو باب ثواب من صلی مع الامام حتی ينصرف (١٣٦٥)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی قيام شهر رمضان (١٣٢٧)

فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، جَمَعَ اَهْلَهُ وَنِسَآءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ۔ قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السَّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ؛ إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ لَمْ يَذْكُرْ: ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی امام کے ساتھ فرض نماز پڑھ کر گھر واپس آتا ہے تو اس کے لیے رات بھر کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ پھر چھبیسویں تاریخ کو آپ نے قیام نہیں کرایا' یہاں تک کہ تہائی رات باقی رہ گئی' پھر ستائیسویں شب کو آپ نے اپنے گھر والوں کو اور عورتوں کو اور دیگر لوگوں کو جمع کر کے رات بھر قیام کرایا یعنی رات بھر نماز پڑھتے رہے' یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ آج کی فلاح ہم سے فوت ہو جائے گی۔ راوی نے کہا میں نے عرض کیا کہ فلاح کیا چیز ہے؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' سحری ہے۔ پھر آخر مہینہ تک آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ (ابوداوٗد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) لیکن ترمذی کی روایت میں راوی کا یہ بیان کہ آپ نے آخر ماہ تک پھر ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ مروی نہیں ہے۔

۱۲۹۹۔ (۵) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ: ((أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَآئِكَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔ وَزَادَ رَزِيْنٌ: ((مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ))۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا۔ يَعْنِي الْبُخَارِيَّ۔ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۲۹۹۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہیں پایا۔ آپ مدینے کے مشہور قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے (جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کسی اور بیوی کے پاس چلے گئے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ اللہ اور رسول تم پر زیادتی کریں گے' اور تمہاری حق تلفی کریں گے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بستر پر نہ پانے کی وجہ سے میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمان دنیا پر اترتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) اور رزین میں اتنا زیادہ ہے کہ ان لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ میں نے امام بخاری سے سنا کہ وہ اس حدیث کو ضعیف فرماتے تھے۔

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۱۳۰۰۔ (۶) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۳۰۰۔ (۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

۱۲۹۹۔ اسناده ضعیف' سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان (۷۳۹)' ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان (۱۳۸۹)' حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی نیز یحییٰ بن کثیر نے عروہ سے نہیں سنا۔

۱۳۰۰۔ اسناده صحیح' سنن الترمذی' کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی صلاۃ الرجل التطوع فی البیت (۴۵۰)' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الرجل التطوع فی بیتہ (۱۰۴۴)' اس روایت کی اصل بخاری و مسلم میں ہے دیکھیے: حدیث نمبر (۱۲۹۵)' صحیح بخاری (۷۳۱)' مسلم (۷۸۱) [۱۸۲۵]

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((صَلَاۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِہٖ فِیْ مَسْجِدِیْ ہٰذَا' اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نفلی نماز اس کے گھر میں زیادہ بہتر ہے میری مسجد (یعنی مسجد نبوی میں پڑھنے سے) سوائے فرض نماز کے۔ اس حدیث کو ابوداوٗد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

توضیح:...... بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے ثواب کے برابر ہے' تو اگر کوئی اپنے گھر میں نفلی نماز پڑھے تو ہزار نماز کے ثواب سے بھی زیادہ اس کو ثواب ملے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نماز تراویح کے اہتمام کا بیان

۱۳۰۱۔ (۷) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِیْ' قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَۃً إِلَی الْمَسْجِدِ' فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ' یُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِہٖ' وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّی بِصَلَاتِہِ الرَّھْطُ' فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِیءٍ وَّاحِدٍ لَکَانَ أَمْثَلَ' ثُمَّ عَزَمَ' فَجَمَعَھُمْ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ' قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَۃً أُخْرٰی' وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاۃِ قَارِئِھِمْ قَالَ عُمَرُ: نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ' وَالَّتِی تَنَامُوْنَ عَنْھَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ یُرِیْدُ آخِرَ اللَّیْلِ۔ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ أَوَّلَہٗ' رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۰۱۔ (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ الگ الگ لوگ نفلی نماز پڑھ رہے ہیں (یعنی رمضان شریف میں تراویح کی نماز ہر شخص علیحدہ علیحدہ پڑھ رہا تھا) اور بعض دو دو تین تین آدمی شریک ہو کے پڑھ رہے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں ان سب کو ایک ہی قاری اور امام کے پیچھے جمع کر دوں تو سب سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر سب کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جمع کر دیا (چنانچہ حضرت ابی بن کعب سب کو تراویح کی نماز جماعت سے پڑھانے لگے) عبدالرحمٰن نے کہا پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری رات کو نکل کر مسجد میں گیا تو لوگوں کو دیکھا کہ سب ایک ہی امام کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ نیا طریقہ اچھا ہے' اور جس سے تم لوگ سو جاتے ہو' (یعنی آخری شب میں پڑھنے سے غافل ہو جاتے ہو) وہ نماز بہتر ہے اس نماز سے جو شروع رات میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہو۔ اور لوگ شروع رات میں پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: ...... پہلے تراویح کی نماز جماعت سے نہیں ہوتی تھی' کچھ تنہا تنہا اور کچھ دو چار آدمی مل کر پڑھ لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے میں سب کو ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جمع کر دیا' اور فرمایا کہ تہجد کی نماز جو آخر شب میں پڑھی جاتی ہے وہ افضل ہے' اس نماز سے جو شروع شب میں لوگ پڑھ لیتے ہیں۔ اس حدیث بدعت سے لغوی معنی مراد ہے۔ یعنی یہ نیا طریقہ جو سنت کے مطابق ہے۔

۱۳۰۲۔ (۸) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۱۳۰۲۔ (۸) حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۳۰۱۔ صحیح بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب فضل من قام رمضان (۲۰۱۰)
۱۳۰۲۔ اسنادہ صحیح' موطا امام مالك كتاب الصلاۃ فی رمضان باب ما جاء فی قیام رمضان ۱/ ۱۱۵ ح ۲۴۹' السنن الکبریٰ للنسائی (۴۶۸۷)

أَمَرَ عُمَرُ أُبَيَّ بْنِ كَعْبٍ، وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً، فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمَئِيْنِ، حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ، فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ. رَوَاهُ مَالِكٌ.

نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو رمضان شریف میں لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ اور قاری (یعنی امام) اس وقت سو آیتوں والی سورت پڑھا تا تھا' اور قاری (امام) لوگوں کو نماز میں وہ سورتیں پڑھاتا تھا جو سو آیتوں سے زیادہ ہوتی تھیں' لمبا قیام ہونے کی وجہ سے ہم کمزور لوگ لاٹھی پر سہارا لیتے تھے' اور فجر کے قریب ہم لوگ قیام اللیل سے فارغ ہوتے تھے۔اس حدیث کو امام مالک ؒ نے موطا میں روایت کیا ہے۔''

توضیح: ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے میں تراویح کی نماز پڑھانے کے لیے ان دونوں صحابیوں کو امام مقرر فرمایا تھا۔ (ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما) اور یہ حکم دیا تھا کہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں جن میں سے آٹھ قیام اللیل یعنی تراویح کی نماز ہوتی تھی اور تین رکعت وتر کی ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں یہی گیارہ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ جیسا کہ ابن خزیمہ وابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ((صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان ثمان ركعات ثم اوتر الحديث.)) کہ ''رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر اس کے بعد وتر کی نماز پڑھی۔'' حافظ ابن حجر ؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن۔ اور نصب الرایہ فی تخریج احادیث الهدایہ جلد ا صفحہ ۲۹۳ میں یہ حدیث ہے' اور امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب قیام اللیل صفحہ ۱۶۰ میں جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو اپنی سند سے اس طرح روایت کیا ہے:

((حدثنا محمد بن حميد الرازى ثنا يعقوب بن عبدالله ثنا عيسى بن جارية عن جابر رضى الله عنه قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان ثمان ركعات والوتر الحديث.))

''ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حمید رازی نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی: یعقوب بن عبداللہ نے' انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عیسیٰ بن جاریہ نے انہوں نے روایت کی جابر سے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعتیں علاوہ وتر کے۔''

علامہ ذہبی ؒ نے بھی میزان الاعتدال میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کی اسناد اچھی ہے۔ اور علامہ شوکانی ؒ کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۹۹ میں فرماتے ہیں:

((واما العدد الثابت عنه صلى الله عليه وسلم فى صلوته فى رمضان فاخرج البخارى وغيره عن عائشة رضی اللہ عنہا انها قالت ما كان النبى صلى الله عليه وسلم يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة واخرج ابن حبان فى صحيحه من حديث جابر انه صلى الله عليه وسلم صلى بهم ثمان ركعات ثم اوتر.))

''یعنی ان رکعتوں کی تعداد جو رسول اللہ ﷺ سے رمضان شریف کی نماز میں ثابت ہے اس کو امام بخاری ؒ وغیرہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے نہ رمضان میں' نہ غیر رمضان میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو مع وتر گیارہ

رکعتیں پڑھائی تھیں۔"

اور امام محمد بن نصر مروزی کی کتاب قیام اللیل ص ۱۶ میں ہے:

((وبه عن جابر جاء ابی بن کعب فی رمضان فقال یا رسول الله کان اللیلة شیئی قال و ما ذالك یا ابی قال نسوة داری قلن انا لا نقرأ القران فنصلی خلفك بصلوتك فصلیت بهن ثمان رکعات والوتر فسکت عنه و کان شبه الرضا .))

"یعنی بسند مذکورہ بالا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ" رات کو ایک بات ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی بات ہو گئی ہے اے ابی رضی اللہ عنہ' عرض کیا میرے گھرانے کی عورتوں نے کہا کہ ہم لوگ قرآن نہیں پڑھتے ہیں' پس ہم لوگ تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تمہاری اقتدا کریں گے تو میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر سکوت فرمایا' گویا اس بات کو پسند فرمایا۔"

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے' اور رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی مع وتر کے گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ سائب بن یزید کی روایت میں گزر چکا ہے۔

امام بیہقی کتاب معرفۃ السنن والاثار جلد اول صفحہ ۴۴۷ میں فرماتے ہیں:

((قال الشافعی اخبرنا مالك من محمد بن یوسف عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیماً الداری ان یقوما للناس باحدی عشرة رکعة۔ الحدیث .))

"امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی' انہوں نے محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی' انھوں نے سائب بن یزید رحمہ اللہ سے کہ سائب بن یزید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ گیارہ رکعت لوگوں کو پڑھایا کریں۔"

اور علامہ جلال الدین سیوطی "رساله المصابیح فی صلوة التراویح" مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ سنن سعید بن منصور میں ہے:

((حدثنا عبدالعزیز بن محمد حدثنی محمد بن یوسف سمعت السائب بن یزید رحمہ اللہ یقول کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ باحدی عشرة رکعة۔ الحدیث .))

"ہم کو عبدالعزیز بن محمد رحمہ اللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا مجھ کو محمد بن یوسف رحمہ اللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے تھے' ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔"

اور علامہ ممدوح ص ۲۰ میں اس روایت کی بابت فرماتے ہیں: ((سنده فی غایة الصحة .)) یعنی اس روایت کی سند نہایت صحیح ہے۔ سائب بن یزید سے اس کے خلاف میں بھی کچھ روایتیں آئی ہیں لیکن وہ روایتیں اس روایت کے ہم پلہ نہیں ہیں۔

قیام اللیل صفحہ ۱۶۳ میں ہے:

((قال ابن اسحاق و ما سمعت فی ذالك حدیثا هو اثبت عندی ولا اخری بان یکون کان من حدیث السائب و ذالك ان صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم کانت من اللیل ثلث عشر رکعة .))

"یعنی ابن اسحاق نے کہا میں نے اس باب میں ایسی کوئی حدیث جو میرے نزدیک اس حدیث سے زیادہ ثابت اور

سائب بن یزید کی حدیث ہونے کی زیادہ سزاوار ہو‘ نہیں سنی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز بھی تیرہ ہی رکعت تھی۔“

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۳۵۷ میں ہے:

((وهو اختيار مالك لنفسه واختاره ابوبكر العربى .))

”یعنی امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے لیے گیارہ ہی رکعت پسند کی ہیں اور ابوبکر عربی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔“

اور عمدۃ القاری کی جلد ۲ صفحہ مذکور میں قیام اللیل سے منقول ہے:

((عن السائب بن يزيد قال كنا نصلى فى زمان عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى رمضان ثلث عشر ركعة .))

”یعنی سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔“

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ رسالہ المصابیح فی صلوۃ التراویح صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں:

((قال الجوزى قال اصحابنا عن مالك انه قال الذى جمع عليه الناس عمر بن الخطاب احب الى و هو احدى عشرة ركعة و هى صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قيل له احدى عشرة ركعة بالوتر قال نعم وثلث عشرة قريب قال ولا ادرى من اين احدث هذا الركوع الكثير .))

”یعنی ہمارے اصحاب میں سے جوزی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا جتنی رکعتوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ وہ مجھ کو زیادہ پیاری ہیں اور وہ گیارہ رکعتیں ہیں‘ اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ ان سے پوچھا گیا‘ کیا گیارہ رکعت مع وتر؟۔ کہا ہاں‘ اور تیرہ رکعت قریب ہے اور کہا میں نہیں جانتا کہ یہ بہت سارے رکوع کہاں سے ایجاد کیے گئے ہیں۔“

اور موطا امام مالک رحمہ اللہ صفحہ چالیس میں یزید بن رومان سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

((كان الناس يقومون فى زمان عمر بن الخطاب فى رمضان بثلث و عشرين ركعة .))

”یعنی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مع وتر تیس رکعت پڑھتے تھے۔“

اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے بلکہ منقطع السند ہے اس لیے کہ یزید بن رومان جو اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں پس یہ روایت بوجہ انقطاع کے متصل السند اور صحیح نہیں ہے۔

علامہ زیلعی رحمہ اللہ نصب الرایہ جلد اول صفحہ ۲۹۴ میں فرماتے ہیں:

((ويزيد بن رومان لم يدرك عمر .))

”یعنی یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔“

اور علامہ عینی رحمہ اللہ ”عمدۃ القاری“ شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۸۰۴ میں فرماتے ہیں:

((ويزيد لم يدرك عمر ففيه انقطاع .))

”یعنی یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے پس اس کی سند منقطع ہے۔“

اور صفحہ ۳۵۶ میں فرماتے ہیں: ((رواه مالك في الموطا باسناد منقطع .)) ''یعنی امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں اس کو منقطع سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔''

اور اس کا ثانیاً جواب یہ ہے کہ اس روایت میں اس امر کی تصریح نہیں کہ جو لوگ تیس رکعت پڑھتے تھے وہ بحکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے یہی جواب اس روایت کا بھی ہے جس کو علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے نصب الرایہ میں جلد اول صفحہ ۲۹۴ میں بیہقی سے نقل فرمایا ہے' اور امام نووی رحمہ اللہ نے اس کا صحیح اسناد ہونا نقل کیا ہے' کہ سائب بن یزید نے کہا کہ ((کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر)) یعنی ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔'' کیونکہ اس روایت میں بھی اس امر کی تصریح نہیں ہے کہ جو لوگ بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے پڑھتے اور یہی جواب اس روایت کا بھی ہے جس کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری جلد دوم صفحہ ۸۰۳ میں بیہقی سے نقل فرمایا ہے (اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے) کہ سائب بن یزید رحمہ اللہ نے کہا:

((کانوا یقومون علی عهد عمر رضی الله عنه بعشرین رکعة و علی عهد عثمان و علی رضی الله عنهما مثله .))

''یعنی وکیع نے ہم کو خبر دی کہ انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت نماز پڑھایا کرے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی بسند صحیح نہیں ہے بلکہ منقطع السند ہے اس لیے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے شیخ یحیٰی بن سعید الانصاری مدنی رحمہ اللہ جو اس اثر کے دعویٰ دار ہیں انہوں نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ۲۳ھ میں شہید ہو چکے تھے اور یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ طبقہ خامسہ سے ہیں جو تابعین کا طبقہ صغریٰ ہے جس نے صرف ایک دو صحابی کو دیکھا ہے اور یہ ۱۴۳ھ یا ۱۴۴ھ یا اس کے بعد میں فوت ہیں' پھر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ پانے کی کیا صورت ہے پس یہ روایت بوجہ منقطع السند ہونے کے صحیح نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت قائم کی تھی تو صحیح سند سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام کو گیارہ ہی رکعت پڑھانے کا حکم کیا تھا اور جو روایتیں اس کے خلاف آئی ہیں وہ یا تو صحیح الاسناد نہیں ہیں یا ان میں اس امر کی تصریح نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

بعض لوگوں نے گیارہ اور بیس میں یوں تطبیق دی ہے کہ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے گیارہ ہی رکعت پڑھی جاتی تھی' بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت کا حکم صادر فرمایا' تب سے بیس رکعت پڑھی جانے لگیں۔ اس تطبیق پر دو وجہ سے بحث ہے۔

- اولاً یہ کہ اس تطبیق کی یہاں ضرورت ہی نہیں' اس لیے کہ تطبیق کی ضرورت تو جب ہے کہ گیارہ اور بیس دونوں کا حکم دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت بھی ہو۔ حالانکہ گیارہ کا حکم دینا تو صراحتہً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح بلکہ نہایت صحیح سند سے ثابت ہے۔ اور بیس کا حکم دینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صراحتہً کسی صحیح سند سے ثابت ہی نہیں۔
- ثانیاً یہ کہ اگر بالفرض دونوں کا ثبوت مان بھی لیا جائے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ گیارہ کا حکم پہلے ہے اور بیس کا پیچھے۔ کیوں نہیں جائز ہے کہ بیس ہی کا حکم پہلے ہو اور گیارہ کا حکم پیچھے ہو۔

اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیس رکعت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہو گیا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے متعلق علماء کرام

کے دس اقوال ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں۔

(۱) بعض کے نزدیک اکتالیس رکعت (۲) بعض کے نزدیک اڑتیس (۳) کسی کے یہاں چھتیس (۴) کسی کے نزدیک چونتیس (۵) اور کسی کے یہاں اٹھائیس (۶) اور کسی کے یہاں چوبیس (۷) بیس رکعت (۸) سولہ رکعت (۹) تیرہ رکعت (۱۰) آٹھ رکعت۔ وتر کے علاوہ ان کی سب تفصیل عینی اور تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المصابیح وغیرہ میں دیکھیے۔ جب اتنے زیادہ اقوال ہیں تو بیس پر کیسے اجماع ہوسکتا ہے۔

آٹھ رکعت کی مدلل تفصیل شیخ الشیوخ مولانا عبداللہ صاحب محدث غازی پوری رحمہ اللہ کے رسالہ رکعات التراویح میں ملاحظہ فرمایئے۔ مذکورہ بالا اقتباس اسی سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ کے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ کمزور آدمی طول قیام کی وجہ سے لاٹھی پر سہارا لگا کر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو درست ہے۔

۱۳۰۳۔ (۹) وَعَنِ الْأَعْرَجِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا أَدْرَكْنَا النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ: وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَإِذَا قَامَ بِهَا فِيْ ثِنْتَىْ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۳۰۳۔ (۹) حضرت اعرج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ کافروں پر دعا قنوت پڑھ کر لعنت بھیجتے تھے اور رمضان شریف میں، اور رمضان شریف میں قاری سورہ بقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا تھا اور جب وہ سورہ بقرہ کو بارہ رکعتوں میں ختم کرتا تو لوگ سمجھتے کہ اس نے تخفیف کی۔ یعنی ہلکی کی ہے۔ (مالک)

توضیح:...... رمضان شریف میں لڑائی کے موقع پر دعائے قنوت پڑھتے اور کافروں پر بددعا کرتے اور آٹھ رکعت تراویح کی نماز پڑھی جاتی جس میں قاری سورہ بقرہ ختم کر دیتا، اور کبھی بارہ رکعت پڑھتا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ بارہ رکعت بھی درست ہے۔ بیس پر اجماع نہیں ہے۔

رات کے آخری پہر نماز تراویح کا بیان

۱۳۰۴۔ (۱۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ أُبَيًّا يَقُوْلُ: كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ، فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَوْتِ السَّحُوْرِ وَفِيْ أُخْرٰى: مَخَافَةَ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۳۰۴۔ (۱۰) عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ ہم رمضان شریف میں قیام اللیل اور تراویح سے فارغ ہو کر گھر آتے تو ہم اپنے خادموں سے جلدی کھانا طلب کرتے، سحری کے فوت ہو جانے کے خوف سے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صبح ہو جانے کے خوف سے۔ (مالک)

۱۳۰۵۔ (۱۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْنَ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ؟))۔ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شُعْبَانَ۔ قَالَتْ: مَا فِيهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ

۱۳۰۵۔ (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو یہ جانتی ہے کہ شعبان کی نصف شب میں کیا ہوتا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی فرمایئے اس میں کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں یہ ہوتا ہے کہ سال بھر میں انسانوں

۱۳۰۳۔ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب الصلاة فى رمضان باب ما جاء فى قيام رمضان ۱/ ۱۱۵ ح ۲۵۱

۱۳۰۴۔ صحيح موطا امام مالك كتاب الصلاة فى رمضان باب ما جاء فى قيام رمضان ۱/ ۱۱۶ ح ۲۵۲

۱۳۰۵۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (۳۸۳۵)، فضائل الأوقات ص ۱۲۶ ح ۲۶، نضر بن کثیر العبدی ضعیف ہے جبکہ شعب الایمان والی روایت منقطع ہے۔

مَوْلُوْدٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِیْهَا أَنْ یُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِیْهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ، وَفِیْهَا تُنْزَلُ أَرْزَاقُهُمْ))۔ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنْ أَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟ فَقَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی)) ثَلَاثًا قُلْتُ: وَلَا أَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی هَامَّتِهٖ فَقَالَ: ((وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ)) یَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ))

کے جتنے بچے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ سب لکھے جاتے ہیں اور اسی شب میں لوگوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں' اور اسی شب میں لوگوں کی روزیاں اتاری جاتی ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو بغیر خدا کے رحمت کے جنت میں داخل ہو؟ آپ نے فرمایا کہ بغیر اللہ کے رحمت کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ یعنی جب تک اللہ کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہوگی' جنت میں نہ داخل ہوگا صرف عملوں سے جنت میں نہیں داخل ہوسکتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھ کر فرمایا کہ میں بھی۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں مجھے ڈھانک لے' اس لفظ کو تین مرتبہ فرمایا۔ (بیہقی)

توضیح:......اس حدیث سے شب برات کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ سال بھر میں جتنے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں لکھے جاتے ہیں' اور جتنے مرنے والے ہوتے ہیں لکھے جاتے ہیں اور سب کی روزیاں اتاری جاتی ہیں' اور نیکیاں آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جنت میں اللہ کی رحمت سے داخلہ ہوگا نہ کہ اپنے عملوں سے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخلہ ہوگا لیکن یہ نیکیاں رحم خداوندی کی سبب بنیں گی۔

١٣٠٦ـ (١٢) وَعَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شُعْبَانَ، فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُسَاجِنٍ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

۱۳۰۶۔ (۱۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں خصوصی توجہ فرماتا ہے کہ تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے لیکن شرک کرنے والے اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ قاتل نفس کو نہیں بخشتا (ابن ماجہ' احمد)

١٣٠٧ـ (١٣) وَرَوَاهُ أَحْمَدُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَفِیْ رِوَایَتِهٖ: ((إِلَّا اثْنَیْنِ: مُشَاحِنٌ وَّقَاتِلُ نَفْسٍ))۔

۱۳۰۷۔ (۱۳) نیز امام احمد نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں ہے کہ سوائے دو اشخاص کے (بلاوجہ) دشمنی کرنے والے اور بلا سبب کسی کو قتل کرنے والے کے۔

١٣٠٨ـ (١٤) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا كَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا، وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ

۱۳۰۸۔ (۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب آجائے تو تم رات کو نفلی نمازیں پڑھو' اس کے دن میں نفلی روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج

١٣٠٦ـ اسنادہ ضعیف' سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان (١٣٩٠)' الضحاک بن ایمن مجہول اور ابن لھیعہ' ولید بن مسلم دونوں مدلس ہیں۔

١٣٠٧ـ اسنادہ ضعیف' مسند احمد' ٢/ ١٧٦' یہ روایت ابن لھیعہ کے اختلاط کے بعد کی ہے۔

١٣٠٨ـ اسنادہ موضوع' سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان (١٣٨٨)' ابوبکر بن عبداللہ بن ابی وضاع (احادیث گھڑنے والا) ہے۔

تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا، فَیَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَ لَهٗ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٍ فَأَرْزُقَهٗ؟ أَلَا مُبْتَلًی فَأُعَافِیْهِ؟ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا؟ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ۔

غروب ہونے کے بعد آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور یہ ندا دیتا ہے کہ کیا کوئی بخشش چاہنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ کیا کوئی روزی طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو روزی دوں، کیا کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہے وہ مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معافی دوں۔

(ابن ماجہ)

(شب برات کی فضیلت کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں مگر اکثر ضعیف ہیں)

❀❀❀❀

(۳۸) بَابُ صَلَاةِ الضُّحٰی

اشراق اور چاشت کی نماز کا بیان

آفتاب نکلنے کے بعد دوپہر سے پہلے جو نفلی نماز پڑھی جاتی ہے اس کو صلوۃ الضحی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک صغریٰ دوسرے کبریٰ۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب کہ ایک نیزہ سورج اوپر کو آ جائے تو اس وقت نماز پڑھنے کو صلوۃ الضحی صغریٰ اور اشراق کی نماز کہتے ہیں اور جب کہ آفتاب خوب اونچا ہو جائے اور اس میں تیزی پیدا ہو جائے کہ ہر چیز گرم ہو جائے تو دوپہر سے پہلے پہلے نفلی نماز پڑھنے کو چاشت کی نماز کہتے ہیں۔ اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ جیسا کہ نیچے حدیثوں میں بیان آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز چاشت کا بیان

۱۳۰۹۔ (۱) عَنْ أُمِّ هَانِیءٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَاغْتَسَلَ، وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔ وَقَالَتْ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى: وَذٰلِكَ ضُحًى۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۰۹۔ (۱) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لائے اور غسل کیا اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھیں، اس سے ہلکی نماز میں نے اور کوئی نہیں دیکھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع، سجدہ پورا کیا، اور دوسری روایت میں ان کا قول ہے کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاشت کی نماز آٹھ رکعت ہے خواہ دو سلاموں سے یا چار سلاموں سے پڑھی جائے اور ہلکی قرأۃ کرنا مستحب ہے۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔

چار رکعات نماز چاشت کا بیان

۱۳۱۰۔ (۲) وَعَنْ مُعَاذَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۰۔ (۲) حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چار رکعت اور اس سے زیادہ بھی جس قدر خدا چاہتا۔ (مسلم)

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاشت کی نماز چار رکعت بھی درست ہے)

۱۳۰۹۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی الثوب الواحد (۳۵۷)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ الضحی (۳۳٦) [۷٦۵]

۱۳۱۰۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ الضحی (۷۱۹)، [۱٦٦۳]

نماز چاشت کی فضیلت کا بیان

١٣١١۔ (٣) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٣١١۔ (٣) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزانہ ہر صبح کو ہر انسان پر اس کے ہر جوڑ اور ہر ہڈی کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اور الحمدللہ کہنا بھی صدقہ ہے۔ اور لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اور اللہ اکبر صدقہ ہے اور اچھی بات کا بتا دینا بھی صدقہ ہے اور بری بات سے منع کر دینا بھی صدقہ ہے اور ان سب باتوں سے چاشت کی دو رکعت کفایت کرتی ہیں۔ (مسلم)

توضیح: ......یعنی رات بھر سونے کے بعد جب صبح کو صحیح سالم اٹھتا ہے اور اس کے جسم کے کسی عضو اور ہڈی میں کوئی تکلیف نہیں پیدا ہوتی ہے تو اس کے شکریے میں ہر ہڈی کی طرف سے صدقہ کرنا لازم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ ہڈیاں ہیں، تو ان ہڈیوں کی مقدار کے مطابق روپیہ پیسہ صدقہ کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن شریعت نے اس کی ادائیگی کی یہ آسان صورت بتا دی ہے کہ یہ سب کام میں صدقہ ہے۔ اور اگر چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو سب کی طرف سے کافی ووافی ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

نماز چاشت کا وقت

١٣١٢۔ (٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى، فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٣١٢۔ (٤) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اوابین کی نماز یعنی خدا کی طرف کامل توجہ رکھنے والوں کی نماز وہ ہے جب کہ اونٹ کے بچے کا پیر گرم ہو جائے۔ (یعنی آفتاب خوب بلند ہو جائے اور ہر چیز خوب گرم ہو جائے) (مسلم)

یعنی چاشت کی نماز بہ نسبت اشراق کی نماز کے افضل ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

نماز اشراق کی مزید فضیلت کا بیان

١٣١٣۔ (٥) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ، وَأَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنَّهُ قَالَ: يَا ابْنَ آدَمَ! ارْكَعْ لِيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، أَكْفِكَ آخِرَهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١٣١٣۔ (٥) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے انسان! تو شروع دن میں چار رکعتیں میرے لیے پڑھ لیا کر میں آخر دن تک (یعنی شام تک) تیری کفایت کروں گا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، احمد)

١٣١١۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ الضحی (٧٢٠) [١٦٧١]

١٣١٢۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ الاوابین ٧٤٨ [١٧٤٦]

١٣١٣۔ صحیح سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی صلاۃ الضحی (٤٧٥)

توضیح:...... یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے انسان تو دن کے اول حصے میں اشراق کی نماز پڑھ لیا کرے تو شام تک میں تیری حاجت روائی کروں' اور مصیبتوں کو دور کروں گا اور تمام پریشانیوں سے فارغ البال کروں گا۔'' اس حدیث سے نماز اشراق کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

١٣١٤ ـ (٦) وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ نَعِيْمِ بْنِ هَمَّارٍن الْغَطْفَانِيِّ وَأَحْمَدُ عَنْهُمْ ـ

۱۳۱۴۔ (۶) نیز امام ابوداوٗد رحمہ اللہ اور امام دارمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نعیم بن ھماز غطفانی رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابوالدرداء ابوذر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔

١٣١٥ ـ (٧) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ مَفْصِلًا، فَعَلَيْهِ أَنْ يَّتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِّنْهُ بِصَدَقَةٍ))، قَالُوْا: وَمَنْ يُّطِيْقُ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا، وَالشَّيْءُ تُنَحِّيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ؛ فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِئُكَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۱۵۔ (۷) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں' ہر جوڑ کی طرف سے اس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد میں پڑے ہوئے تھوک کو مٹی میں دفن کر دینا یا اس کو صاف کر دینا صدقہ ہے' اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے' اور اگر اس میں سے کوئی چیز نہ پاسکو تو چاشت کی دو رکعت تیرے لیے کافی ہو جائیں گی۔ (ابوداوٗد)

١٣١٦ ـ (٨) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۳۱۶۔ (۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے میں جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ (ترمذی' ابن ماجہ) امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

١٣١٧ ـ (٩) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ أَنَسِ نِالْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى، لَا يَقُوْلُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۱۳۱۷۔ (۹) حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے' یہاں تک کہ آفتاب نکلنے کے بعد دو رکعت چاشت کی پڑھ لے اور درمیان میں سوائے اچھی بات کے' کوئی بات نہ کہے تو اس کے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے' اگرچہ دریا کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (ابوداوٗد)

١٣١٤ ـ صحيح سنن ابى داوٗد كتاب التطوع باب صلاة الضحى (١٢٨٩)، مسند احمد ٥/ ٢٨٦، ابن حبان (٦٢٤)، دارمى كتاب الصلاة باب أربع ركعات فى اوّل النهار ١/ ٤٠١ ح ١٤٥١)

١٣١٥ ـ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الأدب باب فى اماطة الاذى عن الطريق (٥٢٤٢)، ابن خزيمه، (١٢٢٦)، ابن حبان (٦٣٣)

١٣١٦ ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الوتر باب ما جاء فى صلاة الضحى (٤٧٣)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى صلاة الضحى (١٣٨٠)، موسیٰ بن فلاں بن انس مجہول راوی ہے۔

١٣١٧ ـ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب التطوع باب صلاة الضحى (١٢٨٧)، زبان بن فائد ضعیف راوی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۳۱۸۔ (۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى، غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۱۸۔ (۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاشت کی دو رکعت (نماز) کی حفاظت کرتا رہے گا تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۳۱۹۔ (۱۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ تَقُوْلُ: لَوْنُشِرَ لِيْ اَبَوَايَ مَاتَرَكْتُهَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۱۳۱۹۔ (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعت پڑھتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ زندہ کر دیے جائیں تب بھی ان کو نہیں چھوڑ سکتی۔ (مالک)

توضیح: ...... مرے ہوئے انسان کا زندہ ہونا محال ہے۔ مطلب کہنے کا یہ ہے کہ بفرض محال اگر ماں باپ زندہ ہو جائیں اور ان سے ملنے کی خوشی حاصل ہو تب بھی اس نماز کو نہیں چھوڑ سکتی، بلکہ نماز پڑھ کر ملاقات کروں گی یعنی چاشت کی نماز کو والدین کی ملاقات پر ترجیح دیتی ہیں۔

۱۳۲۰۔ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى حَتّٰى نَقُوْلَ: لَايَدَعُهَا، وَيَدَعُهَا حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يُصَلِّيْهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۳۲۰۔ (۱۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے یہاں تک ہم کہتے کہ آپ اس کو اب نہیں چھوڑیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تو ہم یہ سمجھتے کہ اب آپ نہیں پڑھیں گے۔ (ترمذی) یعنی (آپ اس پر مداومت نہیں کرتے تھے کبھی پڑھنا شروع کرتے تو لگاتار پڑھتے جاتے اور کبھی چھوڑ دیتے تو لگاتار چھوڑتے جاتے)

۱۳۲۱۔ (۱۳) وَعَنْ مُوَرِّقٍ الْعَجَلِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: تُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَعُمَرُ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَاَبُوْبَكْرٍ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: لَا اَخَالُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۲۱۔ (۱۳) حضرت مورق عجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا، آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے؟ کہا نہیں، میں نے عرض کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا نبی ﷺ پڑھتے تھے تو کہا میرا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: ...... مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے یا مسجد میں سب لوگوں کے سامنے نہیں پڑھتے تھے، ورنہ کبھی کبھار پڑھنے کا ثبوت آ چکا ہے۔

۱۳۱۸۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی صلاة الضحی (٤٧٦)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی صلاة الضحی (١٣٨٢)، احمد ٢/ ٤٩٩، نهاس بن فہم ضعیف راوی ہے۔

۱۳۱۹۔ اسناده صحیح، موطا امام مالك کتاب قصر الصلاة باب صلاة الضحی ١/ ١٥٣ ح ٣٥٨

۱۳۲۰۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی صلاة الضحی (٤٧٧)، عطیہ العوفی ضعیف و مدلس راوی ہے۔

۱۳۲۱۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب صلاة الضحی فی السفر (١١٧٥)

(۳۹) بَابُ التَّطَوُّعِ

نفلی نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نفلی نماز کی فضیلت

۱۳۲۲۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ ((یَا بِلَالُ! حَدِّثْنِیْ بِأَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْإِسْلَامِ، فَإِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ ؟ فِی الْجَنَّةِ))۔ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰی عِنْدِیْ أَنِّیْ لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا مِّنْ فِیْ سَاعَةٍ لَّیْلٍ وَّلَا نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَاكُتِبَ لِیْ أَنْ أُصَلِّیَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۲۲۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کی نماز کے وقت فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! تم اس کام کو بتاؤ جو سب سے زیادہ امید افزا ہو، جس کو تم نے اسلام کی حالت میں کیا ہے۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہاری جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنی ہے؟ تو بلال نے کہا کہ ایسا امید افزا کام تو نہیں کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ رات دن میں جب جب میں نے وضو کیا تو اس وضو سے وہ نماز پڑھی جو میرے لیے مقدر کر دی گئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......یعنی معراج روحانی یا جسمانی میں جب آپ جنت میں تشریف لے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے خادم بلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے جوتی پہن کر جا رہے تھے جس کی آواز آپ نے سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تم نے کون سا امید افزا کام کیا کہ جنت میں مجھ سے آگے آگے رہے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تحیۃ الوضو پڑھتا ہوں، یہی امید افزا کام ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ چونکہ خادم تھے آقا کی حفاظت کے لیے آگے چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

۱۳۲۳۔ (۲) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْأُمُوْرِ، كَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، یَقُوْلُ: ((إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ، ثُمَّ لِیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِیْرُكَ

۱۳۲۳۔ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کسی سورت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفلی نماز پڑھے اس کے بعد اس دعا کو پڑھے اور ''ھذ الامر'' کی جگہ اس کام کا نام

۱۳۲۲۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب فضل الطهور (۱۱۴۹)، مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ (۲۴۵۸) [۶۳۲۴]

۱۳۲۳۔ صحیح بخاری کتاب التهجد باب ما جاء فی التطوع مثنی (۱۱۶۲)

بِعِلْمِكَ، وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ. أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ. أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهِ))، قَالَ: ((وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

لے جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ دعائے استخارہ یہ ہے۔ (بخاری) اے اللہ میں تیرے علم کے ساتھ بھلائی مانگتا ہوں اور قدرت چاہتا ہوں' تیری قدرت کے ساتھ' اور مانگتا ہوں تیرے فضل سے کیونکہ تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں اور تو ہی جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں' تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام اچھا ہے میرے لیے میرے دین اور دنیا اور میرے کام کے انجام میں تو' تو اس کو میرے قابو میں کر دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے پھر اس میں میرے لیے برکت دے' اور اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام میرے لیے اچھا نہیں' میرے دین و دنیا اور میرے کام کے انجام میں' تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے' اور میرے لیے بھلائی مقرر کر دے جس جگہ بھی ہو' پھر مجھ کو اس سے خوش کر دے۔

توضیح: ......استخارہ کی فضیلت حدیثوں میں بہت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو استخارہ کرلیا کرے وہ کبھی شرمندہ نہ ہوگا' اور نہ نقصان اٹھائے گا اور استخارہ کرنا نیک نیتی کی علامت ہے' استخارہ نہ کرنا بدقسمتی ہے۔ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام کو اس طرح استخارہ سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے۔ مختصر استخارہ اللھم خرلی و اخترلی۔ اور اصل استخارہ کی یہ ترکیب ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھی جائے اور "ھذا الامر" کی جگہ اس کام کا نام لیا جائے جس کے کرنے کا ارادہ ہو' رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو اللھم خرلی واخترلی فرمایا کرتے۔ (ترمذی) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے انس! جب تم کسی کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ (طلب خیر و مشورہ) کرلیا کرو' اس کے بعد غور کرو جو بات تمہارے دل آئے اسی میں بھلائی ہے۔ (ابن سنی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

نفل نماز کے بعد دعا کا بیان

١٣٢٤ ـ (٣) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ ـ وَصَدَقَ أَبُوْبَكْرٍ ـ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ، ثُمَّ يُصَلِّيْ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ: (وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

١٣٢٤ـ (٣) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے پھر وہ کھڑا ہو کر وضو کرلے' پھر وہ نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا' پھر اس کی تائید میں انہوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ترجمہ:۔ اور جب ان سے کوئی ناشائستہ

١٣٢٤ـ اسنادہ حسن' سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة آل عمران (٣٠٠٦)' ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی ان الصلاة کفارة (١٣٩٥)

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْآيَةَ

کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کا استغفار کرنے لگتے ہیں۔ فی الواقع خدا کے سوا اور کوئی گناہوں کو بخش بھی نہیں سکتا' وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ انہی کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' ان نیک کاموں کے کرنے کا ثواب بہت ہی اچھا ہے۔" (ترمذی' ابن ماجہ)

١٣٢٥ - (٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۳۲۵۔ (۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تکلیف دہ یا رنج وغم کی بات پیش آ جاتی تو آپ نماز پڑھنے لگتے۔ (ابوداؤد)

کیونکہ نماز پڑھنے سے مصیبت ٹل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ﴾ "اے ایمان والو تم صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔"

دو رکعات جنت میں لے جانے کا سبب

١٣٢٦ - (٥) عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: ((بِمَ سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ))۔ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بِهِمَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۳۲۶۔ (۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد بلال کو بلا کر فرمایا' تم کس کام کی وجہ سے مجھ سے پہلے آگے آگے جنت میں گئے۔ جب جب میں جنت میں داخل ہوا تب تب تمہاری جوتیوں کی آواز سنی۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جب میں اذان دیتا ہوں تو اذان کے بعد دو رکعت سنت پڑھ لیتا ہوں اور جب بے وضو ہو جاتا ہوں تو وضو کرنے کے بعد دو رکعت سنتوں کو ضرور پڑھ لیتا ہوں' (میں ہر اذان اور ہر وضو کے بعد دو دو رکعت سنتیں پڑھ لینا ضروری سمجھتا ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہی دونوں کاموں کی وجہ سے جنت میں میرے آگے آگے گئے۔ (ترمذی)

١٣٢٧ - (٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللّٰهِ أَوْ إِلٰى أَحَدٍ مِّنْ بَنِيْ آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ لْيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ لْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ

۱۳۲۷۔ (۶) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف یا کسی انسان کی طرف حاجت و ضرورت ہو تو اسے وضو کرنا چاہیے اور اچھا وضو کرنا چاہیے' پھر وہ دو رکعت نماز پڑھ لے' پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے' پھر اس دعا کو پڑھے۔ "نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہ اللہ تعالیٰ جو بردبار بزرگ ہے۔ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو بڑے عرش کا

١٣٢٥ - اسناده ضعيف' سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل (١٣١٩)' محمد بن عبداللہ الدولی مجہول راوی ہے۔

١٣٢٦ - اسناده صحیح' سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (٣٦٨٩)

١٣٢٧ - اسناده ضعیف جداً' سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ (٤٧٩)' ابن ماجۃ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ (١٣٨٤)' فائد بن عبدالرحمٰن منکر الحدیث راوی ہے۔

الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

پروردگار ہے، اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے، اے اللہ میں تیری رحمت کے اسباب کو مانگتا ہوں۔ بہتری اور بخشش کی ضروریات کو اور غنیمت کو ہر ایک نیکی سے اور سلامتی کو ہر ایک گناہ سے، مت چھوڑ کسی گناہ کو مگر تو اس کو معاف کر دے اور نہ کسی فکر کو مگر اس کو دور کر دے اور نہ کسی حاجت کو جو تیری مرضی کے موافق ہو، مگر اے ارحم الراحمین تو اس کو پوری کر دے۔ (ابن ماجہ شریف)

❁❁❁❁

(۴۰) بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

صلوٰۃ التسبیح کا بیان

تسبیح والی نماز یعنی اس نماز کے قیام، رکوع، قومہ اور سجدہ وغیرہ میں کثرت سے "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہنا پڑتا ہے اس لیے اس کو "صلوٰۃ التسبیح" کہتے ہیں اور اس کے پڑھنے سے ہر چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۳۲۸۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ: ((يَاعَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيْكَ؟ أَلَا أَمْنَحُكَ؟ أَلَا أُخْبِرُكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ؟ عَشَرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؛ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيْمَهُ وَحَدِيْثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمَدَهُ، صَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ۔ قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ، فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا، فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ، تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ؛ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ؛ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

۱۳۲۸۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ اے عباس (اے میرے چچا) کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں، کیا میں آپ کو بخشش نہ دوں، کیا میں آپ کو نہ بتاؤں، کیا میں آپ سے حسن سلوک نہ کروں، یعنی ایک بہترین چیز کا عطیہ اور بخشش آپ کو دیتا ہوں آپ اسے منظور فرما لیجیے) یہ دس باتیں ہیں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے، پچھلے گناہوں کو، اور پرانی، نئی لغزشوں کو، اور سہواً عمداً خطاؤں کو، چھوٹے بڑے گناہوں کو، پوشیدہ اور ظاہری نافرمانیوں کو بخش دے گا۔ وہ یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھیے، جب آپ پہلی رکعت میں قرأۃ سے فارغ ہو جائیں تو کھڑے کھڑے سبحان اللّٰہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ دفعہ کہیے پھر آپ رکوع کیجیے اور رکوع کی حالت میں اس دعا کو دس مرتبہ کہیے، پھر رکوع سے سر اٹھائیے، کھڑے ہو کر قومے میں دس مرتبہ کہیے، پھر آپ سجدے میں جائیے تو سجدے کی حالت میں دس مرتبہ کہیے، پھر اس پہلے سجدے سے سر اٹھائیے اور بیٹھ جائیے، دس مرتبہ اس کو پڑھیے پھر آپ دوسرا سجدہ کیجیے، اس دوسرے سجدے میں دس مرتبہ کہیے، پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھا کر دس مرتبہ کہیے، یہ سب ملا کر (۷۵) پچھتر دفعہ ہوا، اسی طرح ہر چار رکعت میں کرتے رہیے، اگر آپ سے ہو سکے تو ہر دن میں ایک

۱۳۲۸۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب التطوع باب صلاۃ التسبیح، (۱۲۹۷)، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح (۱۳۸۷)

فَفِیْ کُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِیْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

مرتبہ پڑھ لیا کیجیے اور اگر آپ روزانہ نہیں کر سکتے تو ہفتے بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کیجیے اور آپ ہر ہفتہ میں نہیں پڑھ سکتے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کیجیے اور اگر آپ ہر مہینے میں نہیں پڑھ سکتے تو سال بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کیجیے اور اگر آپ سال بھر میں نہیں پڑھ سکتے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیجیے۔ (ابوداوٗد، ابن ماجہ، بیہقی)

١٣٢٩ - (٢) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ نَحْوَهُ

۱۳۲۹۔ (۲) نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابو رافع سے اس کی مثل روایت ذکر کی ہے۔

١٣٣٠ - (٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ؛ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى ذٰلِكَ))۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۱۳۳۰۔ (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب عملوں میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ نماز صحیح طور پر ادا ہوئی ہے تو فلاح پا جائے گا، اور اگر صحیح طور پر نہیں ادا ہوئی ہے تو یہ نمازی نقصان و خسارہ اٹھائے گا، اگر اس کے فریضہ عمل میں سے کچھ کمی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کے نفلی کاموں کو دیکھو اگر اس نے نفلی کام کیا ہے تو اس کے فریضے کی کمی کو یہ نفلی عبادت پورا کر دے گی۔ اسی طریقے سے باقی دیگر اعمال بھی ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر زکوٰۃ کا، اسی طرح سے پھر دوسرے عملوں کا حساب لیا جائے گا۔ (ابوداوٗد، احمد)

توضیح: ......یعنی اللہ کے حقوق میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اس کے بعد حقوق العباد میں سے سب سے پہلے خون کا محاسبہ ہوگا، اور فرائض کی کمی کو اسی کی جنس (نفلی عبادتوں سے پورا کیا جائے گا۔ اس لیے نفلی عبادت کو حتی الامکان ادا کرتے رہنا چاہیے تاکہ فرائض میں کمی نہ ہو۔

١٣٣١ - (٤) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ۔

۱۳۳۱۔ (۴) نیز امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ایک شخص سے ذکر کیا ہے۔

١٣٣٢ - (٥) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللهُ لِعَبْدٍ فِیْ شَيْءٍ أَفْضَلَ

۱۳۳۲۔ (۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی عبادت میں سے کسی چیز کی طرف

١٣٢٩ - حسن، سنن الترمذی کتاب الوتر باب ما جاء فی صلاة التسبیح (٤٨٢)

١٣٣٠ - حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب قول النبی ﷺ کل صلاة لا يتمها صاحبها (٨٦٤)، الترمذی (٤١٣)، ابن ماجه (٤٢٥)

١٣٣١ - اسناده صحیح، مسند احمد ٤/ ٦٥ ح ٥/ ٧٢ ح

١٣٣٢ - اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب ١٧ (٢٩١١)، مسند احمد ٥/ ٢٦٨، لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يُصَلِّيْهِمَا، وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُذَرُّ عَلٰى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ، وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ))، يَعْنِيْ الْقُرْآنَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

زیادہ بہتر توجہ نہیں فرماتا، جتنی توجہ دو رکعتوں کی طرف کرتا ہے (جو بندہ ادا کرتا ہے) یعنی نماز کی طرف خدا بہت زیادہ توجہ فرماتا ہے، اور اپنی خاص رحمت اس پر فرماتا ہے، اور بندے کے سر پر بھلائی چھڑکی جاتی ہے جب تک وہ بندہ نماز میں مصروف رہتا ہے۔ اور جو بندے اللہ کی طرف نزدیکی نہیں حاصل کرتے، اس کی مثل کہ جس سے باہر نکلتے ہیں یعنی قرآن مجید سے۔'' یعنی نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور اسی قرآن مجید کی تلاوت سے اللہ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے جو کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ (احمد، ترمذی)

❀❀❀❀

(۴۱) بَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ

نمازِ سفر کا بیان

سفر کے معنی چلنے کے ہیں اور ہر چلنے پھرنے والے کو مسافر کہتے ہیں۔ اڑتالیس میل کی مسافت کو طے کر لے یا طے کرنے کا ارادہ کرنے کے لیے اپنے شہر و بستی کو چھوڑ دے۔ شرعی سفر سے مسافر کے کچھ خاص خاص احکام ہیں جو مقیم کے لیے نہیں ہیں۔ (۱) سفر کی حالت میں نماز قصر کرنا۔ (۲) روزوں کا افطار کرنا۔ (۳) موزوں کے مسح کی مدت تین دن ہو جانا۔ (۴) جمعہ کا واجب نہ ہونا۔ چار رکعت والی نمازوں کو صرف دو ہی رکعت پڑھنے کو قصر کہتے ہیں' وہ ظہر' عصر' عشاء کی نمازیں ہیں' ان کو بجائے چار رکعت کے صرف دو ہی رکعت پڑھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا﴾ (پ ۵ سورة النساء)

''جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے' البتہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نمازِ قصر کا بیان

۱۳۳۳ ـ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا' وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

۱۳۳۳ـ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی چار رکعت نماز پڑھی' اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... مدینہ منورہ میں مقیم ہونے کی حیثیت سے ظہر کی چار رکعت پوری پڑھی۔ ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے سفر کی نیت سے چلے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو عصر کا وقت ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی وجہ سے ذوالحلیفہ میں دو ہی رکعت نماز پڑھی۔

۱۳۳٤ ـ (۲) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ' قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ أَكْثَرُ

۱۳۳۴ـ (۲) حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہم کو دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ ہم لوگ اس

۱۳۳۳ـ صحيح بخاری كتاب تقصير الصلاة باب تقصير الصلاة اذا خرج من موضعه (۱۰۸۹)' مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة المسافرين وقصرها (۶۹۰) [۱۵۸۱]

۱۳۳٤ـ صحيح بخاری كتاب تقصير الصلاة باب الصلاة بمعنى (۱۰۸۳)' مسلم كتاب صلاة المسافرين باب قصر الصلاة بمنى (۶۹۶) [۱۵۹۸]

مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنَهُ بِمِنًا، رَكْعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وقت بہت تھے اور سب سے زیادہ امن کی حالت میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ......قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ سفر میں اگر کافروں کی طرف سے خوف ہو تو قصر کرنا چاہئے، جس کا مفہوم مخالف یہ نکلتا ہے کہ امن کی حالت میں قصر نہیں کرنا چاہئے، تو راوی نے بیان کیا کہ منیٰ میں ہماری تعداد زیادہ تھی اور کسی قسم کا خوف بھی نہ تھا لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے قصر کی یعنی صرف دو ہی رکعت نماز پڑھائی جس سے معلوم ہوا کہ آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے یعنی امن کی حالت میں بھی قصر کرنا درست ہے۔ بلکہ افضل ہے جیسا کہ احادیث میں آ رہا ہے۔

۱۳۳۵۔ (۳) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ۔ قَالَ عُمَرُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۵۔ (۳) حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا مطلب دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اگر تم کو کافروں کی طرف سے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو اب سب لوگ امن میں ہیں اور کافروں کی طرف سے کوئی خوف بھی نہیں ہے (تو اب قصر نہیں کرنا چاہئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح تم کو تعجب لاحق ہوا ہے اسی طرح سے مجھے بھی تعجب ہوا تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے یہی دریافت کیا جو تم نے دریافت کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ اور اس کا فضل ہے تم اسے قبول کر لو (خواہ خوف ہو یا نہ ہو) (مسلم)

توضیح: ...... بعض علمائے کرام کے نزدیک قصر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک قصر کرنا افضل ہے اور اتمام کرنا جائز ہے اس کی مزید تفصیل دلیل سمیت آئندہ آئے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے دس دن نماز قصر کی

۱۳۳۶۔ (٤) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، قِيلَ لَهُ: أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ: ((أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۶۔ (۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے، اس سفر میں آپ صرف دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم حج کر کے مدینہ واپس آ گئے، ان سے پوچھا گیا کہ مکہ میں تم کتنے دنوں تک ٹھہرے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے کہ آپ ﷺ چار ذی الحجہ کو وہاں پہنچے تھے اور چودھویں ذی الحجہ کو صبح مدینہ کی طرف واپس ہوئے، جس سے معلوم ہوا کہ مدینے میں دس دن مقیم رہے، کم از کم حالتِ سفر میں انیس دن تک کا قصر کرنا جائز ہے اس سے زیادہ اگر ٹھہرنے کی نیت ہو تو پھر پوری نماز پڑھنی پڑے گی۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جو آگے ذکر ہو رہی ہے۔

۱۳۳۵۔ صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ المسافرین (۶۸۶) [۱۵۷۳]

۱۳۳۶۔ صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاۃ باب ما جاء فی التقصیر (۱۰۸۱)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ المسافرین (۶۹۳) [۱۵۸۶]

انیس دن تک نماز قصر کا بیان

۱۳۳۷ - (۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَافَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَفَرًا، فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ، تِسْعَةَ عَشَرَ، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۷۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا اور انیس روز تک مقیم رہے دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان انیس روز تک دو دو رکعت پڑھتے تھے اور جب اس سے زیادہ ٹھہرتے تو چار رکعت پڑھتے تھے۔

توضیح: ...... قصر کی مدت میں علماء کرام کا اختلاف ہے کسی نے کہا پندرہ دن اور کسی نے چار دن، لیکن صحیح مسلک انیس روز ہے کہ اتنے دنوں تک اگر کوئی سفر میں رہے تو قصر کرے اور اس سے زیادہ اگر رہے تو پوری پڑھے۔

سفر کی دو رکعات پر اکتفا کا بیان

۱۳۳۸ - (٦) وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ رَحْلَهُ، وَجَلَسَ، فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ. قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي. صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۸۔ (٦) حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے راستے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے ہمیں ظہر کی دو رکعت پڑھائی، پھر نماز پڑھ کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور بیٹھے، تو دیکھا کہ بہت سے لوگ کھڑے ہیں، دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یہ لوگ نفلی نمازیں اور سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو پوری نماز ہی پڑھ لیتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں لیکن ان حضرات نے سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... پہلے بیان آ چکا ہے کہ قصر کرنا افضل ہے لیکن اگر کوئی چار رکعت پڑھنا چاہے تو جائز ہے، سفر میں سنت موکدہ، موکدہ نہیں رہتی ہے۔ استحباب کا درجہ رہ جاتا ہے اگر کوئی پڑھے تو جائز ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پڑھا کرتے تھے اور اگر کوئی نہ بھی پڑھے تو کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا۔

سفر میں نمازیں جمع کرنے کا بیان

۱۳۳۹ - (٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۹۔ (٧) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی حالت میں ظہر، عصر کو ایک ساتھ پڑھتے تھے، اور مغرب و عشاء کو بھی ایک ساتھ ادا کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۳۳۷۔ صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاۃ باب ما جاء فی التقصیر (۱۰۸۰)

۱۳۳۸۔ صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاۃ باب من لم یتطوع فی السفر (۱۱۰۱، ۱۱۰۲)، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ المسافرین (۶۸۹) [۱۵۷۹]

۱۳۳۹۔ صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاۃ باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء (۱۱۰۷)

توضیح:...... دو وقتوں کی نمازوں کو ایک ہی وقت میں ادا کرنے کو ''جمع بین الصلوتین'' کہتے ہیں فجر کی نماز کے علاوہ سفر میں دو وقت کی نمازیں ایک ہی وقت میں ادا کرنی ثابت ہیں یعنی ظہر و عصر دونوں کو ایک کے وقت میں اور مغرب و عشاء دونوں کو ایک کے وقت میں ادا کی جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) جمع صوری (۲) جمع معنوی' جمع صوری یہ ہے کہ مثلاً ظہر کی نماز موخر کر کے ظہر کے آخیر وقت میں پڑھی جائے اور ظہر سے فارغ ہو جانے کے بعد فوراً ہی عصر اول وقت میں پڑھ لی جائے تو ظاہراً دیکھنے میں دونوں نمازیں ساتھ ساتھ اور اکٹھی پڑھی گئی ہیں' دراصل دونوں اپنے وقت میں ادا ہوئی ہیں' ایک بالکل اپنے آخر وقت میں اور دوسری بالکل اپنے اول وقت میں اسی طرح مغرب کی نماز' مغرب کے آخر وقت میں اور عشاء اول وقت میں پڑھی جائے' یہ دونوں بھی اپنے اپنے وقتوں میں پڑھی گئی ہیں۔ لیکن دیکھنے کے اعتبار سے جمع ہیں' اسی لیے اس کو جمع صوری کہتے ہیں...... جمع معنوی اور جمع حقیقی یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو ایک ہی وقت میں ادا کیا جائے' جیسے ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشا کے وقت میں پڑھ لیا جائے۔ اس جمع حقیقی کی دو قسمیں ہیں (۱) تقدیم (۲) تاخیر۔ جمع تقدیم یہ ہے کہ عصر کو ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لیا جائے تو ظہر اور عصر دونوں ظہر کے وقت میں ادا کی گئی ہیں یعنی زوال کے بعد پہلے ظہر پھر اس کے ساتھ عصر بھی ملا کر پڑھ لیا جائے' اسی طرح مغرب کے وقت۔ پہلے مغرب پھر اس کے ساتھ عشاء بھی پڑھ لی جائے تو چونکہ عصر ظہر کے وقت' عصر کے وقت سے پہلے اور عشاء مغرب کے وقت' عشاء کے وقت سے پہلے پڑھی گئی اس لیے اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں۔

جمع تاخیر یہ ہے کہ پہلی نماز موخر کر کے دوسری نماز کے وقت میں ادا کی جائے جیسے ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھ لیا جائے یہ تینوں (جمع صوری تقدیم تاخیر) بوقت ضروری سب جائز ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

حالت سفر میں سواری پر نفلی نماز کا بیان

۱۳۴۰۔ (۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ' يُوْمِىءُ إِيْمَآءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۰۔ (۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر تہجد کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس رخ بھی سواری جاتی اشارہ سے نماز پڑھتے' لیکن فرض نماز کے لیے سواری سے نیچے اتر کر پڑھتے تھے' وتر کو سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... سفر کی حالت میں مسافر اگر کسی ایسی سواری پر سوار ہو جو اس کے اختیار میں ہو کہ جس وقت چاہے اپنی سواری روک کر اور اتر کر نماز پڑھ لے اور جس وقت چاہے سوار ہو کر چلائے' تو ایسی صورت میں فرض نماز پڑھنے کے لیے سواری سے نیچے اتر آئے اور زمین پر پڑھے' البتہ نفلی نماز سواری ہی پر اشارے سے پڑھ سکتا ہے' یعنی رکوع سجدہ اشارے سے کرے' اور تکبیر تحریمہ کے وقت استقبال قبلہ کر کے شروع کرے پھر جس رخ بھی سواری کو لے جانا ہے لے جائے۔ اتمام صلوٰۃ تک استقبال قبلہ ضروری نہیں ہے اور وتر کو بھی سواری پر پڑھنا درست ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۱۳۴۱۔ (۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ

۱۳۴۱۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سب کچھ جائز ہے' رسول

۱۳۴۰۔ صحیح بخاری کتاب الوتر باب الوتر فی السفر (۱۰۰۰)' مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ (۷۰۰) [۱۶۱۶' ۱۶۱۷]

قَدْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَصَرَ الصَّلَاةَ وَأَتَمَّ۔ رَوَاهُ فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

اللہ ﷺ نے سفر میں قصر بھی کی ہے اور پوری نماز بھی پڑھی ہے۔ (شرح السنہ)

توضیح: ......یعنی سفر میں قصر بھی جائز ہے اور اتمام بھی۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفر میں اتمام کرتے تھے۔ لیکن قصر افضل ہے۔

١٣٤٢۔ (١٠) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، يَقُوْلُ: ((يَا أَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوْا أَرْبَعًا، فَإِنَّا سَفْرٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۳۴۲۔ (۱۰) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے جہاد کیا ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں بھی رہا، آپ نے مکہ میں اٹھارہ روز تک قیام کیا اور اتنے عرصے میں صرف دو رکعت نماز پڑھتے رہے، یعنی قصر کرتے رہے، شہر والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ چار رکعت پڑھو۔ ہم لوگ مسافر ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... پہلی روایت میں آ چکا ہے کہ آپ نے انیس دن کا قیام کیا تھا اور اس حدیث میں اٹھارہ دن تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خروج یا دخول کا دن راوی نے شمار نہیں کیا، اور مسافر آدمی جب امام بن کر نماز پڑھائے تو وہ مقتدیوں سے کہہ دے کہ ہم مسافر ہونے کی حیثیت سے دو رکعت پر سلام پھیر دیں گے۔ تم مقیم ہونے کی حیثیت سے چار پڑھو۔

١٣٤٣۔ (١١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ؛ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا، وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ، وَلَا يَنْقُصُ فِيْ حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ، وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۳۴۳۔ (۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے سفر میں دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد دو رکعت سنتیں بھی پڑھیں، اور ایک روایت میں یوں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر، حضر میں میں نے نماز پڑھی ہے۔ حضر میں ظہر کی چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہے اور سفر میں ظہر کی آپ کے ساتھ دو رکعت پڑھی، اور اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہے اور عصر کی سفر میں دو ہی رکعت پڑھی ہے اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی ہے اور مغرب کی نماز سفر اور حضر میں برابر ہے یعنی تین رکعت ہے نہ سفر میں کم نہ حضر میں کم ہے، اور یہ مغرب کی نماز دن کا وتر ہے اور اس کی دو رکعت سنتیں پڑھتے۔ (ترمذی)

١٣٤١۔ صحيح شرح السنة ٤/ ١٦٦ ح ١٠٢٣، الدارقطنى (٢/ ١٨٩ ح ٢٧٤)، النسائى (١٤٥٧) طلحہ بن عمرو ضعیف راوی ہے لیکن قوی شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

١٣٤٢۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب صلاة المسافر باب حتى يتم المسافر (١٢٢٩)، الترمذى (٥٤٥)، علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

١٣٤٣۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الجمعة باب ما جاء فى التطوع فى السفر (٥٥٢)، محمد بن عبدالرحمٰن بن لیلیٰ ضعیف اور اس کا شیخ عطیہ العوفی ضعیف و مدلس ہے۔

حالت سفر میں نماز جمع کرنے کی کیفیت

١٣٤٤ ـ (١٢) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ: إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ، إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَإِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ، ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

١٣٤٤ـ (١٢) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں آفتاب ڈھلنے کے بعد کوچ کرنے سے پہلے ظہر، عصر کو جمع کیا اور اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے آپ کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر دیتے اور اس کو دیر میں پڑھتے، اور مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے یعنی اگر غروب آفتاب کے بعد کوچ کرتے تو مغرب عشاء کو جمع کر لیتے اور اگر آفتاب غروب ہونے سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ عشاء کے لیے اترتے اور مغرب عشاء دونوں جمع کرتے۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

١٣٤٥ ـ (١٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَافَرَ وَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ بِنَاقَتِهِ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

١٣٤٥ـ (١٣) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور نفلی نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ رخ کر کے تکبیر تحریمہ کہتے، پھر اونٹنی جدھر چلتی اسی طرف نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

١٣٤٦ ـ (١٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

١٣٤٦ـ (١٤) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، جب کام کر کے میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے ہیں مشرق کی جانب رخ کر کے، اور رکوع سجدے سے زیادہ نیچا کرتے۔ یعنی رکوع سجدہ دونوں اشارے سے کرتے تھے لیکن بہ نسبت رکوع کے سجدہ زیادہ نیچا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

١٣٤٧ ـ (١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلّٰى

١٣٤٧ـ (١٥) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٣٤٤ ـ صحيح سنن ابی داؤد كتاب صلاة المسافر باب الجمع بين الصلاتين (١٢٢٠)، الترمذی كتاب الجمعة باب ما جاء فی الجمع بين الصلاتين (٥٥٣)

١٣٤٥ ـ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب صلاة المسافر باب التطوع على الراحلة والوتر (١٢٢٥)، احمد ٣/ ٢٠٣

١٣٤٦ ـ صحيح سنن ابی داؤد كتاب صلاة المسافر باب التطوع على الرحلة (١٢٢٧)، ابوزبیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے دیکھیے: السنن الكبرىٰ بيهقى ٢/ ٥، صحيح مسلم (٥٤٠)

١٣٤٧ ـ صحيح بخارى كتاب صلاة تقصير باب الصلاة بمنى (١٠٨٢)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب قصر الصلاة بمنى (٦٩٤) [١٥٩٠]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ، وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ. ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ أَرْبَعًا. فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ صَلّٰى أَرْبَعًا، وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز فرض پڑھی' اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت پڑھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی شروع خلافت میں دو ہی رکعت پڑھی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور جب تنہا پڑھتے تو صرف دو ہی رکعت پڑھتے۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر و اتمام دونوں جائز ہے' اور امام کے ساتھ جب پڑھے اور امام چار رکعت پڑھائے تو چار رکعت پڑھے اور جب تنہا پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔

١٣٤٨ - (١٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا، وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْأُوْلٰى. قَالَ الزُّهْرِيُّ: قُلْتُ لِعُرْوَةَ: مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ؟ قَالَ: تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۴۸۔ (۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ شروع شروع میں صرف دو دو رکعت نماز فرض کی گئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو چار رکعت نماز فرض کر دی گئی اور سفر کی نماز بدستور سابق صرف دو ہی رکعت فرض رہی۔ زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے کہا کیا بات ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں بھی پوری نماز یعنی چار رکعت پڑھتی تھیں تو انھوں نے کہا جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دلیل پکڑی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی وہی دلیل پکڑی ہے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفر حضر میں چار رکعت پڑھتے تھے اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی۔ دونوں (یعنی قصر و اتمام) کو جائز سمجھتی تھیں۔ (بخاری مسلم)

حالت خوف میں ایک رکعت نماز

١٣٤٩ - (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۴۹۔ (۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت فرض کی ہیں اور خوف کی حالت میں جماعت کے ساتھ ایک ہی رکعت مقرر فرمائی ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... اقامت کی حالت میں ظہر' عصر' عشاء کی چار چار رکعتیں فرض ہیں اور سفر میں بجائے چار کے دو ہی ہیں اور خوف کی حالت میں دو رکعت ہے ایک رکعت جماعت کے ساتھ ایک تنہا۔

١٣٥٠ - (١٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

۱۳۵۰۔ (۱۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

١٣٤٨ - صحيح بخاری كتاب الصلاة باب كيف فرضت الصلوات فى الاسراء (٣٥٠)، مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٥) [١٥٧٠]

١٣٤٩ - صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٧) [١٥٧٦]

١٣٥٠ - اسناد ضعيف جداً' سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى الوتر فى السفر (١١٩٤)، جابر بن یزید الجعفی متہم ضعیف جداً ہے۔

قَالَا: سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

نے سفر میں صرف دو دو رکعت ہی مقرر فرمائی ہیں اور یہ دو رکعتیں پوری ہیں ناقص نہیں ہیں۔ یعنی دو رکعت کا ثواب چار رکعت کا ملے گا اور سفر میں وتر سنت ہے یعنی سنت موکدہ نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

نماز قصر کی مسافت

۱۳۵۱۔ (۱۹) وَعَنْ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ بَلَغَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كَانَ يَقْصُرُ فِي الصَّلَاةِ فِي مِثْلِ مَا يَكُوْنُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعَسْفَانَ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ۔ قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ))

۱۳۵۱۔ (۱۹) حضرت مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنی مسافت پر قصر کرتے تھے جتنی مسافت مکہ اور طائف کے درمیان میں ہے یا مکہ اور عسفان کے درمیان میں ہے، اور مکہ اور جدہ کے درمیان ہے اور یہ سب مسافت چار برد یعنی اڑتالیس میل کی مسافت ہے۔ (مؤطا امام مالک)

توضیح: ...... سفر میں نماز قصر کرنے کے لیے کم سے کم اڑتالیس میل کی مسافت ہے، اگر اس سے کم مسافت جانے کا ارادہ ہے تو قصر کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ جانے کا ارادہ ہے تو قصر کی اجازت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ((یا اهل مكة لا تقصروا الصلوٰة في ادنى من اربعة برد.)) (ابن شیبہ، دارقطنی، فتح الباری) ''یعنی اے مکہ والو! تم اڑتالیس میل سے کم میں قصر مت کرنا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اڑتالیس میل پر قصر کرتے، دو رکعت پڑھتے اور افطار کرتے، جن روایتوں میں ایک دن ایک رات کی مسافت آئی ہے اس سے بھی اڑتالیس میل مراد ہے، اور جن روایتوں میں نو میل یا تین میل کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دور مسافت جانے کا ارادہ تھا لیکن آبادی سے باہر نو میل یا تین میل گئے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو قصر کر کے نماز پڑھ لی گئی، آپ کا منتہائے سفر خود تین میل نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۵۲۔ (۲۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَمَا رَأَيْتُهٗ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۳۵۲۔ (۲۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ روز تک سفر میں تھا تو آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھتے تھے، کبھی چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۳۵۳۔ (۲۱) وَعَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَرَى ابْنَهٗ، عُبَيْدَ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۳۵۳۔ (۲۱) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے صاحبزادے عبیداللہ کو سفر میں نفلی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تو نہ منع کرتے اور نہ انکار کرتے۔ (مالک) یعنی سفر میں نفل و سنتوں کا پڑھنا جائز ہے اور ایک جائز فعل کے کرنے سے منع نہیں کیا۔

۱۳۵۱۔ صحیح موطا امام مالک كتاب قصر الصلاة باب ما يجب فيه قصر الصلاة ۱/ ۱۴۸ ح ۳۴۱، شواهد کے لیے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبه ۲/ ۴۴۳، ۴۴۶ ح ۸۱۱۹، ۸۱۳۵، ۸۱۳، ۸۱۳ و عبد الرزاق ۴۲۹۶۔

۱۳۵۲۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب صلاة المسافر باب التطوع في السفر (۱۲۲۲)، حاکم ۱/ ۳۱۵، ابوبسرہ الغفاری حسن الحدیث ہے۔ الترمذی كتاب الجمعة باب ما جاء في التطوع في السفر (۵۵۰)

۱۳۵۳۔ اسناده ضعیف، موطا امام مالک كتاب قصر الصلاة باب صلاة النافلة في السفر (۱/ ۱۵۰ ح ۳۵۱)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۴۲) بَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی نماز کا بیان

ہر مسلمان بالغ، عاقل، مقیم، تندرست آدمی پر جمعہ کی نماز فرض ہے اس کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱)...... ((الجمعة حق واجب على كل مسلم فى جماعة الا على اربعة عبد مملوك اوامرأة او صبيى او مريض.)) (ابوداؤد)

''جمعہ تمام مسلمانوں پر جماعت میں فرض ہے۔ مگر غلام، عورت، اور بچے اور مریض یا بیمار پر فرض نہیں ہے۔''

(۲)...... ((من كان يومن بالله واليوم الاخر فعليه الجمعة الا على مريض اومسافر اوامراة او صبيى او مملوك.)) (الحديث دار قطنى)

''جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت، اور بچہ اور غلام پر فرض نہیں ہے۔''

اور جو بلا عذر شرعی کے جمعہ کی نماز نہ پڑھے وہ سخت مجرم ہے۔ آگے چل کر آ رہا ہے کہ جمعہ کی نماز چھوڑنے والا منافق ہے۔ اور جمعہ کی نماز کے لیے وہی شرطیں ہیں جو تمام فرض نمازوں کے لیے ہیں، لیکن ان کے ساتھ ساتھ خاص جمعہ کے لیے ان چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

(۱) جمعہ کا دن ہونا۔ (۲) ظہر کا وقت ہونا۔

(۳) جماعت کا ہونا۔ (۴) نماز سے پہلے خطبے کا ہونا۔

یہ شرطیں جہاں بھی پائی جائیں گی وہاں جمعہ کی نماز فرض ہوگی، خواہ شہر ہو یا گاؤں۔ اس کی زیادہ وضاحت آگے آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جمعہ کی فضیلت واہمیت کا بیان

١٣٥٤ـ (١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِىْ

۱۳۵۴۔ (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں آخر آنے والوں میں سے ہیں، لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں مگر ان لوگوں کو (یعنی اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں ان کے بعد میں دی گئی ہے) پھر یہ جمعہ

١٣٥٤ـ صحيح بخارى كتاب الجمعة باب فرض الجمعة (٨٧٦)، مسلم كتاب الجمعة باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة (٨٥٥) [١٩٧٨]

فُرِضَ عَلَيْهِمْ - يَعْنِي يَوْمُ الْجُمُعَةِ - فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ، وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ، اَلْيَهُوْدُ غَدًا، وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، بَيْدَ أَنَّهُمْ)) وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلٰى آخِرِهِ۔ (٢) وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ عَنْهُ رضی اللہ عنہ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُقْضِيِّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ))۔

ان کے اوپر بھی فرض کیا گیا تھا' (یعنی جمعہ کے دن عبادت کرنا ہر کتاب والوں پر مقرر کر دیا گیا تھا) ان لوگوں نے اس میں اختلاف ڈال دیا' اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح راستے پر قائم رکھا' سب لوگ جمعہ کے معاملے میں ہمارے تابع اور پیچھے ہیں۔ یہودیوں کا جمعہ کے بعد کل کا دن ہے (یعنی ہفتہ کا) اور عیسائیوں کا کل کے بعد (یعنی اتوار) کا دن ہے۔ (بخاری' مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے بالکل پیچھے آئے ہیں' اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور سب سے پہلے ہم ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ مگر اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہے اور ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا والوں کے اعتبار سے ہم دنیا میں سب سے پیچھے آئے ہیں اور قیامت کے روز ہم سب سے پہلے ہوں گے اور تمام مخلوق سے پہلے ہمیں لوگوں کو فیصلہ سنایا جائے گا۔

١٣٥٥ - وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ عَنْهُ، وَعَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيِّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ))

۱۳۵۵۔ اور اس کی ایک دوسری روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ہم دنیا میں (سب سے) آخر میں آئے اور قیام کے دن (سب سے) پہلے ہوں گے جن کا فیصلہ کیا جائے گا۔

جمعہ کا دن دیگر ایام کی نسبت افضل دن ہے

١٣٥٦ - (٣) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۶۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب دنوں سے اچھا دن جس میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے' اسی جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی جمعہ کے دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا' اور اسی جمعہ کے دن نافرمانی کرنے کی وجہ سے انہیں جنت سے نکالا گیا' اور جمعہ کے دن قیامت قائم ہو گی۔ (مسلم)

توضیح: ......یعنی جمعہ کا دن سب دنوں سے زیادہ بزرگ ہے اور اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اور اسی دن میں جنت میں داخل کیا گیا' اور اسی دن میں قیامت قائم ہو گی۔

جمعہ کے روز اس گھڑی کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے

١٣٥٧ - (٤) وَعَنْهُ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۱۳۵۷۔ (۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں

١٣٥٥ - صحيح مسلم كتاب الجمعة باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة (٨٥٦) [١٩٨٢]

١٣٥٦ - صحيح مسلم كتاب الجمعة باب فضل يوم الجمعة (٨٥٤) [١٩٧٦]

١٣٥٧ - صحيح بخارى كتاب الجمعة باب الساعة التى فى يوم الجمعة (٩٢٥)، مسلم كتاب الجمعة باب الساعة التى فى يوم الجمعة (٨٥٢) [١٩٧٣]

((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ: قَالَ: ((وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيْفَةٌ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا' قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ))۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں کوئی مسلمان بندہ اپنے رب سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتا ہے (بخاری، مسلم) اور مسلم میں اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ گھڑی نہایت مختصر ہے۔ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جو مسلمان اس میں نماز ادا کر رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بہتر چیز طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا کرتا ہے۔

۱۳۵۸۔ (۵) وَعَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ' قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ' سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ: ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸۔ (۵) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے بارے میں فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ وہ مقبول ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے وہ ساعت اس وقت ہوتی ہے کہ جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر بیٹھے یہاں تک کہ نماز ختم ہو جائے۔ (مسلم)

توضیح: ......یعنی خطبے کے شروع سے نماز کے ختم تک وہ مقبول ساعت ہے (علماء نے اس مقبول ساعت کے بارے میں پینتیس قول نقل کیے ہیں:

(۱) قول یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی اذان کے وقت جب مؤذن اذان دے۔ (۲) طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک۔ (۳) (۴) جب امام خطبہ دے کر' منبر سے نیچے اتر کر نماز پڑھانے کے لیے تکبیر تحریمہ کہے۔ (۵) طلوع آفتاب کے بعد۔ (۶) طلوع آفتاب کے وقت (۷) جمعہ کے دن کا آخری حصہ۔ (۸) زوال آفتاب سے آدھے ہاتھ کے سایہ تک۔ (۹) زوال آفتاب سے یہاں تک کہ ایک ہاتھ تک سایہ ہو جائے۔ (۱۰) آفتاب ڈھلنے کے بعد ایک بالشت سایہ سے ایک ہاتھ تک۔ (۱۱) عین زوال آفتاب کے وقت۔ (۱۲) مؤذن کی اذان کے وقت۔ (۱۳) زوال آفتاب سے جمعہ کی نماز میں داخل ہونے تک۔ (۱۴) زوال آفتاب سے امام کے نماز سے فراغت تک۔ (۱۵) زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک۔ (۱۶) امام کے خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھنے اور نماز کے قائم ہونے تک۔ (۱۷) نماز پڑھا کر امام کے باہر آنے کے وقت تک۔ (۱۸) امام کے منبر پر چڑھنے اور فارغ ہونے تک۔ (۱۹) اذان کے درمیان سے ادائے نماز تک۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے ختم ہونے تک۔ (۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے سے خرید و فروخت کے حلال ہونے تک یعنی اذان کے وقت سے نماز کے ادا ہونے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب۔ (۲۳) جب کہ امام خطبہ شروع کر لے یہاں تک خطبہ ختم کر دے۔ (۲۴) جب کہ امام منبر پر چڑھے اور خطبہ شروع کرے۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت۔ (۲۶) امام کے ممبر سے اترنے کے وقت۔ (۲۷) تکبیر تحریمہ سے یہاں تک امام مصلیٰ پر کھڑا ہو جائے۔ (۲۸) تکبیر تحریمہ سے نماز کے ختم ہونے تک۔ (۲۹) نماز کے ختم ہونے تک۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب کے بعد سے مطلقاً۔ (۳۱) عصر کی نماز کے درمیان میں۔ (۳۲) عصر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز کے آخر مستحب وقت تک۔ (۳۳) عصر کی نماز کے بعد سے مطلقاً (۳۴) عصر کی نماز کے بعد سے آخری ساعت تک۔ (۳۵) غروب آفتاب کے وقت۔

۱۳۵۸۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة (۸۵۳) [۱۹۷۵]

مقبول ساعت کی تعین میں علماء کرام کے یہ اختلافات ہیں' اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی طرح اس کو بھی مخفی رکھا ہے۔ جس طرح شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ کی مختلف طاق راتوں میں ہوتی ہے اسی طرح سے یہ مقبول ساعت جمعہ کے دن مختلف وقتوں میں سے کسی نہ کسی وقت ضرور ہوتی ہے۔ طالب کو چاہیے کہ ان وقتوں میں تلاش کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

جمعۃ المبارک کے احکام کا بیان

۱۳۵۹۔ (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ، فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ، فَجَلَسْتُ مَعَهٗ، فَحَدَّثَنِیْ عَنِ التَّوْرَاةِ، وَحَدَّثْتُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهٗ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ أُهْبِطَ، وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ، وَفِيْهِ مَاتَ، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، شَفَقاً مِّنَ السَّاعَةِ، إِلَّا الْجِنُّ وَالْإِنْسُ۔ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ قَالَ كَعْبٌ! ذٰلِكَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ۔ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَحَدَّثْتُهٗ بِمَجْلِسِیْ، مَعَ كَعْبِ نِالْأَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهٗ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لَهٗ: قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ۔ فَقُلْتُ لَهٗ: ثُمَّ قَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: بَلْ هِيَ فِیْ كُلِّ

۱۳۵۹۔ (٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہاڑ طور پر گیا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہو گئی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا' وہ تورات شریف کی باتیں مجھے سنانے لگے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنانے لگا جو حدیثیں میں نے ان کو سنائیں تھیں ان میں سے ایک حدیث یہ سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دنوں میں جن میں سورج نکلتا ہے تو سب دنوں سے بہترین جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی دن میں انہیں جنت سے دنیا میں اتارا گیا اور اسی دن میں ان کی توبہ قبول کی گئی اور اسی دن میں ان کا انتقال ہوا اور اسی دن میں قیامت قائم ہو گی۔ اور ہر جاندار جمعہ کے صبح سے سورج نکلنے تک کان لگائے منتظر رہتا ہے قیامت کے قائم ہونے کے خوف سے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اور اسی جمعہ کے دن ایک ایسی مقبول گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو نماز پڑھنے کی حالت میں مل جائے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی درخواست منظور فرما کر وہ چیز عطا فرما دیتا ہے۔ یہ سن کر کعب احبار نے کہا یہ دن سال بھر میں ایک دن ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہر جمعہ میں یہ ساعت آتی ہے۔ تو کعب احبار نے توریت شریف کو پڑھ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ یعنی ہر ہفتے میں جمعہ کو یہ ساعت آتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی تو اپنی نشست کعب احبار کے ساتھ اور جمعہ کی ساعت کے بارے میں جو میری' ان کی گفتگو ہوئی تھی بیان کیا' اور میں نے ان سے یہ بھی کہا' کعب احبار نے کہا کہ یہ

۱۳۵۹۔ اسنادہ صحیح' مسند احمد ۲/ ۴۸۶' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ باب فضل یوم الجمعۃ (۱۰۴۶)' الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ (۴۹۱)' النسائی کتاب الجمعۃ باب ذکر الساعۃ التی یستحباب منھا الدعاء یوم الجمعۃ (۱۴۳۱)' موطا امام مالک کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ ۱/ ۱۰۸' ۱۱۰ ح ۲۳۹

جُمُعَةٍ۔ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: صَدَقَ كَعْبٌ۔ ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ۔ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: وَكَيْفَ تَكُوْنُ آخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهَا))؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ؟)) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَهُوَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى اَحْمَدُ إِلٰى قَوْلِهٖ: صَدَقَ كَعْبٌ۔

سال بھر میں ایک دن ہوتا ہے جس میں یہ مقبول ساعت ہوتی ہے تو یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے کہا' کعب احبار نے غلط کہا ہے پھر میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کعب نے توریت کو پڑھ کر بتایا' بلکہ یہ ہر ہفتے کے جمعہ کے دن میں یہ مقبول ساعت ہوتی ہے۔تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا۔ پھر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں اس مقبول ساعت کو جانتا ہوں کہ کس وقت ہوتی ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ وہ ساعت مجھے بتا دیجئے اور بتانے میں بخل نہ کیجئے' تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کی آخری حصے میں ہوتی ہے۔تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ جمعہ کے دن کے آخری حصے میں یہ ساعت کیسے ہوسکتی ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اسے پائے اور وہ نماز پڑھتا ہوا ہو۔ اور آخری حصے میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہے' چونکہ عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ۔تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو آدمی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے۔ لہٰذا نماز کے انتظار میں بیٹھنا گویا نماز پڑھنا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ نماز سے یہی مراد ہے کہ نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا۔ (مالک' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' احمد)

١٣٦٠ - (٧) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجٰى فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلٰى غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۳۶۰۔ (۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس ساعت کو تلاش کرو جس میں دعا کے قبولیت کی امید ہے وہ ساعت جمعہ کے دن عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (ترمذی)

جمعہ کے روز کرنے والے کام

١٣٦١ - (٨) وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ))۔

۱۳۶۱۔ (۸) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے۔اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی جمعہ کے دن میں ان کی روح قبض کی گئی' اور اسی جمعہ کے دن میں صور پھونکا جائے گا' اور اسی دن میں نفخہ ہوگا' (یعنی سب لوگ مر جائیں گے۔) لہٰذا اس دن میں تم مجھ پر

١٣٦٠۔ صحيح سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة (٤٨٩)' شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔
١٣٦١ - اسناده ضعيف' سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب ابواب الجمعة باب فضل ارجمعة (١٠٤٧)' النسائی کتاب الجمعة (١٣٧٥)' ابن ماجه (١٠٨٥)' اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم راوی ضعیف ہے۔اسے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سمجھنا خطا وہم ہے۔ دیکھیے: شرح علل الترمذی لابن رجب ص ٤٦٥' ٤٦٧

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے درود آپ ﷺ کے سامنے کیسے پیش کیے جا سکتے ہیں جب کہ آپ کا انتقال ہو جائے گا؟ اور آپ ﷺ کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم کو حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی)

توضیح: ...... اس حدیث سے جمعہ کے دن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس دن صلوٰۃ وسلام زیادہ پڑھنا چاہیے۔ انبیاء علیہم السلام کو قبروں میں برزخی حیات حاصل ہے۔ اس مسئلے کی زیادہ وضاحت آئندہ آئے گی۔

١٣٦٢۔ (٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ، فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ يَّدْعُوْ اللّٰهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ" وَلَا يَسْتَعِيْذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسٰى بْنِ عُبَيْدَةَ وَهُوَ يُضَعَّفُ۔

١٣٦٢۔ (٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موعود دن سے قیامت کا دن مراد ہے، اور مشہود دن سے عرفہ کا دن (یعنی ذوالحجہ کا نواں دن) مراد ہے۔ اور شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے اور جمعہ سے بہتر دن کوئی دوسرا دن نہیں ہے۔ اور اس جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس مومن بندے کو وہ ساعت مل جائے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی اچھی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دے گا اور جس چیز سے پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ حدیث ہم کو صرف موسیٰ بن عبیدہ ہی کے واسطے سے معلوم ہے۔

توضیح: ...... قرآن مجید کے سورۂ بروج میں ﴿والیوم الموعود وشاهد و مشهود﴾ آیا ہے تو نبی ﷺ نے ان تینوں کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ موعود دن سے قیامت کا دن مراد ہے اور مشہود دن سے عرفہ کا دن مراد ہے، اور شاہد سے جمعہ کا دن۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

جمعہ تمام ایام کا سردار ہے

١٣٦٣۔ (١٠) عَنْ أَبِيْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ، وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَّوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ، فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ: خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ، وَأَهْبَطَ اللّٰهُ

١٣٦٣۔ (١٠) حضرت ابولبابہ عبدالمنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن ہے اور بقرعید اور عید کے دن سے بھی اس کا مرتبہ بڑا ہے، اور اسی دن میں پانچ ایسی باتیں ہوئی ہیں جو اور دنوں میں نہیں ہوئیں (١) اسی جمعہ کے دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو

١٣٦٢۔ حسن، سنن الترمذی (٣٣٣٩)، مسند أحمد ٢/ ٢٩٨، ٢٩٩، حاکم ٢/ ٥١٩ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

١٣٦٣۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابن ماجہ (١٠٨٤)، عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف راوی ہے۔

فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِيهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، مَا مِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَاءٍ وَّلَا أَرْضٍ وَّلَا رِيَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ إِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

پیدا کیا(۲) اور اسی دن میں زمین پر اتارا۔ (۳) اور اسی دن میں وفات دی (۴) اور اسی دن میں ایک ایسا مقبول وقت ہے جو بندہ اس میں جو کچھ جائز سوال کرے گا اللہ تعالیٰ ضرور دے گا' جب تک حرام بات کا سوال نہ کرے (۵) اور اسی دن میں قیامت قائم ہو گی۔ اور تمام مقرب فرشتے اور آسمان و زمین اور ہوا' پہاڑ' دریا سب ڈرتے اور کانپتے اور تھراتے ہیں کہ کہیں اسی جمعہ کو قیامت نہ قائم ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

١٣٦٤۔ (١١) وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ؟ قَالَ: ((فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ)) وَسَاقَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ

۱۳۶۴۔ (۱۱) اور امام احمد نے بھی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ایک انصاری شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کی فضیلت بیان کیجیے کہ اس دن میں کیا کیا فضیلت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں یہ پانچ باتیں ہیں جو اور دنوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور آگے پچھلی والی حدیث بیان کی۔

١٣٦٥۔ (١٢) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ أَبِيكَ آدَمَ، وَفِيهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيهَا الْبَطْشَةُ، وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۳۶۵۔ (۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ اس دنیا میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی خمیر کی مٹی جمع کی گئی تھی' اور اسی دن میں صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے تمام مخلوق مر جائے گی' پھر اسی دن میں سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اسی دن میں پکڑ دھکڑ ہو گی (یعنی قیامت قائم ہو گی) اور اس دن کی آخری تین گھڑیوں میں سے ایک ایسی گھڑی ہے جس میں کوئی اللہ سے جو دعا مانگے قبول کی جاتی ہے۔'' (احمد)

١٣٦٦۔ (١٣) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا)) قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ

۱۳۶۶۔ (۱۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں اور تم میں سے جو شخص بھی اس جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کے انتقال کے بعد بھی درود پیش کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں

١٣٦٤۔ اسناده ضعيف، مسند احمد ٥/ ٢٨٤ ح ٢٢٨٢، ابن عقیل ضعیف راوی ہے۔
١٣٦٥۔ اسناده ضعيف، مسند احمد ٢/ ٣١١، فرج بن فضالہ ضعیف راوی ہے جبکہ علی بن ابی طلحہ نے سیدنا ابو ہریرہ سے نہیں سنا۔
١٣٦٦۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ذكر وفاته ودفنه (١٦٣٧)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے زید بن ایمن نے عبادہ بن نسی سے نہیں سنا۔

أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں ﷺ کے جسم کو کھائے پس اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں اور انھیں روزی دی جاتی ہے۔'' (ابن ماجہ)

١٣٦٧۔ (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ.

۱۳۶۷۔ (۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کو یا جمعرات کو مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے اور عذاب سے بچا لیتا ہے۔ (احمد، ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب اور اس کی سند ضعیف ہے۔''

اس چیز کا بیان کہ جمعہ عید کا دن ہے

١٣٦٨۔ (١٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ الْآيَةَ، وَعِنْدَهُ يَهُوْدِيٌّ. فَقَالَ: لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ، فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ، وَيَوْمِ عَرَفَةَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

۱۳۶۸۔ (۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ آخر آیت تک تلاوت کی اور ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا یہ سن کر اس نے کہا کہ یہ آیت اگر ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس (اترنے) کے دن کو عید بنا لیتے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دو عیدوں کے دن اتری ہے' (یعنی جمعہ اور ذوالحجہ کے نویں دن) (ترمذی)

توضیح: ...... قرآن مجید میں یہ آیت کریمہ ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''یعنی آج کے دن ہم نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے دین اسلام سے میں راضی ہو گیا ہوں۔'' اس آیت کریمہ کی تلاوت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے کی تو اس نے کہا اگر یہ آیت کریمہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو خوشی اور عید کا دن بنا لیتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس جواب میں کہا کہ یہ آیت دو عیدوں کے بیچ میں اتری ہے یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن اور یہ دونوں ہمارے عید کے دن ہیں۔

١٣٦٩۔ (١٦) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ)). قَالَ: وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ أَغَرُّ، وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ أَزْهَرُ)). رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ))

۱۳۶۹۔ (۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہو جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ)). ''اے اللہ رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان میں پہنچا دے' اور آپ ﷺ فرماتے تھے جمعرات کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔ (بیہقی)

١٣٦٧۔ اسناده حسن، سنن الترمذی كتاب الجنائز باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة (١٠٧٤)، مسند أحمد ٢/ ١٦٩، ١٧٦، ٢٢٠.

١٣٦٨۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة المائدة (٣٠٤٤)

١٣٦٩۔ اسناده ضعيف جداً شعب الايمان (٣٨١٥)، فضائل الأوقات للبيهقي ص ١٤)، زائدہ بن أبی الرقاد منکر الحدیث اور زیاد النمیری ضعیف راوی ہے۔

(۴۳) بَابُ وُجُوْبِهَا

جمعہ کے واجب ہونے کا بیان

جمعہ کی نماز فرض ہے۔ اس کی فرضیت قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ جمعہ کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ''جمعہ کی نماز کے لیے جب اذان دی جائے تو فوراً یادِ الٰہی (خطبہ) کی طرف تیزی سے چلو۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جمعہ کی فرضیت کا بیان

۱۳۷۰۔ (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہم، أَنَّهُمَا قَالَ: سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْلَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۰۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر کی لکڑیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جمعہ کے چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

توضیح: ...... جمعہ کی نماز فرض ہے بلا عذر شرعی کے چھوڑنا جائز نہیں ہے اس لیے آپ نے فرمایا کہ لوگ جمعہ اور جماعت کو نہ چھوڑیں اگر اس کو چھوڑ دیں گے تو ان کے دلوں پر نفاق کی مہر لگ جائے گی اور وہ غافل لوگوں میں سے شمار ہوں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

جمعہ چھوڑنے کی کراہت

۱۳۷۱۔ (۲) عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضُّمَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارَمِيُّ۔

۱۳۷۱۔ (۲) حضرت ابوالجعد الضمری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سستی سے لگاتار تین جمعوں کو چھوڑے گا بغیر عذر شرعی کے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

۱۳۷۰۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب التغليظ فی ترك الجمعة (۸۶۵) [۲۰۰۲]

۱۳۷۱۔ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب التشديد فی ترك الجمعة (۱۰۵۲)، الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی ترك الجمعة من غير عذر (۵۰۰)، النسائی کتاب الجمعة باب التشديد فی التخلف عن الجمعة (۱۳۷۰)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر (۱۱۲۵)، الدارمی کتاب الصلاة باب فيمن يترك الجمعة من غير عذر ۱/ ٤٤٤ ح ۱۵۷۱ .

۱۳۷۲۔ (۳) وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ

۱۳۷۲۔ (۳) نیز امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

۱۳۷۳۔ (٤) وَاَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ۔

۱۳۷۳۔ (۴) نیز احمد نے ابوقتادہ سے بیان کیا ہے۔

۱۳۷٤۔ (٥) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ، فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَابْنُ مَاجَةَ

۱۳۷۴۔ (۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی عذر کے جمعہ کو چھوڑ دے گا تو اس کے کفارے میں ایک دینار صدقہ کرے اور اگر ایک دینار نہ پائے تو آدھا دینار۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۱۳۷٥۔ (٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۷۵۔ (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ کی اذان سن لے۔ (ابوداؤد)

اس کی وضاحت نیچے حدیث میں آ رہی ہے۔

۱۳۷٦۔ (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

۱۳۷۶۔ (۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ اس شخص پر واجب ہے جس کو رات اس کے گھر تک پناہ دے۔ (ترمذی) اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

توضیح: ......یعنی اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہے کہ وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے، اگر وہ صبح جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے دوسری جگہ جائے جہاں جمعہ ہوتا ہے تو جمعہ کے وقت تک پہنچ جائے گا پھر جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنا چاہے تو رات ہونے تک گھر پہنچ جائے گا، تو جو شخص اتنی مسافت پر ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے، اور اگر اس سے زیادہ دور مسافت پر ہے، اور تنہا ہے اور وہاں جمعہ نہیں ہوتا ہے اور اس کے یہاں سے دو تین دن کے مسافت پر جمعہ ہوتا ہے تو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے، بلکہ ظہر پڑھ لیا کرے۔

جن لوگوں پر جمعہ واجب نہیں

۱۳۷۷۔ (۸) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۱۳۷۷۔ (۸) حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۳۷۲۔ صحیح موطا امام مالک کتاب الجمعة باب القرائة فی صلاة الجمعة ۱/ ۱۱۱ ح ۲٤٤، سابقہ حدیث اس کی شاہد ہے۔

۱۳۷۳۔ صحیح مسند احمد ٥/ ۳۰۰

۱۳۷٤۔ اسناده ضعیف، مسند احمد ٥/ ١٤، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب کفارة من ترکها (۱۰٥۳)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب فیمن ترك الجمعة من غیر عذر (۱۱۲۸) اس روایت میں تین علتیں ہیں۔ (۱) قدامہ کا سمرہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (۲) قدامہ بن وبرہ مجہول ہے۔ (۳) قتادہ مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

۱۳۷٥۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب من تجب علیة الجمعة (۱۰٥٦) ابوسلمہ بن نبیہ اور عبداللہ بن ہارون دونوں مجہول راوی ہیں۔

۱۳۷٦۔ اسناده ضعیف جداً سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء من کم تؤتی الجمعة (٥۰۲) عبداللہ بن سعید متروک ہے اور حجاج بن نصیر اور اس کا استاد دونوں ضعیف ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ، إِلَّا عَلٰى أَرْبَعَةٍ: عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ، أَوِ امْرَأَةٍ، أَوْ صَبِيٍّ، أَوْ مَرِيْضٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَفِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) بِلَفْظِ ((الْمَصَابِيْحِ)) عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ وَائِلٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے جماعت میں لیکن ان چار آدمیوں پر فرض نہیں ہے۔ (۱) غلام (۲) عورت (۳) نابالغ بچہ (۴) بیمار۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نماز جمعہ چھوڑنے کی سخت وعید کا بیان

۱۳۷۸۔ (۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۸۔ (۹) حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی بابت فرمایا جو جمعہ کی نماز سے پیچھے رہ جاتے تھے کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر جو لوگ نماز پڑھنے کے لیے نہیں آئے ہیں ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (مسلم)

۱۳۷۹۔ (۱۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ، كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَّا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ))۔ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ۔ ((ثَلَاثًا))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۳۷۹۔ (۱۰) حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بلا ضرورت اور بلا عذر تین جمعہ کو چھوڑ دیا تو وہ منافق لکھا جاتا ہے اس کتاب میں جو نہ مٹائی جا سکتی اور نہ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ (شافعی)

۱۳۸۰۔ (۱۱) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِلَّا مَرِيْضٌ، أَوْ مُسَافِرٌ، أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَمْلُوْكٌ۔ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ، وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ))۔ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ۔

۱۳۸۰۔ (۱۱) حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن کی نماز فرض ہے لیکن بیمار یا مسافر یا عورت یا نابالغ بچہ یا غلام پر فرض نہیں ہے۔ جو شخص کھیل کود یا سوداگری کی وجہ سے جمعہ کی نماز سے بے پرواہی برتے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہ ہو جائے گا اور وہ بے نیاز اور تعریف کیا ہوا ہے۔ (دار قطنی)

۱۳۷۷۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الجمعة للملوك والمراة (۶۷ ۱۰)، حاكم ۱/ ۲۸۸، دار قطنی ۲/ ۲ ح ۱۵۶۱.

۱۳۷۸۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد ۶۵۲ [۱۴۸۵]

۱۳۷۹۔ اسناده ضعيف جداً، کتاب الأم ۱/ ۲۰۸، مسند الشافعی ص ۷۰ ح ۳۰۳، اس روایت کی سند میں ابراہیم بن محمد الاسلمی متروک راوی ہے۔

۱۳۸۰۔ اسناده ضعيف، سنن الدارقطنی کتاب الجمعة باب من تجب الجمعة ۲/ ۳ ح ۱۰۶۰، تین وجہ سے ضعیف ہے۔ (۱) ابن لھیعہ مختلط (۲) معاذ بن محمد انصاری مجہول اور (۳) ابوزبیر مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

(۴۴) بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيرِ

صفائی اور پاکی حاصل کرنے اور جمعہ کی نماز کے لیے سویرے جانا

جمعہ کا دن بڑا متبرک دن ہے جمعہ کی نماز کے لیے بال بنوانا' ناخن ترشوانا' اور غسل کرنا' پاک صاف کپڑوں کا پہننا' مسواک کرنا خوشبو لگانا' سنت ہے اس سلسلے کی ذیل میں حدیثیں لکھی جا رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جمعہ کے دن طہارت حاصل کرنے کا بیان

۱۳۸۱۔ (۱) عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ' وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ' وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ' أَوْيَمُسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ' ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ' ثُمَّ يُصَلِّيْ مَاكُتِبَ لَهٗ' ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ' إِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۸۱۔ (۱) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جو شخص نہائے دھوئے اور حتی المقدور پاکی اور صفائی حاصل کرے اور تیل یا گھر کی خوشبو لگا کر جمعہ کی نماز کے لیے چلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان میں فرق نہ کرے' پھر جس قدر نماز اس کے حصے میں مقدر کر دی گئی ہے پڑھے۔ پھر امام جب خطبہ پڑھے تو چپکا بیٹھا رہے۔ تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہوں گے۔ (بخاری)

توضیح: ......دو آدمیوں کے درمیان میں فرق نہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ باپ بیٹے یا دو دوست مثلاً بیٹھے ہوئے ہیں تو آنے والا ان دونوں کے درمیان چیر پھاڑ کر درمیان میں بیٹھنے کی کوشش کرے یا گردن پھاند کر آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو ایسا کرنا مناسب نہیں بلکہ جس جگہ مناسب جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے اور خطبہ کے وقت خاموش رہنا چاہیے نہ بات چیت کرے نہ نماز پڑھے لیکن خطبہ شروع ہونے کے بعد کوئی آئے تو وہ دو رکعت پڑھ سکتا ہے جیسا کہ آگے حدیث آ رہی ہے۔

۱۳۸۲۔ (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ' ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ' ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ' ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ' غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى' وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۸۲۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے آئے تو جتنی نماز اس کے مقدر میں مقدر کر دی گئی تھی پڑھی پھر خاموش بیٹھا رہا یہاں تک کہ خطیب خطبے سے فارغ ہو گیا پھر اس کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو اس کے وہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

۱۳۸۱۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة الدن للجمعة (۸۸۳)

۱۳۸۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب فضل من استمع وانصت فی الخطبه ۸۵۷ [۱۹۸۷]

جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہوں گے' اور زیادہ تین دن کے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ (یعنی دس دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے) (مسلم)

پوری توجہ سے خطبہ جمعہ سننا چاہیے

۱۳۸۳۔ (۳) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ؛ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے آیا اور کان لگا کر خطبہ سنتا رہا اور خاموش بیٹھا رہا تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے' اور تین دن کے زیادہ بھی۔ اور جس نے کنکری چھوئی اور اس نے لہولعب کیا تو اس نے بیہودہ حرکت کی۔ (مسلم)

توضیح: ......خطبہ ہوتے وقت لہولعب کرنا اور کنکریوں سے یا اور کسی چیز سے لہو ولعب کرنا لغو کام ہے۔ اس سے بچنا چاہیے تا کہ پوری توجہ سے خطبہ سنے۔

جمعہ کے روز مساجد میں فرشتوں کے نزول کا بیان

۱۳۸۴۔ (٤) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ، يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً، ثُمَّ كَبْشًا، ثُمَّ دُجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۴۔ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز کے لیے آنے والوں کا نام لکھتے ہیں' تو جو شخص سب سے پہلے آتا ہے پہلے نمبر پر اس کا نام لکھتے ہیں اور جمعہ کی نماز کے لیے سویرے آنے والے کے لیے اس شخص کی مثال ہے جو قربانی کرنے کے لیے مکہ اونٹ بھیجے پھر دوسرے نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قربانی کرنے کے لیے مکہ گائے بھیجے۔ پھر تیسرے نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قربانی کرنے کے لیے مکہ دنبہ بھیجے' پھر چوتھے نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مرغی خیرات کرنے کے لیے بھیجی پھر پانچویں نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک انڈے کی خیرات کی جب امام خطبہ دینے کے لیے اپنے حجرے سے باہر نکل آتا ہے یعنی خطبہ دینے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو لکھنے والے فرشتے اپنے مصحف کو لپیٹ دیتے ہیں۔ اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد جو آئے گا تو فرشتوں کی حاضری کے رجسٹر میں اس کا نام نہیں لکھا جائے گا۔

۱۳۸۳۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب فضل من استمع وانصت فی الخطبه (۸۵۷) [۱۹۸۸]

۱۳۸٤۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الاستماع إلی الخطبة (۹۲۹)' مسلم کتاب الجمعة باب فضل التهجیر یوم الجمعة (۸۵٦) [۱۹۸٤]

١٣٨٥ ـ (٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٣٨٥ـ (٥) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے (جو بات چیت کر رہا ہو) یہ کہو کہ خاموش رہ اور امام خطبہ دے رہا ہے تو تو نے بھی ایک بیہودہ کام کیا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ثواب بہت ہے لیکن خطبہ کی حالت میں یعنی جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو کسی بات چیت کرنے والے کو کہنا کہ چپ رہ تو اس کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ جس طرح بات کرنے والے نے لغو کام کیا ہے اسی طرح سے خاموش کرانے والا بھی اس لغو حرکت میں شریک ہو گیا۔

١٣٨٦ ـ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ يُخَالِفُ إِلٰى مَقْعَدِهٖ، فَيَقْعُدُ فِيْهِ؛ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ: افْسَحُوْا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

١٣٨٦ـ (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن اپنے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے کھڑا نہ کرے پھر اس کی جگہ جا کر بیٹھ جائے لیکن اس کو اس طرح کہنا چاہیے کہ کشادہ ہو جاؤ۔ (مسلم)

توضیح: ......یعنی اگر کوئی پہلے سے آ کر صف میں بیٹھ گیا ہے تو بعد میں آنے والے کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کو وہاں سے کھڑا کر دے اور اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ لیکن اگر بغیر کہے اور بغیر اشارے کے اپنی جگہ چھوڑ دے اور آنے والے کو خوشی سے بٹھا دے تو اس کا ایثار ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

١٣٨٧ ـ (٧) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهٖ، وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهٗ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ؛ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِيْ قَبْلَهَا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

١٣٨٧ـ (٧) حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور اگر خوشبو میسر ہو تو خوشبو لگا کر جمعہ کی نماز کے لیے آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے، پھر جس قدر سنتوں کی خدا توفیق دے پڑھے، امام کے آنے سے نماز کے ختم تک خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

١٣٨٥ ـ صحيح بخاری كتاب الجمعة باب الانصات يوم الجمعة والامام يخطب (٩٣٤)، مسلم كتاب الجمعة باب فی الانصات يوم الجمعة فی الخطبة (٨٥١) [١٩٦٥]

١٣٨٦ ـ صحيح مسلم كتاب السلام باب تحريم اقامة الانسان (٢١٧٨) [٥٦٨٨]

١٣٨٧ ـ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الطهارة باب فی الغسل يوم الجمعة (٣٤٣)، ابن خزيمه (١٧٦٢)، ابن حبان (٥٦٢)، حاكم ١/ ٢٨٣)

ہر قدم کے بدلے سال کے روزوں اور رات کی عبادت کا بیان

١٣٨٨ - (٨) وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ: أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْ دَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

١٣٨٨۔ (٨) اوس بن اوس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص جمعہ کے دن غسل کرائے اور خود بھی غسل کرے اور سویرے چلے، اول وقت مسجد میں پہنچ جائے، اور پیدل جائے، سوار ہو کر نہ جائے، اور امام کے قریب ہو کر کان لگا کر خطبہ سنے اور کوئی بیہودہ کام نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر تک پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

توضیح: ...... لفظ غسل کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنی بیوی سے یا باندی سے ہم بستری کی اور ان کو غسل کرایا اور خود بھی غسل کیا، یا یہ کہ اس نے اپنے سر کو اچھی طرح دھویا اور باقی بدن کو بھی دھو کر صاف کیا۔ بکر یعنی اول وقت چل پڑا اور مسجد میں سویرے پہنچ گیا یا یہ کہ غسل اور اغتسل اور بکر اور ابتکر تاکید کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح غسل کر کے سویرے سویرے مسجد میں پہنچ گیا پیدل گیا اور امام کے قریب بیٹھ کر کان لگا کر خطبہ سنا تو ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزے اور نماز کا ثواب ملے گا۔

نماز جمعہ کے لیے صاف ستھرے لباس کا اہتمام کرنا

١٣٨٩ - (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ إِنْ وَّجَدَ أَنْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

١٣٨٩۔ (٩) حضرت عبداللہ بن سلام ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی جمعہ کی نماز کے لیے محنت مشقت یا دیگر کاروباری کپڑوں کے علاوہ اچھے کپڑے جمعہ کی نماز کے لیے بنائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ابن ماجہ، مالک)

توضیح: ...... جو کپڑے پہن کر کاروبار، محنت مشقت اور مزدوری کرتے ہیں معمولاً وہ میلے کچیلے ہو جاتے ہیں اور پسینے سے شرابور ہونے کی وجہ سے بدبودار بھی ہو جاتے ہیں اور جمعہ کے دن ان کپڑوں کے صاف اور دھونے کا موقع بھی نہیں پاتے تو ایسے لوگوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے علیحدہ صاف ستھرے کپڑے رکھیں، تاکہ یہی کپڑے پہن کر نماز کے لیے جائیں۔

١٣٩٠ - (١٠) وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ.

١٣٩٠۔ (١٠) امام مالک ﷫ نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید سے بیان کیا ہے۔

١٣٩١ - (١١) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحْضُرُوا الذِّكْرَ

١٣٩١۔ (١١) حضرت سمرہ بن جندب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جمعہ کے ذکر الٰہی اور خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو جاؤ

١٣٨٨۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الطھارۃ باب فی الغسل یوم الجمعۃ (٣٤٥)، الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی فضل الغسل یوم الجمعۃ (٤٩٦)، النسائی کتاب الجمعۃ باب فضل المشی الی الجمعۃ (١٣٨٥)، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ (١٠٨٧)

١٣٨٩۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب (١٠٧٨)، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ما جاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ (١٠٩٥)

١٣٩٠۔ حسن، موطا امام مالک کتاب الجمعۃ باب الھیئۃ وتخطی الرقاب استقبال ١/ ١١٠ ح ٢٤٠، اس روایت کی سند مرسل ومعضل ہے لیکن سابقہ حدیث اس کی شاہد ہے۔

١٣٩١۔ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب الدنو من الامام عند الموعظۃ (١١٠٨)، شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھئے: الصحیحہ (٣٦٥)

وَادْنُوْا مِنَ الْإِمَامِ؛ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

اور امام کے قریب رہو، چونکہ جو شخص جتنا ہی دور رہے گا تو اگر چہ وہ جنت میں داخل ہو تو بہت پیچھے داخل ہو گا۔(ابوداؤد)

١٣٩٢۔ (١٢) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسِ رضی اللہ عنہ نِالْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، اتُّخِذَ جَسْرًا إِلٰى جَهَنَّمَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

١٣٩٢۔ (١٢) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاند کر آئے جائے گا تو اس کے لیے جہنم میں جانے کا پل بنایا جائے گا۔(ترمذی) اور یہ حدیث غریب ہے۔

توضیح:...... جمعہ ہو یا غیر جمعہ ہو لوگوں کی گردنیں پھاند کر کے آگے جانا گناہ ہے۔ جہاں جگہ مل جائے بلا کسی مسلمان بھائی کو تکلیف دیے بیٹھ جائے اور جو ایسی حرکت کرے گا وہ سزا کا مستحق ہو گا۔ اور اس حدیث میں عن ابی کا لفظ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یوں ہے عن سہل بن معاذ عن ابی جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں ہے۔

دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے

١٣٩٣۔ (١٣) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ۔

١٣٩٣۔ (١٣) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن گوٹھ مار کے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو۔(ترمذی، ابوداؤد)

یہ ممانعت اس لیے ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آ جاتی ہے اور پورا خطبہ نہیں سن سکے گا۔

دوران خطبہ اونگھ آئے تو کیا کہے

١٣٩٤۔ (١٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهِ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

١٣٩٤۔ (١٤) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مسجد میں نیند یا اونگھ آنے لگے تو اس کو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل دے تاکہ نیند کا غلبہ دور ہو جائے۔(ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

دوران خطبہ بات چیت منع ہے

١٣٩٥۔ (١٥) وَعَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ

١٣٩٥۔ (١٥) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن

١٣٩٢۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی کراهیۃ التخطی یوم الجمعۃ (٥١٣)، رشدین بن سعد اور زبان بن فائد دونوں راوی ضعیف ہیں۔

١٣٩٣۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاۃ باب الاحتباء والامام یخطب (١١١٠)، الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی کراهیۃ الاحتباء (٥١٤)

١٣٩٤۔ صحیح سنن ابی داوٗد (١١١٩)، الترمذی کتاب الجمعۃ باب ما جاء فیمن نعس یوم الجمعۃ (٥٢٦)، ابن خزیمہ (١٨١٩)، حاکم ١/ ٢٩١

١٣٩٥۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس (٦٢٧٠)، مسلم کتاب السلام باب تحریم اقامۃ الانسان من موضعہ (٢١٧٧)، [٥٦٨٤]

ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَيَجْلِسَ فِيْهِ قِيْلَ لِنَافِعٍ: فِي الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے کھڑا کر دے اور وہاں سے اٹھا دے اور اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔ نافع سے یہ کہا گیا یہ ممانعت صرف جمعہ کی نماز کے لیے ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ جمعہ اور غیر جمعہ سب کے لیے ہے (بخاری، مسلم)

کیونکہ اس طرح کرنے سے مسلمان بھائی کو توہین وتحقیر کیساتھ ساتھ تکلیف بھی پہنچے گی۔

١٣٩٦ - (١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: فَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِلَغْوٍ؛ فَذٰلِكَ حَظُّهٗ مِنْهَا. وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَاءٍ؛ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ، إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهٗ. وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَّسُكُوْتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا؛ فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

١٣٩٦۔ (١٦) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ایک بیکار اور لغو کام کے لیے آتا ہے تو اس کا یہی حصہ ہے، وہ جمعہ کے ثواب سے محروم رہے گا اور لغو کا وبال اس کے نصیب میں رہے گا۔ اور دوسرا دعا کے لیے حاضر ہوتا ہے تو وہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے آگے اللہ کی مرضی ہے اس کو دے یا نہ دے۔ اور تیسرا شخص جو نہایت خاموشی کے ساتھ جمعہ کا خطبہ سننے اور نماز پڑھنے کے لیے آتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو تکلیف دیتا ہے، تو یہ جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (یعنی اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے) اور تین دن اور زیادہ کے گناہ بخش دیے جائیں گے (یعنی دس دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے) اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کا کام کرتا ہے تو اسے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

١٣٩٧ - (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ؛ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، وَالَّذِيْ يَقُوْلُ لَهٗ: أَنْصِتْ؛ لَيْسَ لَهٗ جُمُعَةٌ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ.

١٣٩٧۔ (١٧) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے خطبہ کے وقت کسی سے بات چیت کرے وہ اس گدھے کی طرح ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے۔ اور جو اپنے بھائی سے کہے خاموش رہ تو اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔ (احمد)

توضیح:...... معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت میں بات چیت کرنا بے عمل لوگوں کا کام ہے اور اس سے ان کو جمعہ کا ثواب نہیں ملتا۔

١٣٩٨ - (١٨) وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، مُرْسَلًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ

١٣٩٨۔ (١٨) حضرت عبید اللہ بن سباق مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ میں فرمایا کہ "اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ

١٣٩٦ - اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الصلاة باب الكلام والامام يخطب (١١١٣)، ابن خزيمه (١٨١٣)

١٣٩٧ - اسناده ضعيف، مسند أحمد ١/ ٢٣٠، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

١٣٩٨ - ضعيف موطا امام مالك ١/ ٦٥ ح ١٤١، كتاب الطهارة باب ما جاء فى السواك، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى الزينة يوم الجمعة (١٠٩٨)

الْجُمَعِ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا، فَاغْتَسِلُوْا، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمُسَّ مِنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ.

نے اس جمعہ کے دن کو عید کا دن ٹھہرایا ہے لہذا جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور خوشبو ہو تو خوشبو لگا لیا کرو اور مسواک تو ضرور کر لیا کرو (مالک، ابن ماجہ)

١٣٩٩ - (١٩) وَهُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا.

۱۳۹۹۔ (۱۹) ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن سباق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

١٤٠٠ - (٢٠) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيْبِ أَهْلِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَالْمَاءُ لَهُ طِيْبٌ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

۱۴۰۰۔ (۲۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کر لیا کریں اور گھر میں جو خوشبو میسر ہو لگا لیا کریں، اگر خوشبو نہ پائیں تو پانی ہی خوشبو ہے۔ یعنی نہا دھو کر پاک صاف رہنا خوشبو ملنے کے برابر مقام ہے۔ (ترمذی)

❁❁❁❁

١٣٩٩ - حسن، سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى الزينة يوم الجمعة (١٠٩٨)، المجعم الصغير (١١٢٧)

١٤٠٠ - اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الجمعة باب ما جاء فى السواك والطيب (٥٢٨)، مسند احمد ٤/ ٢٨٢، یزید بن ابی زیاد ضعیف و مدلس راوی ہے۔

(۴۵) بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ

جمعہ اور نماز جمعہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز جمعہ کے وقت کا بیان

۱۴۰۱ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۰۱ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب ہو جانے کے بعد جمعہ کی نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: ...... جمعہ کا اول وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایک مثل سایہ تک رہتا ہے۔ جیسے ظہر سردیوں میں جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے' اور اگر جمعہ کا وقت ختم ہو جائے تو اس کے بدلے میں ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ اور جمعہ کی نماز کے لیے نماز سے پہلے خطبہ ہونا بھی ضروری ہے بغیر خطبہ کے جمعہ کی نماز درست نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے پہلے دو خطبے پڑھتے تھے' اور آپ کا کوئی جمعہ بغیر خطبہ کے ثابت نہیں ہے۔ خطبہ کا پورا بیان آگے آ رہا ہے۔

۱۴۰۲۔ (۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا كُنَّا نُقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۲۔ (۲) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۴۰۳۔ (۳) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ' وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ' يَعْنِي الْجُمُعَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۰۳۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت سردی میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے تھے اور سخت گرمی کے زمانے میں تاخیر کر کے پڑھتے تھے (بخاری)

۱۴۰۴۔ (۴) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ' قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ' عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم'

۱۴۰۴۔ (۴) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب کہ امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ

۱۴۰۱۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس (۹۰۴)

۱۴۰۲۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب قول الله تعالیٰ فاذا قضیت الصلاة (۹۳۹)' مسلم کتاب الجمعة باب صلاة الجمعة حین تزول الشمس (۸۵۹) [۱۹۹۱]

۱۴۰۳۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب اذا اشتد الحر یوم الجمعة (۹۰۶)

۱۴۰۴۔ صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الاذان یوم الجمعة (۹۱۲)

وَأَبِیْ بَکْرٍ، وَعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النِّدَآءَ الثَّالِثَ عَلَی الزَّوْرَآءِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

تک یہی طریقہ رائج رہا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگ بھی زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء مقام پر ایک تیسری اذان کا اضافہ فرمایا۔ (بخاری)

توضیح: ......اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک ہی اذان تھی جب کہ امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا اور اسی اذان کا بیان قرآن مجید کے اس آیت میں ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ جمعہ پ ۲۸) ''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اس نماز کی اذان دی جائے تو تم فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے چلو اور خرید فروخت کو چھوڑ دو' یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

اول اذان تو یہی ہوئی جو خطبہ کے وقت دی جاتی تھی اور دوسری اذان تکبیر اور تیسری اذان جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے مقرر فرمائی جو ان کے بعد سے اب تک سب سے پہلے اذان دی جاتی ہے تاکہ سب لوگ جمعہ سے پہلے آ جائیں' اور آسانی سے سنتیں وغیرہ پڑھ کے خطبہ سن سکیں لہذا اب اگر لوگ کہیں سستی کریں اور خطبہ سے پہلے نہ آ سکیں تو اطلاع کی حیثیت سے اذان دینا درست ہے' اور اگر سب لوگ آسانی سے خطبہ سے پہلے آتے ہیں تو اس اذان کا دینا کوئی ضروری نہیں ہے۔ البتہ خطبہ کے وقت اذان ضروری ہے' خطبہ کی اذان کے وقت تمام دنیاوی کاروبار کا چھوڑنا ضروری ہو جاتا ہے جیسا کہ وذروالبیع سے سمجھا جاتا ہے۔

زوراء ایک مقام کا نام ہے جو مسجد سے باہر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اذان مسجد سے باہر ایسی جگہ پر دی جائے کہ سب لوگ سن سکیں۔

خطبہ کے معنی

خطبہ خطاب سے ہے جس کے معنی مخاطب اور سننے والے سے بات چیت کرنے اور سمجھانے کے ہیں۔ چنانچہ مفردات القرآن میں ہے:

((الخطب و المخاطبة والتخاطب المراجعة فی الکلام ومنه الخطبة لکن الخطبة تختص بالموعظة والخطبة لطلب المرأة .)) (انتہیٰ)

''یعنی خطب اور مخاطبہ اور تخاطب کے معنی آپس میں کلام اور سوال و جواب کرنے کے ہیں اور اسی سے خطبہ اور خطبہ مگر خطبہ کے معنی نصیحت اور وعظ کے اور خطبہ کے معنی منگنی کے اور شادی کا پیغام دینے کے ہیں۔''

مجمع البحار صفحہ ۳۵۳ میں ہے خطبة بالضم فهو خاطب و خطیب خطبہ لکچر اور تقریر اور خاطب وخطیب مقرر اور لکچرار و وعظ کو کہتے' ہیں محاورہ میں بولتے امن المعاشہ والمخاطب کیا تو محفل والوں میں اور خطبہ و وعظ سنانے والوں میں سے ہے؟

حدیث شریف میں ہے: ((فما کان من خطبتهما من خطبة الا نفع)) یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) جو خطبہ دیا اس سے فائدہ ہی فائدہ ہوا ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وانا خطیبهم اذا الصتوا)) میں لوگوں کی طرف سے لکچرار ہوں گا جب کہ تمام لوگ خوف و دہشت کی وجہ سے خاموش ہوں گے۔'' ایک حدیث میں ہے: ((خطب علی المنبر خطبة .)) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ

فرمایا:((خطبنا رسول الله ﷺ الحديث .)) رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن وعظ سنایا خطیب الانبیاء وہ تمام انبیاء علیہم السلام کے لکچرار ہیں۔'' وقام خطيبهم ''انصار کی طرف سے ان کا لیڈر و واعظ کھڑا ہوا۔''

المنجد میں ہے:((خطب يخطب خطبا وخطابة وعظ وقرء الخطبة على الحاضرين .)) ''خطبہ کے معنی وعظ و نصیحت کرنے کے ہیں اور منبر پر کھڑے ہو کر حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھنے کے ہیں۔'' بہر کیف خطبہ کے معنی وعظ کے ہیں۔ اور وعظ کہتے ہیں نصیحت اور ایسی باتوں کے یاد دلانے کو جو سننے والے کے دل کو نرم کر دے۔ جیسا کہ امام راغب بن حسین رحمہ اللہ مفردات القران میں فرماتے ہیں:((الوعظ الموعظة هو مقترن بتخويف وقال الخليل وهو التذكير بالخير فيما يرق بـه القلب قال الله تعالى يعظكم لعلكم تذكرون وقال قدجاء تكم موعظة من ربكم .)) یعنی وعظ و موعظت کے معنی ہیں کہ ایسی اچھی اچھی باتوں کا یاد دلانا جن سے دل نرم ہو کر خوف خدا کرے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔''وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔''

اور فرمایا:''تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس نصیحت آ گئی ہے۔''

جب خطبہ و وعظ کے معنی نصیحت کے ہیں تو نصیحت اسی وقت مفید ہو سکتی ہے جب کہ مخاطب اور سننے والا سمجھے۔ یعنی اس کی زبان میں سمجھائے' اور اگر اس کی زبان میں خطبہ نہ دیا گیا تو سننے والے مخاطب کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور جو خطبہ کا مقصد تھا وہ جاتا رہے گا۔ جیسے غیر انگریزی دان کے سامنے انگریزی میں تقریر کرے۔ یا عربی نہ جاننے والے اندھے کو کنویں میں گرنے سے بچانے کے لیے ایاك والبير کہے اور بار بار ہمدردی و خیر خواہی کے طور پر عربی ہی میں ایاك والبير کہتا رہے اور اس کے ترجمہ و مطلب کو نہ سمجھائے تو ظاہر ہے کہ وہ نابینا کنویں میں گر کر ہلاک ہو جائے گا اور ایاك والبير کہنے والا کچھ ثواب نہیں پائے گا۔ الٹا اور عذاب کا مستحق ہوگا' اور اگر اس کی زبان میں کہے بھائی تیرے راستے میں آگے کنواں ہے اس سے بچنا تو وہ اندھا بچنے کی کوشش کر کے ہلاکت سے نجات پائے گا اور بچانے والے کو بھی خیر خواہی کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح خطیب صاحب منبر پر کھڑے ہو کر نہایت خوش الحانی کے ساتھ عربی زبان میں خطبہ دیں تو ہندوستانی عربی نہ جاننے والے مخاطبین (حاضرین سننے والوں) کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ جیسے خالی ہاتھ آئے تھے ویسے خالی ہاتھ چلے جائیں گے۔ حالانکہ خطبہ 'وعظ و تذکیر' پند و نصیحت کا نام ہے۔ مسائل حاضرہ پر خطیب کو تقریر کرنی چاہیے تا کہ لوگ سمجھ کر فائدہ اٹھائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ کو خطبہ میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے:

((كان يقرء القران ويدكه هم بانعام الله .)) (مسلم)

''خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کو بیان فرماتے تھے اور لوگوں کو قرآن مجید کا مطلب سمجھاتے۔''

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک و قوم کے نبی کو اسی قوم کی زبان میں بھیجا ہے تا کہ سمجھا کر نصیحت کر سکے ورنہ ''زبانِ یار من ترکی و من ترکی نمی دانم'' کا مصداق ہوتا۔''

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾

''ہم نے تمام رسولوں کو ان کی قوم کی زبان میں اس لیے بھیجا ہے تا کہ وہ ہمارے احکام کو ان کے سامنے صاف صاف بیان کر دیں' اور ان کی امت بھی اچھی طرح سمجھ کر عمل کرے۔''

قاضی بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

((ليتفقهوه عنه لعيسر وسرعة ثمينقلوه ويتر جمره لغير هم .)) (بيضاوی)

تاکہ لوگ نبیوں کی باتوں کو آسانی سے اور جلد سمجھ کر دوسرے لوگوں کو ترجمہ کر کے سنائیں کیونکہ خطبہ وعظ و پند ہی کا نام ہے کہ خطیب لوگوں کی ضرورتوں کو بیان کر کے سمجھائے' اگر ان کی زبان میں خطبہ نہ دے تو ان کو کیا فائدہ ہوگا۔

فقہ حنفی کتاب مبسوط میں ہے:

((والخطبة كلها وعظ وامر بمعروف...... الخ))

''یعنی خطبہ وعظ ونصیحت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نام ہے۔''

درمختار میں ہے: ((انما جعل الخطبة فتعليم)) خطبہ لوگوں کو تعلیم سکھانے کے لیے جاری کیا گیا ہے۔''

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تعلیم کا اثر اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ مخاطب کی زبان میں ہو۔ فقہ حنفی کی معتبر و مشہور کتاب درمختار میں ہے:

((يعلم الناس فيها احكام صدقة الفطر وهكذاكل حكم احتيج اليه لأن الخطبة شرعت للتعليم .)) (در مختار)

''امام وخطیب کو چاہیے کہ رمضان مبارک کے آخری جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو صدقۂ فطر کے احکام سکھائے و سمجھائے' اسی طرح ان تمام مسئلوں کو سمجھاتا رہے جن کی ضرورت پیش آئے کیونکہ خطبہ کا منشا تعلیم و سمجھانا ہی ہے۔''

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ وعیدین ہر زبان میں کر سکتے ہیں اگر مخاطب (سننے والے) ترکی ہیں تو ترکی میں' رومی ہیں تو رومی میں اور اگر فارسی ہیں تو فارسی میں بیان کریں۔ مولانا شمس الحق محدث رحمہ اللہ عون المعبود شرح ابی داؤد صفحہ نمبر ۴۲۸ میں حدیث یذکر الناس الخ کی شرح اس طرح فرماتے ہیں:

((وقوله يذكر الناس فيه دليل صريح على ان الخطبة وعظ و تذكير للناس وان النبى ﷺ يعلم أصحابه فى خطبة قواعد الاسلام و شرائعه ويامرهم وينهاهم فى خطبة اذا عرض له امر او نهى كما امر الداخل وهو يخطب ان يصلى ركعتين ونهى المتخطى رقاب الناس عن ذلك وامره بالجلوس وكان يدعوالرجل فى خطبة تعال اجلس يافلا ن وكان يامرهم بمقتضى الحال فى خطبة فلا بد للخطيب ان يقراء القرآن ويعظ به ويامر وينهى ويبين الاحكام المحتاج اليها فان كان السامعون اعجميًا يترجم بلسانهم فان اثرالتذكير والوعظ فى غير بلاد العرب لا يحصل ولا يفيد الا بترجمة بلسانهم وحديث جابر هذااول دليل على جواز ذلك وقال الله تبارك و تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم قال فى جامع البيان اى ليبين لهم ما امروبه فيفهموه بلا كلية ورسول الله ﷺ وان بعث الى الاحمر والا سود بصرائح الدلايل لكن الاولى يكون بلسانهم من هو فيهم حتى يفهموه ثم ينقلوه ويتر جموه .)) (انتهى)

''حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خطبہ وعظ و تذکیر کا نام ہے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ میں صحابہ کرام کو اسلام کے قواعد و احکام سکھایا کرتے تھے اور جب کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو خطبہ کے اندر کسی کام کے کرنے کا حکم فرماتے اور کسی چیز سے منع فرماتے۔ جیسے ایک شخص

آیا' اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اور بعض لوگوں کو منع کیا کہ لوگوں کی گردنیں پھاند پھاند کر نہ جائیں' اور بعض لوگوں کو بیٹھ جانے کا حکم دیا اور فرماتے اے فلاں شخص بیٹھ اسی طرح جس چیز کی ضرورت ہوئی حالات کے موافق ارشاد فرماتے۔ خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے سمجھائے' امر و نہی کرے۔ ضروری احکام کو بیان کرے۔ اگر سننے والے عجمی (غیر عربی) ہوں تو ان کی زبان میں ترجمہ کرے۔ کیونکہ وعظ و تذکیر کا اثر عرب کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بلا ترجمہ کے حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس کے جواز پر نہایت اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے رسولوں کو ان کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ ان کے لیے بیان کریں۔ تفسیر جامع البیان میں اس آیت کریمہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حکموں کو صاف صاف بیان کریں کہ بلا تکلیف کے سمجھ لیں' اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ جس قوم کا مبلغ ہے اسی کی زبان میں بیان کرے تا کہ وہ سمجھ لیں پھر اس کا ترجمہ نقل کر کے دوسروں کو تبلیغ کریں۔''

پھر آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں:

((فلا بد للخطيب ان يفهم معانی القرآن بعد قرأة و يذكر السامعين بلسانهم و الافيفوت مقصود الخطبة .))

یعنی ''خطیب کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید تلاوت کر کے اس کے معانی لوگوں کو سمجھائے اور سننے والوں کی زبان میں نصیحت کرے ورنہ خطبہ کا اصلی مقصد فوت ہو جائے گا۔''

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے خطبوں کو سامعین (سننے والوں) کی زبان میں اگر خطبہ دے تو جائز ہے چنانچہ نہایہ میں ہے: ((فعنده يجوز بالفارسية .)) یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فارسی زبان میں خطبہ دینا جائز ہے۔'' جامع المفردات و مجتبیٰ میں ہے کہ ((يجوز عند ابی حنيفة للقادر والعاجز كليهما .)) یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک سامعین کی زبان میں خطبہ دینا جائز ہے چاہے عربی بولنے پر قادر ہو یا عاجز دونوں غیر عربی میں خطبہ دے سکتے ہیں۔''

فتاویٰ سراجیہ میں ہے: ((ولو خطب بالفارسية يجوز)) اور اگر فارسی زبان میں خطبہ دے تو جائز ہے۔''

محیط میں ہے: ((ولو خطب بالفار سية جاز عند ابی حنيفة على كل حال .)) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فارسی زبان میں خطبہ دینا ہر حالت میں جائز ہے۔ خواہ عربی داں ہو یا غیر عربی دان۔'' عربی میں خطبہ دینا شرط اور ضروری نہیں ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے: ((انها غير شرط ولو مع القدرة .)) یعنی خطبہ جمعہ وغیرہ کے لیے عربی ہونا ضروری و شرط نہیں ہے اگر چہ عربی زبان پر قدرت رکھتا ہو تب بھی دوسری زبان میں خطبہ دینا جائز ہے۔'' کیونکہ خطبہ وعظ و تذکیر ہے اور یہ ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ماننے والو! ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کا خطبہ فارسی وغیرہ ہر زبان میں جائز ہے اور آپ لوگ فرماتے ہیں کہ نا جائز۔ فهل منكم رجل رشيد۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی خطبہ عربی میں شرط نہیں ہے بلکہ ہر زبان میں کہہ سکتے ہیں۔

علامہ نووی شارح مسلم حدیث يذكر الناس کی شرح میں فرماتے ہیں: ((فيه دليل للشافعی فی انه يشترط فی الخطبة الوعظ و القرأة .)) اس حدیث میں امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ خطبہ میں وعظ و نصیحت اور قرأت قرآن ضروری ہے۔ یعنی قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کے مطلب کو سمجھایا جائے' چاہے جس زبان میں سمجھائے۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں

میں وعظ و نصیحت ہی فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی جیسے کہیں لشکر وغیرہ بھیجنا ہوتا تو خطبہ ہی میں بیان فرماتے۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں عیدالفطر کے خطبہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ((فیعظھم ویامرھم وان کان یریدان یقطع بعثا قطعه اویامر بشئ امربه.)) ''آپ خطبہ میں لوگوں کو نصیحت و وصیت فرماتے اور حکم دیتے تھے' اگر لشکر وغیرہ بھیجنا ہوتا تو اس کے لیے لوگوں کو نامزد فرماتے یا اور جس چیز کو فرمانا ہوتا ارشاد فرما دیتے۔'' حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: ((لیبلغ الشاھد الغائب.)) (بخاری) ''جو لوگ یہاں حاضر ہیں ان کو چاہیے کہ غیر حاضروں کو میرا پیغام پہنچا دیں۔''

بہرکیف قرآن مجید' حدیث شریف اور ائمہ عظام و علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال و احوال سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ جمعہ و عیدین وغیرہ کا خطبہ ہر زبان میں کہہ سکتے ہیں اور سامعین کی زبان میں ضرور ہونا چاہئے۔ ورنہ اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ میرے بزرگو! اس زمانہ میں کفر و شرک الحاد و دہریت کا دور دورہ ہے عام لوگ ناواقفی کی وجہ سے اسلام کو چھوڑتے چلے جا رہے ہیں' نہ نماز کے پابند نہ روزہ کے پابند ہیں' نہ حج و زکوٰۃ کے اگر کچھ خیال آ گیا تو جمعہ و عیدین کی نماز وغیرہ میں شریک ہو جاتے ہیں مگر عربی میں خطبہ دینے کی وجہ سے جیسے گئے تھے ویسے واپس آ گئے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ خطیب صاحب نے کیا فرمایا؟ کیا حلال و حرام ہے؟ کیا واجب و فرض ہے؟ جزا و سزا' ثواب و عذاب کیا ہے؟ کچھ نہیں معلوم' اگر ایسے اجتماع میں انہی کی زبان میں کچھ نصیحت کی جائے تو ضرور خدا کا خوف پیدا ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کچھ باتیں کان میں پڑیں گی۔ تو تھوڑا بہت اثر ہوگا ہی۔ جمعہ و عیدین وغیرہ کے خطبوں کی یہی غرض ہے کہ وقتی ضرورتوں اور مسئلوں کو سمجھایا جائے' یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ان کی زبان میں بیان ہو۔

مخالفین کے شبہات کے جوابات

مخالفین حضرات اس کے بارے میں دو شبہات پیش کرتے ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ نہیں دیا۔

اس کے متعلق گذارش ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں وعظ و نصیحت نہیں فرمائی اور نہ قرآن مجید و حدیث شریف کا دوسری زبان میں ترجمہ کر کے سنایا ہے تو آپ کے قاعدہ کے مطابق عربی کے علاوہ اردو' ہندی میں وعظ و نصیحت کرنا اور قرآن و حدیث کا ترجمہ و تعلیم جائز نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ہے الزامی جواب۔

اصل جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چونکہ صحابہ کرام عربی دان ہی موجود تھے اس لیے آپ عربی ہی میں نصیحت فرماتے رہے اگر سننے والوں میں عربی نہ سمجھنے والے بھی ہوتے تو ضرور ترجمہ کیا جاتا۔

۲۔ دوسرا شبہہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فارس و روم' شام وغیرہ ممالک کو فتح کیا مگر ان سے فارسی وغیرہ زبانوں میں جمعہ و عیدین کا خطبہ دینا منقول نہیں۔

تو اس کے بارے میں التماس یہ ہے کہ ان ممالک میں اپنے مخصوص مجمع کے سوا جمعہ و عیدین کی نماز پڑھنی بھی منقول نہیں ہے۔ تو عرب کے علاوہ دوسرے ملکوں میں جمعہ و عیدین کی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہئے' اور فارسی وغیرہ میں ان سے قرآن و حدیث کا ترجمہ کرنا بھی ثابت نہیں اور نہ ان کی زبان میں وعظ و جلسہ کرنا ثابت ہے۔ تو آپ کے فرمانے کے مطابق عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں قرآن و حدیث شریف کے ترجمے کرنا اور وعظ و نصیحت کرنا بھی ناجائز ہوگا۔ حالانکہ ان چیزوں کو آپ حضرات ناجائز نہیں کہتے ہیں تو جمعہ و عیدین کے تراجم کو کیوں ناجائز بتلاتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام رحمہم اللہ نے ناجائز نہیں بتایا ہے۔

بعض کرم فرما حضرات فرماتے ہیں کہ نماز میں نمازی قرآن مجید کا ترجمہ اردو، فارسی وغیرہ میں پڑھ لیا کرے تو جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ نماز کے لیے قرآن شریف پڑھنا شرط ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿فاقرأوا ما تيسر من القرآن﴾ قرآن سے جو آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ فاقرء وا امر کا صیغہ ہے، وجوب کے لیے ہے اور من القرآن ما تیسر کا بیان ہے تو نماز میں قرآن شریف کا پڑھنا فرض ہے اور قرآن اس نظم مخصوص عربی کا نام ہے جو رسول اللہ ﷺ پر اترا اور متواتر منقول ہو کر ہم تک پہنچا۔ اگر فارسی، اردو میں ترجمہ کر کے پڑھا جائے تو نظم مخصوص عربی بنقل متواتر نہ ہوگا۔ اس لیے نماز ان عربی مخصوص الفاظ بنقل متواتر کے علاوہ ترجمہ کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور خطبہ میں یہ شرط نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید و حدیث شریف وغیرہ بلا اختلاف پڑھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجلسوا لوگو بیٹھ جاؤ۔ فرمایا۔ اسی طرح ایک شخص دیر میں آیا تو آپ نے صل رکعتین خفیفتین (دو رکعت ہلکی پڑھ لے) فرمایا۔ ایک مسکین شخص آیا تو آپ نے صدقہ کے لیے لوگوں سے فرمایا کہ تصدقوا اس مسکین پر صدقہ کرو۔ حالانکہ یہ سب قرآنی الفاظ نہیں ہیں۔

ان سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ اجلسو، صل، تصدقوا وغیرہ الفاظ آنحضرت ﷺ نے خطبہ میں بیان فرمائے تو ان الفاظ کو مقتضا وحال کے مطابق اگر خطیب استعمال کرے تو بلا اختلاف جائز بلکہ سنت ہے لیکن اگر ان کا ترجمہ نہ کرے اور اجلسوا ایها الناس اجلسوا بار بار کہتا جائے تو غیر عربی دان کون بیٹھے گا۔ ان لفظوں سے خود پتہ چلتا ہے کہ مقتضٰی حال کے موافق سننے والوں کی زبان میں خطبہ دینا چاہئے۔ کیونکہ خطبہ میں سننے والا مخاطب ہوتا ہے تو اسی کی زبان میں ہونا چاہیے تاکہ وہ سمجھ سکے، اور نماز میں مخاطب اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے تو عربی بھی وہ جانتا ہے۔ اس کے سامنے نماز میں خاص عربی الفاظ میں خطاب کیا جاتا ہے جو اس نے خود بتائے ہیں۔ اپنے بتائے ہوئے لفظوں کے سننے سے وہ یقیناً خوش اور نہ بتائے ہوئے لفظوں کے پڑھنے سے وہ ناخوش ہوگا۔ پھر خطبہ میں تفہیم (سمجھانا) مقصود ہوتا ہے اور نماز میں ذکر اور یادالٰہی مقصود ہے۔ خطبہ تذکیر ہے اور نماز ذکر ہے اور تذکیر کو ذکر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ذکر اور تذکیر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں تو دونوں کا ایک ہی حکم کیسے ہو سکتا ہے۔

بہر کیف ثابت ہوا کہ نماز کے لیے عربی قرآن شرط ہے، خطبہ کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ خطبہ ہر زبان میں کہہ سکتے ہیں جس کے جواز کے دلائل اوپر بیان ہو چکے ہیں اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں مگر مختصراً انہیں دلیلوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ماننے والوں کے لیے ایک دلیل اور سو دلیلیں برابر ہیں۔ اس سلسلہ میں خاکسار مترجم نے مستقل ایک کتاب (البرهان الساطع لاثبات الخطبه بلسان السامع) لکھی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

جمعہ کے لیے کتنے خطبے ہیں

١٤٠٥ - (٥) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ، يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۰۵۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (جمعہ کے دن) نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے، ان دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے (ان میں) قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے چنانچہ آپ کی نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ (دونوں) حد اعتدال پر ہوتے تھے۔ (مسلم)

توضیح:...... حدیث کے ان الفاظ سے کہ ''آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں لوگوں کو وعظ فرماتے'' معلوم ہوا کہ سامعین جس زبان

١٤٠٥ - صحيح مسلم كتاب الجمعة باب ذكر الخطبتين (٨٦٢) باب تحفيف الصلوٰة والخطبة ٨٦٦ [٢٠٠٣]

کو سمجھتے ہیں اس میں خطبہ دیا جائے وعنہ وعظ ونصیحت ممکن ہی نہیں اور نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ اپنے اپنے لحاظ سے اعتدال کے ساتھ ہوں۔ (واللہ اعلم)

لمبی نماز اور مختصر خطبہ کا بیان

١٤٠٦۔ (٦) وَعَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصرَ خُطْبَتِهٖ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ، فَأَطِيْلُوْا الصَّلَاةَ، وَاقْصُرُوْا الْخُطْبَةَ، وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤٠٦۔ (٦) حضرت عمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور خطبہ کا مختصر کرنا اس کے سمجھداری کی نشانی ہے۔ پس لمبی نماز پڑھو اور خطبہ مختصر پڑھو اور بعض بیان سے جادو کا اثر ہوتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: ...... چونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے اس لیے نماز کا لمبا کرنا مستحب ہے جب کہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور اگر امام ہو تو تخفیف کے ساتھ پڑھانا مستحب ہے اور نسبتاً دوسرے خطبوں کے جمعہ کا خطبہ مختصر اور چھوٹا ہونا چاہئے' اور خطبہ یعنی تقریر اور وعظ ونصیحت اگر اچھے پیرائے سے بیان کی جائے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ جس طرح جادو کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطبہ کی کیفیت

١٤٠٧۔ (٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهٗ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ، حَتّٰى كَأَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُوْلُ: ((صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ)) وَيَقُوْلُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ: السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤٠٧۔ (٧) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور آپ کا غصہ سخت ہو جاتا تھا۔ گویا آپ کسی دشمن کے لشکر سے ڈرانے والے ہیں۔ (یعنی آپ فرماتے تھے کہ تم اس دشمن کے لشکر سے بچو جو صبح کو یا شام کو تم پر حملہ آور اور لوٹنے والا ہے۔) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور قیامت دونوں ساتھ ساتھ اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں۔ یہ فرما کر آپ نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی ملا کر سمجھایا۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی خطبے کی حالت میں ترغیب وترہیب کے بیان کرنے میں کڑک کر بیان فرماتے تاکہ دلوں میں اس کا اثر ہو اور غفلت دور ہو جائے' اور آپ کے بعد ہی قیامت آنے والی ہے صرف اتنا فاصلہ ہے جتنا ان دونوں انگلیوں کے درمیان لمبائی اور چھوٹائی کا ہے۔ یعنی آپ قیامت سے کچھ پہلے ہیں اور آپ کے کچھ ہی دیر بعد قیامت قائم ہونے والی ہے۔

١٤٠٨۔ (٨) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٠٨۔ (٨) یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر میں نے یہ پڑھتے ہوئے سنا ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (یعنی دوزخی دوزخ میں فرشتہ مالک کو پکاریں گے کہ اے داروغہ

١٤٠٦۔ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة والخطبة (٨٦٩)' [٢٠٠٩]

١٤٠٧۔ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة والخطبة (٨٦٧) [٢٠٠٥]

١٤٠٨۔ صحيح بخاري كتاب التفسير باب ونادوا يا مالك (٤٨١٩)' مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة (٨٧١) [٢٠١١]

جہنم تو اپنے خدا سے ہمارے متعلق یہ کہہ کہ ہمیں مار ڈالے) (بخاری مسلم)

توضیح:...... خطبہ چونکہ وعظ ونصیحت ہے اس میں قرآن مجید کی آیت تلاوت فرما کر آپ لوگوں کو سمجھاتے یہ آیت کسی جہنمیوں کے سوال و جواب کے بارے میں ہے کہ قیامت میں نافرمانوں کو جہنم میں سخت سزا ہوگی جہنمی فرشتہ مالک کو جو جہنم کا داروغہ ہے پکار کر درخواست کریں گے کہ اے داروغہ تو اپنے پروردگار سے کہہ کر ہمیں مار ڈالے تاکہ ہم اس عذاب سے چھوٹ جائیں تو وہ داروغہ یہ جواب دے گا کہ انکم ماکثون تم ہمیشہ اسی میں پڑے رہو یہاں سے نہیں نکل سکتے۔

آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں سورہ ق کی تلاوت کرتے

١٤٠٩۔ (٩) وَعَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ﴿قٓ- وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۰۹۔ (۹) ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سورہ قٓ کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یاد کیا ہے کہ آپ ہر جمعہ کو منبر پر اس سورۃ کی تلاوت فرماتے تھے جب کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتے۔ (یعنی خطبہ کی حالت میں اس سورۃ کی ہر جمعہ میں تلاوت فرماتے جو سنتے سنتے میں نے یاد کرلیا) (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کالا عمامہ رکھ کر خطبہ دیتے

١٤١٠۔ (١٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۰۔ (۱۰) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ دیتے تھے اور آپ کے سر مبارک پر کالا عمامہ ہوتا تھا جس کے دونوں کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکا لیتے تھے۔ (مسلم)

توضیح:...... نماز کے وقت میں اور خطبہ دینے کے وقت میں اچھا اچھا لباس پہننا مستحب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ ''نماز کے وقت اور عبادت الٰہی کے وقت زینت کی چیزوں کو استعمال کرنا چاہیے۔'' اس زینت سے صافہ عمامہ بھی ہے صافہ باندھنا سنت ہے۔ اور بعض ضعیف روایتوں میں آیا ہے جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جائے وہ بہتر ہے ان ستر نمازوں سے جو بغیر عمامہ باندھ کر پڑھی جائے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا مستحب ہے اور عمامے کا کنارہ شانے پر ڈال لینا چاہیے۔ اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا۔

اس چیز کا بیان کہ جمعہ کے لیے آنے والا بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ادا کرے

١٤١١۔ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ

۱۴۱۱۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اس آنے والے کو چاہیے کہ وہ دو رکعت

١٤٠٩۔ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة (٨٧٣) [٢٠١٥]

١٤١٠۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب جواز دخول مكة بغير احرام (١٣٥٩) [٣٣١١]

١٤١١۔ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب التحية والامام يخطب (٨٧٥) [٢٠٢٤]

رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ہلکی پڑھ لے۔(مسلم)

توضیح:...... یعنی جمعہ کے خطبہ کے وقت اگر کوئی مسجد میں آ جائے اور اس نے سنتیں نہیں پڑھی ہیں تو خطبہ کی حالت میں دو رکعت سنت پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ حکم ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ لے۔ اور اس معنی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود میں ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ سلیک غطفانی مسجد میں آئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا: ((اصليت قال لا فقال صل ركعتين وفي رواية قم فاركع .)) یعنی آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھ لو۔'' علامہ سندھی حنفی ابن ماجہ مصری کے حاشیے میں فرماتے ہیں: ((الحديث ظاهر في جواز الركعتين حال الخطبة للداخل لتلك الحالة .)) یعنی خطبہ کی حالت میں اگر کوئی شخص آ جائے تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو رکعت پڑھ سکتا ہے۔''

فتح الباری جلد اول میں ہے:

((قال ابو محمد بن ابی جمرة هذا الذی اخرجه مسلم نص فی هذاالباب لا يحتمل التاويل قال النووی هذا نص لا يتطرق اليه تاويل ولا اظن عالما يبلغه هذا الفظ ويعتقد صحيحا فيخالفه .))

''یعنی امام ابو محمد نے فرمایا کہ امام مسلم نے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ اگر خطبہ کی حالت میں کوئی آ جائے تو اسے دو رکعت پڑھ لینی چاہیے۔ اس باب میں بالکل صاف اور نص ہے کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جب یہ حدیث کسی عالم کو پہنچ جائے اور وہ اس کو صحیح سمجھتا ہو تو وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتا' اور عدم جواز کی روایت ضعیف ہے قابل صحت نہیں ہے اور نص ہوتے ہوئے قیاس کرنا جائز نہیں ہے اور یہ حدیث یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مخصوص ہے زیادہ تفسیر مطولات میں دیکھیں۔

١٤١٢ ـ (١٢) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۲۔ (۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پا لی تو اس نے نماز پا لی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح:...... یعنی اگر امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ نماز اسے مل گئی اور جماعت کا پورا ثواب مل گیا۔ لیکن سلام پھیرنے کے بعد باقی رکعتوں کا پڑھنا ضروری ہے' یہ حکم جمعہ غیر جمعہ سب کے لیے عام ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

١٤١٣ ـ (١٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا

۱۴۱۳۔ (۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن دو خطبے دیتے تھے۔ (پہلا) جب منبر پر آپ تشریف

١٤١٢ ـ صحيح بخاری كتاب مواقيت الصلاة باب من ادرك من الصلاة ركعة (٥٨٠)، مسلم كتاب المساجد باب من أدرك ركعة من الصلاة (٦٠٧) [١٣٧٢]

١٤١٣ ـ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب الجلوس اذا صعد المنبر (١٠٩٢)، شواہد کے لیے دیکھیے: الصحيحه (٢٠٧٦)

صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی يَفْرُغَ، أُرَاهُ الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

لے جا کر بیٹھ جاتے اور موذن اذان دے کر فارغ ہو جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے اور کوئی بات چیت نہیں کرتے پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے۔ (ابوداوٗد)

توضیح: ...... جمعہ کے دن کا خطبہ دینے کے لیے امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اس کے بعد اذان دینے والے اذان دیں جب موذن اذان سے فارغ ہو جائے تو خطیب کھڑا کر ہو کر خطبہ دے، پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو کر دوسرا خطبہ دے، ان دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں آپ بات چیت نہیں کرتے تھے اور نہ کوئی دعا آپ سے منقول ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ یہ قبولیت کی ساعت ہو اگر کوئی دعا مانگ لے تو اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اس چیز کا بیان کہ مقتدی امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں

١٤١٤۔ (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا اسْتَوٰی عَلَی الْمِنْبَرِ، اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوْهِنَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ

۱۴۱۴۔ (۱۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم آپ کے سامنے منہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم محمد بن فضل سے پہچانتے ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نبی کریم ﷺ کے خطبہ کی مزید کیفیت کا بیان

١٤١٥۔ (١٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ، كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَیْ صَلَاةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۵۔ (۱۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ کھڑے کھڑے دیتے تو جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ آپ جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر دیتے تھے تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ دو ہزار نمازوں سے زیادہ میں نے آپ کے ساتھ پڑھی ہیں۔ (مسلم)

توضیح: ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ صحابی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ عرصہ دراز تک رہ چکے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ جمعہ اور غیر جمعہ کی دو ہزار سے زیادہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی ہیں لہٰذا ان کا بیان ہے کہ آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے بالکل صحیح ہے۔

بیٹھ کر خطبہ جمعہ دینا ممنوع ہے

١٤١٦۔ (١٦) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ

۱۴۱۶۔ (۱۶) حضرت کعب بن عجرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں

١٤١٤۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی استقبال الامام (٥٠٩)، الصحيحه (٢٠٨٠)

١٤١٥۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب ذکر الخطبتين قبل الصلاة (٨٦٢) [١٩٩٦]

١٤١٦۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة باب قوله تعالى واذا رأوا تجارة او لهوا (٨٦٤) [٢٠٠١]

أَنَّـهُ دَخَـلَ الْـمَسْـجِـدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْـحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا، فَقَالَ: أُنْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الْـخَبِيْـثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِـجَـارَةً أَوْ لَهْـوَا نِـانْـفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

داخل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم اس وقت جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر دے رہا تھا تو یہ دیکھ کر انہوں نے کہا کہ اس خبیث کو دیکھو کہ خطبہ بیٹھ کر دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یعنی جب ان لوگوں نے کوئی سوداگری یا کھیل کی بات کو دیکھ لیا تو ادھر دوڑے چلے گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔“

توضیح: ...... مدینہ میں قحط سالی پڑی ہوئی تھی، غلہ اور راشن کی بڑی تکلیف تھی۔ ملک شام سے غلہ لے کر کوئی قافلہ آیا اس وقت جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا۔ مدینہ کے گلی اور کوچہ میں شور ہو گیا کہ راشن آ گیا چونکہ لوگ بھوکے مر رہے تھے۔ خطبہ سننا چھوڑ کر غلہ لینے کے لیے چلے گئے، صرف تھوڑے سے آدمی رہ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ انہیں چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے بلکہ خطبہ سننا چاہیے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ قائما ہے یعنی آپ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔ بیٹھ کر دینا خلافِ سنت ہے، البتہ اگر کوئی خطیب و امام ایسا بیمار ہو کہ کھڑے ہو کر خطبہ نہیں دے سکتا اور کوئی دوسرا خطبہ دینے والا موجود بھی نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں اگر بیٹھ کر خطبہ دے دے تو جائز ہے۔ جس طرح امام مجبوری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔

خطیب اشارہ کس انداز میں کرے

١٤١٧۔ (١٧) وَعَـنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى بِشْـرَبْـنَ مَـرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ، فَـقَـالَ: قَبَّـحَ الـلّٰـهُ هَـاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَـا يَـزِيْدُ عَلٰى أَنْ يَقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤١٧۔ (١٧) حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو غارت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے منبر پر ایک ہاتھ کو اٹھائے ہوئے دیکھا اور ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم)

توضیح: ...... یعنی بشر بن مروان جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کرتا تھا جیسا کہ بعض مقررین اور واعظین کیا کرتے ہیں تو عمارہ نے اس حرکت کو دیکھ کر بشر پر بددعا کی کہ خدا ان دونوں ہاتھوں کو غارت کرے کہ یہ شخص دونوں ہاتھوں کو ادھر ادھر اٹھا کر اشارہ کرتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک ہاتھ اٹھا کر کلمے کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وعظ اور خطبے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اشارہ کرنا خلافت سنت ہے۔

دورانِ خطبہ بلا ضرورت کھڑا ہونا درست نہیں

١٤١٨۔ (١٨) وَعَـنْ جَـابِـرٍ رضی اللہ عنہ قَـالَ: لَـمَّـا اسْتَوٰى رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـوْمَ الْـجُـمُعَةِ عَلَى الْـمِـنْـبَرِ، قَـالَ: ((اجْلِسُوْا))، فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ

١٤١٨۔ (١٨) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر اطمینان سے بیٹھ گئے (تو لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن

١٤١٧۔ صحيح مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة والخطبة (٨٧٤) [٢٠١٦]

١٤١٨۔ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد كتاب الصلاة باب الامام يكلم الرجل فی خطبته (١٠٩١)، ابن خزيمه (١٧٨٠)، حاكم (١/ ٢٨٣، ٢٨٤)

مَسْعُوْدٍ، فَجَلَسَ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ ((تَعَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

مسعود رضی اللہ عنہ اس لفظ کے سنتے ہی مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مسجد کے دروازے پر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ عبداللہ اندر آ جاؤ۔ (ابوداؤد)

توضیح: ...... یعنی رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بلاضرورت کھڑے ہیں حالانکہ ان کو خطبہ سننے کے لیے بیٹھ جانا چاہیے تھا۔ تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بظاہر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر سے مسجد میں آ رہے تھے اور مسجد کے دروازے پر پہنچے ہی تھے آپ کا ارشاد بیٹھ جاؤ سن لیا تو فوراً ہی وہیں امتثال امر کرتے ہوئے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کا حکم ان لوگوں کو ہے جو مسجد میں بلاضرورت ادھر ادھر کھڑے ہیں، تم تو ابھی آ ہی رہے تھے۔ لہٰذا تم اندر آ کر بیٹھ جاؤ۔

اس حدیث سے صحابہ کرام کی اتباع اور فرمانبرداری کا بین ثبوت ملتا ہے اور اگر امام کسی ضرورت کے تحت جمعہ کے خطبے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں کچھ کلام کرے تو جائز ہے۔

١٤١٩ - (١٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرٰى، وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ، فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا)) أَوْ قَالَ: ((اَلظُّهْرَ))۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

۱۴۱۹۔ (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کی ایک رکعت پا لے تو اسے چاہیے کہ دوسری رکعت اس کے ساتھ ملا لے، اور جس کی جمعہ کی دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں تو اسے چار رکعت پڑھنی چاہئے، یا ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ (دارقطنی)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کی دونوں رکعتیں جمعہ کی چھوٹ گئیں اور قعدہ یا تشہد ملا تو اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے۔ بعض ائمہ کا یہی مسلک ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلک یہی ہے کہ اگر قعدہ یا تشہد میں شریک ہو گیا ہے تو جمعہ کی دو رکعت پڑھ لے، اور اگر دونوں رکعتیں مع قعدہ وتشہد کے چھوٹ گئی ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد آیا ہے تو اسے ظہر کی نماز پڑھ لینی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

❀❀❀❀

١٤١٩ ـ صحيح سنن الدار قطنی كتاب الجمعة باب فيمن يدرك فی الجمعة ركعة او لم يدركها ٢/ ١١ ح ١٥٨٥، یاسین بن معاذ ضعیف راوی ہے لیکن دارقطنی ہی اس کا حسن لذاتہ شاہد موجود ہے۔ دیکھیے ٢/ ١٢ ح ١٥٩٢

(۴۶) بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان

خوف کے معنی ڈر اور دہشت کے ہیں۔ جب دشمنوں کی طرف سے یہ اندیشہ ہو کہ نماز کی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کریں گے یا ان کو مار ڈالیں گے تو ایسے وقت میں نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام لوگوں کی دو جماعت بنا دے۔ ایک جماعت کو اپنے پیچھے کھڑا کر لے اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہو۔ امام کے ساتھ والی جماعت ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑی ہو جائے۔ اور دشمن کے مقابلہ میں جو جماعت پہلے سے کھڑی تھی وہ آ کر امام کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھ کر واپس چلی جائے' اور گئی ہوئی جماعت پھر واپس آ کر اپنی بقیہ دوسری رکعت تنہا تنہا پڑھ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔

حدیثوں میں صلوٰۃ الخوف کی کئی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ حسبِ ضرورت و موقع سب صورتیں جائز ہیں۔ ترمذی' ابوداؤد' حاکم' احمد' نسائی' ابن ماجہ میں ہے کہ عفان کی لڑائی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھائی۔ جماعت کی نماز ہو چکنے کے بعد خالد بن ولید نے (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اپنے ساتھ مشرکوں سے کہا (کہ جس وقت مسلمان صف باندھ کر نماز میں مصروف تھے اس وقت ان کی پشت کی طرف سے حملہ کرنے کا بہت اچھا موقعہ تھا) پھر سب مشرکوں نے مل کر کہا کہ تھوڑی دیر میں دوسری نماز کا موقعہ آنے والا ہے اس وقت ان کی پشت کی طرف سے حملہ کر دینا چاہیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز سے پہلے اسی نماز خوف کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا o وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا o فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا o ﴾ (النساء: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو نماز کے قصر کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم کو کافروں کے ستانے کا ڈر ہو۔ یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں' اور (اے ہمارے نبی ﷺ) جب آپ ان لوگوں میں موجود ہوں اور دشمن کا خوف ہو اور آپ ان کو نماز پڑھائیں تو ان کو دو گروہ کر دیجیے۔ ان میں سے ایک آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور وہ اپنا ہتھیار لیے رہے۔ جب یہ سجدہ میں جائے تو دوسرا گروہ جو نماز میں نہیں ہے وہ تمہارے پیچھے حفاظت کے لیے کھڑا رہے' اب

دوسرا گروہ آئے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور اپنا بچاؤ اور ہتھیار لیے رہے۔ کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ یک بارگی تم پر ٹوٹ پڑیں' اور اگر بارش یا بیماری کی تکلیف ہو تو ہتھیار اتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر دشمن سے ہوشیار رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم خوف کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے' بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اللہ کی یاد میں لگے رہو' پھر جب خاطر جمع ہو جاؤ تو نماز کو درستی سے ادا کرو کیونکہ نماز مسلمانوں پر بندھے وقتوں میں فرض ہے۔''

اس آیت کریمہ پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کر کے بتایا کہ خوف کے موقع پر اس طرح سے نماز پڑھو۔ قرآن مجید میں صلوٰۃ الخوف کی مذکورہ بالا صرف ایک صورت بیان کی گئی ہے لیکن موقع و محل کے اعتبار سے مختلف اور متعدد جگہوں میں سولہ ترکیبوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی ہے جس کی پوری تفصیل ابوداؤد میں آئی ہے اور حضرت امام ابوداؤد نے ہر ہر صورت کے لیے علیحدہ علیحدہ باب منعقد فرمایا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے دو ایک صورتوں کو بیان کیا ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نمازِ خوف کا بیان

١٤٢٠ـ (١) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہم عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَیْنَا الْعَدُوَّ، فَصَافَفْنَا لَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ لَنَا، فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ، وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَّعَهٗ، وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِیْ لَمْ تُصَلِّ، فَجَآؤُوْا، فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ سَجْدَتَیْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً، وَّسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔ وَرَوٰی نَافِعٌ نَحْوَهٗ، وَزَادَ: فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا، قِیَامًا عَلٰی اَقْدَامِهِمْ، اَوْرُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِی الْقِبْلَةِ، اَوْ غَیْرَ مُسْتَقْبِلِیْهَا، قَالَ نَافِعٌ: لَا اُرٰی ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٤٢٠ـ (١) سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کو گیا ہم دشمنوں کے مقابل ہوئے اور صفیں باندھیں۔ آنحضرت ﷺ ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑا رہا' پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لوگوں نے بھی جو نماز میں آپ کے ساتھ تھے اور دو سجدے کیے۔ اب یہ گروہ لوٹ کر پھر اس گروہ کی جگہ پر آ گیا جو نماز میں شریک نہیں ہوا تھا' اور وہ گروہ آیا تب آپ ﷺ نے ایک رکعت ان کو پڑھائی اور دو سجدہ کیے' پھر سلام پھیر دیا (کیونکہ آپ کی دو رکعتیں پوری ہو چکی تھیں) اب اس گروہ میں سے ہر ایک شخص نے (اکیلے اکیلے) ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے ادا کئے' پھر سلام پھیر دیا۔ نافع نے بھی اسی طرح سے روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ اگر اس سے بھی زیادہ خوف ہو تو لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے نماز پڑھیں اور جو لوگ سواریوں پر سوار ہوں وہ سواریوں پر نماز پڑھ لیں خواہ قبلہ رخ ہوں یا نہ ہوں۔ نافع نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ (بخاری)

١٤٢٠ـ صحيح بخاری كتاب الخوف باب صلاة الخوف (٩٤٢)، صحيح مسلم (٨٣٩) [١٩٤٢]

١٤٢١۔ (٢) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالَّتِیْ مَعَهٗ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا، فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی، فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِیْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ بِطَرِيْقٍ آخَرَ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔

١٤٢١۔ (٢) حضرت یزید بن رومان صالح بن خوات سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی۔ (یعنی سہل بن ابی حثمہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے صف بندی کی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ میں مقابلے کے لیے کھڑی رہی۔ آپ ﷺ نے اس جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی جو آپ کے ساتھ کھڑی تھی، ایک رکعت آپ پڑھ کر کھڑے رہے اور آپ کے ساتھیوں نے اپنی ایک رکعت باقی جن تنہا ادا کر لی پھر اس جماعت نے یہاں سے فارغ ہو کر دشمن کے مقابلے میں جا کر صف بندی کی اور دوسری جماعت یہاں آ گئی جو دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہی اور نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ ﷺ نے اس دوسری جماعت کو باقی ایک رکعت پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ان لوگوں نے اپنی ایک ایک رکعت تنہا تنہا ادا کی پھر التحیات، درود پڑھ کر سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ (بخاری و مسلم)

ذات الرقاع میں آپ کی نماز کا بیان

١٤٢٢۔ (٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ، فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ، فَاخْتَرَطَهٗ، فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَخَافُنِیْ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ يَمْنَعُنِیْ مِنْكَ))، قَالَ: فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهٗ، قَالَ: فَنُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ

١٤٢٢۔ (٣) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے نکلے، جب ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم لوگ ایک سایہ دار درخت کے پاس آئے، اس سایہ دار درخت کو ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیا کہ آپ اس کے نیچے آرام فرمائیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس درخت کے نیچے آرام فرما تھے کہ مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کی اس تلوار کو لے لیا جو اس وقت درخت پر لٹکی ہوئی تھی اور اس نے آپ کی تلوار کو نیام سے نکال کر کے کہا کہ تو مجھ سے ڈرتا ہے کہ نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ سے نہیں ڈرتا۔ پھر اس نے آپ سے کہا اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ مجھ کو تجھ سے بچائے گا۔ پھر صحابہ کرام نے اس کو ڈرایا دھمکایا، اس نے تلوار کو نیام میں ڈال لیا اور درخت پر لٹکا دیا۔

١٤٢١۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة ذات الرقاع (٤١٢٩، ٤١٣١)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب صلاة الخوف (٨٤٢) [١٩٤٨]

١٤٢٢۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة ذات الرقاع (٤١٣٦)، مسلم کتاب صلاة المسافرین باب صلاة الخوف (٨٤٣) [١٩٤٩]

الْأُخْرٰی رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اتنے میں نماز کی اذان دی گئی آپ ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر یہ جماعت چلی گئی اور دوسری جماعت آئی تو آپ ﷺ نے اس دوسری جماعت کو دو رکعت پڑھائی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی چار رکعت ہوئی اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... ذات الرقاع ایک جگہ کا نام ہے جہاں یہ لڑائی ہوئی تھی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ مجاہدین کے پیدل چلنے کی وجہ سے پتھریلی زمین میں ان کے پاؤں کے تلوے میں سوراخ ہو گئے اور پاؤں کے ناخن گر گئے تھے تو ان لوگوں نے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر پاؤں پر لپیٹ لیے تھے اور پیوند باندھ لیا تھا اس لیے اس کا نام ذات الرقاع پڑ گیا اور اس مشرک نے آپ ﷺ کی تلوار لے کر آپ کو ڈرایا لیکن آپ ڈرے نہیں، کیونکہ خدا پر آپ کا بھروسہ تھا۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آخر میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفر میں آپ ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھائی دو رکعت ایک جماعت کو اور دو رکعت دوسری جماعت کو، لہٰذا اگر سفر میں کوئی اتمام کر لے تو درست ہے۔

١٤٢٣ـ (٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ صَفَّيْنِ، وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُوْدَ بِالسُّجُوْدِ، ثُمَّ قَامُوْا، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ الْمُقَدَّمُ، ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ، وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ الَّذِيْ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰی، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ، وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ الَّذِيْ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰی، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۲۳۔ (۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھانے کا ارادہ کیا تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں باندھیں اور دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا، تو نبی کریم ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم سب نے تکبیر تحریمہ کہی اور آپ ﷺ نے قرأت وغیرہ فرما کر رکوع کیا اور ہم سب نے رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم سب نے سر اٹھایا، پھر آپ سجدہ کے لیے جھکے اور سجدہ کیا اور اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے متصل (قریب) کھڑی تھی، اور دوسری پچھلی صف دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہی (یعنی اس نے سجدہ نہیں کیا) جب نبی کریم ﷺ نے اس پہلی رکعت کا سجدہ ادا فرما لیا اور وہ صف جو آپ کے قریب تھی کھڑی ہو گئی تو پچھلی صف سجدہ کے لیے جھکی اور سجدہ کر لیا پھر یہ صف کھڑی ہو گئی تو پچھلی آگے ہو گئی، اور اگلی صف پیچھے ہو گئی، نبی ﷺ نے دوسری رکعت کے لیے رکوع کیا اور ہم سب نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا، آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا، پھر آپ سجدہ میں گئے اور وہ صف بھی سجدے میں گئی جو پہلی رکعت میں پیچھے تھی، اور پچھلی صف دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہی۔ جب نبی ﷺ نے اس سجدہ کو پورا کر لیا اور اس صف نے بھی جو آپ کے متصل و قریب تھی تو پچھلی صف سجدے میں گئی اور دو سجدے کیے پھر نبی ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔ (مسلم)

١٤٢٣ـ صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين باب صلاة الخوف (٨٤٠) [١٩٤٥]

توضیح: ......ابوداؤد شریف کی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ صلوٰۃ الخوف کی سولہ یا سترہ صورتیں ہیں ان میں سے بعض صورتوں کا یہاں ذکر آیا ہے۔ الغرض جیسا مقتضی حال ہوگا اسی کے اعتبار سے نماز ادا کی جائے گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

١٤٢٤ ۔ (٥) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ فِی الْخَوْفِ بِبَطْنِ نَخْلٍ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ جَآءَ طَائِفَةٌ أُخْرٰی، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ۔ رَوَاهُ فِی ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۱۴۲۴۔ (۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام بطن نخل میں ظہر کی نماز لوگوں کو پڑھائی جو خوف کی حالت میں تھی تو ایک جماعت کو آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھائی، پھر سلام پھیر دیا، پھر دوسری جماعت کو بھی آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت بھی درست ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ پہلی جماعت کو آپ ﷺ نے دو رکعت فرض پڑھائی اور دوسری جماعت کے لیے جب کھڑے ہوئے تو آپ نفل پڑھنے کی نیت سے کھڑے ہوئے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والا فرض پڑھ سکتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

١٤٢٥ ۔ (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةٌ هِیَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ، وَهِیَ الْعَصْرُ، فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ، فَتَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَاَنَّ جِبْرَئِيْلَ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَهُ اَنْ يَقْسِمَ اَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ، فَيُصَلِّیْ بِهِمْ، وَتَقُوْمَ طَائِفَةٌ أُخْرٰی وَرَآءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ، فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةٌ، وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۴۲۵۔ (۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے اور قیام فرمایا تو وہاں کے مشرکین نے کہا کہ ان مسلمانوں کے نزدیک ایک نماز ہے جو ان کے باپ بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے، اور وہ لہٰذا عصر کی نماز ہے تم پختہ ارادہ کر لو اور ایک ہی مرتبہ نماز کی حالت میں حملہ کر دو، تو جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں منقسم کر دیجئے (یعنی ایک جماعت کو اپنے پیچھے کھڑی کر کے نماز پڑھائیں اور دوسری جماعت کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑی کر دیں جو اپنے بچاؤ کے سامان کو اور ہتھیار وغیرہ کو لیے رہے تو ان لوگوں کی جماعت کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی دو رکعت ہوئیں، لیکن جن کی ایک ایک رکعت ہوئی تھی انہوں نے بعد میں ایک ایک رکعت اور پڑھی۔ (ترمذی، نسائی)

❁❁❁❁

١٤٢٤ ۔ اسناده ضعيف، سنن النسائی (١٥٥٣)، شرح السنة ٤/ ٢٨٤ ح ١٠٩٤، اس روایت کی سند میں حسن بصری راوی ہیں اور سماع کی تصریح نہیں کی۔ سنن ابی داوٗد (١٢٤٨)، دار قطنی (١/ ١٨٦)، سنن الكبرىٰ للبيهقی ٣/ ٢٥٩ (وفيه عنعنة الحسن البصری)

١٤٢٥ ۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة النساء (٣٠٣٥)، النسائی كتاب الصلاة الخوف ١٥٤٥ ، ابن حبان (٥٨٤)

(۴۷) بَابُ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ

دونوں عیدوں کی نماز کا بیان

عید عود سے ہے جس کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ چونکہ یہ ہر سال لوٹ لوٹ کر آتی رہتی ہے اس لیے اس کو عید کہتے ہیں۔ سال بھر میں دو عیدیں ہوتی ہیں۔

۱۔ **عید الفطر**: ...... جو رمضان شریف ختم ہونے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔

۲۔ **عید الاضحی**: ...... جو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

یہ خوشی کا دن ہوتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ کے مسلمانوں کو خوشی کا دن مناتے دیکھ کر فرمایا۔ یہ کیسے دن ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانے سے ہم لوگ ان دنوں میں خوشیاں مناتے چلے آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرما دیے ہیں۔ تم ان میں خوشیاں منایا کرو۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ ہے۔ (ابوداؤد)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ان لکل قوم عیدا و ھذا عیدنا .)) (بخاری) ''ہر قوم کے یہاں عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔'' عید کے دن نماز عید سے پہلے مندرجہ ذیل کاموں کا ذکر کرنا سنت ہے۔

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، اچھے سے اچھا کپڑا پہننا اور نماز کو جانے سے پہلے کھجوریں اور اگر کھجور نہ ہو تو میٹھی چیز کھا کے جانا، راستہ بدل کر جانا آنا یعنی ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، راستہ اور عیدگاہ میں بکثرت تکبیریں پڑھنا، عیدگاہ یعنی آبادی سے باہر عید کی نماز پڑھنا، اگر کوئی تکلیف اور عذر نہ ہو تو عیدگاہ میں پیدل جانا عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد آ کر سب سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھانا۔ عیدین کے متعلق زیادہ تفصیل پیچھے حدیثوں میں آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

عیدین کا بیان

١٤٢٦ ـ (١) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى، فَاَوَّلُ شَیْءٍ يَّبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةَ؛ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ،

۱۴۲۶۔ (۱) عید الفطر اور عید الاضحیٰ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز ادا فرماتے پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ دیتے، اور لوگ صفوں میں اپنی جگہ بیٹھے رہتے آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے اور وصیت کرتے اور ضروری

١٤٢٦ ـ صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی (٩٥٦)، مسلم کتاب صلاۃ العیدین (٨٨٩) [٢٠٥٣]

وَيُـوْصِيهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ، وَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَـعْثًـا قَطعَهُ، اَوْ يَأْمُرُ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کاموں کا حکم دیتے، اگر کسی جگہ لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم بھی صادر فرماتے یا کسی کام کا حکم دینا ضروری ہوتا تو وہ حکم بھی صادر فرما کر واپس تشریف لے جاتے۔ (بخاری ومسلم)

عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہ ہونے کا بیان

١٤٢٧ ـ (٢) وَعَـنْ جَـابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۲۷۔ (۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نے دونوں عیدوں کی نمازیں دو ایک مرتبہ نہیں بلکہ بہت سی مرتبہ پڑھی ہیں بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ (مسلم)

توضیح:...... عید کی نماز دو رکعت جماعت کے ساتھ ہے لیکن اس نماز کے لیے نہ اذان دی جاتی ہے اور نہ اقامت کہی جاتی ہے۔

عید کی نماز خطبہ سے قبل ادا کی جائے

١٤٢٨ ـ (٣) عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ رضی اللہ عنہما قَـالَ: كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ وَاَبُـوْبَـكْـرٍ وَّعُـمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۲۸۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، دونوں عیدوں کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

نماز عید کے بعد نصیحت کا بیان

١٤٢٩ ـ (٤) وَسُـئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اَشَهِدْتَّ مَـعَ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْـعِيْـدَ؟ قَالَ: نَعَمْ، خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـصَلّٰى، ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًـا وَّلَا اِقَـامَةً، ثُـمَّ اَتَـى النِّسَـآءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَذَكَّـرَهُنَّ، وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ اِلٰـى آذَانِهِـنَّ وَحُـلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلَى بِلَالٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۲۹۔ (۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر عید گاہ میں تشریف لائے۔ دو رکعت نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا۔ اذان و اقامت کا ذکر نہیں کیا پھر عورتوں کے مجمع کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت سنایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو میں نے ان عورتوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں اور گلوں کی طرف بڑھایا اور زیورات اتار کر صدقہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دینا شروع کیا۔ اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے۔ (بخاری ومسلم)

نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں

١٤٣٠ ـ (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

۱۴۳۰۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

١٤٢٧ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة العيدين (٨٨٧) [٢٠٥١]

١٤٢٨ ـ صحيح بخارى كتاب العيدين باب الخطبة بعد العيد (٩٢٣)، مسلم كتاب صلاة العيدين (٨٨٨) [٢٠٥٢]

١٤٢٩ ـ صحيح بخارى كتاب النكاح باب والذين لم يبلغوا الحكم الحلم (٥٢٤٩)، مسلم كتاب صلاة العيدين (٨٨٤) [٢٠٤٤]

١٤٣٠ ـ صحيح بخارى كتاب العيدين باب الخطبة بعد العيد (٩٦٤)، مسلم كتاب صلاة العيدين باب ترك الصلاة قبل العيد (٨٨٤) [٢٠٥٧]

صَلّٰی یَوْمَ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

نے عیدالفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس سے پہلے اس کے بعد اور کچھ نہیں پڑھا۔ (بخاری ومسلم)

عیدگاہ میں عورتوں کے جانے کا استحباب اور اس کی تاکید کا بیان

۱۴۳۱۔ (٦) وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ، وَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ عَنْ مُّصَلَّاهُنَّ، قَالَتِ: امْرَاَةٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِحْدَانَا لَیْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۳۱۔ (٦) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم میں سے حیض والی عورتیں اور پردہ نشین عورتیں دونوں عیدگاہ میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی جماعت میں اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوں، حائضہ عورتیں اپنے مصلی سے اور نماز سے علیحدہ رہیں، یہ سن کر ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے بعض عورتوں کے پاس پردے کی چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی سہیلی سے عاریۃً مانگ لے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عیدگاہ میں عورتوں کا جانا مستحب ہے اگر کوئی عورت حائضہ ہو تو اسے بھی اس مبارک مجمع میں شریک ہونا چاہیے۔ یہ حکم اب بھی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا رائے وقیاس سے منسوخ نہیں ہوسکتا۔

عیدین کے روز کھیل کود کا بیان

۱۴۳۲۔ (٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَهَا جَارِیَتَانِ فِیْ اَیَّامِ مِنًی تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثَ، وَالنَّبِیُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ، فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَکْرٍ، فَکَشَفَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا یَا اَبَابَکْرٍ! فَاِنَّهَا اَیَّامُ عِیْدٍ۔ وَّفِیْ رِوَایَةٍ: یَا اَبَا بَکْرٍ! اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا، وَّهٰذَا عِیْدُنَا۔))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۳۲۔ (٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے گھر تشریف لائے اور بقرہ عید کا دن تھا۔ ان کے پاس دو لڑکیاں عید کی خوشی میں دف بجا بجا کر وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث کے موقع پر کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھ کر آرام فرما رہے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹ پلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑے کو ہٹا کر فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لڑکیوں کو چھوڑ دو کیونکہ آج عید کا دن ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر قوم کے لیے خوشی کا دن ہے، ہماری خوشی آج ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح:...... بقرہ عید اور ایام تشریق کے موقع پر یہ نابالغ لڑکیاں دف بجا کر شجاعت اور بہادری کے اشعار پڑھ رہی تھیں، اسی موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے انہوں نے ان کو منع کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا آج خوشی کا دن ہے یہ شجاعت اور بہادری کے اشعار پڑھ لینے دو۔ یہ گانا بجانا حقیقت میں نہیں تھا کیونکہ حدیثوں میں گانے بجانے کی مذمت میں بہت سی روایتیں ہیں، نمونہ کے طور پر چند حدیثیں درج کی جارہی ہیں۔

۱۴۳۱۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب وجوب الصلاة فی الثیاب (۳۵۱)، مسلم کتاب صلاة العیدین باب ذکر اباحة خروج النساء فی العیدین (۸۹۰) [۲۰۵٦]

۱۴۳۲۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب سنة العیدین لاهل الاسلام (۹۵۲)، مسلم کتاب صلاة العیدین باب الرخصة فی اللعب (۸۹۲) [۲۰٦۱، ۲۰٦۳]

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع .)) یعنی گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے۔ جس طرح بارش کھیت کو۔'' یہ حدیث مرفوعاً بھی امام ابی الدنیا محدث کی کتاب ذم الملاہی میں موجود ہے۔

امام ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب .)) یعنی غنا سماع دل کو بگاڑنے والی اور خدا کو ناراض کرنے والی چیز ہے۔ حضرت عمرو بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بچوں کے استاد کو لکھا تھا:

((لیکن اول ما یعتقدون من اربك بغض الملاهی التی بدوها من الشیطان وعاقبتها سخط الرحمن فانه بلغنی عن الثقاة من اهل العلم ان صوت المعارف واستماع الاغانی واللهج بها ینبت النفاق فی القلب کما ینبت العشب علی الماء .))

''یعنی سب سے پہلے میری اولاد کے دلوں میں باجوں' گاجوں اور راگ راگنیوں کی نفرت ڈالنا' ان کی ابتدا شیطان کی طرف سے ہے اور ان کی انتہا رب کی ناراضگی ہے۔ مجھے اپنے زمانے کے نہایت ثقہ علماء سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے جیسے بارش سے گھاس پیدا ہوتی ہے۔''

ایک موقوف حدیث میں ہے کہ جب ابلیس راندۂ درگاہ باری ہو کر زمین پر پھینک دیا گیا تو اس نے کہا کہ میرا عمل جادو ہے' میرا قرآن شعر اور غزل اور گانا ہے' میری کتاب جسموں کو گودنا ہے' میرا کھانا مردار ہے اور وہ جانور جو نام خدا پر ذبح نہ کیا جائے' میرا پانی نشہ آلود چیزیں ہیں' میرا مکان بازار ہے' میری آواز باجے گاجے ہیں' میری شکاری رسیاں اور پھندے عورتیں ہیں۔ طبرانی میں یہ روایت الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لیکونن من امتی قوم یستحلون الخز والحریر والحمر والمعارف .)) (بخاری) ''یعنی میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ریشم کو اور شراب کو' ایسے باجوں گاجوں کو حلال کر لیں گے۔'' یہ حدیث ان چیزوں کی حرمت کے بارے میں صاف اور صریح ہے اور پھر بخاری شریف کی حدیث ہے جو یقیناً اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ معارف کے معنی تمام اہل لغت کے نزدیک۔ کل الات لہو ولعب کے ہیں۔

۳۔ صحیح سند سے ابن ماجہ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لیشربن ناس من امتی الخمر یسمو نها بغیر اسمها یغرف علی رؤسهم بالمعازفر والمغنیات یخسف الله بهم الارض و یجعل منهم قردة وخنازیر .)) ''یعنی میری امت میں سے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر پینے لگیں گے' ان کے اجتماع میں باجوں گاجوں سے راگ راگنیاں ہونے لگیں گی' انہیں لوگوں کو جناب باری قہار و جبار زمین میں دھنسا دے گا اور انہیں میں سے کسی کو بندر اور سور بنائے گا۔''

۳۔ ابن ابی الدنیا میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((یکون فی امتی خسف و قذف و مسخ قیل یا رسول الله متی قال اذا ظهرت المعارف والقیناة واستجلت الخمر .)) ''یعنی میری امت میں زمین میں دھنسایا جانا' آسمان سے پتھروں کا برسنا' صورتوں کا بدل جانا ہوگا' تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کب؟ فرمایا جب باجے گاجے بجانے والے ظاہر ہوں اور شرابیں حلال کر لی جائیں گی۔''

۴۔ مسند احمد میں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ان الله حرم الخمر والمیسر والمزو والکوبة و القنین .))

''یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے شراب کو، جوئے کو، باجوں کو، بانسوں اور طبلوں کو اور گانے اور طنبورے کو حرام فرمایا ہے۔''

۵۔ ترمذی شریف کی ایک مطول حدیث میں ہے: ((ظهرت القيات والمعازف .)) یعنی جب پندرہ چیزیں میری امت میں ہونے لگیں گی۔ جن میں گانے والوں اور باجوں کا ظاہر ہونا بھی ہے۔ اس وقت سرخ آندھیاں آئیں گی، زلزلے آئیں گے، زمین میں دھنساؤ ہوگا۔ صورتوں کی تبدیلی ہوگی، آسمان سے پتھر برسیں گے اور جیسے تسبیح کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد اس کے موتی یکے بعد دیگرے گرتے ہیں اسی طرح مصیبتیں تابڑتوڑ، یکے بعد دیگر آنی شروع ہو جائیں گی۔

۶۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ((يمسخ قوم من هذه الامة فى اخر النها قردة و خنازير قالوا يا رسول الله اليس يشهدون ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله قال بلى و يصومون و يحجون قيل فما بالهم قال اتخذوا المعازف والدفوف والقينات الخ .)) (ابن ابی الدنیا)

''یعنی میری اس امت کی ایک جماعت کی صورتیں آخری زمانے میں بدل دی جائیں گی، بندر سور بن جائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کلمہ شہادت پڑھنے والے ہوں گے؟ آپ نے جواب دیا، کلمہ گو ہوں گے بلکہ روزہ رکھنے والے حج کرنے والے بھی ہوں گے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ آخر یہ کس جرم پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا صرف اس لیے کہ یہ باجے گاجے دف اور گانے والوں کے خوگر ہوں گے۔''

۷۔ مسند احمد اور ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت کھاتی پیتی، لہو ولعب کرتی اچانک سور و بندر بن جائے گی، تیز آندھی چل کر میری امت کے بعض لوگوں کو اڑا کر دریا برد کر دے گی۔ اس گناہ پر کہ یہ شراب حلال کر لیں گے، باجا بجائیں گے اور گانے والیوں کو مقرر کر لیں گے۔

۸۔ آپ فرماتے ہیں: ((ان الله بعثنى رحمة و هدى للعلمين و امرنى ان امحق المزامير والكبارات يعنى المرابط والمعارف والا وثان التى كانت تعبد فى الجاهلية .)) (مسند احمد) یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور مجھے علم دیا ہے کہ میں تمام باجوں گاجوں کو، بربط کو اور لہو ولعب کے آلات کو اور جاہلیت کے بتوں کو مٹا کر محو کر دوں۔''

۹۔ ترمذی اور مسند احمد کی حدیث میں ہے: ((لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير فى تجارتهن و تمنهن حرام و فى مثل هذا نزلت هذه الاية و من الناس من يشترى لهوالحديث ليضل عن سبيل الله الاية .)) ''یعنی گانے والیوں کی خرید وفروخت حرام ہے، گانا سکھانا حرام ہے، اس تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، اس کی قیمت حرام ہے، یہی بیہودہ باتیں ہیں جو بفرمان قرآن راہ خدا کی روک ہیں اور لہوالحدیث ہیں۔

۱۰۔ ابن ابی الدنیا میں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے اپنی امت میں دھنساؤ اور صورتوں کا بدلنا اور آسمان سے سنگ باری کا ہونا بیان فرمایا، تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ عذاب لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں پر ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ((ظهرت القينات و ظهر الربا و شربت الخمور و لبس الحرير كان اذاعند ذا .)) ''جب گانے والیاں اور سود ظاہر ہوگا، شرابیں پی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا اس وقت یہ سب کچھ ہوگا۔''

۱۱۔ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک اور بزرگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس شخص نے مائی صاحبہ سے زلزلوں کی بابت حدیث بیان فرمانے کی درخواست کی اس پر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا،

جب لوگ زنا حلال کرلیں گے، شرابیں پینے لگیں گے، باجے بجانے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ کو آسمانوں میں غیرت آئے گی اور وہ حکم دے گا کہ اے آسمان تو کپکپا اگر یہ باز آجائیں، توبہ کرلیں تو خیر ورنہ میں اسے ان پر گرا دوں گا۔

۱۲۔ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ عذاب جن پر آئیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے کہ ((شربوالخمر و لبسو الحریر واتخذو القینات وضربوا بالدفوف.)) شرابیں پیتے ہوں گے، ریشم پہنتے ہوں گے، گانے والے رکھتے ہوں گے، باجے بجاتے ہوں گے۔

۱۳۔ حضرت انس والی حدیث میں ضربو بالمعازف کے لفظ ہیں۔

۱۴۔ امام ابویعقوب فرقد سنجی فرماتے ہیں تورات شریف میں ہے اللہ فرماتا ہے:((لیکونن مسخ و قذف و خسف فی امة محمد فی اھل القبلة ......الخ.)) یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل قبلہ میں صورتوں کا مسخ ہونا، آسمان سے پتھر برسنا، زمین میں دھنس جانا بھی ہوگا۔ کیونکہ وہ گانے والوں کو رکھنے لگیں گے، باجے بجانے لگیں گے، ریشم اور سونا ان کے مرد پہننے لگیں گے۔ (تقریباً یہ سب حدیثیں اغاثته اللهفان میں آئی ہوئی ہیں)

گانے کی ممانعت کے بارے میں خصوصیت سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ''یعنی بعض لوگ وہ ہیں جو گانا اختیار کرکے اپنی جہالت سے راہِ خدا کی روک بن جاتے ہیں اور طریقہ خداوندی کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اس لہوالحدیث سے گانا مراد ہے۔ قاموس میں اس کا ترجمہ اشتغل بالغناء لکھا ہے، یعنی گانے میں مشغول رہنا۔'' اور حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ مسند احمد اور ترمذی میں حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((لا تبیعو القیات ولاتشترو ھن ولا تعلموھن ولا خیر فی تجارة فیھن و ثمنھن حرام فی مثل ھذہ الایة...... الخ.)) ''یعنی گانے والیوں کی خرید وفروخت کرنا، گانا سکھانا اور ان کی قیمت سب حرام ہے۔ اسی جیسے میں یہ آیت اتری ہے۔'' سردارانِ صوفیہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا فرمان ہے:((الغناء رقة الزنا، غنامنتر)) امام یزید بن ولید کا فرمان ہے:((ان لغناء راعیة الزنا.)) گانا سننے سے بدکاری کا چسکا ہوتا ہے۔''

ائمہ کرام اور صوفیہ عظام رحمہم اللہ بھی گاجے باجے و گانے کو منع فرماتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد رشید نقل کرتے ہیں: ((آنہ نھی عن الغناء و عن استماعہ.)) یعنی گانے سے اور گانا سننے سے امام صاحب منع فرماتے ہیں:((انما یفعله عند نا الفساق.)) یہ فعل فاسقوں کا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ گانے کو مکروہ جانتے تھے، اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے تھے۔ امام سفیان، امام حماد، امام ابراہیم، امام شعبی رحمہم اللہ سب کے سب آپ کے ساتھ ہیں اور امام صاحب کی طرح یہ حضرات بھی اسے مکروہ اور گناہ کبیرہ بیان فرماتے ہیں، بلکہ حنفی مذہب میں یہ سخت تر حرام ہے یہاں تک کہ فقہائے حنفیہ فرماتے ہیں:((ان السماع فسق والتلذذبه کفر.)) یعنی گانا سننے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے اور جو اس سے لطف وسرور اٹھائے اور خوش ہو وہ کافر ہوجاتا ہے۔''

امام صاحب کے شاگرد رشید قاضی ابویوسف فرماتے ہیں جہاں ایسی سماع اور غنا کی محفل ہو۔ آدمی پر فرض ہے کہ بغیر اجازت وہاں داخل ہوجائے اور ان کی محفل کو توڑ دے اس لیے کہ یہ محفل خلاف شرع ہے اس کا ازالہ فرض ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((ان الغناء لھو مکروہ یشبه الباطل والمحال من استکثر عنه فھو سفیه ترد

شهــادتــه .)) ''یعنی گانا بجانا کھیل تماشہ ہے' باطل ہے اسے سننے والے اور اسے کرانے والے بیوقوف ہیں' ان کی شہادت مردود ہے۔'' اصحاب شافعی اسے صاف طور پر حرام کہتے ہیں۔ امام عمرو بن صلاح باجے کے ساتھ راگ سننے کی حرمت پر اجماع نقل کرتے ہیں' فرماتے ہیں: ((ان الـدف والسبلبنـه والغناء اذا اجتمعت فاستماع ذالك حرام عند ائمة المذاهب و غيرهم من علماء المسلمين ولم يثبت عن احد يعتد بقوله في الاجماع .)) ''یعنی راگ راگنیاں اور گانا' بجانا باجوں گاجوں کے ساتھ چاروں مذہب کے علماء کے نزدیک حرام ہے کسی سے بھی اس کا خلاف منقول نہیں ہے۔ بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((احدثته الزنادقة .)) اسے زندیقیوں نے نکالا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((الـغـنـاء ينبت النفاق في القلب لا يعجبني .)) ''یعنی گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے میں اسے حرام کہتا ہوں' بلکہ آپ تمام باجوں گاجوں کو توڑ دینے کا حکم فرماتے ہیں۔ ان تمام بزرگوں کے یہ تمام فتاوے اغاثۃ اللہفان میں مروی ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں نیک توفیق دے۔

بعض لوگ بخاری شریف کی اس روایت سے گانے اور بجانے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں دف بجا بجا کر گانا گا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا' بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے نہ روکو بلکہ گانے بجانے دو یہ ہمارے خوشی کا دن ہے۔ لیکن اس حدیث سے گانے اور بجانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اور اس حدیث کی اٹھارہ بیس توجیہیں ہیں جو اس حدیث سے مستنبط ہوتی ہیں۔

۱۔ اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے اور فرمایا: ((مـزمـار الشيطـان عندالنبي صل الله عـليه وسلم .)) یعنی حضور کے سامنے یہ شیطانی باجہ کیسا؟ آنحضرت ﷺ نے قولِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تردید نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ شیطانی باجہ ہے۔

۲۔ اسی حدیث میں ہے کہ عـنـدي جـاريتان میرے ہاں دو لڑکیاں تھیں' اور شریعت میں ہے کہ بلوغت سے پہلے کے بچے مکلف نہیں۔

۳۔ یہ گانا عشق و عاشقی کا نہ تھا' یہ اشعار زلف اور کمر کے نہ تھے بلکہ اسی حدیث میں یہ لفظ موجود ہیں کہ يغنيان بغناء بعاف یعنی حرب بعاث میں اعراب نے جو شجاعت و تہور کے اشعار کہے تھے' جو رجز اور دل بڑھانے کے اشعار تھے۔ انہیں پڑھ رہی تھیں۔ یہ جنگ بعاث ہجرت سے تین سال قبل اوس اور خزرج میں ہوئی تھی۔

۴۔ یہ دن عید کا تھا جو مسلمانوں کی خوشی کا دن شریعت نے مقرر کر رکھا ہے۔ چنانچہ خود اسی حدیث میں ہے کہ وہ عید کا دن تھا ((وكـان يوم عيد .)) ایسے دن میں لڑکیوں کا معنی خیز اشعار کو پڑھ کر سنانا اور بات ہے اور زنا کاری شہوت رانی کی ترغیب' شراب و کباب اور حسنِ عالمتاب کے گانے اور وہ سر والے باجوں پر چیز ہی اور ہے۔

۵۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈانٹتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں گھر سے باہر کر دیا۔ چنانچہ اسی حدیث میں ہے: ((عـمـزتهما فخرجتا .)) ''میں نے انہیں نکل جانے کا اشارہ کیا' اور وہ دونوں لڑکیاں چلی گئیں۔

۶۔ یہ ہے کہ دف اسے کہتے ہیں جن میں گھر نگرو' جھانج نہ ہوں' گھونگرو دار کو عربی میں مزہر کہتے ہیں۔ دف وہ باجا نہیں جو اس زمانے میں مروج ہیں۔ اس زمانے کے باجوں کو دف پر قیاس کرنا یہ بھی قیاس مع الفارق ہے۔

۷۔ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نہ اس پر توجہ فرمائی' نہ اسے سنا' بلکہ اس حدیث میں ہے: ((فـاضـطـجـع على الفراش وحول

وجھہ .)) حضور آئے اور ادھر سے منہ پھیر کر لیٹ گئے۔"

یہ تھا ناخوشی کا اظہار عمل بلکہ مسلم شریف کی روایت میں فسجی کا بھی لفظ ہے۔یعنی آپ نے منہ پر کپڑا اوڑھ لیا' پس نہ آپ نے سنا اور نہ اسے پسند فرمایا۔لڑکیاں تھیں عید کا دن تھا' اشعار بد نہ تھے' تاہم نہ آپ نے سنے اور نہ پسند فرمایا بلکہ کروٹ بدل کر' کپڑا اوڑھ کر' منہ پھیر کر اپنے بستر پر جا کر لیٹ رہے۔

۸۔ یہ ہے کہ اسی حدیث میں ہے کہ :((ودخل ابوبکر فانتھرنی .)) اور زہری کی روایت میں یہ بھی ہے :((فانتھرھما .)) یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آتے ہی مجھے الگ ڈانٹا اور ان دونوں لڑکیوں کو الگ دھمکایا۔اگر بقول صوفیہ کے یہ ایک عبادت ہے' تو کیا عبادت سے روکا جاتا ہے' اور اس سے ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی ہے؟

۹۔ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے گانے بجانے کی رخصت پھر بھی نہیں دی بلکہ صدیق اکبر کو صرف اتنا فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔عید کے دن کی وجہ سے مزید ڈانٹ ڈپٹ سے روک دیا۔چنانچہ اسی حدیث میں ہے :((یا ابابکر ان لکل قوم عیدا و ھذا عیدنا .)) لیکن نہ گانا سننے کی خواہش کی' نہ گوایا' بلکہ اسی وقت وہ لڑکیاں آپ کے گھر سے نکال دی گئیں۔

۱۰۔ یہ ہے کہ جتنا حضور ﷺ کے سامنے ہوا' اتنا زیادہ سے زیادہ اب ہو جائے' یعنی نابالغ لڑکیاں جو گانا نہ جانتی ہوں عید کے دن کسی سچے واقعہ کی شجاعت و مردمی کے اشعار جو انھیں یاد ہوں قدرے کسی عورت کو سنا دیں۔

۱۱۔ یہ ہے کہ فقہ' حدیث پر غور کرنے سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے غنا کی ممانعت سن کر یہ طے کیے ہوئے تھے کہ گانا کسی حال میں کسی طرح کسی دن کسی وقت جائز نہیں۔اسی لیے حضور ﷺ نے اس گانے کی علت عید کا ہونا بتلا کر صدیق رضی اللہ عنہ کے غصے کو فرو کر دیا۔

۱۲۔ اگر خلیفہ اول کے نزدیک گانا حرام نہ ہوتا تو آپ اللہ کے رسول کی موجودگی میں اتنی جرأت نہ کرتے' نہ اللہ کے رسول کے گھر والوں کو ڈانٹتے' نہ ان غیر بالغہ لڑکیوں کو دھمکاتے۔

۱۳۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ نہیں فرمایا کہ گانا حلال ہے پھر تم کیوں روکتے ہو؟ بلکہ ان کے سامنے وہ چیز پیش کی جو ان کے ذہن اور ان کے علم میں نہ تھی' یعنی اس دن عید کی خوشی کا ہونا پس اظہار خوشی کے طور پر جائز (اشعار کا بند گھر میں پڑھ لینا اور شے ہے۔

۱۴۔ یہ ہے کہ اسی حدیث میں ہے کہ :((لیستا بمغنیتین .)) یعنی یہ لڑکیاں گانے والیاں نہ تھیں۔

پس گانا نہ جاننے والوں کے منہ سے اشعار کا بلا ترنم سننا' اور قوالوں اور گویوں مردوں اور عورتوں کی زبان سے خوش گلوئی اور ناز و انداز کیساتھ ترنم' اتار و چڑھاؤ سے باقاعدہ گانا سننا کیا ایک چیز ہے؟

۱۵۔ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ تشریح کہ وہ گانے والی عورتیں نہ تھیں' اس سے ظاہر ہے کہ گانے والیوں سے گانا سننا خود ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی حرام تھا' پس وجہ جواز میں ان سب چیزوں کا دخل ہے۔اشعار جو حرام نہ ہوں' گانے والیاں نہ ہوں' عید کی خوشی کا دن ہو وغیرہ نہ کہ بھاؤ بتا کر' انداز جتا کر' ہاتھ مٹکا کر' دیدے چڑھا کر' ترنم کے ساتھ شیریں آواز کے ساتھ' نغمہ کے ساتھ' ساکن کو متحرک کر دینے والے پردوں کے پیچھے سے سامنے لانے والے اشعار نہ پڑھے جائیں۔اور دلیل میں دو معصوم غیر مکلّف بچوں کا اپنے بڑوں کی بہادری والے واقعات کو نظم میں سنانا پیش کیا جائے کیا یہ انصاف ہے؟

۱۶۔ یہ ہے کہ بھلا دف کو آپ کے ان نو ساختہ باجوں سے کیا نسبت؟ اس میں نہ کوئی سر ہوتا ہے نہ تال بخلاف ان باجوں کے جو یقیناً بدترین لہو ولعب ہیں۔

۱۷۔ اسی حدیث میں ہے کہ: ((غمز تهما فخرجتا .)) میں نے ان دونوں کو ٹھوکا مارا اور وہ اٹھ کر چلی گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نکال دیا۔ اگر یہ کوئی نیک کام ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انھیں نکال دیں اور حضور اس پر انکار نہ فرمائیں۔

۱۸۔ غنا اور مغنیات شرعاً حرام ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ((لا يحل بيع المغنيات ولا شراء هن .)) (فتح پ صفحہ ۱۸) یعنی مغنی و مطرب گانے بجانے والوں والیوں کی خرید و فروخت بھی شرعاً حرام ہے۔

۱۹۔ فتح صفحہ ۱۱، صفحہ ۱۳ میں ہے: ((فيهن انزل الله ومن الناس من يشترى لهو الحديث .)) یعنی خریدنا لہو الحدیث (مول لینا) جو خدا کے نزدیک مذموم ہے۔

۲۰۔ اور ان توجیہات کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ گانے باجے کے جواز کا حکم منسوخ ہے۔ کیونکہ جب آپ کو باجے کی آواز اچانک کان میں پڑ جاتی تو کان میں انگلی داخل کر لیتے۔ جیسا کہ حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں، اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا اور بار بار مجھ سے دریافت فرماتے رہے کہ اے نافع بانسری کی آواز آ رہی ہے؟ میں کہتا ہاں آ رہی ہے یہ سن کر آگے چلتے رہے۔ بہت دور نکلنے کے بعد پھر دریافت فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا کہ اب وہ آواز نہیں آ رہی ہے تب انگلیوں کو کانوں سے الگ کر کے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک مرتبہ بانسری کی آواز سنی تھی تو آپ ﷺ نے بھی اسی طرح سے کیا تھا، جس طرح میں نے کیا۔ (تلبیس ابلیس ۳۰۱)

اگر باجہ سننا جائز ہوتا تو آپ نے کیوں باجے کی آواز سے کانوں کو بند کیا؟ اس سے معلوم ہوا کہ باجا سننا حرام ہے۔ زیادہ تفصیل اغاثۃ اللہفان اور تلبیس ابلیس وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عید الفطر کے لیے طاق کھجوریں کھا کر جانا مستحب ہے

۱۴۳۳۔ (۸) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ، وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۴۳۳۔ (۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر میں عید کی نماز سے پہلے طاق کھجوریں کھا کر تشریف لے جاتے تھے۔ (بخاری)

توضیح:...... عید الفطر میں نماز سے پہلے ایک یا تین یا پانچ (طاق) کھجوروں کا ناشتہ کر کے عید گاہ تشریف لے جاتے، اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد ناشتہ کرتے۔ یہ سنت ہے، اور اگر کھجور دستیاب نہ ہو سکے تو کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

عید کے روز راستہ بدل کر آنا

۱۴۳۴۔ (۹) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۳۴۔ (۹) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نبی ﷺ راستہ بدلتے تھے۔ (بخاری)

۱۴۳۳۔ صحيح بخاری كتاب العيدين باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج (۹۵۳)

۱۴۳۴۔ صحيح بخاری كتاب العيدين باب من خالف الطريق اذا رجع يوم العيد (۹۸۶)

توضیح: ...... یعنی جاتے وقت ایک راستہ سے جاتے، واپس آتے وقت دوسرے راستے سے تشریف لاتے تاکہ یہ دونوں راستے قیامت کے دن شہادت دیں، اور اس سے شعار اسلام کا اظہار بھی مقصود ہے۔

عیدالاضحیٰ کی نماز قربانی سے پہلے ادا کی جائے

١٤٣٥ - (١٠) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ، فَإِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۵۔ (۱۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یوم النحر (یعنی عیدالاضحیٰ کے دسویں دن کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں آپ نے یہ بیان فرمایا کہ آج کے دن سب سے پہلا کام ہمارا یہ ہے کہ ہم بقرہ عید کی نماز پہلے پڑھیں، پھر واپس جا کر قربانی کریں۔ جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے سنت کو پا لیا، اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر ڈالی تو وہ قربانی نہیں ہے بلکہ بال بچوں کو گوشت کھلانے کے لیے پہلے ذبح کر ڈالا ہے۔ اس سے قربانی کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: ......یعنی بقرعید کے دن پہلے نماز پڑھی جائے، اس کے بعد قربانی کی جائے یہی سنت ہے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر ڈالی اس کو قربانی کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کے بدلے میں دوسرے جانور کی قربانی کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ ایک صحابی نے دوبارہ قربانی کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شہری یا دیہاتی عید کی نماز سے پہلے قربانی کر ڈالتے ہیں ان کی قربانی نہیں ہوتی ہے۔

١٤٣٦ - (١١) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا، فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۶۔ (۱۱) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز سے پہلے ذبح کر ڈالا تو اس کی جگہ اسے دوسرا جانور ذبح کرنا چاہیے، اور جس نے نہیں ذبح کیا یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھ لی تو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ (بخاری و مسلم)

١٤٣٧ - (١٢) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۷۔ (۱۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا تو اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کیا (یعنی اپنے کھانے کے لیے ذبح کیا) قربانی کے لیے نہیں ذبح کیا، اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور مسلمانوں کے طریقے کے موافق کیا۔ (بخاری و مسلم)

١٤٣٨ - (١٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ

۱۴۳۸۔ (۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٤٣٥ - صحيح بخاری كتاب العيدين باب التكبير الى العيد (٩٦٨)، مسلم كتاب الاضاحى باب وقتها (١٩٦١) [٥٠٧٣]
١٤٣٦ - صحيح بخاری كتاب الذبائح والصيد باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم فليذبح على اسم الله (٥٥٠٠)، مسلم كتاب الاضاحى باب وقتها (١٩٦٠) [٥٠٦٤]
١٤٣٧ - صحيح بخاری كتاب الاضاحى باب سنة الاضحية (٥٥٤٦)، مسلم كتاب الاضاحى باب وقتها (١٩٦١) [٥٠٦٩]
١٤٣٨ - صحيح بخاری كتاب العيدين باب النحر والذبح يوم النحر بالمصلى (٩٨٢)

اللّٰهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اللہ ﷺ عیدگاہ میں ذبح کرتے اور اونٹوں کا نحر کرتے تھے۔(بخاری)

توضیح:...... یعنی دارالاسلام میں جب کہ کسی کو کسی قسم کا اعتراض نہ ہو تو عیدگاہ کے پاس قربانی کرنا مستحب ہے۔ گائے، بھینس، بکری، دنبہ، بھیڑ کو ذبح کرنا چاہیے اور اونٹ کو نحر کرنا چاہیے' یعنی اونٹ کو کھڑا کر کے اس کے سینے میں نیزہ بھونک دینا چاہیے۔ یہی نحر ہے لیکن اگر اس میں دشواری ہو تو ذبح کرنا بھی درست ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

١٤٣٩ـ (١٤) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا، فَقَالَ: ((مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ؟)) قَالُوْا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا: يَوْمَ الْاَضْحٰى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۱۴۳۹۔ (۱۴) حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ والوں کے دو دن تھے جس میں وہ خوشی مناتے اور کھیل کود کرتے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن تمہارے کیا ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں ان دونوں دنوں میں ہم خوشی مناتے تھے اور کھیل کود کرتے تھے۔ (ایک نو روز کا دن تھا اور دوسرا مہر جان کا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں دنوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تم کو دو دن ان سے بہتر عطا فرمائے ہیں۔ ایک قربانی کا دن اور دوسرا عیدالفطر کا دن۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... مسلمانوں کی خوشی کے یہی دو دن ہیں' ایک عیدالفطر' دوسرے عیدالاضحیٰ' ان دونوں عیدوں کے علاوہ اور عید منانا خلاف سنت ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

١٤٤٠ـ (١٥) وَعَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ. وَالدَّارِمِيُّ.

۱۴۴۰۔ (۱۵) حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر میں کچھ کھا کر تشریف لے جاتے اور عیدالاضحیٰ میں کھا کر نہیں جاتے تھے' بلکہ نماز پڑھ کر کھاتے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

١٤٤١ـ (١٦) وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ.

۱۴۴۱۔ (۱۶) حضرت کثیر بن عبداللہ ﷺ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأۃ سے پہلے سات تکبریں کہتے سوائے تکبیر تحریمہ کے' اور دوسری رکعت میں قرأۃ سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے سوائے تکبیر رکوع۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

١٤٣٩ـ اسناده صحيح، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب صلاة العيدين (١١٣٤)، النسائى (١٥٥٧)، حاكم ١/ ٢٩٦

١٤٤٠ـ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب الجمعة باب ما جاء فى الاكل يوم الفطر (٥٤٢)، ابن ماجه كتاب الصيام باب فى الاكل يوم الفطر (١٧٥٦)، ابن خزيمه (١٤٢٦)، الدارمى كتاب الصلاة باب الاكل قبل الخروج يوم (١٦٠٠)

١٤٤١ـ حسن، سنن الترمذى كتاب الجمعة باب ما جاء فى التكبير فى العيدين (٥٣٦)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى كم يكبر الامام فى صلاة العيدين (١٢٧٩)، اس حدیث کے بہت سے شواہد میں دیکھئے: سنن ابى داوٗد (١١٥١)، ارواء العليل (٦٣٩)، الدارمى كتاب الصلاة باب التكبير فى العيدين (١٦٠٦)

١٤٤٢ـ (١٧) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مُرْسَلًا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوْا فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا، وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۴۴۲۔ (۱۷) حضرت جعفر بن محمد مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عیدین اور استسقاء کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیر کہا کرتے تھے؟ اور خطبے سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور زور سے قرأت کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام شافعی نے روایت کیا ہے۔

١٤٤٣ـ (١٨) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَاَلْتُ اَبَا مُوْسٰى وَحُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہما: كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَهٗ عَلَى الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۴۴۳۔ (۱۸) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چار تکبیریں کہتے جس طرح جنازے پر چار تکبیریں کہتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوموسیٰ نے سچ کہا۔ (ابوداوٗد)

توضیح: ......اوپر کی حدیثوں سے صراحتاً معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیر اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع کے علاوہ پانچ تکبیر کہنی سنت ہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کی طرح صرف چار تکبیر کہنی چاہئے' تو علماء کرام نے فرمایا ہے کہ سعید بن عاص کی یہ روایت موقوف ہے' مرفوع نہیں ہے۔ بعض راوی مجہول بھی ہیں لہٰذا سنداً یہ کمزور ہے اس لیے یہ مرجوح ہے۔ پہلی روایت راجح اور قوی ہے۔

١٤٤٤ـ (١٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوِّلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۴۴۴۔ (۱۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کو ایک کمان دیا جاتا تھا جس پر سہارا لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔ (ابوداوٗد)

١٤٤٥ـ (٢٠) وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَتِهٖ اِعْتِمَادًا. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۴۴۵۔ (۲۰) حضرت عطاء مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دیتے تو اپنے نیزہ پر سہارا لگا کر کھڑے ہوئے۔ (شافعی)

یعنی ان دونوں روایتوں کا مطلب یہی ہے کہ خطبہ دیتے وقت اپنے ہاتھ میں کوئی لکڑی لے لیتے' اگر لکڑی نہ ملتی تو نیزہ اور کمان ہی کے سہارے پر خطبہ دیتے۔

١٤٤٦ـ (٢١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُّ

۱۴۴۶۔ (۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے دن

١٤٤٢ـ اسناد ضعیف جداً کتاب الأم ١/ ٢٣٦، مسند الشافعی ص ٧٦ ح ٣٢٦، اس روایت کی سند میں ابراہیم بن محمد اسلمی متروک راوی ہے۔

١٤٤٣ـ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب التکبیر فی العیدین (١١٥٣)، ابوعائشہ مجہول راوی ہے۔

١٤٤٤ـ اسناده ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الصلاة باب یخطب علی قوس (١١٤٥)، ابوخباب ضعیف راوی ہے۔

١٤٤٥ـ اسناده ضعیف جداً، کتاب الأم ١/ ٢٣٨، مسند الشافعی ص ٧٧ ح ٣٤١، ابراہیم بن محمد اسلمی متروک الحدیث اور لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہیں۔

١٤٤٦ـ صحیح سنن النسائی کتاب صلاة العیدین باب قیام الامام فی الخطبة متکئا (١٥٧٦)

الصَّلاةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالصَّلاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلا إِقَامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلاةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلَى بِلالٍ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ النَّاسَ، وَذَكَّرَهُمْ، وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهِ ثُمَّ قَالَ: وَمَضَى اِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلالٌ، فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَوَعَظَهُنَّ، وَذَكَّرَهُنَّ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر رہا تو آپ ﷺ نے بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز شروع کی، نماز ختم کر کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ کی تعریف اور اس کی خوبی بیان کی، اور لوگوں کو وعظ ونصیحت سنائی اور ثواب وعذاب کے کاموں کو یاد دلایا۔ اور اللہ کی اطاعت پر رغبت دلائی۔ پھر آپ عورتوں کے مجمع کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے ان عورتوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کا حکم دیا، اور وعظ ونصیحت کی اور اچھے کاموں کو یاد دلایا۔ (نسائی)

١٤٤٧۔ (٢٢) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ رَّجَعَ فِي غَيْرِهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

۱۴۴۷۔ (۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ کو جاتے وقت ایک راستے سے جاتے، اور واپسی کے وقت دوسرے راستے سے واپس آتے۔ (ترمذی، دارمی)

١٤٤٨۔ (٢٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ اَصَابَهُمْ مَّطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ صَلاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۱۴۴۸۔ (۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید کے دن میں بارش ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں سب کو عید کی نماز پڑھائی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح:...... عیدین کی نماز میدان اور جنگل میں پڑھنا مستحب ہے لیکن بارش اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے مسجد میں پڑھنا بھی درست ہے۔

١٤٤٩۔ (٢٤) وَعَنْ اَبِي الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْأَضْحٰى، وَأَخِّرِ الْفِطْرَ، وَذَكِّرِ النَّاسَ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۴۴۹۔ (۲۴) حضرت ابو الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو خط لکھا اس حال میں کہ وہ نجران شہر میں تھے کہ بقرہ عید کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھو، اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ اس حدیث کو شافعی نے روایت کیا ہے۔

توضیح: ...... نجران ایک شہر کا نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا تھا تو ان کو کچھ حکم احکام لکھ کر بھیجا اس میں سے ایک حکم یہ بھی تھا کہ قربانی کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو تاکہ قربانی آسانی سے لوگ کر سکیں، اور عید کی نماز ذرا تاخیر کر کے پڑھو تاکہ لوگ عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر سکیں۔

١٤٤٧۔ صحيح سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی خروج النبی ﷺ الی العید (٥٤١)، ابن ماجه (١٣٠١)، ابن خزیمه (١٤٦٨)، حاكم ١/ ٢٩٦، الدارمی کتاب الصلاة باب الرجوع من المصلی من غیر طریق الذی خرج منه (١٦١٢)

١٤٤٨۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد کتاب الصلاة (١١٦٠)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فی صلاة العید اذا کان مطر (١٣١٣)، عیسیٰ بن عبد الاعلیٰ مجہول اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن موہب، مستور (مجہول الحال) ہے۔

١٤٤٩۔ اسناده ضعيف جداً، کتاب الأم ١١/ ٢٣٢ مسند الشافعی ص ٧٤ ح ٣٢٢، ابراہیم بن محمد اسلمی متروک راوی ہے۔

اگر عید کے روز کوئی چاند دیکھنے کی گواہی دے تو کیا کیا جائے؟

١٤٥٠ ـ (٢٥) وَعَنْ اَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَكْبًا جَآئُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُوْنَ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ اَنْ يُفْطِرُوْا، وَإِذَا أَصْبَحُوْا أَنْ يَغْدُوْا إِلَى مُصَلَّاهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۴۵۰۔ (۲۵) حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ اپنے چچاؤں سے بیان کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں سے تھے کہ ایک قافلہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر یہ گواہی دی کہ انھوں نے کل گذشتہ شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ توڑ ڈالیں اور یہ فرمایا کل صبح چل کر نماز پڑھیں۔ (ابوداوٗد' نسائی)

توضیح: ...... یعنی تیسویں شب کو مدینہ والوں کو چاند نظر نہیں آیا تو تیسویں صبح کو روزہ رکھا تو زوال آفتاب کے بعد باہر سے ایک قافلہ نے آ کر یہ گواہی دی کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے تو آپ نے ان کی گواہی کا اعتبار کر کے یہ حکم دیا کہ روزہ توڑ ڈالیں اور کل عید کی نماز پڑھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

١٤٥١ ـ (٢٦) وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى، ثُمَّ سَأَلْتُهُ۔ يَعْنِيْ عَطَآءَ۔ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ، فَاَخْبَرَنِيْ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ، وَلَا بَعْدَمَا يَخْرُجُ، وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ، لَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۵۱۔ (۲۶) ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا عید اور بقرہ عید کے دن اذان نہیں دی جاتی تھی۔ تو عطاء نے کہا کہ چند دنوں کے بعد ان لوگوں سے یہی دریافت کیا' تو انہوں نے یہ مجھے بتایا کہ جابر بن عبداللہ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ عیدالفطر میں امام جب نماز کے لیے نکلے تو نہ اذان دی جائے' نہ اقامت کہی جائے اور نہ امام کے باہر آنے کے بعد کوئی تکبیر و اقامت ہے اور نہ اور کچھ۔ (مسلم)

١٤٥٢ ـ (٢٧) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ، فَاِذَا صَلّٰى صَلَاتَهُ، قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مُصَلَّاهُمْ، فَاِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ

۱۴۵۲۔ (۲۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدالاضحیٰ و عیدالفطر میں عیدگاہ تشریف لا کر پہلے نماز پڑھائی' پھر نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ دیا۔ لوگ اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہے خطبہ کے بعد اگر کسی جگہ لشکر بھیجنے کی ضرورت پڑتی تو لوگوں سے ذکر فرما دیتے یا اس کے علاوہ اور کوئی ضرورت ہوتی تو اس کا حکم

١٤٥٠ ـ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الصلوة باب اذا لم يخرج الامام للعيدين يومه يخرج (١١٥٧)، النسائی كتاب الصلاة العيدين باب الخروج الى العيدين من الغد (١٥٥٨)، ابن ماجه (١٦٥٣)

١٤٥١ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة العيدين (٨٨٦) [٢٠٤٩]

١٤٥٢ ـ صحيح مسلم كتاب صلاة العيدين (٨٨٩) [٢٠٥٣]

لِلنَّاسِ، اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا، تَصَدَّقُوْا، تَصَدَّقُوْا))، وَكَانَ اَكْثَرُ مَنْ يَّتَصَدَّقُ النِّسَآءَ. ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَّرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى، فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَّلَبِنٍ، فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِيْ يَدَهٗ، كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِيْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ نَحْوَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ: اَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلَاةِ؟! فَقَالَ: لَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ. قُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ، ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دیتے۔ اور وعظ میں صدقہ خیرات کا کثرت سے حکم دیتے، اور صدقہ دینے میں زیادہ تر عورتیں پیش پیش ہوتیں۔ اس سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے۔ یہی طریقہ ہمیشہ جاری رہا۔ جب مروان بن حکم رحمہ اللہ بادشاہ ہوا تو میں مروان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دوستانہ طریقے سے عید کی نماز کے لیے نکلا، اور ہم عیدگاہ میں پہنچے تو دیکھا کہ کثیر بن صلت نے کچی اینٹوں اور مٹی کا منبر بنا رکھا ہے تو مروان نے اپنے سے میرے ہاتھ کو کھینچا، گویا کہ وہ منبر کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ پہلے میں خطبہ دوں، اور میں اسے نماز کی طرف کھینچ رہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ پہلے نماز پڑھو، اور پھر بعد میں خطبہ دو۔ جب میں نے اس کی یہ کیفیت دیکھی کہ نماز سے پہلے خطبہ دینا چاہ رہا ہے، تو میں نے کہا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنے کا وہ دستور کہاں گیا، تو مروان نے کہا کہ وہ چھوڑ دیا گیا ہے (یعنی پہلے نماز پڑھنے کا دستور تھا۔ اب وہ طریقہ نہیں رہا، بلکہ پہلے خطبہ دیا جائے گا، بعد میں نماز پڑھی جائے گی تو میں نے کہا) خدا کی قسم تم ہرگز بھلائی کو نہیں پاسکو گے سنت کے خلاف کرنے میں۔ کیونکہ سنت یہی ہے کہ پہلے نماز پڑھی جائے اور بعد میں خطبہ دیا جائے۔ یہ کہہ کر ابوسعید واپس چلے آئے۔ (مسلم)

توضیح: ...... مسنون طریقہ یہی ہے کہ پہلے نماز پڑھی جائے اور بعد میں خطبہ دیا جائے۔ اس کے خلاف، خلافِ سنت ہے۔

❀❀❀❀

(۴۸) بَابُ فِي الْاُضْحِيَّةِ

قربانی کا بیان

ذی الحجہ کے دسویں دن سے تیرہویں دن تک اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص جانوروں کے ذبح کرنے کو اضحیہ کہتے ہیں۔ یہ اضحیہ اور قربانی بعض علماء کے نزدیک وسعت والے پر واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔ ہجرت کے بعد دس سال تک رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

تقریباً ہر نبی نے قربانی کی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے حق و باطل کے اظہار کے لیے قربانی کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی قربانی کی۔ رسول اللہ ﷺ کو یہی حکم دیا گیا کہ ﴿فصل لربك وانحر﴾ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔

اس قربانی کی بڑی فضیلت ہے جس جانور کی قربانی کرنی ہو وہ جانور خوب موٹا، فربہ اور ہر قسم کے عیب سے سالم ہو۔ بھیڑ، بکری، گائے، بھینس کی قربانی جائز ہے۔ قربانی کا جانور لنگڑا، لولا، اندھا، کانا نہ ہو، اور نہ آگے یا پیچھے یا درمیان کا کان کٹا یا چرا ہوا یا سوراخ دار ہو اور نہ زیادہ بوڑھا کمزور، لاغر ہو۔ جتنا ہی زیادہ قیمتی ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ دنبہ یا بھیڑ موٹا تازہ فربہ جس کا منہ اور پیٹ اور پاؤں کالے ہوں اور سینگ بڑے ہوں، رنگ چتکبرہ ہو اس کی قربانی افضل ہے۔ بکرہ، بکری دو دانت کے ہوں جو ایک سال گذر کر دوسرے سال میں لگی ہو۔ اور گائے بیل پورے دو سال کے ہو کر تیسرے سال میں لگے ہوں، مزید توضیح و تفصیل مندرجہ ذیل حدیثوں میں آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

اس چیز کا بیان کہ سینگ دار چتکبرے مینڈھے کی قربانی مستحب ہے

۱۴۵۳۔ (۱) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ، قَالَ: رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۵۳۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو سینگ دار چتکبرے بھیڑوں کی قربانی کی۔ ان دونوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، بسم اللہ واللہ اکبر کہا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے قدم مبارک کو دنبوں کے پہلو پر یا ان کے کلوں پر رکھا، اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کے ذبح کیا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ......اس سے معلوم ہوا سینگ دار چتکبرے مینڈھے کی قربانی مستحب ہے، اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اور اللہ اکبر کہنا چاہیے اور اگر قربانی کرنے والا ذبح کرنا جانتا ہے تو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر لے ورنہ دوسرا شخص اس کی طرف سے ذبح کر دے۔ قربانی کی دعا اور ذبح کرنے کا طریقہ دوسری فصل میں آ رہا ہے۔

۱۴۵۳۔ صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب وضع القدم علی صفح الذبیحة (۵۵۶)، مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الفعیه ۱۹۶۶ [۵۰۸۸]

١٤٥٤ - (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ' يَطَأُفِيْ سَوَادٍ وَّيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ' فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ' قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُدْيَةَ))' ثُمَّ قَالَ: ((اَشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ)) فَفَعَلْتُ' ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ' فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۴۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگ دار مینڈھے کے لانے کا حکم فرمایا جو سیاہی میں چلتا ہو (یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں) اور سیاہی میں بیٹھتا ہو (یعنی اس کا پیٹ سینہ سیاہ ہو) اور سیاہی میں دیکھتا ہوں (یعنی اس کی آنکھوں کے حلقے سیاہ ہوں) چنانچہ اس قسم کا دنبہ لایا گیا۔ تا کہ آپ اس کی قربانی کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم چھری لے کر آ جاؤ' پھر فرمایا کہ تم اس کو پتھر پر تیز کرلو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے اس چھری کو اپنے دست مبارک میں لے لیا' اور دنبہ کو پکڑ کر لٹا دیا' پھر بسم اللہ اللھم تقبل من محمد و ال محمد و من امۃ محمد پڑھ کر اس جانور کی قربانی کی' یعنی اس کو ذبح کیا۔ (مسلم)

توضیح:...... اس حدیث سے بھی سینگ دار چتکبرے بھیڑ کی قربانی مستحب معلوم ہوتی ہے اور ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لینا چاہیے تا کہ جلدی سے جانور کا گلا کٹ جائے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کے بعد اللھم تقبل منی یا من فلان کہنا چاہئے۔ یعنی اے خدا تو میری طرف سے یا فلاں شخص کی طرف سے قبول فرما۔ یا صرف بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہیے کیونکہ اللہ نیتوں کو خوب جاننے والا ہے اور یہی افضل ہے۔ واللہ اعلم

قربانی کے جانور کا دو دانتا ہونا ضروری ہے

١٤٥٥ - (٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً' اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ؛ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۵۔ (۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسنہ جانور کی قربانی کیا کرو۔ اگر مسنہ میسر نہ ہو سکے اور مشکل ہو جائے تو بھیڑ کے جذعہ کو کرو۔ (مسلم)

توضیح:...... جذعہ اس بھیڑ کو کہتے ہیں جو ایک سال کی عمر سے کم ہو اور چھ ماہ سے زیادہ ہو' اور بکری کا مسنہ جو دوسرے سال میں لگی ہو یعنی دو دانت والی ہو' اور گائے کا مسنہ جو تیسرے سال میں لگی ہو اور اونٹ کا مسنہ جو چھٹے سال میں لگا ہو۔

١٤٥٦ - (٤) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَّقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا' فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ' لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَصَابَنِيْ جَذَعٌ' قَالَ: ((ضَحِّ بِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۵۶۔ (۴) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریوں کے ریوڑوں کو ان کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اس کو صحابہ پر قربانی کرنے کے لیے تقسیم کر دو۔ چنانچہ انہوں نے حسب الارشاد تقسیم کر دیا' اس میں سے ایک بچہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی قربانی کر ڈالو۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حصہ میں ایک بچہ آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس کی قربانی کر ڈالو۔ (بخاری ومسلم)

١٤٥٤ - صحيح مسلم كتاب الاضاحى باب استحباب الضحيه (١٩٦٧) [٥٠٩١]
١٤٥٥ - صحيح مسلم كتاب الاضاحى باب من الأضحية (١٩٦٣) [٥٠٨٢]
١٤٥٦ - صحيح بخارى كتاب الاضاحى باب أضحية النبى ﷺ (٥٥٥٥)' مسلم كتاب الاضاحى باب من الاضحية (١٩٦٥) [٥٠٨٤]

توضیح: ...... عتود بھیڑ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو سال بھر سے کم ہو اور چھ ماہ سے زیادہ ہو۔ بظاہر جذعہ اور عتود ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

جانور عیدگاہ میں ذبح کرنا مسنون ہے

١٤٥٧۔ (٥) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۵۷۔ (۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں قربانی ذبح کرتے اور اونٹوں کو نحر کرتے۔ اس کی توضیح صلوٰۃ العیدین کی پہلی فصل میں گذر چکی ہے۔ (بخاری)

١٤٥٨۔ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

۱۴۵۸۔ (۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔ یعنی گائے، اونٹ میں سات آدمی شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں۔ (مسلم و ابوداؤد)

ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال اور ناخن تراشنے کا بیان

١٤٥٩۔ (٧) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّیَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا))، وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا، وَّلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا))، وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((مَنْ رَّاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّیَ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۹۔ (۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ داخل ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بالوں کو اور ناخنوں کو نہ تراشے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور قربانی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ ترشوائے۔ (مسلم)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو چاہیے کہ چاند دیکھنے کے بعد سے اور جب تک قربانی نہ کرے بال اور ناخن نہ ترشوائے، اور جو اپنی غریبی کی وجہ سے قربانی کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے بھی ایسا ہی کرنا مستحب ہے ایسا کرنے سے اس کو قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

ذوالحجہ کے دس ایام کی فضیلت کا بیان

١٤٦٠۔ (٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرَةِ،

۱۴۶۰۔ (۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک کام اس عشرہ ذی الحجہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ

١٤٥٧۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب النحر والذبح یوم النحر بالمصلی (٩٨٢)

١٤٥٨۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب الاشتراك فی الهدی (١٣١٨) [٣١٨٧]، سنن ابی داوٗد کتاب الصنحایا باب فی البقرة والجزور (٢٨٠٨)

١٤٥٩۔ صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب نهی من دخل علیه عشر ذی الحجة (١٩٧٧) [٥١١٧]

١٤٦٠۔ صحیح بخاری کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق (٩٦٩)

قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟)) قَالَ: ((وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

کے راستے میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جہاد بھی نہیں' مگر وہ شخص خدا کے نزدیک ان دنوں کے عمل صالح سے بھی زیادہ محبوب ہے جو اپنے جان و مال سے اللہ کے راستے میں لڑنے کے لیے نکلا اور پھر واپس نہ آیا یعنی شہید ہوگیا۔ (بخاری)

توضیح:...... عمل صالح سے مراد بظاہر عشرہ ذی الحجہ کی تکبیریں اور تسبیحیں ہیں' اور نو تاریخ کو روزہ رکھنا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

قربانی کے مسنون طریقے کا بیان

۱۴۶۱۔ (۹) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْءَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: ((إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ، بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) ثُمَّ ذَبَحَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالدَّارِمِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ، وَاَبِيْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ: ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ))

۱۴۶۱۔ (۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو چتکبرے سینگ دار خصی بھیڑوں کی قربانی کی' جب ان کو قبلہ رخ ذبح کرنے کے لیے کیا تو یہ دعا پڑھی: ((إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ، بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) پھر ذبح فرمایا۔ یعنی میں نے اپنے چہرے کو متوجہ کیا اس خدا کی جانب جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اس حال میں کہ میں ملت ابراہیمی پر ہوں جو یک طرفہ توحید کے ماننے والے تھے' مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ تحقیق میری نماز میری قربانی اور ساری عبادتیں اور میرا جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری دی ہوئی چیز ہے اور تیری خوشنودی کے لیے ہے تو اس کو محمد ﷺ کی طرف سے اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرما' اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں' اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے یعنی یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میری اس امت کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔ (احمد' ابوداوٗد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

۱۴۶۲۔ (۱۰) وَعَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَاَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ

۱۴۶۲۔ (۱۰) حضرت حنش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱۴۶۱۔ حسن' سنن ابی داوٗد کتاب الضحایا باب ما یستحب من الضحایا (۲۷۹۵' ۲۸۱۰)' الترمذی کتاب الاضاحی ۲۰ (۱۵۲۱)' ابن ماجه کتاب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ ﷺ (۳۱۲۱)' ابن خزیمه (۲۸۹۹)' مسند احمد ۲/ ۲۷۵' الدارمی کتاب الاضحیة باب السنة فی أراضیه (۱۹۴۶)

۱۴۶۲۔ اسناده ضعیف' سنن ابی داوٗد کتاب الضحا یا باب الاضحیة عن المیت (۲۷۹۰)' الترمذی کتاب الاضاحی باب ما جاء فی الاضحیة عن المیت (۱۴۹۵)' شریک القاضی اور حکم بن عتیبہ دونوں راوی مدلس ہیں اور سماع کی صراحت بھی نہیں ہے۔

يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، فَقُلْتُ لَهٗ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ، فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ،

کو دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا' میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یعنی ایک ہی مینڈھے کی قربانی کافی ہے دو مینڈوں کی قربانی کیوں کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لیے میں ایک مینڈھے کی قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کرتا ہوں۔ (ابوداوٗد' ترمذی)

توضیح: ...... بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک اپنی طرف سے کرتے تھے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کرتے تھے۔ جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دو مینڈھے کی قربانی کرتے رہے ہوں۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے قربانی کرتے رہنا تو میت کی وصیت کے مطابق میت کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے اور اگر بغیر وصیت کے ایصال ثواب کی نیت سے کی جائے تب بھی درست ہے۔

١٤٦٣ـ (١١) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ، وَاَلَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ، وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ، وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ: وَالْاُذُنَ

۱۴۶۳۔ (۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور کی قربانی ہم کرنا چاہتے ہیں اس جانور کے آنکھ کان کو اچھی طرح دیکھ بھال لیں تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور اگر آنکھ و کان میں کوئی نقص ہے تو اس کی قربانی نہ کریں۔ آپ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں کہ جس کا کان آگے کی طرف سے کٹا ہو یا پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو' اور نہ اس جانور کی قربانی کریں جس کا کان لمبائی میں پھٹا ہوا ہو یا گولائی میں۔ (یعنی اس قسم کے عیب دار جانور کی قربانی نہ کریں) (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ) ابن ماجہ کی روایت میں صرف ان نستشرف العین والاذن کے الفاظ ہیں۔

کان کٹے اور سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی کا بیان

١٤٦٤ـ (١٢) وَعَنْهُ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُّضَحِّيَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۱۴۶۴۔ (۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا سینگ ٹوٹا ہو اور کان کٹا ہوا ہو۔ (ابن ماجہ)

١٤٦٣ـ اسناده ضعيف، سنن ابی داوٗد كتاب الضحايا باب ما يكره من الضحايا (٢٨٠٤)، الترمذی كتاب الاضحی باب ما يكره من الاضاحی (١٤٩٨)، النسائی كتاب الضحايا باب المقابلة (٤٣٧٧)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ما يكره ان يضحی به (٣١٤٣)، ابو اسحاق السبعی مدلس هے اور سماع كی صراحت نهيں كی۔ الدارمی كتاب الاضاحی باب ما لا يجوز فی الاضاحی (١٩٥٢)

١٤٦٤ـ حسن، سنن ابی داوٗد (٢٨٠٥)، الترمذی (١٥٠٤)، النسائی (٤٣٨٢)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ما يكره أن يضحی به (٣١٤٥)، ابن خزيمه ٢٩١٣ جری بن کلیب کی توثیق امام عجلی اور ابن حبان نے کی ہے۔

چار عیوب والے جانور کی قربانی منع ہے

۱۴۶۵۔ (۱۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا؟ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ: ((اَرْبَعًا: اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَاَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۴۶۵۔ (۱۳) حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کے جانور کی قربانی سے احتراض کیا جائے اور بچا جائے تو آپ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ جس جانور میں یہ چار عیب ہوں اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (۱) لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو کہ چل نہ سکے۔ (۲) کانا کہ اس کا کانا پن بھی بالکل ظاہر ہو۔ (۳) ایسا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ (۴) وہ لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ ہو۔ (مالک' احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

۱۴۶۶۔ (۱۴) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَحِّيْ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِيْلٍ، يَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ، وَيَأْكُلُ فِيْ سَوَادٍ، وَيَمْشِيْ فِيْ سَوَادٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۶۶۔ (۱۴) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موٹا' فربہ سینگ دار نر بھیڑ کی قربانی کرتے تھے جو سیاہی میں دیکھتا تھا' (یعنی اس کے آنکھ کا حلقہ سیاہ تھا) اور کھاتا تھا سیاہی میں (یعنی منہ کا حصہ کالا تھا) اور چلتا تھا سیاہی میں (یعنی اس کے پاؤں سیاہ تھے) (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

۱۴۶۷۔ (۱۵) وَعَنْ مُجَاشِعٍ ؓ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّيْ مِمَّا يُوَفِّيْ مِنْهُ الثَّنِيُّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۱۴۶۷۔ (۱۵) حضرت مجاشع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جذعہ کفایت کرتا ہے ثنی کے مقابلے میں (یعنی مسنہ کی جگہ جذعہ کافی ہو گا)۔ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ) (مسنہ اور جذعہ کا بیان اوپر گذر چکا ہے)۔

۱۴۶۸۔ (۱۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَتِ الْاُضْحِيَةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۱۴۶۸۔ (۱۶) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بھیڑ کا جذعہ قربانی کے لیے بہتر ہے۔ (ترمذی)

١٤٦٥۔ اسناده صحيح، مسند احمد ٤/ ٢٨٩، سنن ابی داوٗد كتاب الضحايا باب ما يكره من الضحايا (٢٨٠٢)، الترمذی كتاب الاضاحی باب ما لا يجوز من الاضاحی (١٤٩٧)، النسائی كتاب الضحايا باب ما نهى عنه من الاضاحی العوراء (٤٣٧٦)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ما يكره أن يضحى به (٣١٤٤)، موطا امام مالك كتاب الضحايا باب ما ينهى عنه من الضحايا، الدارمی كتاب الاضاحی باب ما لا يجوز فی الاضاحی (١٩٤٩)

١٤٦٦۔ صحيح سنن ابی داوٗد كتاب الضحايا باب ما يستحب من الضحايا (٢٧٩٦)، الترمذی كتاب الاضحاحی باب ما جاء ما يستحب من الاضاحی (١٤٩٦)، النسائی كتاب الضحايا باب الكبش (٤٣٩٥)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ما يستحب من الاضاحی (٣١٢٨)

١٤٦٧۔ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد كتاب الضحايا باب ما يجوز من السن فی الضحايا (٢٧٩٩)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ما تجزی من الاضاحی (٣١٤٠)، حاكم ٤/ ٢٢٦، النسائی كتاب الضحايا باب المسنء والجزعة (٤٣٩٧)

١٤٦٨۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الاضاحی باب ما جاء فی الجذع من الضان (١٤٩٩)، کرام اور ابوکباش دونوں راوی مجہول ہیں۔

گائے کی قربانی میں سات افراد کی شرکت کا بیان

١٤٦٩ـ (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْاَضْحٰی، فَاشْتَرَكْنَا فِی الْبَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِی الْبَعِیْرِ عَشَرَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالنَّسَآئِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

۱۴۶۹۔ (۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ قربانی آ گئی تو گائے میں سات آدمی ہم شریک ہوئے اور اونٹ میں دس آدمی۔'' (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

توضیح: ...... پہلی حدیثوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہوں' بعض لوگوں کا یہی مسلک ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک دس کا حکم منسوخ ہے۔ (واللہ اعلم)

١٤٧٠ـ (١٨) وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ، وَاِنَّهٗ لَيُؤْتٰی يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا، وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۴۷۰۔ (۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دسویں ذی الحجہ کو قربانی کرنے سے بڑھ کر اور کوئی کام زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ قیامت کے دن وہ جانور سینگ وکھر اور بالوں سمیت آئے گا' اور زمین پر خون گرنے سے پہلے ہی وہ قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تم بھی اپنے جی کو خوش کر لو۔ (ابن ماجہ' ترمذی) یعنی ان ثوابوں کی وجہ سے خوشی سے قربانی کرو۔

١٤٧١ـ (١٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

۱۴۷۱۔ (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن جس میں عبادت کی جائے عشرہ ذی الحجہ کے دنوں میں ایک روزے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ان دنوں کی ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کے ثواب کے برابر ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) امام ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

١٤٦٩ـ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب الاضاحی باب ما جاء فی الاشتراك فی الاضحية (١٥٠١)، النسائی كتاب الضحايا باب ما تجزی عنه البدنة فی الضحايا (٤٣٩٧)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب عن كم تجزی البدنة والبقرة (٣١٣١)

١٤٧٠ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الحدود باب ما جاء فی فضل الاضحية (١٤٣٩)، ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ثواب الاضحية (٣١٢٦)، ابو المثنیٰ ضعیف راوی ہے۔

١٤٧١ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الصوم باب ما جاء فی العمل (٧٥٨)، ابن ماجه كتاب الصيام باب صيام العشر (١٢٢٨)، نہاس راوی ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نمازعید سے پہلے قربانی کی ممانعت کا بیان

١٤٧٢ـ (٢٠) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ الْاَضْحٰى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَمْ يَعْدُ اَنْ صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ وَسَلَّمَ، فَاِذَا هُوَ يَرٰى لَحْمَ اَضَاحِيْ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيْ ـ اَوْنُصَلِّيْ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ ذَبَحَ، وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ، فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷۲۔ (۲۰) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا کہ آپ ابھی نماز وخطبہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت دیکھا جو قربانی کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا گیا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کی ہے تو اس کو اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی چاہیے بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اس کے بعد قربانی کے جانور کو ذبح کیا اور فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کر لیا تو اس کی جگہ دوسرا جانور اس کو ذبح کرنا چاہئے، اور جس نے نماز سے پہلے نہیں ذبح کیا تو نماز کے بعد بسم اللہ کر کے ذبح کر دے۔ (بخاری مسلم)

قربانی کے ایام کا بیان

١٤٧٣ـ (٢١) وَعَنْ نَّافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۴۷۳۔ (۲۱) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا دسویں دن کے علاوہ دو دن قربانی کے اور ہیں (یعنی بارہویں تاریخ تک قربانی درست ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح سے مروی ہے) (موطا امام مالک)

توضیح: ...... اس مسئلہ میں پانچ اقوال ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ تیرہویں تاریخ تک قربانی درست ہے اس کی دلیلیں مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ثانی صفحہ ۳۶۴ میں موجود ہے۔

١٤٧٤ـ (٢٢) وَقَالَ: وَبَلَغَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِثْلَهٗ۔

۱۴۷۴۔ (۲۲) نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت پہنچی ہے۔

١٤٧٢ـ صحيح بخاری كتاب العيدين باب كلام الامام والناس فی خطبة العيد (٩٨٥)، مسلم كتاب الاضاحی باب وقتها (١٩٦٠) [٥٠٦٤]

١٤٧٣ـ اسناده صحيح، موطا امام مالك كتاب الضحايا باب الضحية عما فی بطن المرأة ٢/ ٤٨٧ ح ١٠٧١

١٤٧٤ـ اسناده ضعيف، موطا امام مالك كتاب الضحايا باب الضحية عما فی بطن المرأة ٢/ ٤٨٧ ح ١٠٧٢، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

١٤٧٥ ـ (٢٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّیْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۱۴۷۵۔ (۲۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

١٤٧٦ ـ (٢٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ؟ قَالَ: ((سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ)) قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ))۔ قَالُوْا: فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۷۶۔ (۲۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قربانی سے ہم کو کیا ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔ انھوں نے عرض کیا اور اون میں؟ آپ نے فرمایا: ہر اون کے بدلے میں ثواب ملے گا۔ (احمد، ابن ماجہ)

❀❀❀❀

١٤٧٥ ـ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الاضاحی باب الدليل على أن الاضحية سنة (١٥٠٧)، حجاج بن أرطاة ضعیف و مدلس راوی ہے۔

١٤٧٦ ـ اسناده ضعيف جداً، مسند أحمد ٤ / ٢٦٨، سنن ابن ماجه كتاب الاضاحی باب ثواب الاضحية (٣١٢٧)، عائذ اللہ مجاشعی ضعیف اور ابوداود نفیع اعمی کذاب راوی ہے۔

(۴۹) بَابُ الْعَتِيْرَةِ

فرع اور عتیرہ کا بیان

فرع جانور کا وہ بچہ ہے جو پہلے پیدا ہوتا تھا مشرکین اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کر دیتے تھے۔ اور عتیرہ بکری ہے جو رجب کے مہینہ میں ذبح کی جاتی تھی۔ نہایہ میں ہے کہ عرب میں یہ دستور تھا کہ کوئی آدمی منت مانتا کہ اگر میری بکریاں اتنی ہو جائیں گی تو میں ہر دس بکریوں میں سے اتنی بکریاں رجب کے مہینے میں ذبح کروں گا اس کو عتائر کہتے تھے۔ شروع اسلام میں بھی آنحضرت ﷺ نے رجب کی قربانی کو قائم رکھا پھر منع فرما دیا۔ خطابی نے کہا اس حدیث میں عتیرہ سے مراد وہی بکری ہے جو اللہ کے لیے رجب کے مہینے میں کاٹی جائے لیکن وہ عتیرہ جو جاہلیت کے زمانے میں بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اس کا خون بت کے سر پر ڈالتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

غیر اللہ کے نام پر قربانی حرام ہے

١٤٧٧ـ (١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ))۔ قَالَ: وَالْفَرَعُ: اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ، وَالْعَتِيْرَةُ: فِیْ رَجَبَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۷۷۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرع اور عتیرہ جائز نہیں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرع وہ پہلا بچہ ہے جو پیدا ہوتا تھا، مشرکین بتوں کے نام ذبح کرتے تھے اور عتیرہ وہ جانور ہے جو رجب کے مہینے میں ذبح کرتے تھے۔ (بخاری مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

١٤٧٨ـ (٢) عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا وُقُوْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ، فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَّةً وَعَتِيْرَةً، هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ؟ هِیَ الَّتِیْ تُسَمُّوْنَهَا الرَّجَبِيَّةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ،

۱۴۷۸۔ (۲) حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفات کے میدان میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! ہر گھر والے پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ ہے۔ تم عتیرہ جانتے ہو کیا ہے؟ عتیرہ وہی ہے جس کو تم رجبیہ کہتے ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) امام ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور امام داؤد نے

١٤٧٧ـ صحيح بخارى كتاب العقيقة باب الفرع (٥٤٧٣)، مسلم كتاب الاضاحى باب الفررع والعتيرة (١٩٧٦) [٥١١٦]

١٤٧٨ـ حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الضحايا باب ما جاء فى ايجاب الاضاحى (٢٧٨٨)، الترمذى كتاب الاضاحى باب ١٨ (١٥١٨)، النسائى كتاب الفرع والعقيرة بابٌ (٤٢٢٩)، ابن ماجه كتاب الاضاحى باب الاضاحى واجبة هى أم لا (٣١٢٥)

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ضَعِيْفُ الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: اَبُوْدَاوُدَ: وَالْعَتِيْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ

فرمایا کہ عتیرہ منسوخ ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

اس چیز کا بیان کہ آدمی اگر قربانی نہ پائے تو کیا کرے

١٤٧٩ ـ (٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ)). قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى، اَفَاُضَحِّيْ بِهَا؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ، وَتَقُصُّ مِنْ شَارِبِكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۱۴۷۹۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ قربانی کے دن کو عید کا دن مقرر کر دوں اللہ تعالیٰ نے اس دن کو امت محمدیہ ﷺ کے لیے عید کا دن ٹھہرایا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں مادہ منیحہ کے علاوہ کچھ نہ پاؤں تو کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن تم اپنے بالوں ناخنوں، مونچھ اور زیر ناف کے بالوں کو تراش لو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تمہاری قربانی ہو جائے گی۔ (ابوداؤد، نسائی)

توضیح: ...... منیحہ منح سے مشتق ہے جس کے معنی عطا اور بخشش کے ہیں۔ عرب لوگ غریبوں اور مسکینوں کو اونٹنی یا بکری و دودھ پینے کے لیے اس طرح دے دیا کرتے تھے کہ اس کے بال اور اون سے فائدہ اٹھائیں پھر چند دنوں کے بعد مالک کو واپس کر دیا جس کو دیا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

❀❀❀❀

١٤٧٩ ـ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب ما جاء فی ایجاب الاضاحی (٢٧٨٩)، النسائی کتاب الضحایا باب من لم یجد الاضحیة (٤٣٧٠)، حاکم ٤/ ٢٢٣، ابن حبان (١٠٤٣)، عیسٰی بن ہلال صدوق، حسن الحدیث راوی ہے۔

(۵۰) بَابُ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ

نماز خسوف کا بیان

خسوف چاند گرہن اور کسوف سورج گرہن کو کہتے ہیں' اور کبھی دونوں لفظ گہن کے معنی میں بولے جاتے ہیں خواہ چاند گرہن ہو یا' سورج گرہن ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار چاند سورج کی روشنی کو چھین لیتا ہے۔ دن ہوتا ہے مگر روشنی نہیں ہوتی یا بہت کم اور دھیمی ہو جاتی ہے اور چاند کی روشنی بھی ہلکی ہو جاتی ہے اسی کو گہن لگنا کہتے ہیں۔

جب ایسی حالت ہو جائے تو اسی وقت توبہ استغفار کرنا چاہیے۔ تضرع اور آہ وزاری کرنی چاہیے اور صدقہ وخیرات کرنا چاہیے اور دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے اس نماز کو صلوٰۃ الکسوف (چاند سورج گہن کی نماز) کہتے ہیں گہن میں تفاوت رہتا ہے کبھی جلدی صاف ہو جاتا ہے' کبھی دیر میں صاف ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دو رکعت نماز میں کبھی ہر ایک رکعت میں دو دو تین تین رکوع پڑھنے پڑتے ہیں یعنی اگر دیر میں صاف ہونے کا اندازہ ہو تو ہر ایک رکعت میں تین چار رکوع ہوں' اور اگر جلدی صاف ہو جانے کا خیال ہو تو ہر ایک رکعت میں دو رکوع کافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں گہن لگتا تو آپ ﷺ اسی ترکیب سے نماز پڑھاتے۔ (بخاری)

اس کی تشریح وتوضیح یہ ہے کہ تم صرف دو رکعتیں اس طرح پڑھو کہ تکبیر تحریمہ کے بعد عام مسنونہ دعائیں پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی لمبی سورت بقرۂ ال عمران وغیرہ پڑھ کے رکوع کرو۔ اس رکوع میں بہت دیر تک مسنونہ دعائیں پڑھو پھر رکوع سے سر اٹھا کر قومہ کرو' ابھی سجدہ نہ کرو بلکہ اس قومہ میں سورۂ فاتحہ اور کوئی بڑی سورت پڑھ کر پھر رکوع کرو' رکوع کرنے کے بعد کھڑے ہو جاؤ اب دو رکوع ہو گئے۔ اگر گرہن کا اندازہ یہ ہو کہ دیر تک رہے گا تو اس رکوع کے بعد پھر سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ جو پہلی سورتوں سے چھوٹی ہو۔ اس کے بعد رکوع کرو۔ اب تین رکوع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب دستور دو سجدہ کر کے کھڑے ہو جاؤ' اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت ہی کی طرح پڑھو کہ حسب موقع دو دو تین تین رکوع کرو لیکن یہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے کچھ ہلکی ہونی چاہیے اور اس کا قیام ورکوع و سجدہ بھی پہلے سے ہلکے ہی ہوں' اس کے بعد سلام پھیرو اگر بہت سے لوگ ہوں تو جماعت سے پڑھیں' امام مذکورہ بالا قاعدہ سے عیدین کی طرح بلند آواز سے دو رکعتیں پڑھائے اور نماز کے بعد خطبہ سنائے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف کے بعد خطبہ دیا تھا۔ (نیل منتقی)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نماز خسوف کا بیان

۱۴۸۰۔ (۱) عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ　　۱۴۸۰۔(۱) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے

۱۴۸۰۔ صحیح بخاری کتاب الکسوف باب الجهر بالقرائة فی الکسوف (۱۰۶۶' ۱۰۵۱)' مسلم کتاب الکسوف باب صلاۃ الکسوف (۹۰۱) [۲۰۹۲]

خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَعَثَ مُنَادِيًا: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِىْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ: مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو محلوں میں بھیجا جو اس طرح اعلان کر رہا تھا الصلوٰۃ جامعۃ ''نماز جمع کرنے والی ہے'' جب سب لوگ آ گئے تو آپ ﷺ آگے بڑھ گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی جس میں چار رکوع اور چار سجدے کیے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اتنا لمبا رکوع اتنا لمبا سجدہ سوائے اس نماز کے کسی نماز میں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

نماز خسوف میں جہری قراءت کا بیان

١٤٨١۔ (٢) وَعَنْهَا، قَالَتْ: جَهَرَ النَّبِىُّ ﷺ فِىْ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۸۱۔ (۲) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کی نماز میں زور سے قراءت کی۔ (بخاری و مسلم)

نماز خسوف کی کیفیت اور طریقہ کا بیان

١٤٨٢۔ (٣) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: اِنْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ، فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ

۱۴۸۲۔ (۳) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اس نماز میں سورہ بقرہ کی قرات کے بقدر کے لمبا قیام کیا، (یعنی اتنا لمبا قیام کیا کہ جتنی دیر میں سورہ بقرۃ پڑھی جا سکتی ہے) پھر بہت لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بہت دیر تک کھڑے رہے، پھر اس کے بعد بہت لمبی قراۃ کی لیکن پہلی قرأۃ سے ہلکی تھی۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، لیکن پہلے رکوع کے نسبت چھوٹا رکوع تھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سر اٹھایا اور بہت لمبا قومہ کیا۔ لیکن پہلے قومہ کے اعتبار سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر سجدہ کے بعد کھڑے ہو گئے اور بہت دیر تک کھڑے رہے۔ لیکن پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا یہ رکوع پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بہت دیر تک قیام و قرأۃ کیا، اور یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز کو ختم کر دیا۔ اس عرصہ میں آفتاب خوب روشن ہو گیا پھر نماز کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں یہ فرمایا کہ سورج اور چاند

١٤٨١۔ صحيح بخارى كتاب الكسوف باب الجهر بالقرائة فى الكسوف (١٠٦٥)، مسلم كتاب الكسوف باب صلاة الكسوف (٩٠١)، [٢٠٩٣]

١٤٨٢۔ صحيح بخارى كتاب الكسوف باب صلاة الكسوف جماعة (١٠٥٢)، مسلم كتاب الكسوف باب ما عرض على النبى ﷺ فى صلاة الكسوف (٩٠٧)، [٢١٠٩]

فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ))۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ: ((اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَ كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ۔ وَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ))۔ قَالُوْا: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ)): قِيْلَ: يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ، لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں کسی کے مرنے اور جینے سے گرہن نہیں لگتا، جب تم یہ گہن لگنا دیکھوتو اللہ کو یاد کرو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی جگہ کھڑے ہونے کی حالت میں کسی چیز کے پکڑنے کا ارادہ کیا پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تو اس کے درختوں میں سے انگور کا خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا، اگر میں اس خوشے کو لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم کھاتے رہتے۔ اور میں نے دوزخ کو دیکھا تو آج کی طرح کوئی خوفناک منظر نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ لوگوں نے کہا کس وجہ سے یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ان کے کفر کی وجہ سے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان عورتوں کے اللہ کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ کفران نعمت کی وجہ سے (یعنی وہ اپنے خاوندوں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی ہیں) اگر تم ساری زندگی ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو پھر وہ تمہاری طرف سے اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات دیکھ لیں تو کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے تمہاری طرف سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں ہر ہر رکعت دو دو رکوع اور دو دو سجدے ہیں اور بعض روایتوں میں تین تین رکوع اور چار چار رکوع تک آئے ہیں۔ حسب موقعہ بطریق سنت سب جائز ہے۔ کوئی اضطراب اور تعارض نہیں ہے اور یہ نماز دوسری نمازوں سے متعدد رکوع ہونیکی وجہ سے ممتاز ہے جس طرح عیدین کی نماز تکبیرات زوائد کی وجہ سے ممتاز ہے اور یہ امر تعبدی ہے قیاس کا دخل نہیں ہے۔ زیادہ تفصیل فتح الباری، نیل الاوطار، تحفۃ الاحوذی اور مرعات میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

١٤٨٣۔ (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَتْ: ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوْا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا))، ثُمَّ قَالَ: ((يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ! ﷺ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهُ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهُ، يَا اُمَّةَ

١٤٨٣۔ (٤) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرح روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے اس حال میں کہ آفتاب روشن اور صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کے مرنے اور جینے سے اس میں گرہن نہیں لگتا ہے۔ جب تم اس کو دیکھ لوتو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ اور اس کی بڑائی بیان کرو، اور نماز پڑھو، صدقہ خیرات کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے امت محمدیہ کے لوگو! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ سے

١٤٨٣۔ صحیح بخاری کتاب الکسوف باب الصدقة فی الکسوف (١٠٤٤)، مسلم کتاب الکسوف باب صلاة الکسوف (٩٠١)، [٢٠٨٩]

مُحَمَّدٍ ﷺ! وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

زیادہ کوئی غیرت والا نہیں ہے اس امر پر کہ اس کا غلام اور لونڈی زنا کرے اے امت محمدیہ کے لوگو! خدا کی قسم جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی وہ جان لو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ (بخاری ومسلم)

سورج کو گرہن لگنا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے

١٤٨٤۔ (٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَّخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ، فَاَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ، مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: ((هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ، لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ؛ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ، فَاِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٨٤۔ (٥) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب میں گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ ڈر کر کھڑے ہو گئے اور قیامت قائم ہونے کی دہشت آپ ﷺ پر مسلط ہو گئی' آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھائی لمبے قیام ورکوع وسجود کے ساتھ کہ اتنا لمبا قیام رکوع وسجود میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان نشانیوں کو تم پر اللہ تعالیٰ بھیج کر دکھاتا ہے' یہ نہ کسی کے مرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور نہ کسی کے جینے کی وجہ سے۔ اس کی روشنی چھین کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم اس قسم کے گرہن کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس سے دعائے استغفار کرو۔ (بخاری ومسلم)

١٤٨٥۔ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤٨٥۔ (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اتفاق سے اس دن گرہن لگا جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہو گیا تھا آپ ﷺ نے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی جس میں دونوں رکعتوں میں چھ رکوع اور دو سجدے کیے (یعنی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے کیے) (مسلم)

١٤٨٦۔ (٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ

١٤٨٦۔ (٧) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ ﷺ نے آٹھ رکوع اور چار سجدوں میں نماز ادا کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح سے مروی ہے (مسلم) (یعنی دو رکعت نماز پڑھائی جس میں ہر رکعت میں چار رکوع دو سجدے کیے)۔

١٤٨٧۔ (٨) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤٨٧۔ (٨) علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت ہے (مسلم)

١٤٨٤۔ صحيح بخاری كتاب الكسوف باب ذكر فی الكسوف (١٠٥٩)، مسلم كتاب الكسوف باب الذكر النداء بصلاة الكسوف (٩١٢) [٢١١٧]

١٤٨٥۔ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ما عرض على النبی ﷺ فی صلاة الكسوف (٩٠٤) [٢١٠٢]

١٤٨٦۔ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات (٩٠٨) [٢١١١]

١٤٨٧۔ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ذكر من قال انه ركع ثمان ركعات (٩٠٨) [٢١١١]

نماز خسوف کی رکعات کا بیان

١٤٨٨ـ (٩) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ اَرْتَمِيْ بِأَسْهُمٍ لِّيْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَنَبَذْتُهَا، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَا حَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ. قَالَ: فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيَدْعُوْحَتّٰى حَسَرَعَنْهَا، فَلَمَّا حَسَرَ عَنْهَا قَرَأَ سُوْرَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ ((صَحِيْحِهٖ)). عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، وَكَذَا فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) عَنْهُ. وَفِيْ نُسَخِ ((الْمَصَابِيْحِ)) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

۱۴۸۸ـ (۹) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں مدینہ میں اپنے تیروں کی تیراندازی کر رہا تھا اتنے میں سورج میں گرہن لگ گیا' میں نے ان تیروں کو پھینک دیا اور دل میں کہا کہ میں ضرور بالضرور اس نئے حادثے کی طرف دیکھوں گا جو رسول اللہ ﷺ (کے زمانے میں) سورج گرہن میں پیش آیا ہے تو میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ نماز میں کھڑے ہوئے تھے اور ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور سبحان اللہ 'الحمدللہ' لاالہ الا اللہ اکبر کہہ رہے تھے اس کے علاوہ اور بھی دعائیں پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ تاریکی چھٹ گئی اور جب تاریکی چھٹ گئی تو دو رکعت نماز پڑھی جس میں دو سورتیں بھی پڑھیں۔ (مسلم)

توضیح: ......اس حدیث میں بظاہر تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ جیسے پہلے حدیثوں سے پتہ چلا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے تاریکی چھٹ جائے اور آفتاب روشن ہو جائے اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے' یہ نہیں ہے کہ تاریکی چھٹ جانے کے بعد نماز پڑھی جائے۔

سورج گرہن لگنے پر غلام آزاد کرنے کا بیان

١٤٨٩ـ (١٠) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعِتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۴۸۹ـ (۱۰) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

نماز خسوف میں سری قراءت کا بیان

١٤٩٠ـ (١١) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَةَ

۱۴۹۰ـ (۱۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو گرہن کی نماز پڑھائی تو آپ ﷺ کی آواز ہم نے نہیں سنی۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ' نسائی)

١٤٨٨ـ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ذكر النداء بصلاة الكسوف (٩١٣) [٢١١٩]

١٤٨٩ـ صحيح بخارى كتاب الكسوف باب من احب العتاقة فى كسوف الشمس (١٠٥٤)

١٤٩٠ـ حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب من قال أربع ركعات (١١٨٤)، الترمذى كتاب الجمعة باب ما جاء فى صفة القرائة (٥٦٢)، النسائى كتاب الكسوف باب نوع آخر من صلاة الكسوف (١٤٨٥)، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء فى صلاة الكسوف (١٢٦٤)، صحيح ابن خزيمه ١٢٩٧ و ابن حبان (٥٩٧، ٥٩٨)، حاكم ١/ ٣٢٩، ٣٣١ ووافقه الذهبى۔

توضیح: ...... گرہن کی نماز جہر سے پڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوا ہے۔ غالباً سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ دور تھے اس لیے آواز نہ سن سکے کیونکہ عدم سماع سے عدم جہر لازم نہیں آتا ہے۔

١٤٩١ ۔ (١٢) وَعَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: مَاتَتْ فُلَانَةُ، بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَرَّ سَاجِدًا، فَقِيْلَ لَهُ: تَسْجُدُ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا))، وَاَيُّ آيَةٍ اَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟! رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۴۹۱۔ (۱۲) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں بیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سجدے میں گر پڑے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں (یعنی بغیر ضرورت اور بے محل آپ نے سجدہ کیا؟) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرلیا کرو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نشانی ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا ہے جو سب کے لیے باعث رحمت تھیں۔ (ابوداوٗد، ترمذی)

توضیح: ...... چاند و سورج میں گرہن لگنا بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اس لیے اس کو دیکھ کر نماز پڑھنا چاہیے اسی مناسبت سے اس حدیث کو اس جگہ پر بیان کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

١٤٩٢ ۔ (١٣) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى بِهِمْ، فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الطِّوَالِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الطِّوَالِ، ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۴۹۲۔ (۱۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی جس میں لمبی لمبی سورتیں پڑھیں اور ایک رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے جس میں ایک لمبی سورت پڑھی پھر پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر نماز پڑھ کر قبلہ کی طرف بیٹھے رہے، دعا کرتے رہے یہاں تک کہ تاریکی چھٹ گئی اور سورج روشن ہوگیا۔ (ابوداوٗد)

١٤٩٣ ۔ (١٤) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۹۳۔ (۱۴) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا آپ دو دو رکعت پڑھ کر دریافت

١٤٩١ ۔ اسناده حسن، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب السجود عند الآيات (١١٩٧)، الترمذى كتاب المناقب باب فضل أزواج النبى صلی اللہ علیہ وسلم (٣٨٩١)

١٤٩٢ ۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب من قال اربع ركعات (١١٨٢)، ابوجعفر الرازی سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف راوی ہے۔

١٤٩٣ ۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داوٗد كتاب الصلاة باب من قال ركع ركعتين (١١٩٣)، النسائى صلاة الكسوف باب نوع آخر (١٤٩٠، ١٤٨٦)، ابوقلابہ نے سیدنا نعمان بن بشیر سے نہیں سنا۔

فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا، حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَآئِيِّ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ وَلَهُ فِيْ أُخْرٰى: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا مُّسْتَعْجِلًا اِلَى الْمَسْجِدِ، وَقَدْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَصَلّٰى حَتّٰى انْجَلَتْ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ اِلَّا الْمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنْ عُظَمَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ، وَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ، وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيْقَتَانِ مِنْ خَلْقِهٖ، يُحَدِّثُ اللّٰهُ فِيْ خَلْقِهٖ مَا شَآءَ، فَاَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ، اَوْ يُحْدِثَ اللّٰهُ اَمْرًا))

کرتے جاتے کہ تاریکی چھٹ گئی یا نہیں۔ اگر تاریکی باقی رہتی تو پھر دو رکعت پڑھتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح روشن ہو جاتا۔(ابوداؤد) اور نسائی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ سورج گرہن کے وقت ہماری نماز کی طرح آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ رکوع اور سجدہ کیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ سورج گرہن لگ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جلدی سے باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر نماز شروع کر دی' نماز پڑھتے پڑھتے تاریکی دور ہوگئی اور سورج روشن ہو گیا' پھر نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے کے لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ سے چاند و سورج میں گرہن لگتا ہے۔ حالانکہ کسی کے مرنے اور کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا ہے بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے رد و بدل کرتا ہے پس جب چاند اور سورج میں گرہن لگ جائے تو تم نماز پڑھو یہاں تک کہ اس کی تاریکی دور ہو جائے اور وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی نیا حکم ظاہر فرمائے (یعنی قیامت قائم ہو جائے)۔

❀❀❀❀

(۵۱) بَابٌ فِیْ سُجُوْدِ الشُّکْرِ

سجدۂ شکر کا بیان

جب کوئی خوشی کا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا جاتا ہے۔ اس کو سجدۂ شکر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے متعدد دفعہ سجدۂ شکر ادا فرمایا ہے۔

وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ اَلْفَصْلِ الْاَوَّلُ وَالثَّالِثِ
(اس باب میں پہلی فصل اور تیسری فصل نہیں ہے۔)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ ...... دوسری فصل

اس چیز کا بیان کہ خوشی دیکھے تو کیا کرے

١٤٩٤ - (١) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَآءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا۔ اَوْ یُسَرُّ بِہٖ۔ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۱۴۹۴۔ (۱) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی خوشی کی بات پیش آ جاتی یا کسی چیز سے آپ ﷺ خوش ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدہ میں گر جاتے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

١٤٩٥ - (٢) وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی رَجُلًا مِنَ النُّغَاشِیْنَ، فَخَرَّ سَاجِدًا۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ مُرْسَلًا، وَفِیْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) لَفْظُ ((الْمُصَابِیْحِ))۔

۱۴۹۵۔ (۲) حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بونے (چھوٹے قد والے) کو دیکھا تو سجدے میں گر پڑے۔ (دارقطنی) یعنی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ہم کو پست قد نہیں بنایا بلکہ متوسط اور معتدل قد کا بنایا۔

١٤٩٦ - (٣) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ مَکَّةَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَةَ، فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِنْ عَزْوَرَآءَ، نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ، فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا۔ فَمَکَثَ طَوِیْلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ

۱۴۹۶۔ (۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب جب ہم عزوراء مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر تھوڑی دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر سجدہ میں گر پڑے اور بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ پھر آپ ﷺ

١٤٩٤ - اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب الجھاد باب فی سجود الشکر (٢٧٧٤)، الترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی سجدة الشکر (١٥٧٨)، ابن ماجه (١٣٩٤)

١٤٩٥ - اسنادہ ضعیف، سنن الدارقطنی کتاب الصلاة باب السنة فی سجود الشکر (١/ ٤١٠)، جابر الجعفی سخت ضعیف راوی ہے۔

١٤٩٦ - اسنادہ ضعیف، سنن ابی داوٗد کتاب الجھاد باب فی سجود الشکر (٢٧٧٥)، یحییٰ بن حسن اور اشعث بن اسحٰق مجہول راوی ہیں۔

سَاجِدًا، فَمَكَثَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّسَاجِدًا، قَالَ: ((اِنِّیْ سَأَلْتُ رَبِّیْ، وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ، فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِیْ، فَسَأَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِیْ، فَسَأَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِی الثُّلُثَ الْاٰخِرَ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ شُكْرًا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تھوڑی دیر تک پھر دعا کی' پھر آپ سجدہ میں گر پڑے اور بہت دیر تک سجدہ میں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے' پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر تھوڑی دیر تک دعا کی' پھر سجدہ میں گر پڑے پھر کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے بارے میں سفارش کے لیے دعا کی (یعنی اپنی امت کے گناہوں کے بخشش کے بارے میں) تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی (۱/۳) امت عطا فرمائی (یعنی تہائی امت کے بخشش کا وعدہ کیا) تو اپنے رب کے شکریہ میں سجدے میں گر پڑا' پھر سر اٹھا کر اپنی بقیہ امت کے لیے دعا کی تو دو تہائی امت مجھے دی گئی (یعنی دو تہائی امت کے بخشش عطا کی گئی) تو میں اپنے پروردگار کے شکریہ میں سجدہ میں گر پڑا' پھر سر اٹھا کر باقی امت کی مغفرت کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے باقی تہائی امت کی مغفرت عطا فرمائی تو اس کے شکریہ میں میں سجدہ میں گر پڑا۔ (ابوداوٗد' احمد)

❀❀❀❀

(۵۲) بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ

نماز استسقاء کا بیان

جب لوگ اللہ کے نافرمان ہو جاتے ہیں' ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں تو قحط میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((لم ينقص قوم المكيال والميزان الا اخذوا بالسنين وشدة المؤونة وجور السلطان عليهم ولم يمنعوا زكوٰة اموالهم الا منعوا القطر من السماء ولو لا البهائم لا يمطروا .)) (ابن ماجه) ''جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کو قحط سالیوں کی سخت مصیبتوں اور بادشاہوں کے ظلم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے ان سے بارش روک لی جاتی ہے لیکن اگر جانور نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی۔'' بارش برسانے اور قحط دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی جاتی ہے اور نماز پڑھی جاتی ہے اس کو نماز استسقاء کہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب قحط پڑا تو آپ ﷺ نے ایک دن اور وقت مقرر کر کے سب میں اعلان کرایا کہ پانی طلب کرنے کے لیے فلاں میدان میں جمع ہو جاؤ۔تاریخ معینہ پر سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ سورج نکلتے ہی نہایت عاجزی تواضع' خاکساری سے سادہ اور معمولی لباس پہن کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عیدین کی نماز کی طرح ادا فرمائی' یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہہ کر نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ دیا اور کبھی نماز سے پہلے ہی خطبہ دیا اور دعا کے لیے بہت اونچا ہاتھ اٹھایا۔ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور پشت آسمان کی طرف رکھا اور چادر کو اس طرح الٹا کر چاروں کونے بدل گئے نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے اور دائیں کا بائیں جانب اور بائیں کا دائیں جانب ہو گیا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

١٤٩٧ـ (١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآئَةِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَوَّلَ رِدَآئَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۹۷۔(۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر استسقاء کی نماز کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے اور سب کو دو رکعت جہر بالقرءۃ کے ساتھ نماز پڑھائی اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگی اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے' پھر چادر کو قبلہ رخ ہو کر الٹ پلٹ کیا۔(جیسا کہ اوپر بیان آ چکا ہے) (بخاری و مسلم)

نماز استسقاء میں ہاتھ کس قدر بلند ہوں

١٤٩٨ـ (٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

۱۴۹۸۔(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی

١٤٩٧ـ صحيح بخاری كتاب الاستسقاء باب الجهر بالقرائة (١٠٢٨)، مسلم كتاب صلاة الاستسقاء (٨٩٤) [٢٠٧١]

١٤٩٨ـ صحيح بخاری كتاب الاستسقاء باب رفع الامام يده فی الاستسقاء (١٠٣١)، مسلم كتاب صلاة الاستسقاء باب رفع اليدين بالدعاء (٨٩٥)، [٢٠٧٤]

لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دعا میں اتنا اونچا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنا اونچا ہاتھ استسقاء میں اٹھاتے تھے۔ اس قدر اونچا اٹھاتے تھے کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ (بخاری ومسلم)

استسقاء میں ہاتھ کی ہتھیلیوں کی پشت آسمان کی طرف ہونے کا بیان

۱۴۹۹۔ (۳) وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَسْقٰى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۹۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی اور دعا میں ہاتھ کی ہتھیلیوں کی پشت کو آسمان کی طرف رکھا۔ (مسلم)

توضیح: ...... دعا کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اندرونی ہتھیلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہو۔ لیکن استسقاء کی دعا کے لیے ہتھیلیوں کو پشت کو آسمان کی طرف رکھا جائے اور اندرونی حصہ کو زمین کی طرف۔ یہ انقلاب کی طرف اشارہ ہے کہ قحط سالی کا زمانہ دور ہو جائے اور خوش حالی آ جائے۔

بارش دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جائے

۱۵۰۰۔ (۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۰۰۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش ہوتے ہوئے دیکھتے تو **اللهم صيبا نافعا** فرماتے۔ یعنی اے اللہ نفع بخش بارش برسا۔ (بخاری)

بارش کے قطرات جسم پر بہانے کا بیان

۱۵۰۱۔ (۵) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ، قَالَ: فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۰۱۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے میں بارش ہونے لگی رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم مبارک سے کپڑے کو (یعنی کرتے کو) ہٹا لیا اور بارش آپ کے جسم اطہر پر گرنے لگی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے رب کی طرف سے نئی نئی بارش ہو رہی ہے (اور یہ پانی طاہر ومطہر ہے جو باعث شفا ہے) اس لیے یہ مناسب معلوم ہوا کہ اپنے جسم پر اس بارش کے پانی کو پڑنے دوں) (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۱۵۰۲۔ (۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ:

۱۵۰۲۔ (۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

۱۴۹۹۔ صحیح مسلم کتاب صلاة الاستسقاء باب رفع الیدین بالدعاء (۸۹۶) [۲۰۷۵]

۱۵۰۰۔ صحیح بخاری کتاب الاستسقاء باب ما یقال اذا امطرت (۱۰۳۲)

۱۵۰۱۔ صحیح مسلم کتاب صلاة الاستسقاء باب الدعاء فی الاستسقاء (۸۹۸) [۲۰۸۳]

۱۵۰۲۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب صلاة الاستسقاء باب جماع ابواب صلاة الاستسقاء وتفریعها (۱۱۶۳)، الترمذی (۵۵۶)، النسائی (۱۵۰۶)، ابن ماجه (۱۲۶۷)، شواہد کے لیے دیکھیے صحیح بخاری (۱۰۲۴)، صحیح مسلم (۸۹۴) نیز واضح رہے کہ عمرو بن حارث حمصی کی توثیق درج ذیل محدثین نے کی ہے۔ ابن خزیمه ۵۷۱، ابن حبان ۴۸۲، حاکم و ذهبی ۱/ ۲۲۳، دار طنی ۱/ ۳۳۵ وغیرہ۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْسَرَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

اللہ ﷺ عید گاہ تشریف لے گئے اور وہاں استسقاء کی نماز پڑھی اور قبلہ رخ ہو کر چادر کو پھرایا۔ یعنی چادر کے اس کونے کو جو دائیں کندھے پر تھا بائیں شانے پر کیا اور بائیں شانے پر رکھا پھر اللہ سے دعا کی۔ (ابوداؤد)

۱۵۰۳۔ (۷) وَعَنْهُ، أَنَّهٗ قَالَ: اسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَّهٗ، سَوْدَآءُ، فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ أَسْفَلَهَا، فَيَجْعَلَهٗ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَّبَهَا عَلٰى عَاتِقَيْهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۱۵۰۳۔ (۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب استسقاء کی نماز پڑھی تھی تو اس وقت آپ ﷺ کے جسم مبارک پر سیاہ کمبل تھا۔ آپ ﷺ نے ردو بدل کا ارادہ کیا کہ نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے کریں لیکن وہ کمبل بھاری تھا اس لیے شانے مبارک پر ڈال لیا۔ (احمد، ابوداؤد)

توضیح:...... اگر ہلکا کپڑا ہو جس کے بدلنے میں آسانی ہو تو بدل دینا چاہیے اور اگر بھاری ہے تو بدلنا ضروری نہیں ہے اور چادر کا ردو بدل کرنا انقلاب کی طرف اشارہ ہے کہ قحط سالی کا زمانہ ختم ہو جائے اور خوش حالی کا زمانہ آ جائے۔

۱۵۰٤۔ (۸) وَعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِيْ عِنْدَ اَحْجَارِ الزَّيْتِ، قَرِيْبًا مِّنَ الزَّوْرَآءِ قَائِمًا يَّدْعُوْ يَسْتَسْقِيْ، رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

۱۵۰۴۔ (۸) حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زوراء مقام کے قریب احجار الزیت کے پاس استسقاء کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کھڑے کھڑے دعائیں کر رہے ہیں اور دونوں ہاتھوں کو چہرے کے مقابلے میں اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ دونوں ہاتھ سر سے اونچے نہیں تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

نماز استسقاء کے لیے عاجزی کا بیان

۱۵۰۵۔ (۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ يَعْنِيْ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ۔ مُتَبَذِّلًا، مُتَوَاضِعًا، مُتَخَشِّعًا، مُتَضَرِّعًا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

۱۵۰۵۔ (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ استسقاء کی نماز کے لیے اس حالت میں باہر نکلے کہ زینت کے کپڑوں کو اتار کر معمولی اور سادہ کپڑے زیب تن فرما کر نہایت خاکساری اور عاجزی اور تواضع اور ڈرنے والے آہ زاری کرنے والے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۱۵۰۳۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب صلاۃ الاستسقاء جماع ابواب صلاۃ الاستسقاء (۱۱٦٤)، مسند احمد ٤/ ٤٢)

۱۵۰٤۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب صلاۃ الاستسقاء باب رفع الیدین فی الاستسقاء (۱۱٦۸)، الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی صلاۃ الاستسقاء (۵۵۷)، النسائی کتاب الاستسقاء باب کیف یرفع (۱۵۱۵)

۱۵۰۵۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داوٗد کتاب صلاۃ الاستسقاء، جماع ابواب صلاۃ الاستسقاء (۱۱٦۵)، الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی صلاۃ الاستسقاء (۵۵۹)، النسائی کتاب الاستسقاء باب جلوس الامام علی المنبر للاستسقاء (۱۵۰۹)، ابن ماجه کتاب اقامة الصلاۃ باب ما جاء فی صلاۃ الاستسقاء (۱۲٦٦)

بارش کے لیے کیا دعا پڑھی جائے

١٥٠٦ ـ (١٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ)). رَوَاهُ مَالِكٌ، وَأَبُوْدَاوُدَ.

۱۵۰۶۔ (۱۰) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کی دعا کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ)) یعنی "اے اللہ تو اپنے بندوں کو اور اپنے جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر (یعنی خشک زمین کو) سرسبز اور زندہ کر دے۔" (مالک، ابوداؤد)

١٥٠٧ ـ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُوَاكِئُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا، مَرِيْئًا، مَرِيْعًا، نَافِعًا، غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ))، قَالَ: فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۵۰۷۔ (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگ رہے ہیں: ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا، مَرِيْئًا، مَرِيْعًا، نَافِعًا، غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ)) "اے ہمارے اللہ ہمارے اوپر بارش برسا جو فریاد کو پہنچنے والی ہو۔ بہت ارزانی کرنے والی، نفع دینے والی، نہ نقصان پہنچانے والی، جلدی برسنے والی ہو، نہ دیر کرنے والی۔ (ابوداؤد) راوی کا بیان ہے کہ دعا کے بعد بادل گھر گیا، بارش ہونے لگی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نماز استسقاء کا مزید بیان

١٥٠٨ ـ (١٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: شَكَا النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُحُوْطَ الْمَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ، فَوُضِعَ لَهٗ فِي الْمُصَلّٰى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ، وَقَدْ

۱۵۰۸۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عید گاہ میں منبر رکھا جائے چنانچہ عیدگاہ میں منبر رکھا گیا۔ آپ نے لوگوں سے وعدہ فرمایا کہ فلاں دن استسقاء کی نماز پڑھنے کے لیے عیدگاہ میں آ جائیں۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ عیدگاہ تشریف لے گئے جب کہ سورج نکل چکا تھا آپ نے ممبر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بڑائی بیان کی اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگوں نے قحط سالی کی شکایت کی ہے کہ بارش کا زمانہ ختم ہو رہا ہے اور بارش ابھی تک نہیں ہوئی ہے

١٥٠٦ ـ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب صلاة الاستسقاء باب رفع اليدين فی الاستسقاء (١١٧٦)، موطا امام مالک کتاب الاستسقاء باب ما جاء فی الاستسقاء ١/ ١٩٠، ١٩١، ح ٤٥٠

١٥٠٧ ـ اسناده صحيح، سنن ابی داوٗد کتاب صلاة الاستسقاء باب رفع اليدين فی الاستسقاء (١١٦٩)، ابن خزيمه (١٤١٦)، حاکم، ١/ ٣٢٧

١٥٠٨ ـ اسناده حسن، سنن ابی داوٗد کتاب صلاة الاستسقاء باب رفع اليدين فی الاستسقاء (١١٧٣)

أَمَرَكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَدْعُوهُ، وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ، وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِيْنٍ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَءَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ أَوْ حَوَّلَ رِدَآءَهُ، وَهُوَ رَافِعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ اللّٰهُ سَحَابَةً، فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللّٰهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَأَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

تو اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو۔ اس نے قبولیت کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ، وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا إِلَى حِيْنٍ)) (ابوداؤد) ''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کی پرورش کرنے والا ہے۔ نہایت مہربان، بہت رحم والا ہے، جزا کے دن کا مالک ہے، خدا کے سوا کوئی بندگی کے قابل نہیں وہ جو چاہے کر ڈالے۔ خدایا تو ہی سچا معبود ہے، تو بے نیاز ہے، ہم سب تیرے محتاج ہیں تو ہم پر مینہ برسا، اور جس قدر برسا اس سے ہمیں قوت دے ایک مدت تک فائدہ پہنچا۔'' پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھایا اور بہت دیر تک اٹھائے رہے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ پھر لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کو پھیرا اور چادر کو الٹ پلٹ کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر سے نیچے اتر آئے، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے بادل کو ظاہر کیا، اور بجلی چمکی، کڑکی، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہونے لگی آپ مسجد میں واپس نہ آ سکے یہاں تک کہ سارے نالے بارش کے پانی سے بہہ پڑے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی مکانوں اور دیواروں کی پناہ ڈھونڈھنے لگے کہ بارش سے بچ جائیں تو آپ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ (ابوداؤد)

توضیح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور بعد میں نماز پڑھی اور پہلی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پہلے نماز پڑھی اور بعد میں خطبہ دیا۔ اس لیے ائمہ کرام کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے۔

دعا کے لیے نیک لوگوں کی محبت کا وسیلہ دینے کا بیان

١٥٠٩۔ (١٣) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا، فَاسْقِنَا قَالَ: فَيُسْقَوْنَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

١٥٠٩۔ (١٣) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط سالی پڑی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھاؤ اور دعا کیجیے ہم بھی آپ کے ساتھ دعا میں شریک رہیں گے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور امام ہونے کی حیثیت سے دعا شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! ہم نبی ﷺ کی زندگی میں نبی ﷺ کو تیرے سامنے پیش کرتے تھے اور نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے ہم پر بارش برساتا تھا اور سیراب

١٥٠٩۔ صحیح بخاری کتاب الاستسقاء باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا (١٠١٠)

کرتا تھا‘ اب نبی ﷺ کی عدم موجودگی میں ان کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو تیرے سامنے دعا کے لیے پیش کر رہے ہیں تو ان کی دعا قبول فرما کر ہم پر بارش برسا اور سیراب کر چنانچہ اس دعا کی برکت سے بارش ہو جاتی تھی۔ (بخاری)

توضیح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندوں کا وسیلہ لینا درست ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس سے دعا کرائی جائے اور کسی فوت شدہ نبی کا وسیلہ لینا درست نہیں ہے اگر یہ جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ ٹھہراتے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو چھوڑ کر آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ ٹھہرایا کہ ان کو امام بنا کر نماز پڑھوائی اور دعا کرائی کیونکہ یہ زندہ تھے۔ (واللہ اعلم)

نماز استسقاء سابقہ انبیاء کی سنت ہے

١٥١٠۔ (١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَرَجَ نَبِیٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِیْ، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَی السَّمَآءِ، فَقَالَ: ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِّنْ أَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ۔

۱۵۱۰۔ (۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ پہلے زمانے کے نبیوں میں سے کوئی نبی لوگوں کو لے کر استسقاء کی نماز کے لیے اور دعا کے لیے میدان میں نکلے تو انہوں نے ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے (یعنی دعا کر رہی ہے) تو یہ دیکھ کر اس نبی نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اب تم لوگ واپس چلو اس چیونٹی کی دعا قبول ہو چکی ہے۔ (دارقطنی)

❀❀❀❀

١٥١٠۔ ضعیف‘ سنن الدار قطنی کتاب الاستسقاء ٢/٦٦ ح ١٧٧٩‘ محمد بن عون غیر معروف راوی ہے دیکھیے: الضعیفہ (١٢٠٢)

(۵۳) بَابٌ فِی الرِّیَاحِ وَالْمَطَرِ

ہواؤں کا بیان

ہوا اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے بغیر اس کے زندگی غیر ممکن ہے لیکن بعض دفعہ حد اعتدال سے بڑھ جانے کی وجہ سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے آندھی طوفان وغیرہ کی برائی سے پناہ مانگی ہے جیسا کہ نیچے کی حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

اس چیز کا بیان کہ ہوا باعث رحمت بھی ہے اور زحمت بھی

۱۵۱۱۔ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۱۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صبا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے برباد کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ...... غزوہ خندق کے موقع پر پروا ہوا چلی جس سے مشرکین کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا کہ باد صبا سے میری مدد کی گئی ہے کیونکہ اس ہوا میں فرحت نصرت کی بشارت ہوتی ہے اور پچھوا ہوا میں خشکی غالب ہوتی ہے۔ قوم عاد بڑی سرکش قوم گزری ہے ان کے نبی نے ان کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے تب ان کو ہولناک عذاب نے گھیر لیا۔ آٹھ دن اور سات رات آندھیاں چلتی رہیں جس سے ان کی آبادی برباد ہو گئی اور خود بھی ہمیشہ کے لیے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کے ہلاکت کے بارے میں متعدد آیتیں نازل فرمائی ہیں جس میں سورہ الحاقہ کی یہ آیت غور سے پڑھیے:

﴿ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴾ (الحاقه)

"اور جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے جوان پر برابر لگا تار سات رات اور آٹھ دن تک بحکم خدا چلتی رہی پس تو دیکھے گا کہ یہ لوگ زمین پر اس طرح پچھڑ گئے جیسے کہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔"

۱۵۱۲۔ (۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ

۱۵۱۲۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی ایسا کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو اور کوا دیکھ سکوں بلکہ

۱۵۱۱۔ صحیح بخاری کتاب الاستسقاء باب قول النبی ﷺ نصرت بالصبا (۱۰۳۵)، مسلم کتاب صلاۃ الاستسقاء باب فی ریح الصباء (۹۰۰)، [۲۰۸۷]

۱۵۱۲۔ صحیح بخاری کتاب تفسیر باب فلما رأوه عارضا قبل اویتهم (۴۸۲۹، ۴۸۲۸)، مسلم کتاب صلاۃ الاستسقاء باب التعوذ عند رؤیة الریح (۸۹۹)، [۲۰۸۶]

لَهَوَاتِهٖ، اِنَّمَا كَانَ يَبْتَسِمُ، فَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جب کبھی آپ ہنستے تو مسکرا دیتے تھے۔ جب بادل یا آندھی دیکھ لیتے تو اس کا خوف آپ کے چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوتا یعنی آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ (بخاری)

تیز آندھی آئے تو کیا پڑھا جائے

۱۵۱۳۔ (۳) وَعَنْهَا قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ))، وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَآءُ، تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ، وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ، فَعَرَفَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ، فَسَأَلَتْهُ، فَقَالَ: ((لَعَلَّهٗ يَا عَائِشَةَ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلُ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾))۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ۔ : وَيَقُوْلُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ: ((رَحْمَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۳۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب تیز آندھی چلتی تو آپ اس دعا کو پڑھتے۔ (بخاری، ترمذی) ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ)) ''اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے اس کی بھلائی کو اور اس چیز کی بھلائی کو جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کو جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے، اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے۔'' اور جب آسمان پر بادل گھر جاتا اور کالی گھٹا چھا جاتی تو آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک اداس ہو جاتا اور پریشانی اور اضطراب کی حالت میں کبھی گھر کے اندر داخل ہوتے اور کبھی باہر آتے۔ کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر جاتے، جب بارش ہونے لگتی تو آپ کی یہ پریشانی دور ہو جاتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پہچان کر دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! بادل کے گھرنے کی وجہ سے آپ کیوں پریشان ہو جاتے ہیں۔ دنیا تو کالی گھٹا دیکھ کر خوش ہو جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ ممکن ہے یہ گھٹا ایسی ہی ہو جس طرح قوم عاد نے قحط سالی کے بعد کالی گھٹا کو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ یہ بادل ہم پر پانی برسائے گا (لیکن بجائے بارش کے عذاب الٰہی کی بارش ہوئی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ بارش کو دیکھ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس بارش کو ہمارے لیے رحمت کی بارش بنا۔ (بخاری و مسلم)

بارش کا علم اللہ کے پاس ہے

۱۵۱٤۔ (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ اَلْآيَةَ۔)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۱۴۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیب کی پانچ کنجیاں ہیں پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کو جانتا ہے کب ہو گی اور وہی بارش بھی جانتا ہے کہ کب برسے گی، اور مادہ کے پیٹ میں نر ہے کہ مادہ، اور کسی کو یہ نہیں معلوم ہے کہ کل کیا کمائے گا، اور نہ یہ معلوم ہے کہ کہاں مرے گا۔ (بخاری)

۱۵۱۳۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قوله تعالی وهو الذی یرسل الریاح (۳۲۰۶)، مسلم کتاب صلاة الاستسقاء باب التعوذ عند رؤية الريح (۸۹۹)، [۲۰۸۵]

۱۵۱٤۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها إلا هو (٤٧٧٨)

قحط کا بیان

۱۵۱۵۔ (۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَیْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَّا تُمْطَرُوْا، وَلٰكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَیْئًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۱۵۔ (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بارش کا نہ ہونا قحط سالی نہیں ہے بلکہ قحط یہ بھی ہے کہ بارش ہو اور خوب بارش ہو اور زمین کچھ نہ پیدا کرے۔ (مسلم)

توضیح: ...... عام طور پر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ قحط یہی ہے کہ بارش نہ ہو کیونکہ قحط کی وجہ سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی آپ نے فرمایا قحط کا انحصار اسی میں نہیں ہے بلکہ قحط اس میں بھی ہے کہ بارش بہت ہوئی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوا یعنی سیلاب کی وجہ سے ساری پیداوار برباد ہوگئی سب لوگ اور جانور بھوکے مرنے لگے تو حد سے زیادہ بارش کا ہونا بھی قحط کا سبب بن جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

ہوا کو گالی دینا منع ہے

۱۵۱۶۔ (۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((الرِّیْحُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ تَعَالٰی، تَأْتِیْ بِالرَّحْمَةِ وَبِالْعَذَابِ، فَلَا تَسُبُّوْهَا، وَسَلُوْا اللّٰهَ مِنْ خَیْرِهَا، وَعُوْذُوْا بِهٖ مِنْ شَرِّهَا))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ))۔

۱۵۱۶۔ (۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے۔ ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عذاب دونوں لے کر آتی ہے، لہٰذا تم اس ہوا کو گالی مت دو، اور نہ برا کہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی مانگو اور اس کی برائی سے بچنے کی درخواست کرو۔ (الشافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی)

۱۵۱۷۔ (۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّیْحَ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((لَا تَلْعَنُوْا الرِّیْحَ، فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ، وَإِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَهٗ بِأَهْلٍ رَّجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَیْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔ وَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

۱۵۱۷۔ (۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ہوا پر لعنت بھیجی تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت وملامت نہ کرو۔ اس کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے، اور جیسا حکم دیا گیا ہے ویسا ہی وہ کرتی ہے۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے، اور جس نے کسی چیز پر لعنت کی اور وہ لعنت کا مستحق نہیں ہے تو لعنت اسی پر یعنی لعنت وملامت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ (ترمذی)

۱۵۱۸۔ (۸) وَعَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

۱۵۱۸۔ (۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۱۵۔ صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی سکنی المدینه (۲۹۰۴) [۷۲۹۱]

۱۵۱۶۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داوٗد کتاب الادب باب ما یقول اذا هاجت الریح (۵۰۹۷)، ابن ماجه کتاب الادب باب النهی عن سب الریح (۳۷۲۷)

۱۵۱۷۔ صحیح سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اللعنة (۱۹۷۸)، ابوداوٗد (۴۹۰۸)

۱۵۱۸۔ صحیح سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی النهی عن سب الریاح (۲۲۵۲)، عمل الیوم واللیلة للنسائی (۹۳۸، ۹۳۴)، الصحیحه (۲۷۵۶)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الرِّیْحَ، فَإِذَا رَأَیْتُمْ مَا تَکْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَا فِیْهَا وَخَیْرِ مَا أُمِرَتْ بِهٖ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

نے فرمایا: تم ہوا کو برا بھلا نہ کہو جب تم کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو تو یہ دعا پڑھو۔ (ترمذی) ((**لَا تَسُبُّوا الرِّیْحَ فَإِذَا رَأَیْتُمْ مَا تَکْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَا فِیْهَا وَخَیْرِ مَا أُمِرَتْ بِهٖ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهٖ**)). ''اے اللہ میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس بھلائی کو جو اس کے اندر ہے اور اس بھلائی کو جس کے لیے وہ حکم دی گئی ہے۔ اور میں پناہ چاہتا ہوں اس ہوا کی برائی سے اور اس برائی سے جو اس کے اندر ہے اور اس برائی سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔''

۱۵۱۹۔ (۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَا هَبَّتْ رِیْحٌ قَطُّ إِلَّا جَثَا النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً، وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِیْحًا))۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا﴾ وَ ﴿أَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ﴾ وَ ﴿أَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ﴾ وَ ﴿أَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرَاتٍ﴾۔ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ، وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ))۔

۱۵۱۹۔ (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی آندھی یا تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ ﷺ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ جاتے اور یہ دعا پڑھتے۔ ((**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً، وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِیْحًا**)). ''یعنی اے اللہ تو اس ہوا کو رحمت بنا اور عذاب مت بنا، اے اللہ اس ہوا کو ریاح (یعنی رحمت کا سبب) بنا، اور ریح (یعنی باعث عذاب) نہ بنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قرآن مجید میں (ریح اور ریاح دونوں لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ریح عذاب کے لیے اور ریاح رحمت کے لیے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انا ارسلنا علیهم ریحا صرصرا۔ یعنی ہم نے ان پر سخت اور تیز ہوا بھیجی جس نے ان کو تباہ کر دیا۔'' اور فرمایا وارسلنا علیهم ریح العقیم ''اور ہم نے ان پر چوپائی ہوا بھیجی۔'' (ان دونوں آیتوں میں ریح عذاب کے موقع پر بولا گیا ہے) اور فرمایا: وارسلنا الریاح لواقح ''یعنی ہم نے ان پر خیر و برکت کی ہوائیں بھیجیں۔'' اور فرمایا: وان یرسل الریاح مبشرات ''یعنی خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجیں۔'' اور فرمایا۔ (شافعی، بیہقی) ان دونوں آیتوں میں لفظ الریاح بشارت اور رحمت کے موقع پر بولا گیا ہے۔

۱۵۲۰۔ (۱۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أَبْصَرْنَا شَیْئًا مِّنَ السَّمَاءِ۔ تَعْنِیْ السَّحَابَ۔ تَرَكَ عَمَلَهٗ وَاسْتَقْبَلَهٗ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ)) فَإِنْ کَشَفَهٗ حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنْ مَطَرَتْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ

۱۵۲۰۔ (۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر بادل گھرا ہوا دیکھتے تو سب کاروبار چھوڑ دیتے اور بادل کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھتے۔ ((**اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ**)) ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جو اس بادل میں ہے۔'' اگر اللہ تعالیٰ اس ابر کو چھانٹ دیتا تو آپ ﷺ اللہ کی

۱۵۱۹۔ اسناده ضعیف جداً، کتاب الأم ۱/ ۲۵۳، علاء بن راشد مجہول اور ابراہیم بن یحییٰ اسلم متہم و متروک راوی ہے۔

۱۵۲۰۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا هاجت الریح (۵۰۹۹)، النسائی کتاب الاستسقاء باب القول عند المطر (۱۵۲٤)، ابن ماجه کتاب الدعاء باب ما یدعو به الرجل اذا رأى السحاب والمطر (۳۸۸۹)، الصحیحه (۲۷۵۷)

سُقْيًا نَافِعًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

تعریف کرتے اور اگر بارش شروع ہو جاتی تو یہ دعا پڑھتے ((اَللّٰهُمَّ سُقْيًا نَافِعًا)). ''یعنی اے اللہ نفع پہنچانے والی بارش برسا۔'' (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' شافعی)

بادل کی گرج سن کر کیا پڑھا جائے

۱۵۲۱۔ (۱۱) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۵۲۱۔ (۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گرجنے کی آواز اور بجلی کے چمکنے کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے ''اے اللہ تو اپنے غیظ و غضب سے ہم کو نہ مار اور اپنے عذاب سے ہم کو نہ ہلاک کر اور عذاب کے آنے سے پہلے ہم کو عافیت دے۔ (احمد' ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۱۵۲۲۔ (۱۲) عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ: سُبْحَانَ الَّذِيْ ((يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۵۲۲۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب گرج کی آواز سنتے تو بات چیت چھوڑ دیتے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے: ﴿يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ﴾ ''یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کی ''تسبیح'' رعد فرشتہ (اس کی تعریف کے ساتھ) کرتا ہے اور دیگر فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ (مالک)

❀❀❀❀

۱۵۲۱۔ اسنادہ ضعیف' سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا سمع الرعد (۳۴۵۰)' احمد ۲/ ۱۰۰' ۱۰۱' ابومطہر مجہول اور حجاج بن أرطاۃ ضعیف و مدلس راوی ہے۔

۱۵۲۲۔ صحیح موطا امام مالک ۲/ ۹۹۲ ح ۱۹۳۴' کتاب الکلام باب القول اذا سمعت الرعد